سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

الحمد للہ

کہ در دوران خجستہ توامان پر از امن و امان مربی علوم و شریعت مشید ارکان عدل و نصفت

اعلیٰ حضرت خداوند نعمت حضور پر نور بندگان عالی نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ

مجلس آذر لوح کتاب مستطاب

روائع الاحکام ترجمہ شرائع الاسلام

کہ بموجب حکم مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی مورخہ ۲۰ آذر سنہ ۱۳۰۶ف مطابق ۱۸ جمادی الاولیٰ

سنہ ۱۳۱۴ ہجری شریک کتب امتحانات قانونی ممالک محروسہ سرکار عالی گردید

بہ سرپرستی

عالم مدقق و فاضل محقق جامع معقول و منقول عالیجناب خان بہادر مولانا مولوی خدابخش خان صاحب

بہادر چیف جسٹس بحسن سعی میر رستم علی صاحب تاجر کتب

بماہ نومبر سنہ ۱۸۹۶ء

در مطبع حیدری باہتمام سید حسین مالک مطبع چاپ گردید

کتب مندرجہ فہرست ہذا مطبوعہ و قلمی ہمارے کتب خانہ سے بکفایت ملسکتی ہین

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
اخبار و احادیث و فقہ و کلام مذہب امامیہ		**مصائب**		**اخلاق و نصائح**		**نجوم و رمل**	
		دفتر غم	عہ ۸/	تحفہ نفیس	۶/	آفتاب رمل	عہ ۸/
معطار الجوامع	۸/ ہے	روضۃ الشہدا	۱۰/	توقیعات کسرے	۸/	گلشن شہرت حصہ ۱	عہ ۱۲/
منہج الیقین	۴/ ہے	بوستان شہادت	عہ ۴/	قوانین دستگیری در لغت	صہ	ایضاً حصہ ۲	عہ ۱۲/
صراۃ النجاۃ وغیرہ	عا ۶/	سلک مرصع	"	شبنم شاداب در لغت	۴/	ایضاً حصہ ۳	عہ ۱۲/
صراۃ النجاۃ خورد	۱۲/	مجموعہ مرثیہ میر مونس	"	مخازن الامثلہ در لغت	۱۲/	دانش نامہ جہان	عہ
انوار الابصار	عا ۶/	" میر انیس	للعہ	**قصص وغیرہ**		سرچشمۂ رحمت در تصوف	عا ۴/
عقائد شیعہ	"	زبدۃ المصائب	عا ۶/	ضرب المجالس	عبا ۸/	مونس ذاکرین	ہے
ابواب الجنان	عبا ۸/	ذائقہ ماتم	عا ۱۲/	گلزار آصفی	صہ	حدائق البلاغہ در عروض	۸/
تحفۃ العارفین	۱۰/	ریحان غم	عا ۱۲/	صریغۃ العالم مقالہ ا	للعہ	گنجینۂ تواریخ	عہ
آداب التعلیم	۸/	خلاصۃ المصائب	"	" مقالہ دوم	للعہ	**طب**	
ینبوع المعجزات	"	رفیق الزائرین	"	تزک آصفیہ	للعہ	انوار الحواشی	صہ
ریحان معراج	"	داستان غم	عہ ۸/	تحفۃ العالم	للعہ	موضح الکانون	
مثنوی نان حلوا	۴/	کنز المصائب	ع ۵/	**کتب دواوین و مثنویات وغیرہ**		اقصرائی ار۰	
شرح ہفت بند کاشی	"	ریاض الشہادت				قرابادین ذکائی	عا ۶/
باغ ارم	عہ ۸/	سہ جلد	عہ ۵/	دیوان امانت	عہ ۴/	مجربات شہریاری	۱۲/
شمس المشرقین	۴/	مجالس الشیعہ	۶/	گلزار خلیل	عہ ۴/	**مناظرہ**	
تحفہ جعفری	۶/	**ادعیہ امامیہ**		یادگار صغیر	عہ	نور الکریمتین	عہ
مظہر الغرائب	۱۲/	رسائل نخبہ	عہ ۸/	ریاض لطافت	عبا ۸/	تحفۃ الاشعریہ	ہے
مظہر العجائب	"	زاد المعاد	عا ۶/	دیوان ضامن	۴/	مفید العوام	۱۰/
سیر الائمہ	عا ۶/	صحیفہ کاملہ	عہ ۶/	دیوان مظہر جانجاناں	۸/	رسالہ آیۂ تطہیر	۸/
حلیۃ الصالحین	عہ ۸/	رسالہ استخارہ	۸/	دیوان عابد	عہ	تنبیہ المنکرین	۶/
مشارق الانوار	۱۲/	تقطیع کوچک		دیوان فیض	عا ۶/	معیار الہدا	عہ ۴/
روضۃ الاحکام	للعہ	صحیفہ ثانیہ	عہ	دیوان آسک جلد ثانی	عا ۶/	عمدۃ الانشا	۱۰/

المشتہر سید رستم علی تاجر کتب و مالک مطبع عباسی حیدرآباد دکن کوچہ ترویلی صاحب

تقریظ مجتہد العصر والزمان حاوی علوم معقول و منقول کاشف معضلات فروع و اصول قبلہ و کعبہ جناب مولانا مولوی سید مصطفی صاحب المعروف بجناب میر آغا صاحب ادام اللہ ظلالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب زاکیہ مومنین موقنین و متقفین آثار ائمہ طاہرین پر مخفی نہ رہے کہ کتاب مستطاب روائع الاحکام جسمین اصل کتاب شرائع الاسلام کا (جو مذہب اثنا عشری کی درسی اور مشہور و مستند کتاب اور نافع افاضل و طلاب ہے) اردو مین بامحاورہ ترجمہ اور اوسکے عبارات مشکلہ اور مطالب معضلہ کا حل بعنوان شائستہ و مرغوب کیا گیا ہے اور اوسکے حواشی پر مسائل عدیدہ کے ساتھ متانت کی تسہیل کی گئی ہے حضرات مومنین کے لیے عموماً اور طلبہ علوم دینیہ کے لیے خصوصاً بہت ہی مفید اور نافع ہے بناءً علیہ جملہ مومنین اخیار کو لائق و سزاوار ہے کہ اس کتاب کو بہ رغبت خرید فرمائین اور اوس سے نفع اوٹھائین

حررہ السید مصطفی مدعو بہ میر آغا عفی عنہ

تقریظ مجتہد العصر والزمان حاوی علوم معقول و منقول کاشف معضلات فروع و اصول قبلہ و کعبہ جناب مولوی محمد حسین صاحب المعروف بجناب سید علن صاحب ادام اللہ ظلالکم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب زاکیہ مومنین موقنین و متقفین آثار ائمہ طاہرین پر مخفی نہ رہے کہ کتاب مستطاب روائع الاحکام جسمین اصل کتاب شرائع الاسلام کا (جو مذہب اثنا عشری کی درسی اور مشہور و مستند کتاب اور نافع افاضل و طلاب ہے) زبان اردو مین بامحاورہ ترجمہ اور اوسکے غوامض مسئلہ و عبارات دقیقہ کا حل بعنوان شائستہ و مرغوب کیا گیا ہے اور اوسکے حواشی پر معضلات مسائل کی بادلہ ساطعہ و براہین قاطعہ نہایت متانت کے ساتھ تسہیل کی گئی ہے حضرات مومنین کے لیے عموماً و طلاب علوم دینیہ کے لیے خصوصاً بہت ہی مفید اور نافع ہے بناءً علیہ جملہ مومنین اخیار کو لائق و سزاوار ہے کہ اس کتاب کو خرید فرمائین و اوس سے نفع اوٹھائین

صورت تقریظ سرکار شریعتمدار حجۃ الاسلام بہجۃ الایام نائب ائمہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام قبلہ وکعبہ مجتہد العصر والزمان جناب آقا سید محمد باقر صاحب دام ظلہ العالی ما دامت الایام واللیالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب زاکیہ مومنین مخلصین ومقتفین آثار ائمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین پر مخفی نرہے کہ کتاب مستطاب روائع الاحکام ترجمہ احکامات شرائع الاسلام جو مذہب شیعہ اثنا عشریہ کی درسی اور مشہور ومستند کتاب ہے اور مرجع فضلاء وعلماء اطیاب ہی بعض مواضع متفرقہ اسکی نظر قاصر حقیر سے گذرے ماشاء اللہ ترجمہ نہایت شائستہ وخوب وحل عبارات مشکلہ ومواضع دقیقہ معضلہ کا بنہج مطلوب وعنوان مرغوب کیا گیا ہے حضرات مومنین کے لیے عموماً اور طلبہ علم دین کے لیے خصوصاً بہت نافع اور مفید ہے لہٰذا البتہ جمیع حضرات مومنین کو سزاوار و مناسب ہے کہ بشوق ورغبت تمام اسے خرید فرمائیں اور اسکے فوائد سے متمتع ہوں فقط

راجی اللہ القوی
عبدہ محمد باقر بن ۱۳
محمد بن علی الرضی

صورت تقریظ سرکار شریعتمدار حجۃ الاسلام بہجۃ الایام نائب ائمہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام قبلہ وکعبہ مجتہد العصر والزمان جناب آقا سید محمد باقر صاحب دام ظلہ العالی ما دامت الایام واللیالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب زاکیہ مومنین مخلصین ومتقین آثار ائمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین پر مخفی نرہے کہ کتاب مستطاب روائع الاحکام ترجمہ احکامات شرائع الاسلام جو مذہب شیعہ اثنا عشریہ کی درسی اور مشہور ومستند کتاب ہی اور مرجع فضلاء وعلماء اطیاب ہی بعض مواضع متفرقہ اسکی نظر فاتر حقیر سے گذرے ماشاء اللہ ترجمہ نہایت شائستہ وخوب وحل عبارات مشکلہ ومواضع دقیقہ معضلہ کا بنہج مطلوب وعنوان مرغوب کیا گیا ہی حضرات مومنین کے لیے

عموماً اور طلاب علم دین کے لیے خصوصاً بہت نافع اور مفید

ہی البتہ جمیع حضرات مومنین کو سزاوار ومناسب

ہی کہ بشوق ورغبت تمام اسے خرید

فرمائیں اور اسکے فوائد سے

متمتع ہوں فقط

ارحم الراحمین اللہ القوی
۱۳ عبدہ محمد باقر بن ۱۳
محمد بن علی الرضا

صورة ما فصلته انا مال الحبر العلامة والنحریر الفهامة کشاف معضلات التحقیق بوجه بیانه ومورد غوامض التدقیق بمختصر تبیانه فخر المدرسین وشیخ الناقدین قدوة المصطفین مولانا ومقتدانا جناب المولوی السید ظهور الحسین دامت برکاته وتمت افاداته

بسم الله الرحمن الرحیم

قلوب ذکیہ مومنین وقرائح صافیہ ارباب علم ویقین پر واضح ہو کہ مجلد اربع احکامات کتاب مستطاب ودائع الاحکام جسمین فضائل مآب کمالات اکتساب عمدة الاحباب والاطیاب وصفوة الالباء والانجاب الاخ السدید والولی الرشید البدر الاضحی والقمر المضی الخلیل الواثق والصدیق الموافق کریم المحاذ والمعارق المولوی السید محمد صادق ابقاه الله ما ذر شارق او مض بارق ابن العالم العامل الفاضل الکامل البحر الزاخر والنجم الزاہر غرة جبهة المفاخر المولوی السید محمد باقر دامت معالیه ولو رکت ایامه ولیالیه نے اصل کتاب شرائع الاسلام (جو مذہب اثنا عشری کی درسی ومشہور ومستند کتاب اور معتمد علیہ مین جمہور اولی الالباب ہی) کے معاملات کا با محاورہ ترجمہ اوسکے غوامض مشکلہ اور عبارات دقیقہ کا حل باسلوب شائستہ وعنوان بائستہ کیا ہی من اولہ الی آخرہ نظر قاصر سے گذری اور احقر العباد نے مزید اطمینان کے لیے اوسکو اصل کتاب سے حرف بحرف مطابق کیا درحقیقت مترجم ممدوح نے اصل کتاب کے مقامات عویصہ کو بہت ہی خوبی اور لطف کے ساتھ سہل وآسان کیا ہی اور فوائد نافعہ اور نکات رائقہ وبیشتر زائد کیے ہین جنکا حال اصل کتاب سے مقابلہ کرنے کے بعد معلوم ہو سکتا ہی اور اوسکو نہایت ضروری ومفید حواشی کے ساتھ (جو مسالک الافہام وجواہر الکلام وشرح لمعہ وغیرہ شروح وحواشی سے ماخوذ ہین) بعنایت تنقیح وتوضیح محشی کیا ہی فی الواقع زبان اردو مین ایسی جامع ومفید کتاب جسمین ابواب فقہ اس شرح وبسط کے ساتھ موجود ہون دیکھنے مین نہین آئی یہ کتاب مومنین کو عموما اور طلبہ علوم دینیہ کو خصوصا نہایت ہی مفید اور نافع ہی بنا بر علیہ جملہ مومنین اخیار اور متقیان آثار ائمہ اطہار سلام اللہ علیہم ما دام اللیل والنہار کو لائق وسزاوار ہی کہ اس کتاب نایاب کو خرید فرمائین اور اوسکے فوائد ومطالب سے نفع اوٹھائین فقط

نمقہ المذنب
سید ظہور الحسین عفی عنہ

سید ظہور الحسین البارہوی

فہرست مختصر مضامین روائع الاحکام ترجمہ شرائع الاسلام

صفحہ	نام کتاب	خلاصہ مضمون
٣	کتاب الصید والذباحہ	اسمین شکار اور ذبح کے طریقے اور احکام مذکور ہین۔
٢١	کتاب الاطعمہ والاشربہ	اسمین اشیاء خوردنی اور نوشیدنی کی تفصیل اور اوسکے احکام مذکور ہین۔
٣٧	کتاب الغصب	اسمین وہ احکام مذکور ہین جو کسی مال کے چھین لینے اور غصب کرنے سے متعلق ہین۔
٥٩	کتاب الشفعہ	اسمین شفعہ کے احکام مذکور ہوتے ہین۔
٩٥	کتاب احیاء الاموات	اسمین افتادہ زمین کے تعمیر کرنے کے حالات و احکام مذکور ہین۔
١٠٧	کتاب اللقطہ	اسمین وہ احکام مذکور ہین جو کسی مال افتادہ کے اوٹھا لینے سے متعلق ہوتے ہین
١٢٩	کتاب الفرائض	اسمین میراث کے حالات اور مسئلہ مذکور ہین۔
٢٢١	کتاب القضاء	اسمین دعوی کے فیصل کرنیکے طریقے اور شرائط مذکور ہین۔
٣٠٨	کتاب الشہادۃ	اسمین گواہی دینے کے شرائط و احکام مذکور ہین۔
٣٤٣	کتاب الحدود والتعزیرات	اسمین سزا دینے و جرمانہ کرنے و حد جاری کرنے وغیرہ کے احکام مذکور ہین
٣٩٩	کتاب القصاص	اسمین وہ احکام مذکور ہین جو کسی کے قتل کرنے یا زخمی کرنے یا کسی عضو وغیرہ کے کاٹنے سے متعلق ہو۔
١٧٤	کتاب الدیات	اسمین اوس مال وغیرہ کا ذکر ہے جو جراحت عضلہ کے عوض معین یا لازم ہے۔

جس کتاب پر مہر یا دستخط نہ ہو وہ مال مسروقہ سمجھا جاوے

فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين

وبعد فهذا هو المجلد الثاني في الاحكام من الكتاب المستطاب النافع جدا لافاضل الطلاب الموسوم

روائع الاحکام

ترجمه

شرائع الاسلام

وقد طبع بمدد الله الذي السيد حسين بعد ما صححه الاعز الاجل المولوي المولد ذاكر حسين شفاه الله من الكروب

في خير المطابع الشهير بدبدبۂ احمدی الواقع في لکھنؤ وزیر گنج

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ کفاء افضالہ والصلوٰۃ علی محمد وآلہ اما بعد پس خادم الطلبہ سید محمد صادق ابن سید محمد باقر الکشمیری الرضوی عفی عنہما خدمت ارباب فضل و کمال مین عرض کرتا ہو کہ احقر العباد نے حسب فرمایش عالی مرتبت سامی منزلت جناب سید رستم علی صاحب دام مجدہ العالی اصل کتاب مستطاب شرائع الاسلام کا زبان اردو مین بامحاورہ ترجمہ اور اوسکی عبارات دقیقہ و مطالب مشکلہ کا حل کیا اور اوسکا نام روائع الاحکام رکھا اور اوسکو نہایت ضروری اور مفید حواشی کے ساتھ محشی کیا اور جو الفاظ کتاب از قبیل اصطلاح یا متعلق بفن یا حسن عبارت مین داخل تھے اونکو بجالہا باقی رکھا اور اونکا مطلب عام فہم عبارت مین مابین خطوط و احدانی بیان کیا اور اوسکو جناب مستطاب افضل الفضلا اکمل الکملا قدوۃ العلماء الکرام راس الفقہاء العظام العالم العلامہ الفہم الفہامہ اورع المتورعین افقہ المتفقہین نخبۃ المصطفین سیدنا ومولنا واستاذنا المولوی السید ظہور الحسین صاحب لازالت شموس افاداتہ طالعۃ و انوار ہدایاتہ لامعۃ کی خدمت بابرکت مین وقتاً فوقتاً پیش کرتا رہا اور جناب ممدوح نے از ابتدا تا انتہا ملاحظہ فرمایا اور اکثر مقامات کو اپنے قلم فیض شیم سے درست بھی فرمایا واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وآلہ اجمعین

کتاب الصید والذبائح

والنظر في الصيد يتعلق ببيان مقاصد ثلاثة
الاول فيما يؤكل صيده وينقسم الى الحيوان والتقل ويختص بالكلب المعلم دون غيره من جوارح السباع والطير فلو اصطاد بغيره كالفهد والنمر وغيرهما من السباع لم يحل منه الا ما ادرك ذكاته وكذا لو اصطاد بالبازي والعقاب والباشق وغير ذلك من جوارح الطير معلما كان او غير معلم ويجوز الاصطياد بالسيف والرمح والسهم وكل ما فيه نصل ولو اصاب معترضا فقتل حل ولو

ما قتله المعراض اذا خرق اللحم وكذا السهم الذي لا نصل فيه اذا كان حادا فخرق اللحم ويشترط في الكلب ان يكون معلما ويتحقق ذلك بشروط ثلاثة ان يسترسل اذا ارسله وينزجر اذا زجره وان لا يأكل ما يمسكه فان اكل نادرا لم يقدح في اباحة ما يقتله وكذا لو شرب دمه الصيد واقتصر ولا بد من تكرار الاصطياد به

کتاب الصید (شکار کرنا) والذباحۃ (ذبح کرنا) اس کتاب کی دو قسمین ہین پہلی قسم صید کے بیان مین صید سے عرف فقہا مین حیوان ممتنع بالاصالۃ کی روح کا کسی آلہ معتبرہ کے ساتھ بدون ذبح خارج کرنا مراد ہی اور صید کے لیے تین امرون کا بیان کرنا ضرور ہی **امر اوّل** اون آلات کے بیان مین جنکے صید کا مقتول ہونے کے بعد بھی کھانا جائز ہی اور اونکی دو قسمین ہین **قسم اوّل** حیوان ہی پس حیوانات شکاری مین سے فقط کلب معلّم (سگ شکاری و تعلیم یافتہ) کے مقتول کا کھانا حلال ہی اور کلب معلم کے علاوہ باقی حیوانات شکاری کے مقتول کا کھانا اوسوقت تک حلال نہوگا جبتک کہ اوسکا تذکیہ (ذبح) نکیا جائے خواہ وہ حیوانات شکاری درندے ہون جیسے چیتا۔ شیر۔ پلنگ وغیرہ یا پرندے ہون جیسے باز۔ عقاب۔ باشہ وغیرہ اور خواہ وہ حیوانات تعلیم یافتہ ہون یا نہون **قسم دوم** جماد ہی پس تلوار اور نیزہ اور تیر کے ساتھ شکار کرنا جائز ہی اور اسیطرح ہر اوس آلہ سے شکار کرنا جائز ہی جسمین پیکان موجود ہو اور اگر آلات مذکورہ مین سے کوئی آلہ کسی صید پر معترضا (ترچھا) واقع ہوکر اوسکو قتل کرے تو اوسکا کھانا بھی حلال ہوگا اور اسیطرح اوس صید کا کھانا بھی حلال ہی جسکو کہ معراض (وہ تیر جسمین پیکان اور پر نہو) نے قتل کیا ہو بشرطیکہ تیز ہو اور مقتول کے گوشت کو شگافتہ کر دے اور اسیطرح تیر بے پیکان کے مقتول کا کھانا بھی حلال ہی بشرطیکہ تیز ہو اور اوسکے گوشت کو شگافتہ کر دے اور مقتولِ کلب (سگ) کی مباح ہونے مین اوسکا معلم (تعلیم یافتہ) ہونا شرط ہی اور تحقق تعلیم مین تین امرون کا موجود ہونا لازم ہی **امر اوّل** شکار پر چھوڑنے کے وقت اوسکا چلا جانا **امر دوم** روکنے کے وقت اوسکا رک جانا **امر سوم** اوسکا اپنے مقتول کو باعتبار عادت نہ کھانا پس اوسکا علی وجہ الندرۃ کسی مقتول کو کھا لینا اباحت مقتول مین قادح نہوگا اور اسیطرح اگر فقط خون مقتول کے پینے پر اقتصار کرے تب بھی اوسکے مباح ہونے مین قادح نہوگا اور کلب کے معلم ہونے کی معرفت مین شرائط ثلثہ کے ساتھ اوس سے مکرر شکار کرنا ضرور ہوگا تاکہ جملہ شرائط کا

کلب مذکور مین حاصل ہونا تحقق ہوجائے اور شرائط مذکورہ کا اوسمین فقط ایک مرتبہ موجود ہونا تحقق تعلیم مین کافی ہوگا اور مرسل کلب (کتے کا چھوڑنے والا) مین بھی کئی شرطین معتبر ہین **شرط اول** اوسکا مسلم یا محکوم باسلام ہونا جیسے وہ طفل نابالغ جسکی ولادت کے وقت اوسکے والدین یا احدہما مسلمان ہو پس اگر کوئی مجوسی (آتش پرست) یا وثنی (بت پرست) اوسکو شکار پر رہا کرے تو اوسکا مقتول حلال نہوگا جسطرح کہ خود مجوسی اور وثنی کا ذبیحہ حلال نہین ہوتا اور اگر کوئی یہودی یا نصرانی اوسکو کسی شکار پر رہا کرے تو آیا اوسکا مقتول حلال ہوگا یا نہین اسمین بین العلما اختلاف ہے لیکن اوسکا حلال ہونا اظہر ہے **شرط دوم** مرسل کلب (کتے کا چھوڑنے والا) کا اوسکو بغرض اصطیاد (شکار کرنے کے لئے) رہا کرنا پس اگر سگ شکاری صید پر ازخود چھوٹ جائے تو اوسکا مقتول حلال نہوگا ہان اگر مرسل سگ اوسکو بعد استرسال (ازخود چھوٹ جانا) روک لے اور وہ ٹھہر جائے بعد ازان اوسکو شکار پر رہا کرے تو صحیح ہوگا اور اوسکا مقتول حلال ہوگا اسلیے کہ حکم استرسال اوسکے روکنے کے بعد منقطع ہوجاتا ہے اور اوسکا رہا کرنا ارسال مستانف (ازسرنو رہا کرنا) کا حکم رکھتا ہے اور اگر استرسال سگ کے بعد اور روکنے کے قبل کسی صید پر اوسکا اغرا (کتے کا شکار پر برانگیختہ کرنا) کیا جائے تو یہ حکم (اوسکے مقتول کا حلال ہونا) جاری نہوگا بلکہ اس صورت مین اوسکا مقتول حرام ہوجائیگا **شرط سوم** مرسل سگ کا وقت ارسال بسم اللہ کہنا پس اگر بسم اللہ کو عمداً ترک کریگا تو اوسکا مقتول حلال نہوگا اور اگر بسم اللہ کو نسیاناً ترک کریگا تو اوسکے مقتول کی اباحت مین کوئی ضرر نہوگا اور اگر ایک شخص اوسکو رہا کرے اور دوسرا شخص بسم اللہ کہے تو صید حلال نہوگا جبکہ سگ مذکور اوسکو قتل کردے اور اسیطرح اگر ایک شخص بسم اللہ کہے اور دوسرا شخص اپنے سگ شکاری کو رہا کرے اور بسم اللہ نہ کہے اور وہ دونون شخص قتل صید مین شریک ہون تو حلال نہوگا **شرط چہارم** صید کا استقرار حیات کیصورت مین شکار کنندہ کی نظر سے غائب نہونا پس اگر ایسا شکار اپنے غائب ہونے کے بعد مقتول

یا مردہ موجود ہو تو حلال نہوگا اسلیے کہ اوسکا سبب شکاری کے علاوہ کسی اور سبب سے مقتول ہونا بھی
محتمل ہی خواہ سگ شکاری وسپر کھڑا ہو یا اوس سے بعید ہو اور صید کا ہر ایک قسم کے جال سے شکار
کرنا جائز ہو جیسے شرک۔ شبکہ۔ حبالہ۔ لکن وہ صید اوسوقت تک حلال نہوگا جبتک کہ اوسکا تذکیہ
(ذبح کرنا) نکیا جائے اگرچہ جال کے اندر آلات تذکیہ کہ منصوب اور مہیا کر دیا ہو اور اسیطرح اگر تیر بے
پیکان کی گرانی سے کوئی شکار مقتول ہو اور اوسکے گوشت کو شگافتہ نکرے تب بھی حلال نہوگا اور بعض فقہاء
نے فرمایا ہی کہ صید کا ایسے آلہ سے شکار کرنا حرام ہی جو اوس سے اکبر (بڑا) ہو اور بعض فقہاء نے فرمایا ہی
آلہ مذکورہ سے صید کا شکار کرنا مکروہ ہی امر دوم احکام صید کے بیان مین اور اگر شخص مسلم اور
وثنی (بت پرست) مین سے ہر ایک شخص اپنے آلہ کو ایک ہی دفعہ رہا کرے اور وہ دونون آلے
صید کو قتل کرین تو حلال نہوگا خواہ اون دونون کے آلے متفق ہون جیسے دونون شخصون کا کسی
صید پر دو سگ شکاری کو رہا کرنا یا مختلف ہون جیسے کسی صید پر ایک شخص کا سگ شکاری کو
اور دوسرے شخص کا تیر کو رہا کرنا اور خواہ اون دونون آلون کا ایک ہی وقت مین صید پر پہونچنا
فرض کیا جائے یا دو وقتون مین بشرطیکہ صید مذکور کو ہر ایک آلہ کا اثر قتل کرے اور اگر کوئی مسلم کسی
صید کو اپنے آلہ سے ایسا مجروح کرے کہ اوسکی حیات غیر مستقر ہو جائے بعد ازان صید مذکور کو کوئی
دوسرا شخص کافر قتل کر دے تو وہ صید حلال ہوگا اسلیے کہ صورت مفروضہ مین اوسکا قاتل فقط
شخص مسلم ہی اور اگر صورت مذکورہ کا عکس فرض کیا جائے تو حلال نہوگا اور اگر تشخیص قاتل مین اشتباہ
ہو جائے تو صید مذکور پر حکم حرمت جاری کیا جائیگا تاکہ جانب حرمت کو غلبہ حاصل رہے اسلیے
شرط کا مجہول ہونا مشروط کے مجہول ہونے کو مستلزم ہی اور اصل عدم تذکیہ ہی اور اسیطرح اگر کسی مسلم
کے پاس دو سگ شکاری موجود ہون اور اون دونون مین سے ایک سگ شکاری کو مسلم
مذکور کسی صید پر رہا کرے اور دوسرا سگ شکاری اوسی صید پر از خود چھوٹ جائے اور صید کو کر

مقتولا او میتا بعد غیبة لم یحل لاحتمال ان یکون القتل لا منه سواء وجد وانقضا علیه بعیدا منه ونجعی الاصطیاد بالآلة ولهذا النوال لکن لا یحل منه الا ما تدرک ذکوته ولو کان فیه سلاح کذا السهم ان لم یکن فیه نصل وقیل یحرم ان یرمی الصید بما هو اکبر منه و قیل بل یکره

الثانی فی احکام الاصطیاد لو ارسل المسلم والوثنی آلتهما فقتلاه لم یحل سواء اتفقت آلتهما مثل ان یرسلا کلبین او سهمین او اختلفتا کان یرسل احدهما کلبا والآخر سهما وسواء اتفقا فی الاصابة فی وقت واحد او وقتین اذا کان اثر کل واحد من الآلتین قاتلا فلو اثخنه المسلم فلم تبق حیوته مستقرة ثم ذفف علیه الآخر حل لان القاتل مسلم ولو انعکس الفرض لم یحل ولو اشتبه لم یحل تغلیبا للحرمة ولو کان مع المسلم کلبان ارسل احدهما واسترسل الآخر

وہ دونون قتل کر ڈالین تو حلال ہوگا اور اگر کسی صید پر تیر کو رہا کرے اور ہوا کے ذریعہ سے وہ تیر
شکار تک پہونچکر اوسکو قتل کر دے تو حلال ہو جائیگا اگرچہ فقدان ہوا کیصورت مین تیر مذکور کا
شکار تک نہ پہونچنا بھی فرض کیا جائے اسلیے کہ صورت مذکورہ مین قتل شکار کا تیر کی طرف مستند ہونا
صادق آتا ہو اور اسیطرح اگر تیر کو کسی شکار کی طرف رہا کرے اور وہ تیر زمین پر گرکر اوسکو قتل کرے
تب بھی حلال ہوگا اور صید کے حلال ہونے مین مرسل (رہا کرنیوالا) کا اعتبار ہے اور معلم (تعلیم کنندہ) کا
اعتبار نہین ہے پس اگر سگ شکاری کو کوئی مسلم کسی صید پر رہا کرے اور وہ اوسکو قتل کر ڈالے
تو حلال ہوگا اگرچہ اوسکا معلم کوئی مجوسی یا بت پرست ہو اور اگر سگ شکاری کو کوئی کافر کسی صید پر
رہا کرے اور وہ اوسکو قتل کر دے تو حلال نہوگا اگرچہ اوسکا معلم مسلم ہو اور اگر سگ شکاری کو کوئی
مسلم بسم اللہ کہکر کسی صید معین پر رہا کرے اور سگ مذکور کسی دوسرے صید کو قتل کرے تو حلال ہوگا
اسلیے کہ جنس صید کیطرف قصد کرنا کافی ہے اور صید معین کا قصد کرنا لازم نہین ہے اور اسیطرح اگر سگ
شکاری کو صیود کبار (شکار ہائے کلان) پر رہا کرے اور وہ متفرق ہو جائین او صیود صغار (شکار ہائے خورد)
کو سگ مذکور قتل کرے تو حلال ہو جائینگے بشرطیکہ وہ اپنے نفس کی حفاظت پر قادر ہون اور
بدون آلہ شکار نہو سکتے ہون اور سگ شکاری کے علاوہ باقی آلات شکار (جیسے تلوار نیزہ تیر وغیرہ)
کا بھی یہی حکم ہے لیکن اگر کوئی شخص آلہ شکار کو رہا کرے اور اوسنے کسی صید کا مشاہدہ نکیا ہو اور وہ آلہ اتفاقاً
کسی صید کو قتل کرے تو حلال نہوگا اگرچہ وقت ارسال اوسنے بسم اللہ بھی کہی ہو خواہ وہ آلہ سگ شکاری ہو
یا تیر وغیرہ اسلیے کہ اوسنے شکار کرنیکا قصد نہین کیا پس صورت مذکورہ مین آلہ کا رہا کرنا سگ شکاری کے
از خود چھوٹ جانے کے مثل قرار دیا جائیگا اور جو صید کہ سگ شکاری کے قتل کر ڈالنے یا کسی دوسرے
آلے کے غیر موضع ذکات پر پہونچنے سے حلال ہوتا ہو اوس سے وہ حیوان وحشی مراد ہے جو
ممتنع اور اپنے تحفظ پر قادر ہو خواہ وہ حیوان در اصل وحشی ہو یا انسی ہونے کے بعد وحشی ہوگیا ہو۔

لا العلم فان كان المرسل مسلما فقتل حل ولو كان المعلم مجوسيا او وثنيا ولو كان المرسل غير مسلم لم يحل ولو كان المعلم مسلما ولو ارسل كلبه على صيد معين فقتل غيره حل وكذا لو ارسله على صيود كبار فتفرقت عن صغار فقتلها حلت ذكاتها ممتنعة ولكنه لعلمه فالالة اما الالة ولم يشاهد صيدا فاتفق اصابة الصيد لم يحل

اسیطرح اگر منجملہ بہائم (چوپائے) کوئی حیوان آدمی پر حملہ کرے اور راوسکے ذبح کرنے پر قدرت نہو یا کوئی حیوان کنوین وغیرہ مین گر پڑے اور اوسکا ذبح یا نحر (قربانی) کرنا متعذر ہو تو اوسکے مباح ہونیمین کسی آلۂ ضرب (جیسے تلوار نیزہ تیر وغیرہ) سے اوسکا قتل کرنا کافی ہوگا اور اسوقت مین اوسکا کسی مقام معین سے قتل کرنا لازم نہوگا پس اگر موضع ذکات کے علاوہ کسی دوسرے مقام پر آلہ رہا کیا جائیگا تب بھی اوسکے حلال ہونیمین کافی ہوگا اور اگر پرند کے ایسے بچہ کو تیر سے قتل کرے جسنے حرکت نکی ہو اور اپنے تحفظ پر قادر نہو تو حلال نہوگا اسلیے کہ بچۂ مذکور کا حیوان ممتنع سے ہونا مفروض ہی لہذا اوسپر احکام صید جاری نہونگے اور اگر پرند اور ایسے بچے کو تیر سے قتل کرے جسنے حرکت نکی ہو (اپنے تحفظ پر قادر نہوا ہو) تو پرند حلال ہوجائیگا اسلیے کہ وہ ممتنع ہی اور بچہ پرند حلال نہوگا اسلیے کہ وہ ممتنع نہین ہی اور اگر کسی شکار کو سکھائے شکاری نے قبل ادراک پارہ پارہ کیا ہو تو حرام نہوگا اور اگر کسی صید پر تیر لگایا جائے اور وہ پہاڑ سے ساقط ہوکر یا پانی مین گر کر مرجائے تو حلال نہوگا اسلیے کہ اس صورت مین اوسکی موت کا ساقط ہونے کیوجہ سے حاصل ہونا بھی محتمل ہی ہان اگر تیر سے اوسکی حیات کا غیر مستقر ہونا معلوم ہوجائے تو حلال ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین اوسپر مذبوح کا حکم جاری کیا جائیگا اور اگر صید کے کسی جزو کو آلہ شکار نے قطع کر دیا ہو تو اوس جزو پر میتہ کا حکم جاری کیا جائیگا اور مابقی حیوان کا تذکیہ کیا جائیگا بشرطیکہ اوسمین حیات مستقرہ موجود ہو اور اگر آلہ شکار نے صید کے دو حصے کر دیے ہون اور اون دونون نے حرکت نکی ہو تو وہ دونون حصے حلال ہوجائنگے اور اگر اون دونون مین سے فقط ایک حصہ حرکت کریگا تو وہی حصہ حلال ہوگا اور دوسرا حصہ حرام ہوگا اور بعض علمار نے فرمایا ہی کہ اون دونون حصون کا کھانا حلال ہوگا بشرطیکہ متحرک مین حیات مستقرہ موجود نہو اور یہی قول اشبہ ہی اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ اون دونون مین سے اوس حصہ کا کھانا حلال ہوگا

وكذا الدجاجة بعد ما … من الهواء … يتردى في بئر … وشبهها وتعذر … فيجرحه او بحجة … يكفي فيما لانه … عقرها … استحسانا … ويتحقق العقر … حيث … من جسده …

فقتله لم يحل ولكن ان رمي طائرا وفرخا لم ينهض فقتله يحل الطائر دون الفرخ ولو … الكلاب الصيد قبل ادراكه لم يحرم ولو رمي صيدا فتردى من جبل او وقع في الماء فمات لم يحل لاحتمال ان يكون موته من السقطة … غير مستقرة حل لانه … المذبوح ولو قطعت الالة منه شيئا كان ما قطعته ميتة … ان كانت حيوته مستقرة ولو قطعه نصفين … حلال ولو تحرك احدهما فالحلال …

جسمین کہ حیوان مذکور کا سر موجود ہی اور دوسری روایت مین وارد ہوا ہی کہ اون دونون مین سے بڑے حصہ کا کھانا حلال ہوگا اور چھوٹے حصے کا کھانا حلال نہوگا اور یہ دونون روایتین شاذ ہین امر سوم لواحق صید کے بیان مین اور اوسمین کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ آلہ مغصوبہ سے صید کرنا حرام ہی لکن اوسکا صید حرام نہوگا اور شکار کنندہ اوسکا مالک ہوگا اور صاحب آلہ اوسکا مالک نہوگا البتہ شکار کنندہ پر آلہ مذکور کی اجرۃ المثل کا مالک آلہ کے حوالہ کرنا لازم ہوگا خواہ آلہ مذکورہ سگ شکاری ہو یا اور کوئی آلہ دوسرا مسئلہ جبکہ سگ شکاری کسی صید کو کاٹ لیوے تو کاٹنے کا مقام نجس ہوجائیگا اور اوسکا طاہر کرنا علی الاصح واجب ہوگا تیسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص اپنے سگ شکاری یا اور آلہ کو کسی صید پر رہا کرے اور صید مذکور اوس سے مجروح ہوجائے اور شکار کنندہ نے اوسکا حالت حیات مین ادراک کیا ہو پس اگر اوسکے لیے حیات مستقرہ موجود نہو تو اوسپر حکم مذبوح جاری کیا جائیگا اور اخبار مین وارد ہوا ہی کہ ادراک ذکات مین ادنی مرتبہ یہ ہی کہ اوسکے پاؤن کو حرکت ہو یا اوسکی آنکھ کو گردش ہو یا اوسکی دم متحرک ہو اور اگر اوسکے لیے حیات مستقر موجود ہو اور زمانہ مین اوسکے ذبح کرنے کی گنجایش ہو تو اوسکا کھانا اوسوقت تک حلال نہوگا جبتبک کہ تذکیہ نکیا جائے اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ اگر شکار کنندہ کے پاس ذبح کرنیکا کوئی آلہ موجود نہو تو اوسکے قتل کرنے کی غرض سے سگ شکاری کا رہا کرنا جائز ہوگا اور بعد قتل اوسکا کھانا حلال ہوگا لکن جبکہ زمانہ مین اوسکے ذبح کرنے کی گنجایش نہو اور صیاد نے کوئی تقصیر نکی ہو تو اوسکا کھانا حلال ہوگا اگرچہ صیاد کے نزدیک اوسمین حیات مستقرہ موجود ہو اور جبکہ شکار کنندہ کسی صید کو غیر ممتنع اور ایسا سست کردے کہ اپنے تحفظ پر قادر نرہے تو اوسکا مالک ہوجائیگا اگرچہ اوسپر قبضہ نکیا ہو پس اگر کوئی دوسرا شخص اوسکو اخذ کریگا تو مالک نہوگا بلکہ اوسکا مالک اول (شکار کنندہ) کے حوالے کرنا واجب ہوگا دوسری قسم

وامّا الثّانی
فالنظر فیہ امّا فی
الارکان واما فی
اللواحق اما
الارکان فثلاثة الذابح
والآلة والکیفیة
اما الذابح فیشترط فیہ الاسلام
او حکمہ فلا یتولاہ
الوثنی ولو ذبح کان
المذبوح میتة وفی
الکتابی روایتان
اشہرہا المنع وفی اخری
یحل ذبیحة الیہودی
والنصرانی والمجوس
وفی روایة ثالثة یحل
ذبیحة الکتابی اذا سمعت
تسمیتہ وہی مطرحة
وتذبح المسلمة و
الخصی والجنب و
الحائض وولد
المسلم وان کان
طفلا اذا احسن
ولا یشترط الایمان
وفیہ قول بعید
باشتراطہ نعم
لا یصح ذباحة المعلن بالعداوة
لاہل البیت
علیہم السلام
کالخارجی وان
اظہر الاسلام
اما الآلة فلا تصح التذکیة
الا بالحدید ولو لم
یوجد وخیف موت
الذبیحة جاز بما
یفری اعضاءہ
ولو کان لیطة
او خشبة او مروة او
زجاجة وہل تقع
الذکاة بالظفر
والسن مع الضرورة
قیل نعم لان
المقصود یحصل و
قیل لا لمکان النہی
ولو کان منفصلا
واما الکیفیة
فالواجب قطع الاعضاء
الاربعة المری
وہو مجری الطعام

ذباحت کے بیان مین ذباحت سے عرف فقہار مین کسی حیوان کی روح کا بشرائط مخصوصہ خارج کرنا مراد ہی اور ذباحت کے لیے دو امرون کا بیان کرنا ضرور ہی **امر اول** ارکان ذباحت کے بیان مین اور وہ تین ہین **پہلا رکن** ذابح کے بیان مین ذبح کنندہ کا مسلم یا محکوم باسلام ہونا شرط ہی پس بت پرست کا متولی ذبح ہونا صحیح نہوگا اور اگر کوئی بت پرست کسی حیوان کو ذبح کریگا تو اسپر حکم میتہ جاری کیا جائیگا اور آیا اہل کتاب کا متولی ذبح ہونا جائز ہی یا نہین اسمین دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین لکن عدم جواز اشہر ہی پس یہودی یا نصرانی یا مجوسی کے ذبیحہ کا کھانا جائز نہوگا [یہود و نصاری ۱۲] اور تیسری روایت مین وارد ہوا ہی کہ کافر ذمی کے ذبیحہ کا کھانا جائز ہے بشرطیکہ اوسکا تسمیہ مسموع ہوا ہو [بسم اللہ کہنا ۱۲] اور یہ روایت متروک ہی اور زن مسلمہ اور خواجہ سرا اور جنب اور حائض کا ذبح کرنا بھی صحیح ہی اور اسیطرح ولد مسلم کا بھی ذبح کرنا صحیح ہی اگرچہ طفل نابالغ ہو بشرطیکہ ذبح کرنے کو بخوبی جانتا ہو اور ذابح کا مؤمن (اثنا عشری) ہونا شرط نہین ہی اور بعض علمار نے ذابح کے مؤمن ہونیکو شرط کیا ہی اور یہ قول بعید ہی ہان اوس شخص کے ذبیحہ کا کھانا صحیح نہین ہی جو اہلبیت علیہم السلام کی عداوت کا اعلان کرتا ہو جیسے خارجی اگرچہ اسلام کا اظہار کرتا ہو **دوسرا رکن** آلہ ذبیحہ کے بیان مین پس حدید [آہن ۱۲] کے سوا کسی آلہ سے تذکیہ کرنا صحیح نہین ہی اور اگر آلہ حدید موجود نہو اور موت ذبیحہ کا خوف ہو تو ہر ایسے آلہ سے ذبح کرنا [ذبح یا نحر ۱۲] جائز ہوگا جو اوسکے اعضار کو قطع کرے اگرچہ بانس کا پوست بالائی (کھپچی) یا لکڑی یا سنگ تیز کا چقماق یا شیشہ ہو اور آیا حالت ضرورت مین ناخون یا دانت سے تذکیہ کرنا بھی صحیح ہوگا یا نہین پس بعض علمار نے فرمایا ہی کہ صحیح ہوگا اسلیے کہ مقصود (قطع اوداج) حاصل ہی اور بعض علمار نے فرمایا ہی کہ صحیح نہوگا اسلیے کہ ناخون اور دانت کے ساتھ تذکیہ کرنے کی ممانعت وارد ہوئی ہی اگرچہ وہ دونون (ناخون و دانت) حیوان سے جدا ہون **تیسرا رکن** کیفیت ذبح کے بیان مین پس ذبح حیوان مین چار اعضار کا قطع کرنا واجب ہی **اول** مری جو مجرائے طعام ہی

دوم حلقوم جو مجرائے نفس ہی سوم و چہارم ودجین جنسے وہ دو رگین مراد ہین جو حلقوم پر محیط ہین اور جس صورت مین کہ اعضاء اربعہ کا تماماً قطع کرنا ممکن ہو تو بعض اعضاء کا قطع کرنا کافی ہوگا اور یہی قول بین الفقہا مشہور ہی اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ جب حیوان کا حلقوم قطع کیا جائے اور خون خارج ہو تو کوئی مضائقہ نہوگا اور حیوان منحور (شتر کے لیے کارد یا نیزہ کا نغرۂ نحر (اسفل گردن کا گڑھا) مین داخل کرنا کافی ہی اور حلقوم کے قطع کرنے کی حاجت نہین ہی اور کیفیت تذکیہ مین چار امرون کا تحقق ہونا شرط ہی پہلا امر ذبیحہ یا منحور کا حتی الامکان روبقبلہ کرنا پس اگر کوئی شخص جہت قبلہ کو جانتا ہو اور اوسمین عمداً اخلال کرے تو اوسپر حکم میتہ جاری کیا جائیگا اور اگر کوئی شخص ذبیحہ یا منحور کو روبقبلہ کرنے کو بھول جاوے تو ذبح یا نحر کرنا صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص جہت قبلہ کو نجانتا ہو تب بھی صحیح ہوگا دوسرا امر وقت تذکیہ بسم اللہ کہنا جس سے خدا تعالی کے نام کا ذکر کرنا مراد ہی پس اگر اوسکو عمداً ترک کرے تو حلال نہوگا اور اگر بسم اللہ کو بھول جائے تو حرام نہوگا تیسرا امر شتر کا مخصوص نحر ہونا جسکا مقام مذکور ہوچکا اور ماسوائے شتر کا مخصوص ذبح ہونا جس سے کارد وغیرہ کا لحیین کے نیچے حلق حیوان مین داخل کرنا مراد ہی پس اگر کوئی شخص حیوان مذبوح کو نحر کرے یا منحور کو ذبح کرے اور وہ مرجائے تو حلال نہوگا اور اگر اوسکی ذکات کا ادراک ہوجائے اور اوسکا تذکیہ کرلیا جائے تو حلال ہوگا اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ ذبح یا نحر کے بعد حیوان کی حیات مین استقرار نہین ہوتا اور اگر کوئی شخص ذبح حیوان مین اوسکے سر کو عمداً قطع کردے تو حلال ہوگا یا نہین اسمین بین العلماء اختلاف ہی لکن اوسکا مکروہ ہونا اظہر ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص برد ذبیحہ (مذبوح کا سرد ہونا) کے قبل اوسکی کھال کو کھینچ لیوے یا اوسکے بعض اعضاء کو قطع کرے تو اسمین بھی بین العلماء اختلاف ہی لکن اوسکا مکروہ ہونا اظہر ہی اور اگر کوئی پرند الکمال ذبح کے قبل بھاگ جائے تو اوسپر کسی تیر یا نیزہ یا تلوار وغیرہ کا

رہا کرنا جائز ہو گا پس اگر پرندہ کو رساقط ہونے کے بعد زندہ ہے اور اوسکی ذکات کا ادراک کر لیا جائے تو اوسکا ذبح کرنا معین ہوگا والا وہ پرند حلال ہو گا چوتھا امر ذبح یا نحر کے بعد حیوان کا حرکت کرنا اوسکی ذکات مین کافی ہی اور بعض اصحاب نے فرمایا ہی کہ حرکت کے ساتھ خون معتدل کا خارج ہونا بھی ضرور ہی اور بعض فقہا نے فرمایا ہی کہ احد الامرین (حرکت اور خون معتدل مین سے ایک امر) کا متحقق ہونا کافی ہی اور یہی قول اشبہ ہی اور خون کا بطریق تثاقل (قطرہ قطرہ) خارج ہونا کافی ہوگا جبکہ بدون ایسی حرکت کے خارج ہو جو حیات پر دلالت کرتی ہو اور ذبح گوسفند مین اوسکے دونون ہاتھون اور ایک پاؤن کا باندھ دینا اور دوسرے پاؤن کا چھوڑ دینا اور اوسکے صوف (پشم) اور بالون کا سرد ہونے تک امساک کرنا مستحب ہی اور ذبح بقر (گاؤ) مین اوسکے دونون ہاتھون اور دونون پاؤن کا باندھ دینا اور اوسکی دم کا چھوڑ دینا مستحب ہی اور نحر شتر مین اوسکے کھرون کا بغل تک باندھ دینا اور دونون ہاتھون کا چھوڑ دینا مستحب ہی اور پرند مین ذبح کے بعد اوسکا رہا کر دینا مستحب ہی اور ذبح اضحیہ (شتر قربانی) کا وقت وہ زمانہ ہی جو طلوع و غروب آفتاب کے درمیان واقع ہو اور کسی حیوان کا شب کو بدون ضرورت ذبح کرنا مکروہ ہی اور اسیطرح روز جمعہ کو کسی حیوان کا تا زوال آفتاب بدون ضرورت ذبح کرنا مکروہ ہی اور اسیطرح بروقت ذبح کارد کا نخاع حیوان (وہ رشتۂ سفید جو استخوان گردن اور بیخ دم کے درمیان واقع ہوتا ہی) تک پہونچانا بھی مکروہ ہی اور اسیطرح وقت ذبح کارد کا مقلوب کرنا (زیر حلقوم داخل کرنا) اور اوپر کی طرف کو ذبح کرنا بھی مکروہ ہی اور بعض فقہا ان دونون امرون مین حرمت کے قائل ہوئے ہین

کارد کا نخاع تک پہونچانا اور اوسکا مقلوب کر کے ذبح کرنا ۱۲

اور اسیطرح کسی حیوان کا اوسوقت ذبح کرنا بھی مکروہ ہی جبکہ دوسرا حیوان اوسکی طرف دیکھتا ہو

امر دوم لواحق ذباحت کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جو ذبیحہ یا گوشت کہ مسلمین مین فروخت کیا جاتا ہو اوسکا خرید کرنا جائز ہی اور اوسکے حال کا تفحص کرنا لازم نہین ہی

دوسرا مسئلہ اگر کسی حیوان کا اوسکے عاصی ہونے یا ایسے مقام مین چلے جانے کیوجہ سے ذبح یا نحر کرنا متعذر ہو جہان پر نہ کی (ذبح یا نحر کرنیوالا) کو کارد کا موضع ذکات تک پہونچانا ممکن نہو اور اوسکے فوت ہونیکا خوف حاصل ہو تو ہر ایسے آلے سے اوسکا زخمی کرنا جائز ہوگا جو مجروح کر سکتا ہو جیسے تلوار یا نیزہ وغیرہ اور اس صورت مین حیوان مذکور حلال ہوگا اگرچہ وہ زخم موضع ذکات پر واقع نہو **تیسرا مسئلہ** جبکہ کسی ذبیحہ کی گردن قطع ہو جاسئے اور اعضائے ذابحت باقی رہجائین اور اوسکی حیات کو استقرار ہو تو اوسکا ذبح کرنا صحیح ہوگا اور بوجہ ذبح حلال ہوگا اور اگر اوسکی حیات کو استقرار نہو تو اوسپر احکام میتہ جاری کیے جائینگے اور حیات مستقرہ سے حیوان مذکور کے امثال کا ایک عرصہ یا کئی روز زندہ رہسکنا مراد ہے اور اسیطرح اگر کسی حیوان کو کوئی درندہ مجروح کردے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر اوسکی حیات غیر مستقرہ ہو تو ذبح کرنے سے حلال نہوگا اسلیئے کہ اوسکی حرکت حرکت مذبوح کا حکم جاری کیا جائیگا اور حیات غیر مستقرہ سے حیوان کا عاجلاً محکوم بالموت ہونا اور ایک دو روز تک زندہ نہ رہسکنا مراد ہے **چوتھا مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی اضحیہ معینہ کی نذر کرے تو اضحیہ مذکورہ سے اوسکی ملک زائل ہو جائیگی اور اگر اوسکو تلف کریگا تو اوسپر اضحیہ مذکورہ کی قیمت لازم ہوگی اور اگر نذر کرنے کے وقت اضحیہ مذکورہ سالم ہو بعد ازان معیوب ہو جائے تو باوجود معیوب ہونے کے اوسکا قربانی کرنا صحیح اور ادائے نذر مین کافی ہوگا اور اگر اضحیہ مذکورہ بدون تفریط گم یا ہلاک یا ضائع ہو جائے تو ضامن نہوگا **پانچوان مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی حیوان کے قربانی کرنے کی نذر کرے اور یوم قربانی مین ناذر کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اوسکی قربانی کر دے اور ناذر کی طرف سے نیت نکرے تو ناذر کیطرف سے کافی نہوگی اور اگر ناذر کیطرف سے نیت کرے تو کافی ہوگی اگرچہ ناذر نے اوسکو حکم نہ دیا ہو **چھٹا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اضحیہ کی نذر کرے اور واجب ہو جائے تو اوسمین سے کھانیکا استحباب ساقط نہوگا **ساتوان مسئلہ** مچھلی کی ذکات سے اوسکا پانی سے زندہ

نارج کرنا مراد ہی اور اسیطرح اگر کوئی مچھلی نالے سے جست کرے اور شکار کنندہ اوسکی موت کے قبل اوسکو اخذ کرلے
تب بھی حلال ہوگی اور اگر شکار کنندہ کسی مچھلی پر باہر جست کرتے ہوے نظر کرے اور اوسکو باہر جست کرنے
کے بعد اخذ کرلے تو آیا حلال ہوگی یا نہین اسمین اختلاف ہی لکن اوسکا حلال ہونا اشبہ ہی اور اگر کوئی مجوسی
یا مشرک مچھلی کو نالے سے خارج کرے اور اوسکے ہاتھ مین مرجائے تو حلال ہوگی بشرطیکہ کسی مسلم نے زندہ
خارج ہونے کے وقت اوسکا مشاہدہ کیا ہو اور اگر مردہ مچھلی کسی مجوسی یا مشرک کے قبضہ مین موجود ہو تو
اوسکا کھانا اوسوقت تک حلال نہوگا جبتک کہ نالے سے زندہ خارج کرنے کے بعد اوسکا مرنا معلوم نہو
اور اگر کوئی شخص مچھلی کو اخذ کرے اور وہ مچھلی پانی کی طرف عود کرے اور اوسمین مرجائے تو حلال نہوگی
اگرچہ کسی جال مین بند ہو اسلیے کہ اس صورت مین وہ مچھلی ایسے مقام پر مری ہی جسمین اوسکی حیات
ہوتی ہی اور آیا نالے سے خارج کرنے کے بعد زندہ مچھلی کا کھانا حلال ہی یا نہین پس بعض علمانے فرمایا ہی کہ
حلال نہوگا تاوقتیکہ نالے سے خارج کرنے کے بعد وہ مچھلی مرنجائے لکن اوسکے زندہ کھانے کا جائز ہونا ہی وجہ
نہین ہی اسلیے کہ وہ مذکی ہی اور اوسکے حلال اور مذکی ہونے مین فقط نالے سے زندہ خارج کرنا
شرط ہی اور خارج کرنے کے بعد اوسکا مرجانا شرط نہین ہی اور اگر کوئی شخص کسی دام کو مچھلیون کے
صید کرنے کی غرض سے نصب کرے اور اوس مین بعض مچھلیان مرجائین اور زندہ مچھلیان مردہ
مچھلیون کے ساتھ مشتبہ ہوجائین تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ اوس دام کی جملہ مچھلیان حلال ہونگی
تاوقتیکہ مردہ مچھلیان بعینہا معلوم ہون اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ جملہ مچھلیان حرام ہونگی تاکہ جانب
حرمت کو احتمال حلت پر غلبہ رہے اور قول اول خوب ہی **آٹھوان مسئلہ** ٹڈی کے ذکات سے
اوسکا زندہ اخذ کرلینا مراد ہی اور اوسکے اخذ (پکڑنے والا) کا مسلمان ہونا شرط نہین ہی اور اگر
کوئی ٹڈی اخذ کرنے کے قبل مرجائے تو حلال نہوگی اور اسیطرح اگر کسی نیستان مین آگ لگجاے اور اوسکو
جلادیوے اور اوسمین ٹڈیان بھی موجود ہون تو حلال نہونگی اگرچہ ٹڈیون کے شکار کرنے کی

حيا ولو وثب بنفسها قبل موته حل ولو ارد به كنظره فيه خلاف انتبه انه لا يحل ولو رمى حيا جعوس او مشرك فمات في يده حل ان لا يحل اكل ما يعلم بعد في يده حتى ما يبين انه ما بعد اخراجه من الماء ولو اخذ اعيد في الماء فمات لم يحل ولو ان كان ناشبا في الآلة ولانه مات فيها فيه حياته وهل يحل اكله السمك حيا قيل لا وان قيل الحيوان لانه من ذكي ولو نصب شبكة للصيد فمات بعض حصل فيها و اشتبه الحي بالميت قيل حل الجميع حتى يعلم الميت بعينه وقيل حرم الجميع تغليبا للحرمة والاول احسن الثامنة

دون جز اذا لم يحل فاخرجه نفعا لتقصيده ناد وكذا لو وقع اخذه لم يحل ولو مات قبل اخذه الاسلام ولا يشترط في ولا المراد اخذه

عرض سے آگ لگائی گئی ہو اسلیے کہ صورت مذکورہ مین شکار کرنا اور اخذ کرنا صادق نہین آتا اور ٹڈی کے بچے اوسوقت تک حلال نہونگے جبتک کہ اونکو اوڑنے اور پرواز کرنے مین استقلال حاصل نہو پس اگر کوئی شخص ٹڈی کے بچہ کو قبل استقلال اخذ کرے تو اوسکا کھانا جائز نہوگا **نوان مسئلہ** ذکات جنین (وہ بچہ جو شکم ذبیحہ سے مردہ باہر آوے) مین اوسکی مان کا ذبح کرنا کافی ہے بشرطیکہ تام الخلقة ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اوسمین روح نے بھی حلول نکیا ہو اور اگر روح نے اوسمین حلول کیا ہو تو اوسکا تذکیہ ضرور ہوگا اور اس قول مین اشکال ہے اسلیے کہ روح کا حلول کرنا حدیث مین مذکور نہین ہے لہذا اوسکا حلول کرنا شرط نہوگا اور اگر تام الخلقة نہو تو کسی طرح حلال نہوگا اور ان دونون شرطون (تام الخلقة ہونا اور مردہ باہر آنا) کے ساتھ مادر جنین کی ذکات اوسکے حلال ہونے مین کافی ہوگی اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی جنین اپنی مان کے شکم سے زندہ خارج ہو اور زمانہ اوسکے تذکیہ کی گنجائش نرکھتا ہو تو اوسکا کھانا حلال ہوگا لیکن قول اول اشبہ ہے **خاتمہ** اور وہ کئی قسمون پر مشتمل ہے **پہلی قسم** اوسمین منجملہ احکام ذباحت تین مسئلون کا بیان کیا جاتا ہے **پہلا مسئلہ** ذبح حیوان مین متابعت کرنا اور اوسکے اعضاء اربعہ (جو مذکور ہو چکے) کا پے در پے قطع کرنا واجب ہے پس اگر کوئی شخص حیوان کے اعضائے اربعہ مین سے بعض کو قطع کرے اور اوسکو اتنی دیر تک چھوڑ دے کہ اوسمین حرکت مذبوح باقی رہجائے بعد ازان اعضائے باقی ماندہ کو قطع کرے تو حرام ہوجائیگا اسلیے کہ اوسمین حیات مستقرہ باقی نہین رہتی لیکن اوسکے حلال ہونیکا قائل ہونا بھی ممکن ہے اسلیے کہ صورت مذکورہ مین اوسکی روح کا ازہاق (اخراج) بوجہ ذبح حاصل ہوا ہے اور یہی اولی ہے **دوسرا مسئلہ** اگر ایک شخص کسی حیوان کا ذبح کرنا شروع کرے اور دوسرا شخص ہمراہ ذبح اوسکی آنتون کا انتزاع کرے تو اوسپر حکم میتت جاری ہوگا اوسیطرح جو فعل ہمراہ ذبح ایسا کیا جائے جسکی وجہ سے حیات حیوان کو استقرار باقی نرہے تب بھی اوسپر حکم

میتہ جاری ہوگا **تیسرا مسئلہ** جبکہ ذبح حیوان کے بعد اوسکی حیات کے باقی رہنے کا یقین حاصل ہووے تو حلال ہوگا اور اگر قبل ذبح اوسکی موت کا یقین حاصل ہووے تو حرام ہوگا اور اگر اوسکا حال مشتبہ ہو جائے اور حرکت مذبوح متحقق ہونا اور خون معتدل کا خارج ہونا معلوم ہو تو احتمال حرمت کو احتمال حلت پر غالب رکھنا بیوجہ نہین ہے

دوسری قسم اوس حیوان کے بیان مین جسپر کہ ذکات واقع ہوتی ہو پس ہر حیوان ماکول پر ذکات واقع ہوتی ہے باین معنی کہ حیوان مذکور پر ذبح ہونے کے بعد احکام طہارت جاری کیے جاوینگے اور حیوان نجس العین پر ذکات واقع نہین ہوتی جیسے سگ خوک باین معنی کہ اوپر ذبح ہونے کے بعد بھی احکام نجاست جاری کیے جاوینگے اور جو حیوان کہ ان دونون قسمون کے علاوہ ہے اوسکی چار قسمین ہین **قسم اول** مسوخات ہین اور اونپر ذکات واقع نہین ہوتی جیسے ہاتھی ریچھ بندر وغیرہ اور جناب سید مرتضیٰ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ مسوخات پر ذکات واقع ہوتی ہے **قسم دوم** حشرات (وہ حیوانات جو زمین کے سوراخ مین رہتے ہین) ہین جیسے چوہا نیولا سوسمار وغیرہ اور آیا حیوانات مذکورہ پر بھی ذکات واقع ہوتی ہے یا نہین اسمین تردد ہے لیکن ذکات کا واقع نہونا اشبہ ہے **قسم سوم** آدمی ہے اور آدمی پر اوسکے محترم ہونے کیوجہ سے ذکات واقع نہین ہوتی اور اگر کوئی شخص کسی آدمی کو ذبح کرے تو اوسپر احکام میتہ جاری کیے جاوینگے **قسم چہارم** سباع (درندے) ہین جیسے شیر چیتا پلنگ لومڑی وغیرہ اور آیا سباع پر بھی ذکات واقع ہوتی ہے یا نہین اسمین تردد ہے لیکن اوسکا واقع ہونا اشبہ ہے اور محض ذکات کے بعد پاک ہو جاتے ہین اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ ذکات کے بعد اونکی جلدون کا استعمال کرنا اوسوقت تک صحیح نہوگا جبتک دباغت نکی جائے **تیسری قسم** اس مین اون مسائل کا بیان کیا جاتا ہے جو احکام صید سے تعلق رکھتے ہین اور وہ بارہ ہین **پہلا مسئلہ** اگر آلہ صیاد (وہ آلہ جسکو شکار کنندہ نے نصب کیا ہو جیسے

جالہ شبکہ وغیرہ) مین کوئی حیوان پھنس جائے تو حیوان مذکور کا وہی صیاد مالک ہوگا جسنے کہ اوس آلہ کو نصب کیا ہو اور اسیطرح جس آلہ سے کہ باعتبار عادت شکار کیا جاتا ہو اوسکا بھی یہی حکم ہوگا اور اگر کوئی حیوان کسی صیاد کے آلے مین پھنس جانے کے بعد رہا ہو جائے تو اوسکی ملک سے خارج نہوگا اور اگر کوئی حیوان کسی شخص کے مکان یا زمین کی کیچڑ مین دھنس جائے یا اوسکے مکان مین اپنا آشیانہ بنالیوے تو شخص مذکور اوسکا مالک نہوگا اور اسیطرح اگر کوئی مچھلی دریا سے جست کرکے کسی کشتی مین آجائے تو صاحب کشتی اوسکا مالک نہوگا اور اگر کوئی شخص اپنے مکان کی کیچڑ کے مقام کو شکار حیوانات کے لیے مہیا کرے اور کوئی حیوان اوسمین اسطرح پھنس جائے کہ رہائی نپاسکتا ہو تو شخص مذکور اوسکا مالک نہوگا اسلیے کہ کیچڑ کا مقام اون آلات مین داخل نہین ہے جنسے باعتبار عادت شکار کیا جاتا ہو اور اسمین تردد ہو اور اگر کسی حیوان پر کوئی شخص اپنے حجرے کے دروازہ کو بند کردے اور حیوان کے خارج ہونے کے لیے کوئی دوسری راہ نہو یا اوسکو کسی ایسے تنگ مقام پر پہونچا دیوے جہان اوسپر قبضہ کرنا دشوار نہو تو اوسکا مالک ہوجائیگا اور اسمین بھی اشکال ہے اور شاید کہ اسمقام پر شخص مذکور کا مالک نہونا اشبہ ہو تاوقتیکہ حیوان پر اپنے ہاتھ یا آلہ سے قبضہ نکرے اور اگر صیاد کے ہاتھ سے اوسکا صید چھوٹ جائے تو اوسکی ملک سے خارج نہوگا اور صیاد کسی صید کے چھوڑ دینے کا قصد کرے اور اوسکی ملک سے اپنی نیت کو قطع کرلے اور کوئی دوسرا شخص اوسکا شکار کرلے تو آیا شخص دوم اوسکا مالک ہوگا یا نہین پس اشبہ یہ ہے کہ وہ مالک نہوگا اسلیے کہ صید مذکور محض نیت اخراج کے بعد صیاد اول کی ملک سے خارج نہین ہوا اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ صیاد اول کی ملک سے خارج ہوجائیگا جسطرح کہ کسی شخص کا مال حقیر گرجائے اور وہ اوسکا اہمال کرے کہ اس صورت مین مالک کیطرف سے اوسکی اباحت ہوجاتی ہے اور شاید کہ دونون حالتون مین فرق ہو دوسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کسی صید کی قوت کو ضعیف کردے اور صید مذکور اپنے پرواز کرنے یا دوڑنے

ثالث نیت

کیوجہ سے اپنے امتناع پر باقی اور اپنے تحفظ پر قادر رہے اور اوس وقت تک اوسکا اخذ کرنا ممکن ہو
جبتک وہ زائد از عادت نہ دوڑایا جائے تو شخص اول اوسکا مالک نہوگا بلکہ جو شخص اوسکا
امساک کریگا وہی مالک ہوگا تیسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کسی صید پر اپنے تیر کو رہا کرے اور اوسکو
رفتار سے باز رکھے اور حکم مذبوح مین کردے بعد ازان کوئی دوسرا شخص اوسکو قتل کر ڈالے تو صید مذکور کا
شخص اول مالک ہوگا اور شخص دوم پر کوئی تاوان لازم نہوگا البتہ اگر شخص دوم اوسکے مجروح گوشت
یا اوسمین سے بعض اجزا کو فاسد کردے تو شخص اول کو اوس سے ارش کا مطالبہ صحیح ہوگا اور اگر
شخص اول اوسکو تیر لگائے لیکن رفتار سے باز نرکھے اور حکم مذبوح مین نکرے بعد ازان دوسرا شخص اوسکو
قتل کر ڈالے تو صید مذکور کا شخص دوم مالک ہوگا اور شخص اول اوسکا مالک نہوگا لیکن شخص اول پر
کوئی تاوان لازم نہوگا اگرچہ اوسنے صید مذکور کے گوشت کو فاسد بھی کردیا ہو اور اگر شخص اول
اوسکو رفتار سے باز رکھے مگر حکم مذبوح مین نکرے بعد ازان کوئی دوسرا شخص اوسکو قتل کر ڈالے
تو شخص دوم اوسکا متلف (ضائع کرنیوالا) اور ضامن ہوگا پس اگر صید مذکور کو محل ذبح سے
مجروح کیا ہو اور اوسکا تذکیہ بوجہ شرعی حاصل ہوجائے تو شخص اول اوسکا مالک ہوگا اور شخص دوم پر
اوسکی ارش کا شخص اول کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر محل ذبح کے علاوہ کسی دوسرے مقام سے
مجروح کیا ہو تو شخص دوم پر اوسکی قیمت کا شخص اول کے حوالے کرنا لازم ہوگا بشرطیکہ صید مذکور کی
میتہ کی کوئی قیمت نہو والا شخص اول کو شخص دوم سے اوسکی ارش کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور اگر اوسکو
شخص دوم نے صرف مجروح کیا ہو اور قتل نکیا ہو اور اوسکی ذکات کا ادراک ہوجائے تو صید مذکور پر
شخص اول کی ملک کا حکم کیا جائیگا اور اگر اوسکی ذکات کا ادراک نہو تو صید مذکور پر حکم میتہ جاری
کیا جائیگا اسلیے کہ صید مذکور ایسے دو فعلون سے تلف ہوا ہے جسمین ایک فعل شخص اول کا مجروح کرنا
مباح ہو اور دوسرا فعل شخص دوم کا مجروح کرنا حرام ہو جسطرح کہ کسی صید کو سگ مسلم و مجوسی قتل کر ڈالے

ما اثره او وقفه اثباته ... لا بقيد ... عليه لا ... بلا ارتفاع المنضمن ... الا صحابه عليه ... للاول ويكون له ... المسئلة الثالثة اذا رماه فاثبته وصيره في حكم المذبوح فقتله الثاني فهو للاول ولا شئ على الثاني الا ان نقص بلحمه ... ولو رماه فاثبته ولم يثبته ... للاول ولا ضمان على الاول ... في حكم المذبوح فقتله الثاني فهو له ... دون الاول ولا شئ على الاول ... ما اثبته ولم يصيره في حكم المذبوح فقتله الثاني فهو له وضمن قيمته ... فان كان اصاب محل الذكاة فذكاه على الوجه فهو للاول وعلى الثاني الارش وان اصاب في غير المذبح فعليه قيمته ان لم يكن لميتته قيمة والا الارش وان جرحه الثاني فان ادرك ذكاته فهو للاول وان لم يدرك ذكاته فهو ميتة لانه تلف من فعلين احدهما مباح والآخر محظور فاشبه ما لو قتله كلب مسلم ومجوسي

اور آیا صورت مذکورہ مین شخص دوم (جسنے صید کو مجروح کیا ہی) پر کیا تاوان لازم ہوگا پس اظہر یہ ہو کہ اگر شخص اوّل کو اوسکی ذکات پر قدرت حاصل نہی ہو تو شخص دوم پر صید مذکور کی اوس مجموع قیمت کا شخص اوّل سے حوالہ کرنا لازم ہوگا جو عیب اوّل کی حالت مین قرار پاے اور اگر شخص اول کو اوسکی ذکات پر قدرت حاصل ہوئی ہو اور مع ذالک اوسنے صید مذکور کے ذبح کرنے مین اہمال کیا ہو تو شخص دوم پر صید مذکور کی اوس قیمت کے نصف کا حوالہ کرنا لازم ہوگا جو عیب اوّل کی حالت مین قرار پاے اور اس مسئلہ کا کما حقہ ادراک کرنا ایک صورت خاص کے فرض کرنے پر موقوف ہی مثلاً ایک چوپایہ ایسا فرض کیا جائے جسکی قیمت دس درہم مقرر ہو اور اوسپر کوئی شخص ایسی جنایت کرے جس سے اوسکی قیمت نو درہم باقی رہجائے بعد ازان دوسرا شخص اوسپر ایسی جنایت کرے جس سے اوسکی قیمت آٹھ ہی درہم باقی رہجائے بعد ازان دونون جنایتون کیوجہ سے چوپایہ مذکور تلف ہو جائے پس صورت مذکورہ مین پانچ احتمال ہین لیکن اونمین سے کوئی احتمال خالی از خلل نہین ہی احتمال اوّل شخص دوم کو چوپایہ مذکور کی اوس مجموع قیمت کا الزام دینا جو معیب ہونے کی حالت مین فرض کی گئی ہی اسلیے کہ شخص اوّل کی جنایت غیر مضمون ہی بر تقدیر یکہ چوپایہ مذکور مباح ہو اور یہ احتمال ضعیف ہی اسلیے کہ اہمال تذکیہ کی صورت مین شخص اوّل پر اوس شخص کا حکم جاری کیا جائیگا جو شریک جنایت ہو لہذا شخص دوم کو مجموع قیمت کا الزام دینا صحیح نہوگا احتمال دوم ضمان قیمت مین دونون کا مساوی قرار دینا اور ہر ایک کے ذمہ پر پانچ درہمون کا قائم کرنا اور یہ احتمال بھی ضعیف ہی اسلیے کہ اس صورت مین شخص دوم پر ظلم لازم آتا ہی احتمال سوم ساڑھے پانچ درہمون کا شخص اوّل پر اور پانچ درہمون کا شخص دوم پر لازم کرنا اور اسمین بھی ظلم لازم آتا ہی احتمال چہارم شخص اوّل پر پانچ درہمون کا اور شخص دوم پر ساڑھے چار درہمون کا لازم کرنا اور اس احتمال مین مالک کے نصف درہم کا ضائع کرنا لازم آتا ہی احتمال پنجم شخص اول و دوم مین سے ہر ایک پر اوس قیمت کے حصہ کا جو اوسکی جنایت کے روز قرار پاے لازم کرنا اور دونون قیمتون کے مجموعہ پر

هي دابة قيمتها عشرة جنى عليها فصارت تساوي تسعة ثم جنى آخر فصارت تساوي ثمانية ثم سرت الجنايتان ففيها احتمالات خمسة لا يخلو احدها من خلل وهو اما الزام الثاني بكمال قيمته معيبا لان جناية الاول غير مضمونة بتقدير ان يكون مباحا وهو ضعيف لانه مع اهمال التذكية جرى مجرى ذلك الشريك بجنايته واما التسوية في الضمان وهو حيف على الثاني او الزام الاول بخمسة ونصف والثاني بخمسة وهو حيف ايضا او الزام الاول بخمسة والثاني باربعة ونصف وهو تضييع على المالك او الزام كل واحد منهما بنسبة قيمته يوم جنى عليه وضم القيمتين

فرض نقضه و بكشفها باعتبار نقله هذه المسألة بقيمته معيبا ولو قبل الثاني نصف ان قدر فاهمل بالنسبة الى الاول و بقيمته تامها معيبا وكذا قيمة فعل الثالث ان لو قيمته حين نظرا على الاول قتل الجارح و وما التي تجب

دس درہمون کا بسط کرنا پس شخص اول پر دس درہمون کے اونیس حصون مین سے دس حصے
اور شخص دوم پر دس درہمون کے اونیس حصون مین سے نو حصے لازم کیے جائینگے اور اس صورت مین
شخص دوم پر ساڑھے پانچ درہمون سے زائد کا قائم کرنا لازم آتا ہے جسکی کوئی وجہ نہین ہے اور اقرب یہ ہے کہ
شخص اول پر ساڑھے پانچ درہم اور شخص دوم پر ساڑھے چار درہم لازم کیے جائین اسلیے کہ قیمت نفس مین داخل ہوتی ہے پس ضمان نصف
مین جنایت اول کے ارش کا نصف داخل ہوگا اور اوسپر نصف قیمت (پانچ درہم) کی ضمانت
کے ساتھ نصف ارش (یعنی نصف درہم) لازم ہوگا اور شخص دوم پر فقط اوس قیمت کا نصف
(ساڑھے چار درہم) لازم ہوگا جو اوسکی جنایت کے وقت مقرر تھی (یعنی نو درہم) اور ضمان نصف مین
جنایت دوم کی ارش کا نصف داخل ہوگا اور یہ احتمال بھی ضعف سے خالی نہین ہے اور اگر احد الجنایتین
(دونون جنایتون مین سے ایک) کو مالک نے واقع کیا ہو تو چوپایہ کی قیمت مین سے وہ مقدار ساقط ہوگی
جو جنایت مالک کے مقابل قرار پائیگی اور مالک چوپایہ کو دوسرے شخص سے اوس مقدار کا مطالبہ صحیح
ہوگا جو اوسکی جنایت کے مقابل قرار پائیگی **چوتھا مسئلہ** اگر کوئی صید دو امرون کے ساتھ اپنی
حفاظت کرتا ہو جیسے دراج اور کبک کہ یہ دونون پرند اپنے بازو اور اپنے دوڑنے کے ساتھ تحفظ
کرتے ہین اور کوئی تیرانداز اوسکے بازو کو توڑ ڈالے بعد ازان کوئی دوسرا شخص اوسکے پاؤن کو قطع
کردے تو بعض علمار نے فرمایا ہے کہ صید مذکور کے وہ دونون شخص مالک ہونگے اور بعض علمار نے
فرمایا ہے کہ صید مذکور کا فقط شخص اخیر مالک ہوگا اسلیے کہ اوسی کے فعل نے صید مذکور کو رفتار سے
باز رکھا ہے اور قول اخیر قوی ہے **پانچوان مسئلہ** اگر کسی صید پر دو شخص تیر لگائین اور دونون شخص
اوسکو مجروح کردین بعد ازان وہ صید مر جائے اور تیر کا محل ذبح پر پہونچنا معلوم ہو جائے تو صید مذکور
حلال ہوگا اور اسیطرح اگر صید مذکور کی ذکات کا اون دونون یا احدہما نے ادراک کیا ہو بعد ازان
اوسکو ذبح کردیا ہو تب بھی حلال ہوگا اگرچہ زخم تیر اوسکے مذبح پر نہ پہونچا ہو اور اگر اوسکی ذکات کا

اور اٹک گیا ہو اور مرگیا ہو تو حلال نہوگا اسلیے کہ شخص اوّل کا صید مذکور کو فقط رفتار سے باز رکھنا اور حکم مذبوح مین نکرنا اور شخص دوم کا اوسکو غیر ممتنع ہونے کی حالت مین قتل کر ڈالنا بھی محتمل ہو لہذا صید مذکور پر حکم میتہ جاری کیا جائیگا چھٹا مسئلہ جس صید کو سگ شکاری نے مجروح کرنے کے ساتھ قتل کیا ہو اوسکا کھانا جائز ہو اور جس صید کو کہ اوسنے صدمہ دیکر یا خفہ کردینے یا تعب میں ڈالنے کے ساتھ قتل کیا ہو اوسکا کھانا جائز نہین ہو ساتوان مسئلہ اگر کوئی شخص کسی صید کو دیکھے اور اوسکو صید مذکور کا سگ یا خوک یا اور کوئی حیوان غیر ماکول اللحم ہونا مظنون ہو اور اوسکو تیر لگاکر قتل کر ڈالے بعد ازان اوسکا حیوان ماکول اللحم ہونا معلوم ہو تو حلال نہوگا اسلیے کہ صید مین قصد کا اعتبار ہو اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنے تیر کو طرف بالا رہا کرے اور اوس سے کوئی جانور قتل ہو جائے جو ماکول اللحم ہو تب بھی حلال نہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی سنگ کے قریب گذر کرے بعد ازان واپس آئے اور اوسکو سنگ مذکور کا باقی رہنا مظنون ہو اور اسی گمان کیوجہ سے اوسپر تیر لگائے اور سنگ مذکور کا صید ہونا ظاہر ہو تو حلال نہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص وقت شب اپنے سگ شکاری کو رہا کرے اور وہ کسی صید کو قتل کر ڈالے تو حلال نہوگا کہ اوسنے صید پر چھوڑنے کا قصد نہین کیا پس ایسے رہا کرنے پر سگ مذکور کے از خود چھوٹ جانے کا حکم جاری کیا جائیگا **آٹھوان مسئلہ** جبکہ کسی پرند کے بازو کٹے ہوئے ہون اور اوسکا شکار کیا جائے تو صیاد کی ملک مین داخل نہوگا اسلیے کہ بازو کا کٹا ہوا ہونا اوسکے مملوک غیر ہونے پر دلالت کرتا ہو لہذا اوسی کا استصحاب کیا جائیگا اور اسیطرح جبکہ کسی حیوان پر کوئی ایسا اثر موجود ہو جو اوسکے مملوک غیر ہونے پر دلالت کرتا ہو تو وہ بھی ملک صیاد مین داخل نہوگا اور اگر کوئی پرند اپنے بازوؤن کا مالک ہو تو ملک صیاد مین داخل ہوگا بشرطیکہ اوسکا کوئی مالک نہو اور اسی قاعدہ کی بنا پر اگر کسی شخص کے طیور مملوکہ نے اوسکے برج سے دوسرے شخص کے برج کی طرف انتقال کیا ہو

السابعة لو رأى صيدا فظنه خنزيرا او كلبا او غيرهما مما لا يؤكل فقتله لم يحل وكذا لو رمى سهما الى ... فاصاب صيدا ... ليلا فقتل لم يحل لانه لم يقصد ... الارسال ... الاسترسال الثامنة اذا صيد الطير مقصوص الجناح ... ملكه الصائد ... وكذا ان وجد ... الملك وان ... مالكا لجناحيه ... الا ان يكون له مالك ... وعلى هذا الاصل انتقلت الطيور من برج الى آخر

اوتسمه ... مابقتله بحده ولا يؤكل بالعقر يؤكل مابقتله الحجر ... هوغير ممتنع فقتله الآخر تحكم المذبوح ... ان يكون الاول ... لم يحل ... وجه بينت

تو شخص دوم اوسکا مالک ہوگا **نوان مسئلہ** اگر مچھلی کا کوئی جزء اوسکے زندہ خارج از آب کرنے کے بعد قطع کر لیا جائے تو اوسکا کھانا حلال ہوگا اور اوسپر جزء بدن کے تذکیہ شدہ کا حکم جاری کیا جائیگا خواہ وہ مچھلی مرجائے یا در صورت استقرار حیات پانی مین چلی جائے اسلیے کہ وہ جزء اوس کے بعد تذکیہ قطع کیا گیا ہی (پانی سے خارج کرنا) **دسوان مسئلہ** جبکہ کسی صید پر دو شخص ایک ہی مرتبہ تیر لگائین اور اوسکو رفتار سے باز رکھین تو صید مذکور اون دونون شخصون کا مملوک ہوگا اور اگر اون دونون مین سے ایک شخص اوسکو مجروح کرے اور دوسرا شخص رفتار سے باز رکھے تو صید مذکور اوس شخص کا مملوک ہوگا جسنے کہ اوسکو رفتار سے باز رکھا ہی اور جس شخص نے کہ اوسکو مجروح کیا ہی اوس سے صید کے مجروح کرنے کی ضمانت متعلق نہوگی اسلیے کہ اوسکی جنایت کسی شخص غیر کی ملک مین واقع نہین ہوئی اور اگر صید کے مجروح کرنیوالے اور رفتار سے باز رکھنے والے مین اشتباہ ہوجائے اور اون دونون مین صید کا رفتار سے باز رکھنے والا مجہول ہو تو صید مذکور پر اون دونون کے مملوک ہونے کا حکم کیا جائیگا اور اگر بذریعہ قرعہ استخراج کرنے کے قائل ہون تو خوب ہو **کتاب الاطعمة والاشربة** اس کتاب مین اشیاء خوردنی و نوشیدنی کی حرمت و حلت کے احکام مذکور ہوتے ہین اور اوسمین چھ قسمون کا بیان کرنا ضرور ہی

قسم اول حیوان دریا کے بیان مین اور حیوانات دریائی مین سے چھلکے دار مچھلی کے سوا کسی اور حیوان کا کھانا جائز نہین ہی خواہ اوس مچھلی پر اوسکا چھلکا باقی ہو جیسے شبوط (نوعی از ماہی) اور بیاح (قسمی از ماہی) یا باقی نہو جیسے کنعت (وہ مچھلی ہی جو اپنے جسم کو ہر شی سے رگڑتی ہی اور اوسکا چھلکا دور ہوجاتا ہی اور زیر دم باقی رہجاتا ہی) اور جن مچھلیون کے لیے در اصل چھلکا نہین ہے جیسے جری اوسکی حلت اور حرمت کے بارہ مین دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین لیکن اشہر روایتین تحریم ہی اور اسیطرح زمار اور مار ماہی و زہو کی حلت و حرمت کے بارہ مین بھی دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین لیکن اسمقام پر اشہر روایتین کراہیت ہی اور ربیثا اور تمر اور طبرانی اور ابلامی کا کھانا

جائز ہی اور سلاحف (کچھوے) وضفادع (مینڈک) کا کھانا جائز نہین ہی اور اسیطرح سرطان (کیکڑا) کا کھانا بھی جائز نہین ہی اور اسیطرح باقی حیوانات دریائی کا کھانا بھی جائز نہین ہی جیسے سگ دریائی یا خوک دریائی اور اگر کسی مچھلی کے شکم مین کوئی دوسری مچھلی موجود ہو تو حلال ہوگی بشرطیکہ یا مچھلی حلال کی جنس سے ہو والا حرام ہوگی اور مضمون دو روایتون مین وارد ہوا ہی جن دونون مین سے ایک روایت کے طریق مین سکونی ہی اور دوسری روایت مین ارسال ہی اور علماے متاخرین مین سے بعض علما نے اوسکے کھانے کو منع فرمایا ہی اسلیئے کہ اوس مچھلی کا پانی سے زندہ باہر آنیکا یقین نہین ہی اور روایت مذکورہ پر عمل کرنا راجح ہی اسلیے کہ اصل بقاے حیات ہی لہذا اوسی کا استصحاب کیا جائیگا اور اوسپر زندہ باہر آنے والی مچھلی کا حکم کیا جائیگا اور اگر کسی سانپ کے شکم مین کوئی مچھلی موجود ہو تو اوسکا کھانا حلال ہوگا بشرطیکہ اوسکا پوست گندہ نہوا ہو والا اوسکا کھانا حلال نہوگا لیکن اوسکا حلال ہونا بوجہ نہین ہی البتہ اگر سانپ اوسکو اوگل دیوے اور مچھلی مین اضطراب موجود ہو تو اوسکا کھانا حلال ہوگا اور اگر شرط مذکور کے ساتھ تحقق ذکات کے لیے اوسکے زندہ اخذ کرنیکا بھی اعتبار کیا جائے تو خوب ہی اور طافی کا کھانا جائز نہین ہی اور طافی سے وہ مچھلی مراد ہی جو پانی مین مرجائے خواہ کسی خارجی سبب سے مرجائے جیسے ضرب علق (ایک قسم کا مرض ہی جس سے مچھلی مرجاتی ہی) یا حرارت آب یا بدون سبب خارجی مرجائے اور اسیطرح اوس مچھلی کا کھانا بھی جائز نہین ہی جو صیاد کے شبکہ یا حظیرہ (بت) مین پانی کے اندر مرجائے اور اگر زندہ مچھلیون مین مردہ مچھلیان اسطرح مخلوط ہوجائین کہ تمیز باقی نرہے تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ کل مچھلیان حلال ہونگی لیکن اون مچھلیون سے اجتناب کرنا اشبہ ہی اور ماہی جلال (گندگی خوار مچھلی) کا اوسوقت تک کھانا جائز نہوگا جبتک کہ اوسکا استبراء نکیا جائے جو ماہی مذکور کے ایک شب اور ایک روز پانی مین رکھنے اور علف طاہر (پاک چارہ) کھلانے سے حاصل ہوتا ہی اور ماہی حلال کے انڈے بھی حلال ہین جسطرح کہ ماہی حرام کے انڈے حرام ہین

اور صورت اشتباہ مین اون انڈون کا کھانا حلال ہوگا جو سخت و درشت ہون اور اون انڈون کا کھانا حلال ہوگا جو نرم و صاف ہون **قسم دوم** بہائم (چوپائے) کے بیان مین اور بہائم انسیہ مین سے شتر اور گاو اور گوسپند کا کھانا جائز ہے اور اسپ (گھوڑا) اور استر (خچر) اور حمار اہلی (گدھا) کا کھانا مکروہ ہے اور مراتب کراہت مین تفاوت ہے پس گھوڑے کی بہ نسبت خچر اور گدھے کی کراہت شدید ہے اور گدھے کی نسبت خچر کی کراہت علی المشہور شدید ہے اور کبھی حیوان محلل کو چند وجہ سے حرمت عارض ہوجاتی ہے **وجہ اول** حیوان کا جلال (گندگی خوار) ہونا جیسے فضلہ انسان کا کھانا امر اول ہے پس حیوان مذکور کا کھانا اوس وقت تک جائز نہوگا جبتک کہ استبرا نکیا جائے اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ حیوان جلال کا کھانا مکروہ ہے لیکن اوسکا حرام ہونا اظہر ہے اور مدت استبرا مین اختلاف ہے لیکن استبراء ناقہ کی مدت کا چالیس روز ہونا اور استبرا بقر کی مدت کا بیس روز ہونا بین العلماء مشہور ہے اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ مدت استبرا کے چالیس روز ہونے مین ناقہ و بقر مساوی ہین اور قول اول اظہر ہے اور استبراء گوسفند کی مدت دس روز ہے اور بعض علماء نے سات روز فرمایا ہے اور قول اول اظہر ہے اور کیفیت استبراء یہ ہے کہ حیوان مذکور باندھ دیا جائے اور اوسکو مدت استبرا مین علف طاہر کھلایا جائے **وجہ دوم** حیوان کا مادہ خوک کے شیر کو پی لینا پس اگر اوسکے پینے سے حیوان مذکور کے گوشت مین روئیدگی یا اوسکی ہڈی مین سختی پیدا نہو تو اوسکا کھانا مکروہ ہوگا اور سات روز تک اوسکا استبرا کرنا مستحب ہے اور اگر اوسکے گوشت مین روئیدگی و رہڈی مین سختی پیدا ہو تو حیوان مذکور کا اور اوسکی نسل کا گوشت حرام مؤبد ہوجائیگا **وجہ سوم** انسان کا کسی حیوان ماکول اللحم سے وطی کرنا پس اگر حیوان مذکور سے کوئی انسان وطی کرے تو حیوان موطوء اور اوسکی نسل کا گوشت حرام ہوجائیگا اور اگر حیوان موطوء کسی دوسرے حیوان کے ساتھ مشتبہ ہوجائے تو مجموع حیوانات کے دو فرقے کیے جائینگے اور حیوان مذکور کا قرعہ کے ذریعہ سے ایک ایک دفعہ مین استخراج کیا جائیگا اور اگر ان حیوانات مین سے کوئی حیوان شراب کو پی لیوے تو اوسکا

گوشت حرام ہوگا بلکہ دھونے کے بعد اوسکا کھانا جائز ہوگا البتہ اون چیزون کا کھانا جائز ہوگا جو اوسکے جوف مین موجود ہین جیسے امعا قلب کبد اور اگر کوئی حیوان ماکول اللحم کسی انسان کا پیشاب پی لیوے تو اوسکا گوشت حرام ہوگا بلکہ اوسکے گوشت کا اون چیزون کے دھو ڈالنے کے بعد کھانا جائز ہوگا جو اوسکے شکم مین موجود ہین اور سگ گربہ کا کھانا حرام ہی خواہ وہ دونون اہلی ہون یا وحشی اور انسان کو اوس حیوان کا اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا مکروہ ہی جسکو اوسنے تربیت کیا ہو اور حیوانات وحشیہ مین سے گاو وحشی اور گوسپند کوہی اور گورخر اور آہو اور گوزن کا کھانا حلال ہی اور حیوانات وحشیہ مین سے درندہ کا کھانا حرام ہی جو ناخونون یا دانتون سے افتراس (پھاڑنا) کرتا ہو خواہ قوی ہو جیسے شیر پلنگ یوز گرگ یا ضعیف ہو جیسے روباہ کفتار شغال اور خرگوش اور سوسمار کا کھانا حرام ہی اور اسیطرح جملہ حشرات الارض کا کھانا بھی حرام ہی جیسے حیہ (سانپ) موش (چوہا) عقرب (بچھو) جرذان (ایک قسم چوہا ہی) خنافس (ایک قسم کا بدبودار جانور ہی جسکو ہندی مین گبریلا کہتے ہین) صراصر (ایک قسم کا کیڑا ہی جو زمین نمناک مین پیدا ہوتا ہی اور شب کو صدا کرتا ہی) بنات وردان (ایک قسم کے کیڑے ہین جو زمین مین پیدا ہوتے ہین اور سر انگشت کے برابر ہوتے ہین) براغیث (کیک۔ پسو) قمل (سپش جون) اور اسیطرح یربوع (موش دشتی) قنفذ (خارپشت) وبر (ایک قسم کا جانور بے دم ہی جو بلی سے مشابہ اور کبود رنگ ہوتا ہی) خز (ایک قسم کا دریائی جانور ہی جو روباہ سے مشابہ ہوتا ہی اور اوسکی پشم سے کپڑے بُنے جاتے ہین) فنک سمور سنجاب (ان جانورون کے پوست سے پوستین بنائی جاتی ہی) عظاۃ (ایک قسم کا جانور ہی جو چھپکلی سے کسیقدر بڑا ہوتا ہی اور اوسکو موش دشتی بھی کہتے ہین) لحکہ (ایک قسم کا جانور ہی اور ریگ مین در آتا ہی اور اوس سے دختران باکرہ کی ونگلیان تشبیہ دیجاتی ہین **قسم سوم** پرندے کے بیان مین پس جن پرند کا کھانا حرام ہی اونکی کئی صنفین ہین **صنف اول** وہ پرند ہی جو چنگال رکھتا ہو خواہ اوسکا چنگال ایسا قوی ہو

جس سے پرندون کا شکار کرسکتا ہو جیسے باز۔ چرغ۔ عقاب۔ شاہین۔ باشہ۔ یا ضعیف ہو جیسے نسر (گرگس) رخمہ۔ بغاث (یہ دونون ایک قسم کے مردارخوار پرندہ ہین) اور غراب کی حلت و حرمت کے بارہ مین دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ غراب ابقع (کلاغ ابلق) اور غراب کبر (کلان) کا کھانا حرام ہے جو پہاڑ پر رہتا ہو اور زاغ کا کھانا حلال ہے جس سے غراب زرع (جو زراعت کی جگہ پر رہتا ہو اور مردار نہین کھاتا) اور غداف (وہ زاغ ہے جو غراب زرع سے چھوٹا اور رنگ تیرگی ہو) مراد ہے صنف دوم وہ پرندہ ہے جسکی صفیف (بالون کا بدون تحریک رہنا) کر کے اوڑنا) اوسکی دفیف (بالون کو حرکت دیکر اوڑنا) سے زائد ہو پس حیوان مذکور کا کھانا حرام ہوگا اور اگر اوسکی صفیف و دفیف مساوی ہون یا صفیف سے اوسکی دفیف زائد ہو تو اوسکا کھانا حرام نہوگا صنف سوم جس پرندہ کے لیے قانصہ (مرغ کا سنگدانہ اندرونی جو بمنزلہ امعا) اور حوصلہ (مرغ کا چینہ دان جو بمنزلہ معدہ ہو) اور صیصہ (وہ کانٹا ہے جو پاے مرغ کے پیچھے اور بمنزلہ انگشت ہوتا ہے) نہو اوسکا کھانا حرام ہے اور جس پرندہ کے لیے اشیاء مذکورہ مین سے کوئی شے موجود ہو اوسکا کھانا حلال ہے بشرطیکہ اوسکی تحریم پر نص نہو صنف چہارم وہ پرندہ ہے جسکی حرمت منصوص ہے اور اوسکو تحریم عینی شامل ہے جیسے خفاش (چمگادڑ) اور طاوس اور ہدہد کا کھانا مکروہ ہے اور آیا (ابابیل کا کھانا بھی جائز ہے یا نہین اسمین دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین لیکن اوسکا مکروہ ہونا اشبہ ہے اور فاختہ اور قنبرہ (چکاوک) اور حباری (چرغ) کا کھانا مکروہ ہے اور صرد (ایک پرندہ ہے جو چڑیون کا شکار کرتا ہے) اور صوام (ایک پرندہ ہے جسکا رنگ خاکی اور گردن دراز ہے اکثر درخت خرما پر شب باش ہوتا ہے) اور شقراق کے گوشت کی کراہت زیادہ شدید و غلیظ ہے اگرچہ اوسکا کھانا حرام نہین ہے اور منجملہ اقسام حمام کسی قسم کے کھانے مین مضائقہ نہین بلکہ ہر قسم کے گوشت کا کھانا حلال ہے جیسے قمریان (کبوتران کبود رنگ) دباسی (کبوتران سرخ رنگ) ورشان (کبوتران سفید رنگ) اور

اسیطرح حجل (کبک نر) اور دُرّاج (تیتر) اور قبج (کبک مادہ) اور قطا (لوا) اور طیہوج (بٹیر) اور دجاج (ماکیان مرغان خانگی) اور کروان (ایک قسم کا پرند ہی جو بط سے مشابہ ہوتا ہی) اور کرکی اور صعوہ (ایک قسم کا پرند صغیر ہی جسکا رنگ کبود ہوتا ہی اور اوسکی دم کو استقرار نہین ہوتا) کے گوشت مین بھی کوئی مضایقہ نہین ہی اور پرند دریائی کے محکوم بحلیت ہونے مین بھی اونھین امور کا اعتبار کیا جائیگا جو پرند مجہول مین معتبر ہین جیسے دفیف کا صفیف پر غالب ہونا یا اوسکا صفیف کے ساتھ مساوی ہونا یا سنگدانہ و حوصلہ و صیصیہ کسی امر کا اوسمین متحقق ہونا پس جبکہ جانور آبی مین منجملہ علامات مذکورہ کوئی علامت موجود ہوگی تو اوسکے گوشت کا کھانا حلال ہوگا اگرچہ وہ جانور ماہی خوار ہو اور اگر کسی پرند کی غذا محض فضلہ انسانی ہو تو اوس حیوان جلال کے احکام متعلق ہونگے اور اوسکے گوشت کا کھانا حلال نہوگا تاوقتیکہ اوسکا استبراء نکیا جائے پس بط اور اوسکے امثال کا استبراء پانچ روز تک کیا جائیگا اور مرغ خانگی اور اوسکے امثال کا استبراء تین روز تک کیا جائیگا اور اوسکے علاوہ ہر پرند کا استبراء اوسقدر مدت تک کیا جائیگا جسقدر مین کہ حکم جلل برطرف ہو جائے اسلیے کہ دیگر پرندون مین منجانب شرع کوئی زمانہ معین نہین ہی اور زنبور اور مگس اور پشہ کا کھانا حرام ہی اور پرند ماکول اللحم کے انڈے بھی حلال ہین اور اسیطرح پرند غیر ماکول اللحم کے انڈے بھی حرام ہین اور صورت اشتباہ مین اون انڈون کا کھانا جائز ہوگا جنکی دونون طرفین چھوٹائی اور بڑائی مین مختلف ہون اور ایسے انڈون کا کھانا جائز نہوگا جنکی دونون طرفین متفق ہون اور مجثمہ کا کھانا حرام ہی جس سے وہ حیوان مراد ہی جو نشانہ قرار دیا جائے اور اوسپر تیر لگائے جائین تا اینکہ وہ مرجائے اور اسیطرح مصبورہ کا کھانا بھی حرام ہی جس سے وہ حیوان محبوس مراد ہی جو مقام ذبح کے علاوہ باقی مقامات سے مجروح کیا جائے تا اینکہ مرجائے

قسم چہارم جامدات کے بیان مین اور اشیائے جامدہ مین جو چیزین حلال ہین اونکا حصر نہین ہو سکتا پس جو چیزین کہ حرام ہین اونکا ضبط کیا جاتا ہی اور بعض محرمات کا بیان کتاب المکاسب مین

ذکر الحباری والحجل والدراج والقبج والقطا و الطیهوج و الدجاج والکروان والکرکی والصعوة ویعتبر فی طیر الماء ما یعتبر فی الطیر المجهول من غلبة الدفیف او مساواته للصفیف او حصول احد الامور الثلاثة القانصة او الحوصلة او الصیصیة او یوکل مع هذه العلامات وان کان ماکول السمک ولو اعتلف احد هذه بالعذرة الانسانیة محضا لحقه حکم الجلل ولم یحل حتی یستبری فتستبری البطة وما اشبهها بخمسة ایام والدجاجة وما اشبهها بثلاثة ایام وما خرج عن ذلک یستبری بما یزول عنه حکم الجلل اذ لیس فیه شی موظف ویحرم الزنابیر والذباب والبق وبیض ما یوکل حلال وکذا بیض ما یحرم حرام ومع الاشتباه یوکل ما اختلف طرفاه لا ما اتفق والمجثمة حرام وهی التی تجعل غرضا وترمی بالنشاب حتی تموت والمصبورة وهی التی تجرح وتحبس حتی تموت القسم الرابع فی الجامدات ولا ینحصر الحلال منها بل یحصر ما حرم منها وقد وقع فی کتاب المکاسب

وفي الكتب ربع ... هنا حلال ... البتات ... بنجاستها ... وهو الصوف والشعر والوبر والريش فان جز فهو طاهر وان استقلعت غسل منه موضع الاتصال وقيل لا يحل منها ما يقلع والاول اشبه و القرن و الظلف و السن و البيض اذا اكتسى القشر الاعلى و الانفحة وفي اللبن روايتان احدهما الحل وهي اصحهما طريقا والاخرى التحريم لنجاسته بملاقاة الميت واذا اختلط الذكي بالميتة وجب الامتناع منه حتى يعلم الذكي بعينه وهل يباع ممن يستحل الميتة قيل نعم وربما كان حسنا ان قصد بيع الذكي حسب وما ابين من حي فهو ميتة يحرم اكله واستعماله وكذا ما يقطع من اليات الغنم فانه لا يؤكل ولا يستصبح به بخلاف الدهن النجس بوقوع النجاسة

گذر چکا ہے اور اس مقام پر پانچ قسمین بیان کیجاتی ہین پہلی قسم میتہ (وہ حیوان ہے جو بدون تذکیہ مرا ہو) ہے اور یہ بالکل حرام ہے ہان کبھی میتہ کے وہ اجزا حلال ہوتے ہین جن مین کہ روح حلول نہین کرتے لیکن اون اجزا پر موت صادق نہین آتی اور اجزائے مذکورہ سے کئی چیزین مراد ہین اوّل صوف (پشم) دوم بال سوّم وبر (پشم ملائم) چہارم پر اور آیا ان اجزائے چہارگانہ کی طہارت مین اون کا پوست مردہ سے کاٹ لینا شرط ہے یا نہین اسمین اختلاف ہے لیکن اگر وہ اجزا مقراض وغیرہ سے کاٹ لیے جائین تو اون کا طاہر ہونا بے وجہ نہین ہے اور اگر اوکھاڑ لیے جائین تو موضع اتصال کا دھونا لازم ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اجزاء مذکورہ مین سے اوس جزو کا استعمال کرنا حلال نہوگا جو مردہ سے اوکھاڑ لیا جائے لیکن قول اوّل اشبہ ہے پنجم شاخ (سینگ) ششم ظلف (سم شگافتہ) ہفتم دندان ہشتم بیضیہ جب کہ شکم میتہ سے برآمد ہوا اور اوسکا پوست بالائی سخت ہو گیا ہو نہم انفحہ (شکنبہ اور پنیر مایہ) اور اوس شیر کے بارہ مین جو حیوان مردہ سے برآمد ہو دو قسم کی روایتین منقول ہوئی ہین روایت اولی حلت ہے اور اسی روایت کا طریق صحیح تر ہے اور روایت ثانیہ حرمت ہے اور یہی اشبہ ہے اسلیے ملاقات میت کیوجہ سے وہ شیر نجس ہو جاتا ہے لہذا محکوم بحرمت ہوگا اور جبکہ حیوان مذکّی اور میتہ اسطرح مخلوط ہو جائین کہ تمیز باقی نہ رہے تو اون دونون سے اوس وقت تک اجتناب کرنا لازم ہوگا جبتک کہ حیوان مذکّی بعینہ معلوم نہو اور آیا اون دونون حیوانون کا اوس شخص کے ہاتھ فروخت کرنا جو میتہ کو حلال جانتا ہے صحیح ہوگا یا نہین پس بعض علماء نے فرمایا ہے کہ صحیح ہوگا اور یہ قول قوت مین خوب ہے جبکہ بایع تنہا حیوان مذکّی کے فروخت کرنے کا قصد کرے اور جو اجزا کہ حیوان زندہ سے جدا کر لیے جائین اونکا کھانا اور استعمال کرنا حرام ہے اور اسیطرح جو اجزا کہ گوسپند زندہ کے الیات مین سے قطع کیے جائین اونکا کھانا بھی حلال نہوگا اور اوس سے چراغ کا روشن کرنا بھی جائز نہین ہے بخلاف اوس دہن کے جو وقوع نجاست کیوجہ سے نجس ہوا ہو کہ اوس سے چراغ کا زیر آسمان

روشن کرنا جائز ہی **دوسری قسم** ذبیحہ مین پانچ چیزین حرام ہوتی ہین اوّل طحال دوم قضیب سوم فرث (سرگین) چہارم خون پنجم انثیین اور آیا مثانہ (بول دان) اور رحم (بچہ دان) کا کھانا حرام ہی یا نہین اسمین تردد ہی لیکن اوسکا حرام ہونا اظہر ہی اسلیے کہ یہ چیزین بھی خبائث مین داخل ہین لیکن فرج حیوان اور نخاع (حرام مغز) اور علبا (وہ دو پٹھے عریض جو پشت حیوان پر گردن سے دم تک کشیدہ اور مائل بہ زردی ہین) اور غدد اور ذوات الاشاجع (وہ پٹھے اور رگین جو سم شگافتہ کے متصل ہوتی ہین) اور خرزة الدماغ (وہ دانہ ہی جو مغز سر کے وسط مین نخود کے برابر ہوتا ہی جسکا رنگ مائل بہ تیرگی ہی) اور حدقہ چشم (آنکھ کی سیاہی) بھی حرام ہین یا نہین پس بعض اصحاب نے اونکی حرمت کو اختیار فرمایا ہی لیکن اشیاء مذکورہ کا مکروہ ہونا بے وجہ نہین ہی اور کلیہ حیوان کا کھانا مکروہ ہی اور اسیطرح دل حیوان کے دونون کانون اور حیوان کی رگون کا کھانا بھی مکروہ ہی اور جبکہ گوشت کے ساتھ طحال کو بریان کرین اور سوراخ نہ رکھتا ہو تو گوشت مذکور کا کھانا حرام نہوگا اور اسیطرح اگر طحال مین سوراخ ہو لیکن گوشت اوسکے اوپر واقع ہو تب بھی گوشت کا کھانا حرام نہوگا اور اگر طحال مین سوراخ ہو اور گوشت اوسکے نیچے واقع ہو تو اوسکا کھانا حرام ہو جائیگا اسلیے کہ اس صورت مین سوراخ سے خون بہکر گوشت کی طرف آئیگا اور اوسکو نجس کر دیویگا **تیسری قسم** اشیاء محرمہ مین سے اعیان نجسہ ہین جیسے فضلہ انسان اور اسیطرح جو طعام کہ خمر (شراب انگور) یا نبیذ مسکر (شراب خرما جو نشہ کرتی ہی) یا فقاع (شراب جو) مین ممزوج ہو جائے یا طعام مائع (رقیق اور بہنے والا) مین کوئی نجاست گر پڑے جیسے بول تو اوسکا کھانا حرام ہو جائیگا اور اسیطرح اگر کسی طعام کو کفار بہ رطوبت مس کرین تو اوسکا کھانا بھی علی الاصح مطلقاً حرام ہو جائیگا اگرچہ وہ کفار اہل ذمہ ہون **چوتھی قسم** خاک ہی پس کسی خاک کا کھانا حلال نہین ہی البتہ حضرت سید الشہداء لجناب امام حسین علیہ السلام کے مشہد مقدس کی خاک کا بغرض استشفا تناول کرنا حلال ہی لیکن قدر نخود سے تجاوز کرنا صحیح نہین ہی اور گل ارمنی مین بھی ایک روایت جواز

وهي حسنا لما فيها من المنفعة ... الفصل الخامس ... السموم القاتل قليلها وكثيرها ... اما ما لا يقتل القليل منه كالافيون ... والسقمونيا ... تناول القليل

وارد ہوئی ہی اور وہ خوب ہی اسلیے کہ گل زمنی مین ایسی منفعت موجود ہی جسکی طرف حاجت ہوتی ہی

پانچوین قسم اشیاے محرمہ مین سے وہ سموم (زہر) ہین جنکا قلیل اور کثیر قاتل ہی لکن جن سموم کا قلیل مہلک نہو جیسے افیون و سقمونیا (ایک دوا ہی) تو ... کے ساتھ ایک یا دو قیراط یا زائد کے تا ربع دینار تناول کرنے مین کوئی مضائقہ نہین ہے اس لیے کہ مقدار مذکور تک غالباً ضرر سے سلامتی ہوتی ہی ... حاصل رہتا ہی اور سموم انکو (جنکا قلیل مہلک نہو) مین حدّ مذکور (جو عادۃً مہلک نہین ہی) سے یعنی مقدار ... سے تجاوز کرنا جائز نہین ہی جس مین خوف ہلاکت ہو جیسے سقمونیا کا ایک مثقال یا تخم خرازی (دھتورہ کے بیج) و شوکران (ایک قسم کی گھاس ہی جسکے پتے ورق خیار سے مشابہ ہوتے ہین اور اوسکی کلیان سفید ہوتی ہین اور اوسکا بیج انیسون کے مانند ہوتا ہی) کی مقدار کثیر اسلیے کہ اس مقدار کا تناول کرنا ثقل مزاج اور افساد طبیعت کو متضمن ہی

قسم ششم مائعات (جو چیزین رقیق اور بہنے والی ہین) کے بیان مین اور اشیاے مائعہ مین پانچ چیزین حرام ہین **اوّل** خمر (شراب انگور) اور باقی مسکرات (نشہ کرنیوالی چیزین) ہین جیسے نبیذ (شراب خرما) اور بتع (شراب عسل) اور نقیع اور فضیح (شراب گندم) اور مزر (شراب جو) اور فقاع اور حکم حرمت مین اشیاے مذکورہ کا قلیل کثیر مساوی ہی اور آب انگور اوسوقت حرام ہو جاتا ہی جبکہ اوسمین غلیان (زیر و بالا ہونا) پیدا ہو خودبخود پیدا ہو یا آگ پر جوش دینے سے اور اوسوقت تک حلال نہوگا جبتک کہ اوسکے دو ثلث نجل جائین یا سرکہ نہو جائے اور اسیطرح وہ چیز بھی حرام ہو جاتی ہی جسمین اشیاے مذکورہ یا اونمین سے کوئی ایک مخلوط ہو جائے اور اسیطرح وہ اشیاء مائعہ بھی حرام ہو جاتے ہین جنمین منجملہ اشیاے مذکورہ کوئی شے واقع ہو **دوم** خون جہندہ (جو قطع رگ یا ذبح کے وقت قوّت سے خارج ہوتا ہی) نجس ہی اور اوسکا تناول کرنا حلال نہین ہی اور جو خون کہ جہندہ نہین ہی جیسے ... اور قراد کا خون پس وہ اگرچہ نجس نہین ہی لکن اوسکا کھانا اوسکے خبیث ہونے کیوجہ سے حرام ہی اور جس خون کو کہ حیوان مذبوح

سے اپنے ذبح ہونے کے وقت دفع نہین کرتا اور اوسکے گوشت مین باقی رہجاتا ہی وہ طاہر ہی اور نجس اور حرام نہین ہی اور اگر خون نجس کی مقدار قلیل جیسے ایک اوقیہ (جسکی مقدار دس درہمون کے برابر ہی) یا اوس سے بھی کم کسی ایسی دیگ مین گر جائے جو آگ پر جوش کھاتی ہو تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اوس دیگ کے شوربے کا کھانا حلال ہوگا بشرطیکہ جوش کیوجہ سے وہ خون برطرف ہوجائے اور بعض علماء نے روایت مذکورہ کی صحت کو منع فرمایا ہی اور یہ خوب ہی لیکن جو چیز کہ جامد ہی جیسے گوشت اور توابل (مصالح وغیرہ) پس اوسکے کھانے مین کوئی مضائقہ نہین ہی بشرطیکہ پاک کر لیا جائے **سوم** جبکہ کسی شی مین کوئی نجاست حاصل ہوجائے جیسے خون یا بول و براز پس اگر شی مذکور مائع (رقیق) ہو تو اوسکا کھانا حرام ہوجائیگا اگرچہ کُر سے زائد ہو اور اوسکا پاک کرنا کسیطرح ممکن نہوگا اور اگر مائع مذکور کے لیے جمود کی حالت بہم پہونچی ہو اور اوسی حالت جمود مین کوئی نجاست اوس سے ملاقات کرے جیسے شیرہ بستہ اور روغن بستہ اور شہد بستہ تو نجاست مذکورہ کا دور کرنا اور اوسکے اطراف مین سے اوس مقدار کا دفع کرنا لازم ہوگا جہانتک کہ نجاست کا اثر ہوا ہو اور باقی کا کھانا حلال ہوگا اور اگر مائع مذکور دُہن ہو تو اوسکے ساتھ زیر آسمان چراغ جلانا جائز ہوگا اور زیر سقف جائز نہوگا اور آیا یہ حکم دخان دہن کے نجس ہونے کیوجہ سے ہی یا کسی اور وجہ سے پس اقرب یہ ہی کہ اسکا سبب نجاست دخان نہین ہی بلکہ حکم تعبدی ہی اگرچہ اوسکی کوئی وجہ ہمکو معلوم نہین ہوئی اور ہمارے نزدیک اعیان نجسہ کا دخان پاک ہی اور اسیطرح جس چیز کو کہ آگ نے خاکستر یا دخان کر دیا ہو وہ بھی ہمارے نزدیک پاک ہی اور دخان دہن کے پاک ہونے مین تردد ہی اور ادہان نجسہ (جنکو نجاست عارض ہوئی ہو) کا بیع کرنا جائز ہی اور اونکی قیمت حلال ہی لیکن ادہان مذکورہ کی نجاست پر مشتری کا مطلع کرنا واجب ہوگا اور اسیطرح اگر کسی روغن مین وہ حیوان گر کر مر جائے جو نفس سائلہ اور خون جہندہ رکھتا ہو تو اوسکا بھی یہی حکم ہوگا لیکن جو حیوان کہ نفس سائلہ نہین رکھتا جیسے زنبور مکھی چھچھوندر خنافس اوسکے مر جانے سے روغن نجس نہین ہوتا اور اسیطرح حیوان مذکور سے زندہ

مرجائے

گر جانے سے بھی کوئی شئ نجس نہین ہوتی اور جملہ کفار علی اشہر الروایتین نجس ہین اور اشیار مائعہ اونکے مس کرنے سے نجس ہو جاتے ہین خواہ کفار حربی ہون یا ذمی ورسیطرح کفار کے اون ظروف کا استعمال کرنا جائز نہین ہی جنکو کہ اوہنون نے اشیار مائعہ مین استعمال کیا ہو تا وقتیکہ وہ ظروف پاک نکیے جائین اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ جب کوئی مسلم کسی مجوسی کے ساتھ کھانیکا ارادہ کرے تو اوسکو ہاتھ دھونے پر مامور کرے اور یہ روایت شاذ ہی اور اگر کسی دیگ مین ایسے حیوان کا مردہ گر پڑے جو نفس سائلہ رکھتا ہو تو دیگ کے اندر جملہ اشیا نجس ہو جاوینگے پس جو اشیار کہ مائع اور رقیق ہین (جیسے شوربا) اونکا بہا دینا معین ہوگا اسلیے کہ وہ قابل طہارت نہین ہین جیسا کہ ابھی مذکور ہوا اور جو اشیا کہ جامد ہین پاک کرنے کے بعد اونکا کھانا جائز ہوگا اور اگر آب نجس مین کوئی شئ (جیسے آٹا) خمیر کیجائے تو پختہ ہو جانے کیوجہ سے آگ سے اوسکو علی الاشہر پاک نکرینگے چہارم اعیان نجسہ ہین جیسے حیوان غیر ماکول اللحم کا پیشاب خواہ وہ حیوان نجس ہو جیسے سگ و خوک یا طاہر ہو جیسے شیر اور پلنگ اور آیا حیوان ماکول اللحم کا پیشاب بھی حرام ہی یا نہین پس بعض علمار نے فرمایا ہی کہ شتر کے سوا ہر حیوان کا پیشاب حرام ہی اور بخصوص شتر کے پیشاب کا دفع مرض اور حصول شفا کی غرض سے تناول کرنا جائز ہی اور بعض علمار نے فرمایا ہی کہ ہر حیوان ماکول اللحم کا پیشاب حلال ہی اسلیے کہ وہ پاک ہی لیکن اوسکا حرام ہونا اشبہ ہی اسلیے کہ وہ خبیث ہی پنجم حیوان غیر ماکول اللحم کا شیر ہی جیسے شیر لبوہ (مادہ شیر) و مادہ گرگ و مادہ گربہ اور جس حیوان کا کہ گوشت مکروہ ہی اوسکا شیر بھی مکروہ ہی جیسے خر مادہ خواہ اوسکا شیر مائع ہو یا جامد ہو اور اوسکا کھانا حرام نہین ہی قسم ششم لواحق بیان مین ہی اور اوسمین کئی مسئلے مین پہلا مسئلہ سور کے بالون کا حالت اختیار مین استعمال کرنا جائز نہین ہی اور اگر کوئی شخص اونکے استعمال کرنیپر مضطر ہو تو نے چربی کے بالون کا اختیار کرے اور اپنے ہاتھون کا طاہر کرنا معین ہوگا اور زراعت و باغ وغیرہ کے لیے حیوان مردہ کی جلد کے ڈول سے پانی کھینچنا جائز ہی اگرچہ وہ نجس ہی اور اوسکے پانی سے طہارت

نماز کا ادا کرنا بھی جائز نہیں ہے اسلیے کہ وہ پانی نجس ہو جاتا ہے اور جلد بدن کو رگڑنے اور ڈول سے پانی کا نہ کھینچنا

فصل چہارم دوسرا مسئلہ جبکہ کسی قسم کا گوشت موجود ہو اور اوسکا مذکی یا میتہ ہونا مجہول ہو تو بعض

علمار نے فرمایا ہے کہ وہ گوشت آگ پر ڈالا جائے پس اگر وہ منقبض ہو جائے تو اوسپر احکام مذکی جاری کیے جائینگے اور اگر منبسط

تو اوسپر احکام مردہ جاری کیے جائینگے تیسرا مسئلہ انسان کو کسی دوسرے شخص کے مال کا بدون اوسکی اجازت کے کھا لینا

جائز نہیں ہے اور عدم اجازت کی صورت مین شرع نے فقط اون لوگون کے مکانون سے لیکر کھا لینے کی

رخصت مرحمت فرمائی ہے جنکا آیہ شریفہ متضمن ہے بشرطیکہ جماعت مذکورہ کا ناراض ہونا معلوم نہو اور

درصورت رخصت فقط جماعت مذکورہ کے مکانون مین تناول کرنا جائز ہوگا اور وہان سے کسی دوسرے

مقام پر کھانے کیلیے اوٹھا لیجانا صحیح نہوگا اور اسیطرح عدم اجازت کیصورت مین انسان کو اوس

درخت خرما کے ثمر کا تناول کرنا بھی جائز ہے جسکی طرف سے اوسکا اتفاقاً مرور ہوا ہو اور زرع و شجر کا

بھی یہی حکم ہے اور اسمین تردد ہے چوتھا مسئلہ اگر کوئی شخص خمر یا کسی دوسری نجس چیز کو تناول

کرے تو اوسکا آب دہن اوسوقت تک طاہر ہوگا جبتک کہ متلون بہ نجاست ہو اور اسیطرح اگر کوئی شخص

کسی دوا نجس کو آنکھ مین لگائے تو اوسکا آنسو اوسوقت تک طاہر ہوگا جبتک کہ متلون بہ نجاست ہو اور

اگر اوسکا متلون بہ نجاست ہونا مجہول ہو تو اوسپر احکام طہارت جاری کیے جائینگے اسلیے کہ

اصل طہارت ہے پانچوان مسئلہ اگر کافر ذمی کسی شخص کے ہاتھ خمر یا خوک کو فروخت کرے اور ثمن پر قبضہ

کرنے کے قبل مسلمان ہو جائے تو اوسکو ثمن مذکور پر قبضہ کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ مشتری کے ذمہ قبل اسلام

اوسکا استقرار ہو چکا ہے لہذا اوسکا استصحاب کیا جائیگا چھٹا مسئلہ جبکہ شراب سرکہ کی طرف منقلب ہو جائے

تو حلال ہو جائیگی خواہ یہ انقلاب بوجہ علاج ہوا ہو یا از خود حاصل ہوا ہو اور خواہ وہ شی باقی ہو جس سے

علاج کیا گیا ہو یا مستہلک ہو گئی ہو اگرچہ علاج کرنا مکروہ ہے اور از خود منقلب ہو جانے کیصورت مین

کراہت نہین ہے اور اگر شراب مین سرکہ ڈالدیا جائے اور وہ شراب اوس سرکہ کو مستہلک کردے تو حلال

وطاہر ہوگی و رسیطرح اگر سرکہ مین شراب ڈالدی جائے اور وہ سرکہ اوس شراب کو مستہلک کردے تو حلال و طاہر ہوگا بلکہ ملاقات شراب سے نجس ہوجائیگا اور بعض علمار نے فرمایا ہو کہ اگر وہ سرکہ اوسقدر زمانہ تک باقی رکھا جائے جس مین شراب مستہلک سرکہ ہوجائے تو مجموع سرکہ حلال ہوجائیگا اور اس قول کی کوئی وجہ نہین ہو اسلیے کہ ملاقات شراب سے وہ سرکہ نجس ہوچکا ہو پس اگر شراب مستہلک سرکہ بھی ہوجائے تب بھی وہ سرکہ نجس ہی باقی رہیگا **ساتوان مسئلہ** شراب کے اون ظروف کا استعمال کرنا جائز نہین ہی جو لکڑی یا کدو یا سفال سے بنائے جاتے ہین اور روغنی نہین ہوتے اسلیے کہ شراب کے اجزا اونمین نفوذ کر جاتے ہین لہذا اونکا اجزاے مذکورہ سے رہا کرنا مستبعد ہو لکن عین نجاست کے دور کرنے اور ظروف کے تین مرتبہ پاک کرنے کے بعد اونکے استعمال کا جائز ہونا اقرب ہی **آٹھوان مسئلہ** کوئی رُب یا شربت حرام نہین ہو اگرچہ اوس سے بوے شراب آتی ہو جیسے رُب انار یا رُب سیب اسلیے کہ اوسکی مقدار کثیر مسکر نہین ہو **نوان مسئلہ** جس شی کو جنب یا حائض نے مس کیا ہو اوسکا کھانا مکروہ ہی جبکہ وہ دونون نجاست مین بے پروائی کرنے کے ساتھ متہم ہون اور باب طہارت و نجاست مین مامون اور محل اعتماد نہون اور اسیطرح اوس شی کا تناول کرنا بھی مکروہ ہی جسکو ایسے شخص نے مس یا درست کیا ہو جو نجاسات سے پرہیز اور اجتناب نہین کرتا اور اسیطرح کسی مسکر کا چوپایہ وغیرہ کو پلادینا بھی مکروہ ہی اور اسیطرح عصیر عنبی (شیرۂ انگور) کا بیع علف کے عنوان پر خرید و فروخت کرنا بھی مکروہ ہی اور اسیطرح عصیر عنبی کے پکانے پر اوس شخص کا امین قرار دینا بھی مکروہ ہی جو ذہاب ثلثین کے قبل اوسکے پینے کو حلال جانتا ہو بشرطیکہ شخص مذکور مسلم ہو اور اگر شخص مذکور کافر ہو تو اوسکا امین قرار دینا حرام ہوگا اور بعض علمار نے فرمایا ہو کہ شخص مذکور کا امین قرار دینا جائز نہین ہو مسلم ہو یا کافر اور قول اول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہو اور اسیطرح ایسے آب گرم کا حصول شفا کی غرض سے استعمال کرنا مکروہ ہو جو پہاڑ سے جوش مارکر نکلتا ہو اور منجملہ لواحق وہ احکام ہین جو حالت اضطرار

متعلق ہین اسلیے کہ مسائل سابقہ مین جن اشیار کے تناول کرنے کی ممانعت مذکور ہوئی ہو وہ حالت
اختیار سے مخصوص ہو اور حالت اضطرار مین اونکا تناول کرنا جائز ہو اسلیے کہ حقسبحانہ وتعالی ارشاد
فرماتا ہو فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ اور نیز ارشاد فرماتا ہو فمن اضطر فی
مخمصۃ غیر متجانف لاثم فان اللہ غفور رحیم اور ارشاد فرماتا ہو وقد فصل لکم
ما حرم علیکم الا ما اضطررتم الیہ پس اسمقام پر دو امر قابل بحث ہین امر اول مضطر
کے بیان مین مضطر سے وہ شخص مراد ہو جسکو عدم تناول کیصورت مین تلف نفس کا خوف حاصل ہو اور
اسیطرح وہ شخص بھی مضطر مین داخل ہو جو ترک تناول کیصورت مین خوف مرض رکھتا ہو اور اسیطرح وہ
شخص بھی مضطر مین داخل ہو جسکو ترک تناول ایسے ضعیف کیطرف منجر ہو جو رفقائی سفر کی رفاقت سے
باز رکھے اور باز رہنے مین امارت ہلاکت ظاہر ہو یا سوار ہونے مین ایسے ضعف کے حادث
ہو جانے کا خوف رکھتا ہو جو منجر بہلاکت ہو پس ایسی صورتون مین اوسکو شی محرم کی اوس مقدار
کا تناول کرنا حلال ہو جائیگا جو ضرورت کو زائل کردے اور یہ حکم اشیار محرمہ مین سے کسی خاص
قسم کے ساتھ مخصوص نہین ہو البتہ حکم مذکور سے بعض محرمات مستثنی ہین جو عنقریب مذکور ہونگے اور تناول
حرام مین شخص باغی کے لیے حالت ضرورت مین بھی رخصت نہین ہو جس سے وہ شخص مراد ہو جو امام برحق پر
خروج کرے اور بعض علمار نے فرمایا ہو کہ باغی سے وہ شخص مراد ہو جسنے طلب میتہ مین اوسکے
تناول کرنے کے لیے خروج کیا ہو اور اسیطرح تناول حرام مین شخص عادی کے لیے بھی رخصت
نہین ہو جس سے قاطع الطریق مراد ہو اور بعض علمار نے فرمایا ہو کہ عادی سے وہ شخص مراد ہو جو زائد از
شبع (سیر ہونا) کھاتا ہو امر دوم کیفیت استباحت کے بیان مین پس تناول حرام مین اوسی مقدار
کی اجازت حاصل ہو جس سے رمق جان محفوظ رہے اور اوس سے زائد کا تناول کرنا حرام ہو اسلیے کہ فقط
حفظ نفس مقصود ہو اور آیا حفظ نفس کے لیے شی حرام کا تناول کرنا واجب ہو یا نہین بعض علمار نے

فرمایا ہی کہ واجب ہی اور یہی قول حق ہی پس اگر خوف تلف کی حالت مین شی حرام کے تناول کرنے سے پرہیز کریگا تو جائز نہوگا اور اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے طعام کی طرف مضطر ہوا اور اوسکی قیمت نہ رکھتا ہو تو صاحب طعام پر اوسکا مضطر کے لیے بذل کرنا واجب ہوگا اسلیے کہ صورت امتناع مین قتل مسلم پر اعانت ہی جو حرام ہی اور آیا صاحب طعام کو مضطر سے ثمن طعام کا مطالبہ صحیح ہوگا یا نہین بعض علما نے فرمایا ہی کہ صحیح نہوگا اسلیے کہ صاحب طعام پر اوسکا بذل واجب ہی لہذا اوسکا عوض لازم نہوگا اور اگر مضطر کے پاس قیمت طعام موجود ہو اور صاحب طعام اوسکی ثمن مثل کو طلب کرے تو مضطر پر ثمن کا صاحب طعام کے حوالہ کرنا واجب ہوگا اور اگر اس صورت مین بذل عوض سے شخص مضطر انکار کرے تو صاحب طعام پر اوسکا بذل کرنا لازم نہوگا اسلیے کہ جس ضرورت کیوجہ سے کہ طعام غیر کا بدون عوض اخذ کر لینا مباح تھا وہ مضطر کے ثمن پر قادر ہونے کیوجہ سے زائل ہوگئی اور اگر ثمن مثل سے زائد کا مطالبہ کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ مضطر پر زیادتی کا بذل کرنا واجب نہوگا لکن بذل زیادتی کے وجوب کا قائل ہونا خوب ہی اسلیے کہ تمکن کیوجہ سے ضرورت مرتفع ہوجاتی ہی اور اگر باوجود بذل زیادتی کے صاحب طعام امتناع کرے تو مضطر کو ضرر ہلاکت کے دفع کرنے کے لیے صاحب طعام سے قتال کرنا جائز ہوگا اور اگر مضطر نے صاحب طعام کی موافقت کی اور کراہیت خونریزی کیوجہ سے طعام کو زائد از ثمن مثل کے ساتھ خرید کر لیا تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ مضطر پر فقط ثمن مثل کا صاحب طعام کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور زیادتی کا حوالہ کرنا واجب نہوگا اسلیے کہ اوسنے زیادتی کو اپنے اختیار سے بذل نہین کیا اور یہ مین اشکال ہی اسلیے کہ جس ضرورت کیوجہ سے کہ مضطر کو صاحب طعام کے ناراض ہونے کی حالت مین اوسکے طعام کا اخذ کر لینا صحیح و جائز تھا وہ مضطر کے بذل زیادتی اور حالت اختیار کے بہم پہونچا لینے پر قادر و متمکن ہونے کیوجہ سے مرتفع ہوجاتی ہی اور اگر مضطر کے پاس میتہ اور طعام غیر موجود ہو اور شخص غیر اپنے طعام کو مضطر کے لیے

بدون عوض یا ایسے عوض کے مقابل بذل کرے جسپر کہ مضطر قادر ہے تو اوسکو میتہ کا تناول کرنا حلال نہوگا اسلیے کہ اوسکو طعام کے بہم پہونچانے پر تمکن حاصل ہوا اور اگر صاحب طعام غائب ہے یا حاضر ہو لکن بذل نکرتا ہو اور اپنے طعام سے مضطر کے دفع کرنے کی قوت رکھتا ہو تو مضطر کو میتہ کا تناول کرنا جائز ہوگا اور اگر صاحب طعام ضعیف ہو اور طعام سے مضطر کے دفع کرنے پر قادر نہو تو مضطر کو ضامن ہونے کے ساتھ اوسکے طعام کا تناول کرنا جائز ہوگا اور میتہ کا تناول کرنا حلال نہوگا اور اسمین تردد ہے اسلیے کہ طعام غیر کا بدون اوسکی اجازت کے تناول کرنا اوس صورت مین مباح ہوتا ہو جبکہ کسی دوسری شی کے تناول پر قدرت نرکھتا ہو اور صورت فرض مین چونکہ مضطر کو اکل میتہ پر قدرت حاصل ہو لہذا اوسکا تناول جائز اور طعام غیر کا تناول ناجائز ہونا چاہیے اور جب کہ مردہ آدمی کے سوا کوئی شی دستیاب نہو تو مضطر کو اوسکے گوشت سے اپنے رمق جان کا روک لینا حلال ہوجائیگا اور اگر وہ آدمی زندہ ہو اور اوسکا قتل کرنا جائز نہو تو مضطر کو اوسکے گوشت کا تناول کرنا حلال نہوگا اور اگر اوسکا قتل کرنا جائز ہو (جیسے کافر حربی) تو مضطر کو اوسکا قتل کرنا جائز اور اوسکے گوشت مین سے اوس مقدار کا تناول کرنا حلال ہوگا جو میتہ کے گوشت مین حلال ہوتی اور اگر مضطر کو اپنے نفس کے سوا کوئی شی ایسی بہم نہ پہونچے جس سے اوسکو اپنی رمق جان کا روک لینا ممکن ہو تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ اوسکو اپنے بدن مین سے اون مقامات کے گوشت کا تناول کرنا جائز ہوگا جو زیادہ گوشت رکھتے ہین جیسے ران اور یہ قول کچھ نہین ہے اسلیے کہ اسمین ضرر کا ضرر کے ساتھ دفع کرنا لازم آتا ہو اور ہاتھ کے بوجہ اکلہ قطع کرنے کی تجویز اس قبیل سے نہین ہو اسلیے کہ اوسکی تجویز سرایت حاصلہ کے قطع کرنے کی غرض سے ہو اور محل بحث (اپنے بدن کے گوشت کا تناول کرنا) مین احداث سرایت ہو اور اگر کوئی شخص شراب یا پیشاب کے تناول کیطرف مضطر ہو تو پیشاب کو تناول کریگا اور اگر شراب کے سوا اوسکو کوئی شی دستیاب نہو تو شیخ الطائفہ نے

کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہی کہ شراب کے ساتھ ضرورت کا رفع کرنا جائز نہین ہی اور کتاب نہایہ مین ارشاد فرمایا ہی کہ جائز ہی اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی اور شراب یا نبیذ یا کسی ایسی چیز کے ساتھ کہ اوسمین کوئی شے مسکر ملا ہو علاج کرنا جائز نہین ہی حتٰی کہ منجملہ مسکرات کوئی جزء شریک ہو اور حالت ضرورت مین شراب کے ساتھ زخم چشم کا علاج کرنا جائز ہی

آداب طعام کے بیان مین اور وہ کئی ہین اوّل تناول طعام کے قبل اور بعد دونون ہاتھون کا دھونا دوم بعد طعام ہاتھون کا دھوکر رومال سے مسح کرنا سوم وقت شروع بسم اللہ کہنا چہارم بعد فراغ حمد خدا بجالانا پنجم ہر لون پر بانفراد وہ بسم اللہ کہنا اور اگر الوان متعدد ہون تو اوس صورت مین بسم اللہ علیٰ اولہ واٰخرہ پر اکتفا کرے تو کافی ہوگا ششم طعام کا حالت اختیار مین داہنے ہاتھ سے تناول کرنا ہفتم صاحب طعام کا ابتدا کرنا ہشتم صاحب طعام کا سب کے بعد تک ہاتھ نہ ہٹانا نہم صاحب طعام کے ہاتھ دھونے کے بعد اوس شخص کے ہاتھ دھولانے مین ابتدا کرنا جو اوسکے داہنی طرف ہو بعد ازان ہاتھ دھولانے مین اون سب پر دورہ کرنا اور اوس شخص پر انتہا کرنا جو اوسکے بائین جانب بیٹھا ہو دہم سب ہاتھون کے غسالہ کا ایک ظرف مین مجتمع کرنا یازدہم اکل کا بعد اکل استلقا (چت ہو کر لیٹنا) کرنا دوازدہم حالت استلقا مین اپنے دہنے پاؤن کا بائین پاؤن پر رکھنا اور تکیہ کرکے کھانا مکروہ ہی اور اسیطرح بہت سیر ہوکے کھانا بھی مکروہ ہی اور بسا اوقات تناول طعام مین افراط کرنا حرام ہو جاتا ہی اسلیے کہ وہ متضمن ضرر ہی اور اسیطرح سیر ہونیکے بعد تناول کرنا بھی مکروہ ہی اور اسیطرح بائین ہاتھ سے کھانا کھانا بھی مکروہ ہی اور اوس دسترخوان پر کھانا کھانا حرام ہی جسپر فقاع یا کسی مسکر کا استعمال ہوتا ہو

کتاب الغصب

اور اس کتاب مین تین مقصد ہین پہلا مقصد سبب کے بیان مین غصب عرف فقہاء مین مال غیر پر از راہ تعدی اثبات ید (قبضہ کرنا) کے ساتھ استقلال کرنا مراد ہی اور تحقق غصب مین فقط قبضۂ مالک کا رفع کر دینا کافی نہین ہی جبتک کہ غاصب اوسپر اپنا قبضہ نکرے

پس اگر شخص غیر کو اوسکے دابۂ مرسلہ (چھوٹا ہوا چوپایہ) کے روکنے سے کوئی شخص مانع ہو اور دابۂ مذکورہ تلف ہو جائے تو منع کنندہ اوسکا ضامن ہوگا اور اسیطرح اگر مالک کو اوسکے فرش پر بیٹھنے یا اوسکی متاع کے فروخت کرنے سے کوئی شخص منع کرے تا اینکہ اوسکی قیمت سوقیہ کم ہو جائے یا عین مال تلف ہو جائے تب بھی منع کنندہ اوسکا ضامن نہوگا لیکن اگر کوئی شخص فرش غیر پر بیٹھ جائے یا اوسکے دابہ پر سوار ہو جائے تو ضامن ہوگا اور عقار (آب و زمین) مین بھی غصب متحقق ہوتا ہو اور غاصب اوسکا ضامن ہوتا ہو اور عقار کا غصب اوسپر بدون اجازت مالک مستقلاً قبضہ کرنے کے ساتھ متحقق ہوتا ہو اور اسیطرح اگر مکان غیر مین کسی شخص کو کوئی شخص ساکن کر دے تو ساکن کنندہ اوسکا ضامن ہوگا پس اگر کسی مکان مین اوسکے مالک کے ساتھ کوئی شخص قہراً سکونت کرے تو اصل مکان کا ضامن نہوگا بلکہ اوسکی اجرت کا ضامن ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ نصف مکان کا ضامن ہوگا اور اس مین تردد ہو اسلیے کہ شخص مذکور نے بدون مالک تصرف کرنے مین استقلال نہین کیا اور اگر مالک کی مقاومت سے شخص ساکن ضعیف ہو تو ضامن نہوگا اسلیے کہ وہ تصرف کرنے مین مستقل نہین ہو اور اگر مالک مکان غائب ہو تو ضامن ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی چوپایہ کی مہار کو دراز کر کے کھینچ لیوے اور وہ تلف ہو جائے تو ضامن ہوگا اور اگر مالک چوپایہ اوسپر سوار اور تحفظ پر قادر ہو تو ضامن نہوگا اور کنیز حاملہ کا غصب کرنا غصب ولد کو مستلزم ہو اسلیے کہ غاصب اون دونون پر قبضہ کرنے مین مستقل ہو اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی کنیز حاملہ کو بیع فاسد کے ذریعہ سے خرید کرے تو اوسکی ولد کا بھی ضامن ہوگا اور اگر مالِ مغصوب پر یکے بعد دیگرے کئی قبضے متحقق ہوئے ہون تو مالک کو اوس مین سے ہر ایک غاصب کے الزام دینے یا مجموع غاصبین سے عوض واحد کے مطالبہ کرنیکا اختیار حاصل ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی آزاد کو غصب کرے تو اوسکا ضامن نہوگا اگرچہ صغیر ہو اسلیے کہ آزاد کسی کا مال نہین ہوتا بلکہ اگر وہ قبضۂ غاصب مین بدون اوسکی تسبیب (سبب ہونا) کے جل جائے یا غرق ہو جائے

یا مر جائے تب بھی غاصب اوسکا ضامن ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے مبسوط کی کتاب الجراح مین ارشاد فرمایا ہی کہ اگر شخص مغصوب صغیر ہو اور کسی سبب سے تلف ہو جائے (اگرچہ غاصب کی طرف سے وہ سبب نہو) جیسے سانپ یا بچھو کا کاٹ لینا یا دیوار کا گر پڑنا تو غاصب اوسکا ضامن ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی حر سے خدمت لے تو غاصب پر خدمت کی اجرۃ المثل لازم ہوگی اور اگر کوئی شخص کسی کاریگر کو محبوس کر دے تو اوسکی اجرت کا ضامن ہوگا تا وقتیکہ اوس سے منتفع ہو دے اسلیے کہ اوسکے منافع اوسکے قبضہ مین ہین کیونکہ وہ حر ہو اگرچہ اوسکو کسی عمل کے لیے اجیر کیا ہو اور بعد ازان اوسکو اوسقدر مدت تک محبوس و بیکار رکھا ہو جسمین کہ استیفاء عمل ممکن تھا اور اسمین تردد ہوا اور اجرت کا ذمہ غاصب پر مستقر ہونا اقرب ہے اسلیے کہ منافع حر اوسکے قبضہ مین ہوتے ہین جیسا کہ ابھی مذکور ہوا اور یہ حکم اوس صورت مین جاری ہوگا جبکہ کسی چوپایہ کو کرایہ لیکر بقدر انتفاع محبوس رکھے اسلیے کہ چوپایہ اپنے منافع کا مالک نہین ہوا اور جبکہ کوئی شخص کسی مسلمان سے شراب کو غصب کر لے تو اوسکا ضامن نہوگا اگرچہ اوسکو کافر ہی نے غصب کیا ہو اور جبکہ کوئی شخص کسی ایسے کافر ذمی سے شراب کو غصب کر لے جو اوسکو پوشیدہ رکھتا ہو تو غاصب اوسکا ضامن ہوگا اگرچہ اوسکو کسی مسلمان ہی نے غصب کیا ہو اور غصب خوک کا بھی یہی حکم ہو اور شراب اپنی اوس قیمت کے ساتھ مضمون ہوتی ہو جو اوسکے مستحلین (حلال جاننے والے) کے نزدیک مقرر ہو اور اپنے مثل کے ساتھ مضمون نہین ہوتی اگرچہ اوسکا تلف کنندہ کافر ذمی ہو اسلیے کہ شریعت اسلام مین استحقاق شراب کا حکم ممتنع ہو اور تعذر مثل کی صورت مین قیمت کیطرف رجوع کرنا متعین ہی اور اسمین تردد ہو اسلیے کہ اہل ذمہ کے نزدیک شراب کا مالِ مملوک ہونا واضح ہو لہذا اونکے مذہب کے موافق اوسکے مضمون بالمثل ہونے مین کوئی مضائقہ نہین ہو اور اس مقام پر یہ اسباب مذکورہ کے علاوہ بعض اسباب اور ہین جنکے ساتھ ضمان واجب ہوتی ہو اور وہ کئی ہین اول مباشرت اتلاف

الضمان الاول مباشرة الاتلاف

ويضمن الخمر بالقيمة عند المستحل لا بالمثل ولو كان

وكذا الخنزير ولو غصبها المسلم

غصبت من الذمي مستترا

خواہ مال تلف شدہ عین ہو جیسے حیوان مملوک کا قتل کرنا اور کپڑے کا جلا دینا یا منفعت ہو جیسے مکان مین سکونت کرنا اور چوپایہ پر سوار ہونا اگرچہ اس مقام پر غصب نہین ہوا اسلیے کہ غصب سے مال غیر مین تصرف کرنا مراد ہے اور اوسکا تلف کرنا مراد نہین ہے دوم تسبیب ہے جس سے ہر ایسا فعل مراد ہے جسکے سبب سے کسی شی کا تلف حاصل ہو جیسے ملک غیر مین کنوان کھودنا یا پھسلنے کی چیزون کا راستہ مین ڈالدینا لکن جبکہ کسی مقام پر سبب اور مباشر دونون مجتمع ہو جائین تو تعلق ضمان مین صاحب سبب پر مباشر کی تقدیم کیجائیگی مثلاً زید نے ملک غیر مین از راہ تعدی کنوان کھودا اور عمرو نے کسی انسان کو اوسمین گرا دیا پس اس صورت مین گرا دینے سے جو جنایت حاصل ہوگی اوسکی دیت کا عمرو سے تعلق ہوگا اور اگر کوئی انسان کسی شخص کو مال غیر کے تلف کرنے پر مجبور کرے تو شخص مکرہ اوس مال کا ضامن ہوگا اگرچہ مباشر اتلاف ہوا ہو بلکہ ضمانت مال اوس شخص سے متعلق ہوگی جسنے مجبور کیا تھا اسلیے کہ اکراہ کیوجہ سے مباشرت مین ضعف حادث ہو گیا ہو پس صاحب سبب اس مقام پر اقوی ہوگا اور اگر کوئی شخص اپنی ملک مین پانی چھوڑ دے اور اوسمین کسی غیر کا مال غرق ہو جائے یا اپنی ملک مین آگ روشن کرلے اور اوسمین کسی غیر کا مال جل جائے تو مال مذکور کا وہ شخص ضامن نہوگا جبکہ اوسنے حالت اختیار مین قدر حاجت سے تجاوز نکیا ہو یا اوسکو پانی یا آگ کی اوس مقدار کا ضرر غیر تک متعدی ہونا معلوم یا مظنون نہو ورنہ ضامن ہوگا اور سبب اتلاف پر کئی حکم متفرع ہوتے ہین اول اگر کوئی شخص کسی طفل صغیر یا ایسے حیوان ضعیف کو درندون کے مقام پر چھوڑ دے جو فرار کرنے سے عاجز ہو اور درندہ اوسکو قتل کر ڈالے تو ضامن ہوگا دوم اگر کوئی شخص کسی بز (بکری) کو غصب کرے بعد ازان اوسکا بچہ بھوک سے مرجائے تو ضمان مین تردد ہے اور اسی طرح اگر

کوئی شخص کسی چوپایہ کے مالک کو اوسکی حراست سے باز رکھے اور وہ چوپایہ تلف ہو جائے تب بھی ضمان مین تردد ہو اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی چوپایہ کو غصب کرے اور اوسکے پیچھے اوسکا بچہ بھی نکل آئے اور تلف ہو جائے تب بھی ضمان مین تردد ہے سوم اگر کوئی شخص کسی چوپایہ یا غلام مجنون کی قید کو کھول ڈالے اور وہ چوپایہ یا غلام بھاگ جائے تو شخص مذکور اوسکا ضامن ہوگا اسلیے کہ یہ ایسا فعل ہے جس سے تلف کرنا مقصود ہوتا ہے اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی پرند کے قفس کو کھولدے اور وہ پرند اوڑ جائے تو ضامن ہوگا خواہ اوسیوقت پرواز کرے یا کچھ زمانہ کے بعد پرواز کرے اور اگر کوئی شخص کسی حجرہ کا دروازہ کھولدیوے اور مال کو کوئی چور لیجا دے یا کوئی شخص کسی غلام عاقل کو قید سے رہا کر دے اور وہ بھاگ جائے تو حکم مذکور (صاحب سبب کا ضامن ہونا) جاری نہوگا اسلیے کہ ان دونون صورتون مین بہ نسبت سبب کے مباشرت اقوی ہے لہذا صاحب سبب سے ضمانت کا تعلق نہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی مال پہ جماعت سارق (چورون کا گروہ) کو دلالت کرے تب بھی صاحب سبب اوسکا ضامن نہوگا بلکہ جماعت سارق سے ضمانت متعلق ہوگی اسلیے کہ اسمقام پر بھی بہ نسبت سبب کے مباشرت کو قوت حاصل ہے اور اگر کوئی شخص کسی ظرف کے سربند کو دور کر دے اور اوسکا روغن بہ جائے تو وہ شخص اوسکا ضامن ہوگا بشرطیکہ ظرف مذکور مین جبس روغن کے لیے اوس سربند کے علاوہ کوئی دوسری شی نہو اور اسیطرح اگر بند مشک کے دور کرنے سے روغن کے بعض اجزا زمین پر گرکر اوسکو نرم کر دین بعد ازان اوسکا تمام روغن گر جائے تب بھی ضامن ہوگا اسلیے کہ اتلاف روغن کے لیے اوسکا فعل (مشک کا کھولنا) سبب مستقل ہے کیونکہ اوسی کے فعل (مشک کا کھولدینا) سے زمین مین ایسی رطوبت کا حادث ہونا مفروض ہے جسنے باقی روغن کو مائل کر کے ساقط کر دیا لیکن اگر کوئی شخص کسی ظرف کے سر کو کشادہ کر دے بعد ازان ہوائے تند اوسکو منقلب کر دے یا آفتاب اوسکو گداختہ کر دے تو شخص مذکور اوسکا ضامن ہوگا

یا نہین ہمین تردد ہوا اور شاید کہ اوسکا ضامن ہونا اشبہ ہو اسلیے کہ ہوا اور آفتاب پر مباشر کا حکم جاری ہو لہذا سبب کا حکم باطل ہوگا اور منجملہ اون اسباب کے جو غصب کی طرح موجب ضمانت ہین وہ قبضہ ہی جو عقد فاسد یا سوم کے ذریعہ سے متحقق ہوا ہو اور اسیطرح جس منفعت کا استیفا اجارہ
سوم سے یہ مراد ہو کہ کسی مال پر اوسکے خریدنے کی غرض سے قبضہ کرنا مراد ہو
فاسدہ کے ذریعہ سے متحقق ہو وہ اجرۃ المثل کے ساتھ ضامن ہونے کا سبب ہوگا دوسرا مقصد حکم غصب کے بیان مین مال مغصوب کا مالک کیطرف رد کرنا اوسوقت تک لازم ہے جبتک اوسکا عین باقی ہو اگرچہ اوسکا رد کرنا مشکل اور ضرر غاصب کو مستلزم ہو جیسے لکڑی کا داخل بنا کر دینا یا تختہ کا داخل کشتی کر دینا اور مالک عین پر اوسکی قیمت کا اخذ کرنا لازم نہین ہوا اور اسیطرح اگر مال مغصوب کو غیر مغصوب مین اسطرح مخلوط کر دے کہ اوسکا تمیز دینا شاق ہو جائے جیسے گیہون کا جو کیساتھ اور چینا کا کاکو کیساتھ مخلوط کرنا) تب بھی عین مال کا اوسکے مالک پر رد کرنا لازم ہوگا اور غاصب کو اوسکے تمیز کرنے اور مالک پر رد کرنے کی تکلیف دیجائیگی اور اگر کوئی شخص اپنے کپڑے کے رشتہائے غصبی کے ساتھ خیاطت (سینا) کرے اور اونکا نزع (نکال لینا) ممکن ہووے تو غاصب کو اونکے نزع کا الزام دیا جائیگا اور اگر اونمین کوئی نقصان حادث ہوگا تو اوسکا ضامن ہوگا اور اگر صورت نزع مین ضعیف ہونے کیوجہ سے اونکے تلف ہونیکا خوف ہو تو اونکی قیمت کا ضامن ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی حیوان محترم کے زخم پر رشتہائے غصبی کے ساتھ ٹانکے لگائے تو غاصب کو اونکی نزع کا بھی اوسی صورت مین الزام دینا صحیح ہوگا جب کہ حیوان مذکور کے تلف ہونے یا معیوب ہوجانے سے امن حاصل ہو اور غاصب اونکا ضامن ہوگا اور اگر مال مغصوب مین کوئی عیب حادث ہوجائے جیسے خرمے مین کرم کا پڑجانا یا کپڑے کا پھٹجانا تو غاصب کو اوسکا مالک مال پر مع ارش (تفاوت ما بین صحیح و معیوب) رد کرنا لازم ہوگا اور اگر وہ عیب غیر مستقر اور ساری ہووے جیسے عفونت گندم تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ مال مغصوب کی قیمت کا ضامن ہوگا

اور اگر قائل ہون کہ غاصب پر عین مال کا اوس ارش کے ساتھ مالک پر رد کرنا واجب ہی جو وقت رد حاصل ہو بعد ازان جسقدر عیب بڑھتا جائے اوس زیادتی کے ارش کا حوالہ مالک کرنا لازم ہو تا بالمثنے تو خوب ہی اور اگر مال مغصوب اپنی حالت پر باقی ہو تو فقط اوسیکا مالک کے حوالہ کر دینا لازم ہوگا اور قیمت سوقیہ کے تفاوت کا ضامن نہوگا اور اگر مال مغصوب تلف ہو جائیگا تو غاصب اوسکے مثل کا ضامن ہوگا اگر مثلی ہو جس سے وہ مال مراد ہی جسکے اجزا کی قیمت مساوی ہو اور اگر اوسکا مثل متعذر (دشوار) ہو تو اوس قیمت کا ضامن ہوگا جو یوم اقباض (قبضہ دینے کے روز) قرار پائیگی اور اوس قیمت کا ضامن نہوگا جو یوم تلف قرار پائیگی اور اگر تلف ہونے کے بعد اوسکی قیمت زائد یا ناقص ہو جائے تو غاصب پر وہ قیمت لازم نہوگی جبکو حاکم شرع نے مشخص کیا تھا بلکہ وہ قیمت لازم ہوگی جو یوم تسلیم (مالک کے سپرد کرنے کے روز) قرار پائیگی اسلیے کہ ذمہ غاصب پر اوسکا مثل ثابت ہی اور قیمت کا عوض کرنا تعذر مثل کیوجہ سے واجب ہوا ہی لہذا وقت قبض کا اعتبار کیا جائیگا اور اگر مثلی نہو تو اوس قیمت کا ضامن ہوگا جو یوم غصب مشخص ہوگی اور اسی قول کو اکثر علماء نے اختیار فرمایا ہی اور شیخ الطائفہ نے کتاب مبسوط اور خلاف مین فرمایا ہی کہ اوس قیمت کا ضامن ہوگا جو وقت غصب سے وقت تلف تک کی قیمتون مین اعلی اور زائد ہوگی اور یہ قول خوب ہی اور اسکے بعد قیمت کے زائد یا ناقص ہونیکا اعتبار نہوگا اور اسمین تردد ہی اور طلا و نقرہ اپنے مثل کے ساتھ مضمون ہوتے ہین اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ وہ دونون قیمی (جسکے اجزا کی قیمت مساوی نہو) ہین اور نقد بلد کے ساتھ مضمون ہونگے جسطرح کہ کوئی شخص کسی ایسے مال کو تلف کرے جو مثل نرکھتا ہو اور مذہب مختار (طلا و نقرہ کا مثلی ہونا) کی بنا پر اگر اونکا مثل متعذر ہو تو نقد بلد کے ساتھ مضمون ہونگے پس اگر نقد بلد اپنی جنس مین مال مضمون (طلا و نقرہ) کے مخالف ہو تو غاصب اوسکا نقد بلد کے ساتھ ضامن ہوگا اور اگر نقد بلد اپنی جنس مین مال مضمون (طلا و نقرہ) کے موافق اور باعتبار وزن مساوی ہو تب بھی غاصب کا نقد مذکور کے ساتھ ضامن ہونا صحیح ہوگا

وقيل يرد العين مع ارش العيب الحاصل ثم كلما ازداد دفع ارش الزيادة لكان حسنا ولو كان باقيا رده ولا يضمن تفاوت القيمة السوقية فان تلف المغصوب ضمنه الغاصب بمثله ان كان مثليا وهو ما يتساوى قيمة اجزائه فان تعذر المثل ضمن قيمته يوم الاقباض لا يوم الاعواز ولو اعوز فحكم الحاكم بالقيمة فزادت او نقصت لم يلزم ما حكم به الحاكم وكان له القيمة وقت تسليمها ولو لم يكن مثليا ضمن قيمته يوم غصبه وهو اختيار الاكثر وقال في المبسوط والخلاف يضمن اعلى القيم من حين الغصب الى حين التلف وهو حسن ولا عبرة بزيادة القيمة ولا بنقصانها بعد ذلك على تردد والذهب والفضة يضمنان بمثلهما وقال الشيخ رحمه الله يضمنان بنقد البلد كما لو اتلف ما لا مثل له ولو تعذر المثل وكان نقد البلد مخالفا للمضمون في الجنس ضمنه بالنقد وان كان من جنسه واتفق المضمون والنقد وزنا صح

اور اگر باعتبار وزن مساوی ہو تو اوسکا نقد مذکور کے ساتھ ضامن ہونا صحیح ہوگا اسلیے کہ وہ مستلزم ربا ہی بلکہ یہ مال مضمون (طلا و نقرہ) کی اوسکے غیر جنس کے ساتھ تقویم (قیمت لگانا) کیجائیگی تاکہ ربا سے سالم اور محفوظ رہے اور حرمت ربا کے مختص بالبیع ہونے کا گمان نکرنا چاہیے بلکہ ربا ہر ایک معاوضہ میں اون ربوی میں پر ثابت ہوتا ہی جو متفق الجنس ہوں اور اگر مال مغصوب کسی ایسی صنعت محللہ پر مشتمل ہو جسکے لیے غالبًا قیمت ہوتی ہو تو غاصب پر مثل اصل و قیمت صنعت کا اوسکے مالک پر رد کرنا واجب ہوگا اگرچہ اصل مال سے ان دونوں (مثل اصل و قیمت صنعت) کا مجموعہ زائد ہو خواہ مال مذکور ربوی ہی یا غیر ربوی اسلیے کہ صنعت کے لیے قیمت ہوتی ہی جو اوس صنعت کے ازالہ عدوان زائل کردینے پر ظاہر ہوتی ہو اگرچہ بدون غصب ہو اور اگر مال مغصوب کسی صنعت محرمہ (جیسے طلا و نقرہ کا ظرف ہونا) پر مشتمل ہو تو قیمت صنعت کا ضامن نہوگا اور اگر مال مغصوب کسی شخص کا چوپایہ ہو اور اوس پر غاصب یا غیر غاصب جنایت کرے یا من جانب اللہ اوسمیں کوئی عیب حادث ہو جائے تو غاصب پر اوسکا ارش نقصان کے ساتھ (کمی کا تاوان) رد کرنا لازم ہوگا اور لزوم ارش میں چوپایہ قاضی وغیر قاضی مساوی ہی اور چوپایہ کے اعضا کی قیمت میں شارع کیطرف سے کوئی مقدار معین نہیں ہی بلکہ ارش سوقے کیطرف رجوع کرنا معین ہوگا البتہ چشم چوپایہ کے اوکھاڑ ڈالنے میں اوسکی قیمت کے ربع کا لازم ہونا منقول ہوا ہی اور شیخ علیہ الرحمہ نے (کتاب مبسوط و خلاف میں) چوپایہ کی ایک آنکھ کے اوکھاڑ ڈالنے میں نصف قیمت کے لازم ہونے کو اور دونوں آنکھوں کے اوکھاڑ ڈالنے میں کمال قیمت کے لازم ہونے کو اصحاب سے حکایت کیا ہی اور اسیطرح شیخ نے چوپایہ کے ہر اوس عضو میں کمال قیمت کے لازم ہونے کو اصحاب سے نقل کیا ہی جسکے دو عدد بدن چوپایہ میں موجود ہوتے ہیں جیسے کان۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ وغیرہ لیکن ارش سوقے کیطرف رجوع کرنا اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی اور اگر کوئی شخص کسی غلام یا کنیز کو غصب کرے بعد ازاں خود غاصب اوسکو قتل کر ڈالے

یا اور کوئی شخص مار ڈالے تو اوسکی قیمت کا ضامن ہوگا بشرطیکہ دیتِ حر (دس ہزار درہم) سے اوسکی
قیمت متجاوز (زائد) نہو اور اگر متجاوز ہوگی تو زیادتی کا ضامن ہوگا اور اگر قائل ہوں کہ بسبب
اپنے غصب کرنے کیوجہ سے زائد کا بھی ضامن ہوگا تو خوب ہو اور قاتل غیر غاصب اوسکی قیمت کے
سوا اور کسی چیز کا ضامن نہین ہوتا تاوقتیکہ دیت حر سے تجاوز نکرے اور اگر دیت حر سے
تجاوز کریگی تو اوسی کیطرف رد کیجائیگی اور اگر مقدار جنایت (دیت حر) سے مقدار ارش (قیمت)
زائد ہو تو زیادتی کا مطالبہ غاصب سے کیا جائیگا اور جانی (جنایت کرنیوالا) سے نکیا جائیگا لیکن اگر
قبضۂ غاصب مین وہ غلام یا کنیز مرجائے تو غاصب اوسکی قیمت کا ضامن ہوگا اگرچہ دیت حر سے
متجاوز ہو اور اگر غاصب اوسپر ایسی جنایت واقع کرے جو قتل نفس سے کم ہو پس اگر وہ جنایت از قبیل
تمثیل کسی عضو کا قطع کرنا ہو تو شیخ الطائفہ رح نے فرمایا ہو کہ وہ غلام آزاد ہوجائیگا اور غاصب پر اوسکی
قیمت لازم ہوگی ور اسمین تردد ہو اسلیے کہ فقط تمثیل آقا کا حریت غلام کے لیے سبب ہونا ثابت
ہوا ہو لہذا اوسی پر اقتصار کرنا لازم ہوگا اور غیر آقا کی تمثیل کا سبب حریت ہونا ثابت نہین ہوا
لہذا اس صورت مین اصل رقیت کا استصحاب کیا جائیگا اور جب جنایت کی دیت کہ حر مین مقدر ہو
پس وہ مملوک مین بھی اوسکی قیمت کے حساب سے مقدر ہو اور جب جنایت کی دیت کہ حر مین مقدر
نہین ہو اسمین غاصب پر حکومت (ارش) (تفاوت قیمت) لازم ہوتی ہو اور اگر قائل ہون کہ غاصب پر وہ مقدار
لازم ہوگی جو دیتِ مقدرہ اور ارش مین زائد ہو تو خوب ہو اور اگر غلام مغصوب کی جنایت نے
اوسکی قیمت کا استغراق کرلیا ہو جیسے اوسکی ناک یا عضو تناسل کا قطع کردینا جسکی دیت قتل نفس کی
دیت کے مساوی ہو تو شیخ الطائفہ رح نے فرمایا ہو کہ مالک کو غلام مجنی کی سپرد غاصب کردینے اور
اوسکی قیمت کے اخذ کرلینے مین اور غلام مذکور کے روک لینے اور غاصب سے کسی شیء کے مطالبہ نکرنے مین
اختیار ہوگا اور اس حکم مین جانی کا غاصب یا غیر غاصب ہونا مساوی ہو اور اسمین تردد ہے

ضمن قیمته ما لم تتجاوز دیة الحر ولو تجاوزت ردت الیها ضمن الزیادة ولو قیل یضمن الزائد بسبب الغصب کان حسناً ولا یضمن غیر الغاصب سوی القیمة ما لم تتجاوز دیة الحر ولو تجاوزت ردت الیها فان زاد الارش عن الجنایة طولب الغاصب بالزیادة دون الجانی اما لو مات فی ید الغاصب ضمن قیمته ولو تجاوزت دیة الحر ولو جنی علیه بما دون النفس فان کان بالتمثیل قال الشیخ عتق علیه وفیه تردد ینشأ من الاقتصار بالعتق فی التمثیل علی المالک

جو عتق فی التمثیل (غلام کا بوجہ تمثیل آزاد ہونا) مین بمباشرت آقا پر اقتصار کرنے سے پیدا ہوتا ہو

فقد مقدر فی الحر ففی المملوک بحساب قیمته وما لیس بمقدر فی الحر ففیها الحکومة ولو قیل یلزم الغاصب اکثر الامرین من المقدر والارش کان حسناً اما لو استغرقت قیمته قال الشیخ رح انه کان المالک مخیرا بین تسلیمه واخذ القیمة وبین امساکه ولا شیء له علی الغاصب ولا فرق بین الغاصب وغیره فی الجنایة وفیه تردد

اسلیے کہ حکم مذکور کا غیر غاصب سے مختص ہونا اور مخصوص غاصب پر غلام و دیت دونونکے حوالہ مالک کردینے کا لازم ہونا بھی محتمل ہی اور اگر جنایت کے سبب سے مملوک کی قیمت زائد ہو جائے جیسے اوسکا خصی (خواجہ سرا) کردینا یا اوسکے انگشت زائد کا قطع کر ڈالنا تو غاصب کو مملوک مذکور کا مع دیت اوسکے مالک پر رد کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ شریعت مطہرہ مین انگشت زائد کی دیت (انگشت اصلی کی دیت کا ثلث) بھی مقدر ہی اور غلام مدبر اور مکاتب مشروط اور ام ولد مین بھی یہی حکم ہوگا جو غلام محض مین مذکور ہوا اور جبکہ مال مغصوب کا اوسکے مالک کے سپرد کرنا متعذر ہو تو غاصب پر اوسکے بدل کا مغصوب منہ کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور مغصوب منہ اوسکا مالک ہوگا اور عین مغصوبہ کا غاصب مالک نہوگا اور اگر عین مغصوبہ عود کرے اور غاصب کو اوسکے حوالہ مالک کر دینے پر تمکن ہو جائے تو اون دونون (مغصوب منہ اور غاصب) مین سے ہر ایک کو دوسرے سے اپنے مال کا مطالبہ کرنا پہنچیگا اور غاصب پر مال مغصوب کی اوس اجرۃ المثل کا حوالہ مالک کرنا واجب ہوگا جو وقت غصب سے دفع بدل کیوقت تک قرار پائے بشرطیکہ اوسکے لیے باعتبار عادت کوئی اجرت معین ہو اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ غاصب پر وہ اجرۃ المثل واجب ہوگی جو مال مغصوب کے واپس کرنے تک قرار پائیگی اور قول اول اشبہ ہی اور اگر کوئی شخص ایسی دو چیزون کو غصب کرے جنمین سے حالت انفراد مین ہر ایک کی قیمت ناقص ہو جاتی ہو جیسے جفت پاموزہ اور راولن دونون مین سے ایک چیز تلف ہو جائے تو غاصب پر تلف شدہ کی اوس قیمت کا حوالہ مالک کرنا لازم ہوگا جو حالت اجتماع مین مقرر ہو اور باقی ماندہ کا اوس نقصان کے ساتھ مالک پر رد کرنا واجب ہوگا جو حالت انفراد مین حادث ہوا ہو اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی کپڑے کے دو حصے کر دیوے اور اوسکے شق کرنے سے ہر ایک حصہ کی قیمت ناقص ہو جائے بعد ازان اون دونون حصون مین سے ایک حصہ تلف ہو جائے تب بھی یہی حکم ہوگا لیکن اگر کوئی شخص ایسے دو موزون مین سے ایک موزہ کو غصب کرے

ولو زادت قيمة المملوك بالجناية كالخصاء او قطع الاصبع الزائدة ردّه مع ارش الجناية لانها مقدرة والعبد في المدبرات والمكاتب المشروط وام الولد كالقن والاعتاد لتعذر المغصوب دفع الغاصب البدل ويملكه المغصوب منه ولا يملك الغاصب العين المغصوبة ولو عادت كان لكل منهما الرجوع وعلى الغاصب الاجرة ان كان مما له اجرة في العادة من حين الغصب الى حين دفع البدل وقيل الى حين اعادة المغصوب والاول اشبه ولو غصب شيئين ينقص قيمة كل واحد منهما اذا انفرد عن صاحبه فغصب احدهما فتلف ضمن التالف بقيمته مجتمعا ورد الباقي وما نقص من قيمته بالانفراد وكذا الوتق لو شق ثوبا نصفين فنقصت قيمة كل واحد منهما بالشق ثم تلف احدهما اما لو غصب احد زوجين

عشرة فتلف في يده وبقي الآخر في يد المالك ناقصا عن قيمته بسبب الانفراد يضمن قيمة التالف لو كان منضما الى صاحبه وفي ضمان ما نقص من قيمة الآخر بالانفراد تردد ولا يملك الغاصب العين المغصوبة بتغيرها واخراجها عن الاسم و المنفعة سواء كان ذلك بفعل الغاصب او بفعل غيره كالحنطة تطحن والكتان يغزل او ينسج ولو غصب مأكولا فاطعمه المالك او شاة فاستدعاه ذبحها مع جهل المالك ضمن وان اطعمه غير المالك تخير المالك في اغرام ايهما شاء لكن ان اغرم الغاصب لم يرجع على الآكل وان اغرم الآكل رجع الآكل على الغاصب لغروره وقيل يضمن الغاصب من رأس لان الاتلاف [illegible] على التضمين [illegible] السبب اقوى ولو غصب فحلا فانزاه على الانثى كان الولد لصاحب الانثى وان كانت للغاصب ولو نقص الفحل بالضراب ضمن الغاصب النقص وعليه اجرة الضراب وقال الشيخ [illegible]

جنکی قیمت دس درہمون کے مساوی ہو اور قبضۂ غاصب مین وہ موزہ تلف ہو جائے اور دوسرا موزہ اپنے مالک کے قبضہ مین باقی رہے جسکی قیمت بوجہ انفراد ناقص ہوگئی ہو تو غاصب پر موزۂ تلف شدہ کی اوس قیمت کا حوالہ مالک کرنا معین ہوگا جو حالت اجتماع مین قرار پاتی اور آیا غاصب سے اوس نقصان کی ضمانت بھی متعلق ہوگی یا نہین جو دوسرے موزہ مین بوجہ انفراد حادث ہوا ہی اسمین تردد ہی اور اگر عین مغصوبہ مین غاصب نے کسی عمل کیوجہ سے تغیر دیا ہو اور اوسکو اسم و منفعت سے خارج کردیا ہو تو غاصب اوسکا مالک نہوگا خواہ فعل غاصب سے یہ تغیر ہوا ہو یا کسی دوسرے شخص کے فعل سے جیسے گندم کا سائیدہ ہونا اور کتان کا مغزول یا منسوج ہونا اور اگر کوئی شخص کسی شی ماکول کو غصب کرے اور مالک کو کھلا دیوے یا کسی گوسپند کو غصب کرے اور مالک سے اوسکے ذبح کرنیکی استدعا کرے اور مالک پر اصلی حال مجہول ہو تو غاصب اوسکا ضامن ہوگا اور اگر اوس طعام کے ساتھ غیر مالک کا اطعام کرے تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ مالک کو اون دونون (آکل و غاصب) مین سے ہر ایک کا الزام دینا صحیح ہوگا لیکن اگر غاصب کو الزام دیگا تو غاصب کو آکل پر رجوع کرنا صحیح نہوگا اور اگر آکل کو الزام دیگا تو آکل کو غاصب پر رجوع کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ غاصب نے اوسکو فریب دیا ہی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ اول امر سے اوسکا غاصب ہی ضامن ہوگا اور اوسکی ضمانت کا آکل سے تعلق نہوگا اسلیے کہ غاصب کی فریب دہی سے مباشر کا فعل ضعیف ہوگیا ہی لہذا اوس سے ضمانت کا تعلق نہوگا بس اسمقام پر سبب اقوی ہی اور اگر کوئی شخص کسی فحل (نر) کو غصب کرے اور اوسکو کسی انثی (مادہ) پر چھوڑ دیوے تو جو لڑکا اون دونون سے حاصل ہوگا وہ صاحب انثی کا مملوک ہوگا اگرچہ اوس انثی کا مالک خود غاصب ہو اور اگر فحل مغصوب مین مادہ پر چھوڑنے کیوجہ سے کوئی نقصان حادث ہوگا تو غاصب اوسکا ضامن ہوگا اور غاصب پر اوسکی اجرۃ المثل کا حوالہ مالک کرنا لازم ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی

کہ اجرت کا ضامن نہوگا اسلیے کہ کسب فحل منہی عنہ ہی اور قول اول اشبہ ہی اسلیے کہ کسب فحل پر اجرت کا لینا ہمارے نزدیک حرام نہین ہی اور کسب فحل مین جو نہی وارد ہوئی ہی وہ کراہت پر محمول ہی اور اگر کوئی شخص ایسی شی کو غصب کرے جسکے لیے باعتبار عادت کوئی اجرت معین ہو اور دست غاصب مین وہ شی اوسقدر زمانے تک باقی رہے جسمین ناقص ہو جائے جیسے کپڑے کا کہنہ اور چوپایہ کا لاغر ہو جانا تو غاصب پر اوسکی اجرۃ المثل اور ارش کا حوالہ مالک کرنا لازم ہوگا اور ان دونون مین تداخل نہوگا خواہ استعمال کرنے کے سبب سے وہ نقصان حادث ہوا ہو یا بدون استعمال اور اگر زیت مغصوب کو جوش دیوے اور اوسکا وزن ناقص ہو جائے تو غاصب اوسکے نقصان کا ضامن ہوگا اور اگر عصیر مغصوب کو جوشش دے اور اوسکا وزن ناقص ہو جائے تو شیخ الطائفہ رحمہ نے فرمایا ہی کہ غاصب اوسکے نقصان کا ضامن نہوگا اسلیے کہ عصیر کے جوش دینے مین عین مال باقی رہتا ہی اور فقط اوس رطوبت کا نقصان ہو جاتا ہی جو قیمت نہین رکھتی بخلاف زیت کے کہ وہان پر عین مال ہی مین نقصان ہوتا ہی اور اس فرق مین تردد ہی اسلیے کہ عصیر کی رطوبت کا قابل فنا بسبب قیمت ہونا مسلم نہین ہی

تیسرا مقصد

لواحق غصب کے بیان مین اور اوسکی دو قسمین ہین **پہلی قسم** لواحق احکام کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ فعل غاصب سے مال مغصوب کی قیمت زائد ہو جائے پس اگر وہ فعل از قبیل عین نہو بلکہ اثر محض ہو جیسے صنعت کا تعلیم کرنا اور کپڑے کا خیاطت (سینا) کرنا یا مغزل (کتا ہوا) کا بن لینا یا گندم کا آرد کر لینا تو غاصب پر مال مغصوب کا حوالہ مالک کرنا لازم ہوگا اور غاصب کو فعل مذکور کے عوض مین کسی شی کا استحقاق نہوگا اور اگر فعل غاصب سے مال مغصوب کی قیمت ناقص ہو جائے تو اوسکی ارش کا ضامن ہوگا اور اگر وہ فعل از قبیل عین ہو جیسے زمین پر درخت کا لگانا تو غاصب کو اوس عین کے اخذ کرنیکا استحقاق حاصل ہوگا اور مال مغصوب کا مالک پر رد کرنا معین ہوگا اور

ولو كان عينا
كان له اخذها واعادة النقص
وان نقص او نقص
ولو صبغ الثوب
كما زاله ازاله
الصبغ بنبيط
ضمان لهلا رش
ان نقص الثوب
ولصاحب الثوب
ازالته ايضا
لانه في ملكه
بغير حق ولو
اراد احدهما
لصاحبه تبعه
لصاحبه على
ان يجيب على
احدهما الاجابة
الاخر وكذا
لو وهب حالك
صاحبه لا يجب
على الموهوب
القبول ثم
ان يكان فان
لم ينقص قيمته
ما لم يبينا فاصل
لصاحب اوان
نادر كذا او الصبغ بالك
ولو زادت
قيمة احدهما
كانت الزيادة
لصاحبها وان نقصت قيمة
الثوب بالصبغ
لزم الغاصب
الارش ولو
يلزم المالك
على بنقص من قيمة
الصبغ ولو بيع
مصبوغا بنقصا
من قيمة الصبغ
لم يستحق الغاصب
شيئا الا بعد توفية
المغصوب منه
قيمة ثوبه
على الكمال ولو
بيع مصبوغا
بنقصان من
قيمة الثوب
لزم الغاصب

اگر عین مذکورہ کے اخذ کرنے سے اوسمین کوئی نقصان حادث ہوگا تو اوسکی ارش کا حوالہ مالک کرنا بھی لازم ہوگا اور اگر غاصب نے ثوب مغصوب کو رنگ لیا ہو تو اوسکو ازالہ رنگ کا اختیار حاصل ہوگا لیکن اگر ازالہ رنگ کیوجہ سے اصل ثوب مین کوئی نقصان حادث ہوگا تو ارش کا ضامن ہوگا اور مالک ثوب کو بھی اوس رنگ کے زائل کردینے کا اختیار حاصل ہوگا اسلیے کہ وہ بغیر حق اوسکی ملک مین موجود ہی اور اگر اون دونون (مالک و غاصب) مین سے کوئی شخص دوسرے کے مال کو بقیمت لینا چاہے تو دوسرے شخص پر اوسکی اجابت واجب نہوگی اور اسیطرح اگر اون دونون مین سے ایک شخص دوسرے کو اپنا مال ہبہ کرے تو موہوب لہ پر اوسکی ہبہ کا قبول کرنا واجب نہوگا پس اگر اوس عین کا مالِ مغصوب سے جدا کرنا ممکن نہو یا وہ دونون باہم شریک رہنے پر راضی ہوجائین تو مال مذکور مین وہ دونون شریک ہونگے پس اگر اون دونون کے مال کی قیمت ناقص نہو (بلکہ ہر ایک کا مال اپنی قیمت اصلیہ پر باقی رہے) تو حاصل کا اون دونون کو استحقاق ہوگا اور اگر رنگنے سے اون دونون کی قیمت زائد ہوجائے جیسے ہر ایک کی قیمت کا دس درہم سے پندرہ درہم ہوجانا) تب بھی حاصل کا اون دونون کو استحقاق ہوگا اور اگر اون دونون مین سے ایک کے مال کی قیمت زائد ہوجائے تو زیادتی کا استحقاق اوسی شخص کو حاصل ہوگا جسکے مال مین کہ وہ حادث ہوئی ہو اور اگر رنگ کیوجہ سے قیمتِ ثوب ناقص ہوجائے تو غاصب پر اوسکے ارش کا حوالہ مالک کرنا لازم ہوگا اور اگر خود رنگ کی قیمت ناقص ہوجائے تو مالک پر اوسکی ارش کا حوالہ غاصب کرنا لازم نہوگا اسلیے کہ اوسنے تعدی نہین کی اور اگر ثوب مذکور کے بحالت رنگ فروخت ہونے مین قیمت رنگ ناقص ہوجائے تو غاصب کو اوسکی قیمت مین سے کسی شی کا استحقاق اوسوقت تک حاصل نہوگا جبتک کہ مغصوب منہ اپنے ثوب کی پوری قیمت کا استیفا نکر لے اور اگر بحالت رنگ فروخت ہونے مین قیمت ثوب ناقص ہوجائے تو غاصب پر اوسکی

قیمت کا تمام کرنا لازم ہوگا دوسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کسی روغن کو غصب کرے جیسے روغن چراغ یا روغن زرد اور اوسکو ایسے روغن مین مخلوط کر دے جو باعتبار ذات و صفت اوسکی مثل ہو تو مجموع روغن مین وہ دونون (مالک و غاصب) شریک رہینگے اور اگر ایسے روغن مین مخلوط کر دے جو اوس سے ادون یا اجود ہووے تو بعض علمار نے فرمایا ہو کہ غاصب اوسکے مثل کا ضامن ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین عین مال کا حوالہ مالک کرنا متعذر رہا اور بعض علمار نے فرمایا ہو کہ اگر روغن مغصوب کو اجود مین مخلوط کیا ہو تو مالک کا زیادتی جودت مین غاصب شریک ہوگا اور اگر اردی مین مخلوط کیا ہو تو مالک کے نقصان روائت کا ضامن ہوگا البتہ اگر عین مال کے اخذ کرنے پر اوسکا مالک راضی ہو جائے تو غاصب پر نقصان روائت کی ضمانت نہوگی لیکن اگر مال مغصوب کو اوسکی غیر جنس مین مخلوط کر دے جیسے روغن چراغ کا شیرہ مین اور آرد گندم کا آرد جو مین مخلوط کر دیا تو اس صورت مین مال مغصوب مستہلک ہو جائیگا اور غاصب اوسکے مثل کا ضامن ہوگا اور عین کا ضامن نہوگا تیسرا مسئلہ فوائد مغصوب بھی بوجہ غصب مضمون ہوتے ہین اور مغصوب منہ کے مملوک ہوتے ہین اگرچہ دست غاصب مین متجدد ہوئے ہون خواہ وہ فوائد اعیان ہون جیسے شیر۔ مو۔ ولد۔ ثمر یا منافع ہون جیسے سکونت مکان۔ رکوب چارپایہ اور سطح جیسی شی کے لیے کہ باعتبار عادت کوئی اجرت مقرر ہوگی تو اوسکی منفعت مین بھی یہی کلام کیا جائیگا اور اگر دست غاصب مین چارپایہ مغصوب فربہ ہو جائے یا مملوک مغصوب کسی صنعت یا علم کو حاصل کرے اور اوسکی قیمت زائد ہو جائے تو غاصب اوس زیادتی کا ضامن ہوگا پس اگر چارپایہ لاغر ہو جائیگا یا مملوک صنعت یا علم کو فراموش کریگا اور بوجہ فراموشی اوسکی قیمت ناقص ہو جائیگی تو غاصب اوسکی ارش کا ضامن ہوگا اگرچہ عین مال کو اوسکے مالک پر رد کرے اور اگر عین مال تلف ہو جائے تو اصل اور زیادتی کی قیمت کا ضامن ہوگا اور اس مقام پر دو فرعین بیان کیجاتی ہین

مال مغصوب کی قیمت کسی صفت کیوجہ سے زائد ہوجائے پھر وہ صفت زائل ہوجائے بعد ازان
صفت مذکورہ اور قیمت دونون عود کرین تو غاصب پر صفت تالفہ کی قیمت لازم نہوگی اسلیے کہ
صفت ثانیہ کے ساتھ وہ منجبر ہوگئی ہو اور اگر صفت اولی کی قیمت سے صفت ثانیہ ناقص ہو تو غاصب سے
قدر تفاوت کی ضمانت متعلق ہوگی اور اگر صفت اولی کے علاوہ کوئی دوسری صفت متجدد
ہووے جیسے قیمت کنیز کا اوسکے فربہ ہونے کیوجہ سے زائد ہونا بعد ازان لاغر ہوجانے کیوجہ سے
اوسکی قیمت کا ناقص ہونا بعد ازان اوسکی قیمت کا کسی صنعت کے حاصل کرلینے کیوجہ سے زائد
ہوجانا تو غاصب پر مغصوب کا اوس تفاوت کے ساتھ حوالہ مالک کرنا لازم ہوگا جو صفت
اولی کے زائل ہونے کیوجہ سے حاصل ہوا ہو دوم غاصب ایسے زیادت متصلہ کا ضامن نہوگا
جسکی وجہ سے مال مغصوب کی قیمت زائد ہوئی ہو جیسے سمن مفرط (فربہی زائد) کا برطرف ہونا
اور قیمت مغصوب کا بحالہ باقی رہنا یا زیادہ ہوجانا چوتھا مسئلہ مشتری اوس متاع کا مالک نہوگا
جسپر کہ اوسنے بیع فاسد کے ذریعہ سے قبضہ کیا ہو بلکہ متاع مذکور اور اوسکے منافع متجددہ کا ضامن
ہوگا اور اسیطرح قیمت متاع کی اوس زیادتی کا بھی ضامن ہوگا جو اوسمین کسی صفت کے زائد
ہوجانے کیوجہ سے حادث ہوئی ہوگی پس اگر دست مشتری مین وہ متاع تلف ہوجائیگی تو
عین متاع کا اوس قیمت کے ساتھ ضامن ہوگا جو وقت قبض سے وقت تلف تک کی قیمتون
مین اعلی اور زائد قرار پائیگی بشرطیکہ وہ متاع مثلی نہو والا اوسکے مثل کا ضامن ہوگا اور اگر
متاع مذکور کو مشتری نے کسی غاصب سے خرید کیا ہو تو عین متاع اور اوسکے منافع کا ضامن ہوگا
اور مشتری مذکور کو غاصب کیطرف رجوع کرنیکا اختیار نہوگا بشرطیکہ وہ مشتری عالم بغصب ہو اسلیے کہ
اوسنے اس صورت مین مال غیر کے اخذ کرنے پر دیدہ و دانستہ اقدام کیا ہو اور مالک متاع کو اون
دونون (مشتری و غاصب) مین سے ہر ایک شخص پر رجوع کرنیکا اختیار حاصل ہوگا پس اگر غاصب پر

المسئلة الرابعة
لا يملك المشتري ما يقبضه بالبيع الفاسد

رجوع کریگا تو غاصب کو مشتری پر رجوع کرنیکا اختیار حاصل ہوگا اور اگر مشتری پر رجوع کریگا تو مشتری کو غاصب پر رجوع کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ تلف متاع کو دست مشتری مین استقرار ہوا ہے اور اگر وہ مشتری جاہل بغصب ہو تو اوسکو بائع (غاصب) پر اوس قیمت کے ساتھ رجوع کرنا صحیح ہوگا جو اوسنے مالک کے حوالہ کی ہو اور مالک کو مشتری سے ورک متاع (وہ مقدار تفاوت جو متاع کی قیمت سوقیہ و ثمن مین حاصل ہو) کا مطالبہ کرنا بھی صحیح ہوگا اور مشتری کو اوسکے ساتھ غاصب پر رجوع کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ جب مشتری نے اوسپر قبضہ کیا تھا وہ مضمون تھا اور اگر مالک نے ورک متاع کا غاصب سے مطالبہ کیا تو غاصب کو مشتری پر رجوع کرنا صحیح ہوگا اور اگر مشتری پر ایسا تاوان واقع ہو جسکے مقابل مین اوسکو کوئی نفع حاصل نہوا ہو جیسے حیوان مغصوبہ کا نفقہ یا مکان مغصوب کی تعمیر جبکہ بائع اوسکا نقض کردے) تو مشتری کو بائع (غاصب) سے اوسکا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ بائع نے اوسکو فریب دیا ہو اور اگر مال مبیع کوئی جاریہ ہو اور مشتری سے اوسکی ولادت ہو تو ولد پر احکام حریت جاری کیے جائینگے اور مشتری پر مالک جاریہ کے لیے قیمت ولد کی غرامت (تاوان) لازم ہوگی اور مشتری کو بائع (غاصب) پر قیمت ولد کے ساتھ رجوع کرنا صحیح ہوگا اور بعض علمار نے فرمایا ہو کہ اس مسئلہ مین مالک جاریہ کو اون دونون (مشتری و غاصب) مین سے ہر ایک پر رجوع کرنا صحیح ہوگا لکن اگر مشتری سے مطالبہ کریگا تو مشتری کو بائع (غاصب) پر رجوع کرنا صحیح ہوگا اور اگر بائع (غاصب) سے مطالبہ کریگا تو بائع کو مشتری پر رجوع کرنا صحیح نہوگا اور اسمین ایک احتمال اور ہو جس سے مالک کا فقط بائع پر رجوع کرنا مراد ہوا اور یہ احتمال ضعیف ہو اسلیے کہ مشتری نے ملک مالک کی نماء کو تلف کیا ہو لہذا مشتری پر رجوع مالک کے صحیح نہونےکی کوئی وجہ نہین ہو اور اگر مشتری پر ایسا تاوان واقع ہو جسکے مقابل مین اوسکو کوئی نفع حاصل ہوا ہو جیسے سکونت مکان اور ثمرۂ درخت اور پشم گوسپند اور شیر گاو وغیرہ تو بعض

علمار نے فرمایا ہو کہ تاوان مذکور کا غاصب ضامن ہوگا اور مشتری اوسکا ضامن نہوگا اسلیے کہ وہ سبب اتلاف ہوا اور مباشرت مشتری اوسکے مغرور ہونے کیوجہ سے ضعیف ہو پس بہ نسبت مباشرت کے سبب اقوی ہوگا جسطرح کہ طعام مغصوب کا اوسکے مالک کو اطعام کرنا اور بعض علمار نے فرمایا ہو کہ مالک کو اون دونون مین سے ہر ایک کا الزام دینا صحیح ہوگا پس غاصب کا الزام دینا اسلیے صحیح ہوگا کہ وہ مالک اور اوسکی ملک کے درمیان حائل ہوگیا ہو اور مشتری کا الزام دینا اسلیے صحیح ہوگا کہ وہ مباشر اتلاف ہوا بنا علیہ اگر مالک نے غاصب سے مطالبہ کیا تو غاصب کو مشتری پر بھی رجوع کرنا ہوگا اسلیے کہ تلف مال کا اوسی کے قبضہ مین استقرار ہوا اور اگر مالک نے مشتری سے مطالبہ کیا تو مشتری کو غاصب پر رجوع کرنا صحیح نہوگا اور قول اول اشبہ ہو

پانچوان مسئلہ اگر غاصب کنیز اوس سے وطی کرے اور وہ دونون (غاصب و کنیز) جاہل بہ تحریم ہون تو غاصب پر کنیز مذکورہ کے مہر المثل کا مالک کنیز کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ اوس سے وطی بالشبہ واقع ہوئی ہو اور بعض علمار نے فرمایا ہو کہ غاصب پر قیمت کنیز کا عشر (دسوان حصہ) لازم ہوگا اگر وہ باکرہ ہو اور نصف عشر لازم ہوگا اگر وہ ثیبہ ہو اور بعض اصحاب نے حکم مذکور (مہر المثل یا عشر و نصف عشر کا لازم ہونا) کو وطی بعقد شبہ پر مقصور کیا ہو اور اگر کنیز مغصوبہ کی بکارت کو اپنی انگلی سے زائل کرے تو اوسپر ازالہ بکارت کی دیت لازم ہوگی اور اگر ازالہ بکارت کے ساتھ وطی بھی کرے گا تو اوسپر دونون امر (دیت بکارت اور مہر المثل) لازم ہونگے اور غاصب کو کنیز مذکورہ کی اوس اجرۃ المثل کا مالک کنیز کے حوالہ کرنا لازم ہوگا جو وقت غصب سے وقت عود تک قرار پائیگی اور اگر کنیز کو اوسکا غاصب حاملہ کر دیوے تو غاصب سے اوسکا مولود ملحق ہوگا اور غاصب پر مولود کی اوس قیمت کا آقائے کنیز کے حوالہ کرنا لازم ہوگا جو اوسکے زندہ پیدا ہونے کے وقت قرار پائیگی اور اگر وہ مولود مردہ پیدا ہو تو شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہو کہ غاصب اوسکا ضامن نہوگا اسلیے کہ قبل از ولادت اوسکا زندہ ہونا معلوم نہین ہو

اور اسمین اشکال ہو اسلیے کہ اگر کنیز حر کے حمل کو کوئی اجنبی ساقط کر دیتا ہو تو اوسکی قیمت کا شخص اجنبی ضامن ہوتا ہو حالانکہ قبل ولادت اوسکا زندہ ہونا معلوم نہین ہوتا پس اسیطرح غاصب کو بھی اوسکی قیمت کا ضامن ہونا چاہیے اگرچہ قبل ولادت اوسکا زندہ ہونا معلوم نہو اور شیخ علیہ الرحمہ نے حمل کے بوجہ جنایت اور بدون جنایت ساقط ہونے مین فرق کیا ہو پس صورت اولی مین اجنبی کو قیمت مولود کا ضامن قرار دیا ہو اور صورت ثانیہ مین اوسکو ضامن نہین قرار دیا اور اگر کنیز مذکور کو کوئی اجنبی ضرب لگائے اور اوسکا جنین ساقط ہوجائے تو غاصب کے لیے ضارب پر جنین حر کی دیت اور مالک کے لیے غاصب پر جنین کنیز کی دیت لازم ہوگی اور اگر وہ دونون (غاصب و کنیز) عالم بتحریم ہون اور غاصب نے کنیز کو وطی کرنے پر مجبور کیا ہو تو آقائے کنیز کو اوسکے مہر المثل کا غاصب سے مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور غاصب پر حد زنا جاری کیجائیگی اور اگر کنیز نے وطی کرنے مین مطاوعت کی ہو تو واطی (غاصب) پر حد زنا جاری کیجائیگی اور آقائے کنیز کے لیے مہر کا استحقاق نہوگا اسلیے کہ کنیز مذکور زانیہ ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ صورت مطاوعت مین بھی غاصب پر عوض وطی لازم ہوگا اسلیے کہ وہ حق مالک ہو لیکن قول اول اشبہ ہو البتہ اگر وہ کنیز باکرہ ہو تو غاصب پر ارش بکارت لازم ہوگی اور اگر اس صورت مین وہ کنیز حاملہ ہوجائے تو مولود اون دونون سے ملحق نہوگا اور آقائے کنیز کا مملوک ہوگا اور غاصب اوس نقصان کا ضامن ہوگا جو کنیز مین بوجہ ولادت حادث ہوا ہو اور اگر دست غاصب مین کنیز مذکورہ کا مولود مرجائے تو غاصب اوسکا ضامن ہوگا اور اگر وہ مولود مردہ پیدا ہوا ہو تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ غاصب اوسکا ضامن نہوگا اسلیے کہ قبل ولادت اوسکا زندہ ہونا ہمکو معلوم نہین ہو اور اسمین تردد ہو اسلیے کہ جنین مردہ بھی مملوک ہو اور حمل چوپایہ کا حکم رکھتا ہو لہذا اوسکے مضمون نہونے کی کوئی وجہ نہین ہو اور اگر حمل مذکور بوجہ جنایت ساقط ہوا ہو تو جانی (جنایت کرنیوالا) پر جنین کنیز کی دیت لازم ہوگی جیسا کہ باب جنایات مین مذکور ہوگا

بلکہ اون دونون پر حد زنا جاری ہوگی ۱۲ ر م

اور

اور اگر فقط غاصب کو تحریم وطی کا علم حاصل ہو اور کنیز کو حاصل نہو تو واطی غاصب سے کنیز مذکورہ کا مولود ملحق نہوگا اور اوسپر حد زنا اور مہر واجب ہوگا اور صورت سابقہ کا عکس (کنیز کو تحریم وطی کا علم ہونا اور غاصب کو نہونا) فرض کیاجائے تو غاصب سے مولود ملحق ہوگا اور اوس سے حد زنا اور مہر ساقط ہوگا اور کنیز پر حد زنا جاری کیجائیگی چھٹا مسئلہ جبکہ دانہ غلہ کو کوئی شخص غصب کرکے بو دیوے یا تخم مرغ کو غصب کرکے بچہ نکلوائے تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ زراعت اور بچہ کا غاصب مالک ہوگا اسلیے کہ عین مغصوبہ کا تلف ہونا مفروض ہو لہذا غاصب پر اوسکی قیمت یا مثل کا حوالہ مالک کرنا متعین ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہو اون دونون (زراعت و بچہ) کا مغصوب منہ مالک ہوگا اور یہی قول اشبہ ہو اسلیے کہ زراعت و بچہ کا اوسی کے مال سے تکون ہوا ہو اور اگر عصیر عنبی (آب انگور) کو کوئی شخص غصب کرے اور قبضہ غاصب مین وہ شراب ہوجائے بعد ازان سرکہ ہوجائے تو اوسکا استحقاق مالک کو حاصل ہوگا اور اگر قیمت عصیر سے سرکہ کی قیمت ناقص ہوگی تو غاصب پر اوسکی ارش لازم ہوگی ساتوان مسئلہ اگر غاصب زمین اوسمین زراعت کرے یا درخت لگائے تو زرع اور اوسکی نما کا زارع غاصب کو استحقاق ہوگا اور اوسپر زمین کی اجرت کا حوالہ مالک کرنا اور اپنی زرع و درخت کا برطرف کرنا اور گڑھون کا ہموار کرنا لازم ہوگا اور زمین مغصوب مین زراعت کرنے یا درخت وغیرہ کے اوکھاڑنے سے کوئی نقصان حادث ہوگا تو غاصب پر اوسکی ارش کا حوالہ مالک کرنا بھی لازم ہوگا اور اگر غاصب کیے لیے قیمت غرس کو صاحب زمین بذل کرے تو غاصب پر اوسکا قبول کرنا واجب نہوگا اور اسیطرح اگر مالک (صاحب زمین) کیلیے قیمت یا اجرت زمین کو غاصب بذل کرے تو مالک پر اوسکا قبول کرنا واجب نہوگا اگرچہ غاصب اپنی زرع و غرس کو بدون عوض اوسکے لیے ہبہ بھی کرے اور اگر زمین مغصوب مین غاصب نے کوئی کنوان کھودا ہو تو غاصب پر اوسکا پُر کرنا واجب ہوگا اور اگر اوسکے پُر کرنے سے صاحب زمین

ناخوش ہو تب بھی غاصب کو اوسکا پُر کرنا صحیح ہوگا یا نہین پس بعض علمار نے فرمایا ہے کہ صحیح ہوگا تاکہ ضمان تردی (کنوئین مین گر پڑنے کی ضمانت) سے محفوظ رہے اور اگر قائل ہون کہ مالک غاصب کا منع کرنا صحیح ہو تو خوب ہو اور جبکہ مالک نے مین اوسکے باقی رکھنے پر رضی ہوجائیگا تو غاصب سے ضمان تردی ساقط ہوجائیگی آٹھوان مسئلہ جبکہ کوئی چوپایہ کسی مکان مین داخل ہوا اور اوسکا خارج ہونا بدون ہدم ممکن نہوپس اگر مکان مذکور مین وہ چوپایہ کسی ایسے سبب کیوجہ سے داخل ہوا ہو جسکو صاحب مکان نے مہیا کیا تھا تو اوسکو ہدم مکان اور اخراج چوپایہ کا الزام دیا جائیگا اور صاحب چوپایہ پہ ہدم مکان کا تاوان لازم نہوگا اور اگر وہ چوپایہ کسی ایسی وجہ سے داخل ہوا ہو جسکو صاحب چوپایہ نے مہیا کیا ہو تو ہدم مکان کا وہی ضامن ہوگا اور اسیطرح اگر ان دونون (صاحب مکان وصاحب چوپایہ) مین سے کسی شخص نے تفریط نکی ہو تب بھی ہدم مکان کا صاحب چوپایہ ہی ضامن ہوگا اسلیے کہ ہدم مکان اوسی کی مصلحت کے لیے وقوع مین آیا ہے اور اگر کوئی چوپایہ اپنے سر کو کسی دیگ مین داخل کردے اور اوسکا خارج کرنا اوسوقت تک ممکن نہو جبتک کہ وہ دیگ شکستہ نکیجائے پس اگر چوپایہ پر اوسکا مالک قابض ہو یا اوسنے اپنے چوپایہ کی حفاظت مین تفریط کی ہو تو اوسکا ضامن ہوگا اور اگر چوپایہ پر اوسکا مالک قابض نہو اور صاحب دیگ نے تفریط کی ہو مثلاً اوسنے اپنی دیگ کو راستہ مین ڈالدیا ہو تو اخراج چوپایہ کے لیے دیگ کا شکستہ کرنا معیّن ہوگا اور صاحب چوپایہ سے اوسکے شکستہ کرنے کی ضمانت متعلق نہوگی اور اگر اون دونون (صاحب دیگ وصاحب چوپایہ) مین سے کسی شخص نے بھی تفریط نکی ہو اور صاحب چوپایہ اوسکے ہمراہ موجود نہو اور دیگ مذکور اپنے مالک کی ملک مین موجود ہو تو دیگ کا شکستہ کرنا معیّن ہوگا اور صاحب چوپایہ سے اوسکے شکستہ کرنے کی ضمانت متعلق ہوگی اسلیے کہ

دیگ کی شکستگی اوسکی مصلحت کے لیے وقوع مین آئی ہو نوان مسئلہ شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہی جبکہ کسی دیوار کے گرنے کا خوف ہو تو اوسکا چوب غیر کے ساتھ بدون اوسکی اجازت کے محکم کرنا جائز ہوگا اور اوسپر اجماع (نفی خلاف) کا دعویٰ کیا ہی اور دعوائے اجماع (نفی خلاف) مین نظر ہی دسوان مسئلہ جبکہ عبد مغصوب کسی شخص پر عمداً جنایت کرنے کیوجہ سے قتل کردیا جائے تو غاصب اوسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور بصورت مفروضہ مین ولی دم (وارث مقتول) طالب دیت ہو تو غاصب پر وہ مقدار لازم ہوگی جو قیمت عبد اور دیت جنایت مین سے کم ہو اور اگر عبد مغصوب ایسی جنایت کرے جسکا قصاص کمتر از قتل نفس ہو (جیسے ہاتھ کا قطع کردینا) اور عبد مذکور سے قصاص لیا جائے تو غاصب اوسکی ارش کا ضامن ہوگا اور اگر مجنی علیہ (جسپر جنایت ہوئی ہو) کسی مال کے عوض مین اخذ قصاص سے درگذر کرے تو غاصب پر اقل الامرین (دیت جنایت اور عوض مذکور مین سے جو امر کمتر ہو) لازم ہوگا گیارھوان مسئلہ جبکہ مال مغصوب کو بلد غصب کے علاوہ کسی دوسرے مقام پر منتقل کردے تو غاصب پر اوسکا اعادہ (بلد غصب مین واپس کرنا) لازم ہوگا اور اگر غاصب سے مالک مال اوسکے اعادہ کی اجرت کو طلب کرے تو غاصب پر لازم نہوگی اسلیے کہ اوسپر اعادہ مغصوب واجب ہی اور اجرت اعادہ واجب نہین ہی اور اگر مالک اوسی مقام سے مال مغصوب کے اخذ کرنے پر رضی ہو جائے تو غاصب کو اوسکا اعادہ پر مجبور کرنا صحیح نہوگا دوسری قسم مسائل نزاع کے بیان مین اور وہ چھ ہین پہلا مسئلہ جبکہ مال مغصوب تلف ہو جائے اور اوسکی قیمت مین مابین مالک و غاصب اختلاف ہو تو مالک کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اور اسیکو اکثر علما نے اختیار فرمایا ہی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ غاصب کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اور یہی قول اشبہ ہی لیکن اگر غاصب ایسے امر کا مدعی ہو

یا ارش کا ضامن ہو جائے اور اس مطلب کی تائید خود شیخ رح کے کلام سے کی گئی ہو جسکے ذکر کرنے مین طول ...

جسکا کذب معلوم ہو جائے جیسے قیمت کنیز کا ایک دانہ گندم یا ایک درہم بیان کرنا تو اوسکا قول مقبول نہو گا دوسرا مسئلہ جبکہ مال مغصوب تلف ہو جائے اور مالک مال دعویٰ کرے کہ اوس میں ایسی صفت تھی کہ موجود ہونیکا مدعی ہے جسکی وجہ سے اوسکی قیمت زائد ہوتی ہو جیسے معرفت صنعت تو غاصب کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہو گا اسلیے کہ اصل عدم اوسکے لیے شاہد ہو لیکن اگر غاصب مال و میں کسی عیب کے موجود ہونیکا مدعی ہو جیسے یک چشم ہونا اور مالک اوسکا انکار کرے تو مالک کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہو گا اسلیے کہ اصل صحت ہو خواہ مال مغصوب موجود ہو یا معدوم **تیسرا مسئلہ** جبکہ غاصب کسی شی کو فروخت کرے بعد ازان وہ شی اوسکی طرف کسی سبب صحیح جیسے میراث کے ذریعے سے منتقل ہو اور مشتری سے کہے بیعتک ما لا املک اور اثبات دعوی کے لیے بینہ قائم کرے تو آیا اوسکا بینہ مسموع (یعنی نے تیرے ہاتھ وہ شی فروخت کی تھی جسکا مین مالک نہ تھا) ہو گا یا نہیں پس بعض علما نے فرمایا ہو کہ اوسکا بینہ مسموع نہو گا اسلیے کہ وہ اپنے مباشرت بیع ہونیسے بینہ کی تکذیب کرتا ہو اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ اگر مال مغصوب کے فروخت کرنے مین غاصب نے فقط لفظ بیع پر اقتصار کیا ہو اور اوسکے ساتھ ایسے الفاظ کا انضمام نکیا ہو جو ادعاے ملکیت کو متضمن ہوں تو اوسکا بینہ مقبول ہو گا والا مردود ہو گا **چوتھا مسئلہ** جبکہ عبد مغصوب وفات پائے اور غاصب اوسکے قبل وفات حوالہ مالک کردینے کا مدعی ہو اور مالک اوسکے بعد وفات رد کردینے کا مدعی ہو تو قول مالک اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہو گا اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف مین فرمایا ہو کہ اگر صورت مذکورہ مین قرعہ پر عمل کیا جائے تو جائز ہو گا **پانچوان مسئلہ** جبکہ مال مغصوب کے تلف ہونے مین مابین مالک و غاصب اختلاف واقع ہو تو غاصب کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہو گا پس جبکہ غاصب اوسکے تلف ہو جانے پر حلف کریگا تو مالک کو اوس سے قیمت مغصوب کا مطالبہ کرنا صحیح ہو گا اسلیے کہ اس صورت مین غاصب کو عین مغصوب کا رد کرنا متعذر ہو **چھٹا مسئلہ** جبکہ مالک و غاصب اون اشیا مین نزاع کرین جو عبد مغصوب کے پاس موجود تھین جیسے کپڑا یا انگشتری وغیرہ تو غاصب کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہو گا اسلیے کہ غاصب ذوالید ہو اور مجموع اشیا پر اوسکا قبضہ ہو اور قبضہ مالک منقطع ہو چکا ہو +

ما یعلم کذبه مثل ان یقول ثمنه حبة او درهم لم یقبل الثانیة اذا تلف وادعی المالک صفة تزید بها القیمة کمعرفة الصنعة فالقول قول الغاصب مع یمینه ولو ادعی الغاصب عیبا کالعور فالقول قول المالک مع یمینه بل الاصل الصحة سواء کان المغصوب موجودا او معدوما الثالثة اذا باع الغاصب شیئا ثم انتقل الیه بسبب صحیح فقال للمشتری بعتک ما لا املک واقام بینة قیل لا تسمع بینته لانه کذبها بمباشرة البیع وقیل ان اقتصر علی لفظ البیع ولم یضم الیه من الالفاظ ما یتضمن ادعاء الملکیة قبلت والا ردت الرابعة اذا مات العبد فقال الغاصب رددته قبل موته وقال المالک بعد موته فالقول قول المالک مع یمینه وفی الخلاف لو عملنا فیها بالقرعة کان جائزا الخامسة اذا اختلفا فی تلف المغصوب فالقول قول الغاصب مع یمینه فاذا حلف طالبه المالک بالقیمة لتعذر العین السادسة اذا اختلفا فیما علی العبد من ثوب او خاتم فالقول قول الغاصب مع یمینه لان یده علی الجمیع

کتاب الشفعۃ شفعہ سے عرف فقہاء مین احد الشریکین کو حصہ شریک کے استحقاق کا اوس مال معین کے عوض حاصل ہونا مراد ہی۔ جسکے عوض وہ کسی شخص کی طرف بواسطہ بیع منتقل ہوا ہو۔ اور یہ کتاب پانچ مقصدون کے بیان کو مستدعی ہی پہلا مقصد اس مین اون اشیاء کا بیان کیا جاتا ہی جن مین حق شفعہ ثابت ہوتا ہی پس یہ حق زمینون مین اجماعاً ثابت ہوتا ہی جیسے مکان۔ میدان۔ بُستان وغیرہ اور آیا یہ حق اشیاء منقولہ (جیسے کپڑے۔ آلات۔ کشتیان۔ حیوان وغیرہ) مین بھی ثابت ہوتا ہی یا نہین بعض فقہا نے فرمایا ہی کہ ثابت ہوتا ہی تاکہ کلفت قسمت برطرف ہو اور اس قول کا مستند روایت یونس ہی جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ ثابت نہین ہوتا تاکہ مال مسلم پر تسلط کے حاصل ہونے مین مورد اجماع پر اقتصار رہے اور روایت مشار الیہا (جسکی طرف قول اول مین اشارہ کیا گیا ہی) ضعیف ہی اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی لیکن اشجار اور درخت خرما اور ابنیہ (مکان و دیوار وغیرہ) مین حق شفعہ بہ تبعیت زمین ثابت ہوتا ہی پس اگر اشیاء مذکورہ مع زمین فروخت کی جائین تو حق شفعہ اونمین بھی ثابت ہوگا اور اگر تنہا (بدون زمین) فروخت کی جائین تو حق شفعہ کے ثبوت اور عدم ثبوت مین قولین سابقین پر بنا کیجائیگی اور بعض اصحاب نے حق شفعہ کو فقط مملوک مین واجب کیا ہی اور اوسکے علاوہ کسی دوسرے حیوان مین واجب نہین کیا اور آیا یہ حق نہر اور طریق (راستہ) اور حمام مین بھی ثابت ہوتا ہی یا نہین اسمین تردد ہی لیکن اوسکا ثابت نہونا اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی اور اسیطرح جن اشیاء کا قسمت کرنا مضر ہی اونمین بھی حق شفعہ کا ثابت ہونا محل اشکال ہی اور عدم ثبوت اشبہ ہی اور حصول ضرر سے اوس مال کا قسمت کرنے کے بعد قابل انتفاع نرہنا مراد ہی پس شخص متضرر (جسکو ضرر پہونچتا ہو) کا قسمت مال پر مجبور کرنا صحیح نہوگا اور اگر حمام یا طریق یا نہر کی منفعت اوسکے

كتاب الشفعة وهي استحقاق احد الشريكين حصة شريكه بسبب انتقالها بالبيع والنظر في ذلك يستدعي فصولا خمسة الاول ما تثبت فيه وتثبت في الارضين كالمساكن والعراص والبساتين اجماعا وهل تثبت فيما ينقل كالثياب والالات والسفن والحيوان قيل نعم دفعا لكلفة القسمة واستنادا الى رواية يونس عن بعض رجاله عن ابي عبد الله عليه السلام وقيل لا اقتصارا في التسلط على مال المسلم على موضع الاجماع واستضعافا للرواية المشار اليها وهو اشبه اما النخل والشجر والابنية فتثبت فيه الشفعة تبعا للارض ولو افردت بالبيع نزل على القولين ومن الاصحاب من اوجب الشفعة في العبد دون غيره من الحيوان وفي ثبوتها في النهر والطريق والحمام وما يضر قسمته تردد اشبهه انه لا تثبت ونعني بالضرر ان لا ينتفع به بعد قسمته فالمتضرر لا يجبر على القسمة ولو كان الحمام او الطريق او النهر

قسمت کرنے سے باطل ہوتی ہو تو شخص ممتنع (انکار کرنیوالا) کا قسمت ال پر مجبور کرنا صحیح ہوگا
اور حق شفعہ ثابت ہوگا اور اسیطرح اگر کنوین کے ساتھ کچھ بیاض زمین بھی موجود ہو اور
اون شخصون مین سے ایک کے لیے کنوین کا اور دوسرے کے لیے بیاض مذکور کا باوجود تعدیل کے
سالم رہنا ممکن ہو تب بھی ممتنع کا قسمت پر مجبور کرنا صحیح ہوگا اور اوسمین شفعہ ثابت ہوگا اور جبکہ
دولاب (چرخ) اور ناعورہ (کورہ چرخ) فروخت کیے جائین تو آیا یہ دونون (دولاب و ناعورہ)
بھی شفعہ مین داخل ہونگے یا نہین اسمین تردد ہو اسلیے کہ باعتبار عادت وہ دونون غیر منقول مین
داخل ہین اور شفعہ مین وہ رسی داخل ہوگی جسپر کہ ڈول قائم کیا جاتا ہو اسلیے کہ ڈول کیطرح وہ بھی داخل
منقولات ہی جن مین ہمارے نزدیک شفعہ ثابت نہین ہوتا البتہ جو لوگ ہر چیز مین ثبوت شفعہ کے
قائل ہوئے ہین اونکے نزدیک اوسمین بھی حق شفعہ ثابت ہوگا اور میوہ مین حق شفعہ ثابت نہین
اگرچہ رؤس نخل (درخت خرما) و شجر پر مع اصل و زمین فروخت کیا جائے اسلیے کہ وہ اشیائے
منقولہ کا حکم رکھتا ہو کیونکہ اوسکا باقی رکھنا مقصود نہین ہوتا اور شرکت طریق (آمد و رفت کی راہ)
و شرب (پانی پینے کا مقام جیسے نہر یا ساقیہ یا کنوان وغیرہ) کی وجہ سے ارض مقسومہ (وہ زمین
جسکی قسمت ہو چکی ہو) مین بھی حق شفعہ ثابت ہوتا ہو بشرطیکہ وہ دونون (طریق و شرب)
ارض مذکورہ کے ساتھ فروخت کیے جائین اور اگر تنہا ارض مقسومہ کی بیع واقع ہو
تو زمین مین حق شفعہ ثابت ہوگا اور اگر تنہا طریق یا شرب کی بیع واقع ہو تو اوس مین
بھی حق شفعہ ثابت ہوگا بشرطیکہ اوسکے وسیع ہونے کی وجہ سے اوسکی قسمت ممکن ہو اور اگر
کوئی شخص عرصۂ مقسومہ (وہ میدان جسکی قسمت ہو چکی ہو) کو کسی دوسری زمین کے حصۂ مشترک
(غیر مقسومہ) کے ساتھ ایک ہی عقد مین فروخت کرے تو حق شفعہ تنہا حصۂ مشترک مین بنسبت قیمت
ثابت ہوگا اور ثبوت شفعہ مین حصۂ مشترک کا بواسطۂ بیع منتقل ہونا شرط ہی پس اگر کوئی شخص

جعله صداقاً
او هبة او صلحاً
ولا الشفعة ولو
كان بعض الدار
وقفاً وبعضها طلقاً
فبيع الطلق لم يكن
للموقوف عليه
الشفعة ولو كان
واحداً الا انه ليس
مالكاً للرقبة على
الخصوص وقال
المرتضى رحمه
الله تثبت
الشفعة

اپنے حصہ مشترکہ کو بعوض صداق یا بطور ہبہ یا بواسطہ صلح کسی کی طرف منتقل کرے تو (خواہ ہبہ بعوض ہو یا بغیر عوض کے) شریک کے لیے اوسمین شفعہ کا استحقاق حاصل نہوگا اور اگر کسی مکان کے بعض اجزاء (جیسے نصف) وقف، اور بعض آخر طلق (غیر وقفی) ہون بعد ازان حصہ طلق کو اوسکا مالک کسی کے ہاتھ فروخت کرے تو موقوف علیہ کو شفعہ کا استحقاق نہوگا اگرچہ بیع شریک کے وقت ایک ہی موقوف علیہ موجود ہو اسلیے کہ وہ بالخصوص رقبہ مکان کا مالک نہین ہو بلکہ اوس سے حق بطون بھی متعلق ہوا اور جناب سید مرتضی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ موقوف علیہ کے لیے مطلقاً (خواہ وہ بیع شریک کے وقت متحد ہو یا متعدد) شفعہ کا استحقاق ثابت ہوگا

دوسرا مقصد شفیع کے بیان مین

شفیع سے وہ شخص مراد ہی جو کسی مال مین بحصہ مشاع (جسکے اجزاء ممتاز او منقسم ہون جیسے نصف و ثلث و ربع وغیرہ) شریک ہو اور ادائے قیمت پر قدرت رکھتا ہو اور جبکہ مشتری (خریدار) مسلمان ہو تو شفیع کا مسلم ہونا بھی شرط ہی اسلیے کہ کافر کو اہل اسلام پر تسلط نہین ہو سکتا بہ جوار (ہمسایہ ہونا) کیوجہ سے شفعہ کا استحقاق حاصل نہوگا اور اسیطرح مال مقسوم (جسکی قسمت ہو چکی ہو) اور ممتاز (جسمین ہر ایک شریک کا حصہ دوسرے کے حصہ سے جدا ہو) مین بھی اوسوقت تک حق شفعہ ثابت نہوگا جبتک کہ اوسکے طریق یا نہر مین شرکت نہو اور دو شریکون مین حق شفعہ اتفاقاً ثابت ہوتا ہو اور اگر ایک سے زائد شفیع ہون تو آیا حق شفعہ ثابت ہوگا یا نہین اسمین کئی قول ہین ایک قول یہ ہو کہ اون مین سے ہر ایک کو مطلقاً (ہر مبیع مین) حق شفعہ ثابت ہوگا اور دوسرا قول یہ ہو کہ درصورت تعدد فقط زمین مین حق شفعہ ثابت ہوگا اور مملوک مین حق شفعہ اوسوقت ثابت ہوگا کہ جب ایک ہی شریک ہو اور تیسرا قول یہ ہو کہ درصورت تعدد کسی شی مین بھی حق شفعہ ثابت نہوگا اور یہی قول اظہر (فتوے کے موافق) ہو اور جبکہ کوئی شفیع اوسکی قیمت کے ادا کرنے سے عاجز ہو تو حق شفعہ باطل ہو جاتا ہی اور یہی طرح اگر مماطلت (قیمت کا باوجود قدرت ادا نکرنا) کرے تب بھی

المقصد الثاني في الشفيع

وهو كل شريك
بحصة مشاعة
قادر على الثمن
ويشترط فيه
الاسلام اذا
كان المشتري
مسلماً فلا تثبت
الشفعة بالجوار
ولا فيما قسم و
ميز الا مع الشركة
في طريقه او نهره
وتثبت بين
شريكين وهل تثبت
لما زاد عن شفيع
واحد فيه قولان
احدهما نعم تثبت
مطلقاً على عدد
الرؤس والثاني
تثبت في الارض
مع الكثرة ولا تثبت
في العبد الا للواحد
والثالث لا تثبت
مطلقاً مع الزيادة
على الواحد وهو
اظهر وتبطل الشفعة
بعجز الشفيع
عن الثمن

كتاب الشفعة

حق شفعہ باطل ہوگا اور اسیطرح اگر شفیع بھاگ جائے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر غیبت ثمن (قیمت کا غائب ہونا) کا مدعی ہو تو اوسکو تین روز کی مہلت دیجائیگی پس اگر قیمت کو حاضر نکریگا تو اوسکا استحقاق شفعہ باطل ہوگا پس اگر مال کا کسی دوسرے بلد مین موجود ہونا بیان کرے تو اوسکو بلد مذکور تک پہونچنے کی مدت کے علاوہ تین روز کی مہلت دیجائیگی بشرطیکہ اس تاخیر مین مشتری کا ضرر نہو اور حق شفعہ غائب اور سفیہ کے لیے بھی ثابت ہوتا ہے اور اسی طرح مجنون اور صبی (طفل نابالغ) کے لیے بھی ثابت ہوتا ہو اور ان دونون (مجنون و صبی) کی طرف سے اونکا ولی اخذ شفعہ مین متولی ہوگا بشرطیکہ اخذ شفعہ مین اونکے لیے کوئی فائدہ اور مصلحت ہو اور اگر اونکا ولی حق شفعہ کے مطالبہ کو ترک کرے بعد ازان صبی بالغ ہو جائے یا مجنون کو افاقہ حاصل ہو تو ان دونون (صبی و مجنون) مین سے ہر ایک کو اخذ شفعہ کا استحقاق حاصل ہوگا اسلیے کہ اسمقام پر تاخیر مین عذر (جنون اور طفولیت) موجود تھا اور ولی کے تقصیر کرنے سے اونکا وہ حق ساقط نہوگا جو اونکو حالت عذر مین ثابت تھا اور اگر مجنون و صبی کے لیے اخذ شفعہ مین کوئی فائدہ و مصلحت نہو اور باوجود اسکے اونکا ولی اخذ کرے تو صحیح نہوگا اور کافر کے لیے کافر پر شفعہ ثابت ہوتا ہے پس اگر بائع مسلم اپنے حصۂ مشترکہ کو کسی کافر کے ہاتھ فروخت کرے تو شریک کافر کو شفعہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور کافر کے لیے مسلم پر حق شفعہ ثابت نہین ہوتا اگرچہ مال مبیع کو اوسنے کسی کافر ذمی (یہودی و نصرانی) سے خرید کیا ہو اور مسلم کے لیے مسلم اور کافر دونون پر حق شفعہ ثابت ہوتا ہے اور جبکہ یتیم کا باپ یا دادا اوسکے کسی مال مین بحصۂ مشاع شریک ہو اور حصۂ یتیم کو کسی شخص کے ہاتھ فروخت کرے تو اوسکو شفعہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور تہمت اسمقام پر برطرف ہو اسلیے کہ مال مذکور کا بواسطہ شفعہ اخذ کرنا اوسکے خرید کر لینے سے زائد نہین ہے پس جسطرح کہ یتیم کے باپ دادا کو اوسکے مال کا خود خرید کر لینا جائز ہے

وبالمماطلة و كذا لو هرب و لو ادعى غيبة الثمن اجل ثلاثة ايام فان لم يحضره بطلت شفعته فان ذكر ان المال في بلد اجل مدة وصوله اليه وزيادة ثلاثة ايام ما لم يتضرر المشتري وتثبت للغائب والسفيه وكذا المجنون والصبي ويتولى الاخذ وليهما مع الغبطة ولو ترك الولي المطالبة فبلغ الصبي او افاق المجنون فله الاخذ لان التقصير لغيره واذا لم يكن في الاخذ غبطة فاخذ الولي لم يصح وتثبت الشفعة للكافر على مثله ولا تثبت له على المسلم ولو اشترى من ذمي وتثبت للمسلم على الكافر واذا باع الاب او الجد عن اليتيم شقصا له شركة معهما كان لهما الشفعة ولا تفيد التهمة

كتاب الشفعة

اسیطرح اوسکے مال کا بواسطہ شفعہ اخذ کرلینا بھی جائز ہوگا اور اگر صورتِ مفروضہ مین یتیم کے باپ
دادا کے مقام پر کوئی وصی موجود ہو تو آیا اوسکو بھی اخذ شفعہ کا استحقاق حاصل ہوگا یا نہین پس
شیخ الطائفہؒ نے فرمایا ہو کہ حاصل نہوگا اسلیے کہ وصی محلِ تہمت ہو اور اگر اسمقام پر بھی وکیل
کیطرح جواز کے قائل ہون تو اشبہ ہو اور مکاتب کے لیے بھی شفعہ کا اخذ کرنا جائز ہو اور آقا کو اوس سے
تعرض کرنا صحیح نہین ہو اسلیے کہ مکاتب سے (مطلق ہویا مشروط ۱۲) طرق اکتساب مین آقا کی مزاحمت ساقط ہو اور
اگر کوئی عامل (دوسرے شخص کے مال سے تجارت کرنیوالا) کسی ایسے جزءِ مشاع (جسکے اجزاء
ممتاز اور منقسم نہون جیسے نصف و ثلث وغیرہ) کو مال مضاربت کے ساتھ خرید کرے جس مین کہ
صاحب مال (مال مضاربت کا مالک) شریک ہو تو صاحب مال جزءِ مذکور کا بوجہ شراء مالک (خرید کرکے ۱۲)
ہوگا اور بوجہ شفعہ مالک نہوگا اس لیے کہ جزءِ مذکور اوسیکے مال سے خرید کیا گیا ہو پس
جبکہ وہ جزء اوسکا بوجہ شراء مملوک ہوچکا تو اوسی کا بواسطہ شفعہ مملوک ہونا غیر معقول ہو پس اگر
صاحب مال جزءِ مذکور کے اخذ کرنے اور عقد مضاربت کے فسخ کرنے کا قصد کرے اور
کوئی نفع ظاہر نہوا ہو تو عامل کو اوس سے مزاحمت کرنا صحیح نہوگا ہان اوسکو صاحب مال
سے اپنے عمل کی اجرت کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور اس مقام پر منجملہ اون فروع کے
جو تعدد شفعاء کی صورت مین ثبوت شفعہ کے قائل ہونے پر مترتب ہوتے ہین دس
فرعون کا ذکر کیا جاتا ہو **فرع اوّل** اگر کسی ملک مین چار شخص شریک ہون اور
اونمین سے ایک شخص اپنے حصہ کو فروخت کرے اور ایک شخص اپنے حق شفعہ کو ساقط کردے
تو باقی دونون شریکون کو مجموع مبیع کا اخذ کرنا صحیح ہوگا اور پہلے دونون شریکون کے
فعل سے اونکا حق ساقط نہوگا اور اون دونون کو فقط اپنے حق کے اخذ کرنے پر انحصار
کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ حق شفعہ ضرر کے دور کرنے کی غرض سے مشروع ہوا ہو اور

بهل ذلك للوصي فى ان الشيخ لا لمكان التهمة ولو قيل بالجواز لكان اشبه للمكاتب الاخذ بالشفعة كالوكيل ولا اعتراض للمولى عليه ولو ابتاع العامل فى القراض شقصا وصاحب المال شفيعه فقد ملكه بالشراء له بالشفعة ولا اعتراض للعامل ان لم يكن ظهر فيه ربح وله المطالبة باجرة عمله

فروع على القول بثبوت الشفعة مع كثرة الشفعاء

الاول لو كان الشفعاء اربعة فباع احدهم وعفا الآخر فللآخرين اخذ المبيع ولو اقتصرا على اخذ حقهما لم يكن لهما لان الشفعة لمكان الضرر

بعض حق کا اخذ کرنا مشتری کے ضرر کو مستلزم ہوا اور اگر بعض یا کل شرکا دغائب ہون تو حق شفعہ کا
استحقاق اون سب کے لیے حاصل ہوگا پس جبکہ اونمین سے ایک شخص حاضر ہو کر حق شفعہ کا
مطالبہ کرے تو اوسکو مجموع ملک کے اخذ کرنے اور ترک کرنے مین اختیار رہوگا اور فقط
بعض مال کا اخذ کرنا صحیح نہوگا کیونکہ اگر اوسکو بعض ملک کے اخذ کرنے کی اجازت دی جائے
اور شریک غائب اپنے حق شفعہ کا مطالبہ نکرے تو تبعیض صفقہ کیوجہ سے مشتری کا
ضرر لازم آئیگا پس گویا کہ فی الحال اوسکے سوا کوئی شخص مستحق شفعہ نہین ہے لہذا اوسکو
کل ملک کے اخذ یا کل ملک کے ترک کا اختیار کرنا لازم ہوگا اور اگر بعد ازان دوسرا
شخص بھی حاضر ہو اور شفعہ کا مطالبہ کرے تو اوسکو شخص اول سے نصف ملک کے
اخذ کرنے یا ترک کرنے مین اختیار رہوگا اس لیے کہ فی الحال ان دونون کے سوا کوئی شخص
مستحق شفعہ نہین ہے اور اسیطرح اگر تیسرا شخص بھی حاضر ہو اور مطالبہ کرے تو اوسکو ثلث ملک
کے اخذ و ترک مین اختیار رہوگا اور علی ہذا القیاس اگر چوتھا شخص بھی حاضر ہو اور مطالبہ کرے
تو اوسکو ربع ملک کے لے لینے یا چھوڑ دینے مین اختیار حاصل ہوگا **فرع دوم** اگر شریک حاضر
حق شفعہ کے مطالبہ کرنے سے انکار کرے یا اوسکو مشتری کے لیے عفو کردے تو باطل نہوگا اور
شرکاء غائبین کو مجموع مال کا اخذ کرنا صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر اونمین سے تین شریک شفعہ کا
انکار کرین یا اوسکو مشتری کے لیے عفو کردین تو شریک چہارم کو مجموع شفعہ کا استحقاق حاصل ہوگا
فرع سوم جبکہ شرکاء غائبین مین سے کوئی شخص حاضر ہو اور مجموع ملک کو بواسطہ شفعہ اخذ
کرے اور شرکاء غائبین کے وکلاء کے ساتھ مقاسمت (باہم کسی ملک کا تقسیم کرنا) کرے بعد ازان
دوسرا شریک بھی حاضر ہو اور شفعہ کا مطالبہ کرے تو اوسکو قسمت کے فسخ کرنے اور شخص اول کے
شریک ہوجانیکا اختیار حاصل ہوگا اسلیے کہ اوسکا حق (جسکو شریک اول نے بواسطہ شفعہ اخذ کیا ہے)

او تركوا فان حضر الثالث اخذ الثلث او تركوا وان حضر الرابع اخذ الربع او تركوا

الفرع الثاني لو امتنع الحاضر او عفا لم تبطل الشفعة وكان للغيب اخذ الجميع وكذا لو امتنع ثلثة او عفوا كانت الشفعة بجملتها للرابع ان شاء

الفرع الثالث اذا حضر احد الشركاء فاخذ بالشفعة وقاسم ثم حضر الآخر وطالب فسخ القسمة وشارك الاول

اور باقی سہام (حصے) مین شائع (مشترک اور غیر ممتاز) ہو اور اسیطرح اگر شفیع اول مجموع ملک کو کسی عیب کیوجہ سے رد کرے بعد ازان کوئی دوسرا شریک حاضر ہو اور حق شفعہ کا مطالبہ کرے تو اوسکو مجموع ملک کے اخذ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا اس لیے کہ شخص اول کا رد کردینا بمنزلہ عفو ہی **فرع چہارم** اگر شریک اول جزو مشاع (مشترک) کو بکرایہ دے (یعنی اوسمین شریک اول کے اخذ کرنے کے بعد اور شریک ثانی کے اخذ کرنے سے قبل کوئی ایسا ثمرہ اور نما ظاہر ہو جو باعتبار شرع اپنی اصل کا تابع نہو) بعد ازان شریک دوم حاضر ہو تو اوسکو شریک اول کے ساتھ جزو مذکور مین شریک ہونے کا اختیار حاصل ہوگا اور اوسکے کرایہ مین شریک ہونیکا استحقاق نہوگا اسلیے وہ کرایہ شریک اول کی ملک مختص کا ثمرہ ہی کیونکہ شریک دوم کے شریک ہونے سے پہلے اوسکا مالک تنہا وہی تھا **فرع پنجم** اگر شریک حاضر یہ کہے کہ مین شفعہ کو اوسوقت تک اخذ نکرونگا جبتک کہ شریک غائب حاضر نہو تو اوسکا حق شفعہ باطل نہوگا اسلیے کہ کسی غرض کیوجہ سے تاخیر کرنا ترک شفعہ کو متقضی نہین ہی اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ مطالبہ شفعہ مین فوریت درکار ہی اور تاخیر مذکور بظاہر اوسکے منافی ہی **فرع ششم** اگر شریک حاضر مال مبیع کو بواسطہ شفعہ اخذ کرے اور اوسکی تمام قیمت مشتری کے حوالہ کرے بعد ازان شریک غائب بھی حاضر ہو کر اوسکا شریک ہوجائے اور اوس قیمت کا نصف شریک حاضر کے حوالہ کرے جو اوسنے بعوض مبیع مشتری کو دی تھی بعد ازان حصہ مبیع کا ملک غیر ہونا ثابت ہو تو اوس مال کی ضمانت مشتری سے متعلق ہوگی جو شریک غائب نے شریک حاضر کے حوالہ کیا تھا اور شفیع اول سے متعلق نہوگی اس لیے کہ وہ (یعنی شفیع اول) شفیع دوم سے قیمت کے اخذ کرنے مین مشتری کے نائب کی مثل ہی پس جسطرح کہ مشتری سے مال حاضر کی ضمانت متعلق تھی اسیطرح مال غائب کی ضمانت بھی متعلق ہوگی **فرع ہفتم** اگر کوئی مکان تین شخصون مین مشترک ہو اور اونمین سے ایک شریک اپنے

حصہ کو دوسرے شریک کے ہاتھ فروخت کرے تو شفعہ کا استحقاق فقط تیسرے شریک کو حاصل ہوگا اور دوسرے شریک کو حاصل نہوگا اس لیے کہ انسان کو اپنے نفس پر کسی شی کے استحقاق کا حاصل ہونا معقول نہین ہو اور بعض علمار نے فرمایا ہو کہ شفعہ کا استحقاق اون دونون (شریک دوم و سوم) مین مشترک ہوگا اور شاید کہ یہی قول اقرب الی الصواب ہو اس لیے کہ سبب استحقاق مین وہ دونون مشترک ہین اور تملک مبیع کے لیے دو سبب (بیع و شفعہ) کا مجتمع ہونا ممتنع نہین ہو اس لیے کہ علل شرعیہ از قبیل معرفات ہین جنکا معلول واحد پر مجتمع ہونا جائز اور صحیح ہو فرع ہشتم اگر کسی ملک مین تین شخص شریک ہون اور اون مین سے دو شریک اپنے حصون کو بصفقہ واحدہ (ایک ہی عقد مین) تین شخصون کے ساتھ فروخت کرین تو شفیع (شریک سوم) کو مجموع ملک کا تینون مشتریون سے یا فقط دو حصون کا دو مشتریون سے یا فقط ایک حصہ کا ایک مشتری سے اخذ کرلینا صحیح ہوگا اسلیے کہ یہ صفقہ اگرچہ بظاہر عقد واحد ہو لیکن تعدد بائع و مشتری کیوجہ سے عقود متعددہ (چند عقد) کا حکم رکھتا ہو لہذا بعض مشترین سے اخذ کرنے اور بعض آخر کے لیے عفو کرنے مین کوئی مضائقہ نہین ہو ہان ہر ایک مشتری سے اوسکے مجموع حصہ کا اخذ کرنا یا مجموع حصہ کا ترک کرنا شفیع پر لازم ہوگا اور اوس مین سے بعض کا لے لینا اور بعض آخر کا چھوڑ دینا صحیح نہوگا کیونکہ اس صورت مین تبعض صفقہ کیوجہ سے مشتری کا ضرر لازم آئیگا جو قاعدہ شفعہ کے منافی ہو اور اسی طرح اگر شریک اپنے حصہ کو دو شخصون کے ہاتھ فروخت کرے تو اوسکو شفعہ کا دونون یا احدہما (دونون مشتریون مین سے ایک) سے اخذ کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ یہ صفقہ اگرچہ عقد واحد ہو لیکن دو عقدون کا حکم رکھتا ہو لہذا ایک مشتری سے اخذ کرنے اور دوسرے کے لیے عفو کرنے مین کوئی مضائقہ نہوگا ہان ہر ایک کے حصہ مین تبعیض کرنا (بعض کا اخذ اور بعض کا ترک کرنا) صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر دو شریک اپنے حصون کو بصفقہ واحدہ دو شخصون کے ہاتھ فروخت کرین تو اوسپر

استحق الشفعة الثالث دون المشتري لانه لا يستحق شيئا على نفسه وقيل يكون بينهما ولعله اقرب الثامن لو باع اثنان من ثلثة صفقة فللشفيع اخذ الجميع وان ياخذ من اثنين ومن واحد لان هذه الصفقة بمنزلة عقود متعددة ولو كان البائع واحدا من اثنين كان له ان ياخذ منهما ومن احدهما ولو باع اثنان من اثنين

كان ذلك بمنزلة عقود اربعة فالشفيع ان ياخذ الكل مع ان يعفو وان ياخذ الربع او النصف او ثلاثة ارباع وليس لبعضهم مع الشفيع شفعة لان انتقال الملك اليهم دفعة فيتساوى الآخذ و الماخوذ منه ولو باع الثلاثة من ثلاثة في عقود متعاقبة فله الشفعة ان ياخذ الكل وان يعفو وان ياخذ من البعض فان اخذ من الاول لم يشاركه الثاني والثالث وان كان الاخذ من الاول والثاني لم يشاركه الثالث

چار عقدون کا حکم جاری کیا جائیگا پس شفیع کو کل شفعہ کے اخذ کرنے اور کل شفعہ کے عفو کرنے یا ربع شفعہ کے لے لینے اور باقی کے چھوڑ دینے یا دو ربع کے مطالبہ کرنے اور باقی دو ربع کے ترک کرنے یا تین ربع کے لینے اور ربع باقی سے درگذر کرنے مین اختیار حاصل ہوگا اسلیے کہ حصص چہارگانہ (چار ربع) مین سے ہر ایک حصہ (ربع) پر عقد بیع واقع ہوا ہے البتہ اگر حصص مذکورہ مین سے کسی ایک حصۂ مبیع (ربع) کی تبعیض (جیسے نصف ربع کا اخذ کرنا اور نصف آخر کا چھوڑ دینا) کریگا تو صحیح نہوگا کیونکہ یہ ضرر مشتری کو مستلزم ہے جو قاعدہ شفعہ کے مخالف ہے اور صورت مفروضہ (عقد واحد مین مشتری کا متعدد ہونا) مین بعض مشترین (خریدکرنیوالے) کو بعض آخر سے حق شفعہ کے اخذ کرنے کا استحقاق حاصل نہوگا اسلیے کہ مال مبیع کا اون سب کیطرف ایک ہی دفع انتقال ہوا ہے اور اوسکے تملک مین بعض کو بعض پر تقدم نہین ہے لہذا آخذ (شفعہ کا لینے والا) و ماخوذ منہ (جس سے کہ حق شفعہ کا مطالبہ کیا جائے) مین تساوی ہوگی اور اگر شریک اپنے حصہ کو عقود متعاقبہ (یکے بعد دیگرے تین عقد) مین تین شخصون کے ہاتھ فروخت کرے تو شفیع کو جملہ مشترین سے مجموع حصص کے اخذ کرنے اور چھوڑ دینے مین اختیار حاصل ہوگا اور اسیطرح اوسکو بعض مشترین سے مطالبہ کرنے اور بعض آخر کے لیے عفو کردینے مین بھی اختیار ہوگا اسلیے کہ تعدد مشترین کو تعدد شفعہ لازم ہے اور وہ بائع کا ہر عقد کیوقت شریک تھا لہذا بعض مشترین سے لینے اور بعض کے لیے عفو کر دینے مین تبعیض نہوگی پس اگر مشتری اول سے اخذ کریگا تو مشتری دوم و سوم اوسکے شریک نہونگے اسلیے کہ وہ دونون شراء اول کے وقت شریک نہ تھے لہذا اونکو شفعہ کا استحقاق نہوگا اور اسیطرح اگر مشتری اول و دوم سے اخذ کریگا تو مشتری سوم اوسکا شریک نہوگا اسلیے کہ وہ (مشتری سوم) اون دونون (اول و دوم) کے خرید کرنیکے وقت اوسکا شریک نہ تھا لہذا اوسکو شفعہ کا

شفیع ۱۲

ولو عفا
عن الاول
واخذ من
الثاني شاركه
الاول وكذا
لو اخذ
من الثالث
شاركه
الاول و
الثاني
لاستقرار
ملكهما
بالعفو

استحقاق حاصل ہوگا اور اگر وہ شفیع احق شفعہ کو مشتری اوّل کے لیے عفو کرے اور مشتری دوم
سے اوسکو اخذ کرے تو مشتری اوّل بھی اوسکا شریک ہوگا اسلیے کہ عفو شفیع کی وجہ سے
اوسکی ملک مستقر ہوگئی اور مشتری دوم کے خرید کرنے کے وقت وہ اوسکا شریک تھا لہذا
اوسکو شفعہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر مشتری سوم سے شفعہ کا مطالبہ کرے اور
اول و دوم کے لیے عفو کرے تو وہ دونون (اول و دوم) بھی اوسکے شریک ہونگے اسلیے
عفو شفیع کیوجہ سے اونکی ملک کو استقرار ہوچکا ہی **فرع** نہم اگر کسی ملک مین چار شخص
شریک ہون اور منجملہ اونکے دو شخص حاضر اور دو شخص غائب ہون اور احد الحاضرین (دونون حاضر
شریکون مین سے ایک شخص) اپنے حصّہ کو کسیکے ہاتھ فروخت کرے تو فی الحال فقط دوسرا شریک
حاضر شفیع ہوگا اور اوسیکو مجموع شفعہ کے اخذ کرنیکا استحقاق حاصل ہوگا اسلیے کہ اسوقت
اوسکے سوا کوئی شخص حاضر نہین ہی پس اگر اوسکے اخذ کرنے کے بعد احد الغائبین (دونون
غائب شریکون مین سے ایک شخص) سفر سے واپس آئے اور شفعہ کا مطالبہ کرے تو شخص حاضر
(جسنے شفعہ کو اخذ کیا ہی) کا اوس حصّہ مبیع مین بالسّویہ شریک ہوگا جو اوسنے بواسطہ شفعہ
اخذ کیا ہی اسلیے کہ فی الحال ان دونون کے سوا کوئی اور شفیع نہین ہی اور اگر دوسرا شریک
غائب بھی سفر سے مراجعت کرنے کے بعد شفعہ کا مطالبہ کرے تو اون دونون (حاضر اوّل جسنے
شفعہ کو اخذ کیا تھا اور شفیع دوم جو سفر سے واپس آکر اوسکا شریک ہوا تھا) کا اوس حصّہ مبیع مین
شریک ہوگا جو اونھون نے اخذ کیا ہی پس اوسکو (یعنی اوس شریک غائب کو جو اب سفر سے
واپس آکر اون دونون کا شریک ہوا ہی) اوس مال کے ثلث کا استحقاق ہوگا جو اون دونون
مین سے ہر ایک کے لیے حاصل ہوا ہی **فرع** دہم اگر کوئی مکان دو بھائیون مین مشترک ہو
اور اون دونون بھائیون مین سے ایک بھائی وفات پاگیا اور اوسکے دو شخص (دو بیٹے مثلاً) وارث ہون

التاسع لو باع
احد الحاضرين
ولهما شريكان
غائبان فالحاضر
هو الشفيع
في الحال فله
اخذ الجميع فاذا
حضر احد
الغائبين
شاركه فيما
اخذ الحاضر
(الشفعة)
بالسوية
ولو قدم الآخر
شاركهما فيما
اخذا فيكون
له ثلث
ما حصل لكل
واحد منهما
العاشر
لو كانت الدار
بين اخوين
فمات احدهما
وخلف اثنان

فباع احد الوارثين كانت الشفعة بين العم وابن الاخ للتساوي في استحقاقهما بالملك كان وارث الميت جماعة

المقصد الثالث في كيفية الاخذ

بالشفعة يستحق الشفيع الاخذ بالعقد وانقضاء الخيار لانه وقت اللزوم وقيل بنفس العقد و ان لم ينقض الخيار بناء على ان الانتقال يحصل بالعقد وهو اشبه اما لو كان الخيار للمشتري خاصة فانه يستحق بنفس العقد لتحقق الانتقال وليس للشفيع تبعيض حقه بل ياخذ الجميع او يدع و ياخذ بالثمن الذي وقع عليه العقد وان كانت قيمة الشقص اكثر او اقل ولا يلزمه ما يغرم المشتري من دلالة و وكالة او غير ذلك من المؤن ولو زاد المشتري في الثمن بعد العقد وانقضاء الخيار لم تلحق الزيادة لانها كانت هبة ولا يجب على الشفيع دفعها

بعد ازان احد الوارثین (دو وارثون مین سے ایک شخص) اپنے حصّہ کو فروخت کرے تو حق شفعہ عم (چچا) اور ابن اخ (بھتیجا) دونون سے متعلق ہوگا اسلیے کہ وہ دونون استحقاق شفعہ مین مساوی ہین کیونکہ مکانِ مذکور مین اون دونون کی شرکت متحقق ہی اگرچہ سبب ملکیت مین اختلاف ہی اور اسیطرح اگر میت کے کئی وارث ہون اور اونمین سے ایک شخص اپنے حصّہ کو فروخت کرے تو باقی جملہ ورثہ (قریب ہون یا بعید) کو شفعہ کے اخذ کرنیکا استحقاق حاصل ہوگا جسکی وجہ ابھی مذکور ہوئی **تیسرا مقصد** اخذ شفعہ کی کیفیت کے بیان مین شفیع کو مشتری سے شفعہ کے اخذ کرنیکا استحقاق عقدِ بیع کے واقع ہونے اور خیار فسخ کی مدّت کے منقضی ہو جانے سے حاصل ہوتا ہی اسلیے کہ لزوم بیع کا وقت یہی ہی بشرطیکہ یہ خیار بائع یا کسی اجنبی کو حاصل ہو اور بعض علمار نے فرمایا ہی کہ شفعہ کا استحقاق محض عقدِ بیع سے حاصل ہوتا ہی اگرچہ مدّتِ خیار منقضی نہو اسلیے کہ مال مبیع کا انتقال محض عقد کیوجہ سے حاصل ہوتا ہی اور یہی قول اشبہ و راوصول مذہب کے موافق ہی لکن اگر فسخ بیع کا اختیار فقط مشتری کو حاصل ہو تو اخذ شفعہ کا استحقاق محض عقد سے حاصل ہوگا اسلیے کہ انتقال متحقق ہی اور شفیع کو اپنے حق کے لینے مین تبعیض کرنا (بعض حق کا اخذ کرنا اور بعض کا ترک کرنا) صحیح نہین ہی بلکہ اوسکو مجموع حق کے اخذ کرنے یا مجموع حق کے ترک کرنے مین اختیار حاصل ہوگا اور اسیطرح شفیع کو اپنے حق کا اوس قیمت کی مثل کے ساتھ اخذ کرنا صحیح ہوگا جسپر عقد بیع واقع ہوا ہی اگرچہ حصّۂ مبیع کی قیمت زائد یا ناقص ہو اور اسیطرح شفیع پر اون اخراجات کا حوالہ مشتری کرنا لازم نہوگا جو اوسنے دلّال یا وکیل بیع کی اجرت یا دیگر امور مین صرف کیے ہین اسلیے کہ یہ جملہ اخراجات داخل قیمت نہین ہین اور اگر مشتری عقد بیع اور انقضا خیار کے بعد مال مبیع کی قیمت مین کچھ زیادتی کر دے تو وہ زیادتی شفیع سے متعلق نہوگی بلکہ مشتری کی طرف سے بائع کے لیے ہبہ شمار کیجائیگی جسکا دفع کرنا شفیع پر واجب نہین ہی اور اگر اوسکی قیمت

قیمت سے احکام پر مثل قیمت مراد ہے ۱۲

زمانِ خیار مین زائد کردے تو شیخ الطائفہؒ نے فرمایا ہو کہ وہ زیادتی عقد سے ملحق ہوگی اسلیے کہ یہ زیادتی اوس مال کا حکم رکھتی ہو جو وقت عقد مقرر کیا جائے اور یہ قول اون لوگون کے نزدیک خالی از اشکال نہین ہو جنکے نزدیک مال مبیع کا انتقال محض عقد کیوجہ سے حاصل ہوتا ہو اور اسیطرح اگر بائع عقد بیع کے بعد مال مبیع کی قیمت مقررہ مین سے کسی مقدار کو ساقط کردے تو شفیع سے ساقط ہوگی اسلیے کہ یہ بائع کیطرف سے مشتری کے لیے بمنزلہ ہبہ ہو لہذا شفیع پر اوسی قیمت کا مشتری کے حوالہ کرنا واجب رہیگا جسپر کہ عقد واقع ہوا ہو اور مشتری پر مال مبیع کا اوسوقت تک حوالہ شفیع کرنا لازم نہوگا جبتک کہ وہ اوس قیمت کو حوالہ مشتری نہ کرے جسپر کہ عقد بیع واقع ہوا ہو اور اگر کوئی شخص کسی حصہ مشاع (مال مشترک وغیر منقسم جس مین کہ حق شفعہ ثابت ہوتا ہو) کو کسی متاع کے ساتھ ایک ہی عقد مین خرید کرے تو شفیع کو فقط حصہ مشاع کا حصہ قیمت کے مقابل مین اخذ کرلینا صحیح ہوگا اور مشتری کو حصہ مذکورہ کے بواسطہ شفعہ خارج ہوجانے اور بعض مبیع کے باقی رہجانے کیوجہ سے فسخ بیع کا اختیار حاصل نہوگا اسلیے کہ شفیع کو حصہ مبیع مین شفعہ کا استحقاق ملک مشتری ہوجانے کے بعد حاصل ہوا ہو اور ملک بائع مین حاصل نہین ہوا تا انیکہ اوسکو تبعض صفقہ کیوجہ سے خیار فسخ حاصل ہو بلکہ مشتری کا یہ ضرر (تبعض صفقہ) خود اوسیکے اقدام کرنے اور حصہ مشاع کے خریدنے سے حادث ہوا ہو اور درصورتیکہ قیمت مبیع مثلی ہو (جیسے سونا اور چاندی وغیرہ) تو شفیع پر اوسکے مثل کا حوالہ مشتری کرنا لازم ہوگا اور اگر مثلی نہو (جیسے حیوان اور کپڑا اور جواہر وغیرہ) تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ شفعہ ساقط ہوگی اس لیے کہ اس صورت مین مثل قیمت کا حوالہ کرنا متعذر (دشوار) ہو اور اسیکو علی بن رئاب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی روایت کیا ہو اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ صورت مذکورہ (قیمت مبیع کا مثلی نہونا) مین شفیع کو حق شفعہ مشاع کی اوس قیمت کے ساتھ اخذ کرنا صحیح ہوگا جو وقت عقد قرار پائے

اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہے اور جبکہ شفیع کو ثبوت شفعہ پر اطلاع حاصل ہو تو اوسکو فی الحال اوسکا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور اگر مطالبۂ شفعہ کو کسی ایسے عذر کیوجہ سے موخر کرے یا جس مین اوسکا خود مباشر طلب ہونا اور اوسمین وکیل کا مقرر کرنا دشوار ہو تو اوسکی شفعہ باطل نہوگی اور اسیطرح اگر مطالبہ شفعہ کو کسی مارت سے کثرت ثمن کے متوہم ہونے کی بنا پر ترک کرے بعد ازان اوسکا قلیل ہونا ظاہر ہو تب بھی اوسکی شفعہ باطل نہوگی اور اسیطرح اگر شفیع کو کسی مارت سے قیمت مبیع کا سونا ہونا متوہم ہو اور اس بنا پر مطالبہ نکرے بعد ازان اوسکا چاندی ہونا معلوم ہو تب بھی اوسکی شفعہ باطل نہوگی اور اسیطرح اگر اوسکو ثمن مبیع کا حیوان ہونا متوہم ہو اور مطالبہ شفعہ کو ترک کرے بعد ازان اوسکا قماش (پارچہ) ہونا ظاہر ہو تب بھی یہی حکم ہوگا اور اسیطرح اگر شفیع ایسے حق کیوجہ سے محبوس ہو جسکے ادا کرنے پر اوسکو قدرت نہو اور اخذ شفعہ کے لیے وکیل بھی نکر سکتا ہو تب بھی اوسکا حق شفعہ ساقط نہوگا اور جبکہ کسی شخص کو سبب شفعہ کے تحقق کا یقین حاصل ہو تو اوسکے مطالبہ مین باعتبار عرف و عادت مبادرت (تعجیل) کرنا لازم ہوگا اور عادت سے زائد مبادرت کرنا اور عادت کے خلاف اپنی رفتار مین سرعت کرنا لازم نہوگا اور اگر کسی عبادت واجبہ یا مستحبہ مین مشغول ہو تو مطالبہ شفعہ کے لیے اوسکا قطع کرنا واجب نہوگا بلکہ اوسکے تمام کرنے تک صبر کرنا جائز اور صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر شفیع پر وقت صلوٰۃ داخل ہو تو اوسکو طہارت کرنے اور نماز کے بتانی (اطمینان) بجا لانے تک صبر کرنا جائز ہوگا اور اگر شفیع کو ثبوت شفعہ پر حالتِ سفر مین اطلاع حاصل ہو پس اگر اخذ شفعہ کے لیے اوسکو خود یا بذریعہ وکیل سعی کرنے پر قدرت حاصل ہو اور باوجود اسکے مطالبہ نکرے تو اوسکی شفعہ باطل ہوجائیگی اور اگر دونون امرون (خود سعی کرنا اور وکیل کا مقرر کرنا) سے عاجز ہو تو ساقط نہوگی اگرچہ مطالبہ شفعہ پر کسی شاہد کو مقرر نکرے اور اگر عقد بیع کو بائع و مشتری فسخ کردین تو استحقاق شفعہ

وخیرۃ فانہ علم بالشفعۃ فالمطالبۃ فی الحال فان زھد او لعذر عن مباشرۃ الطلب وعن التوکیل فیہ لم تبطل الشفعۃ وکذا ان الترک لتوھم کثرۃ الثمن فبان قلیلا او لتوھمہ الثمن ذھبا فبان فضۃ او حیوانا فبان قماشا وکذا لو کان محبوسا بحق ھو عاجز عنہ و یعجز عن التوکیل و یجب المبادرۃ الی المطالبۃ عند العلم لکن علی ما جرت العادۃ بہ غیر متجاوز لعادتہ فی مشیہ ولو کان مشتغلا بعبادۃ واجبۃ او مندوبۃ لم یجب علیہ قطعھا وجاز الصبر حتی یتمھا ولو دخل علیہ وقت الصلاۃ صبر حتی یتطھر و یصلی متأنیا ولو علم بالشفعۃ مسافرا فان قدر علی السعی او التوکیل فاھمل بطلت شفعتہ ولو عجز عنھما لم تسقط وان لم یشھد بالمطالبۃ ولا یسقط الشفعۃ بتقایل

باطل نہوگا اسلیے کہ حق شفعہ عقد بیع کے واقع ہونے کے بعد ثابت ہوجاتا ہو لہذا بائع و مشتری کو اوسکے ساقط کرنے کا اختیار حاصل نہوگا اور اگر مبیع کا ملک غیر ہونا ثابت ہوگا تو اوسکی ضمانت مشتری کے ذمہ پر باقی رہیگی ہان اگر عقد بیع کے واقع ہونے پر شفیع راضی ہوجائے بعد ازان وہ دونون (بائع و مشتری) اقالہ کرین تو شفیع کو شفع کا استحقاق نہوگا اسلیے کہ اقالہ داخل فسخ ہو اور از قبیل بیع نہین ہو اور اگر مبیع کو اوسکا مشتری کسی شخص کے ہاتھ فروخت کر دے تو شفیع کو عقد بیع کے فسخ کرنے اور مشتری اول سے حق شفعہ کے مطالبہ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا اور اوسکو مشتری دوم سے مطالبہ کرنا بھی جائز ہوگا اسلیے کہ عقد اول و دوم مین سے ہر ایک عقد ثبوت شفعہ کے لیے سبب تام ہو لہذا اونمین سے ہر ایک کے معین کرنیکا استحقاق شفیع کو حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر مال مبیع کو اوسکا مشتری وقف کر دے یا اوسکو مسجد قرار دے تب بھی شفیع کو تصرفات مذکورہ (وقف وغیرہ) کے زائل کرنے اور بذریعہ شفعہ اخذ کر لینے کا اختیار حاصل ہوگا اور شفیع کو مال مبیع کا فقط مشتری سے اخذ کرنا صحیح ہوگا اور اگر مال مبیع کا ملک غیر ہونا ثابت ہوگا تو اوسکی ضمانت بھی مشتری سے متعلق ہوگی اور اوسکا بائع سے مطالبہ کرنا صحیح نہوگا لیکن اگر شفیع کا بائع سے مطالبہ کرنا فرض کیا جائے اور مال مبیع ابھی بائع کے پاس موجود ہو تو شفیع سے کہا جائیگا کہ تم اوسکو بائع سے اخذ کر لو یا چھوڑ دو اور مطالبہ نکرو اور مشتری کو بائع سے مال مبیع کے لے لینے اور اوسپر قبضہ کرنے کی تکلیف نہ دیجائیگی اگر وہ انکار کرتا ہو اگرچہ شفیع نے مشتری سے اسکا التماس بھی کیا ہو اور شفیع کا مال مبیع کو بائع سے اخذ کرنا اور اوسپر قبضہ کرنا قبضہ مشتری کے قائم مقام سمجھا جائیگا اسلیے کہ شفیع کا حق مشتری کے ذمہ پر ثابت ہوجاتا ہو اور مال مبیع محض عقد بیع کے بعد ملک بائع سے خارج اور ملک مشتری مین داخل ہوجاتا ہو اور مع ذالک اگر مال مذکور کا ملک غیر ہونا ثابت ہوگا تو اوسکی ضمانت مشتری سے متعلق ہوگی اور شفیع کو اوس عقد بیع کے

للشفيع فسخ البيع ولو فسخ نوى الفسخ من البائع لم يصح المبيع ولو انهدم او ذهب فان كان بغير فعل المشتري او بفعله قبل مطالبة الشفيع فهو بالخيار

فسخ کرنیکا اختیار نہوگا جو مابین بائع ومشتری واقع ہوا ہو اور اگر اوسکے فسخ کرنے اور بائع سے مال مذکور کے اخذ کرنیکا قصد کرے تو صحیح نہوگا اور اوسکا قبضہ کرنا باطل ہوگا اسلیے کہ عقد بیع کے فسخ کرنیکا اختیار فقط بائع ومشتری کو حاصل ہوتا ہی بلکہ اگر ثبوت شفعہ پر مطلع ہونے کے بعد فسخ عقد مین مشغول ہوگا تو اشتراط فوریت کی بنا پر اوسکا حق شفعہ سے باطل ہوجائیگا اور اگر کوئی شخص زمین کے ساتھ کسی مکان مشترک کو بھی خرید کرے بعد ازان وہ مکان منہدم یا معیوب ہوجائے پس اگر انہدام یا عیب مشتری کے فعل سے یا قبل مطالبہ اوسیکے فعل سے حادث ہوا ہو تو شفیع کو مال مبیع کا مجموع قیمت کے عوض اخذ کرنا یا چھوڑ دینا صحیح ہوگا اور اوسکا تاوان مشتری سے متعلق نہوگا اور جبکہ کسی عمارت شکستہ مین وقت بیع کچھ آلات مثبت (قائم) ہون تو اونکے اخذ کرنے کا استحقاق بھی شفیع کو حاصل ہوگا خواہ مال مبیع مین باقی ہون یا اوس سے کسی دوسری جگہ منتقل کردیئے گئے ہون کیونکہ صورت مذکورہ مین مبیع کے اوس قیمت معینہ کا کوئی حصہ آلات بناء کے لیے بھی مفروض ہی جسکے عوض کہ شفیع نے مال مبیع کو بذریعہ شفعہ اخذ کیا ہو اور اگر وہ عیب مطالبہ شفیع کے بعد خود مشتری کے فعل سے حادث ہوا ہو تو قیمت عیب کا مشتری ضامن ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ ضامن نہوگا اسلیے کہ شفیع فقط مطالبہ کرنے سے مال مبیع کا مالک نہین ہوجاتا بلکہ اوسکے اخذ کرلینے کے بعد مالک ہوتا ہی لیکن قول اول (مشتری کا ضامن ہونا) اشبہ ہی اور اگر مشتری مال مبیع مین کوئی درخت لگائے یا اوسپر کوئی مکان بنائے بعد ازان شفیع اپنے حق شفعہ کا مطالبہ کرے پس اگر مشتری اپنے درختون کے اوکھاڑنے یا اپنے مکان کے منہدم کرنے پر راضی ہوجائے تو اوسکو اختیار ہوگا اسلیے کہ وہ درخت یا مکان اوسکی ملک ہی اور صورت مذکورہ مین مشتری پر زمین کا ہموار کرنا واجب نہوگا اسلیے کہ تصرف مذکور

بین الاخذ بکل الثمن والترك والانقاض للشفيع لانها كانت تابعة في المبيع ومنقولة عنه لان لها نصيبا من الثمن وان كان بفعل المشتري بعد المطالبة ضمن المشتري وقيل لا يضمن لانه لا يملكه بنفس المطالبة بل بالاخذ والاول اشبه ولو غرس المشتري

او بنى وطالب الشفيع فخلفه فان لحق المشتري ... الاجرة ... للشفيع

(درخت کا اوکھاڑ ڈالنا اور مکان کا منہدم کردینا) اوسکی ملک مین واقع ہوا ہو لہذا اوسکا ضامن ہوگا اور شفیع کو مال مبیع کا مجموع قیمت کے عوض اخذ کرنے یا چھوڑ دینے مین اختیار حاصل ہوگا اور اگر مشتری اپنے درخت کے اوکھاڑنے یا مکان کے دور کرنے سے انکار کرے تو شفیع کو بہ رضائے مشتری درخت وبناء کے بعوض ارض صحیح ومعیب کی قیمت کا تفاوت مال مبیع سے دور کرنے اور مطالبہ شفعہ کے چھوڑ دینے مین اختیار حاصل ہوگا اور اسیطرح اوسکو رضائے مشتری سے درخت وبنا کی بعوض قیمت اخذ کرنے اور مطالبہ شفعہ کے ترک کرنے مین بھی اختیار حاصل ہوگا اور جبکہ مال مبیع مین کوئی نماء متصل حادث ہو جو حق شفعہ مین بہ تبعیت اصل داخل ہوتی ہو جیسے خرمہ کا وہ درخت صغیر جو زمین کے ہمراہ خرید کیا گیا ہو بعدازان درخت کبیر ہو جائے یا کسی دوسرے درخت کا چھوٹا پودہا اوسکے ہمراہ خرید کیا جائے بعدازان درخت عظیم ہو جائے تو شفیع کو اوسکے اخذ کرنیکا اختیار حاصل ہوگا اسلیے کہ وہ بمنزلہ جزو درخت ہو لہذا متعلق حکم مین اپنی اصل کا تابع ہوگا اور اگر کوئی نماء منفصل حادث ہو جیسے مکان کی سکونت یا درخت کا میوہ تو وہ مشتری کا مال ہوگا اور اگر مشتری کے خرید کرنے کے بعد درختِ خرما باردار ہو جائے اور شفیع مال مبیع کو قبل تابیر (نر درخت خرما کے شگوفہ کا مادہ درختِ خرما پر داخل کرنا) اخذ کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ شگوفہ کا استحقاق شفیع کو حاصل ہوگا اسلیے کہ وہ (شگوفہ) درخت خرما کی شاخ کا حکم رکھتا ہو جو تابع اصل ہو اور اس حکم کا فقط عقد بیع کے ساتھ مخصوص ہونا اشبہ اور اُصول مذہب کے موافق ہو اور شفعہ کا بیع سے ملحق کرنا دخل قیاس ہو جو ہمارے مذہب مین باطل ہو اور اگر کوئی شخص دو مکانون مین سے دو مشترک حصون کو فروخت کرے پس اگر دونون مکانون کا شفیع ایک ہی شخص ہو اور دونون مکانون مین سے شفعہ کو اخذ کرے

او ترك وكذا لو اخذ من احدهما وعفا عن شفعة من الآخر ولم يجز اخذ البعض بل عن البعض شفعته من الدار الواحدة

یا دونون کو چھوڑ دے تو جائز ہوگا اور اسیطرح اگر ایک مکان کی شفعہ کو اخذ کرے اور دوسرے مکان کی شفعہ کو عفو کر دے تب بھی جائز ہوگا اور اگر ایک ہی مکان مین سے بعض حق کو اخذ کرے اور بعض کو ترک کرے تو جائز نہوگا اسلیے کہ یہ تبعیض صفقہ کو مستلزم ہی جس مین مشتری کا ضرر لازم آتا ہی اور اگر اوس قیمت کا مالک غیر ہونا ثابت ہو جسکو مشتری نے حوالہ بائع کیا ہی پس اگر یہ شرار (خرید) کسی عین مال پر واقع ہوئی ہی تو استحقاق شفعہ حاصل نہوگا اسلیے کہ اس صورت مین عقد بیع باطل ہوگا اور شفعہ کا استحقاق عقد بیع کی صحت پر متفرع ہوتا ہی اور اصل کا باطل ہونا بطلان فرع کو مستلزم ہی اور اگر یہ شرار (خرید) مافی الذمہ (وہ مال کلی و غیر معین جو ذمہ مشتری سے متعلق ہو) پر واقع ہو تو استحقاق شفعہ ثابت ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین عقد بیع صحیح ہی اگرچہ اوس عین مال کا مالک غیر ہونا ثابت ہو جو مشتری نے بائع کے حوالہ کیا ہی اور اگر اوس قیمت کا مالک غیر ہونا ثابت ہو جسکو شفیع نے حوالہ مشتری کیا ہی تو اوسکا حق شفعہ دونون (خواہ عین مال کے عوض مین اخذ کرے یا مافی الذمہ کے) تقدیرون پر باطل نہوگا اسلیے کہ شفیع کو اخذ شفعہ کا استحقاق محض عقد بیع سے حاصل ہو چکا ہی اور قیمت کے دینے کو اوسمین کوئی دخلیت نہین ہی اور اگر مال مبیع مین کوئی عیب ظاہر ہو اور مشتری اوسکی ارش کو بائع سے اخذ کرے تو شفیع کو مال مبیع کا اوس قیمت کے ساتھ اخذ کریکا استحقاق حاصل ہوگا جو اخذ ارش کے بعد باقی رہے اور اگر مشتری اوسکے ارش کا بائع سے مطالبہ نکرے بلکہ مبیع معیب ہی کا امساک (روک لینا) کرے تو شفیع کو مال مبیع کا مجموع قیمت کے ساتھ اخذ کرنا یا حق شفعہ کا ترک کرنا صحیح ہوگا اور اوسکو مقدار ارش کا ساقط کرنا اور فقط مابقی کے عوض مین مال مبیع کا اخذ کرنا صحیح نہوگا کیونکہ قیمت مبیع سے وہی مال مراد ہوتا ہی جسپر کہ عقد بیع واقع ہوتا ہی اور مابقی پر عقد بیع

ولو بان الثمن مستحقا فان كان الشراء بالعين فلا شفعة لبطلان الشراء وان كان في الذمة ثبتت الشفعة ولو دفع الشفيع الثمن فبان مستحقا لم تبطل شفعته على التقديرين ولو ظهر في المبيع عيب

فاخذ المشتري ارشه اخذه الشفيع بما بعد الارش وان امسكه المشتري معيبا ولم يطالب بالارش كان الشفيع بالخيار بين الاخذ بالثمن او الترك

واقع نہین ہوا اور اس مقام پر چھ مسئلے مذکور ہوتے ہین **پہلا مسئلہ** اگر شفیع مشتری بیان کرے کہ مین نے نصف مبیع کو سو درہمون کے عوض خرید کیا ہے اور وہ (شفیع) مطالبہ شفع کو ترک کرے بعد ازان مشتری کا ربع مبیع کو پچاس درہمون کے عوض خرید کرنا ظاہر ہو تو اوسکا حق شفعہ باطل نہوگا اگرچہ وجوب فوریت کے قائل بھی ہون اور اسیطرح اگر مشتری بیان کرے کہ مین نے ربع مبیع کو پچاس درہمون کے عوض خرید کیا ہے اور وہ مطالبہ شفعہ کو ترک کرے بعد ازان مشتری کا نصف مبیع کو سو درہمون کے عوض خرید کرنا ظاہر ہو تو تب بھی اوسکا حق شفعہ باطل نہوگا اسلیے کہ کبھی شفیع کے پاس ثمن زائد موجود نہین ہوتی اور اسیوجہ سے مطالبہ کو ترک کر دیتا ہے اور کبھی شفیع کو مبیع ناقص کیطرف رغبت نہین ہوتی اور اسیوجہ سے مطالبہ نہین کرتا پس درصورت مذکورہ شفیع کا مطالبہ شفع کو ترک کرنا داخل تقصیر نہوگا **دوسرا مسئلہ** جبکہ شفیع کو حصۂ مشاع کے فروخت ہونے کی خبر معلوم ہو اور وہ اس خبر کو سُنکر کہے اخذت بالشفعۃ (مین نے مال بیع کو بواسطہ شفعہ اخذ کیا) پس اگر اوسکو قیمت بیع کی مقدار معلوم ہو تو اوسکا اخذ کرنا صحیح ہوگا ورنہ صحیح نہوگا اسلیے کہ کسی مال کے بواسطہ شفعہ اخذ کرنے کی مشروعیت اوسیوقت ثابت ہے جبکہ شفیع کو قیمت مبیع معلوم ہو اور اگر شفیع کہے اخذت بالثمن بالغا ما بلغ (مین نے مال مبیع کو بواسطہ شفیع اوس قیمت پر اخذ کیا جسپر کہ عقد بیع واقع ہوا ہے خواہ وہ قیمت زائد ہو یا ناقص تب بھی مجہول ہونے کی وجہ سے صحیح نہوگا تاکہ دھوکا اوٹھانے اور فریب کھانے سے خلاصی ہووے **تیسرا مسئلہ** شفیع پر قیمت کا اوّلاً (مبیع پر قبضہ کرنے سے قبل) حوالۂ مشتری کرنا واجب ہے اور اگر شفیع انکار کرے تو مشتری پر مال مبیع کا اوسوقت تک حوالۂ شفیع کرنا لازم نہوگا جبتک کہ وہ اوسکی قیمت پر قبضہ نکرے **چوتھا مسئلہ** اگر شفیع کو

الا ... حتى يستوفي فقال اشتريت النصف بمائة فترك ثم بان انه اشترى الربع بخمسين لم تبطل الشفعة وكذا لو قال اشتريت الربع بخمسين فترك ثم بان انه اشترى النصف بمائة لم تبطل شفعته لانه قد لا يكون معه الثمن الزائد او لا رغبة له في البيع الناقص الثانية لو بلغه البيع فقال اخذت بالشفعة فان كان عالما بالثمن صح وان كان جاهلا لم يصح ولو قال اخذت بالثمن بالغا ما بلغ لم يصح مع الجهالة تفصيا من الغرر الثالثة يجب تسليم الثمن اولا فان امتنع الشفيع لم يجب على المشتري التسليم حتى يقبض الرابعة

شتی

بلغه ان المشتری اثنان فترك او واحد فبان اثنان او بلغه انه اشتری لنفسه فبان لغيره او بالعكس لم تبطل الشفعة لاختلاف الاغراض

مشتری کے متعدد (جیسے دو یا تین) ہونے کی خبر معلوم ہوا اور وہ مطالبہ شفعہ کو ترک کرے بعد ازان مشتری کا واحد ہونا ظاہر ہو یا شفیع کو مشتری کے واحد ہونے کی خبر معلوم ہوا اور وہ مطالبہ شفعہ کو ترک کرے بعد ازان مشتری کا متعدد ہونا ظاہر ہو یا شفیع کو مشتری کا اپنے نفس کے لیے خرید کرنا معلوم ہوا اور وہ مطالبہ کو ترک کرے بعد ازان اوس کا کسی دوسرے شخص کے لیے خرید کرنا ظاہر ہو یا شفیع کو مشتری کا کسی دوسرے شخص کے لیے خرید کرنا معلوم ہوا اور وہ مطالبہ کو ترک کرے بعد ازان اوسکا اپنے نفس کے لیے خرید کرنا ظاہر ہو تو ان چارون صورتون مین شفیع کا حق شفعہ باطل نہوگا اسلیے کہ اسمین اغراض مختلف ہوا کرتے ہین **پانچوان مسئلہ** جبکہ زمین مبیع کسی ایسی زراعت کے ساتھ مشغول ہو جسکا باقی رکھنا واجب ہو تو شفیع کو زمین مذکورہ کے بواسطہ شفعہ فی الحال اخذ کرنے اور تا وقت درو (کھیتی کاٹنا) صبر کرنے مین اختیار حاصل ہوگا اسلیے کہ اوسکی زمین کے فی الحال اخذ کرنے مین غرض صحیح موجود ہی کہ وہ انتفاع بالمال ہی اور جبتک کہ زمین مذکورہ زراعت کے ساتھ مشغول رہے اوسوقت تک اوس سے کسی نفع کا حاصل کرنا متعذر رہی اور آیا اخذ زمین مین تاخیر کرنے کے ساتھ بھی حق شفعہ باقی رہسکتا ہی یا نہین اس مین تردد ہی اس لیے کہ حق شفعہ کے اخذ کرنے مین فوریت لازم ہی اور تاخیر کرنا اوسکے منافی ہی **چھٹا مسئلہ** جبکہ شخص بائع شفیع سے اقالہ بیع (عقد بیع کا فسخ کرنا) کا سوال کرے اور وہ اوسکی خواہش کے موافق اقالہ کردے تو صحیح نہوگا اسلیے کہ عقد بیع کے اقالہ کرنے کا فقط بائع و مشتری کو اختیار ہوتا ہی لہذا فقط اونہین دونون کا اقالہ صحیح ہوگا اور اونکے علاوہ (جیسے بائع و شفیع) کسی کا اقالہ کرنا صحیح نہین ہی **مقصد چہارم** اون لواحق کے بیان مین جو کسی مال کے بواسطہ شفعہ اخذ کرنے سے متعلق ہین اور اوسمین کئی

الخامس لو كانت الارض مشغولة بزرع يجب تبقيته فالشفيع بالخيار بين الاخذ بالشفعة في الحال وبين الصبر حتى يحصد لان له في ذلك غرضا وهو الانتفاع بالمال المعجل والانتفاع بالارض المشغولة وفي جواز التاخير مع بقاء الشفعة تردد

السادس اذا سأل البائع الشفيع الاقالة فاقاله لم تصح لانها انما تصح بين المتعاقدين

المقصد الرابع في لواحق الاخذ بالشفعة وفيه

۵۱ اس سے وہ زراعت مراد ہو جو بزعم شفیع باقی رکھنا ہو

مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کسی ایسے مال کو بقیمت موجلہ (جسکے ادا کرنے کی مدت معین ہو) خرید کرے جس مین کہ حق شفعہ ثابت ہوتا ہی تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہی کہ شفیع کو مال مذکور کا قیمت معینہ کے ساتھ عاجلاً (مدت مقررہ کے گذرنیسے قبل) اخذ کر لینا صحیح ہی اور اوسکو مطالبہ شفعہ مین تا مدت معینہ تاخیر کرنا اور انقضائے مدت کے بعد اوسکی قیمت مقررہ کے ساتھ اخذ کرنا بھی جائز ہی اور کتاب نہایہ مین ارشاد فرمایا ہی کہ شفیع کو مال مذکور کا عاجلاً اخذ کرنا لازم ہوگا اور اوسکی قیمت مقررہ تا وقت ادا اوسکے ذمہ باقی رہیگی جسکا حلول مدت کے بعد حوالہ مشتری کرنا واجب ہوگا اور اگر شفیع مذکور مالدار نہو تو مشتری کو اوس سے ضامن مال کا طلب کرنا صحیح اور شفیع کو اوس کا مشتری کے لیے مقرر کر دینا لازم ہوگا اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی اسلیے کہ حق شفعہ کا مطالبہ فوری ہی اور تا مدت معینہ اوسمین تاخیر کرنا فوریت کے منافی ہی اور شفیع پر قیمت کا قبل مدت حوالہ مشتری کرنا لازم نہوگا اسلیے کہ شفیع پر اوس قیمت کا حوالہ مشتری کرنا لازم ہوتا ہی جسپر کہ عقد بیع واقع ہوا اور صورت فرض مین قیمت موجلہ پر عقد واقع ہوا ہی لہذا اوسی کا حوالہ کرنا لازم ہوگا اور قیمت حالہ کا دفع کرنا واجب نہوگی

دوسرا مسئلہ جناب شیخ مفید اور جناب سید مرتضیٰ علیہما الرحمہ نے فرمایا ہی کہ حق شفعہ سے میراث متعلق ہوتی ہی اور شیخ الطائفہ رح نے فرمایا ہی کہ حق شفعہ سے میراث متعلق نہین ہوتی ہی اور اس قول مین اونھون نے روایت طلحہ بن زید پر اعتماد کیا ہے اور وہ (طلحہ بن زید) تبری (وہ شخص جو ابتر پسر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی امامت کا قائل ہو) ہی جسکی روایت قابل اعتبار نہین ہی اور قول اول (حق شفعہ کا متعلق میراث ہونا) انسب ہی اسلیے کہ آیہ میراث کا عموم محل فرض کو بھی شامل ہی کیونکہ آیہ شریفہ

کل ما ترک کے داخل ارث ہونے پر دلالت کرتی ہے جس مین حق شفعہ بھی مندرج ہے تیسرا مسئلہ
حق شفعہ مین بھی اوسیطرح میراث جاری ہوتی ہے جسطرح کہ مال مین جاری ہوتی ہے اسلیے کہ
شفعہ بھی حقوق مالیہ مین داخل ہے پس اگر کوئی شخص ایک زوجہ اور ایک مولود کو وارث
چھوڑے تو اوسکی زوجہ کو مال مشفوع (جس مین شفعہ ثابت ہوئی ہے) کے ثمن (آٹھوان حصہ) کا
اور اوسکے مولود کو باقی کا استحقاق ہوگا اور اگر منجملہ ورثہ ایک شخص اپنے حصہ کو عفو کرے
تو حق شفعہ ساقط نہوگا اور اون ورثہ کو مجموع شفعہ کے اخذ کرنیکا اختیار حاصل ہوگا جنھونے
کہ عفو نہین کیا اور اس قول مین تردد ضعیف ہے اس لیے کہ ایک وارث کے ساقط
کر دینے سے مجموع شفعہ کا ساقط ہو جانا بھی محتمل ہے اسلیے کہ وارث اپنے مورث کا قائم مقام
ہوتا ہے اور مورث کا بعض حق کو ساقط کر دینا بعض آخر کے سقوط کو بھی مستلزم ہوتا ہے تا کہ
تبعیض صفقہ لازم نہ آئے اگرچہ ایک شریک کے ساقط کرنے سے کل شفعہ ساقط نہو
اور دوسرے شریک کو مجموع شفعہ کے اخذ کرنے اور ترک کر دینے مین اختیار حاصل
رہے اور اس تردد کے ضعیف ہونے کیوجہ یہ ہے کہ شرکا وارث بھی اصل شفعہ کے
شرکا کی مثل ہوتے ہین اور ہر ایک کا حق بعض مال سے متعلق ہوتا ہے لہذا ایک وارث
کے ساقط کرنے سے مجموع شفعہ ساقط نہوگا اور شرکا وارث کا اونکے مورث پر قیاس کرنا
صحیح نہین ہے اسلیے کہ اوسکا حق مجموع من حیث ہو مجموع سے متعلق ہوتا ہے اور البعاض
سے متعلق نہین ہوتا پس اوسکا بعض حق کو عفو کرنا مجموع حق کے عفو کرنے کو مستلزم ہوگا
چوتھا مسئلہ اگر شفیع اپنے حصہ کو حق شفعہ پر مطلع ہونے کے بعد کسیکے ہاتھ
فروخت کر دے تو شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اوسکا حق شفعہ باطل ہو جائیگا
اسلیے کہ شفیع کو شفعہ کا استحقاق اوسکے حصہ کیوجہ سے حاصل ہوتا ہے لہذا اوسکے

الثالثة
وهي تورث
كالمال فلو ترك
زوجة وولدا
فللزوجة الثمن
وللولد الباقي
ولو عفا احد الوراث
عن نصيبه لم
تسقط وكان للباقين
لم يعفوا ان باخذ
الجميع وفيه
تردد ضعيف

الرابعة
اذا باع الشفيع
نصيبه بعد
العلم بالشفعة
قال الشيخ
سقطت شفعته
لان الاستحقاق
بسبب النصيب

فروخت ہوجانے سے استحقاق شفعہ بھی برطرف ہوجائیگا لکن اگر اپنے حصّہ کو ثبوت شفعہ پر مطلع ہونے کے قبل فروخت کردے تو اوسکا حق شفعہ ساقط نہوگا اسلیے کہ شفعہ کا استحقاق اوسکو قبل بیع حاصل ہوچکا ہی اور اگر قائل ہون کہ شفیع کو دونون صورتون (قبل علم و بعد علم) مین اخذ شفعہ کا استحقاق حاصل نہوگا تو خوب ہو اسلیے کہ اوسکے استحقاق کا جو سبب تھا وہ زائل ہوچکا جس مین قبلیت و بعدیت علم بالشفعہ کو کوئی دخل نہین ہی اور اسمقام مین قول شیخ علیہ الرحمہ کی بناپر ایک تفریع کا ذکر کیا جاتا ہی اگر کوئی شریک (اوسکے حصّہ کا باقی رہا) (زید) اپنے حصّہ کو کسی (عمرو) کے ہاتھ فروخت کردے اور خیار فسخ کی مشتری (عمرو) کے لیے شرط ہوجائے بعد ازان شفیع (بکر) اپنے حصّہ کو کسی شخص (خالد) کے ہاتھ فروخت کردے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ شفعہ کا استحقاق مشتری اول (عمرو) کو حاصل ہوگا اسلیے کہ خیار فسخ فقط مشتری کو حاصل ہوتا تو مال مبیع کا انتقال فقط عقد بیع کیوجہ سے مشتری کیطرف متحقق ہوگا اور اگر خیار فسخ فقط بائع (زید) یا اون دونون (بائع زید و مشتری عمرو) کے لیے شرط ہوجائے تو شفعہ کا استحقاق فقط بائع اول کو حاصل ہوگا اسلیے کہ جب خیار فسخ فقط بائع یا اون دونون کو حاصل ہوتا ہو تو مال مبیع کا انتقال مدت خیار کے منقضی ہوجانے کے بعد متحقق ہوتا ہی اور فقط عقد بیع کی وجہ سے متحقق نہین ہوتا پانچوان مسئلہ اگر کوئی شخص حصّہ مشترک کو مرض الموت مین اپنے کسی وارث کے ہاتھ فروخت کرے اور اوسمین محابات (کسی شی کا ثمن مثل سے کم کے ساتھ فروخت کرنا) واقع کرے مثلاً دوسو درہم کے مال کو سو درہمون کے عوض مین فروخت کرے) پس اگر میّت کے ثلث متروکہ مین مقدار محابات کی گنجائش ہو تو بیع مذکور صحیح ہوگی اور شریک کو حصّہ مذکورہ کا بواسطہ شفعہ اوس قیمت کے عوض اخذ کرلینا صحیح ہوگا جسپر عقد بیع واقع

هذا متعلقة بالصورة

الشفعة بحق

[illegible] قول ضعیف ہے اسلیے کہ حصہ شفیع [illegible]

[illegible] موجود نہو ناجز سبب یا شرط ہے جو اس مقام [illegible]

[illegible] ہونے کی صورت مین حق شفعہ کا باطل ہونا [illegible]

[illegible] کہ صورت اول مین استحقاق شفعہ کے سبب باطل ہو [illegible]

[illegible] جز معقود نہ ہو جاتا ہو لہذا اسکا سبب استحقاق شفعہ بھی [illegible]

[illegible]

تفصیل کا ضعف بھی تقریر سابق سے معلوم ہو گیا اور صاحب مسالک علیہ الرحمہ نے قول دوم کو مذہب مصنف

علیہ الرحمہ قرار دیا ہے جو نسخہ موجودہ کی عبارت کے بالکل مخالف ہے اسلیے کہ جملہ نسخ موجودہ مین دلو قیل [illegible]

[illegible]

ہوا ہو اور اگر ثلث متروکہ مین اوسکی گنجایش نہو تو بائع مریض کیطرف سے حصۂ مذکورہ مین فقط اوسقدر مال کی بیع صحیح ہوگی جو ثمن مثل کے مقابل واقع ہوا اور اوسقدر مال کی محابات صحیح ہوگی جسکی کہ ثلث متروکہ گنجایش رکھتا ہو بشرطیکہ اوسکے ورثہ اجازت نہ دین اور شفیع کو مجموع ثمن کے ساتھ اوسکے اخذ کرنے کا استحقاق حاصل ہوگا پس اگر حصۂ مذکورہ کی قیمت دوسو درہم فرض کیے جائین اور مریض اوسکو سو درہم کے عوض فروخت کرے اور اوسکے پاس حصۂ مذکورہ کے سوا کوئی دوسرا مال نہو تو اوسکے پانچ سدس (یعنی نصف و ثلث) مین بیع صحیح ہوگی اور اوس سدس مین باطل ہوگی جسکے مقابل ثمن کا کوئی حصہ واقع نہین ہوا اور شفیع کو اوسکے پانچ سدس کا کل ثمن کے مقابل بذریعہ شفعہ اخذ کرنا صحیح ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ مریض مذکور کی بیع اوسکے مجموع حصہ مین اصل متروکہ سے نافذ ہوگی اور شفیع کو مجموع حصہ کا بذریعہ شفعہ اخذ کرنا صحیح ہوگا اور اس قول کا مبنی یہ ہے کہ مریض کے تصرفات منجزہ (جو مابعد موت پر معلق نکیے جائین) اوسکے اصل متروکہ مین نافذ ہوتے ہین چھٹا مسئلہ جبکہ مشتری شفیع سے ترک شفعہ پر صلح کرے تو صحیح ہوگی اور اوسکا حق شفعہ باطل ہو جائیگا اسلیے کہ وہ حق مالی (وہ حق جو مال سے متعلق ہو اور بدن سے متعلق نہو) ہے لہذا اوسمین صلح نافذ ہوگی **ساتوان مسئلہ** جبکہ باہمی بائع و مشتری کسی حصۂ مشترک کی خرید و فروخت واقع ہوا اور شفیع نے بائع کیطرف سے عہدۂ مبیع کی یا مشتری کی جانب سے عہدۂ ثمن کی ضمانت کی ہو یا بائع و مشتری نے شفیع کے لیے خیار فسخ کی شرط کی ہو تو اسکی وجہ سے حق شفعہ کا استحقاق ساقط نہوگا اور اسیطرح اگر شفیع اون دونون (بائع و مشتری) مین سے ایک شخص کے لیے وکیل ہو جائے تب بھی حق شفعہ ساقط نہوگا اسلیے کہ شفیع کا عقد بیع پر رضی ہونا حق شفعہ کے ساقط کر دینے پر دلالت نہین کرتا کیونکہ حق شفعہ عقد بیع کی

صحت پر مترتب ہوتا ہی پس عقد بیع پر راضی ہونا اوسکے اسقاط کو مقتضی نہوگا اور اسمین
تردد ہی اسلیے کہ شفیع کا ضامن یا وکیل ہونا یا خیار فسخ کو قبول کر لینا عقد بیع کے ساتھ
راضی ہونے کی امارت (علامت) ہی آٹھوان مسئلہ جبکہ شفیع مال مبیع کو بذریعہ شفعہ اخذ
کرے بعد ازان شفیع کو اوسکا ایسے عیب کے ساتھ معیوب ہونا معلوم ہو جو عقد بیع کے
قبل اوسمین موجود تھا پس اگر شفیع اور مشتری دونون اوسکے عیب کو جانتے ہون تو اون دونون مین
سے کسیکو اوسکے واپس کرنیکا اختیار نہوگا اور اگر وہ دونون اوسکے عیب کو نجانتے ہون
پس اگر شفیع اوسکو مشتری کیطرف رد کرے تو مشتری کو بائع کیطرف مال مبیع کے واپس کرنے
اور اخذ ارش (وہ مقدار تفاوت جو صحیح و معیب کی قیمت مین حاصل ہو) کے ساتھ رکھ لینے مین
اختیار حاصل ہوگا اسلیے کہ اوسنے مال مبیع مین کوئی تصرف نہین کیا اگرچہ اوسنے ملک مشتری سے
منتقل ہونے کے بعد اوسکی طرف پھر عود کیا ہو اور اگر شفیع اوسکو واپس نکرے بلکہ اوسکے اخذ
کرنے کو اختیار کرے تو مشتری کو عقد بیع کے فسخ کرنیکا اختیار حاصل نہوگا اسلیے کہ مال مبیع
اوسکے قبضہ سے خارج اور ملک شفیع مین داخل ہو چکا اور آیا اس صورت مین مشتری کو بائع
سے اخذ ارش (مقدار تفاوت) کا بھی اختیار حاصل ہوگا یا نہین پس جناب شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ
نے فرمایا ہی کہ مشتری کو بائع سے ارش کا مطالبہ کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ اوسکو شفیع سے وہ مجموع قیمت
وصول ہو چکی ہو جسپر کہ عقد بیع واقع ہوا تھا اور اگر قائل ہون کہ مشتری کو بائع سے ارش کا
مطالبہ کرنا صحیح ہوگا تو خوب ہو اسلیے کہ صورت مذکورہ مین مشتری نے بائع سے اپنے پورے
حق کا استیفا نہین کیا اور جو قیمت کہ اوسکو شفیع سے حاصل ہوئی ہی اوسکا حق مشتری سے
ناقص ہونا مفروض ہی لہذا بقیہ حق کے مطالبہ کرنے کا کوئی مانع نہین ہی اور اسیطرح اگر شفیع کو
مال مبیع کے عیب پر اطلاع ہو اور مشتری کو اطلاع نہو تب بھی یہی حکم ہوگا یعنے شفیع اور

وفيه تردد لما فيه من امارة الرضا بالبيع الثامنة اذا اخذ بالشفعة فوجد فيه عيبا سابقا على البيع فان كان الشفيع و المشتري عالمين فلا خيار لاحدهما وان كانا جاهلين فان ردّه الشفيع كان للمشتري الخيار في الرد او الارش وان اختار الاخذ بالارش لم يكن ... الشفيع ... الشقص عن يده ولو قال الشيخ ... وليس المطالبة بالارش ولو قيل له الارش كان حسنا وكذا لو علم الشفيع ... دون المشتري

ولو علم المشتري دون الشفيع كان للشفيع الرد **التاسعة** اذا باع الشقص بعوض معين لا مثل له كالعبد فان قلنا لا شفعة فلا بحث وان اوجبنا الشفعة بالقيمة فاخذه الشفيع وظهر في الثمن عيب كان للبائع رده والمطالبة بقيمة الشقص اذا لم يجد عنده ما يمنع الرد ولا يرجع الشقص لان الفسخ المتعقب للبيع الصحيح لا يبطل الشفعة ولو عاد الشقص الى المشتري بملك مستأنف كالهبة او الميراث لم يملك رده على البائع ولو طلبه البائع لم يجب على المشتري اجابته ولو كانت قيمة الشقص والحال هذه اقل من قيمة العبد هل يرجع الشفيع

مشتری دونون کو واپس کرنیکا اختیار نہوگا اسلیے کہ شفیع اوسکو جانتا تھا اور مشتری کے قبضہ سے مال مبیع خارج ہوچکا اور اگر مشتری کو مال مبیع کا معیوب ہونا معلوم ہوا اور شفیع کو اوسپر اطلاع نہو تو شفیع کو مال مبیع کے واپس کرنیکا اختیار حاصل ہوگا اسلیے کہ وہ جاہل تھا اور مشتری کو بائع سے ارش کا مطالبہ کرنا صحیح نہوگا اس لیے کہ وہ عالم تھا **نوان مسئلہ** جبکہ کوئی شریک اپنے حصہ مشاع (مشترک و غیر منقسم) کو ایسے مال معین کے عوض مین فروخت کرے جو مثل نرکھتا ہو جیسے غلام پس اگر قائل ہون کہ ثبوت شفعہ مین مال مبیع کی قیمت کا مثلی ہونا شرط ہے اور غیر مثلی مین حق شفعہ ثابت نہین ہوتا تو کوئی بحث نہین ہے اور اگر قائل ہون کہ غیر مثلی مین بھی شفعہ ثابت ہوتا ہے اور شفیع پر اوسکی قیمت کا حوالہ مشتری کرنا واجب ہوتا ہے پس اگر شفیع صورت مذکورہ مین مال مبیع کو قیمت غلام کے عوض اخذ کرے بعد ازان غلام مذکور (جو ثمن مبیع ہے) مین کوئی عیب ظاہر ہو تو بائع کو اوس غلام کا مشتری پر رد کرنا اور مال مبیع کی قیمت کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا بشرطیکہ غلام مذکور مین بائع کے پاس کوئی ایسا امر حادث نہوا ہو جو اوسکے رد کرنیکا مانع ہو اور بائع کو شفیع سے مال مبیع کے واپس لینے کا استحقاق حاصل نہوگا اسلیے کہ بیع صحیح کے بعد جو فسخ حاصل ہوتا ہے وہ حق شفعہ کو باطل نہین کرسکتا پس اگر مال مبیع کسی ملک جدید کیوجہ سے مشتری کیطرف عود کرے مثلاً شفیع اوسکو مشتری کے لیے ہبہ کردے یا بواسطۂ ارث اوسکی طرف منتقل ہو تو مشتری کو بائع پر اوسکے رد کردینے کا استحقاق حاصل نہوگا اور اسیطرح اگر مال مبیع کو بائع طلب کرے تو مشتری پر اوسکی اجابت لازم نہوگی اسلیے کہ شارع علیہ السلام نے اوسکی قیمت کو قبل ازین اوسکا بدل قرار دیا تھا لہذا اوسی کا استصحاب کیا جائیگا اور ان دونون مین سے کسیکو اوسکے باطل کرنیکا اختیار نہوگا اور اگر اس حال مین مال مبیع کی قیمت کا غلام کی قیمت سے کم ہونا ظاہر ہو تو آیا شفیع کو مشتری سے

تفاوت قیمت کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی لیکن اوسکا صحیح نہونا اشبہ ہی اسلیے کہ شفیع کو مال مبیع کا اوسی قیمت کے ساتھ اخذ کرنا صحیح ہی جسپر کہ عقد بیع واقع ہوا ہی اور صورت فرض مین مال مشاع کی بیع غلام کے ساتھ واقع ہوئی ہی لہذا شفیع پر غلام مذکور کی قیمت کا حوالہ مشتری کرنا معین ہوگا اگرچہ وہ قیمت مال مبیع کی قیمت سوقیہ سے زائد ہوا اور اگر مال مبیع ہنوز قبضۂ مشتری مین موجود ہوا اور شفیع نے اوسکو اخذ نکیا ہوا اور غلام مذکور (جو ثمن مبیع ہی) کو اوسکا بائع کسی عیب کیوجہ سے مشتری پر رد کرے تو اوسکو شفیع کا مال مبیع کے اخذ کرنے سے منع کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ اوسکا حق اسبق ہی پس شفیع کو مال مبیع کا غلام مذکور کی اوس قیمت کے ساتھ اخذ کرنا جائز ہوگا جو حالت صحت مین قرار پائے اسلیے کہ عقد بیع اوسی قیمت کو مقتضی ہی کیونکہ غلام صحیح پر بیع ہوئی ہی اور غلام معیب پر نہین ہوئی اور بائع کو مشتری سے مال مبیع کی قیمت کے مطالبہ کرنیکا استحقاق حاصل ہوگا اگرچہ غلام مذکور کی قیمت سے زائد بھی ہو اور اگر غلام مذکور مین بائع کے پاس کوئی ایسا امر حادث ہو جائے جسکی وجہ سے اوسکا رد کرنا ممنوع ہو تو بائع کو مشتری سے ارش کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور مشتری کو شفیع سے ارش کا مطالبہ کرنا صحیح نہوگا درصورتیکہ شفیع نے مال مبیع کو غلام صحیح کی قیمت کے عوض مین اخذ کیا ہو دسوان مسئلہ اگر کوئی مکان دو شخصون مین مشترک ہو اور اون دونون مین سے ایک شخص حاضر اور دوسرا غائب ہو اور غائب کے حصہ پر کوئی تیسرا شخص قابض ہو اور حصۂ غائب کو فروخت کر دے اور اوسکی اجازت کے حاصل ہونیکا مدعی ہو تو شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف مین فرمایا ہی کہ شفعہ ثابت ہوگا اور شاید کہ شفعہ کا ثابت نہونا اشبہ ہو اسلیے کہ استحقاق شفعہ ثبوت بیع کا تابع ہی اور فقط قابض کے دعوے سے بیع کا ثبوت نہین ہو سکتا پس اگر صورت مذکورہ مین قول قابض کی بنا پر ثبوت شفعہ کا حکم کیا جائے بعد ازان شخص غائب حاضر ہو اور قابض کے

بالتفاوت فیہ تردد والاشبہ لا لانہ الثمن الذی اقتضاہ العقد ولو کان الشقص فی ید المشتری فرد البائع الثمن بالعیب لم یبطل حق الشفیع لان حقہ اسبق ویاخذہ بقیمۃ الثمن لانہ الذی اقتضاہ العقد وللبائع قیمۃ الشقص وان زادت عن قیمۃ الثمن ولو حدث عند البائع ما یمنع رد العبد رجع بالارش علی المشتری ولم یرجع المشتری علی الشفیع بالارش ان کان اخذہ بقیمۃ العوض الصحیح

العاشرۃ لو کانت دار لحاضر وغائب وحصۃ الغائب فی ید آخر فباع الحصۃ وادعی ان ذلک باذن الغائب قال فی الخلاف تثبت الشفعۃ وفیہ اشکال لان الشفعۃ تابعۃ لثبوت البیع فلو قضی بالشفعۃ ثم حضر الغائب بعد

فان صدق فلا عنت وان انكر فالقول قوله مع يمينه ويرجع المشفعي ولد اجرته من جهة قبضه الى حين الرد ويرجع بالاجرة على البائع ان شاء لانه سبب الاتلاف او على الشفيع لانه مباشر للاتلاف

کی تصدیق کرے تو کوئی بحث نہین ہی اور اگر اوسکی تکذیب کرے تو اوسکا قول مع قسم مقبول ہوگا اور اوسکو مال مبیع کا شفیع سے واپس لینا صحیح ہوگا اور اوسکو وقت قبضہ سے وقت رد تک اپنے حصہ کی اجرت کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا پس اوسکو اختیار ہی خواہ بائع سے اجرت کا مطالبہ کرے اسلیے کہ وہ سبب اتلاف (ضائع کرنا) ہے ہے یا شفیع سے مطالبہ کرے اسلیے کہ وہ مباشرِ اتلاف ہی پس اگر اوسنے اپنے حصہ کی اجرت کا مدعیِ وکالت سے مطالبہ کیا تو وکیل کو شفیع پر رجوع کرنیکا استحقاق نہوگا اور اگر اوسنے شفیع سے مطالبہ کیا تو شفیع کو وکیل پر رجوع کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ اوسنے شفیع کو فریب دیا ہی اور اسمقام پر شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہی کہ اگر مدعیِ وکالت سے مالکِ مال اپنے حصہ کی اجرت کا مطالبہ کرے تو مدعیِ وکالت کو شفیع کیطرف رجوع کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ تلفِ مال کو اوسی کے قبضہ مین استقرار ہوا ہی اور سبب اتلاف سے مباشر اتلاف اقوی ہوتا ہی اور یہ قول ضعیف ہی اس لیے کہ اس مقام پر مباشر اتلاف سے سبب اتلاف اقوی ہی کیونکہ مباشر کی قوت کو سبب اتلاف کی قوت فریب نے ضعیف کردیا ہی اور قول اول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی اور اگر کوئی شخص کسی مال مشترک کو سو درہمون کے ساتھ خرید کرے اور اوسکے عوض مین ایسی متاع بائع کے حوالہ کرے جسکی قیمت دس درہم ہون تو شفیع پر سو درہمون کا تسلیم کرنا یا حق شفعہ کا ترک کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ شفیع کو اوس قیمت کے ساتھ مال مبیع کے اخذ کرنیکا استحقاق حاصل ہوتا ہی جسکو کہ عقد بیع متضمن ہو اگرچہ وقوع عقد کے بعد بائع بعوض قیمت ایسے مال پر راضی ہوجائے جو اوس سے کم ہو اور اسمقام پر منجملہ لواحق اون امور کا ذکر کیا جاتا ہی جنسے کہ حق شفعہ باطل ہوجاتا ہی اور ترک مطالبہ سے حق شفعہ باطل ہوجاتا ہی بشرطیکہ شفیع کو ثبوت شفعہ پر اطلاع حاصل ہو اور کوئی عذر نرکھتا ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ

فان رجع على مدعي الوكالة لم يرجع الوكيل على الشفيع وان رجع على الشفيع رجع الشفيع على الوكيل لانه غره وفيه قول اخر هذا اشبه ولو اشترى شقصا بمائة ودفع الى البائع عرضا يساوي عشرة لزم الشفيع تسليم مائة او يدع لانه بها يأخذ الثمن المعقود عليه

وفي اللواحق

مسائل الاولى تبطل الشفعة بترك المطالبة مع العلم وعدم العذر وقيل

شفیع جبتک حق شفعہ ساقط کردینے کی تصریح نکریگا اوسوقت تک وہ باطل نہوگا اگرچہ مدت دراز گذرجائے لکن قول اول اظہر (موافق فتوی) ہی اسلیے کہ ثبوت شفعہ خلاف اصل ہی اور اوسکا علی الفور ثابت ہونا قدر متیقن ہو لہذا اوسی پر اقتصار کرنا لازم ہوگا علاوہ برین اخذ شفعہ مین فوریت کا شرط ہونا اخبار معتبرہ سے مستفاد ہوتا ہی اور اگر کوئی شخص حق شفعہ کو قبل بیع ساقط کردے تو وقت بیع باطل نہوگا اسلیے کہ ثبوت شفعہ کا وقت یہی ہی اور ادلہ شفعہ کے اطلاق مین محل فرض بھی داخل ہی اور اوسکا قبل بیع ساقط کردینا اوس حق کے ابطال کو مستلزم ہی جو ہنوز ثابت نہین ہوا اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ شفیع کا حق شفعہ کو قبل بیع ساقط کردینا رضا بالبیع (عقد بیع کے ساتھ راضی ہونا) پر دلالت کرتا ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص عقد بیع مین شاہد ہو یا مشتری خواہ بائع کو مبارکباد دے یا مشتری کو خرید کرنے کی یا بائع کو فروخت کرنے کی اجازت دے تب بھی اوسکا حق شفعہ باطل نہوگا اسلیے کہ امور مذکورہ کا شفیع سے صادر ہونا اسقاط قبل البیع (عقد کے قبل باطل کرنا) سے ابلغ نہین ہی پس جبکہ اصل حق کا ساقط کرنے سے (جس مین ابطال حق کی تصریح ہی) اوسکا استحقاق ساقط نہوا تو امور مذکورہ سے بدرجہ اولی ساقط نہوگا کیونکہ ان امور مین اسقاط حق کی تصریح نہین ہی لکن اس صورت مین بھی صورت سابقہ کیطرح تردد و اشکال ہی کیونکہ امور مذکورہ بھی رضا بالبیع پر دلالت کرتے ہین اور اگر شفیع کو کسی ایسے طریقہ سے عقد بیع کے واقع ہونے کی خبر پہونچے جس سے نظر شارع علیہ السلام مین اوسکا ثبوت ممکن ہو (جیسے تواتر یا شہادت عدلین) اور باوجود اسکے حق شفعہ کا مطالبہ نکرے اور کہے کہ مجھکو وقوع بیع کا یقین نہین ہی تو اوسکا حق شفعہ باطل ہوجائے گا اور اوسکا عذر مقبول نہوگا اور اگر کوئی فاسق یا طفل نابالغ اوسکو وقوع بیع کی خبر دے اور وہ باوجود اسکے مطالبہ نکرے تو اوسکا حق شفعہ باطل نہوگا اور اوسکا عذر مقبول ہوگا

لا تبطل الا ان يصرح بالاسقاط ولو تطاولت المدة ولو قلنا بالفور وهو الاظهر ولو نزل عن الشفعة قبل البيع لم تبطل مع البيع لانه اسقاط ما لم يثبت وفيه تردد وكذا لو شهد على البيع او بارك للمشتري او للبائع او اذن للمشتري او للبائع او اذن للمشتري في الابتياع فيه التردد لان ذلك ليس بابلغ من الاسقاط قبل البيع ولو بلغه البيع بما يثبت به كالتواتر او شهادة شاهدي عدل فلم يطالب بطلت شفعته ولو قال لم اصدق لم يقبل ولو اخبره فاسق او صبي لم تبطل

اور اسیطرح اگر کوئی عادل اوسکو وقوع بیع کی خبر دے اور وہ مطالبہ نکرے تب بھی اوسکا حق شفعہ باطل نہوگا اور اوسکا عذر قبول کیا جائیگا اسلیے کہ خبر واحد حجت نہین ہی اور اگر شفیع و مشتری دونون کو کسیوجہ سے (جیسے دونون کا بھول جانا یا بیع کا بوکالت واقع ہونا اور وکیل کا وفات پانا الی غیر ذلک) مقدار ثمن کا علم نہو تو شفیع کو اوسوقت تک شفعہ کا استحقاق نہوگا جبتک کہ مقدار ثمن یاد نہ آئے اسلیے کہ صورت مذکورہ مین شفیع کو ثمن بیع کا بروجہ معتبر حوالہ مشتری کرنا متعذر (دشوار) ہی اور اگر شفیع کو مال بیع کا کسی بلد بعید مین موجود ہونا معلوم ہو اور باوجود اسکے بلد مال تک پہونچنے کی توقع مین مطالبہ شفعہ کو مؤخر کرے تو اوسکی شفعہ باطل ہوگی اسلیے کہ مطالبہ شفعہ مین فوریت شرط ہی اور اگر عقد بیع کسی ثمن معین پر واقع ہو (اور فی الذمہ پر واقع نہو) بعد ازان اوسکا ملک غیر ہونا ثابت ہو تو وہ عقد بیع باطل ہوگا اور اوسکے باطل ہونے کیوجہ سے حق شفعہ بھی باطل ہوگا اسلیے کہ اصل (عقد بیع) کا باطل ہونا بطلان فرع (شفعہ) کو مقتضی ہی اور اسیطرح اگر ثمن مذکور کی غصبیت پر مشتری و شفیع دونون اتفاق کرین یا فقط شفیع اوسکی غصبیت کا اقرار کرے تو مطالبۂ شفعہ سے ممنوع کیا جائیگا اور اسی طرح اگر ثمن معین تحقق قبضہ سے قبل تلف ہو جائے تب بھی شفعہ باطل ہوگی اسلیے کہ اس صورت مین بطلان بیع متحقق ہی جسکو بطلان شفعہ بھی لازم ہی اور اسمین تردد و اشکال ہی اسلیے کہ محض عقد بیع کا صحیح واقع ہونا حق شفعہ کے ثبوت کو کافی ہی اور اوسپر فسخ کا طاری ہو جانا ثبوت شفعہ مین قادح نہین ہی اور اسمقام پر منجملہ اون حیل مشروعہ کے جنسے کہ حق شفعہ کا ساقط کرنا صحیح ہی تین صورتون کا ذکر کیا جاتا ہی

پہلی صورت مال بیع کو بائع اوس قیمت سے زائد کے ساتھ فروخت کرے جسپر کہ تراضی طرفین (باہم رضامندی) ہوئی ہی بعد ازان قیمت مقررہ کے عوض مین مشتری کسی عوض قلیل یا ایسی متاع کو بائع کے

من حیل اسقاط

فی هذا المقام علی تردد ان یبیع بزیادة من الثمن و یا قع بالثمن عوضا قلیلا

حوالہ کرے جسکی قیمت اوس سے کم ہو پس اگر مال مبیع کو اس صورت مین شفیع بواسطۂ شفعہ اخذ کریگا تو اوس قیمت کا حوالہ مشتری کرنا اوسپر لازم ہوگا جسکو کہ عقد بیع متضمن ہوا ہی اور فقط عوض یا متاع مذکور کی قیمت کا ادا کر دینا کافی نہوگا اسلیے کہ یہ دوسرا معاوضہ ہی جو ما بین بائع و مشتری واقع ہوا ہی دوسری صورت مال مبیع کو بائع ثمن مثل سے زائد کے ساتھ فروخت کرے بعد ازان بعض ثمن پر قبضہ کرے اور بعض باقی سے مشتری کا ابراء (کسی حق کا ساقط کر دینا) کرے پس اگر مال مبیع کو شفیع اخذ کریگا تو اوسپر مجموع ثمن کا حوالہ مشتری کرنا لازم ہوگا تیسری صورت مال بیع کو عقد بیع کے علاوہ کسی دوسرے عقد کے ذریعہ سے مشتری کیطرف منتقل کرے جیسے ہبہ یا صلح پس اس صورت مین شفیع کو مال مبیع کا بواسطۂ شفعہ اخذ کرنیکا استحقاق نہوگا اسلیے کہ حق شفعہ فقط عقد بیع سے ثابت ہوتا ہی جسکا فقدان مفروض ہی اور اگر شفیع کسی شخص کے مال مشترک کے خرید کرنیکا دعوی کرے اور شخص مذکور اوسکی تصدیق کرے بعد ازان بیان کرے کہ مین نے ثمن معین کو فراموش کیا تو اوسکا قول مع قسم مقبول ہوگا پس اگر شفیع اوسکا ثمن کے فراموش کرنے پر احلاف (قسم دینا) کرے تو حلف مشتری کے بعد شفیع کا حق شفعہ باطل ہو جائیگا لیکن اگر مشتری بیان کرے کہ مجھکو مقدار ثمن معلوم نہین ہی تو اوسکا جواب صحیح نہوگا اور اوسکو دوسرے جواب کی تکلیف دیجائیگی اسلیے کہ اس جواب مین دو احتمال ہین اوّل یہ کہ وہ مقدار ثمن کو ابتداءً نجانتا ہو دوسرے یہ کہ اوسکو ابتداءً جانتا تھا بعد ازان بھول گیا ہو لہذا ایسے جواب مجمل پر اکتفا نکیجائیگی کیونکہ احتمال اوّل کی بناپر عقد بیع کا باطل ہونا لازم آتا ہی جو مسموع نہین ہوسکتا پس اوسکو ایسے جواب کی تکلیف دیجائیگی جو بیان مقصود مین صریح اور احتمال خلاف سے عاری ہو اور اگر شفیع اپنے عالم بقدر الثمن ہونے کا مدعی ہو تو شیخ الطائفہ رحمہ فرماتا ہی کہ اس صورت مین شفیع پر قسم کی رد کیجائیگی اور اوسکی قسم کے بعد مشتری کو اوس مقدار ثمن کا

فان اخذها الشفيع
بقيمة الثمن الآن
لتعينه العقد
وكذا العوايع
ثمن زائد
فقبض البعض
وابراه من الباقي
وكذا الوتقل
الشقص بغير
بيع كالهبة او
الصلح لم يكن له
عليه الاتباع
قصد قله
وقال ابتيعت
الثمن فالقول
قوله مع يمينه
فاذا احلفه بطلت
الشفعة اما لو
قال لم اعلم
كمية الثمن
لم يكن جوابا
صحيحا وكلف
جوابا غيره
وقال الشيخ
يرد اليمين
على الشفيع

اور اسیطرح اگر کوئی عادل اوسکو وقوع بیع کی خبر دے اور وہ مطالبہ نکرے تب بھی اوسکا حق شفعہ باطل نہوگا اور اوسکا عذر قبول کیا جائیگا اسلیے کہ خبر واحد حجت نہین ہی اور اگر شفیع و مشتری دونون کو کسیوجہ سے (جیسے دونون کا بھول جانا یا بیع کا بوکالت واقع ہونا اور وکیل کا وفات پانا الی غیر ذلک) مقدار ثمن کا علم نہو تو شفیع کو اوسوقت تک شفعہ کا استحقاق نہوگا جبتک کہ مقدار ثمن یاد نہ آئے اسلیے کہ صورت مذکورہ مین شفیع کو ثمن مبیع کا بوجہ معتبر حوالہ مشتری کرنا متعذر (دشوار) ہی اور اگر شفیع کو مال مبیع کا کسی بلد بعید مین موجود ہونا معلوم ہو اور باوجود اسکے بلد مال تک پہونچنے کی توقع مین مطالبہ شفعہ کو مؤخر کرے تو اوسکی شفعہ باطل ہوگی اسلیے کہ مطالبہ شفعہ مین فوریت شرط ہی اور اگر عقد بیع کسی ثمن معین پر واقع ہوا ہو (اور فی الذمہ پر واقع نہو) بعد ازان اوسکا ملک غیر ہونا ثابت ہو تو وہ عقد بیع باطل ہوگا اور اوسکے باطل ہونے کیوجہ سے حق شفعہ بھی باطل ہوگا اسلیے کہ اصل (عقد بیع) کا باطل ہونا بطلان فرع (شفعہ) کو مقتضی ہی اور اسیطرح اگر ثمن مذکور کی غصبیت پر مشتری و شفیع دونون اتفاق کرین یا فقط شفیع اوسکی غصبیت کا اقرار کرے تو مطالبۂ شفعہ سے ممنوع کیا جائیگا اور اسی طرح اگر ثمن معین تحقق قبضہ سے قبل تلف ہو جائے تب بھی شفعہ باطل ہوگی اسلیے کہ اس صورت مین بطلان بیع متحقق ہی جسکو بطلان شفعہ بھی لازم ہی اور اسمین تردد و اشکال ہی اسلیے کہ محض عقد بیع کا صحیح واقع ہونا حق شفعہ کے ثبوت کو کافی ہی اور اوسپر فسخ کا طاری ہو جانا ثبوت شفعہ مین قادح نہین ہی اور اسمقام پر منجملہ اون حیل شرعیہ کے جنسے کہ حق شفعہ کا ساقط کرنا صحیح ہی تین صورتون کا ذکر کیا جاتا ہی پہلی صورت مال مبیع کو بائع اوسکی قیمت سے زائد کے ساتھ فروخت کرے جسپر کہ تراضی طرفین ہوئی ہو بعد ازان قیمت مقررہ کے عوض مین مشتری کسی عوض قلیل یا ایسی متاع کو بائع کے

وکذا لو اخبره واحد عدل لا تبطل شفعته و یقبل عذره لان الواحد لیس بحجة ولو جهلا قدر الثمن بطلت الشفعة لتعذر التسلیم ولو کان المبیع فی بلد نائی فاخر المطالبة توقعا للوصول بطلت الشفعة ولو کان الثمن فی بلد نائی واخر المطالبة توقعا للوصول بطلت الشفعة ولو بان الثمن مستحقا بطلت الشفعة لبطلان العقد وکذا لو اتفق الشفیع والمشتری علی غصبیة الثمن او اقر الشفیع بغصبیته منع من المطالبة وکذا لو تلف الثمن المعین قبل قبضه لتحقق البطلان علی تردد فی هذا

ومن حیل اسقاطها

ان یبیع بزیادة عن الثمن و یدفع بالثمن عوضا قلیلا

۹۷

حوالہ کرے جسکی قیمت اوس سے کم ہو پس اگر مال مبیع کو اس صورت مین شفیع بواسطہ شفعہ
اخذ کریگا تو اوس قیمت کا حوالہ مشتری کرنا اوسپر لازم ہوگا جسکو کہ عقد بیع متضمن ہوا ہی اور فقط
عوض یا متاع مذکور کی قیمت کا ادا کردینا کافی نہوگا اسلیے کہ یہ دوسرا معاوضہ ہی جو مابین بائع
و مشتری واقع ہوا ہی دوسری صورت مال مبیع کو بائع ثمن مثل سے زائد کے ساتھ فروخت
کرے بعد ازان بعض ثمن پر قبضہ کرے اور بعض باقی سے مشتری کا ابراء (کسی حق کا ساقط کردینا)
کردے پس اگر مال مبیع کو شفیع اخذ کریگا تو اوسپر مجموع ثمن کا حوالہ مشتری کرنا لازم ہوگا تیسری صورت
مال مبیع کو عقد بیع کے علاوہ کسی دوسرے عقد کے ذریعہ سے مشتری کیطرف منتقل کرے
جیسے ہبہ یا صلح پس اس صورت مین شفیع کو مال مبیع کا بواسطہ شفعہ اخذ کرنیکا استحقاق نہوگا
اسلیے کہ حق شفعہ فقط عقد بیع سے ثابت ہوتا ہی جسکا فقدان مفروض ہی اور اگر شفیع کسی شخص کو
مال مشترک کے خرید کرنیکا دعوی کرے اور شخص مذکور اوسکی تصدیق کرے بعد ازان بیان کرے
کہ مین نے ثمن معین کو فراموش کیا تو اوسکا قول مع قسم مقبول ہوگا پس اگر شفیع اوسکا ثمن کے
فراموش کرنے پر احلاف (قسم دینا) کرے تو حلف مشتری کے بعد شفیع کا حق شفعہ باطل ہوجائیگا
لیکن اگر مشتری بیان کرے کہ مجھکو مقدار ثمن معلوم نہین ہی تو اوسکا جواب صحیح نہوگا اور اوسکو دوسرے
جواب کی تکلیف دیجائیگی اسلیے کہ اس جواب مین دو احتمال ہین اول یہ کہ وہ مقدار ثمن کو ابتداء سے
نجانتا ہو دوسرے یہ کہ اوسکو ابتداءً جانتا تھا بعد ازان بھول گیا ہو لہذا ایسے جواب مجمل پر اکتفا
نکیجائیگی کیونکہ احتمال اول کی بنا پر عقد بیع کا باطل ہونا لازم آتا ہی جو مسموع نہین ہوسکتا
پس اوسکو ایسے جواب کی تکلیف دیجائیگی جو بیان مقصود مین صریح اور احتمال خلاف سے
عاری ہو اور اگر شفیع اپنے عالم بقدر الثمن ہونے کا مدعی ہو تو شیخ الطائفہ رحمہ فرماتا ہی کہ
اس صورت مین شفیع پر قسم کی رد کیجائیگی اور اوسکی قسم کے بعد مشتری کو اوس مقدار ثمن کا

فان اخذ الشفيع الزمه الثمن الذي تضمنه العقد لو كان البائع ثمن بزائد فقبض بعضا وابراه من الباقي او كان الانتقال بغير البيع كالهبة او الصلح او الاتباع عليه قصد قله

ولو قال انسيت الثمن فالقول قوله مع يمينه فاذا احلفه بطلت الشفعة اما لو قال لم اعلم كمية الثمن لم يكن جوابا صحيحا وكلف جوابا غيره وقال الشيخ يرد اليمين على الشفيع

المقصد الخامس في التنازع وفيه مسائل

الاول اذا اختلفا في الثمن فالقول قول المشتري مع يمينه لانه الذي ينتزع من يده وان اقام احدهما بينة قضي بها ولا تعتبر شهادة البائع لاحدهما ولو اقام كل منهما بينة حكم ببينة المشتري وفيه احتمال القضاء ببينة الشفيع لانه الخارج ولو كان الاختلاف

الزام دیا جائیگا جبکہ شفیع نے قسم کھائی ہو پانچوان مقصد اون احکام کے بیان مین جو تنازع شفیع ومشتری وغیرہ سے متعلق ہین اور وہ کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ مقدار ثمن مین شفیع ومشتری اختلاف کرین اور اون دونون مین سے کسیکے پاس بینہ نہو تو مشتری کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اسلیے کہ مشتری کے قبضہ سے قیمت کا انتزاع کیا جاتا ہو لہذا قدر متیقن پر اکتفا کیجائیگی اور شفیع کا قول خلاف اصل ہو اسلیے کہ وہ زیادتی ثمن کا مدعی ہو اور اصل عدم زیادتی ہو اور اگر اون دونون مین سے ایک شخص بینہ قائم کرے گا تو اوسیکے موافق حکم کیا جائیگا اور بائع کی شہادت کا اون دونون مین سے کسی کے لیے بھی اعتبار نکیا جائیگا اسلیے کہ بائع کا اپنی شہادت مین جالب نفع ہونا محتمل ہو اور اگر اون دونون (مشتری وشفیع) مین سے ہر ایک شخص بینہ قائم کرے تو بینہ مشتری کے موافق حکم کیا جائیگا اسلیے مشتری مقام زیادت ثمن کا مدعی ہو جسکا ثبوت اوسکے بینہ سے مفروض ہو اور شفیع اوسکا منکر ہو اور منکر کے بینہ کا اعتبار نہین ہو بلکہ اوسپر فقط قسم متوجہ ہوتی ہو جبکہ مدعی کے پاس بینہ نہو لکن اس صورت مین بینہ شفیع کے موافق حکم کرنا بھی محتمل ہو اسلیے کہ وہ خارج ہو جو بینہ داخل پر مقدم ہو اور اگر مقدار ثمن مین مابین بائع ومشتری اختلاف واقع ہو پس اگر اون دونون مین سے ایک کے لیے بینہ موجود ہو تو اوسیکے موافق حکم کیا جائیگا اور اگر دونون کے پاس بینہ موجود ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اون دونون مین قرعہ کے ساتھ حکم کیا جائیگا اسلیے کہ قرعہ ہر امر مشتبہ کے لیے مقرر ہوا ہو اور اس قول مین اشکال ہو اسلیے کہ قرعہ فقط اوسی مقام سے مخصوص ہو جہان پر حکم شرعی مشتبہ ہو اور اس مقام پر حکم شرعی مشتبہ نہین ہو اسلیے کہ جب بقاء متاع کی صورت مین (جیسا کہ محل بحث مین مفروض ہو) قول بائع کے مع قسم مقبول ہونے اور اوسکے منکر قرار پانے پر فتوی کا استقرار ہو چکا اور اسیکو خود شیخ علیہ الرحمہ نے بھی اختیار فرمایا ہی

بين المتبايعين ... بينة حكم بها ولو كان لكل منهما بينة قال الشيخ يقضى فيها بالقرعة وفيه اشكال لاختصاص القرعة بموضع الاشتباه مع الفتوى بان القول قول البائع مع يمينه مع بقاء السلعة

فتكون البينة بينة المشتري واذا قضى بالثمن تخير الشفيع بالاخذ بذلك او الترك الثانية قال في القواعد اذا ادعى انه باع نصيبه من اجنبي فانكر الاجنبي قضي بالشفعة للشريك بظاهر الاقرار وفيه تردد من حيث توقف الشفعة على ثبوت الابتياع الاول الاول اشبه الثالثة اذا ادعى ان الشريك ابتاع بعده فانكر فالقول قول المنكر مع يمينه فان حلف انه لا يستحق عليه شفعة جاز ولا يكلف اليمين انه لم يشتر بعده ولو ادعى كل منهما السبق فلا شفعة لاحدهما مع عدم البينة بحلف كل منهما لصاحبه وتثبت الدار بينهما

توحکم شرعی کے مشتبہ رہنے کی کوئی وجہ نہین ہر لہذا بائع کا بینہ مسموع نہوگا اسلیے کہ وہ منکر ہی اور منکر پر فقط قسم متوجہ ہوتی ہر اور اوسکا بینہ مقبول نہین ہوتا اور مشتری کا بینہ بے اشکال مقبول ہوگا اسلیے کہ وہ مدعی اور خارج ہر اور جبکہ مابین بائع و مشتری کسی ثمن کا حکم کردیا جائے توشفیع کو اوس ثمن کے ساتھ مال مبیع کے اخذ کرنے اور چھوڑ دینے مین اختیار ہوگا

دوسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص مدعی ہو کہ مین نے اپنے حصہ کو فلان اجنبی کے ہاتھ فروخت کیا ہر اور اجنبی مذکور اوس سے انکار کرے توشریک بائع کے لیے ظاہر اقرار کے موافق ثبوت شفعہ کا حکم کیا جائیگا اسلیے کہ حق شفعہ کے ثبوت مین تحقق بیع کافی ہر جسکے ثبوت مین اقرار بائع کافی ہر اور بائع کے اقرار کا حق مشتری مین نافذ نہونا خود بائع کے حق مین بھی نافذ نہونے کو مستلزم نہین ہر اور اسمین تردد ہر اسلیے کہ حق شفعہ کا ثابت ہونا ثبوت ابتیاع (خرید کرنا) پر موقوف ہر علاوہ برین شفیع کو مشتری سے اخذ کرنے کا استحقاق ہوتا ہر اور صورت فرض مین کوئی مشتری متحقق نہین ہوا لہذا شفعہ بھی ثابت نہوگا اور شاید کہ قول اول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہوگا

تیسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص مدعی ہو کہ میرے شریک نے فلان مکان کے حصہ کو میرے بعد خرید کیا ہر اور شریک انکار کرے تو اوسکا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اس لیے کہ وہ منکر ہر پس اگر شریک مذکور حلف کرے کہ مجھپر کسی شخص کو استحقاق شفعہ حاصل نہین ہر تو جائز ہوگا اور اوسکو مدعی کے بعد خرید کرنے پر قسم کھانے کی تکلیف نہ دیجائیگی اور اگر دونون شریکون مین سے ہر ایک شخص مدعی ہو کہ مین اسبق ہون لہذا میرے ہی لیے اخذ شفعہ کا استحقاق ہر تو اون دونون مین سے ہر ایک شخص مدعی قرار دیا جائیگا اور جبکہ اون دونون مین سے کسی کے پاس بینہ موجود نہو تو ہر ایک کو دوسرے کے دعوے کی نفی پر قسم دیجائیگی اور بعد قسم اوس مکان مین وہ دونون شریک کردیے جائینگے اسلیے کہ انحصار حق اون دونون مین مفروض ہر اور اونمین سے

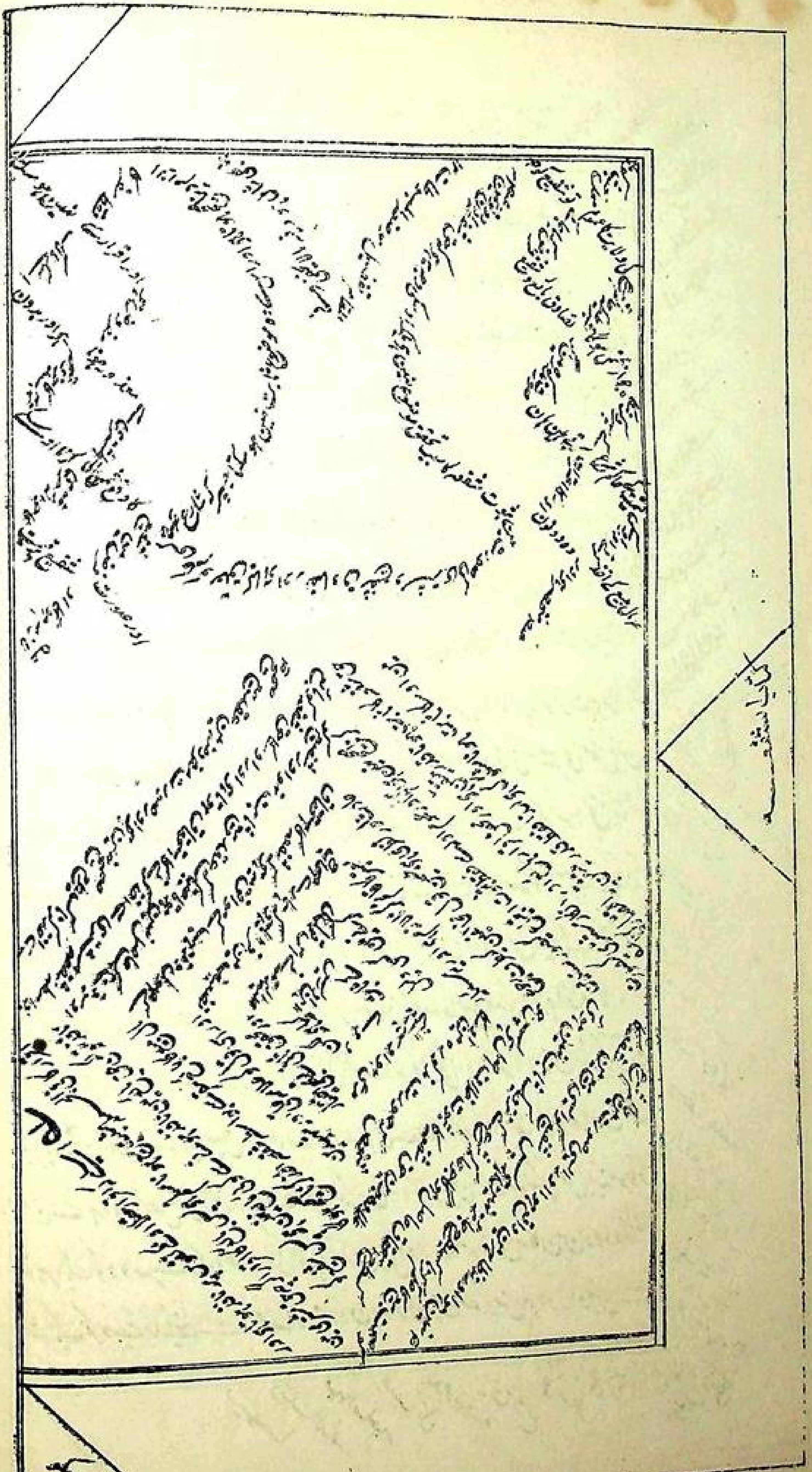

کسیکو ترجیح نہین ہی اور اگر اون دونون مین سے ایک شریک کے پاس فقط اوسکے خرید کرنیکا
بینہ موجود ہو اور اوسکے مقدم ہونے سے کچھ تعرض نکرے تو اوسکے لیے کوئی حکم نہوگا کیونکہ
اوسمین کوئی فائدہ نہین ہی اسلیے کہ مطلق شرا محل نزاع نہین ہی ہان اگر اون دونون مین
ایک شخص کا بینہ اوسکے خرید کرنے مین مقدم ہونے کی شہادت دے تو اوسکے موافق حکم کیا جائیگا
اسلیے کہ اوسکا کوئی معارض نہین ہی اور اگر اون دونون کے لیے بینہ موجود ہو اور ہر ایک کا
بینہ اوسکے مطلق شراء (خرید کرنا) کی شہادت دے اور اوسکے مقدم یا موخر ہونے سے
متعرض نہو یا ایک ہی تاریخ مین خرید کرنے کو بیان کرے تو کسیکو ترجیح نہ دیجائیگی اور اگر ہر ایک کا
بینہ خرید کرنے مین اوسکے مقدم ہونے کی شہادت دے تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ قرعہ کا
استعمال کیا جائیگا اسلیے کہ وہ ہر امر مشتبہ کے لیے مشروع ہوا ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ
تعارض کیوجہ سے دونون بینے ساقط کر دیے جائینگے اور مکان مذکور اون دونون مین شرکت پر
باقی رہیگا چوتھا مسئلہ جبکہ احد الشریکین (دو شریکون مین سے ایک) شریک متاخر پر
حصہ مکان کی شراء (خرید کرنا) اور شریک متاخر اوسکے بواسطہ ارث پہونچنے کا دعوی کرے
اور اون دونون مین سے ہر ایک شریک اپنے دعوے پر بینہ قائم کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے
فرمایا ہی کہ اون دونون مین قرعہ ڈالا جائیگا اسلیے اون دونون کے دعوی مین تعارض
تحقق ہی اور اگر شریک متاخر حصہ مکان کے بذریعہ ودیعت موجود ہونیکا اور شفیع
بذریعہ اشتراء (خرید کرنا) منتقل ہونے کا دعوی کرے اور اونمین سے ہر ایک شخص اپنے دعوے پر بینہ
قائم کرے تو شفیع (مدعی شفعہ) کے بینہ کو ترجیح دیجائیگی اسلیے کہ مال کا بذریعہ ودیعت موجود
ہونا منافی اشتراء (خرید کرنا) نہین ہی کیونکہ مودع (مالک ودیعت) کا حصہ مذکورہ کو ودیعت
رکھنے کے بعد فروخت کر دینا ممکن ہی اور اگر شفیع (مدعی شفعہ) کا بینہ شریک متاخر کے فقط

خرید کرنے کی شہادت دے اور کسی تاریخ کو معین نکرے اور شریک کا بینہ اوس تاریخ سے بعد کی تاریخ مین مالک ودیعت کا حصۂ مذکورہ کو شریک کے پاس ودیعت رکھنا بیان کرے جس تاریخ مین کہ شفیع اوسکے بواسطہ اشترار شریک کیطرف منتقل ہونیکا دعوی کرتا ہی تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ بینۂ شریک کو (جو بواسطہ ودیعت حصۂ مذکورہ منتقل ہونیکا مدعی ہی) ترجیح دیجائیگی اسلیئے کہ وہ حصۂ مذکورہ کے ملک مالک ہونیکو مفید ہی اسلیئے کہ مال ودیعت کا غیر مملوک ہونا محتمل نہین ہی اور بینۂ شفیع سے فقط صورت بیع کا واقع ہونا معلوم ہوتا ہی جس مین مال مبیع کے غیر مملوک ہونیکا بھی احتمال ہی کیونکہ ملک غیر کا فروخت کر دینا ممکن ہی بعد ازان مودع (مالک ودیعت) سے بذریعہ کتابت دریافت کیا جائیگا پس اگر مودع نے شریک کی اوسکے دعوی ودیعت مین تصدیق کی تو اوسکے بینہ کے موافق حکم کیا جائیگا اور حصۂ مذکورہ مین حق شفعہ باطل ہوگا اور اگر اوسکی تکذیب کی تو شفیع کے بینہ کے موافق حکم کیا جائیگا اور اگر بینۂ شفیع بیان کرے کہ بائع نے حصۂ مذکورہ کو اوسوقت فروخت کیا تھا جسوقت کہ وہ اوسکا مملوک تھا اور بینۂ شریک فقط اوسکے پاس ودیعت رکھنے کی شہادت دے اور حصۂ مذکورہ کے مملوک ہونے یا ہونے سے تعرض نکرے تو بینۂ شفیع کے موافق حکم کیا جائیگا اور مودع سے مراسلت نکیجائیگی اسلیئے اس صورت مین مراسلت کرنیکے کوئی معنی نہین ہین کیونکہ دونون بینون مین تعارض نہین ہی اور عقد بیع کا ودیعت رکھنے کے بعد واقع ہونا ممکن ہی پانچوان مسئلہ جبکہ ثمن مبیع کے مغصوب ہونے اور عقد بیع کے فاسد ہونے پر بائع ومشتری اتفاق کرین اور شفیع انکار کرے تو اوسی کا قول مقبول ہوگا اور بائع ومشتری سے غصبیت ثمن اور فساد بیع کا دعوی بدون بینہ مسموع نہوگا اور اقرار کا ضرر فقط مقر سے متعلق ہوتا ہی اور حق غیر مین نافذ نہین ہوتا اور ان دونونکو شفیع سے قسم لینے کا استحقاق بھی ہوگا ہان اگر ثمن کے مغصوب اور بیع کے فاسد ہونے مین علم شفیع کا بھی دعوی کیا جائے تو شفیع کو نفی علم پر قسم کھانیکی تکلیف دیجائیگی

الشفعة وان انكر قضى ببينة الشفيع ان البائع باع وهو ملكه وشهد بينة لا يبيع مطلقا قضى ببينة الشفيع ولم يراسل المودع لانه لا معنى للمراسلة هنا

المسئلة الخامسة

اذا اتفق البائع والمشتري ان الثمن غصب وانكر الشفيع فالقول له وله تحليفهما ان ادعى عليه العلم

کتاب احیاء الموات (زمین ہائے افتادہ و خراب کا تعمیر کرنا) اور اسمین چار مطلب ہین

مطلب اوّل احکام ارضین (زمینین) کے بیان مین اور اونکی دو قسمین ہین پہلی قسم عامر ہی اور عامر سے وہ زمین مراد ہی جسمین کوئی زراعت یا عمارت موجود ہو اور زمین مذکور اپنے مالک کی ملک ہوتی ہی اور اوسمین بدون اوسکی اجازت کے تصرف کرنا جائز نہین ہی اور اسیطرح اوس مقام پر بھی تصرف کرنا جائز نہین ہی جسمین کہ زمین عامر کی صلاح ہو جیسے طریق (راہ عبور) اور شرب (نہر وغیرہ) اور قنات (جسے آب جو زیر زمین بنائی جاتی ہی اور اوسکا پانی بالائے زمین جاری ہوتا ہی) اور حکم مذکور (تصرف کا بدون اذن مالک جائز نہونا) مین بلاد اسلام اور بلاد شرک کی زمینین مساوی ہین لکن بلاد اسلام کی زمین کا بذریعہ غنیمت اخذ کرنا جائز نہین ہی اور بلاد شرک کی زمین کا بواسطہ قہر و غلبہ اخذ کر لینا جائز ہی دوسری قسم موات ہی اور موات سے وہ زمین مراد ہی جسکے ساتھ بوجہ تعطل منتفع ہونا ممکن نہو اور اسباب تعطل بہت ہین جیسے پانی کا اوس سے منقطع ہونا یا پانی کا اوسپر مستولی (غالب) ہونا یا اوسکا نیستان ہونا یا ان امور کے علاوہ اور کسی ایسے سبب کا موجود ہونا جسکی وجہ سے قابل انتفاع نرہے اور زمین مذکور کا استحقاق فقط امام علیہ السلام کو حاصل ہی اور زمین مذکور کا کوئی شخص اوس وقت تک مالک نہوگا جبتک کہ اوسکے لیے امام علیہ السلام اجازت ندین اگرچہ اوسنے زمین مذکور کا احیار کیا ہو اور اوسکے تملک مین اذن امام علیہ السلام شرط ہی پس اجازت امام کے بعد شخص محیی اوسکا مالک ہوگا بشرطیکہ مسلم ہو اور کافر اوسکا مالک نہین ہوسکتا اور اگر قائل ہون کہ اذن امام ع کے بعد کافر بھی اوسکا مالک ہوسکتا ہی تو خوب ہو اور ارض مفتوحہ عنوۃ (وہ زمین جسکو کہ مسلمانون نے کفار حربی سے بقہر و غلبہ اخذ کیا ہو) کا استحقاق جملہ مسلمین کو حاصل ہی اور زمین مذکور کے رقبہ کا کوئی شخص مالک نہین ہوسکتا اور اوسکا فروخت کرنا اور رہن رکھنا صحیح نہین ہی اور اگر زمین مذکور

خراب ہوجائے تو اوسکا احیار اور تعمیر کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ اوسکا مالک معروف ہو جس سے جملہ مسلمین مراد ہین اور زمین مذکور مین سے جو مقامات کہ وقت فتح از قبیل موات تھے اونکا استحقاق فقط امام ع کو حاصل ہو اور اسیطرح جس زمین پر کہ کسی مسلمان کی ملک جاری نہوئی ہو اوسکا استحقاق بھی امام ہی حاصل ہوتا ہو اور جس زمین پر کہ کسی مسلمان کی ملک جاری ہوئی اوسکا وہی مالک ہوگا اور بعد وفات اوسکے ورثہ کی طرف منتقل ہوگی اور اگر کسی زمین کے لیے کوئی مالک معروف موجود نہو تو اوسکا استحقاق امام ع کو حاصل ہوگا اور اوسکا احیار کرنا اوسوقت تک جائز نہوگا جبتک کہ امام ع اجازت ندین اور اگر کوئی شخص بدون اجازت اوسکے احیار کرنے مین مبادرت (پیش دستی) کرے تو مالک نہوگا اور اگر امام ع غائب ہون تو زمین مذکور مین تصرف کرنیکے ساتھ زیادہ شخص احق (سزاوار) ہوگا جسنے کہ اوسکا احیا کیا ہو تا وقتیکہ اوسکی تعمیر کرتا رہے اور اگر اوسکو چھوڑ دے تا اینکہ اوسکے آثار محو ہوجائین اور کوئی دوسر شخص احیار کرلے تو وہ اوسکا مالک (جائز التصرف) ہوجائیگا اور حضور امام کے زمانے مین امام کو زمین مذکور سے اوسکے قبضہ کے برطرف کردینے کا اختیار حاصل ہوگا اور زمین موات کے جو مقام کہ زمین عامر کے قریب ہو مانع احیا اوسکا احیار کرنا بھی صحیح ہو بشرطیکہ زمین عامر کا مرفق (وہ مقام جو اونکے لیے ضروری ہو جیسے راہ مرور) یا حریم نہو اور زمین موات کے بوجہ احیار مالک ہونے مین پانچ شرطون کا متحقق ہونا معتبر ہو **شرط اول** زمین مذکور پر کسی مسلم کا قابض اور متصرف نہونا اسلیے کہ کسی مسلمان کا اوسکی زمین متصرف ہونا غیر متصرف کے مباشر احیار ہونے سے مانع ہوتا ہو **شرط دوم** زمین مذکور کا کسی زمین عامر کے لیے حریم (گرداگرد) نہونا جیسے طریق (راہ مرور) اور شرب (نہر) اور حریم چاہ (کنوئین کا گرداگرد) وحریم چشمہ و دیوار پس جو شخص کہ زمین مباح مین ابتدا کوئی عمارت قائم کرے تو اوسکے طریق کی مقدار پانچ ذراع قرار پائیگی اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ سات ذراع قرار پائیگی اور جو شخص کہ اوس زمین مین شخص اول کے بعد

کسی عمارت کا قائم کرنا چاہیگا اوسکو شخص اوّل کی عمارت کی مقدار مذکور کا چھوڑ دینا لازم ہوگا
اور حریم نہر وہ مقام ہی جہانپر اوسکی مٹی ڈالی جاتی ہو اور اوسکے دونون طرف سے آمد و رفت
ہوتی ہو اور اگر کوئی نہر کسی شخص غیر کی ملک مین واقع ہو اور صاحب نہر اوس زمین کے حریم
ہونیکا مدعی ہو جو اوسکے گرد واقع ہوئی ہو تو اوسکی قسم کے ساتھ زمین مذکور پر اوسکی نہر کے
حریم ہونیکا حکم کیا جائیگا اسلیے کہ وہ ایسے امر کا مدعی ہی جسپر ظاہر حال شاہد ہو اور ہمین تردد ہی
کیونکہ زمین مذکور مین تصرف غیر کا متحقق ہونا اوسکے مملوک غیر ہونے پر دلالت کرتا ہو لہذا
صاحب نہر کا قول مقبول ہونا چاہیے اور بیر معطن (وہ کنوان جس سے شرب اہل کے
لیے پانی کھینچا جاتا ہی) کے حریم کی مقدار ہر جانب سے چالیس ذراع ہو اور بیر ناضح (وہ کنوان
جس سے سراب کشت پر زراعت وغیرہ کے لیے پانی کھینچا جاتا ہی) کے حریم کی مقدار ساٹھ ذراع
ہو اور حریم عین (چشمہ) کی مقدار زمین نرم مین ہزار ذراع اور زمین سخت مین پانچسو ذراع
ہو اور بعض علمانے فرمایا ہو کہ حریم عین کی حد یہ ہو کہ عین دوم سے عین اوّل کے لیے کوئی ضرر نہو
لکن پہلا قول مشہور تر ہو اور حریم حائط سے جو زمین مباح مین واقع ہو وہ مقام مراد ہی جسپر اوسکی
خاک جاکر گرتی ہو اسلیے کہ مقدار مذکور کے انہدام دیوار کیوقت عادۃً حاجت ہوتی ہو
اور بعض علمانے فرمایا ہو کہ حریم دار (مکان) وہ مقام ہی جسپر اوسکی خاک اور اوسکے ناودان
کا پانی گرتا ہو اور دخول و خروج مین اوسکی حاجت ہو اور جن مقامون کے لیے کہ مقدار
حریم بیان کی گئی اوسنے وہ مقام مراد ہین جو زمین موات مین ابتداءً بنائے جاتے ہین اور
جو مقام کہ املاک معمورہ مین بنائے جاتے ہین اونکے لیے حریم نہین ہوتی **فرع** اگر کوئی شخص
کسی زمین موات کا احیا کرے اور اوسکے اطراف مین ایسے درخت لگائے کہ اگر وہ باقی رکھے
جائین تو زمین مباح تک اونکی شاخین پھیل جائین یا زمین مذکور تک اونکی رگین سرایت کرین

توغیرغارس (درخت لگانیوالا) کے لیے زمین مباح کی اوس مقدار کا احیار کرنا صحیح ہوگا جسمین درخت
کی شاخون کا پھیل جانا یا اوسکی رگون کا سرایت کرنا مفروض ہو پس اگر کوئی دوسرا شخص اوسکے احیار کا
قصد کریگا تو غارس کو اوسکا منع کرنا صحیح ہوگا **شرط سوم** زمین مذکور کا شارع کی جانب سے مشعر عبادت
ہونا جیسے عرفہ اور منی اور مشعر الحرام اسلیے کہ شریعت نے اماکن مذکورہ کے موطن عبادت ہونے کے
ساتھ مختص ہونے پر دلالت کی ہے پس اونکے تملک مین مصلحت مذکورہ کی تفویت لازم آئیگی لیکن
اگر اماکن مذکورہ مین ایسی عمارت مختصرہ بنائی جائے جس سے اونکا حاجت متعبدین کی مقدار سے
تنگ ہونا لازم نہ آئے جیسے کنوان تو مین اوسکی ممانعت کا حکم نہین کر سکتا **شرط چہارم**
زمین مذکور کا اون املاک مین سے ہونا جنکا امام اصل نے کسیکے لیے اقطاع (امام کا قطعہ زمین کسیکو
عطا کرنا) کیا ہو اگرچہ وہ ملک از قبیل موات اور خالی از تحجیر (پتھر وغیرہ کا منصوب کر دینا) ہو
جسطرح کہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ الاطیاب نے موضع دورہ کا عبداللہ بن مسعود کے لیے
اور ایک زمین کا جو حضرموت مین واقع تھی وابل بن حجر کے لیے اور ایک زمین کا جسکی مسافت
حضر فرس زبیر تھی زبیر کے لیے اقطاع فرمایا پس شخص غیر کے لیے ایسے مواضع کا احیار کرنا صحیح نہوگا
اسلیے کہ امام کا عطا کر دینا مفید اختصاص ہے جو شخص دیگر کی مزاحمت سے مانع ہے پس اوس اختصاص کا
بذریعہ احیار رفع کرنا صحیح نہوگا **شرط پنجم** زمین مذکور کی کسی شخص نے تحجیر (کسی شی سے روک دینا)
نکر لی ہو اسلیے کہ تحجیر مفید اولویت ہوتی ہے اور ملک رقبہ کے لیے مفید نہین ہوتی اگرچہ محجر
اوسکے سبب سے مالک تصرف ہو جاتا ہے حتی کہ اگر اوسپر وہ شخص ہجوم و غلبہ کرے جو زمین مذکور
کے احیا کا قصد رکھتا ہو تو محجر کو اوسکا منع کرنا صحیح ہوگا اور اگر وہ شخص از راہ قہر و غلبہ اوسکا احیا
کریگا تو مالک نہوگا اور تحجیر سے زمین مذکور پر پارہ ہائے سنگ کا نصب کر دینا یا کسی دیوار کے ساتھ
اوسکا احاطہ کر لینا مراد ہے اور اگر کوئی شخص فقط تحجیر کرنے پر اقتصار کرے اور تعمیر کا اہمال کرے
چھوڑ دینا ۱۲

تو امام علیہ السلام کو اوسکا احیاء اور تخلیہ (ترک مزاحمت کرنا) مین سے ایک امر پر مجبور کرنا صحیح ہوگا اور اگر وہ شخص دونون امرون سے امتناع کریگا تو حاکم شرع کو زمین مذکور کا اوسکے قبضہ سے خارج کر دینا صحیح ہوگا تاکہ اوسکو معطل نکر دے اور اگر کوئی شخص اوسکے احیاء کرنے مین مبادرت (پیشدستی) کرے تو صحیح نہوگا تا وقتیکہ حاکم شرع اوسکے قبضہ کو برطرف نکرے یا اوسکے احیاء کرنے کی اجازت ندے اور رسول خدا کو زمین موات مین سے کسی مقام کا اپنے لیے محبوس کر لینا صحیح ہو اوسیطرح دیگر مصالح مسلمین کے لیے بھی اوسکا محبوس کر لینا صحیح ہو جیسے نعم زکوۃ کے لیے چراگاہ کا معین کر دینا اور ہمارے نزدیک امام اصل کا بھی یہی حکم ہو اور نبی اور امام اصل کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو زمین موات کا محبوس کر لینا صحیح نہین ہو اور اگر کوئی شخص اوس مقام کا احیاء کرے جسکو کہ نبی یا امام نے حمی قرار دیا ہو تو اوسکا مالک نہوگا تا وقتیکہ حمی مستمر ہو اور جس مقام کو کہ نبی یا امام نے کسی مصلحت کے لیے حمی قرار دیا ہو اور وہ مصلحت زائل ہو گئی ہو تو اوسکا نقض کر دینا جائز ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ جس مقام کو کہ خصوص نبی نے حمی قرار دیا ہو اوسکا نقض کرنا کسی طرح جائز نہوگا اسلیے کہ حضرت کا کسی مقام کو حمی قرار دینا مثل نص ہو جسکے مقابل اجتہاد کرنا جائز نہین ہوتا **مطلب دوم** کیفیت احیاء کے بیان مین اور تحقق احیاء مین عرف مرجع ہو اسلیے کہ شرع و لغت نے کسی کیفیت خاصتہ تنصیص نہین کی اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ جب کوئی شخص بقصد سکونت کسی زمین کی دیواربندی کر دے اگرچہ لکڑی یا نی کے ساتھ ہو اور زمین مذکور کے اوسقدر مقام کو مسقف کر دے جسمین سکونت کرنا ممکن ہو تو تحقق احیاء مین کافی ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص بقصد خطیرہ کسی زمین کی فقط دیواربند کر دے اور اوسکو مسقف نکرے تب بھی تحقق احیاء مین کافی ہوگا اور تحقق احیاء مین دروازہ کا بنانا شرط نہین ہو اور اگر زمین موات مین کوئی شخص زراعت کرنیکا ارادہ رکھتا ہو تو اوسکے تحقق احیاء مین مرز

(خاک کا گرد اگرد جمع کرنا) یا مناۃ (خاک کا اسطرح جمع کرنا کہ نیچے کی خاک نرم ہو) کے ساتھ محجر کرنا اور پانی کا بواسطہ ساقیہ (جدول) وغیرہ اوسکی طرف روان کرنا کافی ہوگا اور زمین مذکور کی حراست کرنا یا اوس مین زراعت کرنا تحقق احیار کے لیے لازم نہین ہو اسلیے کہ حراست یا زراعت بھی اسکی کیطرح ایک قسم کا انتفاع ہے جسکو تحقق احیار مین کوئی مداخلت نہین ہو اور اگر کوئی شخص کسی زمین موات مین درخت لگائے اور وہ درخت روئیدہ ہون اور اونکی طرف پانی کو روان کرے تو احیار متحقق ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی زمین موات از قبیل نیستان ہو اور اوسکے درختون کو قطع کرے اور اوسکی اصلاح کرے تب بھی احیار متحقق ہوگا اور اسیطرح اگر زمین موات سے کوئی شخص میاہ غالبہ کو قطع کرے اور اوسکو عمارت کے قابل کردے تب بھی احیار متحقق ہوگا اسلیے کہ باعتبار عادت ان جملہ امور کو احیار کہتے ہین کیونکہ اوسنے زمین کو امور مذکورہ کے ذریعہ سے انتفاع کی طرف خارج کیا ہو جو ضد موات ہو اور اس زمانے مین ہمارے بعض فقہا شیخ نجیب الدین بن نما اور استاذ مصنف رح نفس تحجر کو مطلقاً (خواہ لغرض سکونت ہو یا نہو) احیا کہتے ہین اور افادہ ملک مین کافی جانتے ہین اور یہ قول بعید ہو اسلیے کہ باعتبار عادت ہر نوع کے لیے طریقہ احیار جداگانہ ہو جیسا کہ مذکور ہوا مطلب سیوم منافع مشترکہ کے بیان مین اور اونکی کئی قسمین ہین پہلی قسم طرق ہین جنکا فائدہ محض استطراق (راہ چلنا) ہو اور راہ مین جملہ مردم مساوی ہین پس طرق مین انتفاع استطراق (راہ چلنے کا فائدہ) کے سوا کسی ایسے منفعت کا حاصل کرنا جائز نہین ہو جس سے منفعت استطراق فوت ہو البتہ ایسے انتفاع مین کوئی مضائقہ نہین ہو جس سے منفعت استطراق فوت نہو جیسے جلوس بشرطیکہ آمد و رفت کرنے والون کے لیے مضر نہو اور اگر شخص جالس نے بدون نشست عود و قیام کو اختیار کیا ہو تو اوسکا حق جلوس باطل ہو جائیگا پس اگر شخص مذکور عود کرے اور اوسکے مقام جلوس کیطرف کوئی دوسرا شخص سبقت کر چکا ہو تو اوسکو

اما لو قام قبل استيفاء غرضه لحاجة نيوى معها العود قيل كان احق لمكانه ولو جلس للبيع او الشراء فالوجه المنع الا في المواضع المتسعة كالرحبة نظرا الى العادة ولو كان كذلك فقام ورحله باق فهو احق به ولو رفعه ناويا العود قيل كان احق به لئلا يتفرق معاملوه فيستضر وقيل يبطل حقه اذ لا سبب للاختصاص وهو اولى وليس للسلطان اقطاعها ... ولا يجوز تحجيره ... والمساجد من سبق الى مكان منه ...

دوسرے شخص کے دفع کرنیکا استحقاق حاصل نہوگا لیکن اگر جالس اول نے قبل استیفاء غرض کسی ایسی
حاجت کے لیے قیام کو اختیار کیا ہو جسکے ساتھ عود کرنیکا قصد ہوتا ہو تو بعض علمائنے فرمایا ہو کہ
اس صورت مین جالس اول اپنے مقام جلوس کے ساتھ احق (سزاوارتر) ہوگا اور اگر طریق
مین بغرض بیع و شراء (خرید و فروخت) کوئی شخص نشست کرے تو اوسکا ممنوع ہونا بوجہ
نہین ہو اسلیے کہ یہ ایسا انتفاع ہو جسکے لیے وہ موضوع نہین ہو البتہ باعتبار عرف و عادت مواضع
متسعہ مین بغرض بیع و شراء نشست کرنیکا کوئی مضائقہ نہین ہو جیسے رحاب (فضاء واسع) پس اگر
کوئی شخص بغرض بیع و شراء نشست کرے بعد ازان کسیوجہ سے قیام کو اختیار کرے اور اوسکا
اسباب باقی ہو تو مقام مذکور کے ساتھ احق ہوگا اور اگر اوسنے بقصد عود اپنے اسباب کو
اوٹھالیا ہو بعد ازان عود کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ مقام مذکور کے ساتھ احق ہوگا تاکہ
اوسکو اپنے اہل معاملہ کے متفرق ہوجانیکی وجہ سے ضرر نہ پہونچے اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اوسکا
حق باطل ہوجائیگا کیونکہ اختصاص کے لیے کوئی سبب نہین ہو اور یہی قول اولی ہو اور سلطان
کے لیے طریق کا اقطاع (قطعۂ زمین کا کسیکو دیدینا) کرنا صحیح نہین ہو جسطرح کہ اوسکا احیاء یا تحجیر کرنا
صحیح نہین ہو اسلیے کہ طریق سے جملہ مردم کا حق متعلق ہو **دوسری قسم** مساجد ہین اور جو شخص کہ
مسجد کے کسی مقام کیطرف سبقت کرے وہ اوسمقام کے ساتھ احق ہوگا تاوقتیکہ جالس ہو پس اگر
مقام مذکور سے دست بردار ہوکر کھڑا ہوجائے تو اوسکا حق باطل ہوجائیگا اگرچہ مشغول ہوجانے
کے بعد اوسکی طرف عود بھی کرے اور اگر اوسنے بہ نیت عود مفارقت کی ہو اور اوسکا اسباب
باقی ہو تو مقام مذکور کے ساتھ احق ہوگا ورنہ وہ بھی سائر مسلمین کا مساوی ہوگا اور بعض علماء
نے فرمایا ہو کہ اگر اوسنے تجدید طہارت یا ازالۂ نجاست وغیرہ کی غرض سے مفارقت کی تھی تو
اوسکا حق باطل نہوگا اور اگر مسجد کے کسی مقام کیطرف دو شخص سبقت کرین اور وہ دونون

... فان قام ناويا للعود فان كان رحله باقيا فهو احق به والا فهو والمكان مع غيره سواء وقيل ان فارق لتجديد طهارة او ازالة نجاسة وما اشبهه لم يبطل حقه ...

ایک ہی وقت مین اوس مقام تک پہونچ جائین اور اجتماع ممکن ہو تو مقام مذکور مین اون دونون کا نشست کرنا جائز ہوگا اور اگر اجتماع ممکن نہو تو اون دونون مین قرعہ ڈالا جائے گا

تیسری قسم مدارس اور ربط (کاروان سرا) ہین پس اگر مدرسہ یا رباط (کاروانسراے) کے حجرہ مین کوئی ایسا شخص سکونت کرے جو وہانپر سکونت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو تو حجرۂ مذکورہ کے ساتھ احق ہوگا اور اوسکا وہانسے خارج کرنا جائز نہوگا اگرچہ مدت دراز منقضی ہو جائے بشرطیکہ واقف نے کسی مدت معینہ کی شرط نکرلی ہو ورنہ مدت معینہ کے بعد اوسکو خروج کرنا لازم ہوگا اور اسیطرح اگر واقف نے وہانکی سکونت کو تشاغل علم کے ساتھ مشروط کیا ہو اور وہ اہمال کرے تو خروج کا الزام دیا جائیگا اور اگر شرائط وقف پر شخص ساکن مستمر ہے تو اوسکا خارج کرنا جائز نہوگا اور اوسکو اپنے ہمراہ سکونت کرنے سے دوسرے شخص کا منع کرنا بھی صحیح ہے تا وقتیکہ اون شرائط کے ساتھ متصف ہے جسکی وجہ سے اوسکو وہان کی سکونت کا استحقاق حاصل ہوا ہو اور اگر اوس مقام سے بوجہ عذر مفارقت کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ وقت عود اوس مقام کے ساتھ اولیٰ ہوگا اور اس مین تردد ہے اور شاید کہ سقوط اولویت اقرب ہو

مطلب چہارم معادن کے بیان مین اور اونکی دو قسمین ہین

قسم اول معادن ظاہرہ کے بیان مین اور معادن ظاہرہ سے وہ معادن مراد ہین جو محتاج اظہار نہین ہین جیسے نمک اور نفط (ایک قسم کا روغن ہے) قیر پس معادن مذکورہ بوجہ احیاء مملوک نہین ہوتے اور اگر کوئی شخص اونکی تحجیر کرے تو محجر کے ساتھ مختص نہونگے اور آیا امام علیہ السلام کو معادن مذکورہ اور میاہ (پانی) کا اقطاع (ایک قطعہ کا عطا کرنا) کرنا جائز ہے یا نہین اسمین تردد ہے اور اسیطرح اشیاء مقطعہ بہا (جنکا اقطاع کیا گیا ہو) کے مختص بامام علیہ السلام ہونے مین بھی تردد ہے اور جو شخص کہ معادن ظاہرہ کی طرف سبقت کرے اوسکو اپنی حاجت کے موافق

والربط المدارس ... الرابع في المعادن الظاهرة

اخذ کرلینا جائز ہوگا اور اگر اونکی طرف دو شخص سُرعت کرین تو سابق اولی ہوگا اور اگر وہ دونون شخص ایک ساتھ ہوپنچین اور اونمین سے ہر ایک کو قدر حاجت کا اخذ کرلینا ممکن ہو تو اسمین کوئی بحث نہین ہے والا در صورت نزاع اون دونون مین قرعہ ڈالا جائے گا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ مقدار ماخوذ اون دونون پر تقسیم کیا جائیگی اور یہ قول خوب ہی اور ہمارے بعض فقہا نے معادن کو امام علیہ السلام کے ساتھ مخصوص کیا ہو پس معادن اونکے نزدیک داخل انفال (جو اشیاء بدون قتال وسیتاب ہاتھ آئین) ہین جسکی تفصیل کتاب خمس مین مذکور ہو چکی ہین اور اس قول کی بنا پر معادن ظاہرہ و باطنہ دونون مملوک ہونگے اور اگر بوجہ احیاء اونکا تملک صحیح ہو تو اوسی قول سے اذنِ امام ع کا مشروط ہونا لازم آئیگا اور یہ امور ثابت نہین ہوئے اور اگر جانب نمک زار مین ایسی زمین موات موجود ہو کہ جب اوسمین کنوان کھودا جائے اور اوسکی طرف پانی روان کیا جائے نمک ہوجائے تو زمین مذکور پر احکام معادن جاری نہونگے بلکہ احیا کرنے کے ساتھ اوسکا تملک صحیح ہوگا اور محجر کو اوسکے ساتھ اختصاص حاصل ہوگا اور امام کو اوسکا اقطاع (قطعہ زمین کا عطا کرنا) صحیح ہوگا قسم دوم معادنِ باطنہ کے بیان مین اور معادن باطنہ سے وہ معادن مراد ہین جو بدونِ عمل ظاہر نہو سکتے ہون جیسے معادن طلا و نقرہ و مس وغیرہ پس معادن مذکورہ بوجہ احیاء مملوک ہوتے ہین اور امام ع کو اونکا اقطاع جائز ہو تا وقتیکہ بوجہ احیاء اونکا مالک نہوا ہو اور اونکے احیاء کرنے کی حقیقت حصول مقصود ہو اور اگر کوئی شخص اونکی تحجیر (ایسا فعل کرنا جس سے مقصود حاصل نہوا) کرے تو شخص مذکور اونکے ساتھ احق نہوگا لاکن بدون احیاء اونکا مالک نہوگا اور اگر کوئی شخص فقط تحجیر کے بعد اونکو چھوڑ دے تو اپنے عمل کے تمام کرنے یا اوس سے دست بردار ہونے پر مجبور کیا جائیگا اور اگر کوئی عذر

پورا ۱۲

بیان کریگا تو حاکم شرع کو اوسقدر مدت تک اوسکا مہلت دینا صحیح ہوگا جس مین کہ وہ عذر زائل ہوسکتا ہے بعد ازان اوسکو احد الامرین کا الزام دیا جائیگا

فرع اگر کوئی شخص کسی زمین کا احیا کرے اور اوس مین منجملہ معادن باطنہ کوئی معدن ظاہر ہو تو بہ تبعیت زمین اوس معدن کا بھی مالک ہوگا اس لیے کہ وہ منجملہ اجزائے زمین ہو اور منجملہ اشیائے مشترکہ پانی ہو پس اگر کوئی شخص اپنی ملک یا کسی زمین مباح (موات) مین بقصد تملک کنوان کھودے تو اوسکے ساتھ تحجیر کیطرح مختص ہوگا پس جب کہ اوسکے کھودنے سے پانی نکل آئے تو کنوین اور پانی کا مالک ہوجائیگا اور شخص غیر کو اوسکی طرف تخطی کرنا جائز نہوگا اور اگر بدون اجازت اوس مین سے کچھ پانی اخذ کریگا تو اوسکا اعادہ واجب ہوگا اور پانی کا کیل و وزن کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہو اور مجموع آب کا فروخت کرنا جائز نہین ہو اس لیے کہ اوسکا مشتری کے حوالے کرنا متعذر ہی کیونکہ وہ آب متخلف (جو رفتہ رفتہ نکلتا ہے) کے ساتھ مخلوط ہوجاتا ہے اور اگر کوئی شخص محض اپنے منتفع ہونے کی غرض سے کنوان کھودے اور بقصد تملک نہ رکھتا ہو تو وہ شخص اپنی مدت اقامت تک اوس کنوین کے ساتھ احق ہوگا اور بعض علمار نے فرمایا ہو کہ شخص مذکور کو پانی کی اوس مقدار کا بذل کرنا واجب ہوگا جو اوسکی حاجت سے فاضل ہے اور اسی طرح بعض علمار نے چشمہ و نہر کے پانی مین بھی قدر فاضل کے بذل کرنے کا حکم دیا ہے اور اگر قائل ہون کہ قدر زائد کا بذل کرنا واجب نہین ہی تو خوب ہو اور جب کہ شخص مذکور اوس کنوین سے بقصد اعراض مفارقت کرے تو جو شخص کہ اوسکی طرف سبقت کریگا اوسکے ساتھ نفع پانے مین احق ہوگا اور منجملہ اشیائے مشترکہ آب عیون (چشمے) و آبار (کنوین) وغیوث (بارشین) ہی

پس جملہ مردم (اوسمین) مساوی ہین اور جو شخص کہ آب مذکور کی کسی مقدار کو اپنے ظرف مین
اوٹھا لیوے یا اپنے حوض یا شفیع (وہ بھی از قبیل حوض ہی جو جمع آب کے لیے بنا لیا جاتا ہی)
مین بقصد تملک جمع کرے تو اوسکا مالک ہو جائیگا اور اس مقام پر کئی مسئلے قابل بیان
ہین پہلا مسئلہ جو پانی کہ نہر مملوک مین کسی آب مباح سے جمع کیا جاتا ہو آیا وہ
مالک نہر کا مملوک ہوتا ہی یا نہین پس شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین فرمایا ہی کہ
حافر نہر اوس پانی کا مالک ہوگا جسطرح کہ آبِ سیل کسی زمین مملوک کی طرف
روان ہو البتہ حافر نہر کو دیگر اشخاص کی بہ نسبت اوس پانی مین تصرف کرنے کی
اولویت حاصل ہوگی اس لیے کہ وہ اوسپر قابض ہی اور جب کہ حفر نہر مین کئی شخص
شریک ہون اور جملہ شرکار کے لیے اوسکا پانی گنجایش رکھتا ہو یا آپس مین اونھون نے
اوسکو تقسیم کر لیا ہو تو اس مین کوئی بحث نہین ہی اور اگر جملہ شرکار کے لیے وہ پانی کافی نہو
اور نزاع واقع ہو تو وہ پانی اون سب پر حصص ضیاع (زمینین) کے موافق تقسیم
کر دیا جائیگا بنا برآن علیہ اگر اوس زمین مین بعض شرکار کا حصہ سو جریب اور بعض آخر کا
حصہ ہزار جریب فرض کیا جائے تو اول کو پانی کے گیارہ جزون مین سے ایک
جز کا اور دوم کو دس جزون کا استحقاق ہوگا اور اگر قائل ہون کہ جملہ شرکار پر وہ پانی
اون حصون کے موافق تقسیم کیا جائے جو اونکو نہر مذکور مین حاصل ہین تو خوب ہی بنا برآن علیہ
اگر اوس نہر مین جملہ شرکار مساوی ہون تو مجموع آب اونپر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اگرچہ
اوسکی زمین مین بعض کا حصہ سو جریب اور بعض آخر کا حصہ ہزار جریب ہو دوسرا مسئلہ
جب کہ چند شخص ملکر بقصد تملک کوئی تازہ نہر کھودوائین تو محض کھدوانے کی وجہ
سے نہر مذکور کے ساتھ وہ لوگ اولے ہونگے لکن اوسکے مالک ہونگے پس جب کہ

تا ذا ناس فيها سواء ومن اغترف منها شيئا بإناء او حازه في حوضه او مصنعة فقد ملكه مسائل فهنا الاولى ما يقتبضه النهر المملوك من الماء المباح قال الشيخ ره يملكه الحافر كما اذا جرى السيل الى ارض مملوكة بل الحافر اولى بمائه من غيره لان يده عليه كما المملوكات فاذا كان فيه جماعة فان وسعهم او تراضوا فيه فلا بحث وان تعاسروا قسم بينهم على سعة الضياع ولو قيل يقسم على قدر انصبائهم من النهر كان حسنا الثانية اذا استجد جماعة نهرا فانهم يقصدون ... اولى به

اوسکے کھدوانے مین مجرائے آب تک پہونچ جائینگے تو مالک بھی ہو جائینگے اور نہر مذکور مین وہ لوگ اوس نسبت کے ساتھ شریک ہونگے جو عمل نہر کے نفقات و مصارف مین حاصل ہوگی پس اگر نہر مذکور کے بنوانے مین بعض شرکار کے مصارف سو دینار اور بعض آخر کے مصارف دو سو دینار فرض کیے جائین تو شخص اوّل ثلث کا شریک اور شخص دوم دو ثلث کا شریک ہوگا

تیسرا مسئلہ

جب کہ کسی آب مباح یا سیل وادی پر املاک متعدّدہ مجتمع ہو جائین اور جملہ املاک کے ایکدفعہ سینچنے کو آب مذکور کافی نہو تو اوّل فالاوّل سے ابتدا کی جائیگی اور اوّل وہ زمین ہے جو آب مذکور کے دہانہ سے متصل ہو پس زراعت کے لیے بند نعل تک اور درخت کے لیے قدم تک اور نخل (درخت خرما) کے لیے ساق پا تک پانی چھوڑا جائیگا بعد ازان آب مذکور اوسکی طرف چھوڑا جائے گا جو اوس زمین سے متصل ہوگی اور زمین پائین مین پانی کا زمین بالا کے قبل پہونچانا واجب نہین ہے اگرچہ تلف آخر کی طرف موّدی ہو

چوتھا مسئلہ

اگر ایسے آب مباح پر کوئی شخص کسی زمین موات کا احیار کرے تو آب مذکور مین ملاک سابقین کا یہ شخص شریک نہوگا اس لیے کہ اونکا حق سابق ہے اور اسکے لیے اوس پانی مین سے حصّہ دیا جائیگا جو اونکی حاجت سے فاضل رہے گا اور اسمین تردد ہو

تمّ احیاء الموات

فقط

كتاب اللقطة

الملقوط اما انسان او حيوان او غيرهما فالقسم الاول يسمى لقيطا وملقوطا ومنبوذا والنظر في ثلاثة مقاصد

الاول في اللقيط وهو كل صبي ضائع لا كافل له ولا ريب في تعلق الالتقاط بالطفل غير المميز وسقوطه في طرف البالغ العاقل وفي الطفل المميز تردد اشبهه جواز التقاطه لصغره وعجزه عن دفع ضرورته ولو كان له اب او جد او ام اجبر الموجود منهم على اخذه وكذا لو سبق اليه ملتقط ثم نبذه فاخذه آخر الزم الاول اخذه ولو التقط مملوكا لزمه حفظه وايصاله الى صاحبه

کتاب اللقطہ [لہ] لقطہ کا عرف فقہا مین اوس مال افتادہ اور طفل ضائع پر اطلاق کیا جاتا ہی جو کسی جگہ سے اوٹھا لیا جائے اور ملقوط (وہ مال افتادہ وطفل ضائع جو کسی مقام سے اوٹھا لیا جائے) کی باعتبار احکام تین قسمین ہین اوّل انسان دوم حیوان سوم وہ مال جو پہلی دونون قسمون کے علاوہ ہو جیسے طلا و نقرہ وغیرہ پس قسم اول (انسان) کو لقیط اور ملقوط اور منبوذ کہتے ہین اور یہ قسم تین مقصدون کے بیان کو مستدعی ہی

پہلا مقصد لقیط کے بیان مین لقیط سے وہ انسان ضائع مراد ہی جسکا کوئی کفیل نہو اور طفل غیر ممیز (جو تمیز نرکھتا ہو جیسے دو سالہ یا سہ سالہ) کے التقاط (اوٹھا لینا) سے حکم لقطہ کے متعلق ہونین کوئی شک نہین ہی جسطرح کہ بالغ عاقل کے التقاط سے حکم لقطہ کے ساقط ہونے مین کوئی کلام نہین ہی اسلیے کہ وہ اپنے نفس کو ضرر سے محفوظ رکھسکتا ہی اور آیا طفل ممیز (جو تمیز رکھتا ہو جیسے دہ سالہ و یازدہ سالہ) کے التقاط سے بھی احکام لقطہ متعلق ہونگے یا نہین اسمین تردد ہی لکن اوسکے التقاط کا جائز ہونا اشبہ ہی اسلیے کہ وہ صغیر السن ہی اور اپنے ضرر کے دفع کرنے سے عاجز ہی اور اگر کسی طفل ضائع کا باپ یا دادا یا اوسکی مان موجود ہو تو اوسکے اخذ کرنے پر مجبور کیا جائیگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی لقیط (انسان ضائع) کے اخذ کرنے مین سبقت کرے بعد از ان اوسکو چھوڑ دے اور کوئی دوسرا شخص اخذ کرلے تو شخص اوّل پر اوسکا اخذ کرنا لازم کیا جائیگا اسلیے کہ احکام التقاط اوس سے متعلق ہو چکے تھے لہذا اونکا استصحاب کیا جائیگا اور اوسکے چھوڑ دینے سے وہ احکام برطرف نہونگے کیونکہ اسپر کوئی دلیل نہین ہی اور اگر کوئی شخص کسی مملوک کا التقاط کرے تو اوسپر مملوک مذکور کی حفاظت لازم اور اوسکے مالک کے پاس پہونچا دینا واجب ہوگا اور ملتقط (اخذ کرنیوالا)

[لہ] اسلیے کہ وہ اوّلاً منبوذ (اندا ختہ) ہوتا ہی اور ثانیاً ملقوط و لقیط (برداشتہ) کا مصداق ہوتا ہے ۱۲

اگر او سکا تحکام (عکس یعنی لانا) صحیح نہوگا خواہ وہ مملوک لڑکا ہو یا لڑکی اور اگر مملوک مذکور
اوسکے پاس سے بدون تفریط بھاگ جائے یا بدون تفریط تلف ہو جائے تو ملتقط
اوسکا ضامن نہوگا اس لیے کہ وہ حکم امین رکھتا ہی اور اگر اوسکی تفریط سے
بھاگ جائے یا تلف ہو جائے تو ضامن ہوگا اور اگر تحقق تفریط مین مملوک مذکور کا مالک
اور ملتقط اختلاف کرین اور اونمین سے کسی کے پاس بینہ نہو تو قول ملتقط اوسکی
قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اور اگر مملوک مذکور پر ملتقط نے انفاق کیا ہو اور مقدار نفقہ کا
مالک مملوک سے وصول کرنا متعذر (دشوار) ہو تو بعوض نفقہ اوسکا فروخت کرنا صحیح ہوگا

دوسرا مقصد ملتقط کے بیان مین اور ملتقط کا احکام لقطہ کے متعلق ہو نمین
بالغ اور عاقل اور حر (آزاد) ہونا شرط ہی پس **التقاط طفل و مجنون** کے لیے
کوئی حکم نہوگا اور اسیطرح التقاط عبد (مملوک) پر بھی کوئی حکم مترتب نہوگا اسلیے کہ
منافع عبد پر اوسکے آقا کو تسلط ہوتا ہی جسکی وجہ سے اوسکو تحفظ لقیط پر قدرت
حاصل نہین ہوتی اور اگر عبد کو اوسکا آقا اجازت دے تو اوسکا التقاط کرنا صحیح ہوگا
اور اوس سے حکم لقطہ متعلق ہوگا جسطرح کہ آقا کو کسی لقیط کا اخذ کر کے حوالہ عبد کرنا
صحیح ہی اور جبکہ لقیط محکوم باسلام ہو تو اوسکے ملتقط کا مسلم ہونا بھی شرط ہوگا
یا نہین پس بعض علما نے فرمایا ہی کہ شرط ہوگا اسلیے کہ کافر کو اوس ملقوط پر تسلط نہین ہو سکتا
جو ظاہرا محکوم باسلام ہو علاوہ برین کافر کے ملقوط مسلم (جو بظاہر محکوم باسلام ہے)
کو برگشتہ از دین کر دینے سے امن حاصل نہین ہی اور اگر ملتقط فاسق ہو
تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ حاکم شرع کو لقیط کا اوس سے انتزاع کر کے کسی
عادل کے سپرد کرنا واجب ہوگا اس لیے کہ لقیط کے حضانت (تربیت) از قبیل

استیمان ہی اور فاسق مین صفت امانت مفقود ہی لکن انتزاع نکرنا اشبہ ہی اسلیے کہ مسلم مطلقا محل امانت ہی اور حضانت کا ائتمان حقیقی ہونا مسلم نہین ہی اور اشتراط عدالت خلاف اصل ہی علاوہ برین اگر ملتقط کا عادل ہونا شرط ہوتا تو کافر کو محکوم بکفر کا التقاط کرنا بھی جائز نہوتا حالانکہ وہ بلاخلاف جائز ہی اور اگر کسی لقیط کو وہ شخص بدوی (صحرانشین) اخذ کرے جسکو مقام التقاط (اخذ کرنا) پر استقرار نہو یا وہ شخص حضری (شہری) اخذ کرے جو مع لقیط سفر کرنیکا ارادہ رکھتا ہو تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ لقیط کا اوس کے ہاتھ سے انتزاع کر لینا واجب ہوگا اسلیے کہ اوسکے پاس باقی رکھنے مین نسب لقیط کے ضائع ہونیکا خوف ہی کیونکہ لقیط کا غالباً موضع التقاط ہی پر تفحص کیا جاتا ہی لکن اون دونون (بدوی ومرید سفر) کے التقاط کا جائز ہونا بے وجہ نہین ہی کیونکہ محل نزاع کو عموم ادلہ شامل ہی اور انتزاع کا واجب ہونا مخالف اصل ہی اور ہمارے یہان ملتقط کے لیے ولا نہین ہی لہذا ملتقط کو فقدان وارث کے صورت مین ولاء عتق وضمان جریرہ کیطرح اوسکی میراث کا استحقاق نہوگا (ہان ولاء التقاط کا قول بعض عامہ سے منقول ہی) بلکہ لقیط خود مختار ہی جسکو چاہے اپنا ضامن جریرہ مقرر کرے پس ضامن جریرہ کو عدم وارث کی صورت مین اوسکی میراث کا استحقاق ہوگا اور جبکہ ملتقط کے پاس کوئی ایسا حاکم شرع موجود ہو جو بیت المال سے لقیط پر اتفاق کر سکتا ہو تو اوس حاکم مذکور سے استعانت کرنا لازم ہوگا اور اگر حاکم شرع نہو تو مسلمین سے استعانت کرنا واجب ہوگا اور نفقہ کا بذل کرنا مسلمین پر لقیط کے لیے کفایۃً واجب ہوگا اسلیے کہ نفس محترمہ سے حالت قدرت مین ضرر کا دور کرنا لازم ہی اور ملتقط پر

استیمان ولا امانۃ للفاسق والا انہ لا ینتزع ولو التقطہ بدوی لا استقرار لہ فی موضع التقاطہ وحضری یرید السفر بہ قیل ینتزع من یدہ لانہ لا یؤمن من ضیاع نسبہ فانہ انما یطلب فی موضع التقاطہ والاوجہ الجواز ولا ولاء للملتقط علیہ بل ہو سائبۃ یتولی من شاء واذا وجد الملتقط سلطانا ینفق علیہ استعان بہ والا استعان بالمسلمین وبذل النفقۃ علیہم واجب علی الکفایۃ لوجوب دفع الضرورۃ

فان تعذر الامران انفق عليه الملتقط ورجع بها اذا انفق نوى الرجوع ولو انفق مع امكان الاستعانة بغيره او تبرع لم يرجع

اگرچہ لقیط کی حفاظت واجب ہی لکن اوسپر انفاق کرنا اوسیوقت واجب ہوگا جبکہ کوئی دوسرا شخص بہم نہ پہونچے اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ ضرورت کا دور کرنا تبرع (احسان کرنا) پر موقوف نہین ہی بلکہ بطور قرض یا بقصد رجوع انفاق کرنا دفع ضرورت کے لیے کافی ہی اور اگر دونون امر (انفاق حاکم وانفاق مسلمین) متعذر ہون تو ملتقط پر انفاق کرنا لازم ہوگا پس اگر بقصد رجوع انفاق کرے تو اوسکو لقیط سے اوسکی موسر ہونے کے بعد بقدار نفقہ کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور اگر بقصد تبرع انفاق کرے تو مطالبہ کرنا صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر اوسکو کسی دوسرے شخص سے استعانت کرنا ممکن ہو اور باوجود اسکے انفاق کرے تب بھی مطالبہ کرنا صحیح نہوگا اگرچہ بقصد رجوع انفاق کیا ہو

الثالث فی احکامه وهی مسائل الاولی قال الشیخ رحمه الله اخذ اللقیط واجب علی الکفایة لانه تعاون علی البر ولانه دفع ضرورة المضطر والوجه الاستحباب

تیسرا مقصد احکام لقیط کے بیان مین اور وہ کئی مسئلہ ہین پہلا مسئلہ شیخ الطائفہ رح نے فرمایا ہی کہ لقیط کا اخذ کرنا واجب کفائی ہی اسلیے کہ اوسکا اخذ کرنا از قبیل اعانت علی البر (امر خیر پر مدد کرنا) ہی کیونکہ وہ (لقیط) مضطر ہی جسکی ضرورت کا دفع کرنا لازم ہی لکن اوسکا مستحب ہونا بے وجہ نہین ہی اسلیے کہ اصل عدم وجوب ہی

الثانیة اللقیط یملک کالکبیر ویده دالة علی الملک کید البالغ لان له اهلیة التملک فاذا وجد علیه ثوب قضی له به وکذا ما یوجد تحته وفوقه وکذا ما یکون مشدودا فی ثیابه

دوسرا مسئلہ لقیط کو شخص کبیر کیطرح اہلیت ملک (مالک ہونے کی قابلیت) حاصل ہی اور اوسکا کسی نقد یا جنس وغیرہ پر قابض ہونا قبضہ بائع کیطرح اوسکے مملوک ہونے پر دلالت کرتا ہی اسلیے کہ اوسکو اہلیت تملک حاصل ہی پس جبکہ لقیط کے پاس کوئی کپڑا موجود ہو تو اوسپر ملک لقیط کا حکم کیا جائیگا اور اسیطرح اگر اوسکے نیچے کوئی کپڑا از قسم فرش وغیرہ یا اوسکے اوپر از قسم لحاف وغیرہ موجود ہو تو اوسپر بھی ملک لقیط ہی کا حکم کیا جائیگا اور اسیطرح اگر اوسکے کپڑے مین کوئی شی (جیسے دراہم و دینار وغیرہ) بندھی ہوئی ہو تو اوسپر بھی اوسی کی مملوک ہونیکا حکم کیا جائیگا

اور اسیطرح

ولو كان على دابة او جمل او وجد في خيمة او فسطاط قضي له بذلك وبما في البيت وكذا لو وجد في دار لا مالك لها وفيما بين يديه او الى جانبه تردد اشبهه انه لا يقضى له وكذا لو كان البعث على دكة وعليها متاع وعدم القضاء له هنا اوضح خصوصا اذا كان يد متصرف فيه

اور اسیطرح اگر لقیط کسی چوپایہ یا اونٹ پر سوار ہو یا کسی خیمہ یا خرگاہ مین موجود ہو تو اوسپر بھی اوسیکی ملکیت کا حکم کیا جائیگا اور اسیطرح جو اشیاء کہ خیمہ وغیرہ مین موجود ہون وہ بھی اوسیکی مملوک قرار دیجائینگی اور اسیطرح اگر وہ کسی ایسے مکان مین موجود ہو جسکا کوئی مالک معلوم نہو تو وہ مکان بھی اوسی کا مملوک قرار دیا جائیگا اور اگر کوئی شی لقیط کے سامنے یا اوسکے پہلو مین رکھی ہوئی ہو تو آیا اوسپر بھی ملک لقیط ہی کا حکم کیا جائیگا یا نہین؟ اسمین تردد ہی لیکن اوسپر ملکیت لقیط کا حکم نکرنا اشبہ ہی اسلیے کہ کسی شی کے سامنے یا پہلو مین ہونے سے قبضہ کا حکم کرنا مشکل ہی اور اصل عدم ملکیت ہی اور یہی بحث اوس صورت مین بھی جاری ہوگی جبکہ لقیط کسی دکہ (چبوترہ) پر بیٹھا ہو اور اوسپر کوئی متاع رکھی ہو بلکہ اس صورت مین ملکیت لقیط کا حکم نکرنا اوضح (ظاہرتر) ہے خصوصاً جبکہ متاع مذکور پر کسی شخص کا متصرف ہونا ملاحظہ ہو تیسرا مسئلہ اخذ لقیط کے وقت کسی کا شاہد کرنا واجب نہین ہی اسلیے کہ وہ امانت ہی پس مثل استیداع (امانت رکھنا) ہی جسمین شاہد کرنا واجب نہین ہی چوتھا مسئلہ جبکہ منبوذ (لقیط) کے پاس کوئی مال ہو تو ملتقط کو لقیط پر مال مذکور کے انفاق کرنے مین حاکم شرع کی اجازت کا حاصل کرنا ضرور ہوگا اسلیے کہ ملتقط کو اوسکے مال پر کوئی ولایت حاصل نہین ہی پس اگر بدون اجازت حاکم اوس مال مین سے انفاق کرنیکی طرف مبادرت (مسارعت) کریگا تو ضامن ہوگا اسلیے کہ یہ انفاق وہ تصرف ہی جو مال غیر مین بدون ضرورت واقع ہوا ہو اور اگر حاکم شرع کی اجازت کا حاصل کرنا متعذر (دشوار) ہو تو اوسمین سے لقیط پر انفاق کرنا جائز ہوگا اور ملتقط سے اوسکی ضمانت بھی متعلق نہوگی اسلیے کہ اس صورت مین ضرورت متحقق ہی پانچوان مسئلہ جو لقیط کہ دارالاسلام (وہ بلد جسمین احکام

الثالثة لا يجب الاشهاد عند اخذ اللقيط لانه امانة فهو كالاستيداع الرابعة اذا كان للمنبوذ مال افتقر الملتقط في الانفاق عليه الى اذن الحاكم لانه لا ولاية له في ماله فان بادر فانفق ضمن لانه تصرف في مال الغير ولو تعذر الحاكم جاز الانفاق عليه ولا ضمان لتحقق الضرورة الخامسة الملقوط في دار الاسلام

اسلام نافذ ہوتے ہون) سے اخذ کیا جائے وہ محکوم باسلام ہوگا اگرچہ اوسپر اہل کفر نے قبضہ کیا ہو بشرطیکہ اوسمین کوئی ایسا مسلم موجود ہو جس سے لقیط مذکور کی ولادت ممکن ہو اسلیے کہ اس صورت مین اوسکے مولود مسلم ہونیکا احتمال ہی اگرچہ بعید ہو تاکہ حکم اسلام کو حکم کفر پر غلبہ رہے اور اگر وسمین کوئی مسلم بصفت مذکورہ موجود نہو تو لقیط مذکور پر حکم رقیت (مملوک ہونا) جاری کیا جائیگا اور اسیطرح اگر کوئی لقیط دار الشرک (وہ بلد جسمین احکام اسلام نافذ نہوتے ہون) سے اخذ کیا جائے اور اوسمین کوئی ایسا مسلم موجود نہو جس سے لقیط مذکور کی ولادت کا احتمال ہو تو اوسپر بھی حکم رقیت جاری کیا جائیگا چھٹا مسئلہ جبکہ نسب لقیط مجہول ہو اور اوسکا کوئی شخص ضامن جریرہ بھی نہو تو اوسکا عاقلہ (دیت کا ادا کرنیوالا) ہمارے نزدیک فقط امام علیہ السلام قرار پائینگے تاوقتیکہ وہ صغیر السن ہی خواہ اوسنے عمداً جنایت کی ہو یا خطاءً اور اگر بالغ ہونے کے بعد کسی پر از راہ عمد جنایت کرے تو اوس سے قصاص لیا جائیگا اور اگر از راہ خطا جنایت کرے تو اوسکی دیت کا ادا کرنا امام علیہ السلام سے متعلق ہوگا اور اگر اوسکی جنایت شبیہ بعمد ہو تو دیت کا ادا کرنا اوسی کے مال سے متعلق ہوگا اور اگر لقیط صغیر السن (نابالغ) کو کوئی شخص عمداً قتل کرڈالے تو جانی (جنایت کرنیوالا) سے قصاص لیا جائیگا اور اگر خطاءً قتل کرے تو اوس سے دیت لی جائیگی اور اگر اعضاء لقیط مین سے کسی عضو پر کوئی شخص جنایت کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اوسکے لیے قصاص یا دیت کا اخذ کرنا صحیح نہ ہوگا اسلیے کہ لقیط کے نابالغ ہونے کی حالت مین معلوم نہین ہوسکتا کہ بالغ ہونے کے بعد اوسکی مراد کیا ہوگی اور لقیط صغیر اوس طفل

نابالغ کے مثل قرار دیا جائیگا جسکے عضو پر کسی شخص نے جنایت کی ہو پس جسطرح کہ طفل مذکور کے باپ یا حاکم شرع کو اوسکے لیے قصاص یا دیت کا اخذ کرنا صحیح نہین ہوتا اور اوسکے حق کا تا زمان بلوغ موخر کرنا لازم ہوتا ہی اسیطرح لقیط صغیر کے لیے بھی قصاص و دیت کا اخذ کرنا صحیح نہوگا اور تا زمان بلوغ اوسکے اخذ کرنیمین تاخیر کیجائیگی اور اگر قائل ہون کہ ولی طفل کو مراعات مصلحت کے ساتھ دیت کا اخذ کرنا جبکہ اوسپر ازراہ خطا جنایت ہوئی ہو یا قصاص کا اخذ کرنا جبکہ اوسپر ازراہ عمد جنایت ہوئی ہو جائز ہی تو خوب ہو اسلیے کہ اخذ حق مین باوجود تحقق سبب کے تاخیر کرنا بے معنی ہی اور ملتقط کو اخذ دیت و قصاص کا متولی ہونا صحیح نہین ہی اسلیے کہ اوسکو حضانت (تربیت) کے علاوہ لقیط پر کسی قسم کی ولایت نہین ہی **ساتوان مسئلہ** جبکہ لقیط کو اوسکے بالغ ہونے کے بعد کوئی شخص زنا کی نسبت دے اور اوسکی رقیت کا مدعی ہو اور لقیط مذکور اپنی حریت کا مدعی ہو پس شیخ الطائفہ رح کے اس مسئلہ مین دو قول ہین اول یہ کہ قاذف (زنا کی نسبت دینے والا) پر حد نہوگی اسلیے کہ لقیط کے حریت کا حکم یقینی نہین ہی بلکہ ظاہری ہی جسمین احتمال خلاف بھی موجود ہی پس اسصورت مین وہ اشتباہ متحقق ہوگا جسکی وجہ سے حد ساقط ہوجاتی ہی دوم یہ کہ قاذف پر حد جاری کیجائیگی اسلیے کہ لقیط ظاہر الحکم بحریت ہی اور امور شرعیہ غالبا ظاہر ہی پر منوط (متعلق) ہین لہذا اوسپر حد جاری کیجائیگی جسطرح کہ جانی لقیط پر قصاص ہوتا ہی اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی **آٹھوان مسئلہ** اگر کوئی لقیط اپنے مملوک ہونیکا اقرار کرے تو مقبول ہوگا بشرطیکہ وہ بالغ رشید ہو اور اوسکی حریت معلوم نہو اور وہ خود بھی قبل ازین اپنی حریت کا مدعی نہوا ہو اسلیے کہ عقلا

ولا ينقض لها بولاية
ولا الينا احد ويتوقع
حقه الى بلوغه
ولو طلب جواز
استيفاء الولي
الدية مع الغبطة
ان كانت خطاء و
القصاص ان كانت
عمدا كان حسنا
اذ لا معنى للتاخير
مع وجود السبب
ولا يتولى ذلك الملتقط
اذ لا ولاية له في
غير الحضانة
السابعة
اذا بلغ فقذفه
قاذف وقال
انت رق فقال
بل حر فللشيخ رح
فيه قولان
احدهما لا حد لان
الحكم بالحرية غير
متيقن بل على
الظاهر وهو
محتمل فيتحقق
الاشتباه الموجب
لسقوط الحد و
الثاني عليه الحد
تعويلا على الحكم
بحريته ظاهرا
والامور الشرعية
منوطة بالظاهر
فيثبت الحد
كثبوت القصاص
والاخير اشبه
الثامنة
يقبل اقرار
اللقيط على
نفسه بالرق
اذا كان بالغا
رشيدا ولم يعرف
حريته ولا كان
مدعيا لها

کا اقرار اوسکے ضرر پر مقبول ہوتا ہی نوان مسئلہ اگر کوئی شخص اجنبی کسی لقیط کی بنوت (ولدیت) کا مدعی ہو تو اوسکا قول مقبول ہوگا جبکہ مدعی باپ ہو اگرچہ کوئی بیّنہ قائم نکرے اسلیے کہ لقیط مجہول النسب ہو پس مدعی مذکور اوسکے ساتھ بہ نسبت باقی لوگون کے احق ہوگا خواہ وہ مدعی حر (آزاد) ہو یا عبد مسلم ہو یا کافر اور اسیطرح اگر مدعی مذکور زن ہو تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر قائل ہون کہ محض اقرار سے اوسوقت تک نسب ثابت نہوگا جبتک کہ لقیط اپنے بالغ اور رشید ہونے کے بعد اوسکی تصدیق نکرے تو خوب ہو اور جبکہ کوئی لقیط دار الاسلام مین موجود ہو تو اوسکی رقیت (مملوک ہونا) اور کفر کا حکم نکیا جائیگا اور بعض علمار نے فرمایا ہی کہ اگر کوئی کافر اوسکی بنوت (ولدیت) پر بیّنہ قائم کردے تو اوسکے کفر کا والا اسلام کا حکم جاری کیا جائیگا اسلیے کہ وہ دار الاسلام مین پایا گیا ہی اگرچہ اوسکا نسب بوجہ بیّنہ کافر سے لحق ہو جائے اور قول اول اولی ہی اسلیے کہ قول بیّنہ کو تبعیت دار الاسلام کی بہ نسبت قوت ہی اور اسی مقام سے احکام نزاع بھی ملحق کیے جاتے ہین جسکا بیان پانچ مسئلون مین کیا جاتا ہی پہلا مسئلہ اگر مقدار انفاق مین مابین لقیط و ملتقط اختلاف واقع ہو تو مقدار متعارف کی بہ نسبت ملتقط کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اور اگر مقدار متعارف سے زائد کا مدعی ہو تو زیادتی کی نفی مین قول ملقوط کا اعتبار کیا جائیگا اسلیے کہ اصل عدم زیادتی ہی اور اگر اصل انفاق کا انکار کرے تو ملتقط کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اور اگر لقیط کے پاس کچھ مال موجود ہو اور ملتقط اوسکے انفاق کا مدعی ہو اور لقیط اسکا انکار کرے تب بھی ملتقط ہی کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اسلیے کہ مال مذکور کا وہ امین ہی جسکی طرف صورت انکار مین فقط قسم متوجہ ہوتی ہی دوسرا مسئلہ اگر التقاط طفل مین دو شخص باہم نزاع کرین اور ہر ایک شخص اوسکے التقاط کا مدعی ہو اور اپنے حق حضانت کو دوسرے

کے لیے ترک کرے اور شرائط التقاط مین وہ دونون مساوی ہون تو قرعہ ڈالا جائیگا
اسلیے کہ عدم رجحان مفروض ہو اور اون دونون کا شریک کر دینا باوقات ضرر طفل
کو مستلزم ہوتا ہو لکن حق حضانت مین اون دونون کے مشترک رہنے کا بھی احتمال ہو بشرطیکہ
ضرر طفل کا تحفظ ممکن ہو ہان اگر ضرر کا تحفظ ممکن نہو تو قرعہ معین ہوگا اور اگر اون دونون
مین سے ایک شخص اپنے حق حضانت کو دوسرے کے لیے چھوڑ دیوے تو صحیح ہوگا اور
اوسکے چھوڑ دینے مین حاکم شرع کی اجازت کا حاصل کرنا لازم نہوگا اسلیے کہ ثبوت حضانت
اونھین دونون مین منحصر ہو تیسرا مسئلہ جبکہ کسی طفل کو دو شخص التقاط کرین اور
ہر ایک مین شرائط التقاط اسطرح مجتمع ہون کہ اگر وہ تنہا التقاط کرتا تو طفل مذکور اوسیکے
پاس باقی رکھا جاتا اور اخذ طفل مین وہ دونون نزاع کرین تو قرعہ ڈالا جائیگا خواہ وہ
دونون شخص موسر (خوشحال) ہون یا اونھین سے ایک شخص موسر اور دوسرا معسر
(تنگدست) ہو اور خواہ وہ دونون حاضر ہون یا اونھین سے ایک شخص حاضر ہو اور دوسرا
غائب اور اسیطرح اگر اون دونون مین سے ایک شخص کافر اور دوسرا مسلم ہو تب بھی
قرعہ ڈالا جائیگا بشرطیکہ طفل ملقوط محکوم بکفر ہو اسلیے کہ ہر ایک کو اہلیت حضانت حاصل ہو
اور اگر اون دونون مین سے ایک شخص طفل مذکور کے لیے کسی علامت کو بیان کرے
(جیسے اوسکا خالدار ہونا) تو اوسکے موافق حکم نکیا جائیگا بلکہ فقط قرعہ سے ترجیح دینا معین
رہیگا چوتھا مسئلہ جبکہ طفل ملقوط کی بنوت (ولادت) کا دو شخص دعوے کرین اور اونھین
سے ایک شخص کے پاس بینہ موجود ہو تو اوسکے موافق حکم کیا جائیگا اور اگر دونون کے
پاس بینہ موجود ہو تو قرعہ ڈالا جائیگا اور اسیطرح اگر اون دونون مین سے کسی کے
پاس بینہ موجود نہو تب بھی قرعہ ڈالا جائیگا اور اگر اون دونون مین سے ایک شخص نے

ثم تساویا
في التقاطه
اقرع بینهما
اذ لا رجحان
و جعلاه
الاشتراک فیه لو
ترک احدهما
للاخر صح و
لم یفتقر الی
الی اذن الحاکم
لان ثبات
الحضانة لهما
بیدهما

الثالثة
اذا التقطه
اثنان و کل
واحد منهما
لو انفرد اقر
في یدیه و
ان تشاحا
فیه اقرع
بینهما سواء
کانا
موسرین او
احدهما
حاضرین
او احدهما
و کذا ان کان
احد الملتقطین
کافرا اذا کان
الملقوط کافرا و
لو وصف احدهما
فیه علامة لم یحکم
له الرابعة
اذا ادعی
بنوته اثنان
فان کان
لاحدهما
بینة حکم
بها و ان اقاما
لکل واحد
منهما بینة
اقرع بینهما
و کذا لو
لم یکن
لاحدهما
بینة و کان
الملتقط

اوسکا التقاط کیا ہو تو اوسکے قبضہ کو ثبوت بنوت مین کوئی دخل نہوگا اسلیے کہ قبضہ کے لیے ثبوت نسب مین کوئی حکم نہین ہوتا بخلاف مال کے کہ قبضہ کے لیے اوسمین اثر ہوتا ہے

پانچوان مسئلہ جبکہ کسی طفل ملقوط کی بنوت مین کافر اور مسلم یا حر اور عبد اختلاف کرین تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ مسلم کو کافر پر اور حر کو عبد پر ترجیح دیجائیگی اسلیے کہ مسلم وحر کو غلبہ حاصل ہے اور اسمین تردد ہے اسلیے کہ محض اسلام وحریت کا ثبوت نسب مین فی نفسہٖ ترجیح ہونا ثابت نہین ہوا اور اقرار سب مین وہ سب مساوی ہین لہذا بدون بینہ کسیکو ترجیح نہونی چاہیے۔

دوسری قسم حیوان ملتقط (برداشتہ) کے بیان مین اور اسمین تین امر قابل بیان ہین

ماخوذ- آخذ- حکم- **امر اول-** ماخوذ کے بیان مین پس ماخوذ سے ہر وہ حیوان مملوک وضائع مراد ہے جسپر کوئی شخص قابض نہو اور وہ اخذ کیا جائے اور اوسکو ضالہ کہتے ہین اور اوسکا صورت جواز مین اخذ کرنا مکروہ ہے مگر جبکہ اخذ نکرنے مین اوسکے تلف ہونے کا خوف ہو تو اخذ کرنا بدون کراہت مباح ہے اور وقتِ اخذ کسی شخص کا شاہد کر دینا سنت ہے اسلیے کہ ملتقط کو طمع کے حادث ہونے یا کسی حادثہ کے پیش آجانے سے امن حاصل نہین ہوتا علاوہ برین شاہد کرنے مین ملتقط سے تہمت بھی مرتفع ہو جاتی ہے پس شتر ضال کا اوس صورت مین اخذ کرنا جائز نہین ہے جبکہ وہ آب وگیاہ مین موجود ہو یا صحیح وتندرست ہو اور آب وگیاہ تک اوسکا چلا جانا ممکن ہو اسلیے کہ رسولخدا صلعم نے ارشاد فرمایا ہے خفہ حذاؤہ وکرشہ سقاؤہ فلا تہجہ (اوسکا سم اوسکی کفش ہے اور اوسکا شکنبہ اوسکی مشک ہے پس اوسکو برانگیختہ نکرو) پس اگر کوئی شخص اوسکو اخذ کریگا تو ضامن ہوگا اور بعد اخذ اوسکے چھوڑ دینے سے بری الذمہ نہوگا ہان اگر اوسکے مالک کے سپرد کر دیگا تو بری الذمہ ہو جائیگا اور اگر اوسکا مالک مفقود ہو تو اوسکو حاکم شرع کے سپرد کریگا کیونکہ وہ

وہ مصالح مسلمین کے لیے منصوب ہو پس اگر حاکم شرع کے پاس کوئی چراگاہ موجود ہوگی تو شتر
مذکور کو براعات مصلحت اوسمین چھوڑ دیگا اور اگر چراگاہ نہو تو اوسکو فروخت کریگا اور
قیمت کو مالک شتر کے لیے محفوظ رکھیگا اور دابۂ ضالہ (اسپ گم شدہ) کا بھی یہی حکم ہو اور آیا
بقر و حمار کا بھی یہی حکم ہوگا یا نہین اسمین تردد ہو لیکن اون دونون کا مساوی شتر ہونا
اظہر ہو اسلیے کہ اخذ شتر کی جو ممانعت حدیث شریف مین وارد ہوئی ہو اوسکے فحوی سے
یہی مفہوم ہوتا ہو (یعنے مساوی اشتر ہونا) اور اگر شتر کو کوئی شخص ایسے مقام مشقت پر چھوڑ دے جہان آب و گیاہ
موجود نہو تو اوسکا اخذ کرنا جائز ہوگا اسلیے کہ وہ بمنزلۂ تالف (ہلاک شدہ) ہو اور
جو شخص کہ اوسکو اخذ کریگا وہ اوسکا مالک ہو جائیگا اور اوسکا ضامن بھی نہوگا کیونکہ وہ
شی مباح کا حکم رکھتا ہو اور اسیطرح اگر کوئی شخص دابہ (فرس) اور بقر اور حمار کو ایسے
مقام مشقت پر چھوڑ دیوے جہان آب و گیاہ میسر نہو تو اونکا بھی یہی حکم ہوگا اور اگر
شاۃ ضالہ (گوسپند) کسی بیابان مین موجود ہو تو اوسکا اخذ کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ وہ
چھوٹے درندون سے بھی اپنی حفاظت نہین کرسکتے لہذا وہ معرض تلف مین ہو اور
آخذ شاۃ کو اختیار ہو چاہے تملک کا قصد کرے اور مالک شاۃ کے لیے ضامن رہے جو
خالی از تردد نہین ہو اسلیے کہ وہ شی مباح کا حکم رکھتی ہو اور چاہے اوسکو اپنے قبضہ مین
مالک کے لیے بطور امانت باقی رکھے جس مین وہ ضامن نہین ہوتا اور چاہے اوسکو
حاکم شرع کے سپرد کرے تاکہ وہ اوسکی حفاظت کرے یا اوسکو فروخت کرکے اوسکی قیمت کو
مالک کے پاس پہونچا دے اور اسیطرح جو حیوان کہ درندۂ صغیر سے اپنی حفاظت نکرسکتا ہو
(جیسے بچۂ شتر و گاؤ و اسپ و خر وغیرہ) اوسپر بھی حکم شاۃ جاری کیا جائیگا اور اسمین
تردد ہو اسلیے کہ حیوانات مذکورہ بالخصوص منصوص نہین ہین پس اونکا شاۃ ضالہ سے

ملحق کرنا از قبیل قیاس ہی جو ہمارے نزدیک جائز نہین ہو اور اگر ہرن یا گورخر کے بچے مملوک ہونے کے بعد گم ہو جائین تو اونکا اخذ کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ مال مسلم محترم ہو لہذا اوسمین تصرف کرنا جائز نہوگا تاوقتیکہ کسی دلیل معتبر سے اوسکی اباحت ثابت نہو علاوہ برین بچہ ہائے مذکورہ سرعت عدو (دوڑنا) کیوجہ سے اپنی حفاظت کر سکتے ہین اور آب و گیاہ و بیابان سے سیر و سیراب ہو سکتے ہین اور اگر آبادی مین حیوانات گم شدہ موجود ہون تو اونکا اخذ کرنا مباح نہوگا خواہ اپنی حفاظت کر سکتے ہون جیسے شتر و گاؤ وغیرہ یا نہ کر سکتے ہون جیسے بچۂ شتر و گاؤ اور اگر کوئی شخص اونکو آبادی مین اخذ کریگا تو اوسکو خیار ہوگا چاہے مالک کے لیے اونکو بطور امانت اپنے پاس رہنے دے اور اس صورت مین آخذ کو اونپر انفاق کرنا لازم ہوگا اور مالک سے اوس نفقہ کا مطالبہ کرنا صحیح نہوگا اور چاہے اونکو حاکم شرع کے سپرد کر دے اور اگر حاکم شرع تک اوسکا پہونچنا متعذر ہو تو اوسکو حیوانات مذکورہ پر انفاق کرنا لازم ہوگا اور مالک سے مقدار نفقہ کے مطالبہ کرنیکا اوسکو استحقاق حاصل ہوگا اور اگر آبادی مین کوئی شاۃ ضالہ موجود ہو اور کوئی شخص اوسکو اخذ کرے تو شاۃ مذکورہ کو تین روز تک اپنے پاس محفوظ رکھیگا پس اگر تین روز تک اوسکا مالک پیدا نہو تو واجد (پانیوالا) کو اوسکا فروخت کرنا اور اوسکی قیمت کے ساتھ تصدق کرنا صحیح ہوگا اور کلب صید (سگ شکاری) کا التقاط کرنا جائز ہی اور ملتقط پر سال بھر تک اوسکی تعریف لازم ہوگی اور سال بھر کے بعد اوسکو سگ مذکورہ سے منتفع ہونا صحیح ہوگا اور صورت تلف مین مالک کے لیے اوسکی قیمت کا ضامن ہوگا امر دوم واجد (پانیوالا) کے بیان مین اور ہر بالغ عاقل کو ضالہ (حیوان گم شدہ) کا اخذ کرنا صحیح ہی اور آیا طفل نابالغ اور مجنون کو بھی اوسکا اخذ کرنا صحیح ہی یا نہین پس شیخ علیہ الرحمہ نے

ولا یوخذ الغزلان ولا الیحامیر اذا ملکا ثم ضلا لانها للعصمة الاسلام ولا فتقاد امتناعها عن السباع بسرعة العدو ولو وجد الضوال فی العمران لم یحل اخذها ممتنعة کانت کالابل او لم یکن کالصغیر من الابل والبقر ولو اخذها کان بالخیار بین امساکها لصاحبها امانة وعلیه نفقتها من غیر رجوع بها و بین دفعها الی الحاکم ولو لم یجد حاکما انفق ورجع بالنفقة وان کان شاة حبسها ثلاثة ایام فان لم یجد صاحبها باعها وتصدق بثمنها والواجد یجوز التقاط کلب الصید ویلزم تعریفه سنة ثم ینتفع به ویضمن اذا تلف ان جاء صاحبه

الثانی فی الواجد ویصح اخذ الضالة لکل بالغ عاقل اما الصبی والمجنون فقطع الشیخ

جواز اخذ پر قطع (جزم) فرمایا ہی اسلیے کہ اوسکا اخذ کرنا اکتساب مال کی قبیل سے ہی جسکا اون دونون سے واقع ہونا صحیح ہی اور اونکے ولی کو مال لقطہ کا اون دونون سے انتزاع کرنا اور سال بھر تک تعریف کرنا واجب ہوگا پس اگر سال بھر کے بعد اوسکا مالک پیدا نہوا اور طفل و مجنون کے لیے اوسکے مالک ہونے اور مالک کے واسطے ضامن رہنے مین کوئی فائدہ و مصلحت ہو تو ولی کو ضمانت کے ساتھ مال لقطہ کا اونکی ملک مین داخل کرنا معیّن ہوگا اور اگر اس مین کوئی فائدہ و مصلحت اونکے لیے نہو تو ولی کو اوسکا بطور امانت باقی رکھنا اور حفاظت کرنا لازم ہوگا اور آیا عبد کا بدون اذن مالک التقاط کرنا جائز ہی یا نہین اسمین تردد ہی لکن اوسکا جائز ہونا اشبہ ہی اسلیے کہ عبد کو حفظ مال کی اہلیت حاصل ہی اور آیا واجد حیوان کا مسلم ہونا بھی شرط ہی یا نہین اشبہ عدم اشتراط ہی اسلیے کہ کافر مین حیوان کی تعریف کرنے اور بطور امانت باقی رکھنے اور ضمانت کے ساتھ مالک ہونے کی قابلیت حاصل ہی اور واجد حیوان کا عادل ہونا بطریق اولی شرط نہین ہی امر سوم احکام ضالہ کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ آخذ کو ایسے حاکم شرع کے پاس پہونچنا متعذر ہو جو ضالہ پر انفاق کرے تو اوسکو اپنے پاس سے انفاق کرنا واجب اور مالک ضالہ سے مقدار نفقہ کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ اوسکو مطالبہ کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ صورت مذکورہ مین اوسپر حیوان کا محفوظ رکھنا واجب ہی جو بدون انفاق تمام نہین ہوسکتا اور فعل واجب پر عوض کا مطالبہ جائز نہین ہی لکن مطالبہ کا صحیح ہونا بوجہ نہین ہی تاکہ التقاط کیوجہ سے آخذ کیطرف کوئی ضرر عائد نہو اس لیے کہ ضرر ملتقط اوسکے عدم اخذ کو مقتضی ہی جس مین لقطہ اور مالک کا ضرر لازم آتا ہی اور فعل واجب پر عوض کا مطالبہ اوسوقت جائز نہین ہی جبکہ اجازت مالک حاصل نہو اور یہ مقام پر شارع علیہ السلام

بحمله الله فيهما وبالجواز فيه وبيدله انما ... وفي ... فلا والى الولي ويتولى التعريف عنهما سنة فان لم يكن الغبطة في تملكه تضمينه ابقاها في يد الولي امانة وفي العبد تردد اشبهه الجواز لانه اهل للحفظ وهل يعتبر الاسلام فيه اشبهه لا واولى منه بعدم الاشتراط العدالة

الثالث في الاحكام وهي مسائل الاولى اذا لم يجد الاخذ سلطانا ينفق على الضالة انفق من نفسه و رجع به وقيل لا يرجع لانه عليه الحفظ وهو لا يتم الا بالانفاق ... الضرر بالالتقاط

کیونکہ سے اجازت التقاط کا حاصل ہونا اجازت مالک کے قائم مقام ہی دوسرا مسئلہ جبکہ لقطہ کے لیے کوئی منفعت موجود ہو جیسے سوار ہونا یا صوف وشیر وغیرہ کا حاصل ہونا یا خدمت لینا تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین ارشاد فرمایا ہی کہ ملتقط کے لیے یہ منفعت اوسکے انفاق کے مقابل قرار پائیگی خواہ اوسکے مساوی ہو یا نہو اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ نفقہ اور قیمت منفعت مین نظر کیجائیگی اور ملتقط و مالک حیوان کو باہم مقاصہ کرنا صحیح ہوگا تاکہ اون دونون مین سے کسی پر ظلم نہونے پائے اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی تیسرا مسئلہ اخذ ضالہ سے حول تعریف کے بعد اوسکی ضمانت متعلق نہوگی ہان اگر اوسکے تملک کا قصد کریگا تو ضامن ہوگا اور اگر اوسکی حفاظت کا قصد کریگا تو بدون تعدی و تفریط اوسکا ضامن نہوگا اسلیے کہ وہ امین ہی اور اگر قصد تملک کے بعد اوسکی حفاظت کا قصد کریگا تو ضمانت باقی رہیگی اور اگر قصد حفاظت کے بعد اوسکے تملک کا قصد کریگا تو ضمانت لازم ہوگی چوتھا مسئلہ شیخ الطائفہ رہ نے فرمایا ہی کہ مملوک بالغ یا مراہق (قریب البلوغ) کا اخذ کرنا صحیح نہوگا اور مملوک مذکور پر اوس ضالہ کا حکم جاری کیا جائیگا جو اپنے نفس کی حفاظت پر قادر رہتا ور مملوک صغیر کا اخذ کرنا صحیح ہوگا اور یہ قول خوب ہی اسلیے کہ مملوک صغیر معرض تلف مین ہوتا ہی پانچوان مسئلہ اگر کوئی شخص (زید) اپنے شہر کے علاوہ کسی دوسرے بلد مین کسی شخص (عمر) کے پاس اپنے غلام کے موجود ہونیکا مدعی ہو بعد ازان وہ شخص (زید) ایسے شاہدون (خالد و بکر) کو حاکم کے پاس حاضر کرے جنھون نے غلام مذکور کے اوصاف کو اوسکے شہود (حامد و محمود) سے سنا ہو تو فقط اس شہادت کی بنا پر غلام مذکور کا اوس شخص (زید) کے حوالہ کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ اوصاف کے مساوی اور مشترک ہونیکا

ويكلف احضار الشهود ليشهد بالعين ولو تعذر احضارهم لم يجب حمل العبد الى بلدهم ولا بيعه على من يحمله اليه ولو رأى الحاكم حمله كان جائزا ولو تلف قبل الوصول او بعده ولم يثبت دعواه ضمن قيمته واجرة

بھی استمال ہو بلکہ مدعی مذکور (زید) کو اصلی شہود (حامد و محمود) کے حاضر کرنے کی تکلیف دیجاویگی تاکہ وہ عین غلام کے مشاہدہ کرنے کی شہادت اداکریں اور اگر اون شہود (حامد محمود) کا حاضر کرنا متعذر ہو تو قابض غلام پر اوسکا اونکے بلد تک پہونچا دینا یا اوسکا خود مدعی کسی ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کردینا واجب نہوگا جو اونکے بلد تک پہونچا دیوے اسلیے کہ اوسپر کوئی حق ثابت نہیں ہو ہان اگر حاکم کے نزدیک ارسال غلام مین کوئی مصلحت ہو تو اوسکے قابض کا ارسال غلام پر مامور کرنا جائز ہوگا اور اگر وہ غلام قبل وصول یا بعد وصول تلف ہوجائے اور ہنوز مدعی (زید) کا دعوی ثابت نہوا ہو تو اوس پر قیمت غلام اور اجرت ارسال کی ضمانت متعلق ہوگی قسم سوم جس مین لقطہ بالمعنی الاخص (مال صامت جیسے طلا و نقرہ و پارچہ و جواہر وغیرہ) کا بیان کیا جاتا ہو اور اوسمین تین امر قابل ذکر ہین پہلا امر لقطہ سے وہ مال ضائع مراد ہو جو کسی مقام سے اخذ کیا گیا ہو اور اوسپر کوئی شخص قابض نہو پس جس مال کی قیمت ایک درہم سے کم ہو اوسکا اخذ کرنا اور اوسکے ساتھ منتفع ہونا بدون تعریف جائز ہو اور جس مال کی قیمت اوس سے زائد ہو پس اگر حرم مین موجود ہو تو بعض علمار نے فرمایا ہو کہ اوسکا اخذ کرنا حرام ہوگا اور بعض علمار نے فرمایا ہو کہ مکروہ ہوگا اور یہی قول اشبہ ہو اور لقطہ حرم کا بدون قصد تعریف اخذ کرنا حلال نہین ہو اور سال بھر تک اوسکی تعریف کرنا واجب ہو پس اگر اوسکا مالک پیدا ہو تو اوسکے سپرد کرنا لازم ہوگا والا اوسکے ساتھ تصدق کرنا یا اوسکا بطور امانت باقی رکھنا متعین ہوگا اور آخذ کے لیے اوسکا تملک کرنا صحیح نہین ہو اور اگر حول تعریف کے بعد آخذ اوسکے ساتھ تصدق کردے بعد ازان اوسکا مالک تصدق پر راضی نہو تو آیا آخذ سے اوسکی ضمانت متعلق ہوگی یا نہین اسمین دو قول ہین لکن اون دونون مین اوسکے

القسم الثالث وهو في اللقطة بالمعنى الاخص الامر الاول اللقطة كل مال ضائع اخذ ولا يد عليه فان كان دون الدرهم جاز اخذه والانتفاع به بغير تعريف وان كان ازيد من ذلك فان وجد في الحرم قيل يحرم وقيل يكره وهو اشبه ولا يحل اخذه الا لانشاد تعريفها حولا فان جاء صاحبها والا تصدق بها او استبقاها امانة وليس له تملكها ولو تصدق بعد الحول فكره المالك ففيه قولان

ضامن نہونیکا قول ارجح ہی اسلیے کہ مال مذکور اوسکے پاس بطور امانت موجود تھا
جسکو اوسنے بوجہ مشروع صرف کیا ہی اور اگر مال مذکور کو کوئی شخص غیر حرم سے اخذ کرے تو
(یعنی لقطہ کی اوس مقدار کو جو درہم کے مساوی یا اوس سے زائد ہو ۱۲)
سال بھر تک اوسکا تعریف کرنا لازم ہوگا بشرطیکہ سال بھر تک وہ مال باقی رہ سکتا ہو جیسے
کپڑا اور متاع اور سونا اور چاندی وغیرہ اور انقضاء سال کے بعد آخذ کو ضمانت قیمت
کے ساتھ اوسکے تملک کرنے اور از جانب مالک اوسکے ساتھ تصدق کرنے اور بدون ضمانت
اپنے پاس مالک کے لیے بطریق امانت باقی رکھنے مین اختیار حاصل ہوگا اور جس صورت مین کہ
مال لقطہ کے ساتھ تصدق کیا جائے اور مالک مال حاضر ہوکر اوسپر راضی نہو تو ملتقط پر
اوسکی مثل یا قیمت کی ضمانت متعلق ہوگی اور اگر سال بھر تک وہ مال باقی نہ رہ سکتا ہو جیسے
طعام وغیرہ تو آخذ کو اپنے نفس پر اوسکی قیمت کا مقرر کرنا اور اوس سے منتفع ہونا جائز ہوگا
اور اوسکو مال مذکور کا حاکم شرع کے سپرد کردینا بھی صحیح ہی اور اس صورت مین ضامن
بھی نہوگا اور اگر مال لقطہ اپنے باقی رہنے مین علاج کا محتاج ہو جیسے خرماے تازہ کہ
اوسکو خشک کرنے کی حاجت ہوتی ہی تو آخذ کو اوسکی خبر کا حاکم شرع تک پہونچانا معین ہوگا
تاکہ حاکم شرع اوسمین سے بعض مال کو فروخت کرکے باقی مال کی اصلاح مین صرف کرے
اور اگر حاکم کے نزدیک مجموع مال کے فروخت کرنے اور اوسکی قیمت کے تعریف کرنے مین
کوئی فائدہ ہو تو جائز ہوگا اور آیا نعلین اور مطہرہ آب (وہ ظرف چرمی ہی جس مین طہارت
کے لیے پانی لیا جاتا ہی) اور تازیانہ کا التقاط کرنا بھی جائز ہی یا نہین اس مین اختلاف ہی
لکن اوسکا جائز ہونا اظہر ہی اگرچہ مکروہ ہی اور اسیطرح عصا اور میخ اور ریسمان اور
زانوبند شتر وغیرہ (جن آلات کا نفع زائد اور قیمت کم ہو) کے التقاط مین بھی خلاف
ہی اور اوسکا مکروہ ہونا اظہر ہی اور لقطہ کا مطلقًا (درہم سے زائد ہو یا نہو)

اخذ کرنا ہر شخص کے لیے اور خصوص فاسق کے لیے مکروہ ہو اور اوس فاسق کے لیے التقاط کرنیمین

کراہت زائد ہی جو تنگدست بھی ہو اور لقطہ پر شاہد کر لینا مستحب ہو اور اس مقام پر

پانچ مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ جو مال کسی بیابان یا ایسے مکان خراب مین موجود ہو

جسکے اہل ہلاک ہوگئے ہون تو واجد (پانے والا) کو اوسکا استحقاق حاصل اور بدون تعریف

اوسکے ساتھ منتفع ہونا صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی مال کو ایسی زمین مین مدفون پائے

جسکا کوئی مالک اور بائع نہو تو اوسکا استحقاق بھی واجد ہی کے لیے حاصل ہوگا اور تعریف کی

حاجت نہوگی اور اگر اوس زمین کے لیے کوئی مالک یا بائع موجود ہو تو اوسکی تعریف کریگا پس اگر

مالک خواہ بائع نے اوسکے اوصاف مشخصہ کو بیان کردیا تو وہ اوسکے ساتھ احق (سزاوار تر) ہوگا

والا اوسکا استحقاق خود واجد کو حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر چارپائے کے شکم مین کوئی مال موجود ہو

اور بائع اوسکے اوصاف و علامات کو بیان کرے تو وہ بھی واجد ہی کا مال ہوگا لیکن اگر کوئی

مال شکم ماہی مین موجود ہو تو اوسکا استحقاق واجد کو حاصل ہوگا اسلیے کہ بائع کو اوسپر مطلع

نہونے کیوجہ سے اوسکے تملک کا قصد نہین ہوتا دوسرا مسئلہ اگر کسی شخص کے پاس کوئی

دزد (چور) کسی مال کو امانت رکھے اور اُس شخص کو مال مذکور کا ملک مودع سے نہونا معلوم ہو

تو اوس مال کا مودع پر رد کرنا جائز نہوگا خواہ مسلم ہو یا کافر اسلیے کہ وہ غاصب ہو پس اگر

مال مذکور کا مالک معلوم ہو جائے تو اوسکے حوالہ کرنا معین ہوگا والا اوسپر حکم لقطہ جاری کیا جائیگا

تیسرا مسئلہ اگر کسی شخص کے مکان یا صندوق مین کوئی مال موجود ہو اور اوسکو مال مذکور کا

مالک معلوم نہو پس اگر اوسکے مکان مین کوئی دوسرا شخص بھی داخل ہوتا ہو یا اوسکے صندوق مین

کوئی دوسرا شخص بھی تصرف کرتا ہو تو اوس مال پر حکم لقطہ متعلق ہوگا والا اوسپر اوسی کی ملک کا

حکم کیا جائیگا چوتھا مسئلہ حول تعریف کے گذرنے سے قبل مال لقطہ ملک ملتقط مین داخل نہین ہوتا

او يتصرف في الصندوق سواه فهو لقطة وان لم يكن كذلك فهو له

الرابعة لا يملك اللقطة قبل الحول

ولو نوى ذلك
ولا بعد الحول
ما لم يقصد
التملك قبل
ملكها بعد التعريف
ولا ان يقصد
وهو بعيد
الخامسة
قال الشيخ رح
الملتقط تضمن
مطالبة المالك
لانه التملك
وهو بعيد لان

اگرچہ اوسکے تملک کا قصد بھی کرلے اور اسیطرح حول تعریف کے بعد بھی اوسوقت تک ملک ملتقط مین داخل نہین ہوتا جبتک کہ وہ اوسکے تملک کا قصد نکرے اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ حول تعریف کے بعد اوسکی ملک مین قہراً داخل ہوجاتا ہو اگرچہ قصد تملک نکیا ہو اور یہ قول بعید ہو **پانچوان مسئلہ** شیخ الطائفہ رح نے فرمایا ہو کہ ملتقط سے مال لقطہ کی ضمانت اوسوقت متعلق ہوتی ہو کہ جب اوسکا مالک مطالبہ کرے اور محض اوسکے تملک کے نیت کرنے سے متعلق نہین ہوتی اور یہ قول بعید ہو اسلیے کہ مطالبہ کرنا استحقاق مالک پر متفرع ہوتا ہو جس سے ضمانت ملتقط کا مطالبۂ مالک پر سابق ہونا معلوم ہوتا ہو اور اگر ملتقط کی ضمانت اوسکے مطالبہ پر موقوف ہوگی تو دور لازم آئیگا دوسرا امر ملتقط کے بیان مین اور ملتقط سے وہ شخص مراد ہو جسکو اکتساب یا حفظ مال کی اہلیت (قابلیت) حاصل ہو پس اگر طفل نابالغ کسی مال کا التقاط کرے تو جائز ہوگا اور اوسکی طرف سے اوسکے ولی کو متولی تعریف ہونا لازم ہوگا اور مجنون کے التقاط کا بھی یہی حکم ہو اور اسیطرح اگر کوئی کافر کسی مال کا التقاط کرے تب بھی صحیح ہوگا اسلیے کہ اوسکو اہلیت اکتساب حاصل ہو اور آیا ان لوگون (طفل و مجنون و کافر) کو لقطہ حرم کا اخذ کرنا بھی صحیح ہو یا نہین اسمین تردد ہو اسلیے کہ ان لوگون مین اہلیت امانت مفقود ہو اور لقطہ حرم کا بطور امانت محفوظ رکھنا لازم ہو کیونکہ اوسکا تملک صحیح نہین ہو لہذا فقط اہلیت اکتساب کافی نہوگی اور غلام مین دونون لقطون (لقطہ حرم و غیر حرم) کے اخذ کرنے کی اہلیت موجود ہو اور روایت ابی خدیجہ مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہو کہ غلام کو لقطہ سے تعرض کرنا صحیح نہین ہو اور مع ذلک شیخ علیہ الرحمہ نے جواز کو اختیار کیا ہو اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہو اسلیے کہ غلام کو امانت اور اکتساب دونون کی قابلیت حاصل ہو اور روایت ابی خدیجہ کراہت پر محمول ہو

على الاستحقاق
الخامسة في الملتقط
وهو من له
اهلية الاكتساب
والحفظ فلو
التقط الصبي
جاز ويتولى
الولي التعريف
عنه وكذا
المجنون و
الكافر
لانه اهل
للاكتساب
وفي اخذ لقطة
الحرم للعبد
تردد ينشأ
من كونهم ليسوا
اهلا للاستئمان
والعبد اهل
لكل واحدة من
اللقطتين و
في رواية ابي
خديجة عن
ابي عبد الله عليه السلام
لا يتعرض لها
المملوك واختار
الشيخ الجواز
وهو اشبه
لانه اهل
للاستئمان
والاكتساب

الثالث في الاحكام وهي مسائل الاولى

اور اسیطرح مدبر اور ام ولد کے التقاط کرنے مین بھی یہی کلام جاری ہوگا اور غلام مکاتب کے التقاط کا مطلقاً جائز ہونا اظہر ہو مطلق ہو یا مشروط اسلیے کہ اوسمین اہلیت تملک موجود ہو

تیسرا امر احکام لقطہ کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ تعریف لقطہ مین توالی (پے در پے واقع کرنا) شرط نہین ہو پس اگر اوسکو بتفریق واقع کریگا تو جائز ہوگا اور تعریف کے لیے اوسوقت کا اختیار کرنا لازم ہوگا جسوقت کہ مردم مجتمع ہوتے ہون اور باہر نکلتے ہون جیسے صبح اور شام اور یہی کیفیت سے کہ ملتقط کو تعریف کرنا سزاوار ہو اور وہ تعریف یہ ہو کہ تم لوگون مین کون شخص ہو جسکا سونا یا چاندی یا کپڑا مثلاً ضائع ہوا ہو یا ان الفاظ کے علاوہ ایسی عبارت کا استعمال کرے جو مقصود پر دلالت کرتی ہو اور عبارت تعریف مین زیادہ ابہام کرنا احوط ہو مثلاً کہے تم لوگون مین سے کون شخص ہو جسکا کوئی مال یا شی گم ہو گئی ہو اسلیے کہ اس قسم کی عبارت کسی شخص اجنبی کے اندازہ وتخمین کرنے سے ابعد ہو اور تعریف کرنیکا زمانہ ایام حج وزیارت اور وہ اوقات ہین جنمین کہ لوگ بکثرت مجتمع ہوتے ہین جیسے یوم عید اور روز جمعہ اور تعریف کرنے کے مکان وہ مواضع ہین جہان پر لوگ مجتمع ہوتے ہین جیسے مشاہد مشرفہ اور مسجدون کے دروازہ اور مسجد جامع اور بازار وغیرہ اور مسجد کے اندر تعریف کرنا مکروہ ہو اور ملتقط کو خود تعریف کرنا یا اوسکے لیے کسی دوسرے شخص کو نائب یا اجیر کردینا جائز ہو

دوسرا مسئلہ جبکہ مال لقطہ کو ملتقط کسی حاکم شرع کے سپرد کرے اور حاکم اوسکو فروخت کردے اور اوسکا مالک ظاہر ہو تو اوسکی قیمت کا مالک کے حوالہ کرنا متعین ہوگا والا حاکم کو قیمت کا درخواست ملتقط کے بعد اوسے سپرد کرنا واجب ہوگا اسلیے کہ اوسکو ضامن رہنے کے ساتھ تملک یا تصدق کی ولایت حاصل ہو **تیسرا مسئلہ** بعض علمار نے فرمایا ہو کہ ملتقط پر مال لقطہ کی تعریف کرنا اوسوقت واجب ہو جبکہ وہ سال تعریف کے بعد اوسکے تملک کا

قصد رکھتا ہو اور اگر مالک کے لیے اپنے پاس بطور امانت باقی رکھنے کا قصد رکھتا ہو تو
تعریف کرنا لازم نہوگا اور اس قول مین اشکال ہو اسلیے کہ لقطہ کا حال اوسکے مالک پر مخفی ہو
اور بقدر امکان اوسکا مالک تک پہونچانا لازم ہو جو بدون تعریف حاصل نہین ہو سکتا
اور قصد تملک کو اسمین کوئی دخل نہین ہو اور نصوص مین بھی اوسکے تعریف کرنے کا حکم مطلقًا وارد
ہوا ہی اور مال لقطہ کا مال مجہول المالک پر قیاس کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ وہان پر تعریف کرنیکا
حکم نہین ہوا اور ملتقط کو مال لقطہ کا بدون تعریف تملک کرنا جائز نہین ہو اگرچہ اوسکے پاس
کئی سال تک باقی رہے اور حول تعریف مین مال لقطہ پر حکم امانت جاری کیا جائیگا پس اگر
مدت حول مین بدون تعدی و تفریط تلف ہو گا تو ملتقط اوسکا ضامن نہوگا اور اوسکا
تلف مالک سے متعلق ہوگا اور اگر مال لقطہ مین کوئی زیادتی بہم پہونچے تو وہ بھی مالک کا
مال ہوگا خواہ متصل ہو (جیسے حیوان کا فربہ ہو جانا) یا منفصل (جیسے حیوان سے بچہ کا پیدا ہونا)
اور سال تعریف کے بعد اوسکی ضمانت ملتقط سے متعلق ہوگی بشرطیکہ اوسکے تملک کا قصد
کرے اور اگر امانت کا قصد کریگا تو ضامن نہوگا اور اگر ملتقط اوسکے تملک کی نیت کرے
بعد ازان اوسکا مالک ظاہر ہو تو اوسکو مال لقطہ کے انتزاع کرنے کا استحقاق حاصل نہوگا بلکہ
اوسکے مثل کا مطالبہ کرنا اگر مثلی ہو اور اوسکی قیمت کا مطالبہ کرنا اگر مثلی نہو صحیح ہوگا اور اگر
عین مال کو ملتقط اوسکے حوالہ کرے تو جائز ہوگا اور ملتقط کو اوسکی نماء منفصل کا استحقاق ہوگا
اسلیے کہ وہ اوسکی ملک سے حاصل ہوئی ہو اور اگر مال لقطہ مین قصد تملک کے بعد کوئی
عیب حادث ہو اور ملتقط اوسکو مع ارش مالک کے سپرد کرنا چاہے تو جائز ہوگا اور اسمین
اشکال ہو اسلیے کہ تملک ملتقط کے بعد مالک کا حق غیر عین سے متعلق ہوا ہو لہذا مالک پر
عین معیب کا قبول کرنا لازم نہوگا چوتھا مسئلہ جبکہ کوئی غلام بدون اجازت آقا کسی مال کا

ولو ملتقط المملوک عرّفه حولا ثم اتلفها تعلق الضمان برقبته یتبع به بعد العتق کالقرض الفاسد ولو علم المولی قبل التعریف ولم ینتزعها ضمن لتفریطه

التقاط کرے اور اوسکے آقا کو اطلاع نہو بعد ازان غلام مذکور اوس مال کی ایک سال تک تعریف کرے پھر اوسکو تلف کردے تو مال مذکور کی ضمانت اوسکے رقبہ (ذمہ) سے متعلق ہوگی اور آزاد ہونے کے بعد وصول کیا جائیگا (یعنے غلام کے ۱۲) جسطرح کہ قرض فاسد مین وصول کیا جاتا ہے اور اگر قبل تعریف اوسکے آقا کو اطلاع ہو اور مال لقطہ کا اوس سے انتزاع نکرے تو اوسکی ضمانت آقا سے متعلق ہوگی اسلیے کہ اوسنے بوجہ اہمال (چھوڑ دینا) اوسمین تفریط کی ہے بشرطیکہ غلام مذکور امین نہو اور آمین تردد ہے اسلیے کہ صورت مذکورہ مین اوسکا اجازت ندینا مفروض ہے اور اصل عدم ضمان اور برارت ذمہ ہے اور اگر مال لقطہ کی ایکسال تک غلام تعریف کرے تو آقا کو اوسکے مالک ہونے کا اختیار ہوگا اور درصورت تملک اوسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر آقائے غلام اوس سے مال لقطہ کا انتزاع کرلے تو اوسپر تعریف کرنا لازم ہوگا اور حول تعریف کے بعد اوسکو مال مذکور کا بشرط ضمانت تملک کرنا یا بشرط ضمانت اوسکے ساتھ تصدق کرنا یا بدون ضمانت مالک کے لیے اوسکا بطور امانت باقی رکھنا صحیح ہوگا پانچوان مسئلہ اگر مال لقطہ کا کوئی شخص مدعی ہو تو بدون بینہ اوسکے حوالہ کرنا صحیح نہوگا اور فقط اوسکے وصف کا بیان کرنا کافی نہوگا اور اگر مدعی مذکور اوسکے ایسے اوصاف کو بیان کرے جنپر غیر مالک کو غالبا اطلاع نہین ہوسکتی مثلاً مشک کے اوس رشتہ کو بیان کرنا جس سے اوسکا سر باندھا جاتا ہے یا ظرف کے اوس جلد کو بیان کرنا جو اوسکے سر پر ڈالی جاتی ہے یا مال کے وزن یا نقد کو بیان کرے پس اگر ملتقط اوسکو از راہ تبرع (احسان) مدعی مذکور کے حوالہ کرنا چاہے تو اوسکا منع کرنا صحیح نہوگا اور اگر اوسکے حوالہ نکرے تو اوسکا مجبور کرنا صحیح نہو بشرطیکہ امور مذکورہ سے مدعی کے راستگو ہونیکا قطع حاصل نہو ورنہ اوسکے سپرد کرنا معین ہوگا اور تمام دو فرعین مذکور ہوتی ہین **فرع اول** اگر بیان صفت کی بنا پر مال لقطہ کو ملتقط کسی مدعی کے حوالہ کرے بعد ازان کوئی دوسرا شخص اوسکا مدعی ہو اور اپنے دعوی کے ثبوت پر بینہ قائم کرے تو اوسکو مدعی اول سے

بالاهمال اذا لم یکن امینا وفیه تردد ولو عرّفها العبد حولا کان للمولی ان شاء وضمن ولو انتزعها المولی لزمه التعریف وله التملک بعد الحول او الصدقة مع الضمان او ابقاؤها امانة

الخامسة لا تدفع اللقطة الا بالبینة ولا یکفی الوصف

ولو وصف صفات لا یطلع علیها غالبا الا المالک مثل ان یصف وکاءها وعفاصها ووزنها وعددها فان تبرع الملتقط بالتسلیم لم یمنع وان امتنع لم یجبر فلو دفعها بالوصف فاقام غیره البینة بها انتزعت من الاول

انتزعها فان كانت تالفة كان له مطالبة الا بالعوض وقد اقبض له مطالبة الملتقط لمكان الحيلولة كما يرجع على الآخذ ما لم يكن اعترف له بالملك ولو طالب الآخذ لم يرجع على الملتقط

اوسکے انتزاع کا استحقاق حاصل ہوگا اسلیے کہ قول بینہ حجت شرعیہ ہے اور بیان وصف اوسکا معارضہ نہین کرسکتا اور اگر مدعی اول کے پاس مال لقطہ تلف ہوگیا ہو تو اوسکو اوسکے عوض کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ اوسکے قبضہ کا فاسد ہونا معلوم ہوگیا اور اوسکو ملتقط سے مطالبہ کرنیکا بھی استحقاق حاصل ہو اسلیے کہ اوسنے مال مذکور کو غیر مستحق کے حوالہ کردیا ہو لہذا مدعی دوم اور اوسکے مال مین سبب حیلولت وہی ہے پس اگر مدعی ثانی (جسنے بینہ قائم کیا ہو) نے ملتقط سے مطالبہ کیا تو ملتقط کو مدعی اول کیطرف رجوع کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ اوسنے فریب دیا ہو تا وقتیکہ ملتقط نے اوسکی ملکیتکا اقرار کیا ہو ورنہ اوسکا رجوع کرنا صحیح نہوگا اسلیے اس صورت مین خود ملتقط کو مدعی ثانی کے بینہ کی دروغگوئی کا اعتراف ہے اور اگر اوسنے مدعی اول سے مطالبہ کیا تو مدعی اول کو ملتقط کیطرف رجوع کرنا صحیح نہوگا جسکی وجہ ظاہر ہے **فرع دوم** اگر کوئی شخص مال لقطہ کا مدعی ہو اور بینہ قائم کرے اور مال لقطہ اوسکے حوالہ کردیا جائے بعد ازان کوئی دوسرا شخص بھی اوسکا مدعی ہو اور بینہ قائم کرے پس اگر اون دونون مین سے کسی بینہ کو ترجیح حاصل نہو تو اون دونون مین قرعہ ڈالا جائیگا پس اگر مدعی دوم کے نام پر قرعہ خارج ہوا تو مال لقطہ کا مدعی اول سے انتزاع کرنا اور مدعی دوم کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر مال لقطہ تلف ہوجائے تو ملتقط اوسکا ضامن نہوگا بشرطیکہ اوسنے مال لقطہ کو حاکم شرع کے حکم سے مدعی اول کے حوالہ کیا ہو اور اگر اوسنے اپنے اجتہاد کیوجہ سے اوسکے حوالہ کیا ہوگا تو ضامن ہوگا اور اگر انقضاء سال کے بعد بینہ قائم ہو اور ملتقط اوسکا تملک کرچکا ہو اور اوسکے عوض کو مدعی اول کے سپرد کرچکا ہو تو ملتقط سے مدعی دوم کے لیے مال لقطہ کی ضمانت بہرحال متعلق ہوگی خواہ وہ عوض (جو مدعی اول کو دیا ہے) باقی ہو یا تلف ہوچکا ہو اسلیے کہ مدعی دوم کا حق اوسکے ذمہ پر ثابت ہے اور مدعی اول کے حوالہ کرنے سے متعین نہین ہوا اور ملتقط کو مدعی اول کیطرف رجوع کرنے کا استحقاق حاصل ہوگا اسلیے کہ حکم اول کا بطلان متحقق ہوگیا فقط

الثاني لو اقام واحد بينة فدفعها اليه ثم اقام آخر بينة بعد ايضا فان لم يكن ترجيح اقرع بينهما فان خرجت للثاني انتزعت من الاول وسلمت الى الثاني وان تلفت فلا ضمان على الملتقط ان كان دفعها بحكم الحاكم وان كان دفعها باجتهاده ضمن اما لو اقامت البينة بعد الحول وتملك الملتقط ودفع العوض الى الاول ضمن الملتقط للثاني على كل حال لان الحق ثابت في ذمته لم يتعين بالدفع الى الاول ويرجع الملتقط على الاول لتحقق بطلان الحكم

كتاب الفرائض والنظر في المقدمات والمقاصد واللواحق والنظر ... المقدمة الاولى

في موجبات الارث وهي اما نسب او سبب فالنسب مراتبه ثلث الاولى الابوان والولد وان نزل الثانية الاخوة واولادهم وان نزلوا والاجداد وان علوا الثالثة الاخوال والاعمام والسبب اثنان الزوجية والولاء وللولاء ثلث مراتب ولاء العتق ثم ولاء تضمن الجريرة ثم ولاء الامامة وينقسم الوارث فمنهم من يرث بالفرض ومنهم ... فالام من الانساب

کتاب الفرائض فرائض سے اس مقام پر وہ سہام (حصے) مقدرہ مراد ہین جو کتاب اللہ (قرآن مجید) مین مخصوصا مقدر (مقرر) ہوئے ہین اور اس کتاب مین تین مطلب قابل بیان ہین **پہلا مطلب** مقدمات ارث کے بیان مین اور وہ چار ہین **پہلا مقدمہ** موجبات ارث کے بیان مین اور اونکی دو قسمین ہین **قسم اول** نسب ہے جس سے احد الشخصین کا بوجہ ولادت دوسرے شخص کے ساتھ بوجہ شرعی اسطرح متصل ہونا مراد ہے کہ اوسپر بنظر عرف مین اسم نسب صادق آتا ہو خواہ اون دونون مین سے ایک شخص دوسرے شخص کیطرف منتہی ہو جیسے باپ اور بیٹا یا وہ دونون کسی تیسرے شخص کیطرف منتہی ہون جیسے دو بھائی **قسم دوم** سبب ہے جس سے احد الشخصین کا دوسرے شخص سے بوجہ زوجیت یا بوجہ ولاء متصل ہونا مراد ہے اور نسب کے تین مرتبے ہین **پہلا مرتبہ** ماں باپ اور اولاد اگرچہ پست تر (جیسے پوتا پوتی نواسا نواسی اور اونکی اولاد اور اونکی اولاد کی اولاد اور علی ہذا القیاس) ہون **دوسرا مرتبہ** اخوۃ (بھائی بہن) اور اونکی اولاد اگرچہ پست ہون اور اجداد (دادا دادی اور نانا نانی) اگرچہ بلند تر ہون (جیسے پردادا اور پردادی اور پرنانا اور پرنانی اور اونکے آبا و اجداد اور علی ہذا القیاس) **تیسرا مرتبہ** اخوال (ماموں اور خالہ) و اعمام (چچا اور پھوپی) (اگرچہ بلند تر ہون جیسے ماں باپ یا اجداد کے اعمام و اخوال) اور اونکی اولاد اگرچہ پست تر ہون اور سبب کی دو قسمین ہین زوجیت اور ولاء اور ولاء کے تین مرتبے ہین **پہلا مرتبہ** ولاء عتق **دوسرا مرتبہ** ولاء ضمان جریرہ **تیسرا مرتبہ** ولاء امامت اور وارث کی کئی قسمین ہین پس بعض وہ وارث ہین جو ہمیشہ بفرض وارث ہوتے ہین اور اون سے منجملہ انساب ماں مراد ہے بس صورت مشارکت مین

خواہ بھائی ہون خواہ بہن [illegible] ۱۲

اور اعمام و اخوال کا ذکر مصنف رح نے [illegible] فرمایا ہے ۱۲

شخص دیکھا ہے کہ اس
کتاب مین بحث ہے اور بیان اس مال سے کسی انسان کے
بحث ہے کیا جاتا ہے استحقاق کسی شخص کی موت کے بعد بوجہ
علی وجہ الاصالۃ دو [illegible] حاصل ہوتا ہے اور اس مال [illegible] میں
نسب یا سبب حاصل [illegible] تفصیلی [illegible] قرآن مجید میں
ہیں جن میں بعض سہام [illegible] فرائض [illegible] ہیں اور بعض
موجود ہیں اور بعض [illegible] قرآن مجید میں
سہام [illegible] تفصیلی احادیث [illegible] میں
علیہ السلام

مین واقع
ہوا ہے جس سے سہام
اولی الارحام مراد ہین بناءً علیہ
کتاب المیراث کو کتاب الفرائض سے تعبیر کرنا
[illegible] ہے کیونکہ بعض وہ سہام مفصلاً مذکور
ہو سکتے ہین جو قرآن شریف مین مقدر ہو سکتے ہین لہٰذا
اون سکو فرائض کہنا صحیح ہوا اور کبھی فرائض کا اطلاق
اون سہام پر کیا جاتا ہے جو کتاب اللہ مین تفصیلاً یا
اجمالاً مذکور ہو سکتے ہین اور عمل [illegible]
فرائض سے سہام مفصلہ
مراد لیے جاتے ہین

خواہ اونکی تفصیل کتاب سے مستفاد ہو یا سنت سے ان دونون تقدیرون پر میراث
و فرائض مین تساوی کی نسبت ہوگی اور تقریر اول کی بنا پر اون دونون مین عموم وخصوص
مطلق کی نسبت ہے اور علی کل تقدیر بجاے کتاب الفرائض مصنف رح کو کتاب المواریث
کے ساتھ تعبیر کرنا اولی تھا ۱۲

وارث بفرض سے
وہ شخص مراد ہے جس کے لیے قرآن مجید
مین سہم معین مذکور ہے اور وارث بالقرابت سے
وہ شخص مراد ہے جس کے لیے کوئی سہم معین مذکور نہین ہوا اگرچہ
ورثہ کے ارث کا حکم اجمالاً صادر ہوا ہے جیسے یوصیکم اللہ فی
اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین یعنی اولاد کے لیے
وراثت جس کا کوئی سہم معین نہین ہوا اگرچہ صورت
شرکت مین اونکا تفاضل مذکور ہوا ہے اور جس طرح
کہ وارث بالسہام و اخوال کو عموم آیہ اولی الارحام
کے ضمن مین بیان فرمایا ہے اور
اون کے لیے کوئی سہم معین
مذکور نہین ہوا ۱۲

میت کی ہو ہمیشہ بفرض وارث ہوتی ہو البتہ (کبھی صورت انفراد) او سپر رد بھی ہوتا ہی
اور منجملہ اسباب زوج و زوجہ مراد ہین البتہ صورت نادرہ (جبکہ زوج
اور امام ع کے علاوہ کوئی وارث نہو) مین خصوص زوج پر رد بھی ہوتا ہی اور بعض
وہ وارث ہین جو کبھی بفرض اور کبھی بقرابت وارث ہوتے ہین اور اون سے
باپ اور بیٹی اور بیٹیان اور بہن اور بہنین اور کلالۃ الام اخیافی بھائی یا بہن)
مراد ہین اور ان لوگون کے علاوہ جو وارث ہین (جیسے اخوۃ اور اعمام واخوال
اور اجداد وغیرہم) وہ ہمیشہ بقرابت وارث ہوتے ہین پس جبکہ کوئی وارث منجملہ
اون لوگون کے موجود ہو جنکے لیے کوئی فرض نہین ہی اور اوسکے ساتھ کوئی
دوسرا وارث شریک نہو تو مجموع مال کا استحقاق اوسی کے لیے حاصل ہوگا
خواہ وہ وارث نسبی ہو جیسے عم یا سببی ہو جیسے معتق اور اسیطرح اگر وارث
مذکور کے ساتھ کوئی دوسرا شخص بھی ایسا شریک ہو جائے جسکے لیے فرض نہین ہی
تو مجموع مال کا استحقاق اون دونون کو حاصل ہوگا اور اگر قرابت مین اختلاف ہو
تو ہر طائفہ (گروہ) کو اوس شخص کا نصیب دیا جائیگا جس سے کہ وہ قرابت رکھتا ہو
جیسے خال یا اخوال کا عم یا اعمام کے ساتھ موجود ہونا پس اس صورت مین اخوال
کے لیے نصیب ام (ثلث) کا استحقاق اور اعمام کے لیے نصیب اب (دو ثلث)
کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر کوئی وارث صاحب فرض ہو تو اوسکو اپنے نصیب کا اخذ
کرنا صحیح ہوگا پس اگر اوسکے ساتھ کوئی دوسرا شخص ایسا موجود نہو جو باعتبار طبقہ اوسکا
مساوی ہو تو باقی مال بھی اوسی پر رد کیا جائیگا جیسے بنت (میت کی بیٹی) اور اخ
میت کا بھائی یا اخت (میت کی بہن) اور عم (میت کا چچا) پس بنت و اخت مین سے

ہر ایک شخص کو اوسکے نصیب کا استحقاق حاصل ہوگا اور باقی مال بھی اوسی پر رد کیا جائیگا اسلیے کہ وہ دونون بہ نسبت اخ اور عم کے اقرب ہین اور زوجہ پر مطلقاً رد کرنا صحیح نہین ہے خواہ حضور امام ع کا زمانہ ہو یا غیبت کا اور اسیطرح زوج پر بھی اوسوقت رد کرنا صحیح نہوگا جبکہ امام ع کے علاوہ کوئی وارث موجود ہو اور اگر اوسکے ساتھ کوئی دوسرا صاحب فرض بھی ایسا موجود ہو جو باعتبار طبقہ اوسکا مساوی ہو اور مجموع ترکہ بقدر سہام ہو تو اوسکا فریضہ پر تقسیم کرنا معین ہوگا اور اگر مقدار ترکہ اونکی سہام سے زائد ہو تو وہ زائد بھی اونھین پر بقدر سہام تقسیم کیا جائیگا تاوقتیکہ اونمین سے کسی وارث پر رد کرنیکا کوئی مانع نہو والا فقط باقی ورثہ پر رد کیا جائیگا یا اونمین سے کوئی وارث زیادتی قرابت کے ساتھ منفرد ہو والا فقط اوسی پر رد کرنا معین ہوگا اور اگر مقدار اونکے سہام سے ناقص ہو تو فقط بنت (بیٹی ۱۲) یا بنات (بیٹییان ۱۲) یا اب (باپ ۱۲) یا متقرب بالاب (باپ کی طرف سے قرابت رکھنے والا) پر نقصان وارد ہوگا

پہلی صورت (ترکہ کا بقدر سہام ہونا) کی کئی مثالین مذکور ہوتی ہین **مثال اول** ابوین (مان باپ) اور بنتین (دو بیٹیان) یا بنات (تین یا زائد بیٹیان) ہین پس اس صورت مین ابوین کو دو سدس اور بنتین یا بنات کو دو ثلث دیے جائینگے **مثال دوم** دو کلالۃ الام (اخیافی بھائی یا بہنین) اور دو اخت اعیانی یا علاتی ہین پس اس صورت مین دونون کلالۃ الام کو ایک ثلث اور دونون اخت اعیانی یا علاتی کو دو ثلث دیے جائینگے **مثال سوم** زوج اور ایک اخت علاتی ہین پس اون دونون مین سے ہر ایک کو نصف متروکہ دیا جائیگا اور **دوسری صورت** (ترکہ کا مقدار سہام سے زائد ہونا) کی مثال ابوین اور بنت اور اخوۃ ہین پس اس صورت مین

قسمت على الفريضة وان زادت كان الزائد رد اعليهم على قدر السهام ما لم يكن حاجب لاحدهم او ينفرد بزيادة الوصلة ولو نقصت التركة كان النقص على البنت او البنات او الاب او من يتقرب بالاب

الثانية ابوان وبنت واخوة

والمثال الثالث ابوان وزوج وبنتان او ابوان وزوج وبنت او زوج او زوجة واثنان من ولد الام مع اختين لاب وام او للاب وان لم يكن السادس ذو فرض ... كان الباقي له ابوان او احدهما وابن او ابن ابن او زوج او زوجة

اصل فریضہ چھ سہم قرار پائیگا منجملہ اونکے ابوین کو دو سہم (فی کس ایک سہم) اور بنت کو تین سہم دیئے جائینگے اور ایک سہم جو باقی رہا وہ اب اور بنت پر ار باعًا رد کیا جائیگا پس اون تین سے سہام کے موافق ایک حصہ اب کو اور تین حصے بنت کو دیئے جائینگے اور ام کو رد کا استحقاق نہوگا اسلیے کہ وہ بوجہ اخوۃ محجوب ہی اور تیسری صورت (ترکہ کا مقدار سہام سے ناقص رہنا) کی کئی مثالین مذکور ہوتی ہین مثال اول ابوین اور زوج اور بنتین ہی پس اس صورت مین ابوین کے لیے ثلث کا اور زوج کے لیے ربع کا اور بنتین کے لیے ثلثین کا استحقاق ہونا چاہیے جنکا اجتماع ممکن نہین ہی مثال دوم ابوین اور زوج اور بنت ہی پس اس صورت مین ابوین کو ثلث کا اور زوج کو ربع کا اور بنت کو نصف کا استحقاق ہوگا جنکا اجتماع نہین ہو سکتا مثال سوم زوج یا زوجہ اور دو کلالۃ الام اور دو اخت اعیانی یا علاتی ہی پس زوج یا زوجہ کا سہم نصف یا ربع ہی اور دو کلالۃ الام کا ایک ثلث اور دو اخت اعیانی یا علاتی کا ثلثین ہی جو مجتمع نہین ہو سکتے پس ان چھ صورتون مین بنات یا متقرب بالاب پر نقصان وارد ہوگا اسلیے کہ عول ہمارے بیان باطل ہی جسکی تفصیل آیندہ آئیگی اور اگر صاحب فرض کے ساتھ وہ شخص مجتمع ہو جو باعتبار طبقہ اوسکا مساوی ہی اور صاحب فرض نہین ہی تو صاحب فرض کو اپنے فرض کا اور دوسرے شخص کو ما بقی کا استحقاق حاصل ہوگا اور اسکی کئی مثالین مذکور ہوتی ہین مثال اول ابوین یا احدہما (ماں باپ مین سے ایک شخص) اور ایک ابن ہی پس ابوین یا احدہما کو ثلث یا سدس کا اور ابن کو ما بقی (دو ثلث یا پانچ سدس) کا استحقاق حاصل ہوگا کیونکہ ابن کے لیے ابوین کے ساتھ کوئی فرض نہین ہی مثال دوم اب اور زوج یا زوجہ ہی

ابن کو سہم زوج یا زوجہ کے بعد باقی کا استحقاق حاصل ہوگا کیونکہ عدم ولد کی صورت مین اوسکے لیے کوئی فرض نہین ہو مثال سوم ابن اور زوج یا زوجہ کیونکہ ابن یعنی بیٹے کوئی فرض نہین ہو مثال چہارم اخ اور زوج یا زوجہ پس اخ کے لیے کوئی فرض نہین ہو دوسرا مقدمہ موانع ارث کے بیان مین اور وہ تین ہین کفر اور قتل اور رق (مملوک ہونا) جنکا ذکر تین امرون مین کیا جاتا ہو

امر اول کفر کے بیان مین پس جو کفر کہ مانع ارث ہو اوس سے وہ شی مراد ہو جسکا معتقد خارج از اسلام ہوجائے بناءً علیہ کافر ذمی (یہودی و نصرانی) اور کافر حربی اور مرتد کو مسلم کے میراث کا استحقاق نہوگا اور مسلم کو کافر کی میراث کا استحقاق حاصل ہوگا خواہ وہ کافر اصلی ہو یا مرتد پس اگر کوئی کافر مرجائے اور اوسکے کئی وارث کافر ہون اور فقط ایک وارث مسلمان ہو تو اوسکی میراث کا استحقاق فقط مسلم کو حاصل ہوگا اگرچہ وہ مسلم مولائے نعمت (معتق) یا ضامن جریرہ ہو اور ورثہ کفار مین سے کسی شخص کو اوسکی میراث کا استحقاق حاصل نہوگا اگرچہ اقرب ہو اور اگر کافر مرجائے اور کسی وارث مسلم کو نہ چھوڑے تو اوسکی میراث کا استحقاق وارث کافر کو حاصل ہوگا بشرطیکہ وہ (مورث) کافر اصلی ہو اور اگر کوئی میت مرتد ہو تو اوسکی میراث کا امام علیہ السلام کو استحقاق ہوگا بشرطیکہ اوسکا کوئی وارث مسلم نہو اور ایک روایت مین وارد ہوا ہو کہ کافر کو اوسکی میراث کا استحقاق بھی حاصل ہوگا اور یہ روایت شاذ ہو اور اگر کوئی مسلم وفات پائے اور اوسکے ورثہ کفار موجود ہون تو اونمین سے کسی شخص کو اوسکی میراث کا استحقاق نہوگا بلکہ اوسکی میراث کا استحقاق بھی امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا بشرطیکہ اوسکے

سلہ مسلم کے وارث کافر ہونے پر اصحاب نے اتفاق کیا ہی اور اخبار کثیرہ اوسپر دلالت کرتی ہین
لکن اکثر علمائے عامہ نے اسمین اختلاف کیا ہی اور حضرت رسالتمآبؐ سے روایت کیا ہی کا یتوارث
اہل ملتین یعنی دو مذہبون کے لوگ باہم میراث نپائین گے اور اونکا یہ قول
ضعیف ہی اور خبر مذکور کا محل اوسکی تسلیم کے بعد توارث من الجانبین پر
ہو سکتا ہی جسکو کہ تفاعل مقتضی ہی پس احد الطرفین سے میراث کا
ثابت ہونا منافی خبر نہوگا چنانچہ روایت ابو العباس مین
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہی جواب
بعینہ منقول ہوا ہی قال سمعت
اباعبد اللہ ع یقول لایتوارث
اہل ملتین یرث ہذا
ہذا ولا یرث ہذا ان المسلم یرث الکافر
والکافر لا یرث المسلم جسکا محصل یہ ہی کہ دو ملتون کے لوگ باہم
میراث نپائنگے بلکہ فقط مسلم کو کافر کی میراث کا استحقاق ہوگا اور کافر کو مسلم کی میراث کا استحقاق نہوگا
منہ مسالک سلہ اس روایت کو ابرہیم بن عبد الحمید نے حضرت امام
جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہی
قال قلت
لابی عبد اللہ ع نصرانی
اسلم ثم رجع الی النصرانیۃ
ثم مات قال میراثہ لولدہ
النصاری ومسلم تنصر ثم مات قال
میراثہ لولدہ المسلمین راوی کہتا ہی کہ مین نے
حضرت کی خدمت باسعادت مین عرض کیا کہ ایک نصرانی اسلام لایا
بعد ازان وہ پھر نصرانی ہو کر مر گیا اوسکی میراث کسکو دیجائیگی حضرت
نے ارشاد فرمایا کہ اوسکی میراث کا استحقاق اوسکی اولاد نصاری کو حاصل ہوگا
اور اگر کوئی مسلم نصرانی ہو کر مر جائے تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اوسکی میراث کا استحقاق
اوسکی اولاد مسلمین کو حاصل ہوگا اس خبر سے مرتد ملی کی میراث کے استحقاق کا

ورثہ مین کوئی شخص مسلم نہو اور اگر مال میراث کے تقسیم ہونے کے قبل کوئی کافر اسلام لے آئے اور باعتبار درجہ باقی ورثہ کا مساوی ہو تو اونکا شریک ہوگا اور اگر باعتبار درجہ بہ نسبت باقی ورثہ کے اقرب ہو تو مجموع میراث کا استحقاق تنہا اوسی کو حاصل ہوگا اور اگر بعد تقسیم اسلام لائے تو اوسکو میراث کے پانے کا استحقاق نہوگا اور اسیطرح اگر اتحاد وارث کی صورت مین اسلام لائے تب بھی اوسکو میراث مین سے کسی حصہ کا استحقاق نہوگا خواہ وارث نے متروکہ پر قبضہ کیا ہو یا نکیا ہو اور خواہ اوسکے پاس باقی ہو یا تلف ہوچکا ہو اسلیے کہ صورت وحدۃ مین تقسیم مال صادق نہین آتی علاوہ بربن اوسکے وارث نہونے پر علمانے اجماع کا دعوی کیا ہی اور اگر کوئی مسلم وفات پائے اور امام ع کے علاوہ اوسکا کوئی وارث مسلم نہو بعد ازان اوسکا وارث کافر اسلام لے آئے تو میراث پانے مین امام علیہ السلام کی بہ نسبت اولی ہوگا جیسا کہ روایت ابو بصیر مین وارد ہوا ہی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ اگر ترکہ کے بیت المال کی طرف منتقل ہونے سے قبل اسلام لائیگا تو اوسکو میراث کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر انتقال ترکہ کے بعد اسلام لائیگا تو اوسکو میراث کا استحقاق نہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ اوسکو مطلقاً میراث کے پانیکا استحقاق نہوگا اسلیے کہ امام علیہ السلام بھی وارث واحد کے مثل ہین لہذا میراث کا استحقاق فقط امام ع کو حاصل ہوگا اور اگر اوسکا وارث مسلم فقط زوج یا زوجہ ہو اور دوسرا وارث کافر ہو پس اگر وہ کافر اسلام لے آئے تو اوسکو اوس مال کے اخذ کرنیکا استحقاق حاصل ہوگا جو نصیب زوجیت کے بعد باقی رہنے اور رہین اشکال ہی جو قسمت مال کے غیر ممکن ہونے سے ناشی (پیدا) ہوتا ہو اور اگر زوجہ کے ساتھ شارک ہونے

[illegible]

فرمائی ہو اور یہ استدلال کیا ہو کہ زوج کو فقط نصف متروکہ کا استحقاق ہوتا ہو

اور اوسکو باقی کے رد کا استحقاق اوسوقت حاصل ہوتا ہو

جبکہ میت کے لیے کوئی وارث محقق یا مقدر موجود نہو اور صورت

فرض مین وارث مقدر موجود ہو پس جبتک

کافر پر اسلام پیش کیا جائے اور وہ

اسلام کو قبول کرلے تو وارث

ہو جائےگا اور زوج پر رد

ہونے

سے

مانع

ہوگا

اور زوج کے ساتھ شارک ہونے کے قائل ہون تو بیوجہ ہوگا اسلیے کہ فریضہ زوجہ کی معیت مین ترکہ کا امام کے ساتھ تقسیم ہونا ممکن ہو کیونکہ زوجہ پر رد نہین ہوتا بخلاف زوج جسکہ اوسپر وہ مال رد کیا جاتا ہی جو اوسکے نصیب سے فاضل رہے پس فریضہ زوج مین قسمت ترکہ متحقق ہوگی لہذا زوج پر وارث واحد کا حکم جاری ہوگا جسکے ساتھ وارث کافر کو اسلام لانے کے بعد میراث کا استحقاق حاصل نہین ہوتا جیسے بنت مسلمہ اور اب کافر یا اخت مسلمہ اور اخ کافر کان دونون صورتون مین میراث کا استحقاق فرضاً اور رداً فقط بنت و اخت کو حاصل ہوگا اور اب و اخ کو اسلام لانے کے بعد کچھ نہ دیا جائیگا اور اس مقام پر چار مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ جبکہ کسی طفل کے ابوین (مان باپ) یا احدہما مسلم ہو تو وہ طفل بھی محکوم باسلام ہوگا اور اسیطرح اگر احد الابوین اوسکی طفولیت کے زمانہ مین اسلام کو قبول کرے تو اوسیوقت سے وہ طفل بھی محکوم باسلام ہوگا اور اگر بالغ ہونے کے بعد اسلام سے انکار کریگا تو اوسپر جبر کیا جائیگا اور اگر کفر پر اصرار کریگا تو اوس سے مرتد فطری کے احکام متعلق ہونگے دوسرا مسئلہ اگر کوئی نصرانی مرجائے اور اولاد صغار (اطفال خردسال) اور ابن اخ (بھتیجا) اور ابن اخت (بھانجا) کو وارث چھوڑے اور وہ دونون (ابن اخ اور ابن اخت) مسلم ہون تو متروکہ کے دو ثلث ابن اخ کے اور ایک ثلث ابن اخت کے حوالہ کیا جائیگا اور اون دونون کو اپنے حق میراث مین سے اولاد پر بہ نسبت انفاق کرنا واجب ہوگا پس اگر وہ اولاد حالت اسلام مین بالغ ہو تو متروکہ کے بانٹے کا اوسکو استحقاق حاصل ہوگا جیساکہ مالک بن اعین کی روایت مین

وارد ہوا ہی اور اگر بعد بلوغ کفر کو اختیار کریگی تو ابن اخ اور ابن اخت ہی کا حق اوس مال پر استقرار ہوجائیگا جسکے وہ وارث قرار دیئے گئے تھے اور اونکے حوالہ کر دیا گیا تھا اور اوسکی اولاد میراث سے ممنوع کیجائیگی اور اسمین اشکال ہی اسلیے کہ احکام کفر مین اطفال صغار اپنے ابوین کے تابع اور قائم مقام ہوتے ہین اور قسمت ترکہ کا اونکے اسلام پر سابق ہونا مانع استحقاق ہوتا ہی تیسرا مسئلہ اہل اسلام کو باہم (طرفین سے) میراث پانیکا استحقاق حاصل ہوتا ہی اگرچہ دین و مذہب مین مختلف ہون جیسے شیعہ و سنی اور اسیطرح اہل کفر کو

البتہ جو فرقے کہ بحکم کفر ہین اور کسی ضروری دین کا انکار کرتے ہین جیسے غلاة اور خوارج اور نواصب تو انکو میراث مسلمین کا بالاتفاق استحقاق نہوگا ۱۲

بھی باہم (طرفین سے) میراث پانے کا استحقاق ہوتا ہی اگرچہ ملت و مشرب مین مختلف ہون جیسے ذمی و حربی چوتھا مسئلہ مرتد فطری کا ترکہ اوسکے ارتداد کے وقت تقسیم کیا جائیگا اور اوسکی زوجہ بائن (جدا) ہوجائیگی اور اوسکے لیے عدۂ وفات

اور اوسکا قتل کرنا واجب ہوگا ۱۲

(چار مہینے دس روز) رکھیگی خواہ وہ قتل کر ڈالا جائے یا زندہ باقی رہے اور اوس سے

یا اور کسی وجہ سے مر جائے ۱۲

توبہ نکرائی جائے گی اور زن مرتدہ کا قتل کرنا صحیح نہوگا بلکہ وہ حبس کی جائیگی اور اوقات نماز مین اوسپر ضرب لگائی جائیگی اور اوسکا ترکہ اوسوقت تک تقسیم نکیا جائیگا جبتک کہ وہ وفات نپائے اور مرتد ملی سے توبہ کرائی جائیگی پس اگر اوسنے توبہ کی اور اسلام کی طرف عود کیا فبہا و الا قتل کیا جائیگا اور اوسکا متروکہ اوسوقت تک تقسیم نکیا جائیگا جبتک کہ وفات نپائے یا قتل نہو جائے اور اوسکی زوجہ اوسوقت سے بائن ہوگی جب سے کہ اون دونون کے دین و مذہب مین اختلاف ہوا ہی پس اگر انقضاء عدہ کے قبل اسلام کیطرف عود کریگا تو اپنی زوجہ کے ساتھ احق ہوگا اور اگر ایام عدہ اوسکے اسلام کیطرف عود کرنے سے قبل منقضی ہوجائینگے تو اوسکو اپنی زوجہ پر کوئی تسلط باقی نرہیگا امر دوم قتل کے بیان مین پس انسان کا

اختلاف دینهما فان عاد قبل خروجها من العدة فهو احق بها وان خرجت من العدة فلا سبيل له عليها واما القتل

اپنے کسی عزیز کو عمداً (قصداً) ازراہِ ظلم قتل کر ڈالنا اوسکو وارث مقتول سے مانع ہوتا ہی
اور اگر اوسکو کسی حق کے عوض (جیسے قصاص لینا) قتل کریگا تو مانع ارث نہو گا
اور اگر کوئی شخص اپنے کسی عزیز کو ازراہ خطا قتل کردے تو اوسکو علی الاشہر میراث کا
استحقاق باقی رہیگا اور جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نے اپنے استنباط کی بنا پر ارشاد
فرمایا ہو کہ قاتل مذکور (جسنے ازراہ خطا قتل کیا ہی) کو دیتِ مقتول کا استحقاق نہوگا
اور اوسکے علاوہ باقی ترکہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور یہ قول خوب ہی لکن قول اول
اشبہ ہی اور اس حکم مین باپ اور ولد اور دیگر اقربا مساوی ہین خواہ اقربا نسبی ہون
یا سببی اور اگر مقتول کا قاتل کے سوا کوئی اور وارث نہو تو اوسکے میراث کا
استحقاق امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا اسلیے کہ جس شخص کا کوئی وارث نہین ہوتا
اوسکے وارث امام ع ہوتے ہین پس اوسکا ترکہ امام ع کے بیت المال کیطرف
منتقل کیا جائیگا اور اگر کوئی شخص اپنے باپ کو قتل کر ڈالے اور قاتل کا کوئی مولود
موجود ہو تو اوسکو اپنے دادا (جو مقتول ہوا ہی) کی میراث کا استحقاق حاصل ہوگا
بشرطیکہ مقتول کے لیے کوئی ولد صلبی نہو اور مولود قاتل کا استحقاق اوسکے باپ کی
حیات کے سبب سے باطل نہوگا اور اگر قاتل کے لیے کوئی وارث کافر موجود ہو
تو وہ دونون (قاتل اور اوسکا وارث کافر) میراث مقتول سے ممنوع کیے جائینگے
اور اوسکی میراث کا امام ع کو استحقاق ہوگا اور قاتل کا وارث کافر اسلام لے آئے
حتی کہ خون کے مطالبہ کا بھی امام ع ہی کو استحقاق ہوگا ۱۲ ح
تو میراث مقتول کا اوسی کو استحقاق ہوگا اور اسیطرح خونِ مقتول کے مطالبہ کا بھی
اگرچہ وہ اوسکا ترکہ امام ع کی طرف منتقل ہوچکا ہو ۱۲
اوسی کو استحقاق ہوگا اور بعض علمار نے فرمایا ہو کہ اگر متروکہ مقتول کے امام ع کیطرف
منتقل ہونے سے قبل اسلام لائیگا تو وارث ہوگا ورنہ وارث نہوگا اور اسمقام پر

مسائل ثلث الاولی اذا لم یکن للمقتول وارث سوی الامام فله المطالبة بالقود والدیة مع التراضی ولیس له العفو الثانیة الدیة فی حکم مال المقتول یقضی منها دینه ویخرج منها وصایاه سواء قتل عمدا فاخذت الدیة او خطاء الثالثة یرث الدیة کل مناسب ومسابب عدا من یتقرب بالام فان فیهم خلافا ولا یرث احد الزوجین القصاص ولو وقع التراضی بالدیة ورثا نصیبهما منها واما الرق فیمنع فی الوارث وفی الموروث فلو مات وله وارث حر واخر مملوک فالمیراث للحر ولو بعد دون الرق وان قرب ولو کان الوارث رقا وله ولد حر لم یمنع الولد برق ابیه ولو کان الوارث اثنین فصاعدا فعتق

کئی مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ جبکہ مقتول کے لیے امام ع کے سوا کوئی وارث
نہو تو امام ع کو قاتل سے قصاص کے مطالبہ کرنے یا برضاء قاتل دیت کے اخذ کرنے کا
استحقاق حاصل ہوگا اور امام ع کو عفو کرنیکا اختیار نہوگا دوسرا مسئلہ دیت پر مال مقتول
کا حکم جاری کیا جائیگا پس اوس سے مقتول کا دین ادا کیا جائیگا اور اوسکی وصیتین
خارج کیجائینگی خواہ عمداً قتل کیا گیا ہو اور دیت لی گئی ہو یا خطاءً قتل کیا گیا ہو
تیسرا مسئلہ دیت کا متقرب بالام کے سوا ہر ایک شخص وارث ہوگا خواہ منجملہ
اقربائے نسبی ہو یا سببی اور خصوص متقرب بالام کے وارث دیت ہونے اور نہ
ہونے مین بین العلماء اختلاف ہے اور احد الزوجین کو دوسرے کے
قصاص کی وراثت کا استحقاق حاصل نہین ہوتا اور اگر اخذ دیت پر تراضی ہو جائے
تو اون دونون کو اوس مین سے اپنے نصیب کا استحقاق حاصل ہوگا اسلیے کہ وہ
(دیت) مقتول کا مال ہے لہذا اوس سے باقی اموال کے جملہ احکام متعلق ہونگے
جنمین وراثت زوجین بھی داخل ہے امر سوم رق کے بیان مین پس وارث اور
مورث مین سے ہر ایک کا رق ہونا دوسرے کے لیے مانع ارث ہوتا ہے پس اگر
کوئی شخص انتقال کرے اور اوسکے بعض ورثہ حر اور بعض آخر مملوک ہون تو میراث
کا استحقاق فقط حر کو حاصل ہوگا اگرچہ بعید ہو اور مملوک کو نہوگا اگرچہ قریب ہو
اور اگر کسی شخص کا وارث مملوک ہو اور اوس وارث کا مولود حر ہو تو مولود مذکور
اپنے باپ کے رقیق ہونے کیوجہ سے ممنوع نہوگا اسلیے کہ مولود مذکور مین مقتضی ارث
(قرابت) موجود ہے اور مانع ارث (رقیت) مفقود ہے اور اگر کسی شخص کے دو یا کئی وارث
ہون اور اونمین سے بعض ورثہ حر اور بعض آخر مملوک ہون اور قسمت ترکہ کے

قبل اوسکا وارث مملوک آزاد ہو جائے تو باقی ورثہ کا شریک ہوگا اگر باعتبار طبقہ اونکا مساوی ہو اور اگر بہ نسبت باقی ورثہ کے اقرب ہو تو میراث کا استحقاق تنہا اوسیکو حاصل ہوگا اور قیمت ترکہ کے بعد آزاد ہوگا تو اوسکو میراث مین سے کسی حصہ کا بھی استحقاق حاصل نہوگا اور اسیطرح اگر مستحق ترکہ متحد (ایک ہی شخص) ہو تو وارث مملوک کو آزاد ہونے کے بعد میراث مین سے کسی حصہ کا استحقاق نہوگا خواہ قبل قسمت آزاد ہو یا بعد قسمت اور اگر کسی میت کے لیے مملوک کے سوا کوئی وارث نہو تو حاکم شرع یا اوسکے نائب کو مملوک مذکور کا قیمت مذکور کے متروکہ سے خرید کرکے آزاد کرنا واجب ہوگا اور خرید کرنے سے بعد متروکہ کی جو مقدار باقی رہیگی وہ اوسکے حوالہ کیجائیگی اور اگر مملوک مذکور کا آقا اوسکے فروخت کرنے سے انکار کریگا تو اوسکا مجبور کرنا صحیح ہوگا اور اگر مقدار ترکہ مملوک کی قیمت سے قاصر (کم) ہو تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ اوسکا مال موجود کے ساتھ چھوڑ لینا لازم ہوگا اور باقی قیمت کے بہم پہونچانے مین سعی کریگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اوسکا چھوڑانا واجب نہوگا اور میراث کا استحقاق امامؑ کو حاصل ہوگا اور یہی قول اظہر ہی اور اسیطرح اگر کسی شخص کے دو یا کئی وارث مملوک ہون اور اون مین سے ہر ایک یا بعض کا نصیب اوسکی قیمت سے قاصر ہو تب بھی آزاد کرنا لازم نہوگا اور میراث کا استحقاق امامؑ کو حاصل ہوگا اور اگر کسی غلام کے بعض اجزا آزاد ہون تو اوسکو اپنے نصیب مین سے اوسقدر مال کا استحقاق حاصل ہوگا جو اوسکی حریت کے مقابل قرار پائے اور اوسقدر مال سے ممنوع کیا جائیگا جو اوسکی رقیت کے مقابل قرار پائے اور اسیطرح اگر غلام مذکور (جسکے بعض اجزا

آزاد اور بعض آخر مملوک ہون) وفات پائے تو اوسکے ترکہ مین سے اوسکے وارث
کو بوجہ ارث اوسقدر مال کا استحقاق ہوگا جو اوسنے جزو حرکے ساتھ حاصل کیا ہوگا
اور باقی مال کا اوسکے آقا کو بوجہ ملک استحقاق ہوگا اور کنیز کا بھی یہی حکم ہوگا۔ اور
اسمقام پر دو مسئلے بیان کیے جاتے ہین پہلا مسئلہ جبکہ کسی شخص کے جملہ ورثہ مملوک
ہون تو میراث کے لیے اوسکے ابوین (مان باپ) کا فک (رہا) کرانا اجماعًا واجب ہوگا
اور آیا اوسکی اولاد کا فک کرانا بھی واجب ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی لیکن وجوب فک
اظہر ہی اور آیا ابا و اولاد کے علاوہ باقی اقارب کا فک کرانا بھی واجب ہوگا یا نہین
اظہر عدم وجوب ہی اور بعض علمار نے فرمایا ہی کہ ہر ایک وارث کا فک لازم ہوگا
اگرچہ زوج یا زوجہ ہو اور قول اول اولیٰ ہی دوسرا مسئلہ ام ولد اپنے کسی
قریب کی وارث نہین ہو سکتی اسلیے کہ وہ رقیت پر باقی ہی جو مانع ارث ہی اور
اگر ام ولد کو اپنے آقا سے قرابت حاصل ہو تو اوسکی بھی وارث نہو گی اسلیے کہ
اوسکے مولود کا باقی رہنا مفروض ہی لہذا میراث کا استحقاق فقط مولود کو حاصل ہوگا
اور ام ولد کے لیے حاجب ہوگا کیونکہ ام ولد کو اس صورت مین مرتبۂ عمومۃ یا
خولہ کے سوا اپنے آقا سے اور کوئی قرابت نہین ہو سکتی تاکہ آقا پر اوسکی وطی
حلال ہو اور اسیطرح اگر مملوک مدبر (جسکے آزاد ہونے کی وصیت کی گئی ہو) اپنے
آقائے مدبر (جسنے اوسکے آزاد ہونے کی وصیت کی ہی) کا وارث نہین ہو سکتا جبکہ
اوس سے قرابت رکھتا ہو اسلیے کہ مال میراث اوسکے آزاد ہونے سے قبل
دوسرے وارث کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور اسیطرح مکاتب مشروط اور وہ
مکاتب مطلق بھی وارث نہین ہو سکتا جسنے مال کتابت مین سے ادا نکیا ہو اسلیے

وہ دونون رقیت پر باقی ہین جو مانع ارث ہی اور اسمقام پر اسباب منع کے لواحق مین سے چار امر بیان کیے جاتے ہین پہلا امر لعان کا بین الزوجین واقع ہونا نسب مولود کے ساقط ہونیکا سبب ہوتا ہی ہان اگر وقوع لعان کے بعد مولود کا شخص ملاعن اقرار کرے گا تو مولود اوس سے ملحق کیا جائیگا اور اوسکا وارث ہوگا اور مولود مذکور کا وہ وارث نہوگا دوسرا امر شخص مفقود الخبر کے مال پر اوسوقت تک میراث کا حکم جاری نہوگا جبتک کہ اوسکی وفات متحقق نہو یا اوسکی غیبت کو اسقدر زمانہ منقضی نہو جائے جسمین باعتبار عادت اوسکے امثال زندہ نہین رہ سکتے پس اگر دونون امرون (تحقق وفات اور انقضائے مدت مذکورہ) مین سے ایک امر متحقق ہوگا تو اوسکا مال اوسکے اون ورثہ پر تقسیم کیا جائیگا جو وقت حکم موجود ہونگے اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ وقت غیبت سے دس برس کے بعد اوسکا مال ورثہ پر تقسیم کیا جائیگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اوسکا مال ایسے وارث کے حوالہ کیا جائیگا جو غنی و مالدار ہو اور قول اول اولی ہی تیسرا امر حمل اوسوقت وارث ہوگا جبکہ وہ زندہ پیدا ہو اور مردہ پیدا ہوگا تو اوسکو میراث مین سے کسی نصیب کا استحقاق حاصل نہوگا اور اگر کوئی حمل اپنے زندہ پیدا ہونے کے بعد مرجائیگا تو اوسکے نصیب کا استحقاق اوسکے ورثہ کو حاصل ہوگا اور اگر کوئی حمل بوجہ جنایت ساقط ہوجائے تو استحقاق میراث مین اوسکا ایسی حرکت کے ساتھ متحرک ہونا شرط ہوگا جو شخص زندہ سے صادر ہوتی ہی اور ایسے تقلص (جنبش) کا موجود ہونا کافی نہوگا جو باعتبار طبع حاصل ہوتا ہی اور اختیار کو اوسمین دخل نہین ہوتا چوتھا امر جبکہ کوئی شخص وفات پائے اور اوسکے ذمہ پر

اوسقدر

دین لیستوعب الترکة لم تنتقل الی الورثة وکانت علی حکم مال المیت وان لم یکن مستوعبا انتقل الی الورثة ما فضل وما قابل الدین باق علی حکم مال المیت

الفصل الثانی

فالحجب نوعان حجب حرمان وهو ان یکون عن اصل الارث وحجب نقصان وهو ان یکون عن بعض الفرض فالاول ضابطته رعایة الاقرب فالاقرب فلا میراث لولد ولد مع ولد ذکرا کان او انثی حتی لابن ابن مع بنت صلبیة واذا اجتمع اولاد الاولاد حجب بعضهم بعضا کالولد مع الولد من بعض ... بطن ... یحجب ... ادلی بالابوین او باحدهما کالاخوة والاجداد والاعمام والاخوال واولادهم ولا یشرک الولد احد الا الابوین والزوج او الزوجة

اوسقدر دین ہو جو مستوعب ترکہ ہی تو اوسکا مال ورثہ کیطرف منتقل نہوگا اور اوس سے مال میت کا حکم متعلق ہوگا (جسکی تفصیل کتاب الحجر مین مذکور ہو چکی ہی) اور اگر مستوعب ترکہ نہو تو اوسمین سے فقط وہ مقدار ورثہ کیطرف منتقل ہوگی جو اداے دین کے بعد باقی رہیگی اور جو مقدار کہ مقابل دین قرار پائیگی وہ مال میت کے حکم پر باقی رہیگی تیسرا مقدمہ حجب کے بیان مین حجب کی دو قسمین ہین اوّل اصل میراث سے محروم کرنا دوم بعض فرض سے منع کرنا اور قسم اول (اصل میراث سے محروم کرنا) کا ضابطہ مراعات قرب ہی پس ولد ولد (پوتا یا نواسا) کو ولد صلبی (بیٹا یا بیٹی) کے ساتھ میراث کا استحقاق حاصل نہوگا خواہ ذکر ہو یا انثی حتی کہ ابن ابن (پوتا) کو بنت صلبی (بیٹی) کے ساتھ میراث کا استحقاق نہوگا اور جبکہ اولاد الاولاد (پوتے اور پوتیان اور نواسے اور نواسیان) مجتمع ہو جائین تو اونمین سے جو شخص اقرب ہوگا وہ ابعد کو مانع ہوگا اگرچہ پست تر ہون بنا برعلیہ پوتے یا پوتی اور نواسے یا نواسی کے ساتھ اونکی اولاد کو میراث کا استحقاق نہوگا اور اسیطرح ولد میت (پوتا یا پوتی نواسا یا نواسی یا اونکی اولاد یا اونکی اولاد کی اولاد اور علی ہذا القیاس) کے ساتھ متقرب بالابوین یا متقرب باحدہما کو میراث کا استحقاق نہوگا جیسے اخوۃ (میت کے بھائی خواہ اعیانی ہون یا علاتی یا اخیافی) یا اونکی اولاد اور اجداد (میت کے دادا دادی اور نانا نانی) اور اونکے آبار (میت کے پردادا اور پردادی اور پرنانا اور پرنانی یا اونکے آباء اور علی ہذا القیاس) اور اعمام (میت کے چچا اور پھوپی) اور اخوال (میت کے ماموں اور خالہ) اور اون دونون کی اولاد (میت کے چچازاد یا پھوپی زاد یا ماموں زاد یا خالہ زاد بھائی بہن) اور استحقاق میراث مین میت کے ابوین (ماں باپ) اور زوج یا زوجہ کے سوا کوئی شخص اوسکی اولاد کا شریک نہین ہو سکتا اگرچہ پست تر ہون اور جبکہ

میت کے لیے ابوین اور اولاد موجود نہون تو اوسکی میراث کا استحقاق فقط اخوۃ (میت کے بھائی بہن) اور اجداد (میت کے دادا دادی اور نانا نانی) کو حاصل ہوگا اور اخ میت کے ساتھ ولد اخ (بھتیجا یا بھتیجی) کو میراث کا استحقاق نہوگا اور اسیطرح جد میت کے ساتھ پدر جد کو میراث کا استحقاق نہوگا اور اولاد اخوۃ کے بطون متنازلہ (اولاد الاولاد اولاد اور اونکی اولاد اور علی ہذا القیاس) مجتمع ہوجائین تو اونمین سے میراث کا استحقاق فقط اقرب کو حاصل ہوگا اور ابعد محروم رہیگا بنا ءً علیہ اولاد اخوۃ کے ساتھ اوسکی اولاد کو استحقاق نہوگا اور اسیطرح اخوۃ اور اونکی اولاد کے ساتھ (اگرچہ پست تر ہون) متقرب بالاجداد (جیسے اعمام و اخوال اور اونکی اولاد) کو استحقاق میراث حاصل نہوگا ہان اخوۃ اور اونکی اولاد کے ساتھ آبا ر اجداد کو بھی میراث کا استحقاق ہوگا اسلیے کہ جد اگرچہ بلند تر ہو عنوان جدین داخل ہے اور اگر اجداد میت کے بطون متصاعدہ مجتمع ہوجائین تو اونمین سے اقرب الی المیت کو میراث کا استحقاق حاصل ہوگا اور ابعد محروم رہیگا اور جبکہ میت کے لیے اجداد اور اخوۃ یا اولاد اخوۃ موجود نہون تو میراث کا استحقاق اوسکے اعمام و اخوال اور اونکی اولاد (اگرچہ پست تر ہون) کو حاصل ہوگا اور اعمام و اخوال اور اونکی اولاد کے ساتھ اب میت کے اعمام و اخوال کو میراث کا استحقاق نہوگا اور اسیطرح اب میت کے اعمام و اخوال کی اولاد کے ساتھ جد میت کے اعمام و اخوال کو میراث کا استحقاق نہوگا اور اونمین سے متقرب بالابوین کے ساتھ فقط متقرب بالاب کو استحقاق میراث حاصل نہوگا بشرطیکہ باعتبار درجہ وہ دونون مساوی ہووین اور جبکہ میت کے لیے منجملہ اقربائے نسبی کوئی شخص (اگرچہ بعید تر ہو) موجود ہوگا تو مولائے نعمت کو

میراث کا استحقاق حاصل ہوگا اور اسیطرح ضامن جریرہ کو ولی نعمت یا اوسکے قائم مقام کی معیت مین میراث معتق (آزاد کردہ) کا استحقاق حاصل ہوگا اور اسیطرح ضامن جریرہ کے ساتھ امام علیہ السلام کو میراث کا استحقاق ہوگا اور قسم دوم (بعض فرض سے منع کرنا) کی بھی دو قسمین ہین اوّل حجب ولد پس ولد میت (اگرچہ پست تر ہو) اوسکے ابوین کو زائد از سدسین سے مانع ہوتا ہی خواہ ذکر ہو یا انثی البتہ اگر ابوین کے ساتھ بنت واحد مجتمع ہوجائے تو مانع نہو گی پس صورت مذکورہ مین فریضہ کے علاوہ ایک سدس باقی رہیگا جو اون تینون پر اخماساً رد کیا جائیگا اور اگر احد الابوین کے ساتھ بنت واحد مجتمع ہوجائے تب بھی مانع نہو گی پس فریضہ کے علاوہ جو ثلث باقی رہیگا وہ اون دونون پر ارباعاً رد کیا جائیگا اور اسیطرح اگر احد الابوین کے ساتھ بنتین یا بنات مجتمع ہوجائین تب بھی زائد سے مانع نہونگے پس فریضہ کے علاوہ جو سدس باقی رہیگا وہ اون دونون (بنتین یا بنات اور احد الابوین) پر اخماساً رد کیا جائیگا اور اسیطرح ولد میت اوسکی زوج یا زوجہ کو نصیب اعلی (نصف اور ربع) سے مانع ہوتا ہی پس ولد میت کے ساتھ زوج یا زوجہ کو نصیب ادنی (ربع اور ثمن) کا استحقاق باقی رہتا ہی اور زوج و زوجہ کے لیے تین حالتین ہوتی ہین حالت اولی اون دونون (زوج و زوجہ) مین سے کسیکے ساتھ ولد میت کا مجتمع ہونا اگرچہ پست تر ہو پس اس صورت مین زوج کے لیے ربع متروکہ کا اور زوجہ کے لیے ثمن متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا حالت ثانیہ اون دونون مین سے کسیکے ساتھ میت کے ولد یا ولد الولد (اگرچہ پست تر ہو) کا موجود نہونا پس اس صورت مین زوج کے لیے نصف متروکہ کا اور زوجہ کے لیے ربع متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا حالت ثالثہ اون دونون مین سے کسیکے ساتھ

امام علیہ السلام کے سوا منجملہ اقربائے نسبی و سببی کسی وارث کا موجود نہونا پس اس صورت مین زوج کو نصف متروکہ دیا جائیگا اور نصف باقی اوسپر رد کیا جائیگا اور زوجہ کو ربع متروکہ دیا جائیگا اور آیا اوسپر رد کرنا صحیح ہوگا یا نہین اس مین تین قول ہین اوّل یہ کہ اوسپر مطلقًا رد کیا جائیگا خواہ امامؑ حاضر ہون یا غائب دوم یہ کہ اوسپر مطلقًا رد نکیا جائیگا بلکہ باقی متروکہ کا امام علیہ السلام کو استحقاق ہوگا سوم یہ کہ امام علیہ السلام کی غیبت کے زمانہ مین اوسپر رد کیا جائیگا اور حضور امامؑ کے زمانہ مین اوسپر رد نکیا جائیگا اور حق یہ ہی کہ اوسپر رد کرنا صحیح نہین ہی دوم حجب اخوۃ پس اخوۃ میت اوسکی مان کو زائد عن السدس سے چار شرطون کے ساتھ مانع ہوتے ہین شرط اوّل اونکا دو مرد یا زائد یا دو عورت اور ایک مرد یا چار عورت ہونا پس ایک بھائی یا دو بہنین یا ایک بھائی اور ایک بہن یا تین بہنین حاجب نہونگی شرط دوم اونکا مملوک یا کافر نہونا پس اگر اخوۃ میت کافر یا مملوک ہونگے تو اوسکی ان کے لیے حاجب نہونگے اور آیا اخ قاتل اپنے برادر مقتول کی ان کا حاجب ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی لکن ظاہر یہ ہی کہ وہ حاجب نہوگا شرط سوم پدر میت کا موجود ہونا پس اگر وہ موجود نہوگا تو اخوۃ میت اوسکی ان کے لیے حاجب نہونگے شرط چہارم اونکا اعیانی یا علاتی ہونا پس میت کے اخوۃ اخیافی حاجب نہونگے اور آیا اونکا وفات برادر کے وقت موجود منفصل ہونا بھی شرط ہی یا نہین اسمین تردد ہی لکن اونکے منفصل ہونے کا شرط ہونا اظہر ہی اور اونکا حمل ہونا ادرمیت کے محجوب کرنے مین کافی نہوگا اور اخوۃ میت کی اولاد اوسکی ان کے لیے حاجب نہوگی اور اسیطرح اگر اخوۃ میت منجملہ خنائی مشکلہ ہون اور چار شخصون سے کم ہون تو حاجب نہونگے کیونکہ اونکے اناث ہونیکا بھی احتمال ہی چوتھا مقدمہ سہام ورثہ کے تعادیر اور

واما اجتماعها فالسهام المفروضة ستة النصف والربع والثمن والثلثان والثلث والسدس فالنصف نصيب الزوج مع عدم الولد وان نزل وسهم البنت والاخت للاب والام والاخت للاب والربع سهم الزوج مع الولد وان نزل والزوجة مع عدم الولد والثمن سهم الزوجة مع الولد وان نزل والثلثان سهم البنتين فصاعدا او الاختين فصاعدا للاب والام او للاب والثلث سهم الام مع عدم من يحجبها من الولد وان نزل والاخوة وسهم الاثنين فصاعدا من ولد الام والسدس سهم كل واحد من الابوين مع الولد وان نزل وسهم الام مع الاخوة للاب والام او للاب مع وجود الاب وسهم الواحد من ولد الام ذكرا كان او انثى وهذه الفروض منها ما يمكن ان يجتمع ومنها ما لا يمكن فالنصف يجتمع مع مثله ومع الربع ومع الثمن

اور کیفیت اجتماع کے بیان مین مجموع سہام چھ ہین نصف (آدھا) اور ربع (چوتھائی) اور ثمن (آٹھوان حصہ) اور ثلثین (دو تہائی) اور ثلث (تہائی) اور سدس (چھٹا حصہ) پس نصف تین شخصون کا فریضہ ہی اول زوج بشرطیکہ میت کے لیے کوئی ولد (اگرچہ پست تر ہو) موجود نہو دوم بنت واحدہ سوم اخت اعیانی یا علاتی اور ربع دو شخصون کا فریضہ ہی اول زوج جبکہ میت کے لیے کوئی ولد موجود ہو اگرچہ پست تر ہو دوم زوجہ جبکہ میت کے لیے کوئی ولد موجود نہو اور ثمن فقط زوجہ کا فریضہ ہو جبکہ ولد میت موجود ہو اگرچہ پست تر ہو اور ثلثین دو شخصون کا سہم ہی اول بنتین یا بنات (واحد ہو یا متعدد) دوم اختین (دو بہنین) یا اخوات (تین یا زاید بہنین) بشرطیکہ اعیانی یا علاتی ہون اور ثلث بھی دو شخصون کا سہم ہی اول ام (مادر میت) بشرطیکہ اولاد یا اخوۂ میت مین سے کوئی شخص اوسکا حاجب نہو دوم اخوۂ اخیافی بشرطیکہ دو یا زاید ہون اور سدس تین شخصون کا فریضہ ہی اول احد الابوین (میت کے مان یا باپ) جبکہ میت کے لیے کوئی ولد موجود ہو اگرچہ پست تر ہو دوم ام (مادر میت) جبکہ میت کے اخوۂ اعیانی یا علاتی کے ساتھ مجتمع ہو بشرطیکہ پدر میت موجود ہو سوم کلالۃ الام (اخیافی بھائی یا بہن) جبکہ متحد (ایک) ہو خواہ ذکر ہو یا انثی اور فروض مذکورہ مین بعض فروض ایسے ہین جو باہم مجتمع ہو سکتے ہین اور بعض فروض ایسے ہین کہ باہم مجتمع نہین ہو سکتے پس نصف کے اجتماع کی کئی صورتین ہین اول اوسکا اپنے مثل کے ساتھ مجتمع ہونا جیسے زوج اور اخت اعیانی یا علاتی دوم اوسکا ربع کے ساتھ مجتمع ہونا جیسے زوج اور بنت سوم اوسکا ثمن کے ساتھ مجتمع ہونا جیسے زوجہ اور بنت اور وہ ثلثین کے ساتھ

یعنی نصف

مجتمع نہین ہو سکتا اسلیے کہ ہمارے نزدیک عول باطل ہے پس جبکہ زوج کے ساتھ اختین یا اخوات مجتمع ہون تو اون دونون (زوج اور اختین یا اخوات) کو اپنے اپنے فرض کا استحقاق نہوگا بلکہ فقط اختین پر نقصان وارد ہوگا اور زوج کو اپنے پورے فرض (نصف) کا استحقاق ہوگا چہارم اوسکا ثلث کے ساتھ مجتمع ہونا جیسے زوج اور ام بشرطیکہ کوئی حاجب موجود نہو پنجم اوسکا سدس کے ساتھ مجتمع ہونا جیسے زوج اور کلالۃ الام جبکہ متحد ہو اور ربع اور ثمن باہم مجتمع نہین ہوسکتے اسلیے کہ ثمن کا استحقاق زوجہ کو بوجود ولد کیصورت مین حاصل ہوتا ہے اور ربع کا استحقاق اوسکو عدم ولد کیصورت مین حاصل ہوتا ہے اور ربع کے اجتماع کی کئی صورتین ہین اول اوسکا ثلثین کے ساتھ مجتمع ہونا جیسے زوج اور بنتین دوم اوسکا ثلث کے ساتھ مجتمع ہونا جیسے زوجہ اور کلالۃ الام جبکہ متعدد ہون سوم اوسکا سدس کے ساتھ مجتمع ہونا جیسے زوجہ اور کلالۃ الام جبکہ متحد ہو چہارم اوسکا نصف کے ساتھ مجتمع ہونا جو اجتماعات نصف مین مذکور ہو چکی اور ثمن کے اجتماع کی بھی کئی صورتین ہین اول اوسکا نصف کے ساتھ مجتمع ہونا دوم اوسکا ربع کے ساتھ مجتمع ہونا اور یہ دونون صورتین اجتماعات نصف و ربع مین مذکور ہو چکی ہین سوم اوسکا ثلثین کے ساتھ مجتمع ہونا جیسے زوجہ اور بنتین چہارم اوسکا سدس کے ساتھ مجتمع ہونا جیسے زوجہ اور احد الابوین جبکہ ولد میت موجود ہو اور ثمن کا ثلث کے ساتھ مجتمع ہونا صحیح نہین ہے اسلیے کہ ثمن کا وجہ وجود ولد کیصورت مین زوجہ کو استحقاق حاصل ہوتا ہے اور ثلث کا اخوۃ اخیافی کو (جبکہ متعدد ہون) یا ما در میت کو عدم ولد کی صورت مین استحقاق حاصل ہوتا ہے جنکا اجتماع غیر متصور ہے اور ثلث کا سدس کے ساتھ باعتبار فریضہ مجتمع ہونا صحیح نہین ہے اگرچہ باعتبار قرابت مجتمع ہونا صحیح ہے جیسے زوج اور ابوین کہ اس صورت مین

ولا یجتمع مع الثلثین النصف الا فی العول بل یکون النقص داخلا علی الاختین فصاعدا دون الزوج ویجتمع النصف مع الثلث ومع السدس ولا یجتمع الربع والثمن و یجتمع الربع مع الثلثین ومع الثلث ومع السدس ویجتمع الثمن مع الثلثین والسدس ولا یجتمع مع الثلث ولا یجتمع الثلث مع السدس تسمیۃ

اس صورت مین اختین یا اخوات وارث نہین ہوتے اور وارث ہوتے ہین ۱۲ ربع کا ربع کے ساتھ مجتمع ہونا بھی متصور نہین اسلیے کہ اوسکا استحقاق زوج کو عدم ولد کے ساتھ اور زوجہ کو وجود ولد کے ساتھ ہے ۱۲ مولوی

مسئلتان الاولی لا یثبت المیراث عندنا بالتعصیب واذا ابقت الفریضة فان کان هناک وارث لا فرض له فالفاضل له بالقرابة مثل ابوین وزوج او زوجة للام ثلث الاصل وللزوج او الزوجة نصیبه الاعلی والباقی للاب ولو کان هناک اخوة کان للام السدس وللزوج النصف والباقی للاب وکذا ابوان

زوج نصف کا اور مادر میت کو عدم حاجب کے ساتھ ثلث کا اور پدر میت کو سدس کا
استحقاق ہوتا ہی اور وجود حاجب مین مادر میت کو سدس کا اور پدر میت کو ثلث کا استحقاق
ہوتا ہی اور علی کلا التقدیرین پدر میت کا سہم باعتبار قرابت ہوگا اور باعتبار فرض ہوگا
اور اس مقام سے دو مسئلے ملحق کیے جاتے ہین پہلا مسئلہ ہمارے نزدیک تعصیب
(زائد از سہام کا عصبہ کو وارث کرنا اور صاحبان سہام پر اوسکا رد نکرنا) کیوجہ سے
میراث ثابت نہین ہوتی اور جبکہ فریضہ کے بعد کچھ مال باقی رہے پس اگر کوئی وارث
ایسا موجود ہو جو باعتبار درجہ مساوی ہو اور فرض رکھتا ہو تو اوسکو باقی مال کا استحقاق
باعتبار قرابت حاصل ہوگا جیسے ابوین (میت کے ماں باپ) اور زوج یا زوجہ کہ
اس صورت مین مادر میت کو ثلث اصل کا اور زوج یا زوجہ کو اپنے نصیب اصلی
(نصف و ربع) کا استحقاق حاصل ہوگا اور باقی مال پدر میت کے حوالہ کیا جائیگا کیونکہ
وہ باعتبار درجہ مساوی ہی اور اوسکے لیے اس حالت مین کوئی فریضہ معین نہین ہی
اور اگر اخوۃ (میت کے اعیانی یا علاتی بھائی جو اوسکی ماں کے حاجب ہوتے ہین) بھی
موجود ہون تو مادر میت کو سدس کا اور زوج کو نصف کا استحقاق ہوگا اور باقی
مال پدر میت کے حوالہ کیا جائیگا اور اسیطرح اگر ابوین اور ابن اور زوج مجتمع ہوجائین
تو زوج کو ربع متروکہ کا اور ابوین مین سے ہر ایک کو سدس متروکہ کا استحقاق ہوگا
اور باقی مال ابن کے حوالہ کیا جائیگا اسلیے کہ وہ وارث بقرابت ہوتا ہی اور اسیطرح
اگر زوج اور دو یا کئی اخوۃ اخیافی (مادری بھائی یا بہنین) اور ایک یا کئی اخوۃ
اعیانی (پدری و مادری بھائی بہنین) یا علاتی (پدری بھائی بہنین) مجتمع ہوجائین تو
زوج کو نصف متروکہ کا اور اخوۃ اخیافی کو ثلث متروکہ کا استحقاق ہوگا اور باقی مال کا

اخوۃ اعیانی یا علاتی کے حوالہ کرنا معین ہوگا اسلیے کہ اونکے لیے کوئی فرض نہین ہی
اور اگر کوئی وارث ایسا موجود ہو جو باعتبار درجہ بعید ہو تو اوسکو میراث کا
استحقاق نہوگا اور جو مال کہ فریضہ سے باقی رہیگا وہ زوج و زوجہ کے سوا باقی
ذوی الفروض پر رد کیا جائیگا جیسے ابوین (میت کے مان باپ) یا احدہما (اون دونون
مین سے ایک شخص) اور بنت (میت کی بیٹی) اور اخ (میت کا بھائی) یا عم
(میت کا چچا) پس بنت کو نصف کا اور ابوین مین سے ہر ایک کو سدس کا استحقاق ہوگا
اور سدس باقی بہ نسبت سہام اونپر اجمالاً رد کیا جائیگا اور اخ و عم کو کوئی استحقاق نہوگا
دوسرا مسئلہ ہمارے نزدیک عول (فریضہ کا اسطرح زائد کرنا کہ بہ نسبت سہام جملہ ورثہ پر
نقصان وارد ہو) باطل ہی اسلیے کہ حق تعالی سے کسی مال مین اوسقدر حصون کا
مقرر کرنا محال ہی جنکی کہ وہ گنجایش نہ رکھتا ہو ورلزوم عول مین زوج یا زوجہ کا
بنت یا بنات یا اخت یا اخوات اعیانی یا علاتی کے ساتھ مجتمع ہونا ضرور ہی پس صورت مذکورہ
مین میت کے باپ یا بنت یا بنتین یا متقرب بالابوین (جو مان اور باپ دونون کی
طرف سے قرابت رکھتا ہو جیسے اخت یا اخوات اعیانی) یا متقرب بالاب (جو تنہا باپ
کی طرف سے قرابت رکھتا ہو جیسے اخت یا اخوات علاتی) پر نقصان وارد ہوگا
اور متقرب بالام (جو تنہا مان کی طرف سے قرابت رکھتا ہو جیسے اخت یا اخوات اخیافی)
پر نقصان وارد نہین ہوتا جیسے زوج اور ابوین اور بنت پس اس صورت مین
زوج کو ربع متروکہ کا اور ابوین مین سے ہر ایک کو سدس متروکہ کا استحقاق ہوگا
اور نقصان فقط بنت سے متعلق ہوگا اور باقی مال اوسکے حوالہ کیا جائیگا اور اسیطرح
اگر زوج اور احد الابوین اور بنتین یا بنات مجتمع ہوجائین تو زوج کو ربع کا اور

احدالابوین کو سدس کا استحقاق ہوگا اور فقط بنتین یا بنات سے نقصان متعلق ہوگا
اور باقی مال اونکے حوالہ کیاجائیگا اور اسیطرح اگر زوجہ اور ابوین اور بنتین مجتمع ہون
تو زوجہ کو ثمن متروکہ کا اور ابوین مین سے ہرایک کو سدس متروکہ کا استحقاق ہوگا اور
فقط بنتین سے نقصان متعلق ہوگا اور باقی مال اونکو دیاجائیگا اور اسیطرح اگر زوج
اور کلالۃ الام (مادری بھائی یا بہن) اور اخت یا اخوات اعیانی یا علاتی مجتمع ہوجائیں
تو زوج کو نصف کا اور کلالۃ الام کو سدس (اگر متحد ہو) یا ثلث (اگر متعدد ہون)
کا استحقاق ہوگا اور اخت یا اخوات پر نقصان وارد ہوگا اور فقط باقی مال اونکے
حوالہ کیاجائیگا **دوسرا مطلب** مقاصد ارث کے بیان مین اور وہ تین ہین

پہلا مقصد میراث انساب کے بیان اور وہ تین مرتبے ہین **پہلا مرتبہ**
ابوین (میت کے ماں باپ) اور اولاد ہین پس اگر پدر میت کے سوا کوئی وارث
ایسا موجود نہو جو باعتبار درجہ اوسکا مساوی ہو تو کل متروکہ کا استحقاق اوسیکو
حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر مادر میت کے سوا کوئی وارث موجود نہو تو اوسکو ثلث کا استحقاق
فرضاً حاصل ہوگا اور باقی متروکہ اوسپر رد کیاجائیگا اور اگر میت کے ماں باپ دونوں
مجتمع ہوجائین تو ماں کو ثلث کا اور باپ کو باقی کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر اخوۃ
بھی موجود ہون گے تو ماں کو فقط سدس کا اور باپ کو باقی کا استحقاق حاصل ہوگا اور
اخوۃ کو کسی شی کا استحقاق نہوگا اور اگر ایک ابن (لڑکا) کے سوا کوئی وارث موجود نہو
تو مجموع متروکہ کا استحقاق اوسیکو حاصل ہوگا اور اگر ایک سے زائد ہون تو استحقاق
مال مین وہ سب مساوی ہونگے اسلیے کہ بعض کو بعض آخر پر ترجیح نہین ہے اور اصل
تساوی ہے اور اگر ایک بنت (لڑکی) کے سوا کوئی وارث موجود نہو تو اوسکو نصف متروکہ

المقصد الثاني في ميراث الانساب وهم مراتب ثلث الاولى الابوان والاولاد فان انفرد الاب فالمال له وان انفردت الام فلها الثلث والباقي رد عليها ولو اجتمع الابوان فللام الثلث وللاب الباقي ولو كان له اخوة كان لها السدس وللاب الباقي ولو انفرد الابن فالمال له ولو كانوا اكثر فهم سواء ولو انفردت البنت فلها النصف

فرضاً استحقاق حاصل ہوگا اور باقی مال اونپر رد کیا جائیگا پس اگر بنتین یا بنات کے سوا کوئی وارث موجود ہو تو اونکو متروکہ کے ثلثین کا استحقاق فرضاً حاصل ہوگا اور باقی اونپر رد کیا جائیگا اور جبکہ ذکور و اناث مجتمع ہون تو اون سب پر للذکر مثل حظ الانثیین (مرد کے لیے دو عورتون کے نصیب کے برابر) تقسیم کیا جائیگا اور اگر ابوین یا احدہما کے ساتھ اولاد مجتمع ہو جائے تو ابوین مین سے ہر ایک کو سدس کا استحقاق حاصل ہوگا اور باقی مال اولاد پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا بشرطیکہ جملہ اولاد ذکور یا اناث ہون اور اگر ذکور کے ساتھ انثی یا اناث بھی موجود ہون تو باقی مال اون سب پر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا اور اگر اونکے ساتھ زوج یا زوجہ بھی مجتمع ہو جائے تو اوسکو اوسکے ادنی حصہ (ربع یا ثمن) کا استحقاق ہوگا اور اسیطرح ابوین کو بھی فقط دو سدس کا استحقاق ہوگا اور باقی اولاد کو دیا جائیگا اور اگر ابوین کے ساتھ ایک بنت مجتمع ہو جائے تو ابوین کو دو سدس کا اور بنت کو نصف کا استحقاق ہوگا اور باقی اون تینون پر بہ نسبت سہام اخماساً رد کیا جائیگا اور اگر اخوۃ اعیانی یا علاتی موجود ہون تو باقی مال فقط بنت اور اب پر بہ نسبت سہام ارباعاً رد کیا جائیگا اور ام کو رد کا استحقاق ہوگا اسلیے کہ اخوۃ اوسکو زائد عن السدس سے مطلقاً محجوب کرتے ہین اور اگر اونکے ساتھ زوج بھی داخل ہو جائے تو اوسکو اوسکے نصیب ادنی (ربع) کا اور ابوین کو فقط دو سدس کا استحقاق ہوگا اور باقی مال بنت کو دیا جائیگا اسلیے کہ ہمارے نزدیک عول باطل ہے اور اگر اونکے ساتھ زوجہ مجتمع ہو جائے تو ہر ایک صاحب فرض کو اپنے فرض کے اخذ کرنیکا استحقاق ہوگا پس بنت کو نصف کا اور ابوین کو دو سدس کا اور زوجہ کو ثمن کا اخذ کرنا صحیح ہوگا اور باقی مال بنت اور ابوین پر اخماساً رد کیا جائیگا اور

زوجہ

زوجہ پر رد کرنا صحیح نہوگا اور جبکہ اخوۃ اعیانی و علاتی جو حاجب ام ہوتے ہین موجود ہون
تو باقی مال فقط بنت اور اب پر ارباعًا رد کیا جائیگا اور اگر بنت کے ساتھ فقط احد الابوین
مجتمع ہو تو مجموع مال اون دونون پر ارباعًا تقسیم کیا جائیگا اور اگر اون دونون
(بنت اور احد الابوین) کے ساتھ زوج یا زوجہ بھی مجتمع ہوجائے تو فاضل کا فقط بنت
اور احد الابوین پر رد کرنا متعین ہوگا اور زوج یا زوجہ پر رد کرنا صحیح نہوگا اور اگر
ابوین کے ساتھ بنتین یا بنات مجتمع ہووین تو ابوین کو دو سدس کا اور بنتین یا بنات کو
ثلثین کا بالسویہ استحقاق ہوگا اور اگر اونکے ساتھ زوج یا زوجہ بھی مجتمع ہوجائے تو
اوسکو اپنے نصیب ادنی (ربع و ثمن) کا اور ابوین کو دو سدس کا استحقاق ہوگا اور فقط
باقی کا استحقاق بنتین یا بنات کو حاصل ہوگا اسلیے کہ عول باطل ہے اور اگر بنتین یا بنات
کے ساتھ احد الابوین مجتمع ہو تو احد الابوین کو سدس کا اور بنتین یا بنات کو ثلثین کا استحقاق
ہوگا اور باقی اونپر بہ نسبت سہام انکا رد کیا جائیگا اور اگر زوج بھی موجود ہوگا تو
فقط بنتین یا بنات پر نقصان وارد ہوگا اسلیے کہ عول باطل ہے اور اگر زوجہ موجود ہوگی
تو اوسکو اپنے نصیب ادنے (ثمن) کا استحقاق حاصل ہوگا اور باقی مال احد الابوین
اور بنات پر بقدر سہام تقسیم کیا جائیگا اور اگر ابوین کے ساتھ فقط زوج مجتمع ہو تو اوسکو
نصف کا اور ام کو ثلث اصل کا استحقاق ہوگا اور باقی مال اب کو دیا جائیگا اور اگر اخوۃ
بھی موجود ہونگے تو ام کو فقط سدس کا استحقاق ہوگا اور باقی مال اب کے حوالہ کیا جائیگا
اور اگر ابوین کے ساتھ زوجہ مجتمع ہوجائے تو اوسکو ربع کا اور ام کو ثلث اصل کا
(جبکہ اخوۃ نہون) استحقاق ہوگا اور باقی مال اب کے حوالہ کیا جائیگا اور وجود اخوۃ
کی صورت مین ام کو فقط سدس کا استحقاق ہوگا اور باقی اب کو دیا جائیگا اور بمقام پر

ایسی مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ میت کے ابوین کی تقاسمت مین اولاد الاولاد
(اگرچہ پست تر ہون خواہ ذکور ہون یا اناث) اپنے آبار کے قائم مقام ہوتی ہی اور اون
دونون کو نصیب اعلیٰ سے محروم کرتی ہی اور ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے اونکے توریث (وارث کرنا)
اور قائم مقام آبار ہونیمین عدم ابوین (میت کے ماں باپ کا موجود نہونا) کو شرط کیا ہی
اور یہ قول متروک ہی اور اولاد انہی متقربین (جو اون سے قرابت رکھتے ہین)
کو استحقاق میراث سے مانع ہوتی ہی اور اسیطرح متقرب بالابوین (جو ماں باپ کیطرف سے
قرابت رکھتے ہین جیسے اخوۃ اور اونکی اولاد اور اجداد اور اونکے آبار اور اعمام
واخوال اور اونکی اولاد) کو بھی استحقاق میراث سے مانع ہوتی ہی البتہ اولاد کے وارث
ہونے مین اقرب فالاقرب کی مراعات لازم ہی پس اونمین سے کسی بطن کو اوس بطن کے
ساتھ میراث کا استحقاق حاصل نہو گا جو میت سے اونکی بہ نسبت زیادہ قریب ہی پس
اولاد صلبی کے ساتھ اولاد الاولاد کو اور اونکے ساتھ اونکی اولاد کو استحقاق نہوگا اور
اولاد الاولاد مین سے ہر ایک کو اوس شخص کے نصیب کی میراث کا استحقاق حاصل ہوگا
جسکی وجہ سے کہ وہ قرابت رکھتا ہی بنا برآن علیہ ولد بنت (نواسا یا نواسی) اپنی ماں کے
نصیب کا وارث ہوگا خواہ ذکر ہو یا انثی پس جسطرح کہ حالت انفراد مین اوسکی ماں کو
نصف متروکہ کا استحقاق تھا اوسیطرح اوسکو بھی حالت انفراد مین نصف متروکہ کا
استحقاق حاصل ہوگا اور جسطرح کہ اوسکی ماں کو ابوین کے ساتھ نصف کا استحقاق
ہوتا تھا اوسیطرح اسکو بھی ابوین کے ساتھ نصف کا استحقاق ہوگا اور جسطرح کہ اوسکی
ماں پر رد کیا جاتا تھا اوسیطرح اوسپر بھی رد کیا جائیگا اور ولد ابن (پوتا یا پوتی) اپنے
باپ کے نصیب کا وارث ہوگا خواہ انثی ہو یا ذکر ہو پس جسطرح کہ حالت انفراد مین

اولاد الاولاد یقومون مقام آبائهم عند عدم الابوين ابن بابويه في توريثهم عدم الابوين وهو متروك ويمنع الاولاد من يتقرب بهم ومن يتقرب بالابوين من الاخوة واولادهم والاجداد وآبائهم والاعمام والاخوال واولادهم ويتقربون الاقرب فالاقرب فلا يرث بطن من هو اقرب منه الى الميت ويرث كل واحد منهم نصيب من يتقرب به فيرث ولد البنت نصيب امه ذكرا كان او انثى وهو النصف ان انفرد او كان معه الابوين ويرد عليه كما يرد على امه لو كانت موجودة ويرث ولد الابن نصيب ابيه ذكرا كان او انثى

اوسکے باپ کو کل متروکہ کا استحقاق ہوتا اسیطرح صورت انفراد مین اوسکو بھی مجموع مال کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر اوسکے ساتھ اور ورثہ بھی مجتمع ہون تو اوسکو اوپنے باپ کیطرح فقط اوس مال کا استحقاق حاصل ہوگا جو حصص فریضہ کے بعد باقی رہے جیسے ابوین (مان باپ) یا احدہما (اون دونون مین سے ایک شخص) اور زوج یا زوجہ پس اس صورت مین ابوین یا احدہما کو ثلث یا سدس کا اور زوج یا زوجہ کو ربع یا ثمن کا استحقاق حاصل ہوگا اور مابقی اولاد ابن کے حوالہ کیا جائیگا اور اگر اولاد ابن (اگرچہ اناث ہون) اور اولاد بنت (اگرچہ ذکور ہون) مجتمع ہون اور اونکے علاوہ کوئی وارث موجود نہو تو علی الاظہر اولاد ابن کو دو ثلث کا اور اولاد بنت کو ایک ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر اونکے ساتھ زوج یا زوجہ بھی مجتمع ہو جائے تو اوسکو اوپنے نصیب ادنی (ربع اور ثمن) کا استحقاق ہوگا اور مابقی مین سے ایک ثلث کا اولاد بنت کو اور دو ثلث کا اولاد ابن کو استحقاق ہوگا **دوسرا مسئلہ** جسطرح کہ اولاد ابن اپنے نصیب کو للذکر مثل حظ الانثیین باہم تقسیم کرتی ہو اوسیطرح اولاد بنت بھی اپنے نصیب کو للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کریگی اور بعض علمار نے (شیخ اور قاضی وغیرہ ۱۲) فرمایا ہو کہ اولاد بنت کو اپنے نصیب کا بالسویہ تقسیم کرنا لازم ہوگا اور یہ قول متروک ہو **تیسرا مسئلہ** ولد اکبر کو اپنے باپ کے متروکہ مین سے اشیائے ذیل عطا کی جائینگی **اول** ثیاب بدن **دوم** خاتم (انگشتری) **سوم** سیف (تلوار) **چہارم** مصحف (قرآن مجید) اور ولد اکبر پر اپنے باپ کے اوس صوم وصلوٰۃ کا قضا کرنا واجب ہوگا جسکے ساتھ کہ وہ مشغول الذمہ ہو اور اشیائے مذکورہ کے ساتھ ولد اکبر کے مختص ہونے مین کئی شرطین ہین اول و دوم اوسکا قول مشہور کی بنا پر سفیہ اور فاسد الرائے (مخالف مذہب) نہونا اسلیے کہ سفیہ سے میت کے صوم وصلوٰۃ کا قضا کرنا

جميع المال ان انفرد و ما فضل عن حصص الفريضة ان كان معه وارث كالابوين او احدهما او الزوج والزوجة ولو انفرد اولاد الابن واولاد البنت كان لاولاد الابن الثلثان ولاولاد البنت الثلث على الاظهر ولو كان معهم زوج او زوجة كان له نصيبه الادنى والباقي بينهم لاولاد البنت الثلث ولاولاد الابن الثلثان

المسئلة الثانية اولاد البنت يقتسمون نصيبهم للذكر مثل حظ الانثيين كما تقتسم اولاد الابن وقيل يقتسمون بالسوية وهو متروك

المسئلة الثالثة يحبى الولد الاكبر من تركة ابيه بثياب بدنه وخاتمه وسيفه ومصحفه وعليه قضاء ما عليه من صلوة وصيام ومن شرط اختصاصه ان لا يكون سفيها ولا فاسد الرأي

ولد اکبر کو اشیائے مذکورہ کا بدون عوض استحقاق ہوگا اور باقی ورثہ کو ثمن سے کچھ نہ دیا جائیگا ۱۲

مترقب نہین ہو اور مال حبوة اوسکے عوض کا حکم رکھتا ہو اور مخالف مذہب کے نزدیک
مال حبوة کا استحقاق حاصل نہین ہوتا لہذا اوسکے مذہب کے موافق اوسکو الزام دیا جائیگا
سوم اشیائے مذکورہ کے علاوہ کسی مال کا متروکہ میت مین موجود ہونا پس اگر اشیائے مذکورہ
کے علاوہ کوئی دوسرا مال نہوگا تو ولد اکبر کا اختصاص باطل ہوگا اور اشیائے مذکورہ پر
حکم میراث جاری کیا جائیگا اور اگر ولد اکبر انثی ہو تو اوسکو اشیائے مذکورہ کا استحقاق نہوگا
بلکہ اونکا استحقاق اولاد ذکور مین سے ولد اکبر کو حاصل ہوگا چوتھا مسئلہ جد (دادا نانا)
اور جدہ (دادی نانی) کو احد الابوین کے ساتھ میراث مین سے کسی شی کا استحقاق نہین ہوتا
لکن ابوین (میت کے ماں باپ) مین سے ہر ایک کو اپنے ماں باپ کے لیے سدس اصل کا
(میت کے جد اور جدہ ۱۲)
اطعام کرنا مستحب ہی بشرطیکہ اوسکا نصیب سدس سے زائد ہو پس اگر کسی میت کے ابوین
کی معیت مین اوسکے دادا دادی اور نانا نانی موجود ہون تو اوسکی ماں کو ثلث متروکہ کا
استحقاق ہوگا اور اوسمین سے اوسپر نصف نصیب (سدس) کا اپنے ماں باپ (میت کے
نانا نانی) کے لیے بالسویہ اطعام کرنا مستحب ہوگا اور اگر اون دونون (میت کے نانا نانی)
مین سے فقط ایک شخص موجود ہوگا تو میت کی ماں پر سدس مذکور کا اوسکے لیے اطعام کرنا
مستحب ہوگا اور اوسکے باپ کو ثلثین کا استحقاق ہوگا اور اوسمین سے اوسپر اصل متروکہ
کے سدس کا اپنے ماں باپ (میت کے دادا دادی) کے لیے بالسویہ اطعام کرنا مستحب ہوگا
(یعنے ثلثین کے ربع کا ۱۲)
اور اگر اون دونون مین سے فقط ایک شخص موجود ہوگا تو میت کے باپ پر سدس مذکور کا
(میت کے دادا دادی ۱۲)
اوسی کے لیے اطعام کرنا مستحب ہوگا اور اگر میت کے ابوین مین سے ایک شخص کو فقط
سدس متروکہ حاصل ہو اور دوسرے شخص کو سدس کے علاوہ کچھ زیادتی بھی حاصل ہو تو
استحباب طعمہ فقط صاحب زیادتی سے مخصوص ہوگا اور صاحب سدس سے استحباب طعمہ

متعلق ہوگا پس اگر کسی میت کے ابوین کی معیت مین اخوۃ بھی موجود ہون تو استحباب طعمہ فقط میت کے باپ سے متعلق ہوگا اسلیے کہ اوسکو صورت مذکورہ مین زائد از سدس کا استحقاق ہے اور اوسکی ان سے متعلق ہوگا اسلیے کہ صورت مذکورہ مین اوسکو فقط سدس کا استحقاق ہے اور زائد عن السدس سے بوجہ اخوۃ محجوب ہے اور اگر کسی میت کے ابوین کی معیت مین زوج بھی موجود ہو تو استحباب طعمہ فقط میت کی مان سے متعلق ہوگا اسلیے کہ اوسکو صورت مذکورہ مین ثلث متروکہ کا استحقاق ہے اور اوسکے باپ سے متعلق ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین اوسکو مزاحمت زوج کیوجہ سے زائد از سدس کا استحقاق نہین ہے اور میت کے جد پدری (دادا) یا جدۂ پدری (دادی) کا اطعام اوسیوقت مستحب ہوگا جبکہ اوسکا باپ موجود ہو اور اسیطرح میت کے جد مادری (نانا) یا جدۂ مادری (نانی) کا اطعام بھی اوسیوقت (یعنی میت کا باپ ۱۲) مستحب ہوگا جبکہ اوسکی مان موجود ہو دوسرا مرتبہ اخوۃ (میت کے بھائی بہن) اور اجداد (میت کے دادا دادی اور نانا نانی) ہے پس جبکہ میت کا برادر اعیانی منفرد ہو تو مجموع مال کا استحقاق اوسیکو حاصل ہوگا اور اگر دو یا کئی برادر اعیانی مجتمع ہون تو ترکۂ میت اون سب پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور اگر برادران اعیانی کے ساتھ کوئی انثی (خواہر اعیانی) یا اناث (خواہران اعیانی) بھی مجتمع ہون تو ذکر (برادر میت) کو دو سہمون کا اور انثی (خواہر میت) کو ایک سہم کا استحقاق ہوگا اور جبکہ میت کی خواہر اعیانی منفرد ہو تو باعتبار فریضہ اوسکو نصف متروکہ کا استحقاق ہوگا اور باعتبار قرابت نصف باقی بھی اوسی پر رد کیا جائیگا اور اگر دو یا کئی خواہر اعیانی مجتمع ہون تو باعتبار فریضہ اون سبکو ثلثین کا استحقاق ہوگا اور باعتبار قرابت ثلث باقی بھی اون سب پر رد کیا جائیگا

ويقوم مقامهم عند عدمهم كلالة الاب ويكون حكمهم في الانفراد والاجتماع حكم كلالة الاب والام ولا يرث اخ ولا اخت من اب مع احد من الاخوة للاب والام لاجتماع السببين وان انفرد واحد من ولد الام كان له السدس والباقي يرد عليه ذكرا كان او انثى وللاثنين فصاعدا الثلث بالسوية ذكرانا كانوا او اناثا او ذكرانا واناثا ولو كان الاخوة متفرقين كان لمن تقرب بالام السدس ان كان واحدا والثلث ان كانوا اكثر بينهم بالسوية والثلثان لمن تقرب بالاب والام واحدا كان او اكثر ولكن ان كان انثى واحدة كان لها النصف بالتسمية والباقي بالرد وان كانتا اثنتين فلهما الثلثان فان ابقت الفريضة فلهما الفاضل

اور جبکہ اخوۃ اعیانی مین سے کوئی شخص موجود نہو تو استحقاق میراث مین اخوۃ علاتی اونکے قائم مقام ہونگے اور حالت انفراد واجتماع مین اونسے وہی احکام متعلق ہونگے جو اخوۃ اعیانی سے متعلق ہوتے تھے اور کسی برادر یا خواہر علاتی کو برادر یا خواہر اعیانی کی موجودگی مین میراث کا استحقاق حاصل نہوگا اسلیے کہ اخوۃ اعیانی مین دو سبب (قرابت پدری وقرابت مادری) مجتمع ہوتے ہین اور اگر اخوۃ اخیافی (برادران وخواہران مادری) مین سے ایک شخص منفرد ہو تو باعتبار فریضہ اوسکو سدس متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور باعتبار قرابت باقی متروکہ بھی اوسی پر رد کیا جائیگا خواہ ذکر (برادر) ہو یا انثیٰ (خواہر) ہو اور اگر دو یا کئی اخوۃ اخیافی مجتمع ہون تو باعتبار فریضہ اون سب کو ثلث متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا جو اون پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور باعتبار قرابت باقی متروکہ بھی اون سب پر رد کیا جائیگا خواہ جملہ ذکور (برادران میت) ہون یا جملہ اناث (خواہران میت) ہون یا اونمین سے بعض ذکور ہون اور بعض اناث ہون اور اگر اخوۃ میت متفرق (اعیانی واخیافی) ہون تو اونمین سے متقرب بالام (برادر یا خواہر مادری) کو سدس متروکہ کا استحقاق بشرطیکہ وحدہٗ ہو یا ثلث متروکہ کا استحقاق بشرطیکہ متعدد ہو حاصل ہوگا اور ثلث مذکور اون سب پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور اونمین سے متقرب بالابوین (اخوۃ اعیانی) کو ثلثین کا استحقاق حاصل ہوگا خواہ واحد ہو یا متعدد ولکن اگر فقط اخت واحدہ (ایک خواہر اعیانی) موجود ہوگی تو باعتبار فریضہ اوسکو نصف متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور باعتبار قرابت باقی مال بھی بالخصوص اوسی پر رد کیا جائیگا و متقرب بالام پر رد نکیا جائیگا اور اگر اختین (دو خواہر اعیانی) یا اخوات (کئی خواہر اعیانی) موجود ہون تو باعتبار فریضہ اونکو ثلثین کا استحقاق حاصل ہوگا پس اگر بعد فریضہ کچھ مال باقی رہیگا تو باعتبار قرابت وہ بھی اونھین پر رد کیا جائیگا پس اگر

ردعليهن

اختین یا اخوات اعیانی کے ساتھ ایک کلالۃ الام (برادر یا خواہر مادری) مجتمع ہوگا تو سدس
فریضہ کا استحقاق کلالۃ الام کو اور ثلثین کا استحقاق اختین یا اخوات اعیانی کو حاصل ہوگا اور
سدس باقی بھی اختین یا اخوات ہی پر رد کیا جائیگا اور اگر اخوۃ اعیانی ذکور ہوں تو فریضہ
کلالۃ الام (سدس یا ثلث) کے بعد جو مال باقی رہیگا (یا پانچ سدس یا دو ثلث) وہ اخوۃ اعیانی
پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور اگر بعض ذکور (برادران اعیانی) ہوں اور بعض اناث (خواہران اعیانی)
ہوں تو کلالۃ الام کے بعد جو مال باقی رہیگا اوسمیں سے ذکر (برادر اعیانی) کو دو سہموں کا
اور انثی (خواہر اعیانی) کو ایک سہم کا استحقاق حاصل ہوگا اور جبکہ جد میت (دادا یا نانا)
منفرد ہو تو مجموع مال کا استحقاق اوسیکو حاصل ہوگا خواہ جد پدری ہو یا جد مادری ہو
اور اسیطرح اگر جدہ میت (دادی یا نانی) منفرد ہو تو مجموع مال کا استحقاق اوسیکو
حاصل ہوگا اور جبکہ جد مادری یا جدہ مادری یا جد و جدہ مادری کے ساتھ جد پدری
یا جدہ پدری یا جد و جدہ پدری مجتمع ہوں تو اونمیں سے متقرب بالام کو متروکہ
کے ایک ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا جو اون پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور اونمیں سے
متقرب بالاب کو متروکہ کے دو ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا جو اون پر للذکر مثل
حظ الانثیین (ذکر کو دو سہم اور انثی کو ایک سہم) تقسیم کیا جائیگا اور جبکہ اخوۃ مادری
کے ساتھ جد اور جدہ مادری دونوں یا اونمیں سے ایک شخص مجتمع ہو تو جد مادری پر
اخ للام (برادر مادری) کا حکم جاری کیا جائیگا اور جدہ مادری پر اخت للام (خواہر مادری)
کا حکم جاری کیا جائیگا اور ثلث متروکہ اون سب پر بالسویہ تقسیم ہوگا اور اسیطرح اگر اخت یا
اختین یا اخوات اعیانی یا علاتی کے ساتھ جد پدری اور جدہ پدری دونوں یا اونمیں
سے ایک شخص مجتمع ہو جائے تو جد پدری پر برادر پدری کا اور جدہ پدری پر خواہر پدری کا

کا حکم جاری کیا جائیگا اور کلالۃ الام کے بعد جو مال باقی رہیگا وہ اون سب پر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا اور اگر اخوۂ میت کے ساتھ زوج یا زوجہ بھی مجتمع ہو جائے تو اوسکو اپنے نصیب اعلیٰ (نصف یا ربع) کے اخذ کرنے کا استحقاق حاصل ہوگا خواہ اخوۂ میت کی قرابت متفق ہو (جیسے مجموع اخوۂ کا اعیانی یا علاتی یا اخیافی ہونا) یا مختلف ہو (جیسے اونمین سے بعض کا اعیانی یا علاتی ہونا اور بعض آخر کا اخیافی ہونا) اور متقرب بالام کو اصل ترکہ سے اپنے نصیب مفروض (سدس یا ثلث) کے اخذ کرنے کا استحقاق حاصل ہوگا اور جو مال کہ باقی رہیگا وہ متقرب بالابوین (اخوۂ اعیانی) کو دیا جائیگا اور اگر متقرب بالابوین موجود نہون تو مال باقی متقرب بالاب (اخوۂ علاتی) کو دیا جائیگا اور فقط متقرب بالابوین یا متقرب بالاب پر نقصان وارد ہوگا پس اگر شوہر میت کے ساتھ ایک کلالۃ الام (برادر یا خواہر مادری) اور ایک اخت اعیانی یا علاتی مجتمع ہو تو مجموع فریضہ چھ سہم ہوگا جسمین سے تین سہمون (نصف متروکہ) کا استحقاق زوج کو اور ایک سہم (سدس متروکہ) کا استحقاق کلالۃ الام کو حاصل ہوگا اور باقی دو سدس (ثلث متروکہ) اخت اعیانی یا علاتی کے حوالہ کیا جائیگا جسمین اوسپر ایک سدس کا نقصان وارد ہوگا اسلیے کہ اوسکا نصیب مفروض نصف متروکہ ہے اور اگر بعد فریضہ کوئی زیادتی باقی رہیگی تو اوسکا استحقاق فقط اخت اعیانی کو حاصل ہوگا پس اگر اخت اعیانی کے ساتھ ایک کلالۃ الام مجتمع ہو تو اخت اعیانی کو باعتبار فریضہ نصف متروکہ کا استحقاق اور کلالۃ الام کو سدس متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور ثلث باقی بھی خصوص اخت اعیانی کے حوالہ کیا جائیگا اور اوسمین سے کلالۃ الام کو کسی شی کا استحقاق حاصل نہوگا اور اگر کلالۃ الام کے ساتھ اخت علاتی مجتمع ہو تو آیا اخت علاتی کو بھی مال باقی کے ساتھ اختصاص حاصل ہوگا یا نہین پس بعض علمائے

فرمایا ہو کہ حاصل ہوگا اسلیے کہ زوج یا زوجہ کی مزاحمت سے اوسپر نقصان وارد ہوتا ہو لہذا مال باقی کا بھی استحقاق اوسکو حاصل ہونا چاہیے اور نیز حضرت ابو جعفر (امام محمد باقرؑ) سے ابن اخت للاب (خواہر علاتی کا بیٹا) اور ابن اخت للام (خواہر اخیافی کا لڑکا) کے اجتماع کیصورت مین منقول ہوا ہو کہ ابن اخت للام کو فقط سدس متروکہ کا استحقاق ہوگا اور باقی کل متروکہ ابن اخت للاب کے حوالہ کیا جائیگا لیکن اس روایت کے طریق مین علی بن فضال واقع ہوا ہو اور اوسمین ضعف ہو اور بعض علمانے فرمایا ہو کہ اخت علاتی کو مال باقی کے ساتھ اختصاص نہوگا بلکہ وہ متقرب بالام و راخت یا اخوات علاتیہ پر ارباعًا (جبکہ اخت للام اور اخت للاب مجتمع ہون) یا اخماسًا (جبکہ اخت للام اور اختین یا اخوات للاب مجتمع ہون) رد کیا جائیگا اسلیے کہ وہ دونون (اخت للام اور اخت للاب) باعتبار درجہ مساوی ہین اور یہ قول اولی ہو اور اس مقام پر تین مسئلے بیان کیے جاتے ہین پہلا مسئلہ جد میت کو اخوۂ میت کے ساتھ میراث کا استحقاق حاصل ہوتا ہو اگرچہ اعلی ہو (جیسے پردادا یا اوسکا باپ یا پرنانا اور اوسکا باپ اور علی ہذا القیاس) بشرطیکہ جد ادنی موجود نہو اور اگر اخوۂ میت کے ساتھ جد اعلی (ابعد) اور جد ادنی (اقرب) مجتمع ہون تو استحقاق میراث مین اخوۂ میت کا فقط جد ادنی شریک ہوگا اور جد ابعد استحقاق میراث سے ساقط ہوگا دوسرا مسئلہ جبکہ کوئی میت اپنے باپ کے جد و جدۂ پدری اور جد و جدۂ مادری کی معیت مین اپنی مان کے جد و جدۂ پدری و رجد و جدۂ مادری کو وارث چھوڑے تو اجداد اربعہ مادری کو ثلث ترکہ کا استحقاق حاصل ہوگا جو اون سب پر ارباعًا تقسیم کیا جائیگا اسلیے کہ اجداد مادری پر اخوۂ اخیافی کا حکم جاری کیا جائیگا جن پر اونکا سہم بالسویہ تقسیم کیا جاتا ہو اور اجداد اربعۂ پدری کو ثلثین کا استحقاق حاصل ہوگا جو اون پر اثلاثًا تقسیم کیا جائیگا پس

نعم لو كان النقص يدخل عليهما النقص و جهة ابي جعفر عليه السلام في ابن اخت للاب وابن اخت للام قال لابن الاخت للام السدس الباقي لابن الاخت للاب وفي طريقها علي بن فضال وفيه ضعف وقيل بل يرد على المتقرب بالام والاخت او الاخوات للاب ارباعا او اخماسا للتساوي في الدرجة وهو اولى

مسائل ثلاث

الاولى الجد وان علا يقاسم الاخوة مع عدم الادنى ولو اجتمع مع الاخوة الجد الادنى والابعد فالمقاسم الادنى وسقط الابعد الثانية اذا اجتمع جد وجدة لاب وجد وجدة لام لامه وجد وجدة لابيه وجد وجدة لامه كان لاجداد الام الثلث بينهم ارباعا ولاجداد الاب الثلثان

ثلثین مین سے دو ثلث کا پدر میّت کے جد وجدۂ پدری پر تقسیم کرنا معین ہوگا جو ان پر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا اور ثلثین کا ثلث باقی پدر میّت کے جد وجدۂ مادری پر اثلاثا اور للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا جیسا کہ جناب شیخ الطائفہ رح نے ذکر فرمایا ہی بنا بر علیہ اصل فریضہ مین تین سہم ہوگا جس مین ایک سہم کا مادر میّت کے اجداد کو اور دو سہم کا پدر میّت کے اجداد کو استحقاق ہوگا اور چونکہ فریضۂ مذکورہ فریقین پر منکسر ہوتا ہی لہذا فریق اول (مادر میّت کے اجداد) کے عدد یعنے چار کا فریق دوم (پدر میّت کے اجداد) کے عدد یعنی نو مین ضرب دینا معین ہوگا بعد ازان دونون عددون کے حاصل ضرب (چھتیس) کا اصل فریضہ یعنی تین مین ضرب دینا لازم ہوگا جسکا حاصل ایکسو آٹھ سہم ہوتا ہی منجملہ اوسکے چھتیس سہم (جو ایکسو آٹھ کا ثلث ہی) کا استحقاق مادر میّت کے اجداد کو حاصل ہوگا اور اون مین سے ہر ایک کو نو سہم دیے جائینگے اور بہتر سہم (ایکسو آٹھ کے دو ثلث) کا استحقاق پدر میّت کے اجداد کو حاصل ہوگا اور بہتر مین سے چوبیس سہم (بہتر کا ثلث) کا پدر میّت کے اجداد مادری پر تقسیم کرنا معین ہوگا جسکے دو ثلث (سولہ سہم) کا استحقاق پدر میّت کے جد مادری کو اور ایک ثلث (آٹھ سہم) کا استحقاق پدر میّت کی جدۂ مادری کو حاصل ہوگا اور بہتر مین سے اڑتالیس سہم (بہتر کے دو ثلث) کا پدر میّت کے اجداد پدری پر تقسیم کرنا معین ہوگا جسکے دو ثلث (بتیس سہم) کا استحقاق پدر میّت کے جد پدری کو اور ایک ثلث (سولہ سہم) کا استحقاق پدر میّت کی جدۂ پدری کو حاصل ہوگا تیسرا مسئلہ اگر برادر اخیافی کے ساتھ برادر اعیانی کا بیٹا مجتمع ہو تو مجموع میراث کا استحقاق فقط برادر اخیافی کو حاصل ہوگا اسلیے کہ وہ اقرب ہی اور ابن شاذان علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ برادر اخیافی کو فقط سدس متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور باقی متروکہ (پانچ سدس) کا برادر اعیانی کے بیٹے کو

ثلثا ذلك لجد وجدته لابيه بينهما للذكر مثل حظ الانثيين والثلث الاخر لجد وجدته لام اثلاثا ايضا فاصل الفريضة [illegible] في ثلاثة فتكون مائة وثمانية

المسئلة الثالثة

اخ من ام مع ابن اخ لاب وام الميراث كله للاخ من الام لانه اقرب وقال ابن شاذان له السدس والباقي لابن الاخ لاب وام

عطا کرونا معین ہوگا اسلیے کہ اونمین دو سبب (قرابت طرفین) مجتمع ہین اور یہ قول ضعیف ہی اسلیے کہ کثرت اسباب کا اوسوقت اثر ہوتا ہی جسوقت کہ باعتبار درجہ دونون شخص مساوی ہون اور اوسوقت اوسکا اثر نہین ہوتا جبکہ باعتبار درجہ دونون مین تفاوت موجود ہو جیسا کہ محل بحث مین مفروض ہی خاتمہ جبکہ اخوۃ اور اخوات میت موجود نہون تو اونکی اولاد اپنے آبا و امہات کے قائم مقام ہوتی ہی اور اونکی اولاد مین سے ہر ایک کو اوس شخص کے نصیب کا استحقاق حاصل ہوگا جسکی طرف سے کہ وہ قرابت رکھتا ہی پس اگر اون مین سے ایک ہی شخص موجود ہوگا تو مجموع نصیب کا استحقاق اوسیکو حاصل ہوگا اور اگر کئی شخص موجود ہونگے تو وہ نصیب اونپر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا بشرطیکہ وہ جملہ اشخاص ذکور ہون یا جملہ اشخاص اناث ہون اور اگر اونمین سے بعض اشخاص ذکور ہون اور بعض آخر اناث ہون تو وہ نصیب اونپر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا جبکہ وہ جملہ اشخاص اخوۃ اعیانی یا علاتی کی اولاد ہون اور اگر اخوۃ اخیانی کی اولاد ہونگے تو اوس نصیب کا اونپر بہرحال (اگرچہ بعض ذکور ہون اور بعض اناث ہون) بالسویہ تقسیم کرنا معین ہوگا اور اگر اخوۃ اخیانی کی اولاد کے ساتھ اخوۃ اعیانی یا علاتی کی اولاد مجتمع ہو جائے تو اخوۃ اخیانی کی اولاد کے بعد جو مال باقی رہیگا اوسکا استحقاق اخوۃ اعیانی یا علاتی کی اولاد کو اپنے باپ کیطرح حاصل ہوگا اور اخت اعیانی کی اولاد کو فقط نصف متروکہ کا استحقاق ہوگا جو اونکی ماں کا نصیب مفروض ہی البتہ اگر کوئی دوسرا وارث ایسا موجود ہو جو باعتبار درجہ اونکا مساوی ہو تو مال باقی بھی اونپر رد کیا جائیگا اور اختین یا اخوات اعیانی کو ثلثین کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر کوئی وارث اونکا مساوی ہوگا تو باقی مال بھی اونپر رد کیا جائیگا البتہ اگر مزاحمت زوج یا زوجہ کیوجہ سے متروکہ مین گنجایش نہوگی تو زوج یا زوجہ کو اپنے نصیب اعلیٰ کا استحقاق ہوگا اور اولاد اختین کو فقط باقی متروکہ کا

استحقاق حاصل ہوگا جسطرح کہ اختین کو حاصل ہوتا تھا جنکی وجہ سے انکو قرابت میت حاصل ہوئی ہی اور اگر کلالۃ الابوین (اخوۃ یا اخوات اعیانی) کی اولاد موجود نہو تو کلالۃ الاب (اخوۃ یا اخوات علاتیہ) کی اولاد اونکے قائم مقام ہوگی اور برادر اخیافی یا خواہر اخیافیہ کی اولاد کو فقط سدس متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا اگرچہ متعدد ہون اسلیئے کہ برادر اخیافی یا خواہر اخیافیہ کا یہی نصیب ہی اور اگر اخوۃ اخیافی مین سے دو شخصون کی اولاد ہو تو اونکو ثلث متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور اومین سے ہر ایک فریق کو اوس شخص کے نصیب کا استحقاق حاصل ہوگا جس سے کہ وہ قرابت رکھتا ہی اور وہ نصیب اوس فریق پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا پس اگر برادر اخیافی کی اولاد کے ساتھ خواہر اخیافیہ کی اولاد مجتمع ہو تو اولاد برادر کو سدس کا استحقاق حاصل ہوگا اگرچہ دس شخص ہون اور اولاد خواہر کو بھی سدس کا استحقاق حاصل ہوگا اگرچہ ایک ہی شخص ہو اور اگر کلالات ثلثہ (کلالۃ الابوین اور کلالۃ الاب اور کلالۃ الام) کی اولاد مجتمع ہو تو کلالۃ الام کی اولاد کو ثلث متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور کلالۃ الابوین کی اولاد کو ثلثین کا استحقاق حاصل ہوگا اور کلالۃ الاب کی اولاد ساقط ہو جائیگی اور اگر اونکے ساتھ زوج یا زوجہ بھی مجتمع ہو تو اوسکو اپنے نصیب اعلی (نصف و ربع) کا استحقاق ہوگا اور متقرب بالام (کلالۃ الام کی اولاد) کو ثلث اصل کا استحقاق حاصل ہوگا اگر متعدد کی اولاد ہو اور اگر ایک ہی شخص کی اولاد ہوگی تو فقط سدس اصل کا استحقاق حاصل ہوگا اور باقی متروکہ کا استحقاق کلالۃ الابوین کی اولاد کو حاصل ہوگا خواہ زائد ہو یا ناقص ہو اور اگر کلالۃ الابوین کی اولاد موجود نہو تو باقیماندہ متروکہ کا استحقاق فقط کلالۃ الاب کی اولاد کو حاصل ہوگا اور اگر اولاد اخوۃ کے سہام سے فریضہ زائد ہو جائے مثلاً کلالۃ الام کی اولاد کے ساتھ اخت للاب کی اولاد بھی مجتمع ہو تو آیا وہ زیادتی فریقین پر رد کیجائیگی یا اوسکا استحقاق فقط کلالۃ الاب کی اولاد کو حاصل ہوگا اسمین تردد ہی جیساکہ میراث اخوۃ کے بیان مین گذر چکا ہی اور اگر اولاد

اخوۃ

اخوۃ کے ساتھ اجداد بھی مجتمع ہون تو اولاد اخوۃ کو اونکے ساتھ میراث کا استحقاق حاصل ہوگا جسطرح کہ خود اخوۃ کو حاصل ہوتا تھا جسکی کیفیت کو ہم قبل ازین بیان کر چکے ہین تیسرا مرتبہ اعمام (میت کے چچا اور پھوپیان) اور اخوال (میت کے ماموں اور خالائین) ہین پس عم واحد کو صورتِ انفراد مین مجموع میراث کا استحقاق حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر دو یا کئی اعمام ایسے مجتمع ہون جو باعتبار مرتبہ آپس مین مساوی ہون تو مال میراث اون سب پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور میت کے عمہ اور عمتین اور عمات کا بھی یہی حکم ہے اور اگر اعمام و عمات مجتمع ہون اور جہت قرابت مین باہم مساوی ہون تو مال میراث اون سب پر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا اور اگر متفرق ہون اور جہت قرابت مین مختلف ہون تو متقرب بالام (عم یا عمہ اخیافی) کو مطلقاً (عم ہو یا عمہ) ایک سدس کا استحقاق حاصل ہوگا بشرطیکہ واحد ہو اور اگر دو یا زائد ہون تو اونکو مطلقاً (اعمام ہون یا عمات) ایک ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا جس مین ذکر و انثی مساوی ہونگے اور متقرب بالام کے بعد جو مال باقی رہیگا اوسکا استحقاق متقرب بالابوین (اعمام و عمات اعیانی) کو حاصل ہوگا جو اونپر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا خواہ واحد ہو یا دو یا زائد ہون اور متقرب بالابوین (وہ اعمام و عمات جو طرفین سے قرابت رکھتے ہین) کی موجودگی مین متقرب بالاب (وہ اعمام و عمات جو فقط باپ کیطرف سے قرابت رکھتے ہین) کو میراث کا استحقاق نہوگا اور جبکہ متقرب بالابوین موجود نہون تو استحقاق میراث مین متقرب بالاب (اعمام و عمات علاتی) اونکے قائم مقام ہوتے ہین پس ابن عم (چچا کا بیٹا) کو معیت عم مین میراث کا استحقاق نہوگا اور اسیطرح کسی ابعد کو اقرب کے ساتھ میراث کا استحقاق نہین ہوتا لکن اس قاعدہ سے فقط ایک مسئلہ بالاتفاق مستثنیٰ ہے اور وہ یہ ہے کہ جب متقرب بالاب (عم علاتی)

سقط ابن العم الخالي فان تحزت العصوبة فلو اخفى علی حالها الصورة دامت اولاد فان كانت ام مع عمة لاب جرت ابن عم

کے ساتھ متقرب بالابوین (عم اعیانی) کا بیٹا مجتمع ہو تو میراث کا استحقاق ابن عم (عم اعیانی کا بیٹا)
کو حاصل ہوگا اور بہ نسبت عم علاتی کے اقرب ہوگا بشرطیکہ یہی صورت بحالہا باقی رہے پس اگر
اون دونون (عم علاتی اور عم اعیانی کا بیٹا) کے ساتھ کوئی اور وارث (جیسے خال) یعنی ماموں ہو
تو یہ حکم (ابن عم کا عم علاتی سے اقرب ہونا) متغیر ہو جائیگا اور ابن عم ساقط ہوگا اور حکم مسئلہ
قاعدہ اقربیت کیطرف رجوع کریگا۔ اور خال واحد کو صورت انفراد مین مجموع مال کا استحقاق
حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر دو یا کئی خال مجتمع ہون تو میراث کا استحقاق اونھین کو حاصل ہوگا
اور میت کی خالہ اور خالتین اور خالات کا بھی یہی حکم ہے اور اگر اخوال وخالات مجتمع ہون
اور جہت قرابت مین متحد ہون تو مال میراث اون سب پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور مابین ذکر
یعنی جملہ اخوال وخالات متقرب بالابوین ہون یا متقرب بالاب ہون یا متقرب بالام ہون ۱۲
(خال) وانثی (خالہ) کوئی فرق نہوگا اور اگر متفرق الجہت قرابت مین مختلف ہون تو اونمین سے
مثلاً بعض اخوال و خالات متقرب بالابوین ہون اور بعض آخر متقرب بالام ہون ۱۲
متقرب بالام (مادر میت کا برادر یا خواہر اخیافی) کو حالت وحدت مین سدس متروکہ کا استحقاق
اور حالت تعدد مین ثلث متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا جو اونمین بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور
مابین ذکر وانثی کوئی تفرقہ نہوگا اور باقی مال متقرب بالابوین (مادر میت کے برادر وخواہر اعیانی)
کو دیا جائیگا جو اونمین للذکر مثل حظ الانثیین (مرد کو عورت کے برابر) تقسیم کیا جائیگا اور مابین ذکر وانثی
کوئی تفرقہ نہوگا اور متقرب بالاب (مادر میت کے برادر وخواہر علاتی) کو میراث کا استحقاق نہوگا
البتہ اگر متقرب بالابوین موجود نہون تو استحقاق میراث مین متقرب بالاب اونکے قائم مقام
ہونگے اور اگر اخوال واعمام مجتمع ہون تو اخوال (ذکور ہون یا اناث) کو ثلث ترکہ کا استحقاق
حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر اخوال مین سے ایک ہی شخص موجود ہو تو اوسکو بھی ثلث ترکہ کا
استحقاق ہوگا خواہ ذکر ہو یا انثی اسلیے کہ اخوال متقرب بالام ہین اور اعمام (ذکور ہون یا اناث)
کو ثلثین کا استحقاق ہوگا اور اسیطرح اگر اعمام مین سے ایک ہی شخص موجود ہو تو اوسکو بھی ثلثین کا

ولو انفرد الخال كان المال له وكذا الخالان و الاخوال وكذا الخالة والخالتان والخالات ولو اجتمعوا فالذكر كالانثى لاستوائهم

ولو افترقوا في قرابتهم كان لمن تقرب بالام السدس ان كان واحدا والثلث ان كان اكثر الذكر والانثى فيه سواء والباقي للخؤولة لاب وام

مع علي عصوبة عن الاب ولا بها ورثة ثم الخال والخالة مع العم كان للاخوال الثلث وكذلك الثلاث كان واحدا ذكرا كان او انثى وللاعمام الثلثان وكذلك لو كان واحدا

كما استحقاق

کا استحقاق حاصل ہوگا اسلیے کہ اعمام متقرب بالاب ہین پس اگر اعمام کے ساتھ اخوال مجتمع ہون اور جہت قرابت مین جملہ اخوال متحد ہون تو ثلث متروکہ اونپر بالسویہ اور للذکر مثل حظ الانثیٰ (مرد کو عورت کے برابر) تقسیم کیا جائیگا اور اگر متفرق اور جہت قرابت مین مختلف ہون تو متقرب بالام (مادر میت کا برادر یا خواہر اخیافی) کو صورت وحدت مین ثلث متروکہ کے سدس کا استحقاق اور صورت تعدد مین ثلث متروکہ کے ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا جو اونپر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور جو مال کہ ثلث متروکہ سے فاضل رہیگا وہ متقرب بالابوین (مادر میت کے برادر یا خواہر اعیانی) کے حوالہ کیا جائیگا جسمین ذکر و انثیٰ مساوی ہونگے اور باقی دو ثلث کا استحقاق اعمام کو حاصل ہوگا پس اگر جہت قرابت مین جملہ اعمام متحد ہون تو مال اونپر مطلقًا (اگرچہ متقرب بالام ہون) للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا اور اگر متفرق اور جہت قرابت مین مختلف ہون تو اونمین سے متقرب بالام (اعمام اخیافی) کو صورت وحدت مین ثلثین سے ایک سدس کا استحقاق اور صورت تعدد مین ثلثین کے ایک ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا جو اونپر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور مابین ذکور و اناث کوئی تفرقہ نہوگا اور مال باقی (ثلثین کے پانچ سدس یا اوسکے دو ثلث) کا استحقاق متقرب بالابوین (اعمام اعیانی) کو حاصل ہوگا جو اونپر للذکر مثل حظ الانثیین (مرد کو عورت کا دوچند) تقسیم کیا جائیگا اور متقرب بالاب (اعمام علاتی) کو میراث کا استحقاق نہوگا ہان جبکہ متقرب بالابوین (اعمام اعیانی) موجود نہونگے تو متقرب بالاب اونکے قائم مقام ہونگے اور اگر پدر میت کے عم و عمہ اور خال و خالہ کے ساتھ مادر میت کا عم و عمہ اور خال و خالہ مجتمع ہوجائین تو جناب شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین ارشاد فرمایا ہو کہ اونمین سے متقرب بالام کو ثلث متروکہ کا استحقاق ہوگا جو اونپر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور اونمین سے متقرب بالاب کو ثلثین کا

استحقاق ہوگا پس ثلثین کے ایک ثلث کا استحقاق پدر میت کے خال اور خالہ کو حاصل ہوگا جو اون دونون پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور ثلثین کے دو ثلث کا استحقاق پدر میت کے عم اور عمہ کو حاصل ہوگا جو اون دونون پر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا بنا برآن علیہ اصل فریضہ تین سہم قرار پائیگا جو فریقین پر منکسر ہے پس فریق اول (متقرب بالام) کے عدد یعنی چار کا فریق دوم (متقرب بالاب) کے عدد یعنی نو مین ضرب دینا معین ہوگا جس کا حاصل ضرب چھتیس ہوا بعد ازان چھتیس کو اصل فریضہ یعنی تین مین ضرب دیا جس سے ایکسو آٹھ سہم حاصل ہوئے اونکے ایک ثلث یعنی چھتیس سہم کا استحقاق فی کس نو سہم کے حساب سے متقرب بالام کو حاصل ہوگا اور اونکے دو ثلث یعنی بہتر سہم کا استحقاق متقرب بالاب کو حاصل ہوگا پس بہتر کے ثلث یعنی چوبیس سہم کا استحقاق فی کس بارہ سہم کے حساب سے پدر میت کے خال اور خالہ کو حاصل ہوگا اور بہتر کے دو ثلث یعنی اڑتالیس سہم کا استحقاق پدر میت کے عم اور عمہ کو حاصل ہوگا جن مین سے بتیس سہم کا عم کے حوالہ کرنا اور سولہ سہم کا عمہ کے حوالہ کرنا معین ہوگا اور اس مقام پر پانچ مسئلے قابل بیان ہین

مسائل خمس

پہلا مسئلہ میت کے اعمام اور عمات اور اونکی اولاد اگرچہ پست تر ہو اور میت کے اخوال و خالات اور اونکی اولاد اگرچہ پست تر ہو استحقاق میراث مین پدر میت کے اعمام و عمات اور اوسکے اخوال و خالات سے اور اسیطرح مادر میت کے اعمام و عمات اور اوسکے اخوال و خالات سے اولی ہونگے اسلیے کہ میت کے اعمام و اخوال اقرب ہین اور اولاد اپنے ان باپ کے قائم مقام ہوتی ہے پس جبکہ میت کے اعمام و عمات اور اخوال و خالات اور اونکی اولاد (اگرچہ پست تر ہو) مین سے کوئی شخص موجود نہو تو پدر میت کے اعمام و عمات اور اخوال و خالات اور مادر میت کے اعمام و عمات اور اخوال و خالات

اور اونکی اولاد اگرچہ پست تر ہو استحقاق میراث مین اونکے قائم مقام ہونگے اور اسیطرح اونمین کا ہر ایک البطن اگرچہ پست تر ہو بطن اعلی سے اولی ہوگا (یعنی میت کا اتمام و نظیر ہم) دوسرا مسئلہ میت کے اعمام وعمات (جبکہ جہت قرابت مین مختلف ہون) کی اولاد مین سے ہر ایک فریق کو اپنے آبا کے نصیب کا استحقاق حاصل ہوگا پس متقرب بالام (عم اخیافی) کی اولاد کو سدس متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا اسلیے کہ متقرب بالام کا نصیب مفروض صورت وحدت مین فقط سدس ہے اور اگر دو متقرب بالام کی اولاد ہو تو اونکو ثلث متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا اسلیے کہ متقرب بالام کا نصیب مفروض صورت تعدد مین ثلث متروکہ ہوتا ہے اور باقی مال متقرب بالابوین (عم اعیانی) کی اولاد کے حوالہ کیا جائیگا خواہ عم یا عمہ کی اولاد ہو یا اعمام یا عمات کی اور اسیطرح میت کے اخوال وخالات کی اولاد مین بھی بحث کی جائیگی **تیسرا مسئلہ** جبکہ کسی وارث مین میراث کے دو سبب مجتمع ہون اور اونمین سے ایک سبب دوسرے سبب کا مانع نہو تو وارث مذکور کو دونون سببون کی وجہ سے میراث کا استحقاق حاصل ہوگا مثلاً کوئی شخص میت کے عم علاتی اور خال اخیافی کا بیٹا ہو یا کوئی شخص میت کا زوج اور ابن عم ہو یا کوئی عورت میت کی زوجہ اور بنت عم ہو یا کوئی عورت میت کی عمہ علاتیہ اور خالہ اخیافیہ ہو اور اگر اونمین سے ایک سبب دوسرے سبب کا مانع ہو تو فقط سبب مانع کیوجہ سے میراث کا استحقاق حاصل ہوگا مثلاً کوئی شخص میت کا اخ (برادر اخیافی) اور ابن عم ہو پس اس صورت مین وارث مذکور کو فقط اخوت کیوجہ سے میراث کا استحقاق ہوگا **چوتھا مسئلہ** جبکہ میت کے اخوال و خالات اور اعمام وعمات پر زوج یا زوجہ بھی داخل ہو تو زوج یا زوجہ کو اپنے نصیب اعلی (نصف و ربع) کا استحقاق اور متقرب بالام (اخوال وخالات) کو اصل ترکہ سے اپنے نصیب اصلی (ثلث) کا استحقاق حاصل ہوگا اور جو مال کہ باقی رہیگا وہ متقرب بالابوین (اعمام وعمات اعیانیہ)

حال الاولاد وان نزلوا
فاعمومتها ... عمومة
الا ... انه ... وخؤولته
... انه ...
وعماتها وخؤولتها او
... الاولاد ...
اذا ... كل بطن
منهم وان نزلوا ولى
من البطن الاعلى
الثانية اولاد
العمومة اذا تفرقوا
يأخذون نصيب
ابائهم فبنو العم لام
لهم السدس و
لو كانوا بني عمين
للام كان لهم
الثلث والباقي
لبني العم
العصبة او لبني
العمومة او
العمات لاب و
الام وكذا
البحث في بني الخؤولة
الثالثة
اذا اجتمع في الفرائض
للوارث سببان
فان لم يحجب
احدهما الآخر
ورث بهما مثل
ابن عم لاب هو
ابن خال لام و
مثل ابن عم هو
زوج او بنت
عم هي زوجة
ومثل عمة لاب هي
خالة لام وان حجب
احدهما الآخر ورث
بالحاجب مثل
ابن عم هو اخ لام
الرابعة مع ذي
الزوج على الخؤولة
والخالات والعمومة
والعمات كان للزوج
او الزوجة النصيب
الاعلى ولمن يتقرب
بالام فرضه الاصلي

جسم لقیطان وارد
ہوتا ہو اور متقرب بالام پر نقصان
وارد نہین ہوتا اور اگر اخوال و خالات کا جہت قرابت مین
ثلث ہوتا فرض کیا جائے تو اون سے ثلث ترکہ کا استحقاق ہوگا
لکن متقرب بالام (اور میت کے برادر و خواہر اخیافی) کو صورت تعدد مین ثلث ثلث کا استحقاق ہوگا
اور صورت وحدت مین سدس کا استحقاق متقرب بالابوین (اور میت کے برادر و خواہر اعیانی) کو
باقی رہیگا اور اوسکا استحقاق متقرب بالاب (اور میت کے برادر و خواہر علاتی) کو حاصل ہوگا
اور نصف متروکہ زوج کو

ہوا اگر کیا جائیگا اور یہ
نصیب اخوال و زوج کے ساتھ
باقی رہیگا وہ اعمام کے حوالہ کیا جائیگا
اگر اعمام بھی جہت قرابت مین مختلف ہون تو متقرب بالام
کے برادر و خواہر اخیافی کو صورت وحدت مین اوسکے سدس کا استحقاق اور صورت
تعدد مین اوسکے ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا جو برابر تقسیم ہوگا اور
متقرب بالابوین (اور میت کے برادر و خواہر اعیانی) کو باقی کا
متقرب بالاب (اور میت کے برادر و خواہر علاتی) کو اوسکے باقی کا
استحقاق حاصل ہوگا جو للذکر مثل حظ الانثیین
تقسیم کیا جائیگا ۱۲ محصل
سالک

او سکو فقدان زوج و زوجہ
کی صورت مین حاصل ہوتا ہے
اور وہ ثلث متروکہ ہے اور
زوج یا زوجہ کی مزاحمت سے
فقط متقرب بالاب (اعمام و
عمات) پر نقص وارد ہوتا ہے
پس اگر عم و خال میت کے
ساتھ زوج بھی فرض کیا جائے
تو خال کے لیے ثلث متروکہ کا
اگر متعدد ہو اور زوج کے لیے
نصف متروکہ کا استحقاق
ہوگا اور باقی متروکہ (سدس)
کا عم کے حوالہ کرنا
متعین ہوگا اگرچہ متعدد ہو
اسلیے کہ وہ متقرب بالاب ہے

[illegible]

مسئلہ ۵ کیا حکم ہے اس مقام پر بعض علما
کرام نے جو یہ لکھا ہے کہ سبب بالمعنی الاخص زوجیت
دو کا کوئی شامل ہو خواہ دونون سبب بالمعنی الاخص ہون یا دونون سبب نسبی ہون یا ذوات
سبب بالمعنی الاخص ہون یا دونون سبب بالمعنی الاخص ہون جیسے
زوجیت اور رضاع جسکی رو سے مثال ۱ زید کے برادر علاتی عمرو نے اوسکی خواہر رضاعی
ہندہ کے ساتھ عقد کیا اور اون دونون سے خالد پیدا ہوا پس زید اس بنا پر خالد کا عم بھی ہوگا
اسلیے کہ وہ اوسکے باپ (عمرو) کا بھائی ہے اور خال بھی ہوگا اسلیے کہ وہ اوسکی ماں (ہندہ) کا بھائی ہے
اب اگر خالد وفات پائے اور زید کے سوا کوئی وارث نہ چھوڑے تو زید اوسکا ابن عم بھی ہوگا اور ابن خال
بھی ہوگا اور اوسکو دونون قرابتون کی وجہ سے میراث خالد کا استحقاق ہوگا ۱۲ مثال ۲ عبارت
[illegible]
بطن ہندہ سے زید پیدا ہوا اور ہندہ کا بھائی عمرو ہے اور خالد دونون بھائی وارث کیے جائین اور بکر کے لیے
عمرو برادر اخیافی بھی ہوگا اسلیے کہ وہ اوسکی ماں ہندہ کا بیٹا ہے اور ابن عم بھی ہوگا
اسلیے کہ وہ اوسکے عم خالد کا بیٹا ہے پس اگر زید مر جائے تو عمرو کو
اوسکی میراث کا دونون قرابتون کی وجہ سے استحقاق ہوگا ۱۲
مثال ۳ نصف اصل سے دو حصہ
[illegible]

گویا اونکی عدم موجودگی مین متقرب بالاب (اعمام وعمات علاتیہ) کو دیا جائیگا پانچوان مسئلہ اخوال وخالات میت کی اولاد پر بھی زوج یا زوجہ کے ساتھ وہی حکم جاری کیا جائے گا جو خود اخوال وخالات پر جاری کیا گیا تھا پس اگر زوج یا زوجہ اور اولاد اخوال وخالات اور اولاد اعمام وعمات مجتمع ہون تو زوج یا زوجہ کو نصیب زوجیت (نصف یا ربع) کا استحقاق اور اولادِ اخوال وخالات کو اصل متروکہ کے ثلث کا استحقاق اور اولادِ اعمام وعمات کو باقی کا استحقاق حاصل ہوگا

دوسرا مقصد

اون مسائل کے بیان مین جو احکام ازواج سے متعلق ہین اور وہ کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ زوجہ کو اوسوقت تک میراث کا استحقاق حاصل رہتا ہی جبتک کہ وہ حبالہ زوج مین باقی رہے اگرچہ زوج نے اوس سے دخول نکیا ہو اور اسیطرح زوج کو بھی اوسوقت تک میراث کا استحقاق حاصل رہتا ہی جبتک کہ زوجہ اوسکے حبالہ عقد مین باقی رہے اگرچہ اوس سے دخول نکیا ہو اور اگر کسی عورت کو طلاق رجعی دی جائے تو زن وشوہر مین سے ہر ایک شخص کو دوسرے کی میراث کا استحقاق حاصل ہوگا جبکہ اون دونون مین سے کوئی شخص اثناء عدہ وفات پائے اسلیے وہ (مطلقہ رجعیہ) بحکم زوجہ ہی اور مطلقہ بائن (جس عورت کو طلاق بائن دیجائے) اوسیطرح وارث اور موروث نہین ہوسکتی (یعنی زن ومرد مین سے کسی شخص کو دوسرے کی میراث کا استحقاق نہین ہوتا) جسطرح کہ مطلقہ ثلاث (جس عورت پر تین طلاقین واقع ہوچکی ہون) اور مطلقہ غیر مدخول بہا (وہ عورت جسکو قبل دخول طلاق دی گئی ہو) اور مطلقہ یائسہ (وہ عورت جسکو یاس کے بعد طلاق دی گئی ہو) بشرطیکہ اوسکے سن کی عورت کو حیض نہ آتا ہو اور زن مختلعہ

(یعنے بوجہ یاس خون نہ آتا ہو)

(جس عورت پر خلع واقع ہوئی ہو) اور زن مبارات (جس عورت سے مبارات کی گئی ہو جسکی تفصیل جلد معاملات مین گذر چکی ہی) اور معتدہ عن وطی الشبہ (جو عورت کہ وطی بالشبہ کا عدہ رکھتی ہو) اور

المقصد الثانی فی مسائل احکام الزوج

والفسخ الثانية الزوجة مع عدم الولد الربع ولو كن اكثر من واحدة فهن في الربع بالسوية ولو كان له ولد فلهن الثمن بالسوية وكذا لو كانت واحدة الثالثة لو طلق واحدة من اربع وتزوج اخرى ثم اشتبهت المطلقة

مسئلہ معتدۂ عن الفسخ (جس عورت نے بوجہ فسخ عدت رکھا ہو) وارث اور مورث نہین ہوتی دوسرا
زوجہ کو ولد میت کے موجود ہونے کی صورت میں متروکہ کا استحقاق ہوتا ہے اور اگر دو یا کئی
(یعنی جبکہ میت کا کوئی لڑکا یا لڑکی موجود ہو ... تو زوجہ کو ربع متروکہ کا استحقاق ہوگا)
ازواج (زوجائین) موجود ہون تو ربع متروکہ اون سب پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور اگر ولد میت
موجود ہو تو جملہ ازواج کو ثمن متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا جو اونپر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور اسیطرح
اگر ایک زوجہ ہو تو اوسکو بھی ثمن ترکہ کا استحقاق ہوگا اور ازواج کو ثمن متروکہ کے علاوہ کسی شی ترکہ کا
استحقاق نہین ہوتا تیسرا مسئلہ اگر کوئی شخص اپنے ازواج اربعہ مین سے کسی زوجہ کو طلاق دے
اور کسی دوسری عورت سے عقد کرکے وفات پائے بعد ازان زوجہ مطلقہ اوسکی پہلی ازواج مین
مشتبہ ہوجائے تو زوجہ اخیرہ کو ولد میت کے ساتھ ربع ثمن (ترکہ کے آٹھوین حصہ کا چوتھائی) کا
استحقاق ہوگا اور جو باقی مال کہ فاضل رہیگا (ثمن کے تین ربع) وہ باقی چار عورتون (تین
زوجات مع ایک مطلقہ) پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا چوتھا مسئلہ جبکہ صغیرہ (نابالغ لڑکی) کا باپ
یا دادا اوسکی شخص سے اوسکا عقد کردے تو زوج کو اوسکی میراث کا استحقاق اور اوسکو زوج کی
میراث کا استحقاق حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر صغیرین کے باپ یا دادا اون دونون کا عقد کردین
تب بھی ان دونون مین سے ہر ایک کو دوسرے کی میراث کا استحقاق ہوگا اور اگر باپ یا دادا
کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اونکا عقد کردے تو صحت عقد اونکے بالغ اور رشید ہونے کے بعد
رضی ہونے پر موقوف ہوگی اور اگر اون دونون مین سے کوئی شخص قبل بلوغ و رشد وفات
پائے تو عقد باطل ہوگا اور اون مین سے کسی شخص کو دوسرے کی میراث کا استحقاق نہوگا اور
اسیطرح اگر اون دونون مین سے ایک شخص بالغ ہوکر رضی ہوجائے اور دوسرا شخص قبل
بلوغ وفات پائے تب بھی عقد باطل ہوگا اور میراث ساقط ہوگی اور اگر وہ شخص وفات
پائے جو عقد پر رضی ہوا ہو تو اوسکے متروکہ مین سے دوسرے شخص کا نصیب اوسکے بالغ ہونے تک

في الاولى كان للاخيرة ربع الثمن مع الولد والباقي من الثمن بين الاربع بالسوية الرابعة لو زوج الصبية ابوها او جدها لابيها ورثها وكذا لو زوج الصغيرين ابواهما او جداهما لابيهما توارثا ولو زوجهما غير الاب والجد كان العقد موقوفا على رضاهما بعد البلوغ والرشد ولو مات احدهما قبل ذلك بطل العقد ولا ميراث وكذا لو بلغ احدهما فرضي ثم مات قبل بلوغ الآخر الذي لم يرض عزل نصيب الآخر من

قاعدة

علاحدہ کیا جائیگا پس اگر بالغ ہونے کے بعد عقد پر رضی نہو تو عقد باطل ہوگا اور میراث کا
استحقاق نہوگا اور اگر بالغ ہونے کے بعد عقد پر راضی ہو جائے تو عقد صحیح ہوگا اور اوسکو
اس امر کا حلف دیا جائیگا کہ اوسکو عقد کے ساتھ رضی ہونے پر رغبت میراث داعی نہیں ہوئی
پانچوان مسئلہ جبکہ زوجہ کے لیے صلب میت سے کوئی ولد (لڑکا یا لڑکی) موجود ہو تو
اوسکو میت کے جمیع متروکہ سے میراث کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر اوسکے لیے صلب میت سے
کوئی ولد موجود نہو تو اوسکو زمین میں سے کسی شی کے میراث کا بھی استحقاق حاصل نہوگا اور
آلات و ابنیہ کی قیمت مین سے اوسکا حصہ اوسکے حوالہ کیا جائیگا اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ
زن مذکورہ (غیر ذات الولد) دور و مساکن کے سوا کسی اور مال سے ممنوع نکی جائیگی اور
جناب سید مرتضی علیہ الرحمہ نے قول ثالث کا استنباط فرمایا ہے کہ زمین کی قیمت مشخص کیجائیگی اور
قیمت مین سے اوسکا حصہ دیا جائیگا اور قول اول اظہر ہے چھٹا مسئلہ نکاح مریض کا لازم
و مستقر ہونا دخول کے ساتھ مشروط ہے پس اگر قبل دخول اوسی مرض مین وفات پائیگا تو عقد
باطل ہوگا اور زوجہ کو مہر و میراث کا استحقاق نہوگا جیسا کہ روایت زرارہ مین احدہما
(حضرت امام محمد باقر یا حضرت امام جعفر صادق) علیہما السلام سے منقول ہوا ہے

تیسرا مقصد میراث بالولا کے بیان اور اوسکی تین قسمین مین

پہلی قسم ولائے عتق ہے اور ولائے عتق کے سبب سے منعم کو میراث معتق
کے استحقاق کا حاصل ہونا تین امرون کے ساتھ مشروط ہے **اول** منعم کا اپنے
مملوک کو از راہ تبرع (احسان) آزاد کرنا **دوم** وقت اعتاق (آزاد کرنا) منعم کا جریرۂ مملوک
کی ضمانت سے برارت نکرلینا **سوم** معتق (آزاد کردہ) کے کسی وارث نسبی کا موجود نہونا
پس اگر کوئی شخص اپنے مملوک کو کسی واجب (جیسے کفارہ یا نذر یا یمین یا عہد) کے ادا کرنے مین

تركة الميت وتربص بالصبي فان بلغ و انكر فقد بطل العقد ولا ميراث وان اجاز صح و احلف انه لم يدعه الى الرضا الا الرغبة في الميراث

الخامسة اذا كان للزوجة من الميت ولد ورثت من جميع ما ترك وان لم يكن لم ترث من الارض شيئا واعطيت حصتها من قيمة الآلات والابنية وقيل لا تمنع الا من الدور والمساكن وخرج المرتضى رض ثالثا وهو تقويم الارض وتسليم حصتها من القيمة والقول الاول اظهر

السادسة نكاح المريض مشروط بالدخول فان مات في مرضه قبل الدخول بطل العقد ولا مهر لها ولا ميراث هي رواية زرارة عن احدهما عليهما السلام

المقصد الثالث في الميراث بالولاء وهو ثلاثة اقسام الاول ولاء العتق ويرث المنعم اذا كان متبرعا ولم يتبرأ من ضمان جريرته ولم يكن للمعتق وارث مناسب

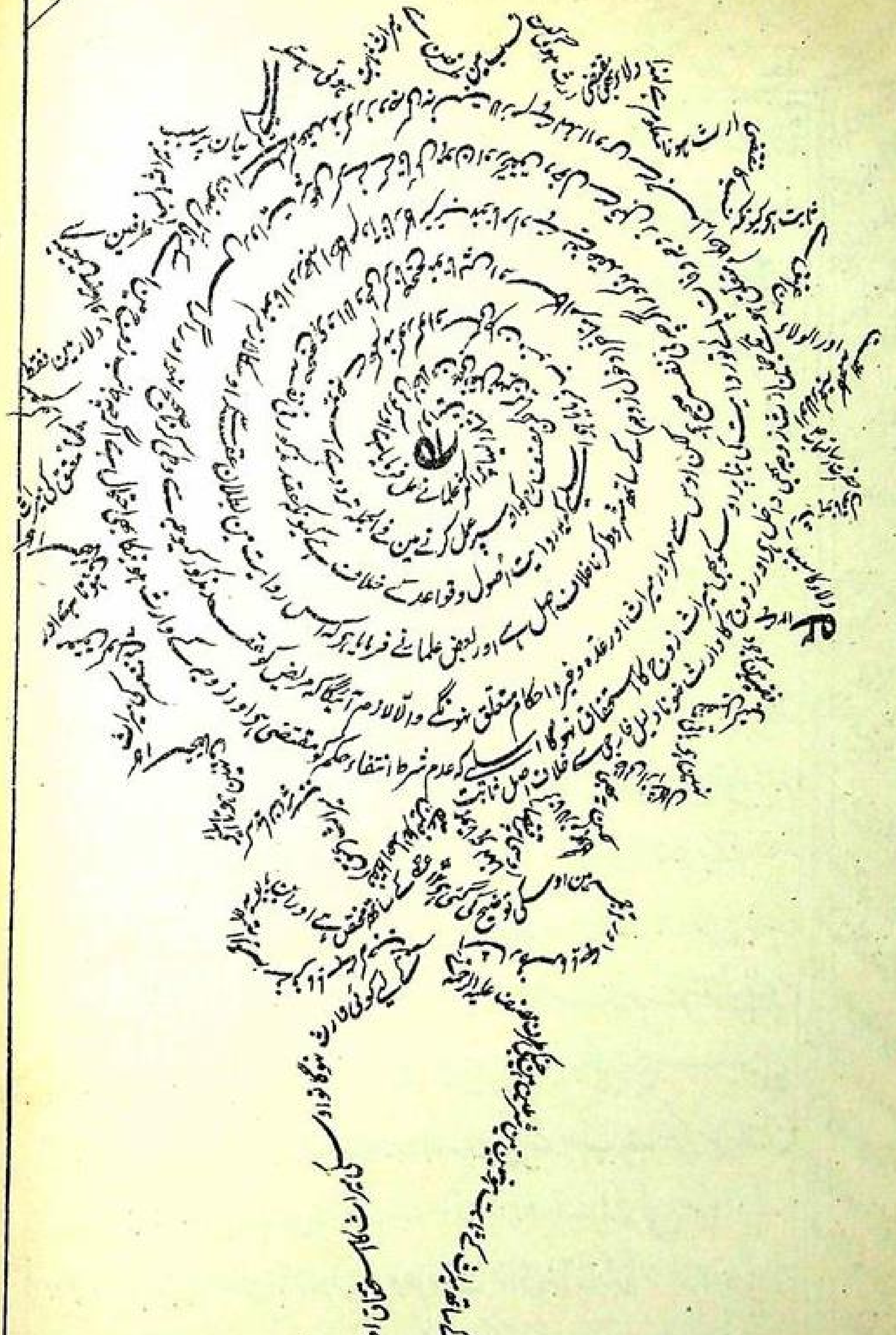

آزاد کریگا تو اوسکو اپنے معتق کے میراث کا استحقاق نہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنے مملوک کو ازراہ تبرع (احسان) آزاد کرے اور اوسکے جریرہ کی ضمانت کے ساقط ہونیکو شرط کرے تب بھی اوسکو اپنے معتق کی میراث کا استحقاق حاصل نہوگا اور آیا سقوط ضمان مین منعم کا اپنی میراث پر شاہد کرنا بھی شرط ہی یا نہین اسمین اشکال ہی لیکن اوسکا شرط نہونا بوجہ نہین ہی اور اگر کوئی شخص اپنے مملوک کی تنکیل (ناک یا کان یا ہاتھ وغیرہ کا قطع کرنا) کرے اور وہ مملوک آزاد ہوجائے تو اوسپر حکم سائبہ جاری کیا جائیگا اور معتق کے لیے کوئی وارث نسبی موجود ہو تو منعم کو اوسکی میراث کا استحقاق نہوگا خواہ وارث مذکور قریب ہو یا بعید صاحب فرض ہو یا نہو اور اگر شخص معتق کا وارث زوج یا زوجہ ہو تو اوسکو اپنے نصیب اعلیٰ کا استحقاق ہوگا اور باقی متروکہ منعم کو یا اوس شخص کو دیا جائیگا جو اوسکے موجود نہونے کی صورت مین اوسکا قائم مقام ہو اور جبکہ جملہ شرائط مجتمع ہوجائین تو منعم کو اپنے معتق کی میراث کا استحقاق ہوگا بشرطیکہ واحد ہو اور اگر کئی منعم ہون تو وہ سب اپنے حصے ولا مین بقدر حصص شریک ہونگے خواہ جملہ منعم فقط رجال ہون یا فقط نساء یا اونمین سے بعض رجال ہون اور بعض آخر نساء ہون اور اگر منعم مفقود ہو تو ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ ولاء عتق کا استحقاق اولاد منعم کو حاصل ہوگا خواہ ذکور ہون یا اناث ہون اور خواہ منعم مرد ہو یا عورت اور یہ قول خوب ہی اور اسکی مثل کتاب خلاف مین بھی موجود ہی بشرطیکہ منعم مرد ہو اور جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ ولاء عتق کا استحقاق فقط اولاد ذکور کو حاصل ہوگا اور اناث کو حاصل نہوگا خواہ منعم مرد ہو یا عورت ہو اور شیخ الطائفہ رح نے کتاب نہایہ مین فرمایا ہی کہ استحقاق ولاء فقط اولاد ذکور کو حاصل ہوگا اور اناث کو حاصل نہوگا بشرطیکہ معتق (منعم) مرد ہو اور اگر معتق عورت ہو تو استحقاق ولاء اوسکے عصبہ کو حاصل ہوگا اور اوسکی اولاد کو مطلقاً حاصل نہوگا خواہ ذکور ہون یا اناث اور اس قول پر روایات کثیرہ شاہد ہین اور اگر منعم وفات پالے تو ولاء عتق کے میراث کا استحقاق منعم کے ابوین (مان باپ) اور اولاد کو حاصل ہوگا بشرطیکہ منفرد اور اونکے ساتھ معتق کا

اناث بشرطیکہ

ہون یا منعم مرد ہو تو اگر عورت ہو تو استحقاق ولا اوسکے عصبہ کو حاصل ہوگا

اور اوسکی اولاد کو مطلقاً نہوگا چہارم اولاد معتق کا وارث ہونا بشرطیکہ ذکور ہون اور اناث

عہ فرمایا ہے لیکن بعض اعلام نے فرمایا ہے کہ حق ولا موروث نہین ہو سکتا جسطرح کہ نسب موروث

نہین ہو سکتا اسلیے کہ حق نعمت کا کسی دوسرے شخص کی طرف منتقل ہونا جو منعم کو بوجہ

اختصاص حاصل ہوا تھا غیر معقول ہے علاوہ برین حق ولا اوس صورت مین بھی

حاصل ہو جاتا ہے جبکہ کوئی شخص مملوک

حاصل ہو اوسکا ارث بے معنے ہے علاوہ برین آزاد کرنے کی وصیت کرکے وفات پائے

زوج یا زوجہ یا کوئی قریب نسبی مجتمع ہو اور جسطرح کہ نسب مین میت کے ابوین و اولاد کے ساتھ
میت کے اور کسی قریب کو استحقاق میراث حاصل نہین ہوتا اسیطرح ولا رعتق مین بھی منعم کا کوئی قریب اوسکے
ابوین و اولاد کا شریک اور اونکے ساتھ میراث معتق کا مستحق نہوگا اور اولاد الاولاد اپنے آباء
کے قائم مقام ہوگی جبکہ وہ وفات پائین اور اولاد مین سے ہر ایک کو اوس شخص کے نصیب کا
استحقاق حاصل ہوگا جسکی وجہ سے کہ وہ قرابت رکھتا ہو جسطرح کہ ولا رعتق کے علاوہ باقی مواریث
مین مقرر ہو پس اگر ایک شخص ایک بیٹے کو چھوڑ کر اور دوسرا شخص دس بیٹون کو چھوڑ کر وفات پائے
تو نصف متروکہ پہلے شخص کے ایک بیٹے کو دیا جائیگا اور نصف باقی دوسرے شخص کے دس
بیٹون پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور اگر منعم کے ابوین و اولاد موجود نہون تو میراث معتق کا
استحقاق اخوت منعم کو حاصل ہوگا اور آیا میراث معتق (آزاد کردہ) کا استحقاق منعم کے اخوت
(خواہران) کو بھی حاصل ہوگا یا نہین اسمین تردد ہو لیکن اونکا وارث ہونا اظہر ہو لان الولاء
لحمة کلحمة النسب (ولا رعتق بھی قرابت نسب کیطرح ایک قسم کا رشتہ ہی) اور استحقاق ارث مین اخوت
منعم کے ساتھ اوسکے اجداد وجدات (منعم کے دادا دادی) بھی شریک ہونگے اور جبکہ منعم کے اخوت
واجداد وجدات بھی موجود نہون تو میراث معتق کا استحقاق منعم کے اعمام وعمات اور اونکی اولاد
مین سے اقرب فالاقرب کو حاصل ہوگا جیساکہ میراث نسب مین مذکور رہا اور ولا رعتق کی
وراثت کا استحقاق منعم کے اون اقربا کو حاصل ہوگا جو متقرب بالام ہین (جو مان کیطرف سے قرابت
رکھتے ہین) جیسے اخوت واخوات وخالات (مان کے بھائی بہن) اور اجداد وجدات مادری
(نانا نانی) اور اگر اقربا منعم مین سے کوئی شخص موجود نہو تو میراث معتق کا استحقاق مولائے مولا
(منعم کا منعم جسنے منعم کو آزاد کیا ہو) کو حاصل ہوگا اور اگر مولائے مولا بھی موجود نہو تو میراث
معتق کا استحقاق مولائے مولا کے اقربائے پدری کو حاصل ہوگا اور اوسکے اقربائے مادری کو

استحقاق ہوگا اور منعم کی میراث کا استحقاق عبد معتق کو کسی صورت مین حاصل ہوگا اگرچہ منعم کا کوئی وارث موجود نہو پس درصورتیکہ منعم کا کوئی وارث موجود ہوگا تو اوسکی میراث کا استحقاق امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا اور اوسکے معتق (آزاد کردہ) کو حاصل ہوگا اور ولاء عتق کا بیچ کرنا یا اوسکا ہبہ کرنا یا اوسکا غیر معتق (آزاد کنندہ) کے لیے کسی بیع مین شرط کرنا صحیح نہین ہے اور اس مقام پر آٹھ مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ اولاد معتقہ (وہ کنیز جو آزاد کی گئی ہو) کی میراث کا استحقاق اوس شخص کو حاصل ہوگا جو اونکو آزاد کرے اگرچہ اپنی مان کے ساتھ حالت حمل مین آزاد کیے جائین پس اگر مالک حمل اور آقا کنیز مین سے ہر ایک شخص اپنے مملوک کو ایک ہی وقت مین آزاد کرے تو ہر ایک کو اپنے آزاد کردہ کی ولاء کا استحقاق ہوگا اور اولاد کا حق ولاء آزاد معتق کیطرف منتقل ہوگا اور اگر کوئی کنیز اپنے آزاد ہو جانے کے بعد اولاد سے حاملہ ہو جاوے تو اونکے حق ولاء کا استحقاق بھی اونکی مان کے آقا کو حاصل ہوگا اگر اونکا باپ مملوک ہو اور اگر اونکا باپ درصل آزاد ہو تو اونکی مان کے آقا کو اونکا حق حاصل نہوگا اور اگر اونکا باپ معتق (آزاد کردہ) ہو تو اونکا حق ولا باپ کے آقا سے متعلق ہوگا اور اگر اونکا باپ اونکی ولادت

کے بعد آزاد کیا جائے تو اونکا حق ولا اولاد اونکی ان کے آقا سے برطرف اور باپ کے آقا کی طرف منتقل ہوگا **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی مملوک کسی زن معتقہ (آزاد کردہ) سے عقد کرے اور زن مذکورہ کے مملوک مذکور سے مولود پیدا ہو تو اوس مولود کے حق ولاء کا استحقاق زن مذکورہ کے آقا کو حاصل ہوگا پس اگر پدر مولود وفات پائے اور جد مولود آزاد ہو جائے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ مولود کا حق ولاء معتق جد (جد مولود کا آزاد کرنیوالا) کی طرف منتقل ہوگا اسلیے کہ جد مولود اوسکے باپ کا قائم مقام ہے پس جسطرح کہ باپ کے آزاد ہو جانے کی صورت مین مولود کا حق ولاء مولائے مادر سے مولائے پدر کیطرف منتقل ہو جاتا ہے اوسیطرح جد مولود کے آزاد ہو جانے کی صورت مین مولائے جد کی طرف منتقل ہو جائیگا اسلیے کہ جد بھی باپ کا حکم رکھتا ہے اور اسیطرح اگر پدر مولود اپنی رقیت پر باقی رہے اور جد مولود آزاد ہو جائے تب بھی ولاء مولود کا حق مولائے جد سے متعلق ہوگا اور اگر عتق جد کے بعد پدر مولود آزاد ہو جائے تو ولاء ولد کا حق مولائے جد سے مولائے پدر کی طرف منتقل ہوگا اسلیے کہ وہ اقرب ہے **تیسرا مسئلہ** اگر کوئی معتق (آزاد کردہ) اپنی زوجہ معتقہ (زن آزاد کردہ) کے مولود کا انکار کرے اور ان دونون (معتق و معتقہ) مین لعان واقع ہو تو پس اگر مولود مذکور مر جائے اور اوسکے لیے کوئی وارث نسبی موجود نہو تو اوسکا حق ولاء اوسکی مان کے آقا سے متعلق ہوگا اور اگر وقوع لعان کے بعد پدر مولود اوسکا اقرار کرے تو میراث مولود کا استحقاق پدر کو حاصل نہوگا اور اسیطرح منعم پدر کو بھی میراث مولود کا استحقاق نہوگا اسلیے کہ اقرار پدر سے اگرچہ نسبت نے عود کیا لیکن پدر کو باعتبار شرع مولود کی میراث کا استحقاق باقی نہین رہا اور اسیطرح مولود کے اقربائے پدری کو بھی مولود کی میراث کا استحقاق باقی نہین رہا **چوتھا مسئلہ** ولاء معتق آقائے مادر سے آقائے پدر کیطرف منتقل ہوتی ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا پس اگر

الولد لمولى الام فلو مات الاب و اعتق الجد قال الشيخ ينجر الولاء الى معتق الجد لانه قائم مقام الاب كذا لو كان الاب باقيا ولو عتق الاب بعد ذلك انجر الولاء من مولى الجد الى مولى الاب لانه اقرب المسألة الثالثة لو انكر المعتق ولد زوجته المعتقة فلاعنها فان مات الولد ولا مناسب له كان ولاؤه لمولى امه ولو اعترف به الاب بعد ذلك لم يرثه الاب

آقائے پدر موجود نہو تو آقائے پدر کے عصبہ (اقربائے پدری) کیطرف منتقل ہوگی اور اگر آقائے پدر کے عصبہ بھی موجود نہوں تو عصبہ آقائے پدر کے آقا کی طرف منتقل ہوگی اور علیٰ ہذا القیاس اور آقائے پدر سے آقائے مادر کیطرف عود نہ کریگی اسلیے کہ جس شخص سے انتقال ہوچکا اوسکی طرف دوبارہ عود کرنے پر کوئی دلیل نہین ہے اور اصل عدم عود ہے پس منتقل منہ (جسکی طرف سے ولاء عتق کا انتقال ہوا ہے) بمنزلہ معدوم سمجھا جائیگا پس اگر پدر معتق (آزاد کردہ) کے موالی اور اونکے عصبات (خویشان پدری) مین سے کوئی شخص موجود نہو اور معتق کا کوئی ضامن جریرہ موجود ہو تو حق ولا اوسکی طرف منتقل ہوگا اور میراث معتق اوسکے حوالہ کیجائیگی اور اگر ضامن جریرہ بھی موجود نہو تو حق ولاء کا استحقاق امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا پانچوان مسئلہ اگر کوئی عورت (ہندہ) اپنے مملوک (زید) کو آزاد کرے بعد ازان وہ مملوک (زید) بھی اپنے آزاد ہو جانے کے بعد کسی دوسرے مملوک (عمرو) کو آزاد کرے پس اگر معتق اول (زید) وفات پائے اور کوئی وارث نسبی موجود نہو تو اوسکی میراث کا استحقاق اوس عورت (ہندہ) کو حاصل ہوگا جسنے اوسکو آزاد کیا ہو اور اگر معتق دوم (عمرو) وفات پائے اور کوئی وارث نسبی موجود نہو تو اوسکی میراث کا استحقاق اوسکے معتق (زید) کو حاصل ہوگا اور اگر معتق اول جو پہلے آزاد کیا گیا ہے

لکن یہ تفصیل ضعیف ہے بلکہ ہر تقدیر پر رد کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ دونون صورتون مین امام کے علاوہ ہر وارث کا مفقود ہونا صادق آتا ہے اگرچہ حیثیت ولاء مختلف ہے اور مقتضائے دلیل بھی یہی ہے ۱۲

یعنے زید) اور اوسکے اقربا نسبی موجود نہون تو معتق دوم (جو دوبارہ آزاد کیا گیا ہے یعنی عمرو)
کی ولاء کا استحقاق اوس عورت (ہندہ) کو حاصل ہوگا جسنے معتق دوم (عمرو) کے مولا (زید)
کو آزاد کیا ہے اور اگر کوئی عورت (ہندہ) اپنے باپ (بکر) کو خرید کرے تو وہ محض خرید کرنے سے
قہراً آزاد ہوجائیگا پس اگر زن مذکورہ (ہندہ) کا باپ (بکر) اپنے کسی مملوک (خالد) کو
آزاد کرکے وفات پائے بعد ازان اوسکا معتق (خالد) بھی مرجائے اور زن مذکورہ (ہندہ)
کے سوا کوئی وارث موجود نہو تو معتق مذکور (خالد) کی مجموع میراث زن مذکور (ہندہ)
آزاد کردہ ۱۲
کیطرف منتقل ہوگی جس مین سے اوسکے نصف متروکہ کا استحقاق فرضاً اور نصف باقی کا استحقاق
رداً حاصل ہوگا اگر قائل ہون کہ اولاد معتق (آزاد کنندہ) کو ارث ولاء کا استحقاق مطلقاً
حاصل ہوتا ہے اگرچہ اناث ہون تو اس صورت مین زن مذکور (ہندہ) کو میراث معتق
(خالد) کا استحقاق ولائے پدر کے وارث ہونے کیوجہ سے حاصل ہوگا اسلیے کہ وہ (ہندہ)
بنت منعم (بکر) ہے اور اگر اولاد اناث کے وارث ولا ہونے کے قائل نہون تو زن مذکورہ
(ہندہ) کو میراث معتق (خالد) کا استحقاق اوس ولاء کے ذریعہ سے حاصل ہوگا جو اوسکو
آزاد کردہ ۱۲
اپنے باپ پر بواسطۂ اشتراء (خرید کرنا) آزاد کرنے کیوجہ سے حاصل ہوا تھا اور زن مذکورہ
(ہندہ) کو میراث معتق (خالد) کا استحقاق صورت مرقومہ مین اسوجہ سے حاصل نہین ہوا کہ وہ
(ہندہ) عصبۂ پدر (بکر) مین داخل ہے اس لیے کہ میراث بالتعصیب ہمارے نزدیک صحیح نہین ہے
چھٹا مسئلہ اگر مملوک سے کسی زن معتقہ (آزاد کردہ) کے دو لڑکیان پیدا ہون بعد ازان وہ
دونون لڑکیان اپنے باپ کو خرید کرین تو وہ محض خرید کرنے سے قہراً آزاد ہوجائیگا پس اگر
اونکا باپ وفات پائے تو اوسکی میراث کا استحقاق اون دونون لڑکیون کو باعتبار نسب
حاصل ہوگا پس اوسمین سے دو ثلث متروکہ فرضاً اور ایک ثلث متروکہ رداً اونکو دیا جائیگا

ولاء ما سواه كان ولاء الثاني لمولاة مولاه ولو ان بنت اباها فانعتق اعتق ابوها آخر مات ابوها ثم مات المعتق ولا وارث له سواها كان ميراث المعتق لها النصف بالتسمية والباقي بالرد لا بالتعصيب ان قلنا يرث الولاء ولد المعتق وان كن اناثا [illegible] لهما بالولاء

المسألة السادسة

ولو ان ابنتين من معتقة اشترتا اباهما فانعتق عليهما ثم مات الاب كان ميراثه لهما بالتسمية والرد

اورا وسکی میراث کا استحقاق باعتبار ولار حاصل ہنوگا اسلیے کہ نسب کے ساتھ میراث بالولا مجتمع نہین ہوسکتی کیونکہ وراثت بالولار مین عدم نسب شرط ہو اور اگر دونون لڑکیان یا اونمین سے ایک لڑکی وفات پائے اور اونکا باپ موجود ہو اور اوسکے سوا کوئی وارث موجود ہنو تو اونکی میراث کا استحقاق اونکے باپ کو حاصل ہوگا اور اگر اونکا باپ موجود ہنو اور اون دونون مین سے ایک لڑکی کے لیے دوسری لڑکی کے علاوہ کوئی وارث ہنو تو اون مین سے جس لڑکی نے کہ پہلے وفات پائی ہو اوسکی میراث اوسکی بہن کو دیجائیگی جس مین سے اوسکو نصف متروکہ کا استحقاق فرضًا اور نصف باقی کا استحقاق ردًا حاصل ہوگا اور مولاۃ (متوفی کی بہن) کو اوسکی میراث کا استحقاق ہنوگا اسلیے کہ قریب نسبی (جس سے متوفاۃ کی بہن ہی مراد ہی) موجود ہی اور قبل ازین معلوم ہوچکا ہی کہ میراث بالولا نسب کے ساتھ مجتمع نہین ہوسکتی پس اگر دوسری لڑکی بھی وفات پائے اور کوئی وارث موجود ہنو تو آیا اوسکی میراث کا استحقاق اوسکی ماں کے آقا کو حاصل ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی جسکا منشا یہ ہو کہ آیا عتق پدر کی وجہ سے ولار عتق اون دونون لڑکیون کی طرف منتقل ہوئی یا نہین پس اگر انتقال ولار کے قائل ہون تو میراث متوفاۃ (جس لڑکی نے وفات پائی ہو) کا استحقاق اوسکی ماں کے آقا کو حاصل ہنوگا اسلیے کہ اس صورت مین اون لڑکیون کا حق ولا کسی شخص سے متعلق نہین ہو کیونکہ جب حق ولا منعم پدر (جس سے یہانپر خود لڑکیان مراد ہین) کیطرف منتقل ہوجاتا ہو تو پھر منعم مادر کی طرف منتقل نہین ہوتا اور اگر انتقال ولار کے قائل ہنون تو متوفاۃ کی میراث کا استحقاق اوسکی ماں کے منعم کو حاصل ہوگا اس لیے کہ وہ اوسکی ماں کا معتق ہو جسکی وجہ سے یہ لڑکیان بھی آزاد ہوئی ہین پس ان دونون کا حق ولا بھی اوس سے متعلق ہوگا اور شاید کہ اس مقام پر ولار عتق کا منتقل ہنونا اقرب ہو کیونکہ نسب اور عتق کے ساتھ استحقاق ولا

۵ اوسکی ماں کے منعم کیطرف منتقل ہوگی اور اگر انتقال ولار کے قائل ہنون تو کل ولار ماں کے منعم کی طرف منتقل ہوگی ۱۲ ملخص بعض شروح

مجتمع نہین ہوسکتا پس چونکہ معتق بدرا سمقام پر خود لڑکی ہو جسکو قرابت نسبی حاصل ہو لہذا اوسکی وارث نسبی ہوگی اور وارث بولا رعتق نہوگی بنا ًا علیہ میراث کا استحقاق اوسکی مان کے اقا کو حاصل ہوگا ساتوان مسئلہ اگر کسی شخص (زید) کے دو لڑکے (حامد و محمود) ہون اور اون دونون مین سے ایک لڑکا (حامد) اپنے باپ (زید) کی معیت مین کسی مملوک (عمرو) کو خرید کرے بعد ازان وہ دونون (زید و حامد) اوس مملوک (عمرو) کو آزاد کردین تو حق ولا اون دونون (زید و حامد) کو حاصل ہوگا پس اگر باپ (زید) وفات پائے اور اوسکے بعد معتق[آزاد کردہ ۱۲] مذکور (عمرو) بھی مرجائے تو اوسکی میراث کے تین ربع اوس لڑکے (حامد) کو دیے جائینگے جسنے کہ اوسکو اپنے باپ (زید) کی معیت مین خرید کیا تھا جن مین سے اوسکو نصف متروکہ کا استحقاق ولا رعتق کی وجہ سے اور ایک ربع کا استحقاق ارث ولا رکی وجہ سے حاصل ہوگا اور اوسکی میراث کا ایک ربع دوسرے لڑکے (محمود) کو دیا جائیگا جسکا استحقاق اوسکو ارث ولا رکی وجہ سے حاصل ہوگا آٹھوان مسئلہ جبکہ صلب غلام (زید) سے زن معتقہ[آزاد کردہ عورت ۱۲] (ہندہ) کے کوئی مولود (عمرو) پیدا ہو تو آزاد ہوگا اور اوسکا حق ولا اوس شخص (بکر) کے لیے حاصل ہوگا جسنے کہ اوسکی مان (ہندہ) کو آزاد کیا ہو اسلیے کہ وہ اوسکی مان کا منعم ہو جسکو منعم علیہ اور اوسکی اولاد پر حق ولا ثابت ہوتا ہو پس اگر مولود مذکور (عمرو) بھی کسی مملوک (خالد) کو خرید کرکے آزاد کردے تو مملوک (خالد) کا حق ولا اوس مولود (عمرو) کو حاصل ہوگا اسلیے کہ مولود (عمرو) اوسکا منعم ہے جسنے اوسکو بدون واسطہ آزاد کیا ہو اور اوسکا حق ولا اوسکی مان کے منعم (بکر) کو حاصل نہوگا اسلیے کہ اوسنے آزاد نہین کیا پس اگر مولود مذکور (عمرو) کا مملوک معتق[آزاد کردہ ۱۲] (خالد) اپنے منعم (عمرو) کے باپ (زید) کو خرید کرکے آزاد کردے تو ولا مولود (عمرو) اوسکی مان کے منعم (بکر) سے باپ (زید) کے منعم (خالد) کی طرف منتقل ہوگی اور اون دونون (عمرو اور خالد)

المسئلة السابعة لو اشترى احد الابوين مع ابيه عبدا فاعتقاه ثم مات الاب ثم المعتق كان لمن اشتراه مع ابيه ثلثة ارباعه وكذا ولاخيه الربع

المسئلة الثامنة اذا تزوج العبد من معتقة ابنا فولاء الابن لمن اعتق امه فلو اشترى الابن عبدا فاعتقه كان ولاءه له فلو اشترى الابن عبدا فاعتقه كان ولاءه له فلو اشترى معتقه اب المنعم فاعتقه انجر الولاء من مولى الام الى مولى الاب وكان كل واحد منهما مولى الآخر

مین سے ہر ایک شخص کو دوسرے شخص کا حق ولار حاصل ہوگا پس مولود (عمرو) کو اسلیے حاصل ہوگا کہ اونسے مملوک معتق (خالد) کو بدون واسطہ آزاد کیا ہو اور مملوک کو اسلیے حاصل ہوگا کہ اوسنے مولود (عمرو) کے باپ (زید) کو آزاد کیا ہو اور مولود (عمرو) کا حق ولار اوسکی مان (ہندہ) کے آقا (بکر) سے اوسکی طرف منتقل ہوا ہو لہذا اون دونون مین سے ہر ایک شخص کو دوسرے کا حق ولار حاصل ہوگا پس اگر باپ (زید) نے وفات پائی تو اوسکی میراث کا استحقاق اوسکے مولود (عمرو) کو حاصل ہوگا اور اوسکے منعم (خالد) کو حاصل نہوگا اسلیے کہ وارث نسبی (عمرو) موجود ہو اور اگر مولود (عمرو) نے وفات پائی اور کوئی وارث نسبی نچھوڑا تو اوسکی میراث کا استحقاق باپ (زید) کے منعم (خالد) کو حاصل ہوگا جو معتق مولود (عمرو) ہو اور اگر معتق (آزاد کردہ ۱۲) مذکور (خالد) نے وفات پائی اور کوئی وارث نسبی نچھوڑا تو اوسکی میراث کا استحقاق اوس مولود (عمرو) کو حاصل ہوگا جو اوسکے آزاد کرنیکا مباشر ہوا ہو اور اگر مولود (عمرو) اور معتق (خالد) دونون نے وفات پائی اور دونون نے کسی وارث نسبی کو نچھوڑا تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ حق ولار اوس مولود (عمرو) کی مان کے منعم (بکر) کیطرف عود کریگا اور اسمین تردد ہو اسلیے کہ حق ولار آقائے مادر (بکر) سے آقائے پدر (خالد) کیطرف منتقل ہوچکا ہو اور دوبارہ آقائے مادر کیطرف رجوع کرنے پر کوئی دلیل نہین ہو **دوسری قسم** ولار ضمان جریرہ (جنایت کا ضامن ہونا) ہو ضمان جریرہ (جنایت) سے عرف فقہا مین ایک شخص کا دوسرے شخص کی دیت کو اپنے ذمہ کرلینا اور اپنی میراث کو اوسکی طرف منتقل کردینا مراد ہو یہ عقد بھی باقی عقود کی طرح ایجاب وقبول کا محتاج ہو اس عقد کے ایجاب وقبول مین کسی خاص عبارت کا اعتبار نہین ہو بلکہ ہر وہ لفظ کافی ہو جو نقل میراث اور التزام دیت پر دلالت کرتا ہو مثلاً متعاقدین سے ایک شخص کہے عاقدتک علی ان تنصرنی وانصرک وتمنع عنی وامنع عنک وتعقل عنی واعقل عنک وترثنی وارثک

وان مات الاب فميراثه لابنه وان مات الابن ولا مناسب له فولاؤه لمعتق ابيه وان مات المعتق ولا مناسب له فولاؤه للابن الذي باشر عتقه ولو ماتا ولم يكن لهما مناسب قال الشيخ فيرجع الى مولى الام وفيه تردد

القسم الثاني ولاء تضمن الجريرة من توالى الى احد يضمن حدثه ويكون ولاؤه له صح ذلك ويثبت به الميراث

سـ٥ عقد ضمان

شخص مہاجرت کرتا تھا میراث کا استحقاق اوسی کو حاصل ہوتا تھا

جریرہ زمانہ جاہلیت میں شائع اور مروج تھا
اور اسی عقد کیوجہ ایک شخص کو دوسرے کی میراث کا استحقاق
حاصل ہوتا تھا اور قرابت کیوجہ سے میراث کا استحقاق ثابت
ہوتا تھا اور حق تعالیٰ نے بھی صدر اسلام میں اس طریقہ کو بحال
باقی رکھا تھا چنانچہ قول حق تعالیٰ والذین عقدت ایمانکم
فآتوہم نصیبہم اسی بارہ میں نازل ہوا تھا بعد ازاں
بحکم اسلام اور ہجرت

میراث بقرابت و رحم

جیسا کہ روایات

اشارہ ہے بعد ازان

وارد ہوا ہے

[illegible]

نہیں کیا جاتا پس اگر متعاقدین میں سے
کسی کا وارث نسبی اور معتق موجود ہو تو یہ
عقد طرفین سے ہو سکتا ہے جسکی صورت
ترجمہ کتاب میں مذکور ہوئی اور اگر دونوں
میں سے ایک شخص کے لیے وارث نسبی
یا معتق موجود ہو اور ایک کے لیے موجود نہو
تو مفقود الوارث کی طرف سے ایجاب ہوگا
جسکی صورت یہ ہے کہ عاقد ثانی علی ان تنصرنی
وتمنع عنی وتعقل عنی وترثنی اور دوسرا
شخص کو اوسکے جواب میں
قبلت

میراث اور
ایجاب میں [illegible] کا ذکر کرنا لازم
ہونا کافی ہوگا اور ایجاب میں
سے علاوہ نصرت وغیرہ کا ذکر
دیت ہے ان میراث اور دیت دونوں کا
ہے اگرچہ بعض علما نے احد ہما کے
ذکر کرنا احوط ہے سے ذکر کو ذکر
ذکر کو کافی اور خصوص دیت سے
میراث سے نفی فرمایا ہے اور بعض علما نے
اس عقد سے ظاہر ہوتا ہے کہ محض میراث کا ذکر کرنا
کے تمام ہو جانے کو مقتضی ہے
اور ثبوت ارث اوسکو لازم ہے اور
آیا عقد لازم ہے

اختلاف ہے

دوسرے کو

[illegible]

نفصیل

کو حاصل عموم

اور ابن ادریس

علیہ الرحمہ نے

قول کو اختیار فرمایا

جب عقد

وارث

نسب

لکن لا یتعدی الضامن ولا یضمن الا سائبۃ ولا ولاء علیہ کالعتق فی الکفارات والنذور او من لا وارث لہ اصلا ولا یرث هذا الا مع فقد کل مناسب مع فقد المعتق وهو اولی من الامام ویرث الزوج والزوجۃ نصیبهما الاعلی فان عدم الضامن کان الامام وارث من لا وارث لہ وهو القسم الثالث من الولاء فان کان الامام موجودا فالمال لہ یصنع بہ ما شاء وکان علی علیہ السلام یعطیہ فقراء بلدہ وضعفاء جیرانہ تبرعا وان کان غائبا قسم فی الفقراء والمساکین ولا یجوز دفعہ الی غیر سلطان الحق

اور دوسرا شخص کہے قبلتُ (مین نے قبول کیا) پس جبکہ کوئی شخص بطور مذکور کسی شخص کو اپنا ولی اور ضامن دیت وجنایت قرار دے اور اپنی ولا اوسکی طرف منتقل کر دے تو صحیح ہوگا اور اوسکی وجہ سے ضامن (ضمانت کرنیوالا) کو میراث مضمون (جسکی ضمانت کی ہو) کا استحقاق حاصل ہوگا لکن حکم مذکور (ثبوت دیت ومیراث) ضامن سے اوسکی اولاد یا دیگر اقارب کی طرف متعدی (منتقل) نہوگا اور اوسی شخص کی دیت کا ضامن ہونا صحیح ہوگا جو سائبہ (آزاد کردہ ولا وارث) ہو اور اوسپر کسی شخص کو ولاء عتق کا حق حاصل نہو جیسے وہ غلام جو کفارہ یا نذر مین آزاد کیا جائے یا وہ مملوک جسکو اوسکے مالک نے آزاد کیا ہو اور اوسکی ضمانت سے برارت کر لی ہو یا وہ شخص جو اصل مین آزاد ہو اور کوئی وارث نسبی نرکھتا ہو اور ضامن جریرہ کو میراث مضمون کا استحقاق اوس صورت مین حاصل ہوگا جبکہ مضمون کے لیے کوئی وارث نسبی اور معتق (آزاد کرنیوالا) موجود نہو اور استحقاق میراث مین امام علیہ السلام سے ضامن جریرہ اولیٰ ہے اور جبکہ ضامن جریرہ کے ساتھ مضمون کا زوج یا زوجہ مجتمع ہو تو اوسکو اپنے نصیب اعلیٰ (نصف یا ربع) کا استحقاق ہوگا اور باقی مال ضامن کے حوالہ کیا جائیگا اور جبکہ ضامن جریرہ بھی مفقود ہو تو میراث میّت کا استحقاق امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا جو بیلاوارث کے وارث ہین اور یہ (ارث امام ع) ولاء کی تیسری قسم ہے پس اگر امام علیہ السلام حاضر ہون تو مجموع مال کا استحقاق امام ع کو حاصل ہوگا جسطرح چاہین اوسمین تصرف فرمائین اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام ایسے مال کو بلد میّت کے فقرا اور میّت کے ضعفاء جیران (ہمسایہ) کو از راہ تبرع (احسان) عطا فرماتے تھے اور اگر امام علیہ السلام غائب ہون تو وہ مال فقرا و مساکین پر تقسیم کیا جائیگا خواہ بلد میّت کے فقرا ہون یا کسی دوسرے بلد کے اور اوس مال کا سلطان حق (امام عادل) کے سوا کسی دوسرے بادشاہ کے حوالہ کرنا اوسوقت تک جائز نہوگا جبتک کہ اوسکا

خوف باقہر وغلبہ ہو اور اسمقام پر تین مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ جو مال کہ حالت حرب مین منجملہ اموال مشرکین اخذ کیا جائے اوسکا استحقاق اخراج خمس کے بعد مقاتلین کو حاصل ہوگا اور جس مال کو مقدمۃ الجیش (پیش رو لشکر) نے بدون اجازت امام علیہ السلام اخذ کیا ہو اوسکا استحقاق فقط امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا اور اسیطرح اوس مال کا استحقاق بھی فقط امام ع کو حاصل ہوگا جسکو کہ گروہ مشرکین بدون حرب (جنگ) محض خوف کیوجہ سے چھوڑ کر چلے جائین اور جو مال کہ بذریعہ صلح یا بواسطہ جزیہ اخذ کیا جائے اوسکا استحقاق مجاہدین (جہاد کرنیوالے) کو حاصل ہوگا اور اگر مجاہدین موجود نہون تو فقراء مسلمین پر تقسیم کیا جائیگا دوسرا مسئلہ کفار حربی کا جو مال کہ بذریعہ دزدی وغیرہ اخذ کیا جائے اوسکا اونپر واپس کرنا لازم ہوگا اگر زمانہ صلح مین اخذ کیا جائے اور اگر عدم صلح کے زمانہ مین اخذ کیا جائے تو اوس مال کا استحقاق اوسکے اخذ کو حاصل ہوگا اور اوسمین خمس واجب ہوگا تیسرا مسئلہ اگر کفار حربی مین سے کوئی شخص کچھ مال چھوڑ کر مرجائے تو اوس مال کا استحقاق امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا بشرطیکہ اوسکے لیے کوئی وارث موجود نہو **تیسرا مطلب** لواحق میراث کے بیان مین اور اوسمین چار فصلین ہین

فصل اول اور اوسمین دو امر قابل بیان ہین پہلا امر ولد ملاعنہ (وہ عورت جس سے لعان ہوئی ہو) کی میراث کے بیان مین ولد ملاعنہ کی میراث کا استحقاق اوسکی اولاد اور ماں کو حاصل ہوگا بس سدس متروکہ اوسکی ماں کے حوالہ کیا جائیگا اور باقی متروکہ (پانچ سدس) اوسکی اولاد پر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا اور اگر منجملہ اولاد کوئی شخص (اگرچہ بعید ہو) موجود نہو تو مجموع مال اوسکی ماں کے حوالہ کیا جائیگا جس مین سے اوسکو ایک ثلث کا استحقاق باعتبار فریضہ اور باقی دو ثلث کا استحقاق باعتبار رد حاصل ہوگا اسلیے کہ عموم ادلہ اسیکو مقتضی ہے لیکن ایک روایت مین حضرت امام محمد باقر ع سے منقول ہوا ہے کہ ولد ملاعنہ کی ماں کو فقط ثلث متروکہ دیا جائیگا

فهو للامام وما ترکه المشرکون فزعا وبغیر قتال من غیر حرب فهو للامام ایضا وما یوخذ صلحا او جزیة فهو للمجاهدین ومع عدمهم تقسیم فی الفقراء المسلمین واما ما یوخذ غیلة من اهل الحرب ان کان فی زمان الهدنة اعید علیهم وان لم یکن کان لاخذه وفیه الخمس

اور باقی متروکہ (زوج ثلث) کا استحقاق امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا اسلیے کہ اوسکی دیت کا ادا کرنا
بھی امام ع ہی سے متعلق ہو اور قول اول اشہر ہو اور اگر اوسکی ماں اور اولاد مین سے کوئی شخص بھی
موجود نہو تو میراث کا استحقاق اوسکے برادران وخواہران اخیافی اور اونکی اولاد اور اجداد
(مادری بھائی بہن) (نانا)
وجدات مادری (اگرچہ بلند تر ہون) کو برعایت الاقرب فالاقرب حاصل ہوگا اور اگر ورثہ
(نانی)
مذکورین مین سے بھی کوئی شخص موجود نہو تو اوسکی میراث کا استحقاق اوسکے اخوال وخالات
(ماموں اور خالہ)
اور اونکی اولاد مین سے اقرب فالاقرب کو حاصل ہوگا جیسا کہ میراث مین مذکور ہوا اور جملہ قرابت
مذکورہ مین ذکور وانثی کا سہم مساوی ہوگا اسلیے کہ متقرب بالام مین مابین ذکور واناث تفرقہ
نہین ہوتا جسکی تفصیل مذکور ہو چکی ہو اور اگر قرابت مادری مین سے کوئی وارث بھی باقی نرہے
(اگرچہ بعید ہو) تو اوسکی میراث کا استحقاق اوسکے معتق (آزاد کنندہ) کو حاصل ہوگا اور اگر
معتق بھی موجود نہو تو اوسکی میراث کا استحقاق ضامن جریرہ کو حاصل ہوگا اور اگر ضامن جریرہ
بھی موجود نہو تو اوسکی میراث کا بھی استحقاق امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا اور زوج و زوجہ کو
درجات مذکورہ مین سے ہر درجہ کے ساتھ اپنے نصیب کا استحقاق ہوگا پس عدم ولد (ولد لاعنہ
کے لڑکے یا لڑکی کا موجود نہونا) کیصورت مین زوج کو نصف متروکہ اور زوجہ کو ربع متروکہ
دیا جائیگا اور وجود ولد (ولد لاعنہ کے لڑکے یا لڑکی کا موجود ہونا) کیصورت مین زوج کو
ربع متروکہ اور زوجہ کو ثمن متروکہ دیا جائیگا اور خود ولد لاعنہ کو اپنی اولاد اور ماں کی میراث
کا استحقاق قطعاً حاصل ہوگا اور آیا اوسکو قرابت مادری (جیسے برادر وخواہر اخیافی اور
خال وخالہ اور جد وجدۂ مادری وغیرہ) کی میراث کا بھی استحقاق ہوگا یا نہین پس بعض علمار نے
فرمایا ہو کہ حاصل ہوگا اسلیے کہ ماں کی طرف سے اوسکا نسب ثابت ہو اور بعض علمار نے
فرمایا ہو کہ اوسوقت تک حاصل نہوگا جبتک کہ اوسکا باپ اوسکی ولدیت کا اقرار نکرے اور

وهو متروك ولا يرثه ابوه ولا من يتقرب به فان اعترف به بعد اللعان ورثه هو ولا يرثه ابوه وهل يرثه من يتقرب به مع الاعتراف

اور یہ قول متروک ہی اور ولد ملاعنہ کے باپ اور اقربائے پدری (جیسے برادران وخواہران اعیانی وعلاتی اور اعمام وعمات اور جد وجدۂ پدری وغیرہم) کو اوسکی میراث کا استحقاق نہوگا اور اگر بعد وقوع لعان کے بعد اوسکا باپ اوسکی ولدیت کا اقرار کرے تو اوسکو اپنے باپ کی میراث کا استحقاق حاصل ہوگا لیکن باپ کو اوسکی (یعنی ولد ملاعنہ کو) میراث کا استحقاق جب بھی حاصل نہوگا اور آیا صورت اعتراف مین اقارب پدری کو بھی اوسکی میراث کا استحقاق حاصل ہوگا یا نہین پس بعض علمانے فرمایا ہی کہ حاصل ہوگا لیکن ولد ملاعنہ کو اقربائے پدری کی میراث کے استحقاق کا حاصل ہونا اور اقربائے پدری کو اوسکی میراث کے استحقاق کا حاصل ہونا بوجہ نہین ہی اسلیے کہ لعان کیوجہ سے نسب کا انقطاع ہوگیا ہی اور حکم اقرار (ولد ملاعنہ کا وارث پدر ہونا) فقط مقر (باپ) سے مختص ہوگا اور باقی اقربا (اقرار کرنیوالا) کیطرف متعدی نہوگا اور اسمقام پر کئی مسئلے قابل ذکر ہین

قيل نعم لعدم انه يرثونه لانقطاع النسب باللعان واختصاص الحكم بالمقر

حسب مسائل الاولى لا اعتبار بنسب الاب

پہلا مسئلہ وقوع لعان کیصورت مین باپ کے نسب کا اعتبار نکیا جائیگا پس اگر ولد ملاعنہ اپنے دو بھائیون کو وارث چھوڑے اور اون دونون مین سے ایک بھائی متقرب بالابوین (برادر اعیانی) اور دوسرا بھائی متقرب بالام (برادر اخیافی) ہو تو مقدار میراث مین وہ دونون مساوی قرار دیے جائینگے اور اسیطرح اگر اپنی دونون بہنون کو یا ایک بھائی اور ایک بہن کو وارث چھوڑے اور اونمین سے ایک شخص متقرب بالابوین اور دوسرا شخص متقرب بالام ہو تب بھی مقدار میراث مین وہ دونون اوسیطرح مساوی قرار دیے جائینگے جسطرح کہ اخوۃ اور اخوات اخیافی مساوی قرار دیے جاتے ہین اور اسیطرح اگر دو ابن اخ (برادر زادہ) کو وارث چھوڑے اور اون دونون مین سے ایک شخص متقرب بالابوین (برادر اعیانی) کا مولود اور دوسرا شخص متقرب بالام (برادر اخیافی) کا مولود ہو تو وہ بھی میراث مین مساوی قرار دیے جائینگے اور اسیطرح اگر برادر اور خواہر اعیانی کو جد یا جدۂ مادری

فلو ترك اخوين احدهما لابيه وامه والآخر لامه فهما سواء وكذا لو كان اختين او اخا واختا واحدهما للاب والام والآخر للام وكذا لو خلف ابني اخ احدهما لابيه و

امه والآخر لامه او خلف اخا واختا لابيه وامه مع جد او جدة

کے ساتھ وارث چھوڑے تو مال میراث اونپر اثلاثا تقسیم کیا جائیگا جس مین سے ایک ثلث جد یا جدہ مادری کو اور دو ثلث برادر اور خواہر اعیانی کو دیا جائیگا جو اونپر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور باپ کے نسب کا اعتبار ساقط ہوگا **دوسرا مسئلہ** اگر ولد لعان کی مان وفات پائے اور اوسکے سوا کوئی وارث نچھوڑے تو مجموع میراث کا استحقاق اوسیکو حاصل ہوگا اور اگر ولد لعان کے ساتھ اوسکی مان کے ابوین (مان باپ) مجتمع ہون تو اون دونون کو متروکہ کے دو سدس دیئے جائینگے اور باقی مال ولد لعان کے حوالہ کیا جائیگا بشرطیکہ ذکر ہو اور اگر انثی ہو تو اون دونون کو باعتبار فریضہ متروکہ کے دو سدس کا اور ولد لعان کو باعتبار فریضہ نصف متروکہ کا استحقاق ہوگا اور باقی مال (ایک سدس) اون تینون (ولد لعان اور اوسکی مان کے ابوین) پر اخماسا تقسیم کیا جائیگا اور اگر ولد لعان کے ساتھ اوسکی مان کا احد الابوین (مان باپ مین سے ایک شخص) مجتمع ہو تو اوسکو متروکہ کا ایک سدس دیا جائیگا اور باقی مال ولد لعان کے حوالہ کیا جائیگا بشرطیکہ ذکر ہو اور اگر انثی ہو تو احد الابوین کو باعتبار فریضہ متروکہ کے ایک سدس کا اور ولد لعان کو باعتبار فریضہ نصف متروکہ کا استحقاق ہوگا اور باقی مال (دو سدس) اون دونون (ولد لعان اور اوسکی مان کا احد الابوین) پر ارباعا تقسیم کیا جائیگا **تیسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کے حمل کی ولدیت کا انکار کرے اور مابین زن و شوہر لعان واقع ہو بعد ازان زن مذکورہ سے دو مولود توأم پیدا ہون تو اون دونون مین سے ہر ایک مولود کو دوسرے مولود کی میراث کا استحقاق من جہۃ الام (مان کی طرف سے) حاصل ہوگا اور من جہۃ الاب (باپ کی طرف سے) نہوگا اسلیے کہ باپ کیطرف سے اون دونون کا نسب بوجہ لعان منقطع ہوگیا پس اگر اون دونون مین سے ایک مولود وفات پائے تو دوسرے کو باعتبار فریضہ اوسکی میراث کے سدس کا استحقاق ہوگا **چوتھا مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی سلطان کے سامنے اپنے مولود کی خیانت اور

فيرثانها له سواه وارث احد ولد الملاعنة ... اعتبار وسقط ... بنفسه المال ولو كان معه ابوان او احدهما فلهما السدسان او لاحدهما السدس والباقي له ان كان ذكرا او انثى فالنصف ... يرد بموجب السهام الثالثة لو انكر الحمل ولاعنا ثم ولدت توأمين توارثا بالامومة دون الابوة الرابعة ... عند السلطان ... ولده

میراث سے برات کرے بعد ازان مولود مذکور وفات پائے تو جناب شیخ الطائفہ رح نے
فرمایا ہو کہ اوسکی مجموع میراث کا استحقاق عصبہ پدری (اقربائے پدری) کو حاصل ہوگا اور
اوسکے باپ کو اوسکی میراث کا استحقاق نہوگا اور یہ قول شاذ اور قواعد میراث کے مخالف ہے
دوسرا امر ولد زنا کی میراث کے بیان مین ولد زنا کے لیے اوسکی اولاد کے سوا کسی شخص کے
ساتھ علاقہ نسب حاصل نہین ہوتا پس زانی اور زانیہ اوسکے وارث نہونگے اور اسیطرح زانی اور
زانیہ کے انساب مین سے بھی کوئی شخص اوسکا وارث نہوگا اور اسیطرح ولد زنا بھی زانی اور زانیہ
اور اونکے اقربا کا وارث نہوگا ہان اوسکی میراث کا استحقاق امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا اور
زوج و زوجہ کو وجود ولد کیصورت اپنے نصیب ادنی (ربع وثمن) کا استحقاق اور عدم ولد
کی صورت مین نصیب اعلی (نصف وربع) کا استحقاق حاصل ہوگا اور ایک روایت مین وارد
ہوا ہو کہ ولد زنا کی میراث کا استحقاق ولد ملاعنہ کیطرح اوسکی ہان کو اور اون لوگون کو حاصل ہوگا
جو مان کیطرف سے قرابت رکھتے ہین اور یہ روایت متروک ہو **فصل دوم** میراث خنثی کے
بیان مین خنثی سے وہ شخص مراد ہی جسمین فرج ذکور اور فرج اناث دونون موجود ہون پس
شخص مذکور کی جس فرج کا پیشاب پہلے خارج ہوگا اوسکو اوسی فرج کے موافق میراث کا
استحقاق حاصل ہوگا اور اگر دونون علامتون کا پیشاب ایک ہی وقت مین خارج ہو تو اوسکو
اوس فرج کی بنا پر میراث کا استحقاق حاصل ہوگا جسکا پیشاب اخیر مین منقطع ہو اور اگر دونون
علامتین سبق و تاخر مین مساوی ہون تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف مین قرعہ پر عمل کرنیکو
بدلیل اجماع و اخبار معین فرمایا ہو اور کتاب نہایہ اور ایجاز اور مبسوط مین فرمایا ہو کہ اوسکو مرد و
عورت کی میراث مین سے نصف مال کا استحقاق ہوگا اور اس قول پر روایت ہشام بن سالم
دلالت کرتی ہو جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حکم جناب امیر علیہ السلام مین منقول ہی

وقال المفيد والمرتضى رحمهما الله تعد اضلاعه فان استوى جنباه فهو امرأة وان اختلفا فهو ذكر وهو رواية شريح القاضي عن علي عليه السلام واحتجا بالاجماع والرواية ضعيفة والاجماع لم نحققه اذا عرفت ذلك فان انفرد اخذ المال وان كانوا اكثر فعلى القول بالقرعة يقرع فان كانوا ذكورا او اناثا فالمال سواء وان كان بعضهم اناثا فللذكر مثل حظ الانثيين وكذا يعتبر لو قيل بعدد الاضلاع وعلى الاختيار يكونون سواء في المال ولو كانوا معه لتساويهم في الاستحقاق ولو اجتمع مع الخنثى ذكر قيل للذكر اربعة اسهم وللخنثى ثلاثة اسهم

فان کان سواء اورث میراث الرجال والنساء (اگر دونون علامتین سبق و تاخر مین مساوی ہون تو اوسکو میراث رجال اور میراث نسار کا استحقاق حاصل ہوگا) اور چونکہ حدیث مذکور مین مجموع میراث رجال و نسار کا ارادہ کرنا صحیح نہین ہو لہذا ہر ایک کے نصف کا مراد لینا معین ہوگا اور جناب شیخ مفید اور جناب سید مرتضی علیہما الرحمہ نے ارشاد فرمایا ہو کہ صورت مذکورہ مین اوسکی پسلیان شمار کیجائینگی پس اگر دونون پہلو مساوی ہون تو اوسپر احکام زن جاری کیے جائینگے اور اگر دونون پہلو مختلف ہون تو اوسپر احکام مرد جاری کیے جائینگے جیسا کہ شریح قاضی کی روایت مین فعل حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی حکایت کی گئی ہو اور اون دونون بزرگوارون (شیخ مفید و سید مرتضی رح) نے روایت مذکورہ کے علاوہ اجماع سے بھی استدلال فرمایا ہو لیکن روایت مذکورہ ضعیف ہو اور اجماع مدعی ہمارے نزدیک ثابت نہین ہوا اور جبکہ یہ معلوم ہو چکا پس اگر کوئی شخص فقط ایک خنثی کو وارث چھوڑے (جسکا ذکور ہونا ثابت ہو) تو مجموع مال کے اخذ کرنے کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر خناثی متعدد (کئی خنثی) کو وارث چھوڑے تو قول بالقرعہ کی بنا پر قرعہ ڈالا جائیگا پس اگر جملہ خناثی کا ذکور ہونا یا جملہ اناث کا ہونا ثابت ہو تو مجموع مال اونپر بالتسویہ تقسیم کیا جائیگا اور اگر اونمین سے بعض کا ذکور ہونا اور بعض آخر کا اناث ہونا ثابت ہو تو مجموع مال اونپر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا اور اسیطرح اگر عدا اضلاع (پسلیون کا شمار کرنا) کے قائل ہون تب بھی وہی حکم ہوگا جو قرعہ مین مذکور ہوا اور مختار (میراث مرد و زن مین سے نصف مال کے استحقاق کا حاصل ہونا) کی بنا پر مال میراث مین جملہ خناثی شریک مساوی قرار دیے جائینگے اگرچہ اونکی مقدار سو نفر ہو اسلیے کہ استحقاق میراث مین وہ سب مساوی ہین قولہ اگر خنثی کے ساتھ ذکر (جسکی ذکوریت کا یقین حاصل ہو) مجتمع ہو تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ ذکر کو چار سہمون کا استحقاق اور خنثی کو تین سہمون کا استحقاق حاصل ہوگا اسلیے کہ نصیب ذکر چار سہم ہو جسکا نصف دو سہم ہوا اور نصیب انثی دو سہم ہی

ولو کان معہما انثی کان من اربعۃ وقیل بل
تقسم الفریضۃ مرتین فیفرض
مرۃ ذکراً ومرۃ انثی ویعطی
نصف النصیبین
وطریقہ ان ینظر فی اقل عدد
یمکن قسمۃ فریضتہا
منہ ویضرب احد

جسکا نصف ایک سہم اور مجموع نصیبین کا نصف تین سہم ہوئے جسکا استحقاق خنثیٰ کو حاصل ہی پس صورت مفروضہ (اجتماع ذکر و خنثیٰ) مین مال میراث کا سات سہمون سے تقسیم کرنا معین ہوگا اور اگر اون دونون (ذکر و خنثیٰ) کے ساتھ انثیٰ بھی مجتمع ہو تو مال میراث کا دو سہمون سے تقسیم کرنا معین ہوگا جس مین سے دو سہمون کا استحقاق انثیٰ کو حاصل ہوگا اور بعض علمار نے فرمایا ہی کہ فریضہ کا دو مرتبہ تقسیم کرنا معین ہوگا اور ایک مرتبہ مین خنثیٰ کا ذکر فرض کرنا اور دوسری مرتبہ مین اوسکا انثیٰ فرض کرنا لازم ہوگا اور نصف نصیبین کا استحقاق خنثیٰ کو حاصل ہوگا اور اوسکا طریقہ یہ ہو کہ ایسے اقل عدد مین نظر کیجائیگی جس سے اونکے فریضہ کا تقسیم کرنا ممکن ہو بعد ازان احد النصفتین کا مخرج دوسرے فریضہ کے مخرج مین ضرب دیا جائے مثلاً کوئی میت نے ایک ذکر اور ایک خنثیٰ کو وارث چھوڑا پس ایک دفعہ اون دونون کو ذکر فرض کیا اور اون دونون کے لیے ایسے مال کو طلب کیا جو خود بھی نصف صحیح رکھتا ہو اور اوسکا نصف بھی نصف صحیح رکھتا ہو اور وہ اقل عدد چار ہی اور دوسری مرتبہ اون دونون کو ذکر اور انثیٰ فرض کیا اور ایسے مال کو طلب کیا جو ثلث صحیح رکھتا ہو اور اوسکا ثلث نصف صحیح رکھتا ہو اور وہ اقل عدد چھ ہو اور اون دونون عددون (چھ اور چار) مین توافق بالنصف ہی پس احد المخرجین کے نصف (دو یا تین) کو دوسرے عدد کے تمام مخرج (چھ یا چار) مین ضرب دیا جسکا حاصل بارہ عدد ہوئے پس خنثیٰ کو ایک تقدیر (اوسکا فرض کرنا) پر بارہ کے نصف یعنی چھ کا استحقاق اور دوسری تقدیر (اوسکا فرض کرنا) پر بارہ کے ثلث یعنی چار کا استحقاق حاصل ہو اور اون دونون تقدیرون کے حاصل کا مجموعہ دس ہوا جسکے نصف (پانچ) کا استحقاق خنثیٰ کو اور باقی (سات) کا استحقاق ذکر کو حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر خنثیٰ کے ساتھ انثیٰ مجتمع ہو تب بھی بارہ عدد سے تقسیم فریضہ صحیح ہوگی پس بارہ مین سے سات کا استحقاق خنثیٰ کو اور پانچ کا استحقاق

مخرج نصیبین
الفریضتین
فی الاخری مثل
خنثی وذکر
نفرضہما ذکرین
فتطلب مالا
لہ نصف و
لنصفہ نصف
وهو اربعۃ
ثم نفرضہما
ذکرا وانثی
فتطلب مالا
لہ ثلث و
لثلثہ نصف
وهو ستۃ
وہما متفقان
بالنصف فتضرب
احد المخرجین
فی الآخر
فیکون اثنا عشر
فیحصل للخنثی
تارۃ النصف
وهو ستۃ و
تارۃ الثلث و
هو اربعۃ فیکون
عشرۃ ونصفہ
خمسۃ وهو نصیبہ
للخنثی ویبقی
سبعۃ للذکر
ولو کان بدل
الذکر انثی فانہا
تصح من اثنی عشر
ایضا فیکون
للخنثی سبعۃ
وللانثی خمسۃ

انثی کو حاصل ہوگا اسلیے کہ خنثی کو اس صورت مین ایک تقدیر (اوسکا انثی فرض کرنا) پر نصف (چھ) کا استحقاق اور دوسری تقدیر (اوسکا ذکر فرض کرنا) پر دو ثلث (آٹھ) کا استحقاق حاصل ہوگا اور دونون تقدیرون کے حاصل کا مجموعہ چودہ ہوا جسکے نصف (سات) کا استحقاق خنثی کو حاصل ہوگا اور انثی کو بر تقدیر اول (خنثی کا انثی فرض کرنا) نصف (چھ) کا استحقاق اور بر تقدیر ثانی (خنثی کا ذکر فرض کرنا) ثلث (چار) کا استحقاق حاصل ہوگا اور دونون تقدیرون کے حاصل کا مجموعہ دس ہوا جسکے نصف (پانچ) کا استحقاق انثی کو حاصل ہوگا؛ اور اگر خنثی کے ساتھ ابن اور بنت مجتمع ہون پس اگر خنثی ذکر فرض کیا جائے تو وارث میت دو ذکر اور ایک بنت قرار پائینگے اور مال میراث اوسپر اخماسًا تقسیم کیا جائیگا جسمین سے ایک سہم انثی کا حصہ اور باقی (چار) مین سے دو دو سہم ہر ایک ذکر کا حصہ قرار پائیگا اور اگر خنثی انثی فرض کیا جائے تو وارث میت دو بنت اور ایک ذکر قرار پائینگے اور مال میراث اوسپر ارباعًا تقسیم کیا جائیگا جسمین سے دو سہم ذکر کا حصہ اور باقی (دو) مین سے ایک ایک سہم ہر ایک بنت کا حصہ قرار پائیگا پس عدد اقل یعنی چار کے مخرج کو عدد اکثر یعنے پانچ کے مخرج مین ضرب دینا معین ہوگا جسکا حاصل بیس ہوتا ہو لیکن اس صورت مین جو سہم کہ خنثی کے لیے حاصل ہوتا ہو وہ نصف صحیح نہین رکھتا اسلیے کہ خنثی کو ایک تقدیر (اوسکا ذکر فرض کرنا) پر ساڑھے سات ($7\frac{1}{2}$) کا استحقاق ہوتا ہی اور دوسری تقدیر (اوسکا انثی فرض کرنا) پر پانچ کا استحقاق ہوتا ہی اور دونون تقدیرون کے حاصل کا مجموعہ ساڑھے بارہ ($12\frac{1}{2}$) ہوتا ہی جسکا نصف ($6\frac{1}{4}$) عدد صحیح نہین ہی لہذا مخرج نصف یعنی دو کو حاصل ضرب کو یعنی بیس مین ضرب دینا معین ہوگا جسکا حاصل چالیس ہوتا ہی اور اس سے فریضہ بدون کسر صحیح ہو جائیگا پس جبکہ خنثی ذکر فرض کیا جائے تو چالیس مین سے ہر ایک ذکر کو سولہ کا استحقاق اور بنت کو آٹھ کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر خنثی انثی فرض کیا جائے تو

ولو كان مع الخنثى ابن وبنت فاذا فرضت ذكرين وبنتا كان المال اخماسا واذا فرضت ذكرا وبنتين كان ارباعا فتضرب اربعة في خمسة يكون عشرين لكن لا يصح الحاصل للخنثى نصف صحيح فتضرب مخرج النصف وهو اثنان في عشرين فيكون اربعين فتصح الفريضة بغير كسر

فان اتفق معه زوج او زوجة صححت مسئلة الخنثى ومشاركيه بدون الزوج او الزوجة ثم ضرب مخرج نصيب الزوج فيها

تو چالیس مین سے ہر ایک بنت کو دس کا استحقاق اور ابن کو بیس کا استحقاق حاصل ہوگا اور دونون تقدیرون مین حاصل خنثی کا مجموع چھبیس ہوتا ہی جسکا نصف (تیرہ) اوسکو دیا جائیگا اور حاصل ابن کا مجموع چھتیس ہوتا ہی جسکا نصف (اٹھارہ) اوسکو دیا جائیگا اور حاصل بنت کا مجموع اٹھارہ ہوتا ہی جسکا نصف (نو) اوسکو دیا جائیگا پس اگر ورثہ مذکورین (ابن بنت خنثی) کے ساتھ زوج یا زوجہ بھی مجتمع ہو جائے تو اولاً بطریق مذکور مسئلہ خنثی اور اوسکے مشارکین (ابن و بنت) کی بدون زوج یا زوجہ تصحیح کیجائیگی بعد ازان حاصل مذکور (چالیس) مین زوج یا زوجہ کا مخرج ضرب دیا جائیگا مثلاً ابن اور بنت اور خنثی کے ساتھ زوج بھی مجتمع ہو تو اول خنثی اور اوسکے مشارکین کے سہام مقرر کیے جائینگے جسکا چالیس سے صحیح ہونا ابھی مذکور ہو چکا ہی پس سہم زوج کے مخرج یعنے چار کو چالیس مین ضرب دیا جسکا حاصل ایکسو ساٹھ عدد ہوتا ہی جسکا ربع یعنی چالیس زوج کو دیا جائیگا اور ایکسو بیس باقی رہیگا پس خنثی اور اوسکے مشارکین کے لیے چالیس مین سے جو سہم حاصل ہوا تھا وہ تین مین ضرب دیا جائیگا اور جو عدد کہ اس ضرب سے حاصل ہوگا وہی عدد ایکسو ساٹھ مین سے اوسکا سہم قرار پائیگا مثلاً خنثی کو چالیس مین سے تیرہ سہم دیئے گئے تھے اوسکو تین مین ضرب دیا جسکا حاصل انتالیس ہوتا ہی پس خنثی کو ایکسو ساٹھ مین سے انتالیس کا استحقاق حاصل ہوگا اور ابن کو چالیس مین سے اٹھارہ سہم دیئے گئے تھے تو اوسکو تین مین ضرب دیا جسکا حاصل چون ہوتا ہی پس ابن کو ایکسو ساٹھ مین سے چون کا استحقاق حاصل ہوگا اور علی ہذا القیاس بنت کو چالیس مین سے نو حاصل ہوئے تھے اور تین مین ضرب دینے کے بعد ستائیس ہو گئے اور اگر خنثی کے ساتھ میت کے ابوین (ام و اب) یا احدہما مجتمع ہو تو ابوین کو ایک تقدیر (خنثی کا ذکر فرض کرنا) پر متروکہ کے دو سدس کا استحقاق اور دوسری تقدیر (خنثی کا انثی فرض کرنا) پر متروکہ کے دو خمس کا استحقاق حاصل ہوگا اسلیے کہ

او الزوجة فيها اجتمعت مثلا ابن وبنت وخنثى وزوج وقد عرفت ان سهام الخنثى ومشاركيه بعون اربعين تضرب مخرج سهم الزوج وهو اربعة في اربعين فيكون مائة وستين فيعطى الزوج الربع وهو اربعون ويبقى مائة وعشرون فكل من حصل له في الاربعين سهم ضربته في ثلثة فما اجتمع فهو نصيبه من مائة وستين

فان كان مع الخنثى ابوان او احدهما فللابوين السدسان في تقدير والخمسان في اخرى

اس صورت مین اصل فریضہ (چھ) کے نصف (تین) کا استحقاق بنت کو اور اصل فریضہ کے
دو سدس (دو) کا استحقاق ابوین کو حاصل ہوگا جسکا مجموع پانچ ہوتا ہی اور ایک سہم جو باقی رہا
وہ اونپر انحصار کیا جائیگا پس دو خمس کے مخرج یعنی پانچ کو دو سدس کے مخرج یعنی چھ مین ضرب
کیا تمیس سہم حاصل ہوئے جن مین سے ابوین کو ایک تقدیر (خنثی کے ذکر فرض کرنا) پر دس
سہمون کا استحقاق اور دوسری تقدیر (خنثی کا انثی فرض کرنا) پر باعتبار فرض ورد بارہ
سہمون کا استحقاق حاصل ہوگا اور دونون تقدیرون کے حاصل کا مجموعہ بائیس سہم ہوئے
پس ابوین کو اوسکے نصف یعنی گیارہ سہم دیئے جائینگے اور خنثی کو ایک تقدیر (اوسکا ذکر فرض کرنا)
پر بیس سہمون کا استحقاق اور دوسری تقدیر (اوسکا انثی فرض کرنا) پر اٹھارہ سہمون کا استحقاق
حاصل ہوگا اور دونون تقدیرون کے حاصل کا مجموعہ اڑتیس سہم ہوے پس خنثی کو اوسکے
نصف یعنی انیس سہم دیئے جائینگے اور اگر ابوین کے ساتھ دو یا کئی خنثی مجتمع ہون تو ابوین کو
اصل متروکہ کے دو سدس دیئے جائینگے اور باقی مال خنثیین (دو خنثی) کے حوالے کیے جائین گے
پس اس صورت مین اصل فریضہ چھ سہم قرار پائیگا جس مین سے ابوین کو دو سہمون کا استحقاق اور
ہر ایک خنثی کو ہر تقدیر دو سہمون کا استحقاق حاصل ہوگا اور یہ حکم ہر مقام پر ہوگا اسلیے کہ اگر
دونون خنثی انثی ہون تو اونکو باعتبار فرض ثلثین کا استحقاق ہوگا اور ثلث باقی ابوین کو دیا جائیگا
اور اگر دونون خنثی ذکر ہوئے تو ابوین کو باعتبار فرض دو سدس کا استحقاق اور دونون خنثی کو
باعتبار قرابت باقی مال (چار سدس) کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر ایک خنثی انثی ہوا اور
دوسرا ذکر ہوا تب بھی ابوین کو دو سدس کا استحقاق ہوگا اور باقی مال دونون خنثی کے حوالہ
کیا جائیگا اور اگر دو خنثی کے ساتھ احد الابوین (میت کے مان باپ مین سے ایک شخص) مجتمع
تو احد الابوین کو ایک تقدیر (دونون خنثی کا ذکر ہونا یا ایک کا ذکر اور دوسرے کا انثی ہونا) پر ایک سدس کا

استحقاق باعتبار فرض اور دونون خنثیٰ کو پانچ سدس کا استحقاق باعتبار قرابت حاصل ہوگا اور دوسری تقدیر (دونون خنثیٰ کا انثیٰ ہونا) پر احد الابوین کو باعتبار فرض ایک سدس کا استحقاق اور دونون خنثیٰ کو باعتبار فرض دو ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا اور سدس باقی اون سب پر اخماساً رد کیا جائیگا اور تصحیح فریضہ مین ایسے عدد کی حاجت ہوگی جس سے دونون تقدیرون پر جملہ سہام بدون کسر تقسیم ہوجائین پس مخرج سدس یعنی چھ کا مخرج خمس یعنی پانچ مین ضرب دینا معین ہوگا اسلیے کہ دونون مخرجون مین تباین ہے اور حاصل ضرب یعنی تیس مخرج نصف یعنی دو مین ضرب دیا جائیگا جسکا مجموعہ ساٹھ سہم ہوتے ہین پس احد الابوین کو ایک تقدیر (دونون خنثیٰ کا انثیٰ ہونا) پر باعتبار فرض ورد ساٹھ کے خمس یعنی بارہ کا استحقاق اور دونون خنثیٰ کو ساٹھ کے چار خمس یعنی اڑتالیس کا استحقاق حاصل ہوگا اور دوسری تقدیر (دونون خنثیٰ کا ذکر ہونا یا ایک کا ذکر اور دوسرے کا انثیٰ ہونا) پر احد الابوین کو باعتبار فرض دس کا استحقاق اور دونون خنثیٰ کو باعتبار فرض پچاس سہم کا استحقاق حاصل ہوگا اور احد الابوین کا حصہ دونون تقدیرون پر بائیس سہم قرار پائیگا جسکا نصف یعنی گیارہ سہم اوسکو دیئے جائینگے اور دونون خنثیٰ کا حصہ دونون تقدیرون پر اٹھانوے سہم قرار پائیگا جسکا نصف یعنی اونچاس سہم اونکو دیئے جائینگے اور اگر میت کے اخوت واخوات (بھائی بہن) یا اعمام وعمات (چچا پھوپی) یا اونکی اولاد مین سے کوئی وارث خنثیٰ ہو تو اونکی میراث مین بھی وہی عمل کیا جائیگا جو اولاد کے خنثیٰ ہونے کیصورت مین بیان کیا گیا پس اگر جد پدری کے ساتھ میت کا برادر پدری خنثیٰ مجتمع ہو تو جد پدری کو ایک تقدیر (خنثیٰ کا ذکر ہونا) پر نصف مال کا استحقاق ہوگا اور نصف آخر کا استحقاق خنثیٰ کو حاصل ہوگا اور دوسری تقدیر (خنثیٰ کا انثیٰ ہونا) پر جد پدری کو دو ثلث کا استحقاق و خنثیٰ کو ایک ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا پس نصف کے مخرج یعنی دو کا

دو ثلث کے مخرج یعنی تین ضرب دینا معین ہوگا جسکا حاصل چھ ہوتا ہی اور اوسکو دو مین ضرب دینگے اور مجموع بارہ قرار پائیگا جسمین سے جد پدری کو ایک تقدیر (خنثیٰ کا ذکر ہونا) پر چھ کا اور دوسری تقدیر (خنثیٰ کا انثیٰ ہونا) آٹھ کا استحقاق ہوگا جنکا مجموعہ چودہ ہوتا ہی لہذا اوسکا نصف یعنی سات اوسکے حوالہ کیا جائیگا اور برادر پدری کو بر تقدیر اول چھ کا اور بر تقدیر ثانی چار کا استحقاق ہوگا جنکا مجموعہ دس ہوتا ہی لہذا اوسکا نصف یعنے پانچ اوسکو حوالہ کیا جائیگا اور علی ہذا القیاس اگر برادر خنثیٰ کے ساتھ جدہ پدری شریک ہو تو برادر پدری کو سات کا استحقاق اور جدہ پدری کو پانچ کا استحقاق حاصل ہوگا جسکی وجہ ظاہر ہی لیکن اگر میت کے برادران وخواہران اخیافی خنثیٰ ہون تو اونکی میراث کے حساب مین اس زحمت اور مشقت کی حاجت نہین ہی اسلیے کہ استحقاق میراث مین متقرب بالام کے ذکر وانثیٰ مساوی ہوتے ہین اور اسیطرح اخوال وخالات میت کی میراث مین بھی اس مشقت کی حاجت نہین ہی اور آباؤ اجداد کا خنثیٰ ہونا بعید ہی اسلیے کہ ولادت سے خنثیٰ کا مرد یا عورت ہونا منکشف ہو جاتا ہی لیکن اگر شریح قاضی کی اوس روایت پر بنا کیجائے جس مین ایک عورت کا والدہ (جسکے بطن سے مولود پیدا ہو) اور مولدہ (جس سے کسی دوسری عورت کے مولود پیدا ہو) ہونا منقول ہی تو آبا واجداد کا خنثیٰ ہونا بھی ممکن ہوگا جبکہ کوئی علامت ایسی موجود نہو جس سے انسان کے مرد یا عورت ہونے کی تشخیص ہو جاتی ہے اور جناب شیخ الطائفہ رحمہ نے فرمایا ہی کہ اگر زوج یا زوجہ خنثیٰ ہو تو اوسکو نصف میراث زوج کا استحقاق اور نصف میراث زوجہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور اسمقام پر آٹھ مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ اگر کسی شخص کے علامات ذکور وانات مین سے کوئی علامات موجود نہو تو اوسکی میراث کے لیے قرعہ ڈالا جائیگا اور اوسکے موافق عمل کیا جائیگا جسکی صورت یہ ہی کہ ایک رقعہ پر عبد اللہ لکھا جائے اور اور دوسرے رقعہ پر امۃ اللہ

ہو جائے اور
معلوم ہو کہ اون دونون مین
کوئی شخص زوج تھا اور کوئی زوجہ تھا مع ذلک
نصف نصیبین کا دے گا اور کوئی قائل از قول نہین ہو
کیونکہ علاوہ زوج و زوجہ کے باقی اقارب مین جو ہے
نصف نصیبین کو اعتبار کیا ہے اوسکی وجہ یہ ہے کہ
اونکا واقع مین وارث ہونا معلوم ہے اسواسطے
قدر متیقن پر بنا کی گئی ہے بخلاف
زوج و زوجہ کے
اون

۲
دوسرے
خنثی اسے اس بنا پر عقد کرے
کہ اون دونون مین ایک شخص مرد ہے اور دوسرا
عورت ہے اور اونکا حال مشتبہ ہے یا نکاح کی صحت و
بطلان انکشاف حال پر موقوف رہے بعد ازان قبل انکشاف حال
اون مین سے ایک شخص وفات پائے تو اوسین توارث ہوگا اور یہ قول حق ہے اسلیے کہ اونکے
نکاح کا باعتبار واقع فاسد ہونا محتمل ہے کیونکہ اون دونون کے مرد یا عورت
ہونے کا بھی احتمال ہے اور قول شیخ کو اس قول سے اوس
صورت مین منافات باقی نہین رہتے جبکہ اون دونون مین
کوئی مولود فرض کر لیا جائے اسلیے کہ
اس فرض پر

تحریر کیا جائے اور دونون رقعہ باہم مخلوط کر دیئے جائین اور یہ دعا پڑھی جائے اللھم
انت اللہ لا الہ الا انت عالم الغیب والشھادۃ انت تحکم بین عبادک فیما کانوا
فیہ یختلفون بین لنا امر ھذا المولود کیف یورث بما فرضت لہ فی الکتاب
بعد ازان ایک رقعہ کا استخراج کرے پس اگر عبد اللہ خارج ہو تو شخص مذکور کو مرد کی میراث
دیجائے اور اگر امۃ اللہ خارج ہو تو اوسکو عورت کی میراث دیجائے دوسرا مسئلہ
اگر کسی شخص کی حقو واحد (ایک کمر) پر دو سر یا دو بدن موجود ہون تو اون دونون مین سے
ایک شخص بیدار کیا جائے پس اگر دونون بیدار ہوجائین تو وہ دونون در اصل ایک شخص
قرار دیا جائیگا اور اگر ایک ہی شخص بیدار ہو اور دوسرا سوتا رہے تو وہ دونون شخص
شمار کیے جائینگے تیسرا مسئلہ اگر کوئی حمل زندہ پیدا ہو تو اوسکو میراث کا استحقاق ہوگا اور
اسیطرح اگر کوئی حمل ساقط ہوجائے اور بعد سقوط ایسی حرکت کرے جو احیاء مین ہوتی ہی
تب بھی اوسکو میراث کا استحقاق ہوگا خواہ کسی جنایت (ضرب لگانا) سے ساقط ہوا ہو
یا بدون جنایت اور اگر نصف حمل زندہ خارج ہو اور نصف باقی مردہ خارج ہو تو اوسکو
میراث کا استحقاق نہوگا اور اسیطرح اگر کوئی حمل خارج ہونے کے بعد ایسی حرکت کرے جو استقرار
حیات پر دلالت نکرتی ہو جیسے حرکت مذبوح تب بھی اوسکو میراث کا استحقاق نہوگا اور
روایت ربعی مین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہوا ہی کہ جب حمل مین خارج
ہونے کے بعد حرکت بینہ موجود ہو تو وہ وارث اور مورث قرار دیا جائیگا اور
اسیطرح روایت ابو بصیر مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی منقول ہوا ہی اور
حمل کا موت مورث کے وقت زندہ ہونا شرط نہین ہی پس اگر کوئی حمل موت واطی (جماع کرنیوالا)
سے چھ مہینے کے بعد پیدا ہو تو اوسکو میراث واطی کا استحقاق حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی حمل

موت واطی سے نو مہینے کے بعد پیدا ہو تب بھی اوسکو میراث کا استحقاق حاصل ہوگا بشرطیکہ
اوسکی ماں نے کسی دوسرے شوہر سے عقد نکیا ہو ورنہ اوس حمل کے مولود واطی ہونے کا یقین نہوگا
چوتھا مسئلہ جبکہ کوئی میت ابوین (ماں باپ) یا احدہما (دونون مین سے ایک شخص) اور
زوج یا زوجہ کے ساتھ کسی حمل کو بھی وارث چھوڑے تو صاحبان فروض مین سے ہر شخص کو اوسکا
ونصیب ادنی دیا جائیگا جسکا استحقاق اوسکو ہر حال (خواہ حمل ذکر ہو یا انثی ہو متحد ہو یا متعدد)
مین حاصل ہو اور باقی مال کا محفوظ رکھنا لازم ہوگا پس اگر حمل مذکور مردہ پیدا ہو تو ہر وارث
کا نصیب کامل کردیا جائیگا اور اگر زندہ پیدا ہو تو اوسقدر مال مولود کے حوالہ کیا جائیگا
جسقدر کہ وہ مستحق ہی پس اگر مال محفوظ مین سے حصۂ مولود کے بعد کچھ مال باقی رہا تو صاحبان
فروض پر حصۂ رسد تقسیم کیا جائیگا **پانچوان مسئلہ** شیخ الطائفہ رح نے فرمایا کہ اگر کوئی میت
حمل کے ساتھ ابن موجود کو وارث چھوڑے تو ابن موجود کو ثلث متروکہ دیا جائیگا اور دو ثلث کا
حمل کے واسطے احتیاطاً محفوظ رکھنا لازم ہوگا اسلیے کہ حمل مذکور کا دو ابن ہونا محتمل ہی جسکا
دو ثلث ہوتا ہی اور دو ثلث سے زائد کا محفوظ رکھنا لازم نہوگا کیونکہ جانب کثرت مین باعتبار
غالب دو ہی مولود پیدا ہوتے ہین اور دو سے زائد کے پیدا ہونیکا احتمال نادر ہی لہذا
اوسکے لیے حصہ کا احتیاطاً باقی رکھنا لازم نہوگا اور اگر کوئی میت بنت موجودہ کے ساتھ
حمل کو وارث چھوڑے تو بنت موجودہ کو خمس متروکہ دیا جائیگا اور چار خمس کا حمل کیواسطے محفوظ رکھنا
لازم ہوگا اور یہ قول خوب ہی **چھٹا مسئلہ** اگر کوئی جنین اپنی ماں کے شکم مین کسی شخص کی جنایت
سے ہلاک ہوجائے تو اوسکی دیت کا استحقاق اوسکے ماں باپ کو حاصل ہوگا اور اگر ماں باپ
موجود نہون تو اوسکا استحقاق متقرب بالابوین (جو طرفین سے قرابت رکھتا ہو) کو حاصل ہوگا
اور اگر متقرب بالابوین بھی موجود نہو تو اوسکا استحقاق متقرب بالاب (جو باپ کیطرف سے قرابت رکھتا ہو)
(از جانب پدری ۱۲)

حاصل ہوگا خواہ باپ کا قریب نسبی ہو جیسے اخوۃ اور اعمام وغیرہ یا قریب سببی ہو جیسے معتق اور ضامن جریرہ **ساتوان مسئلہ** جبکہ دو شخصون مین علاقہ نسب کا تحقق ہونا معروف ہو تو ہر ایک کو دوسرے کی میراث کا استحقاق حاصل ہوگا اور اونکو اقامت بینہ کی تکلیف نہ دیجائیگی اور اگر نسب مدعی (جسکا دعوی کیا ہی) کے علاوہ وہ دونون شخص کسی دوسرے نسب کے ساتھ معروف ہون تو بدون بینہ اونکا قول مقبول نہو گا **آٹھوان مسئلہ** شخص مفقود الخبر کے لیے مال میراث کا محفوظ رکھنا اور اوسکی خبر معلوم ہونیکا انتظار کرنا لازم ہوگا لیکن مدت انتظار کی مقدار مین کئی قول ہین پس بعض علمار نے فرمایا ہی کہ چار سال تک اوسکا انتظار کرنا لازم ہوگا جیساکہ روایت عثمان بن عیسی مین جسکو سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہی وارد ہوا ہی اور یہ روایت ضعیف اور دیگر ادلہ کی معارضہ سے قاصر ہی اور بعض علمار نے فرمایا ہی کہ دس برس کے بعد اوسکا مکان فروخت کیا جائیگا اور اسی قول کو جناب شیخ مفید رح نے اختیار فرمایا ہی جیساکہ روایت علی بن مہزیار مین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے قطعہ مکان کی بیع مین منقول ہوا ہی اور اس روایت سے مفقود الخبر کی موت پر استدلال کرنا خالی از تعسف نہین ہی اسلیے کہ دس برس کے بعد اوسکے مکان کی بیع کا جائز ہونا مفقود الخبر کے محکوم بالوفات ہونے پر دلالت نہین کرتا پس ہو سکتا ہی کہ دس برس کے بعد اوسکے مکان کا کسی مصلحت سے فروخت کرنا صحیح ہو اور مع ذلک شخص مذکور پر حکم حیات بھی جاری کیا جاوے اور شیخ الطائفہ رح نے فرمایا ہی اگر مفقود الخبر کا مال اوسکے ورثہ حاضرین کو بشرط ضمانت دیدیا جائے تو جائز ہوگا اور روایت اسحق بن عمار مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہوا ہی کہ اگر مفقود الخبر کے ورثہ بالدار ہون تو اونکو اوسکے مال کا باہم تقسیم کرلینا صحیح ہوگا پس اگر مفقود الخبر واپس آئے تو مال مذکور کا اوسپر رد کرنا لازم ہوگا

اور اسحق بن عمار کے غیر موثق ہونے کی بہ نسبت ایک قول ہو اور طریق روایت مین سہل بن زیاد ہو جو ضعیف ہو اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف مین ارشاد فرمایا ہو کہ مفقود الخبر کے مال کا او سقدر مدت کے قبل تقسیم کرنا صحیح نہوگا جسقدر مدت مین کہ وہ باعتبار عادت زندہ نہین رہسکتا اور یہی قول اولیٰ ہو

فصل سوم غرقی (جو ڈوب کر مر گئے ہون) اور مہدوم علیہم (جو دب کر مر گئے ہون) کی میراث کے بیان مین پس ان لوگون مین سے بعض کو بعض آخر کی میراث کا استحقاق کئی شرطون کے ساتھ حاصل ہوتا ہو پہلی شرط اون سب کے لیے یا اونمین سے بعض کے لیے کسی مال کا موجود ہونا دوسری شرط استحقاق میراث کا طرفین سے ثابت ہونا تیسری شرط اونمین سے بعض کی موت پر بعض آخر کی موت کے تقدم کا مشتبہ ہونا پس اگر اونکے لیے کوئی مال موجود نہو یا مال موجود ہو لیکن طرفین سے استحقاق میراث حاصل نہو یا اونمین سے ایک شخص کو میراث کا استحقاق ہو اور دوسرے شخص کو نہو جیسے دو بھائیون مین سے ایک بھائی کے لیے مولود کا موجود ہونا اور دوسرے کے لیے موجود نہونا تو یہ حکم (توارث) ساقط ہو جائیگا اور اسیطرح اگر دونون کی موت کا ایک ہی وقت مین واقع ہونا معلوم ہو تب بھی یہ حکم ساقط ہوگا

چوتھی شرط اونکا غرق وہدم (ڈوب جانا اور دب جانا) کے سبب سے وفات پانا پس اگر بدون سبب (اپنی موت سے مرنا جسکو حتف انف کہتے ہین) وفات پائین اور ایک کی موت کا دوسرے کی موت پر مقدم ہونا مشتبہ ہو یا دونون کی موت کا ایک ہی وقت مین واقع ہونا معلوم ہو یا ایک کی موت کا دوسرے کی موت پر مقدم ہونا معلوم ہو تب بھی حکم توارث (طرفین سے وارث ہونا) ساقط ہوگا اور اگر غرق وہدم کے علاوہ وہ دونون شخص کسی اور سبب (جیسے حرق (آگ مین جلکر مرجانا) اور قتل وغیرہ) سے وفات پائین اور ایک کی موت کا دوسرے کی موت پر مقدم ہونا مشتبہ ہو تو آیا تب بھی یہ حکم (توارث) طرفین سے میراث کا استحقاق ہونا ثابت ہوگا یا نہین ہمین تردد ہو لیکن کلام شیخ الطائفہ رح کتاب نہایہ مین نسبت

جملہ اسباب اشتباہ کے (خواہ غرق و ہدم ہو یا اور کوئی سبب جیسے قتل وغیرہ) عموم حکم کیطرف اشعار رکھتا ہی اور جبکہ اشتباہ ثابت ہوا اور جملہ شرائط موجود ہون تو جماعت غرقی و مہدومین مین سے بعض اشخاص کو بعض آخر کی میراث کا استحقاق حاصل ہوگا اور شخص دوم کو اوس مال کی میراث کا استحقاق حاصل نہوگا جسکا کہ شخص اول وارث ہو چکا ہو اور جناب شیخ مفیدؒ نے فرمایا ہی کہ دوم کو اوسکی میراث کا بھی استحقاق ہوگا جسکا کہ شخص اول وارث ہو چکا ہو اور قول اول صحیح تر ہی اسلیے کہ امر ممکن کا فرض کرنا صحیح ہوتا ہی اور شخص دوم کو مال مذکور کا وارث قرار دینا فرض موتؒ کے بعد اوسکی حیات کے فرض کرنیکو مستدعی ہی جو محال عادی ہی علاوہ برین روایت مین وارد ہوا ہی کہ اگر دونون مین سے فقط ایک شخص کے لیے کوئی مال موجود ہو تو وہ مجموع مال اوس شخص کیطرف منتقل ہوگا جو فاقد المال ہی جس سے معلوم ہوا کہ شخص اول کو اوس مال کا استحقاق نہوگا اور آیا میراث کے دینے مین ضعف (جس شخص کی میراث کا سہم کم ہو جیسے زوجہ) کا اقوی (جس شخص کی میراث کا سہم زائد ہو جیسے زوج) پر مقدم کرنا واجب ہی یا نہین اسمین تردد ہی اور شیخ الطائفہؒ نے کتاب ایجاز مین ارشاد فرمایا ہی کہ واجب نہین ہی اور کتاب مبسوط مین فرمایا ہی کہ ضعف کا اقوی پر مقدم کرنا اگرچہ واجب ہی لیکن اسکی وجہ سے حکم مین کوئی تغیر نہوگا البتہ اسبارہ مین اخبار کی متابعت معین ہوگی ہان جناب شیخ مفیدؒ کے قول (دوم کو اوس مال کی میراث کے استحقاق کا حاصل ہونا جسکا کہ اول وارث ہو چکا ہی) پر تقدیم ضعف کا فائدہ ظاہر ہوگا اسلیے کہ اگر میراث اقوی سے ضعف کا حصہ اولاً اخذ کیا جائے بعد ازان مال ضعف سے اقوی کا حصہ اخذ کیا جائے تو اقوی کو زیادہ سہم کا استحقاق ہوگا مثلاً زوج و زوجہ لاولد ہون اور دونون غرق ہو جائین اور ہر ایک کا متروکہ چار دینار فرض کیا جائے اور تقدیم ضعف کے قائل ہون تو شیخ مفیدؒ کے قول کی بنا پر زوجہ کو متروکہ زوج یعنی چار کے ربع یعنی ایک دینار کا استحقاق ہوگا اور باقی تین دینار

والزوج

وما ذكره الشيخ في الايجاز اشبه بالصواب نعم لو ثبت الوجوب كان تعبدا محضا وان وجب

فرض موت الزوج اولا ويعطى الزوجة نصيبها ثم يفرض موت الزوجة ويعطى الزوج نصيبه من تركتها الاصلية لا مما ورثته منه وكذا لو غرق اب وابن (الفرائض نسخه) ورث الابن نصيبه ثم الاب نصيبه ثم ان كان لكل واحد منهما اولى من بقية الوارث انتقل مال كل واحد منهما الى الاخر

ورثۂ زوج کے حوالے کیے جائینگے اور زوج کو مال زوجہ یعنی پانچ دینار (جسمین چار دینار اصل متروکہ کے اور ایک دینار ارث زوج کا داخل ہے) کے نصف یعنی اڑھائی دینار کا استحقاق ہوگا اور باقی اڑھائی دینار ورثۂ زوجہ کے حوالہ کیے جائینگے اور اگر اسکا عکس کیا جائے تو زوج کو متروکۂ زوجہ یعنی چار کے نصف یعنی دو دیناروں کا استحقاق ہوگا اور باقی دو دینار ورثۂ زوجہ کے حوالہ کیے جائینگے اور زوجہ کو مال زوج یعنی چھ دینار (جس مین چار دینار اصل متروکہ کے اور دو دینار ارث زوجہ کے داخل ہین) کے ربع یعنی ڈیڑھ دینار کا استحقاق ہوگا اور باقی ساڑھے چار دینار ورثۂ زوج کے حوالے کیے جائینگے اور شیخ الطائفہ کے قول (دوم کو اوس مال کی میراث کے استحقاق کا حاصل ہونا جسکا کہ اول وارث ہوچکا ہی) کی بنا پر بہر حال (تقدیم ضعف کے قائل ہون یا نہون) زوجہ کو ایک دینار کا اور زوج کو دو دیناروں کا استحقاق حاصل ہوگا اور ہر ایک کے متروکہ کا باقی مال (جو چار تا ربع ہو) اوسکے ورثہ کو دیا جائیگا لکن جس قول (تقدیم ضعف کا واجب نہونا) کو کہ شیخ الطائفہ رہ نے ایجاز مین اختیار فرمایا ہی وہ اشبہ بصواب ہی اور اگر تقدیم ضعف کا وجوب ثابت بھی فرض کیا جائے تو محض تعبد ہوگا اور حکم میراث مین اوسکا کوئی فائدہ نہوگا بنا بر علیہ اگر زوج و زوجہ غرق ہوجائین تو وفات زوج اول فرض کیجائیگی اور اوسکے متروکہ سے زوجہ کا حصہ (ثمن یا ربع) دیا جائیگا بعد ازان وفات زوجہ فرض کیجائیگی اور اوسکے متروکۂ اصلیہ سے زوج کا حصہ (ربع یا نصف) دیا جائیگا اور زوج کو اوس مال مین سے کچھ نہ دیا جائیگا جو زوجہ کو ارث زوج کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہی اوسیطرح اگر اب و ابن غرق ہوجائین تو اب کو متروکۂ ابن سے اوسکا حصہ دیا جائیگا بعد ازان ابن کو متروکۂ اب سے اوسکا حصہ دیا جائیگا پس اگر اون دونون مین سے ہر ایک شخص کو بہ نسبت باقی ورثہ کے اقربیت حاصل ہو تو اون دونون مین سے ہر ایک کا مال دوسرے کی طرف منتقل ہوگا

بعد ازان ہر ایک کا مال اوسکے باقی ورثہ کیطرف منتقل ہوگا مثلاً ابن کے لیے اخوت احیانے فرض کیے جائین اور اب کے لیے بھی اخوت موجود ہون تو مال ولد اوسکے والد کیطرف منتقل ہوگا اور اسیطرح والد کا اصل مال اوسکے ولد کیطرف منتقل ہوگا بعد ازان جو مال کہ اون دونون مین سے ہر ایک کیطرف منتقل ہوا ہے وہ اوسکے اخوت کیطرف رجوع کریگا اور اگر اون دونون (ابن واب) یا احدہما (ابن واب مین سے ایک) کے لیے کوئی شخص شریک میراث فرض کیا جائے مثلاً ابن واب غریق ہون اور اب کے لیے ابن غریق کے علاوہ کچھ اولاد موجود ہو اور اسیطرح ابن غریق کے لیے بھی اولاد موجود ہو تو اول موت ابن فرض کیجائیگی اور اب کو متروکہ ابن سے اوسکا نصیب یعنی سدس متروکہ دیا جائیگا اسلیے کہ اولاد کی معیت مین حصہ اب سدس متروکہ ہوتا ہے بعد ازان موت اب فرض کیجائیگی اور ابن غریق کو اب کے متروکہ صلبیہ مین سے وہ حصہ دیا جائیگا جسکا استحقاق اوسکو معیت اخوۃ مین حاصل ہوگا اور ابن کا باقی متروکہ اس نصیب کے ساتھ اوسکی اولاد کو دیا جائیگا اور اگر ایسے دو وارثون کا غریق ہونا فرض کیا جائے جو استحقاق میراث مین مساوی ہون جیسے دو بھائی تو اون دونون مین سے ایک شخص کا دوسرے پر مقدم کرنا واجب نہوگا اور استحقاق مین وہ دونون مساوی ہونگے اسلیے کہ اس صورت مین حصے ضعف نہین ہے اور اون دونون مین سے ہر ایک کا مال دوسرے کیطرف منتقل ہوگا پس اگر اونکے لیے کوئی وارث موجود نہوگا تو اونکی میراث کا استحقاق امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا اور اون دونون مین سے ایک شخص کے لیے کوئی وارث موجود ہوگا تو جو مال کہ اوسکی طرف منتقل ہوا ہے وہ اوسکے وارث کیطرف رجوع کریگا اور جو مال کہ دوسرے شخص (جلاوارث ہے) کیطرف منتقل ہوا ہے وہ امام علیہ السلام کیطرف رجوع کریگا

فصل چہارم میراث مجوسی کے بیان مین

شخص مجوسی اپنے دین باطل کے شبہہ کی بنا پر کبھی اون عورتون سے نکاح کر لیتا ہے

جنے شریعت اسلام مین نکاح کرنا حرام ہی اور کبھی اون عورتون سے نکاح کر لیتا ہی جنسے شریعت اسلام مین نکاح کرنا حلال ہی جسکی وجہ سے اوسکے یہے نسب صحیح اور فاسد اور سبب صحیح اور فاسد مجتمع ہو جاتے ہین اور فاسد سے وہ سبب یا نسب مراد ہی جو ہمارے نزدیک بوجہ نکاح محرم حاصل ہوا ہو اور وہ نسب یا سبب مراد نہین ہی جو مجوس کے نزدیک بوجہ نکاح محرم حاصل ہوا ہو مثلاً اگر کوئی مجوسی اپنی مان سے نکاح کرے اور اوسکے مولود پیدا ہو تو مولود کا نسب اور مان کی زوجیت کا سبب فاسد ہوگا اور ہمارے جملہ علمار نے نسب صحیح اور سبب صحیح کے ساتھ مجوسی کے وارث قرار دینے پر اتفاق کیا ہی اور آیا فاسد کے ساتھ بھی اوسکا وارث قرار دینا صحیح ہوگا یا نہین اسمین اختلاف ہی پس بعض اصحابنے فرمایا ہی کہ مجوسی کا فقط نسب صحیح اور سبب صحیح کے ساتھ وارث قرار دینا صحیح ہوگا اور فاسد کے ساتھ وارث قرار دینا مطلقًا (نسب ہو یا سبب) صحیح نہوگا اور یہی قول یونس بن عبد الرحمن اور اونکے متابعین سے منقول ہوا ہی اور بعض اصحاب نے فرمایا ہی کہ مجوسی کا نسب مین صحیح اور فاسد دونون کے ساتھ اور سبب مین فقط صحیح کے ساتھ وارث قرار دینا صحیح ہوگا اور سبب فاسد کے ساتھ وارث قرار دینا صحیح نہوگا اور اسی قول کو فضل بن شاذان نیشاپوری (جو منجملہ قدمار ہین) اور اونکے متابعین نے اختیار فرمایا ہی اور جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ کا بھی یہی مذہب ہی اور یہ قول خوب ہی اور جناب شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ مجوسی کا ہر ایک نسب و سبب کے ساتھ وارث قرار دینا صحیح ہوگا خواہ صحیح ہو یا فاسد ہو اور اس قول کی بنا پر اگر کسی مجوسی مین دو سبب فاسد مجتمع ہو جائین تو اوسکو دونون کیوجہ سے میراث دیجائیگی مثلاً اگر کوئی مجوسی وفات پائے اور اپنی مان کو جو اوسکی زوجہ ہو وارث چھوڑے اور کوئی مولود موجود نہو تو اوسکا نصیب علاقہ زوجیت کیوجہ سے ربع متروکہ اور علاقہ امومت کیوجہ سے اصل متروکہ کا ثلث

ونعني بالنسب الصحيح والفاسد والسبب الصحيح والفاسد ونعني بالفاسد ما يكون عن نكاح محرم عندنا لا عندهم كما اذا انكح امه فاولدها ولدا فنسب الولد فاسد وسبب الزوجية فاسد ... فمن الاصحاب من لا يورثه الا بالصحيح من النسب والسبب وهو المحكي عن يونس بن عبد الرحمن ومتابعيه ومنهم من يورثه بالنسب صحيحه وفاسده والسبب الصحيح لا الفاسد وهو اختيار فضل بن شاذان من القدماء ومن تابعه وهو مذهب شيخنا المفيد وهو حسن والشيخ ابو جعفر يورثهم بالامرين صحيحهما وفاسدهما وعلى هذا القول لو اجتمع الامران لواحد ورث بهما مثل ام هي زوجة فلها نصيب الزوجية وهو الربع مع عدم الولد والثلث نصيب الامومة من اصل

قرار پائیگا جیسا کہ باب موارث مین مذکور ہو چکا ہو پس اگر زن مذکورہ کے لیے کوئی دوسرا
شریک جیسے اب (میت کا باپ) موجود نہو تو باقی متروکہ بھی بعلاقہ اموست اوسپر رد کیا جائیگا
اور اسیطرح اگر کوئی مجوسی اپنی بنت (لڑکی) کو جو اوسکی زوجہ ہو وارث چھوڑے تو ثمن متروکہ
باعتبار زوجیت اور نصف متروکہ باعتبار بنتیت اوسکو دیا جائیگا اور باقی متروکہ (تین ثمن)
بھی باعتبار قرابت اوسپر رد کیا جائیگا جبکہ اوسکے ساتھ کوئی شریک موجود نہو اور اگر زن مذکورہ
کے ساتھ ابوین (میت کے ماں باپ) بھی مجتمع ہوں تو اون دونوں کو متروکہ کے دو سدس
اور زن مذکورہ کو متروکہ کا ثمن اور نصف دیا جائیگا اور باقی مال کا ابوین اور زن مذکورہ پر
اخماساً رد کرنا متعین ہوگا اور اسیطرح اگر اپنی اخت (خواہر) کو جو اوسکی زوجہ ہو وارث چھوڑے
تو عدم ولد کی صورت مین اوسکو ربع متروکہ کا استحقاق باعتبار زوجیت اور نصف متروکہ کا استحقاق
باعتبار اختیت حاصل ہوگا اور باقی مال بھی باعتبار قرابت اوسی پر رد کیا جائیگا جبکہ اوسکے
ساتھ کوئی شریک موجود نہو اور اگر کسی وارث مین دو سبب مجتمع ہوں اور اون دونوں مین سے
ایک سبب دوسرے سبب کا مانع ہو تو اوسکو فقط سبب مانع کی وجہ سے میراث کا استحقاق ہوگا
مثلاً کوئی مجوسی اپنی بنت (لڑکی) کو جو اوسکی اخت اخیافی (خواہر مادری) ہو وارث چھوڑے
تو زن مذکورہ کو فقط نصیب بنت کا استحقاق ہوگا اور نصیب اخت کا استحقاق نہوگا اسلیے کہ ہمارے
نزدیک اخت کو بنت کے ساتھ میراث کا استحقاق حاصل نہین ہوتا جیسا کہ طبقات میراث مین معلوم
ہو چکا ہو اور اسیطرح اگر اپنی بنت (لڑکی) کو جو بنت بنت (نواسی) ہو وارث چھوڑے تو اوسکو
فقط نصیب بنت کا استحقاق ہوگا اور بنت بنت کے نصیب کا استحقاق نہوگا اسلیے کہ ہمارے
نزدیک بنت بنت کو بنت کے ساتھ میراث کا استحقاق نہین ہوتا اور اسیطرح اگر اپنی عمہ
(پھوپی) کو جو اوسکی اخت علاتیہ ہو وارث چھوڑے تو اوسکو نصیب اخت کا استحقاق ہوگا

مسئلتان اولی

و نصیب عمۃ کا استحقاق نہوگا اسلیے کہ اُخت کے ساتھ عمۃ کو میراث نہین ملتی اور اسیطرح اگر اپنی عمۃ (پھوپھی) کو جو اوسکی بنت عمۃ (پھوپھی کی لڑکی) ہو وارث چھوڑے تو اوسکو نصیب با عمۃ کا استحقاق ہوگا اسلیے کہ عمۃ کی موجودگی مین بنت عمۃ کو میراث کا استحقاق نہین ہوتا اور اس مقام پر دو مسئلے مذکور ہوتے ہین **پہلا مسئلہ** مسلم کو سبب فاسد کیوجہ سے میراث کا استحقاق نہین ہوتا پس اگر کوئی مسلم کسی زن محرمہ (جس عورت سے شریعت اسلام مین نکاح کرنا جائز نہین ہے) سے نکاح کرے تو اون دونون مین سے کسی شخص کو دوسرے شخص کی میراث کا استحقاق نہوگا خواہ زنِ مذکورہ سے نکاح کرنے کی حرمت متفق علیہ (اجماعی) ہو جیسے ماد رضاعی یا مختلف فیہ ہو جیسے مادر مزنی بہا (اوس عورت کی ماں جس سے اوسنے زنا کی ہو) اور دختر زانی (وہ لڑکی جو شخص زانی کے آبِ منی سے پیدا ہوئی ہو) اور خواہ زوج کو نکاح مذکور کے تحلیل (مباح جاننا) کا اعتقاد ہو یا نہو **دوسرا مسئلہ** مسلم کو نسب صحیح (جو عقد صحیح سے حاصل ہوا ہو) اور فاسد (جو وطی بالشبہ سے حاصل ہوا ہو) دونون کے سبب سے میراث کا استحقاق ہوتا ہے اسلیے کہ الحاق نسب مین وطی بالشبہ پر عقد صحیح کے احکام جاری کیے جاتے ہین

خاتمہ

حساب فرائض کے بیان مین اور وہ کئی مقصدون پر مشتمل ہے

مقصد اول

اسمین فروض ستہ کے مخارج اور طریق حساب کا بیان کیا جاتا ہے اور مخرج سے اہل حساب کی اصطلاح مین وہ اقل عدد مراد ہے جس سے جزء مطلوب کا بدون کسر خارج کرنا صحیح ہو اور وہ پانچ مخرج ہین **اول** نصف جو اثنین (دو) سے حاصل ہوتا ہے **دوم** ربع (چوتھائی) جو اربعہ (چار) سے حاصل ہوتا ہے **سوم** ثمن (آٹھوان حصہ) جو ثمانیہ (آٹھ) سے حاصل ہوتا ہے **چہارم** ثلث (تہائی) اور ثلثان (دو تہائی) جو ثلثہ (تین) سے حاصل ہوتا ہے **پنجم** سدس (چھٹا حصہ) جو ستہ (چھ) سے حاصل ہوتا ہے پس جو فریضہ کہ دو نصف

او نصف و مابقی ففی من اثنین وان اشتملت علی ربع ونصف او ربع وما بقی ففی من اربعۃ وان اشتملت علی ثمن و نصف او ثمن وما بقی ففی ثمان وان اشتملت علی ثلث و ثلثین او ثلث و مابقی او ثلثین و مابقی ففی من ثلثۃ وان اشتملت علی سدس و ثلث او سدس و ثلثین او سدس و مابقی ففی من ستۃ والنصف مع الثلث او الثلثین او السدس او مع احدھا من ستۃ ولو کان مکان النصف ربع کانت الفریضۃ من اثنا عشر

(جیسے زوج اور اخت اعیانی) یا نصف اور مابقی (جیسے زوج اور اخ) پر مشتمل ہو گا وہ دو سے حاصل کیا جائیگا اور جو فریضہ کہ ربع اور نصف (جیسے زوج اور بنت) یا ربع اور مابقی (جیسے زوج اور ولد) پر مشتمل ہو گا وہ چار سے حاصل ہوگا اور جو فریضہ کہ نصف اور ثمن (جیسے بنت اور زوجہ) یا ثمن اور مابقی (جیسے زوجہ اور ولد) پر مشتمل ہو وہ آٹھ سے حاصل ہوگا اور اگر کوئی فریضہ ثلث اور ثلثین (جیسے اخوۃ اخیافی اور اخوۃ اعیانی) یا ثلثین اور مابقی (جیسے بنتین اور اب) پر مشتمل ہو تو اوسکا استخراج تین سے متحقق ہوگا اور اگر کوئی فریضہ سدس اور ثلث (جیسے اب اور ام جبکہ حاجب ہو) یا سدس اور ثلثین (جیسے بنتین اور ام) یا سدس اور مابقی (جیسے اولاد اور ام) پر مشتمل ہو تو اوسکا استخراج چھ سے کیا جائیگا اور اسیطرح اگر کسی فریضہ مین نصف کے ساتھ ثلث مجتمع ہو تب بھی چھ سے استخراج کیا جائیگا جیسے زوج اور اخوۃ اخیافی پس اسصورت مین زوج کو نصف کا اور اخوۃ اخیافی کو ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر سدس کے ساتھ ثلثین مجتمع ہو تب بھی فریضہ کا چھ سے استخراج کیا جائیگا جیسے بنتین اور ام پس اس صورت مین بنتین کو ثلثین کا اور ام کو سدس کا استحقاق ہوگا اور اسیطرح اگر نصف کے ساتھ سدس اور ثلث مجتمع ہو تب بھی فریضہ کا استخراج چھ سے کیا جائیگا جیسے زوج اور ابوین پس اس صورت مین زوج کو نصف کا اور ام کو ثلث کا اور اب کو سدس کا استحقاق ہوگا اور اسیطرح اگر نصف کے ساتھ سدس اور ثلثین مجتمع ہو تب بھی اصل فریضہ کا استخراج چھ سے کیا جائیگا جیسے ثلثین اور زوج اور احد الابوین پس اس صورت مین زوج کو نصف کا اور بنتین کو ثلثین کا اور احد الابوین کو سدس کا استحقاق ہوگا اور اگر نصف کے مقام پر ربع فرض کیا جائے تو اصل فریضہ کا بارہ سے استخراج ہوگا مثلاً ربع کے ساتھ ثلثین کا اجتماع فرض کیا جائے

ولیکان بدلہ ثمن کانت من اربعۃ وعشرین اذا اجتمعت ھی فالفریضۃ اما وفق السہام او زائدۃ او ناقصۃ ان تکون الفریضۃ

الفصل الاول

جیسے زوج اور بنتین اور اگر نصف کے مقام پر ثمن فرض کیا جائے تو اصل فریضہ کا چوبیس سے استخراج ہوگا مثلاً ثمن کے ساتھ ثلثین کا اجتماع فرض کیا جائے جیسے زوجہ اور بنتین اور جب کہ یہ معلوم ہو چکا تو اب معلوم کرنا چاہیے کہ فریضہ کبھی بقدر سہام ہوتا ہے اور کبھی اونسے زائد ہوتا ہے اور کبھی کم ہوتا ہے بناءً علیہ فریضہ کی تین قسمین ہوئین **پہلی قسم** فریضہ کا بقدر سہام ہونا پس اگر ورثہ پر فریضہ بدون کسر منقسم ہو تو اس مین کوئی کلام نہین ہے مثلاً اخت اعیانی کے ساتھ زوج کا اجتماع فرض کیا جائے تو اصل فریضہ دو قرار دیا جائیگا جس مین سے ہر ایک وارث کو نصف فریضہ کا استحقاق ہوگا اور اسیطرح اگر بنتین اور ابوین مجتمع ہون تو اصل فریضہ چھ قرار دیا جائیگا جو ورثہ پر بدون کسر منقسم ہوگا پس بنتین کو ثلثین کا اور ابوین کو سدسین کا استحقاق ہوگا اور اسیطرح اگر زوج اور ابوین کا اجتماع فرض کیا جائے تب بھی اصل فریضہ چھ ہوگا جو ورثہ پر بدون کسر منقسم ہوگا پس اوس مین سے زوج کو نصف (تین) کا اور ام کو ثلث (دو) کا اور اب کو سدس (ایک) کا استحقاق ہوگا اور اگر ورثہ پر فریضہ منکسر ہو تو اوسکی دو صورتین ہین **پہلی صورت** فریضہ کا فریق واحد پر منکسر ہونا پس اس صورت مین اونکے عدد کا اصل فریضہ مین ضرب دینا متعین ہوگا بشرطیکہ اونکے نصیب اور عدد مین توافق نہو بلکہ تباین ہو اور حاصل ضرب سے مسئلہ صحیح ہوگا مثلاً ابوین کے ساتھ پانچ لڑکیان مجتمع ہون تو اصل فریضہ چھ قرار پائیگا اسلیے اس صورت مین منجملہ فروض سدس اور ثلثین ہے اور ثلثین کا مخرج (ثلثہ) مخرج سدس (چھ) مین داخل ہے لہذا مخرج سدس ہی اصل فریضہ ہوگا جس مین سے ابوین کو دو سدس (دو) کا استحقاق ہوگا اور باقی چار سدس کا پانچون لڑکیون کے حوالہ کرنا لازم ہوگا جو اونپر منکسر ہے اور اونکے عدد اور فریضہ مین وفق نہین ہے بلکہ تباین ہے لہذا اونکے عدد یعنے پانچ کا اصل فریضہ (چھ) مین ضرب دینا متعین ہوگا اور حاصل ضرب یعنی تیس سے فریضہ صحیح ہوگا جس مین سے ابوین کو

عددهن لا من النصيب والفريضة مثل ... العدد بوفق النصيب و وان كان بين نصيبهم وعددهم وفق فاضرب بوفق الضرب سهم قبل من الفريضة ما للوارث ما حصل له وكل

فی کس پانچ سہمون کے حساب سے دس سہمون کا استحقاق ہوگا اور باقی بیس سہمون کا فی کس چار سہمون کے حساب سے پانچون لڑکیون پر تقسیم کرنا معین ہوگا پس منجملہ ورثہ ہر ایک وارث کو جو نصیب کہ قبل ضرب حاصل ہوا تھا اوسکے پانچ مین ضرب دینے سے مقدار نصیب حاصل ہوگی مثلاً ابوین کو قبل ضرب دو سہم اور لڑکیون کو چار سہم حاصل ہوئے تھے پس جب کہ دو سہمون کو پانچ مین ضرب دیا تو دس سہم حاصل ہیے جو ابوین کے نصیب کی مقدار ہوا اور جبکہ چار سہمون کو پانچ مین ضرب دیا تو بیس سہم حاصل ہوئے جو پانچون لڑکیون کے نصیب کی مقدار ہوا اور اگر نصیب وعدد مین توافق ہو تو عدد کے وفق کا اصل فریضہ مین ضرب دینا معین ہوگا اور نصیب کا وفق ضرب نہ دیا جائیگا مثلاً ابوین کے ساتھ چھ لڑکیان مجتمع ہون تو اصل فریضہ چھ ہوگا جیسا کہ ابھی مذکور ہوا جس مین سے چار سدس کا استحقاق لڑکیون کو حاصل ہوگا جو اونکے عدد (چھ) پر منکسر ہین اور اونکے نصیب (چار) اور عدد (چھ) مین توافق بالنصف ہے پس نصف عدد یعنی تین کا اصل فریضہ یعنی چھ مین ضرب دینا معین ہوگا جسکا حاصل ضرب اٹھارہ حاصل ہوتے ہین اسلیے کہ ابوین کو اصل فریضہ مین سے دو سہمون کا استحقاق تھا پس دونون سہمون کو تین مین ضرب دیا جس سے چھ سہم حاصل ہوئے جو ابوین کا نصیب ہوا اور لڑکیون کو اصل فریضہ مین سے چار سہمون کا استحقاق تھا پس چارون سہمون کو تین مین ضرب دیا جس سے بارہ سہم حاصل ہوئے جو لڑکیون پر فی کس دو سہم کے حساب سے تقسیم کیا جائیگا **دوسری صورت** فریضہ کا فریق واحد سے زائد پر منکسر ہونا پس یا ہر فریق کے سہام اور عدد مین توافق ہوگا یا کسی فریق کے سہام اور عدد مین توافق نہوگا یا بعض کے سہام اور عدد مین توافق ہوگا اور بعض آخر کے سہام اور عدد مین نہوگا پس صورت اولی مین ہر ایک فریق کا جزو وفق کیطرف رد کرنا معین ہوگا

ابوين وست بنات للابوين سهمان وللبنات اربعة تنقسم عليهن على صحة والنصيب يوافق عددهن بالنصف فتضرب نصف عددهن وهو ثلاثة في الفريضة وهي ستة فيبلغ ثمانية عشر فمن كان له من الفريضة شيء اخذه مضروباً في ثلاثة كان للابوين من الاصل سهمان ضربتهما في ثلاثة فكان لهما ستة وللبنات من الاصل اربعة ضربتها في ثلاثة فاجتمع لهن اثنا عشر لكل بنت سهمان

ولو انكسرت على اكثر من فريق فاما ان يكون بين سهام كل فريق وعدده وفق واما ان لا يكون بينهم جميع وفق او يكون لبعض دون بعض فعلى الاول يرد كل فريق الى جزء الوفق

او ضربت

ورنہ و ... ثانیہ مین ہر ایک عدد کا بحالہ باقی رکھنا لازم ہوگا اور صورت ثالثہ مین فقط اوس فریق کا جزو وفق کی طرف رد کرنا معین ہوگا جسکے عدد اور سہام مین توافق ہے اور دوسرے فریق کا بحالہ باقی رکھنا لازم ہوگا بعد ازان یا اعداد متماثل ہونگے یا متداخل یا متوافق یا متباین پس اگر متماثل ہون تو اون دونون مین سے ایک فریق پر اقتصار کرنا معین ہوگا مثلاً دو برادر اعیانی کے ساتھ دو برادر اخیافی مجتمع ہون تو اصل فریضہ تین عدد ہوگا جو بدون کسر تقسیم نہین ہو سکتا پس اس صورت مین احد العددین یعنی دو کا اصل فریضہ یعنی تین مین ضرب دینا معین ہوگا جسکا حاصل چھ ہوتا ہے جن مین سے برادران اخیافی کو دو سہمون کا استحقاق اور برادران اعیانی کو چار سہمون کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر دونون عددون مین تداخل ہو تو اقل کا ساقط کرنا اور عدد اکثر کا اصل فریضہ مین ضرب دینا معین ہوگا جس سے تصحیح ہو جائیگا مثلاً تین برادر مادری اور چھ برادر پدری مجتمع ہون تو اصل فریضہ تین ہوگا جو فریقین پر منکسر ہو اور ایک فریق دوسرے فریق کا نصف ہو اور دونون عدد متداخل ہو پس عدد اکثر یعنے چھ کا اصل فریضہ یعنی تین مین ضرب کرنا لازم ہوگا جسکا حاصل اٹھارہ سہم حاصل ہوتے ہین جن مین سے برادران مادری کو فی کس دو کے حساب سے چھ سہم دیئے جائینگے اور برادران پدری کو فی کس دو کے حساب سے بارہ سہم دیئے جائینگے اور اگر دونون عددون مین توافق ہو تو ایک عدد کے وفق کا دوسرے عدد مین ضرب دینا اور حاصل ضرب کا اصل فریضہ مین ضرب دینا معین ہوگا مثلاً چار ازواج کے ساتھ چھ بھائیون کا اجتماع فرض کیا جائیگا تو اصل فریضہ چار ہوگا جو بدون کسر تقسیم نہین ہو سکتا اور فریقین کے عدد یعنی چار اور چھ مین توافق بالنصف ہو پس ایک عدد کے نصف کا دوسرے عدد مین ضرب دینا لازم ہوگا جسکا حاصل بارہ سہم ہوتا ہو جو اصل فریضہ

یعنی چار مین ضرب دیا جائیگا جسکا مجموعہ اڑتالیس سہم ہوتا ہی جسکے ربع یعنے بارہ سہم کا استحقاق فی کس تین سہمون کے حساب سے ازواج کو حاصل ہوگا اور باقی یعنی چھتیس سہمون کا استحقاق فی کس چھ سہمون کے حساب سے بھائیون کو حاصل ہوگا اور اگر دونون عددون مین تباین ہو تو ایک عدد کا دوسرے عدد مین اور حاصل کا اصل فریضہ مین ضرب دینا لازم ہوگا مثلاً دو برادر مادری اور پانچ برادر پدری کا اجتماع فرض کیا جائے تو اصل فریضہ تین سے صحیح ہوگا جو بدون کسر تقسیم نہین ہوسکتا اور دونون عددون مین توافق یا تداخل نہین ہے پس ایک عدد یعنی دو کو دوسرے عدد یعنی پانچ مین ضرب دیا جسکا حاصل دس ہے العدد ان دس کو اصل فریضہ یعنی تین مین ضرب دیا اور حاصل ضرب تیس سہم ہوا جس سے قسمت صحیح ہوگی پس تیس کے ثلث یعنی دس سہمون کا استحقاق فی کس پانچ سہمون کے حساب سے برادران مادری کو حاصل ہوگا اور باقی بیس سہمون کا استحقاق فی کس چار کے حساب سے برادران پدری کو حاصل ہوگا تتمہ دو عدد یا مساوی (متماثل) ہوتے ہین جیسے چار اور چار یا مختلف ہوتے ہین جیسے پانچ اور دس اور بصورت اختلاف یا متوافق ہونگے یا متداخل یا متباین پس متداخلین سے وہ دو عدد مراد ہین جنکا اقل اونکے اکثر کو دو یا کئی مرتبہ مین فنا کردے اور نصف اکثر سے عدد اقل تجاوز نکرے اور ان دونون کو متناسبین بھی کہسکتے ہین جیسے تین اور چھ یا تین اور نو پس چھ کو دو مرتبہ مین اور نو کو تین مرتبہ مین تین فنا کردیتا ہے اور تین کو چھ سے نصف کی نسبت اور نو سے ثلث کی نسبت حاصل ہے اور جیسے چار اور آٹھ یا چار اور بارہ کہ آٹھ کو دو مرتبہ مین اور بارہ کو تین مرتبہ مین چار فنا کردیتا ہے اور چار کو آٹھ سے نصف کی نسبت اور بارہ سے ثلث کی نسبت حاصل ہے اور متوافقین سے وہ دو عدد مراد ہین کہ جب اکثر مین سے اقل کو ایک یا کئی مرتبہ ساقط کرین تو دو یا زائد باقی رہین جیسے دس اور بارہ

پس جبکہ بارہ مین سے دس ساقط کیے جائین تو دو باقی رہتے ہین اور جبکہ دس مین سے دو کو
کئی بار (پانچ دفعہ) ساقط کرتے ہین تو دس فنا ہو جاتے ہین پس جبکہ اسقاط کے بعد دو باقی رہین
تو وہ دونون عدد متوافق بالنصف کہلاتے ہین اور اگر تین باقی رہین تو متوافق بالثلث
کہلاتے ہین اور اسیطرح دس تک منجملہ کسور تسعہ جس کسر مین موافقت ہوگی اوسی کا اعتبار کیا جائیگا
اور اگر ساقط کرنے کے بعد گیارہ باقی رہین تو اوسمین سے جزء کے ساتھ موفقت حاصل ہوگی
جیسے بائیس اور تنتیس پس ان دونون کو گیارہ فنا کرتا ہی لہذا ان۲۲ دونون مین سے ایک عدد
کے گیارھوین جزء کا دوسرے عدد کے عین مین ضرب دینا معین ہوگا بناءً علیہ بائیس۲۲ کے
گیارھوین جزء یعنی دو کو تنتیس مین یا تنتیس کے گیارھوین جزء یعنی تین کو بائیس مین ضرب دیا
جسکا حاصل چھیاسٹھ ہوتا ہی اور متباینین سے وہ دو عدد مراد ہین کہ جب اکثر مین سے
اقل کو ایک یا کئی مرتبہ ساقط کرین تو ایک باقی رہے جیسے تیرہ اور بیس پس جبکہ تیرہ کو بیس سے
ساقط کیا تو سات باقی رہے اور جبکہ سات کو تیرہ مین سے ساقط کیا تو چھ باقی رہے اور جبکہ چھ کو

فانك اذا اسقطت العشرة بقي اثنان فاذا اسقطتها من العشرة مرارا فنيت بها واذا فنيت بعد الاسقاط اثنان فهما متوافقان بالنصف او بقي ثلثة فالموافقة بالثلث وكذا الى العشر ولو بقي احد عشر فالموافقة بالجزء منها والمتباينان هما اللذان اذا اسقط الاقل من الاكثر مرة او مرارا بقي واحد مثل ثلثة عشر وعشرين فانك اذا اسقطت ثلثة عشر بقي سبعة فاذا اسقطت سبعة من ثلثة عشر بقي ستة فاذا اسقطت ستة

سات مین سے ساقط کیا تو ایک باقی رہا **دوسری قسم** فریضہ کا مقدار سہام سے قاصر (کم) ہونا
اور فریضہ اوسوقت تک سہام سے قاصر نہین ہوتا جبتک کہ زوج یا زوجہ کی مزاحمت نہین ہوتی
مثلاً ابوین اور بنتین یا بنات کے ساتھ زوج یا زوجہ مجتمع ہو تو فریضہ سے مقدار سہام زائد ہوگی
اسلیے کہ ثلث (حصہ ابوین) اور ثلثین (حصہ بنتین یا بنات) اور ربع (حصہ زوج) سے فریضہ کا
قاصر ہونا ظاہر ہوا اور اسیطرح اگر ابوین اور بنت کے ساتھ زوج مجتمع ہو تب بھی سہام سے
مقدار فریضہ قاصر ہوگی اسلیے کہ ثلث (حصہ ابوین) اور نصف (حصہ بنت) اور ربع
(حصہ زوج) کا زائد از فریضہ ہونا واضح ہوا اور اسیطرح اگر احد الابوین اور بنتین یا بنات کے
ساتھ زوج کا اجتماع فرض کیا جائے تب بھی مجموع ربع (نصیب زوج) و ثلثین (نصیب بنتین)
وسدس (نصیب احد الابوین) کا مقدار فریضہ سے زائد ہونا لازم آئیگا پس ان جملہ مسائل مین
زوج یا زوجہ کو نصیب ادنی (ربع وثمن) کا استحقاق اور ابوین مین سے ہر ایک کو سدس متروکہ
کا استحقاق حاصل ہوگا اور فقط باقی کا بنت یا بنتین یا بنات کے حوالہ کرنا متعین ہوگا اسلیے
کہ ہمارے نزدیک عول باطل ہو جو قبل ازین مذکور ہو چکا ہو پس خصوص بنت یا بنتین پر
نقص وارد ہوگا اور اسیطرح اگر دو برادر اخیافی اور دو خواہر اعیانی یا علاتی کے ساتھ زوج
یا زوجہ مجتمع ہو یا ایک برادر اخیافی اور ایک خواہر اعیانی یا علاتی کے ساتھ زوج یا زوجہ
مجتمع ہو تو ان مسائل مین زوج یا زوجہ کو نصیب اعلی (نصف وربع) کا استحقاق اور برادران
اخیافی کو ثلث متروکہ کا استحقاق درصورت تعدد اور سدس متروکہ کا استحقاق درصورت وحدت
حاصل ہوگا اور فقط خواہر یا خواہران اعیانی یا علاتی پر نقصان وارد ہوگا اور باقی متروکہ
اونکے حوالہ کیا جائیگا اسلیے کہ عول باطل ہو پس اگر مجموع ورثہ پر فریضہ کی قسمت بدون کسر صحیح ہو
تو اس مین کوئی کلام نہین ہو اور اگر بدون کسر صحیح نہو تو اون ورثہ کے سہام کا اصل فریضہ

مین ضرب دینا معین ہوگا جنپر کہ اونکا نصیب منکسر ہی صورت اولی (فریضہ کا بدون کسر منقسم ہونا) کی مثال ابوین اور زوج اور پانچ لڑکیان ہین جس مین اصل فریضہ بارہ ہوگا اسلیے کہ ربع اور سدس کے مخرج (چار اور چھ) مین توافق بالنصف ہی لہذا احد العددین کے نصف کو دوسرے عدد مین ضرب دیا جسکا حاصل بارہ ہوا پس زوج کو بارہ کی ربع یعنی تین کا استحقاق ہوگا اور ابوین کو بارہ کے دو سدس یعنی چار کا استحقاق ہوگا اور باقی پانچ سہمون کا فی کس ایک سہم کے حساب سے پانچون لڑکیون پر تقسیم کرنا لازم ہوگا اور اونپر تین سہمون کا نقصان وارد ہوگا اسلیے کہ اونکا فریضہ ثلثین ہی جسکی مقدار آٹھ سہم ہوتی ہی اور صورت ثانیہ (فریضہ کا بدون کسر منقسم نہونا) ابوین اور زوج اور تین لڑکیان ہی اور پانچ جو لڑکیون کا نصیب ہی وہ اونپر منکسر ہی اور اونکے عدد او نصیب مین تباین ہی لہذا اونکے عدد پر اقتصار کیا جائیگا اور اوسکا اصل فریضہ (بارہ) مین ضرب دینا معین ہوگا جسکا حاصل چھتیس (۳۶) ہوتا ہی جسکے ربع یعنی نو کا استحقاق زوج کو اور اوسکے دو سدس یعنی بارہ کا استحقاق ابوین کو حاصل ہوگا اور باقی پندرہ سہمون کا فی کس پانچ کے حساب سے تینون لڑکیون پر تقسیم کرنا لازم ہوگا تیسری قسم فریضہ کا مقدار سہام سے زائد ہونا پس زیادتی کا صاحبان سہام پر رد کرنا لازم ہوگا البتہ فقط زوج اور زوجہ پر رد کرنا صحیح نہوگا اور اسیطرح مان پر بھی رد کرنا صحیح نہوگا جبکہ اخوۃ میت کیوجہ سے محجوب ہو جسکی تفصیل مذکور ہو چکی ہی اور اگر کسی وارث مین میراث کے دو سبب موجود ہون اور اوسکا اجتماع اوس وارث کے ساتھ فرض کیا جائے جس مین میراث کا فقط ایک سبب موجود ہو تو رد کا استحقاق فقط اوسی وارث کو حاصل ہوگا جس مین دو سبب موجود ہین مثلاً ابوین اور بنت مجتمع ہون تو اصل فریضہ چھ ہوگا اسلیے کہ وہ مخرج سدس ہی جس مین مخرج نصف داخل ہی جس مین سے

والامثلۃ من معا علیہن الکسر النصیب فی اصل الفریضۃ من الاولی ربعان و سدسان و منہ خمس و فریضتہم اثنا عشر للزوج ثلثۃ و للابوین اربعۃ و تبقی خمسۃ للبنات الخمس ومثال الثانی ابوان و ثلث بنات فلا تنقسم الخمسۃ علیہن فنضرب ثلثۃ فی اصل الفریضۃ فتبلغ ستۃ و ثلثین

القسم الثالث

ان تزید الفریضۃ عن السہام فیرد علی ذوی السہام عدا الزوج والزوجۃ والام مع الاخوۃ علی ما سبق ولو اجتمع من لہ سببان مع من لہ سبب واحد فالرد علی ذی السببین مثل ابوین و بنت

ابوین کو دو سدس یعنی دو کا استحقاق ہوگا اور بنت کو نصف یعنی تین کا استحقاق اور ایک سہم
حاصل رہے گا پس اگر اخوۂ میت (جو حاجب ام ہون) موجود نہون تو باقی (ایک سہم) کا
مجموع ورثہ پر اخماساً رد کرنا معین ہوگا لہذا رد کے پانچ سہمون کا اصل فریضہ یعنی چھ مین
ضرب دینا لازم ہوگا جسکا حاصل تیس سہم ہوتا ہے اون مین سے ابوین کو دو سدس یعنی دس
سہمون کا استحقاق اور بنت کو نصف یعنی پندرہ سہمون کا استحقاق حاصل ہوگا اور
باقی پانچ سہمون سے تین سہم کا بنت کے حوالہ کرنا اور دو سہم کا ابوین کے حوالہ کرنا لازم ہوگا
اور اگر اخوۂ میت موجود ہون تو باقی کا ارباعاً رد کرنا معین ہوگا لہذا رد کے چار سہمون کا
اصل فریضہ یعنی چھ مین ضرب دینا لازم ہوگا جسکا حاصل چوبیس سہم ہوتا ہے اون مین سے
ابوین کو دو سدس یعنی آٹھ سہمون کا استحقاق اور بنت کو نصف یعنی بارہ سہمون کا
استحقاق حاصل ہوگا اور باقی چار سہمون مین سے تین سہم کا بنت کے حوالہ کرنا اور ایک سہم کا
اب کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور مسئلہ رد مین ضابطہ یہ ہے کہ اصل فریضہ مین سہام رد ضرب
کیے جائین اور حاصل ضرب سے فریضہ کی تصحیح کیجائے اور اسیطرح اگر احد الابوین اور
بنتین یا بنات مجتمع ہون تو فاضل او نپر اخماساً رد کیا جائیگا پس سہام رد یعنی پانچ کا اصل فریضہ
یعنی چھ مین ضرب دینا معین ہوگا اور حاصل ضرب یعنی تیس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی پس احد الابوین
کو پانچ کا استحقاق اور بنتین یا بنات کو بیس کا استحقاق حاصل ہوگا اور باقی پانچ مین سے
چار کا بنتین پر رد کرنا اور ایک کا احد الابوین پر رد کرنا لازم ہوگا اور اسیطرح اگر ایک
کلالۃ الام اور ایک خواہر اعیانی یا علاتی مجتمع ہون تو علی الاصح اون دونون پر ارباعاً رد
کیا جائیگا اور فقط خواہر اعیانی یا علاتی سے رد کا اختصاص نہوگا اور اسیطرح اگر دو کلالۃ الام
کے ساتھ ایک اخت اعیانی یا علاتی مجتمع ہو تو اخماساً رد کیا جائیگا پس سہام رد یعنی چار یا پانچ کا اصل فریضہ

فاذا لم یکن اخوۃ فالرد اخماسا وان کان اخوۃ فالرد ارباعا فتضرب مخرج سہام الرد فی اصل الفریضۃ ومثال احد الابوین وبنتین فہاہنا الفاضل یرد اخماسا فتضرب خمسۃ فی اصل الفریضۃ ومثال واحد من کلالۃ الام مع اخت لاب فالرد علیہما علی الاصح ارباعا ومثال اثنین من کلالۃ الام مع اخت لاب فانہ تکون اخماسا فتضرب فی اصل الفریضۃ

الفصل الثاني

یعنی چھ مین ضرب دینا معین ہوگا اور حاصل ضرب یعنی چھتیس ۳۶ سے مسئلہ صحیح ہوگا

دوسرا مقصد مناسخات کے بیان مین۔ مناسخہ بروزن مفاعلہ نسخ سے ماخوذ ہے جو باعتبار لغت نقل اور ابطال مین مستعمل ہے اور نسخ سے اس مقام پر ہماری یہ مراد ہے کہ کوئی انسان مرجائے اور اوسکا ترکہ تقسیم نکیا جائے بعد ازان اوسکے بعض ورثہ بھی وفات پائین اور باقی ورثہ کو کسیوجہ سے فریضتین (دو فریضے) کا اصل واحد کے ساتھ بدون کسر تقسیم کرنا مقصود ہو اور اوسکے استخراج کا طریقہ یہ ہے کہ میت اول کے مسئلہ کی تصحیح کیجائے اور اوسکے متروکہ مین سے میت دوم کے لیے ایسا حصہ مقرر کیا جائے جو اوسکے وارثون پر بدون کسر منقسم ہو پس اگر میت دوم کے ورثہ وہی اشخاص ہون جو میت دوم کے وارث تھے اور قسمت مین اختلاف نہو تو اوسپر فریضۂ واحدہ کا حکم جاری کیا جائیگا اور میت دوم کان لم یکن (گویا کہ وہ تھا ہی نہین) قرار دیا جائیگا اور باقی ورثہ پر مجموع ترکہ تقسیم کردیا جائیگا مثلاً کوئی شخص تین بھائی اور تین بہنون کو وارث چھوڑ کر وفات پائے اور جملہ بھائی بہنین جہت قرابت مین متحد ہون جیسے اون سب کا اعیانی یا علاتی یا اخیافی ہونا اور اگر ایک بھائی وفات پائے بعد ازان دوسرا بھائی مرجائے اوسکے بعد ایک بہن وفات پائے بعد ازان دوسری بہن مرجائے اور فقط ایک بھائی اور ایک بہن باقی رہے پس اس صورت مین جملہ موتی (مردے) کا مجموع مال اون دونون پر اثلاثاً تقسیم کیا جائیگا بشرطیکہ وہ دونون اعیانی یا علاتی ہون اور اگر اخیافی ہون تو مجموع مال اون دونون پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور اختلاف کی کئی صورتین ہین **پہلی صورت** فقط جہت استحقاق کا مختلف ہونا مثلاً کوئی شخص اپنے تین لڑکون کو وارث چھوڑ کر وفات پائے بعد ازان ایک لڑکا مرجائے اور فقط دونون بھائیون کو وارث چھوڑے پس اس صورت مین اگرچہ دونون میتون کے ورثہ متحد ہین لیکن جہت استحقاق مختلف ہے اسلیے کہ جہت استحقاق فریضۂ اولی مین بنوت (ولدیت) ہے

اور فریضہ ثانیہ مین اخوت ہے دوسری صورت فقط وارث کا مختلف ہونا مثلاً کوئی شخص
اپنے دو لڑکون کو وارث چھوڑ کر وفات پائے بعدازان ایک لڑکا مر جائے اور اپنی لڑکی
کو وارث چھوڑے پس اس صورت مین اگرچہ جہت استحقاق (بنوت) متحد ہے لیکن وارث مختلف ہین
اسلیے کہ وارث فریضۂ اولی مین دو لڑکے ہین اور ثانیہ مین ایک لڑکی ہے تیسری صورت
جہت استحقاق اور وارث دونون کا مختلف ہونا مثلاً کوئی شخص اپنی زوجہ اور ابن اور
بنت کو وارث چھوڑ کر وفات پائے بعدازان زوجہ بھی مرجائے اور اپنے ابن اور بنت کو
وارث چھوڑے پس اس صورت مین جہت استحقاق اور وارث دونون مختلف ہین اسلیے کہ
فریضۂ اولی مین جہت استحقاق زوجیت ہے اور ثانیہ مین بنوت ہے اور وارث فریضۂ اولی مین
زوجہ اور اولاد ہے اور ثانیہ مین اولاد زوجہ ہے پس ان جملہ صورتون مین اگر میت دوم کا حصہ
اوسکے وارثون پر بدون کسر منقسم ہوجائے تو ہمین کوئی کلام نہین ہے مثلاً کوئی انسان زوجہ کے
ساتھ اپنے اوس ابن و بنت کو وارث چھوڑے جو کسی دوسری زوجہ کے بطن سے پیدا
ہوئے ہون پس اس صورت مین ثمن (حصۂ زوجہ) کے مخرج یعنی آٹھ کو ثلث و ثلثین (حصۂ ابن
و بنت) کے مخرج یعنی تین مین ضرب دیا جسکا حاصل چوبیس سہم ہے دسئے اور زوجہ کو اوسمین سے
تین سہمون کا استحقاق اور ابن کو چودہ سہمون کا استحقاق اور بنت کو سات سہمون کا استحقاق
حاصل ہوا بعدازان زوجہ نے ابن و بنت کو وارث چھوڑ کر وفات پائی پس اوسکے حصہ
یعنی تین سہمون مین سے دو سہم ابن کو اور ایک سہم بنت کو دیئے جائینگے جو بغیر بدون کسر
منقسم ہوجائیگا اور اگر میت دوم کا حصہ اوسکے وارثون پر بدون کسر منقسم نہو تو اسکی دو صورتین
ہین صورت اولے یہ ہے کہ میت دوم کے حصہ (جو فریضۂ اولی سے حاصل ہوا ہے)
اور فریضۂ ثانیہ مین توافق ہو پس اس صورت فریضۂ ثانیہ کے وفق کا فریضۂ اولی مین ضرب دینا

ضرب

او الوارثا او هما فانظر نصيب الثاني فان انقسم بالقسمة على الصحة فلا كلام مثل ان يموت انسان ويترك زوجة وابنا وبنتا فللزوجة الثمن ثلاثة من اربعة وعشرين ثم تموت الزوجة وتترك ابنا وبنتا قوله ابنا وبنتا اي من غير زوجها الاول وان لم ينقسم نصيبه على ورثته على الصحة فهنا صورتان الاولى ان يكون بين نصيب الميت الثاني من فريضة الاول وبين الفريضة الثانية وفق فتضرب وفق الفريضة الثانية في الفريضة الاولى

معین ہوگا (اور میت دوم کا وفق ضرب نہ دیا جائیگا) اور حاصل ضرب سے دونون فریضے صحیح ہوجائینگے مثلاً کوئی شخص زوج کے ساتھ دو برادر اخیافی اور دو برادر اعیانی کو وارث چھوڑے بعد ازان زوج بھی وفات پائے اور ایک ابن اور دو بنت کو وارث چھوڑے پس اس صورت مین فریضہ اولی چھ قرار پائیگا اسلیے کہ نصف (حصہ زوج) کا مخرج دو ہے اور ثلث (حصہ برادران اخیافی و اعیانی) کا مخرج تین ہے جنکا حاصل ضرب چھ ہوتا ہی جسکے یعنی تین سہمون کا استحقاق زوج کو اور اوسکے ثلث یعنی دو کا استحقاق برادران اخیافی کو حاصل ہوگا اور باقی ایک سہم برادران اعیانی کو دیا جائیگا جو اونپر منکسر ہی لہذا اونکے عدد یعنی دو کا اصل فریضہ یعنی چھ مین ضرب کرنا معین ہوگا جسکا حاصل بارہ سہم ہوتے ہین جسکے نصف یعنی چھ کا استحقاق زوج کو اور اوسکے ثلث یعنی چار کا استحقاق برادران اخیافی کو حاصل ہوگا اور باقی دو سہم فی کس ایک سہم کے حساب سے برادران اعیانی پر تقسیم کیے جائینگے اور زوج کا حصہ یعنی چھ اوسکے ورثہ (ولد اور بنتین) پر منکسر ہوتا ہی کیونکہ اوسکے ورثہ کے چار سہم (دو سہم بنتین کے اور دو سہم ابن کے) ہین جنپر چھ کا بطور صحیح منقسم ہونا واضح ہی اور چار اور چھ مین توافق بالنصف ہی پس فریضہ ثانیہ (چار) کے نصف یعنی دو کا فریضہ اولی یعنی بارہ مین ضرب دینا لازم ہوگا جسکا حاصل چوبیس ۲۴ سہم ہوتا ہی جس سے دونون فریضے صحیح ہوجائینگے پس فریضہ اولی مین ہر ایک وارث کو جو حصہ بہم پہونچتا تھا اوسکو دو مین ضرب دیکر اخذ کریگا بناءً علیہ چونکہ برادران اخیافی کو فریضہ اولی سے چار سہم حاصل ہوئے تھے لہذا اونکو آٹھ سہم (ثلث فریضہ) کا استحقاق حاصل ہوگا جو چار اور دو کے ضرب دینے کے بعد حاصل ہوئے ہین اور برادران اعیانی کو فریضہ اولی سے دو سہم حاصل ہوئے تھے لہذا اونکو چار سہم کا استحقاق حاصل ہوگا جو دو مین ضرب دینے کے بعد حاصل ہوئے ہین اور

فما بلغت صحت منه الفريضتان مثل الحکم(؟) منه مرثلها ... الزوج ... الزوج وخلف ابنا وبنتين فالفريضة الاولى ستة ... الاثنی عشر نصيب الزوج ستة لا تنقسم على اربعة ولكن توافق الفريضة الثانية بالنصف فضربنا جزء الوفق من الفريضة الثانية وهو اثنان في ...

زوج کو فریضۂ اولی سے چھ سہم حاصل ہوئے تھے لہذا اوسکو بارہ سہم کا استحقاق حاصل ہوگا جو چھ اور دو کے ضرب دینے کے بعد حاصل ہوئے ہین اور ابن زوج کو حصۂ زوج (چھ) کے نصف (تین) کا استحقاق تھا لہذا اوسکو دو مین ضرب دیکر حاصل ضرب یعنی چھ کو اخذ کریگا اور اسیطرح بنتین کو بھی نصف کا استحقاق تھا لہذا اوسکو دو مین ضرب دیکر حاصل یعنی چھ کو اخذ کرینگے صورت ثانیہ یہ ہی کہ میت دوم کے حصہ (جو فریضۂ اولی سے حاصل ہوا ہی) اور فریضۂ دوم مین تباین ہو پس اس صورت مین فریضۂ ثانیہ کا فریضۂ اولی مین ضرب دینا متعین ہوگا اور حاصل ضرب سے دونون فریضے صحیح ہونگے اور فریضۂ اولی مین ہر ایک وارث کو جو حصہ پہونچیگا اوسکو فریضۂ ثانیہ مین ضرب دیکر اخذ کریگا مثلاً کوئی شخص زوج کے ساتھ دو برادران اخیافی اور ایک برادر اعیانی کو وارث چھوڑکر وفات پائے بعد ازان زوج بھی مرجائے اور ایک لڑکی اور دو لڑکون کو وارث چھوڑے پس اس صورت مین میت اول کا فریضہ چھ قرار پائیگا اسلیے کہ نصف (حصۂ زوج) کا مخرج دو ہی اور ثلث (حصہ برادران اخیافی) کا مخرج تین ہی جنکا حاصل ضرب چھ ہوتا ہی جس مین سے زوج کو تین سہمون کا استحقاق ہوگا جو اوسکے وارثون پر بدون کسر منقسم نہین ہو سکتا اسلیے کہ اوسکے پانچ سہم ہوتے ہین اور چھ اور پانچ مین تباین ہی لہذا پانچ کو فریضۂ اولی (چھ) مین ضرب دیا جسکا حاصل تیس سہم ہوتے ہین اور اوس سے دونون فریضے صحیح ہو جاتے ہین پس زوج کو پندرہ سہم دیے جائینگے جنمین سے لڑکی کو تین سہم اور ہر ایک لڑکے کو چھ سہم دیے جائینگے اور برادران اخیافی کو دس سہم دیے جائینگے جنمین سے ہر ایک برادر کو پانچ سہم دیے جائینگے اور باقی پانچ سہم برادر اعیانی کے حوالہ کیے جائینگے اور اگر دو فریضون سے زائد مناسخات جمع ہو جائین تو فریضۂ ثالثہ مین نظر کیجائیگی پس اگر وارث سوم کا حصہ اوسکے

الصورة الثانية ... ان يباين النصيب والفريضة فتضرب الفريضة الثانية في الاولى فما بلغ صحت منه الفريضتان وكل من كان له شيء من الفريضة الاولى اخذه مضروبا في الثانية ... زوج وثلاث بنين ... نصيب الزوج من ستة ... ثلثة لا تنقسم ...

وارثون پر بدون کسر منقسم ہوجائے تو اس مین کوئی کلام نہین ہو ورنہ اوسکے فریضہ مین پہلے دونون فریضون کے ساتھ وہی عمل کیا جائیگا جو فریضۂ ثانیہ مین فریضۂ اولی کے ساتھ کیا گیا تھا اور اسیطرح اگر وارث چہارم یا زائد کی موت فرض کیجائے تب بھی یہی عمل کیا جائیگا

تیسرا مقصد اس مین ترکۂ میت سے سہام ورثہ کی معرفت کے حاصل کرنیکا بیان کیا جاتا ہے پس اگر میت کا ترکہ از قبیل زمین ہو تو اوسکا اونہین سہام پر تقسیم کرنا ممکن ہوگا جنسے کہ اصل مسئلہ صحیح ہوا ہے اور کوئی دوسرا عمل کرنا لازم نہوگا اور اگر از قبیل کیلی یا موزون ہو یا وزراع وغیرہ کے ساتھ شمار کیا جاتا ہو تو اوسکے تقسیم کرنے مین عمل کی حاجت ہوگی جسکے اہل علم نے مختلف طریقے بیان کیے ہین پہلا طریقہ جو اقرب طرق ہے یہ ہے کہ ہر ایک وارث کے سہام کو اصل فریضہ کیطرف منسوب کرین پس اوسکے سہام کو اصل فریضہ سے جو نسبت حاصل ہو اوسی نسبت کے ساتھ متروکہ میت سے اوسکا حصہ اخذ کیا جائے مثلاً کوئی شخص زوجہ اور ابوین کو وارث چھوڑے اور کوئی حاجب موجود نہو تو اصل فریضہ بارہ ۱۲ قرار پائیگا اسلیے کہ اس صورت مین زوجہ کو ربع متروکہ دیا جائیگا جسکا مخرج چار ۴ ہے اور مادر میت کو ثلث متروکہ دیا جائیگا جسکا مخرج تین ہے اور دونون کا حاصل ضرب بارہ ہوتا ہے جسمین سے زوجہ کو تین سہمون کا استحقاق ہوگا جو بارہ کا ربع ہے لہذا اوسکو ربع متروکہ دیا جائیگا اور مادر میت کو چار سہمون کا استحقاق ہوگا جو بارہ کا ثلث ہے لہذا اوسکو ثلث متروکہ دیا جائیگا اور باقی پانچ سہمون کا استحقاق پدر میت کو حاصل ہوگا جو بارہ ۱۲ کا ربع اور سدس ہے لہذا اوسکو متروکہ کا ربع اور سدس دیا جائیگا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ متروکہ میت کو اصل فریضہ پر تقسیم کرین اور خارج قسمت کو ہر ایک وارث کے سہام مین ضرب دین پس جو حاصل ضرب ہوگا وہ اوس

علی صحة الاماتت فی فریضته مع الفریضتین ما عملت فی فریضة الثانی مع الاول وکذا لو فرض موت رابع وما زاد وعلی ذلک

الفصل الثانی فی معرفة سهام الورثات من التركة

فصل فی قسمة التركة

تولك فی ذلك طرق اقربها ان تنسب سهام كل وارث من الفریضة وتاخذ له من التركة بتلك النسبة فما كان فهو نصیبه منها وان شئت قسمت التركة علی الفریضة فما خرج بالقسمة فاضربه فی سهام كل واحد منها

وارث کا حصہ قرار پائیگا مثلاً کوئی شخص ابوین و زوج کو وارث چھوڑے اور مقدار متروکہ دس دینار فرض کیے جائین پس اصل فریضہ چھ قرار پائیگا اسلیے کہ اس صورت مین زوج کو نصف متروکہ دیا جائیگا جسکا مخرج دو ہی اور مادر میت کو ثلث متروکہ دیا جائیگا جس کا مخرج تین ہی اور دونون کا حاصل ضرب چھ ہوتا ہی پس متروکہ کے دس دینارون کو چھ پر تقسیم کیا جسکا خارج قسمت ایک دینار اور دو ثلث دینار ($1\frac{2}{3}$) ہوتا ہی بعد ازان زوج کے حصہ یعنی تین سہمون کو اوسمین ضرب دیا تو حاصل ضرب پانچ دینار ہوا جو نصیب زوج ہی اور اسیطرح مادر میت کے حصہ یعنے دو سہمون کو اوسمین ضرب دیا حاصل ضرب تین دینار اور ثلث دینار ($3\frac{1}{3}$) ہوا جو مادر میت کا نصیب ہی اور اسیطرح پدر میت کے حصہ ایک سہم کو اوسمین ضرب دیا حاصل ضرب ایک دینار او ر دو ثلث دینار ہوا جو پدر میت کا نصیب ہی تیسرا طریقہ جو ترکہ صحیح العدد کے ساتھ اختصاص رکھتا ہی یہ ہی کہ جب میت کا متروکہ عدد صحیح رکھتا ہو اور کوئی کسر اوسمین نہو جیسے دس اور بارہ تو اوس عدد کا استخراج کرنا چاہیے جس سے اصل فریضہ صحیح ہو بعد ازان ہر ایک وارث کے حصہ کو عدد ترکہ مین ضرب دین اور حاصل ضرب کو اوس عدد پر تقسیم کرین جس سے کہ فریضہ صحیح ہوا ہی پس جو عدد خارج قسمت قرار پائیگا وہ اوسی وارث کا حصہ ہوگا مثلاً کوئی شخص زوج اور ابوین اور بنت کو وارث چھوڑ کر وفات پائے اور مقدار متروکہ دس دینار فرض کیجائے پس اصل فریضہ بارہ[12] سہم ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین زوج کو ربع متروکہ کا استحقاق جسکا مخرج چار ہی اور ابوین کو متروکہ کے دو سدس کا جسکا مخرج چھ ہی حاصل ہوگا اور بنت کو باقی متروکہ دیا جائیگا اور چھ[6] و چار مین توافق بالنصف ہی لہذا ایک کے وفق دوسرے مین ضرب دیا جسکا حاصل

بارہ ہوا

بلغ فهو نصيبه ولهذا طريق آخر وهو انه اذا لم تكن التركة مما لم يكسر فيها فخذ العدد الذي منه تصح الفريضة حصة كل وارث واضربه في التركة فما حصل فاقسمه على العدد الذي منه صحت الفريضة فاخرج فهو نصيب ذلك الوارث

وان كان فيها كسر فابسط التركة من جنس ذلك الكسر بان تضرب مخرج ذلك الكسر في التركة فما ارتفع ضممت الى الكسر ثم عملت فيه ما عملت في الصحاح فما اجتمع للوارث قسمته على ذلك المخرج فان كان الكسر نصفا

بارہ ہوتا ہی جسکے ربع یعنی تین سہمون کا استحقاق زوج کو حاصل ہوگا اوسکو عدد ترکہ یعنی دس مین ضرب دیا اور حاصل ضرب یعنے تیس کو بارہ پر (جو اصل فریضہ ہی) تقسیم کیا اور خارج قسمت دو دینار اور نصف دینار (۲ ½) ہوا پس زوج کو متروکہ کے دس دینارون مین سے (۲ ½) دینار کا استحقاق ہوگا جو اوسکا ربع ہی اور اسیطرح بارہ کے دو سدس یعنی چار سہمون کا استحقاق ابوین کو حاصل ہوگا اوسکو بھی عدد متروکہ یعنی دس مین ضرب دیا اور حاصل ضرب یعنی چالیس کو بارہ پر (جو اصل فریضہ ہی) تقسیم کیا اور خارج قسمت تین اور ایک ثلث دینار (۳ ⅓) ہوا پس ابوین کو متروکہ کے دس دینارون مین سے ۳ ⅓ دینار کا استحقاق ہوگا جو اوسکے دو سدس ہین اور اسیطرح بارہ مین سے باقی پانچ سہمون کا استحقاق بنت کو حاصل ہوگا اوسکو بھی عدد متروکہ یعنی دس مین ضرب دیا اور حاصل ضرب یعنی پچاس کو بارہ پر (جو اصل فریضہ ہی) تقسیم کیا اور خارج قسمت چار دینار اور سدس دینار (۴ ⅙) ہوا پس بنت کو متروکہ کے دس دینارون مین سے ۴ ⅙ دینار کا استحقاق ہوگا **چوتھا طریقہ** جو ترکہ منکسر العدد کے ساتھ اختصاص رکھتا ہی یہ ہی کہ جب میت کے متروکہ مین کسر ہو جیسے ساڑھے دس اور ساڑھے بارہ پس اس صورت مین مجموع متروکہ کو اوس کسر کی جنس سے کر لینا چاہیے باین معنی کہ اوس کسر کے مخرج کو ترکہ مین ضرب دین اور جو کچھ حاصل ہو وہ اوسی کے ہمجنس کی کسرین شمار کی جائین بعد ازان اوسمین وہی عمل کیا جائے جو عدد صحیح مین کیا جاتا تھا اور ہر وارث کے لیے جو حصہ مجتمع ہوا اوسکو کسر مذکور کے مخرج پر تقسیم کرین پس اگر کسر مذکور نصف ہو تو اوسکو

دو پر تقسیم کریں اور اگر ثلث ہو تو اوسکو تین پر تقسیم کریں اور علی ہذا القیاس دس تک جو کسر واقع ہو اوسیکے مخرج پر تقسیم کریں اور جو کچھ کہ خارج قسمت ہو گا وہ حصہ وارث قرار دیا جائیگا مثلاً زوج اور ابوین اور بنت مجتمع ہوں اور مقدار متروکہ ساڑھے دس روپیہ فرض کی جائے اس صورت میں اصل فریضہ بارہ ۱۲ ہو گا جس میں سے زوج تین ۳ سہم اور ابوین کو چار سہم اور بنت کو پانچ دیئے جائینگے جیسا کہ قبل ازیں مذکور ہوا پس مجموع متروکہ یعنے ساڑھے دس روپیہ کو مخرج نصف یعنی دو میں ضرب دیا جسکا حاصل اکیس ۲۱ انصاف ہوتے ہیں بعد ازاں حصہ زوج یعنے تین سہموں کو اکیس ۲۱ میں ضرب دیا اور حاصل ضرب یعنی تریسٹھ کو اصل فریضہ یعنے بارہ ۱۲ پر تقسیم کیا اور خارج قسمت یعنے پانچ اور ربع (۵ ۱/۴) کو دو ۲ پر (جو مخرج کسر ہی) تقسیم کیا جسکا خارج قسمت دو ۲ اور نصف اور ثمن ہوتا ہی جو زوج کا نصیب ہی اور اسی طرح حصہ ابوین یعنے چار سہموں کو اکیس ۲۱ میں ضرب دیا اور حاصل ضرب یعنے چوراسی ۸۴ کو اصل فریضہ یعنی بارہ ۱۲ پر تقسیم کیا اور خارج قسمت یعنے سات کو دو ۲ پر (جو مخرج کسر ہی) تقسیم کیا جسکا خارج قسمت ساڑھے تین ہوتا ہی جو ابوین کا نصیب ہی اور اسیطرح حصہ بنت یعنی پانچ سہموں کو اکیس ۲۱ میں ضرب دیا اور حاصل ضرب یعنی ایکسو پانچ کو اصل فریضہ یعنی بارہ ۱۲ پر تقسیم کیا اور خارج قسمت یعنی آٹھ اور تین ربع کو دو ۲ پر تقسیم کیا جسکا خارج قسمت چار اور تین ثمن ہوتا ہی جو بنت کا نصیب ہی اور اگر عدد فریضہ اصم اور کسور تسعہ سے خالی ہو جیسے گیارہ یا تیرہ ۱۳ تو ترکہ کا فریضہ پر تقسیم کرنا لازم ہو گا پس اگر قسمت ترکہ کے بعد

قسمة على اثنين وان كان ثلث قسمة على ثلثة وعلى هذا ... نقسمه على العشرة ... نصيبه ... عدد اصم فاقسم التركة على الفريضة ...

پورا دینار فاضل رہے تو اوسکا عدد فریضہ کی طرف منسوب کرنا کافی ہوگا
مثلاً چار لڑکے اور تین لڑکیان مجتمع ہون تو اصل فریضہ گیارہ ہوگا اب اگر
مقدار ترکہ بارہ دینار فرض کیے جائین تو ہر ایک لڑکے کو دو دینار اور
ہر ایک لڑکی کو ایک دینار صحیح دیا جائیگا اور دینار باقی کے گیارہ جزؤن مین سے
ہر ایک لڑکے کو دو جزء اور لڑکی کو ایک جزء دیا جائیگا جو گیارہ کی طرف منسوبہ
ہوگا پس صورت مرقومہ مین کہا جائیگا کہ ہر ایک ابن کو دو دینار اور ایک
دینار کے گیارہ جزؤن مین سے دو جزء کا استحقاق اور ہر ایک بنت کو
ایک دینار اور ایک دینار کے گیارہ جزؤن مین سے ایک جزء کا استحقاق
حاصل ہے اور اگر قسمت ترکہ کے بعد پورا دینار فاضل نرہے تو کسر دینار کا
قیراط پر بسط کرنا اور قیراط کا حوالۂ ورثہ کرنا معین ہوگا پس اگر تقسیم کے بعد
پورا قیراط فاضل نرہے تو کسر قیراط کا حبات پر بسط کرنا اور حبات کا حوالۂ
ورثہ کرنا لازم ہوگا اور اگر تقسیم کے بعد پورا حبہ فاضل نرہے تو کسر حبہ کا
ارزات پر بسط کرنا اور اونکا ورثہ کے حوالہ کرنا واجب ہوگا اور اگر تقسیم
کے بعد پورا ارزہ بھی فاضل نرہے تو اوسکی کسر کا ارزہ کی طرف منسوب کرنا معین
ہوگا اسلیئے کہ ارزہ کے بعد کوئی اسم خاص نہین ہے پس اگر صورت مذکورہ مین
بارہ دینار کے مقام پر متروکہ کی مقدار گیارہ دینار اور تین ربع دینار فرض کیجائے
تو کسر دینار یعنے تین ربع کے قیراط بنائے جائینگے جنکی مقدار پندرہ قیراط ہوتی ہے
اسلیئے کہ ایک دینار کے بیس قیراط ہوتے ہین پس جبکہ پندرہ قیراط کو گیارہ پر
تقسیم کیا تو چار قیراط باقی رہے اونکو حبات پر بسط کیا جنکی مقدار بارہ حبہ ہوتی ہے

اسلیے کہ ایک قیراط کے تین حبہ ہوتے ہین پس جبکہ بارہ[12] حبہ کو گیارہ پر تقسیم کیا تو ایک حبہ باقی رہا او سکو ارزات (چانول) پر بسط کیا جنکی مقدار چار ارزہ ہوتی ہی جسکا اعتبار جزر کے ساتھ کیا جائے گا پس صورت رقومہ مین ہر ایک لڑکے کو دو دو دینار اور دو قیراط اور دو حبہ اور ارزہ کے آٹھ جزؤن کا استحقاق اور ہر ایک لڑکی کو ایک دینار اور ایک قیراط اور ایک حبہ اور ارزہ کے چار جزؤن کا استحقاق حاصل ہوگا اور کبھی حساب فرائض مین غلطی واقع ہو جاتی ہو لہذا اسکی معرفت کے لیے ورثہ کے جملہ سہام کو مجمع کرے بس اگر مجموع سہام کی مقدار مقدار ترکہ کے مساوی ہو تو تقسیم صحیح ہوگی والا غلط تصور کی جائے گی

فقط

کتاب القضاء

کتاب القضاء (حکم کرنا) قضا سے عرف فقہا مین ولایت حکم مراد ہی جو اشخاص معینہ مین سے شخص کے لیے حاصل ہوتی ہی جسکو قوانین شرعیہ کے جزئیات مین اہلیت فتوی حاصل ہو اور اس کتاب مین کئی بحثین ہین بحث اول صفات قاضی کے بیان مین اور قاضی مین کئی شرطون کا متحقق ہونا معتبر ہی اول بالغ ہونا دوم کامل العقل ہونا سوم مومن (شیعہ اثنا عشری جو اصول خمسہ کا اعتقاد رکھتا ہو) ہونا چہارم عادل ہونا (فاسق نہونا ۱۲) پنجم طاہر المولد ہونا (ولد الزنا نہ ہونا) ششم عالم ہونا ہفتم مذکر (مرد) ہونا پس صبی یعنی نابالغ اور طفل مراہق (قریب البلوغ) کے لئے قضا منعقد نہین ہو سکتی (منعقد ہونا ۱۲) اور اسیطرح کافر کے لیے بھی قضا منعقد نہین ہو سکتی اسلیے کہ وہ اہلیت امانت نہین رکھتا اور فاسق کا بھی یہی حکم ہی اور ضمن عدالت مین امین ہونا اور فعل واجبات پر محافظت کرنا بھی داخل ہی اور اسیطرح ولد الزنا کے لیے بھی قضا منعقد نہوگی اگر چہ اوسکا ولد الزنا ہونا معلوم ہو جسطرح کہ نماز مین اوسکی امامت (پیشنمازی) اور اشیاء جلیلہ مین اوسکی شہادت صحیح نہین ہی اور اسیطرح اوس شخص کے لیے بھی قضا منعقد نہوگی جو عالم اور اہلیت فتوی مین مستقل نہو اور اوسکے عالم ہونے مین فتاوے علما پر مطلع ہونا کافی نہین ہی بلکہ اوسکا مدارک احکام پر مطلع ہونا لازم ہی (یعنی اوسکے مجتہد مطلق ہونا شرط ہی ۱۲) اور اسیطرح قاضی کا ان امور پر مطلع ہونا (اگرچہ فتاوے علما دیکھ مطلع نہ بھی ہو ۱۲) بھی ضروری ہی جن مین کہ وہ متولی حکم ہوتا ہی اور امور مذکورہ مین اوسکا ضابط (حافظ) ہونا بھی داخل ہی پس اگر نسیان اوسپر غالب ہو تو اوسکا منصوب کرنا جائز نہوگا اور آیا اوسکا عالم بکتابت ہونا بھی شرط ہی یا نہین اسمین تردد ہی اسلیے کہ حضرت رسالت مآب مختص بریاست عامہ ستھے اور مع ذلک اپنے اول امر مین صنعت کتابت سے خالی تھے لیکن علم بکتابت کا شرط ہونا اقرب ہی اسلیے کہ قاضی ایسے امور کی طرف مضطر ہوتا ہی جو غیر نبی ہم کو بدون کتابت میسر نہین ہو سکتے اور عورت کے لیے قضا منعقد نہین ہو سکتی اگرچہ قضا کے جملہ شرائط اوسمین موجود ہون اور آیا اعمی (نابینا) کے لیے بھی قضا منعقد ہو سکتی ہی یا نہین اسمین تردد ہی لیکن اوسکا اعمی کے لیے

منعقد ہونا اظہر ہی اسلیے کہ قاضی کو بین الخصوم تمیز دینے کی حاجت ہوتی ہی جو حق اعمٰی
مین امور قلیلہ کے سوا متعذر ہی اور آیا قاضی کا حر (آزاد) ہونا بھی شرط ہی یا نہین پس
شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہو کہ شرط ہی لیکن اوسکا شرط ہونا اقرب ہی اور
اس مقام پر کئی مسئلے قابل بیان ہین پہلا مسئلہ ثبوت ولایت مین امام علیہ السلام یا اوس شخص
کے اذن کا حاصل ہونا شرط ہی جسکو کہ امام نے قاضی کے مقرر کرنے کی اجازت دی ہو اور اگر
کسی شخص کو اہل بلد قاضی مقرر کرین تو اوسکی ولایت ثابت نہوگی ہان غیبت مین ہی کسی شخص
پر خصمین راضی ہوجائین اور اوسکی طرف مرافعہ کرین اور شخص مذکور کوئی حکم نافذ کرے
تو اون دونون کو اوس حکم پر عمل کرنا لازم ہوگا اور صدور حکم کے بعد اون دونون کا راضی ہونا
شرط نہوگا اور شخص مذکور مین بھی اون شرائط کا متحقق ہونا ضرور رہوگا جن شرائط کا قاضی منصوب
من الامام (جسکو امام نے مقرر فرمایا ہو) مین متحقق ہونا ضرور ہی اور خصمین کے کسی شخص پر
راضی ہونے کا جواز کسی خاص حکم کے ساتھ مخصوص نہین ہی بلکہ جملہ احکام مین ثابت ہی اور
غیبت امام کے زمانہ مین من جملہ فقہاء اہل بیت علیہم السلام اوس فقیہ کا حکم نافذ ہوتا ہی جو
صفات معتبرہ فی الفتوی کا جامع ہو اسلیے کہ حضرت امام جعفر صادق ع نے ارشاد فرمایا ہے
فاجعلوہ قاضیا فانی قد جعلتہ قاضیا فتحاکموا الیہ (جو شخص ہمارے احکام پر مطلع ہو
اوسکو قاضی مقرر کرو اسلیے کہ مین نے اوسکو قاضی مقرر کیا ہی پس اوسی کے طرف مرافعہ کرو)
اور اگر کوئی شخص صورت مذکورہ (فقیہ جامع الشرائط کا موجود ہونا) مین قضاۃ جور کی طرف
رجوع کرے گا تو مخطی (گنہگار) ہوگا دوسرا مسئلہ اوس شخص کا متولی قضا ہونا مستحب ہی جسکے لیے
اپنے نفس سے شرائط قضا پر عمل کرنیکا وثوق حاصل ہو اور جبکہ اوقات متولی قضا ہونا واجب
ہوجاتا ہی اور اوسکا وجوب کفائی ہی اور جبکہ امام ع کو کسی ایسے بلد کا قاضی سے خالی ہونا معلوم ہو

جسکو قاضی کی طرف حاجت ہو تو امام پر بلد مذکور کی طرف کسی قاضی کا مبعوث کرنا لازم ہوگا
اور اگر اوس قاضی کے منع کرنے پر (اور اوسکی طرف رجوع نکرنے پر) اہل بلد اتفاق کرین گے
تو آثم (گنہگار) ہونگے اور اون سے قتال کرنا حلال ہوگا تاکہ وہ اجابت کرین اور اوسکے
حکم پر راضی ہون اور اگر کوئی شخص ایسا موجود ہو جسمین شرائط قضا مجتمع ہون اور وہ متولی
قضا ہونے سے انکار کرے تو اوسکا مجبور کرنا جائز نہوگا در صورتیکہ اوسکی مثل کوئی دوسرا
شخص موجود ہو اور اگر متولی قضا ہونے کو امام ؑ اوسپر لازم فرمائین تو شیخ علیہ الرحمہ نے
کتاب خلاف مین فرمایا ہے کہ اوسکو انکار کرنا جائز نہوگا اسلیے کہ امام ؑ اوس پر جس امر کو لازم
فرمائین اوسکا بجا لانا واجب ہے اور ہم صورت مذکورہ (اوسکی مثل کا موجود ہونا) مین امام ؑ کے
لازم کرنے کو منع کرتے ہین اسلیے کہ امام ؑ اوس امر کو لازم نہین کرتے جو باعتبار شرع لازم نہو
لیکن اگر شخص مذکور کے سوا کوئی دوسرا شخص موجود نہو تو اوسکا متولی قضا ہونا متعین ہوجائیگا
اور اوسپر اجابت لازم ہوگی اور اگر امام کو اوسکا حال معلوم نہو تو اوسکو امام ؑ کا اپنے
حال پر مطلع کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ متولی قضا ہونا از قبیل امر بالمعروف ہے اور آیا متولی قضا ہونے
کے لیے مال کا بذل کرنا جائز ہے یا نہین پس بعض علما نے فرمایا ہے کہ جائز نہین ہے اسلیے کہ وہ
رشوت کا حکم رکھتا ہے تیسرا مسئلہ جبکہ دو شخص ایسے موجود ہون جو فضیلت مین متفاوت ہون
لیکن شرائط معتبرہ اون دونون مین متحقق ہون پس اگر امام ؑ منصب قضا کو شخص افضل سے متعلق
فرمائین تو قطعاً جائز ہوگا اور آیا امام ؑ کو اوسکے متعلق کرنے مین افضل سے مفضول کیطرف عدول کرنا
جائز ہوگا یا نہین اسمین تردد ہے لیکن جواز عدول بیوجہ نہین ہے اسلیے کہ اوسکا خلل نظر امام ؑ
کے ساتھ منجبر ہوجائیگا (نقصان فضیلت) چوتھا مسئلہ جبکہ امام ؑ کسی قاضی کو استخلاف (نائب کرنا) کی اجازت
دین تو اوسکو اپنے لیے کسی شخص کا خلیفہ (نائب) مقرر کرنا جائز ہوگا اور اگر امام ؑ نے اوسکو

استخلاف کی ممانعت فرمائی ہو تو جائز نہو گا اور اطلاق تولیہ کی صورت مین اگر کوئی امارت ایسی موجود ہو جو اذن استخلاف پر دلالت کرتی ہو جیسے ولایت کا اسقدر وسیع ہونا کہ شخص واحد اوسکا ضبط نکر سکتا ہو تو اوسکو نائب کا مقرر کرنا جائز ہو گا والا جائز نہو گا اسلیئے کہ متولی قضا ہونا اذن امام پر موقوف ہی پانچوان مسئلہ جبکہ ایسا شخص متولی قضا ہو جسپر قضا متعین نہین ہی پس اگر اوسکے پاس اسقدر مال موجود ہو جو اوسکی ضروریات کے لیئے کافی ہو تو اوسکے لیئے رزق کا بیت المال سے طلب نکرنا افضل ہی اور اگر طلب کریگا تو جائز ہو گا اسلیئے کہ وہ منجملہ مصالح ہی اور اگر اوسپر قضا متعین ہو اور اسقدر مال موجود نہو جو اوسکے ضروریات کو کافی ہو تو اوسکو رزق کا بیت المال سے اخذ کرنا جائز ہو گا اور اگر اوسکے پاس اسقدر مال موجود ہو جو ضروریات کے لیے کافی ہو تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ اوسکو رزق کا بیت المال سے اخذ کرنا جائز نہو گا اسلیئے کہ وہ فعل واجب کو ادا کرتا ہی جسپر اجرت کا اخذ کرنا حرام ہے اور آیا قاضی کو متخاصمین (مدعی و مدعی علیہ) سے جعل (اجرت) کا اخذ کرنا جائز ہی یا نہین پس اسمین بین العلما اختلاف ہی اور اس مقام پر شیخ مصنف رہ غیر متعین للقضا اور اوسکے غیر مین تفصیل کرنا بیوجہ نہین ہی پس جبکہ اوسپر متولی قضا ہونا متعین نہو اور ضرورت حاصل ہو تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ اس صورت مین قاضی کو جعل کا متخاصمین سے اخذ کرنا جائز ہو گا لیکن عدم جواز کا قائل ہونا اولے ہے اور اگر دونون شرطون (قضا کا متعین نہونا اور ضرورت کا حاصل ہونا) مین سے کوئی شرط مختل ہو جاسے جیسے اوسپر قضا کا متعین ہونا یا ضرورت کا حاصل نہونا تو اوسکو جعل کا اخذ کرنا جائز نہو گا اور شاہد (گواہ) کے لیئے اداے شہادت پر اجرت کا اخذ کرنا جائز نہین ہی اسلیئے کہ بصورت امکان اوسپر اقامتِ شہادت متعین ہی اور موذن اور قاسمِ اموال اور کاتب قاضی اور مترجم اور صاحب دیوان (دفتر) اور والی بیت المال (جو بیت المال کی حفاظت

کرتا ہی کو رزق کا بیت المال سے اخذ کرنا جائز ہی اسلیے کہ وہ مصالح مسلمین مین داخل ہی اور اسیطرح اوس شخص کو بھی رزق کا بیت المال سے اخذ کرنا جائز ہی جو لوگون کے لیے کیل (ناپنا) یا وزن (تولنا) کرتا ہو اور اسیطرح معلم قرآن و آداب کو بھی رزق کا بیت المال سے اخذ کرنا جائز ہی **چھٹا مسئلہ** قاضی کی ولایت (حکومت) استفاضہ (شیاع و شہرت) سے ثابت ہوتی ہی اور اسیطرح نسب اور ملک مطلق (جسمین کوئی شخص متصرف ہو اور اوسکے مالک ہونے کی وجہ معلوم نہو) اور موت اور نکاح اور وقف اور عتق بھی استفاضہ سے ثابت ہوتی ہین اسلیے کہ امور مذکورہ پر بینہ کا قائم کرنا غالبًا متعذر ہوتا ہی اور اگر ولایت قاضی کسی سبب سے حد استفاضہ پر بالغ نہو جیسے اوسکے ولایت کے مقام کا عقد قضا کی مقام (جس جگہہ پر کہ وہ قاضی مقرر ہوا ہی) سے بعید ہونا الی غیر ذالک من الاسباب تو امام یا اونکے منصوب (جو امام کی طرف سے مقرر ہو) کو قاضی مذکور کی ولایت (حکومت) پر دو عادلون کا باین معنی شاہد کرنا کہ فلان شخص کو امام یا اونکے منصوب نے فلان بلد کا قاضی مقرر فرمایا ہی اور اون دونونکا اہل بلد کے سامنے اوسکے شہادت کے لیے قاضی مذکور کے ہمراہ کرنا ضرور ہوگا اور اہل ولایت پر (اہل بلد ۱۲) عدم بینہ کی صورت مین قاضی مذکور کے دعوی کا اوسوقت تک قبول کرنا واجب نہوگا جب تک کہ اون کو قاضی مذکور کے صادق ہونیکا یقین حاصل نہو اگرچہ اوسکے صادق ہونے پر امارات (وہ علامات جو مفید ظن ہوتے ہین) شاہد ہون **ساتوان مسئلہ** دو قاضیونکا بلد واحد (ایک شہر) مین اس طرح منصوب کرنا جائز ہی کہ ہر ایک کے لیے علی انفرادہ کوئی جہت معین نہو جیسے اون دونون مین سے ایک کا اموال مین اور دوسرے کا دماء و فروج مین قاضی مقرر کرنا اور آیا جہتہ واحدہ مین اون دونون کا شریک کرنا بھی جائز ہی یا نہین پس بعض علماے فرمایا ہی کہ جائز نہین ہی تاکہ اختیار قاضی مین اختلاف متخاصمین کا مادہ منقطع ہوجاے

ان یاخذ الرزق من بیت المال لانہ من المصالح ویعول لکلا من الناس او یکیل لہم او یزن ومن یعلم القرآن والآداب السادسۃ تثبت ولایۃ القاضی بالاستفاضۃ وکذا یثبت بالاستفاضۃ النسب والملک المطلق والموت والنکاح والوقف والعتق ولو لم یستفض لما بعد موضع ولایتہ عن موضع عقد القضاء او لغیرہ من الاسباب اشہد الامام او من نصبہ الامام علی ولایتہ عدلین بصورۃ ما جری من الحال یسیرہما معہ لیشہدا بالولایۃ ولا یجب علی اہل الولایۃ قبول دعواہ مع عدم البینۃ وان شہدت لہ الامارات ما لم یحصل الیقین السابعۃ یجوز نصب قاضیین فی البلد الواحد لکل منہما جہۃ علی انفرادہ وہل یجوز التشریک بینہما فی الولایۃ الواحدۃ قیل لا حسما لمادۃ الاختلاف المتنازعین فی الاختیار

لکن اوسکا جائز ہونا بے وجہ نہین ہی اسلیے کہ قضا وہ نیابت ہی جو اختیار منوبٌ عنہ (امام) کے تابع ہی **آٹھوان مسئلہ** جبکہ قاضی مین کوئی ایسا مانع حادث ہو جاسے جسکے ساتھ قضا منعقد نہو سکتی ہو جیسے جنون اور فسق تو وہ قاضی عہدۂ قضا سے از خود معزول ہو جائیگا اگرچہ امام اوسکو معزول نفرمائین اور اگر حدوث مانع کے بعد کوئی حکم صادر کریگا تو وہ حکم نافذ نہوگا اور آیا امام کو قاضی کا بلا سبب معزول کر دینا بھی جائز ہی یا نہین اسمین تردد ہی لکن عدم جواز بے وجہ نہین ہی اسلیے کہ باعتبار شرع اوسکی ولایت مستقر ہو چکی ہے بس محض خواہش نفس سے زائل نہوگی لکن اگر امام یا اونکے نائب کے نظر مین کسی وجہ سے اوسکا عزل کر دینا مصلحت ہو یا کوئی دوسرا شخص ایسا موجود ہو جو اوس سے افضل ہو تو اوسکا معزول کر دینا جائز ہوگا اسلیے کہ اسمین جملہ مسلمین کے مصالح کی مراعات ہی **نوان مسئلہ** جبکہ امام علیہ السلام انتقال فرمائین تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف مین فرمایا ہی کہ ہمارے مذہب کا مقتضی یہ ہی کہ جملہ قضاۃ از خود معزول ہو جائین اور کتاب مبسوط مین فرمایا ہی کہ معزول نہونگے اسلیے کہ باعتبار شرع اونکی ولایت ثابت ہو چکی ہی پس انتقال امام کی وجہ سے زائل نہوگی اور قول اول اشبہ ہی اور اگر قاضی اصلی وفات پائے تو اوسکا نائب معزول ہو جائیگا اسلیے کہ نائب کا مقرر کرنا اون امام کے ساتھ مشروط ہی پس قاضی اصلی کے نائب پر نائب امام کا حکم جاری کیا جائیگا پس وفات واسطہ (قاضی اصلی) کی وجہ سے معزول نہوگا لکن اوسکے معزول ہو جانیکا قائل ہونا اشبہ ہی **دسوان مسئلہ** جبکہ کوئی مصلحت ایسے شخص کے متولی قضا کرنے کو مقتضی ہو جسمین مجموع شرائط متحقق نہون جیسے اوسکا عادل یا عالم نہونا تو اوسکی ولایت منعقد ہو جاے گی اسلیے کہ اوس مصلحت کی مراعات لازم ہی جسکا تحقق نظر امام مین مفروض ہی جیسا کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے زمانہ مین بعض قضاۃ (قاضی شریح

کے لیئے اتفاق ہوا اور بعض علما نے اسکو منع فرمایا ہی اسلیئے کہ جناب امیر ؑ قاضی غیر مرضی کے
لیئے امور قضا کی تفویض نفرماتے تھے بلکہ جن احکام کو کہ قاضی مذکور نافذ کرتا تھا ان احکام مین
اسکے شریک رہتے تھے پس درحقیقت حضرت ہی قاضی رہتے تھے اور شخص منصوب قاضی نہوتا تھا گیارھون
مسئلہ جس شخص کی شہادت مقبول نہین ہوتی اوسکا حکم بھی نافذ نہین ہوتا جیسے ضرر
والد پر اوسکے مولود کا حکم اور ضرر مولا پر اوسکے غلام کا حکم اور ضرر خصم پر اوسکے خصم کا حکم اور
مولود کے ضرر و نفع مین والد کا حکم اور بھائی کے نفع و ضرر مین بھائی کا حکم اوسیطرح نافذ
ہوتا ہے جسطرح کو اونکی شہادت جائز و مقبول ہوتی ہی بحث دوم آداب قاضی کے
بیان مین اور اونکی دو قسمین ہین قسم اول آداب مستحبہ کے بیان مین اور وہ کئی ہین
اول یہ کہ قبل ورود اپنے اہل ولایت مین سے کسی شخص معتمد کو طلب کرے اور اوس سے
اون احوال کا سوال کرے جنکی طرف اوسکو امور بلد مین حاجت ہوتی ہے جیسے علما و
ثقات و ارکان کا دریافت کرنا تاکہ مستحق تعظیم کو غیر مستحق سے امتیاز ادا اور اوسکے امور
مین سہولت حاصل ہو دوم یہ کہ بعد ورود وسط بلد مین سکونت کرے تاکہ اوسپر خصوم کے
وارد ہونے مین مساوات رہے سوم یہ کہ اپنے وارد ہونے پر اہل بلد کو مطلع کرے اگر وہ بلد
وسیع ہو اور بدون اطلاع اوسکی خبر منتشر نہو سکتی ہو چہارم یہ کہ قضا کے لئے موضع بارز
(مکان ظاہر) مین جلوس کرے جیسے رحبہ (وہ صحرا جو سواد شہر مین واقع ہو) و فضا
(مقام کشادہ) تاکہ اہل بلد کو اوسکے پاس پہنچنے مین سہولت ہو پنجم یہ کہ اولاً اون
اشیا کو اخذ کرے جو حاکم معزول کے پاس موجود ہون جیسے لوگون کی اسنادین اور
اونکی امانتین تاکہ اوسکو احوال مردم و انکے حقوق و حوائج کی تفصیل معلوم ہو جائے ششم یہ کہ
اگر احکام قضا کو مسجد مین جاری کرے تو تحیۂ مسجد کی دو رکعتون کو وقت دخول بجالاے

بولایته ولو حکم فی المسجد صلی عند دخوله تحیة المسجد

بعد ازان پشت بقبلہ ہو کر نشست کرے تا کہ جماعت خصوم روبقبلہ ہو اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ قاضی کو روبقبلہ ہو کر نشست کرنا مستحب ہی اسلیئے کہ رسولخدا م نے ارشاد فرمایا ہی خیر المجالس ما استقبل بہ القبلۃ (بہترین مجالس وہ مجلس ہے جسمین روبقبلہ نشست ہو) لیکن قول اول ظہر ہی ہفتم یہ کہ جب ارادہ قضا کرے تو اولًا اہل سجون کے احوال کی تفتیش کرے اور اونکے اسمار کو تحریر کرکے اور اہل شہر کو مطلع کرے کہ فلان وقت امر محبوسین مین نظر کیجائیگی (اور اوسکے لیئے کوئی روز اور وقت معین کردے) پس جس شخص کا کوئی محبوس ہو وہ وقت معین پر حاضر ہو پس جبکہ جماعت خصوم مجتمع ہو تو ایک ایک محبوس کا نام نکالا جائے اور اوسکے محبوس ہونے کی وجہ کو دریافت کرتا جائے اور وجہ حبس کو اوسکے خصم پر پیش کرے پس اگر اوسکے حبس کی کوئی وجہ شرعی ثابت ہو تو محبس کی طرف اوسکا اعادہ کرے اور اگر اوسکے محبوس ہونے کی کوئی وجہ ثابت نہو تو اوسکے حال کو مشتہر کردے پس اگر اوسکا کوئی خصم پیدا نہو تو اوسکو رہا کرے اور اسیطرح اگر کسی محبوس کو حاضر کرے اور وہ محبوس کہے کہ میرے لیئے کوئی خصم نہین ہی تب بھی اوسکے حال کو بلد مین مشتہر کرے پس اگر اوسکے لیے کوئی خصم ظاہر نہو تو اوسکو رہا کرے اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ محبوس مذکور کو مع ذلک قسم بھی دیجائیگی ہشتم یہ کہ جب اہل سجون سے فارغ ہو تو اوصیار ایتام (جو لوگ یتیمون پر وصی مقرر ہین) کے احوال سے سوال کرے اور اونکے ساتھ وہ احکام بجالائے جو واجب العمل ہین جیسے کسی وصی کا ضامن قرار دینا یا اوسکے حکم کا نافذ کرنا یا کسی وجہ سے (جیسے یتیم کا بالغ ہو جانا یا خیانت وصی کا ظاہر ہونا) یا اوسکی ولایت کا ساقط کرنا یا درصورت عجز اوسکے ساتھ کسی شریک کا منضم کرنا نہم یہ کہ جب احوال اوصیار سے فارغ ہو تو حاکم معزول کی طرف سے امنا و معتمدین مین نظر کرے جو اون یتیمون کے مال کی حفاظت کرتے ہین جنکی ولایت

حاکم کے متعلق ہوئی ہی یا اموال مرحوم اونکے پاس موجود ہین جیسے ودلیعت یا مال محجور علیہ (ممنوع التصرف) پس امناء مذکورین مین سے خائن کو معزول (برطرف) کرے اور ضعیف کے لئے کسی دوسرے شخص کو اوسکا معین قرار دے یا حسب مصلحت اوسکے بدل مین کسی دوسرے شخص کو مقرر کرے وہم یہ کہ جب امناء حاکم مین نظر کرنے سے فارغ ہو تو ضوال (حیوانات گم شدہ) و لقطہ (اشیاء برداشتہ شدہ) مین نظر کرے پس جس مال کے تلف ہونیکا خوف ہو یا اوسکے نفقہ نے اوسکی قیمت کا استیعاب کیا ہو اوسکو فروخت کرے اور جس مال کی کہ ملتقط نے ایک سال تک تعریف کی ہو اوسپر اپنا قبضہ کرے اگر اس قسم کا کوئی مال امناء حاکم کے پاس موجود ہو اور اگر منجملہ ضوال و لقطہ کوئی مال ایسا نہو جسکے تلف ہونیکا خوف ہو یا اوسکی قیمت اور نفقہ مساوی ہو یا ملتقط اوسکے ایک سال تک تعریف کر چکا ہو جیسے جواہر اور اثمان (طلا و نقرہ) تو قاضی کو ارباب مال کے لیے اوسکا باقی اور محفوظ رکھنا لازم ہوگا تا کہ وقت حضور اونکے حوالہ کرے جسکی تفصیل کتاب لقطہ مین مذکور ہو چکی ہے یازدہم یہ کہ اہل علم (مجتہدین) مین سے وقت قضا اون لوگون کو حاضر کرے جو اوسکے حکم کا مشاہدہ کرین اور در صورت خطا اوسکو متنبہ کرین اسلیے کہ ہمارے نزدیک ایک ہی شخص مصیب ہوتا ہی اور اونکے ساتھ اون مسائل نظریہ مین مباحثہ کرے جو اوسپر مبہم ہون تا کہ اوسکا فتوی بروجہ تحقیق واقع ہو اور اگر کسی مسئلہ مین قاضی خطا کرے اور بعد تلف اوسکو اپنی خطا معلوم ہو تو ضامن نہوگا اور بیت المال سے اوسکی ضمانت متعلق ہوگی دوازدہم یہ کہ جب طریق شرع سے احد الغریمین (مدعی یا مدعی علیہ) تعدی کرے تو خطا پر بہ نرمی اوسکو مطلع کرے پس اگر عود کرے تو اوسکو زجر و توبیخ کرے اور اگر پھر عود کرے تو حسب حال اوسکی تادیب کرے اور اوسی حد پر اقتصار کرے جسکو ضابط شرعی

ترجمہ ۱۲ طریقہ

مقتضی ہو قسم دوم آداب مکروہہ کے بیان مین اور وہ بھی کئی ہین اول یہ کہ وقت قضا کسی حاجب کو مقرر کرے دوم یہ کہ مسجد کو دائما مجلس قضا قرار دی اور کسی قضیہ کا اتفاقا مسجد مین فیصل کرنا مکروہ نہین ہی اور بعض علما نے اوسکی کراہت کو مطلقًا منع فرمایا ہی اسلیئے کہ جناب امیر ع کا جامع کوفہ مین متولی قضا ہونا معلوم ہی سوم یہ کہ حالت غضب مین حکم کرے اور اسیطرح ہر ایسے وصف کے ساتھ حکم کرنا مکروہ ہی جو شغل نفس مین مساوی غضب ہو جیسے جوع عطش غم - فرح - وجع - مدافعت اخبثین (بول و براز) - غلبہ نعاس اور اگر احوال مذکورہ مین کوئی حکم جاری کرے تو نافذ ہوگا جبکہ حق ہو چہارم یہ کہ اپنے لئے خود متولی بیع و شرا ہو بلکہ کسی دوسرے شخص کا وکیل کر دینا مستحب ہی اور اسیطرح اگر قاضی کو کسی شخص کے ساتھ کوئی خصومت پیش آجائے تو اوسکا خود متولی خصومت ہونا مکروہ اور کسی کا وکیل کر دینا مستحب ہوگا پنجم یہ کہ خصم کے ساتھ ایسے انقباض کا استعمال کرے جو اونکے لیئے اظہار حجت سے مانع ہو ششم یہ کہ ایسے نرمی کے ساتھ پیش آئے جسکی وجہ سے جرأت خصم پیدا ہو ہفتم یہ کہ ادائے شہادت کے لیئے جماعت عدول مین سے ایک قوم کو معین کرے اور بعض آخر کی شہادت کو سماعت نکرے اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ یہ حرام ہی اسلیئے کہ موجب قبول مین جملہ عدول مساوی ہین علاوہ برین اسمین لوگون پر کلفت اقتصار سے مشقت لازم آتی ہی اور اس مقام پر کئی مسئلے قابل بیان ہین پہلا مسئلہ امام ع کو اپنے علم کے موافق مطلقًا حکم کرنا صحیح ہی اور امام ع کے علاوہ باقی قضاۃ کو حقوق ناس مین اپنے علم کے موافق حکم کرنا قطعًا جائز ہی اور آیا حقوق اللہ مین بھی اوسکے اپنے علم کے موافق حکم کرنا جائز ہی یا نہین اسمین دو قول ہین لیکن اون دونون مین جواز قضا صحیح تر ہی اور صور مذکورہ مین جواز حکم کے لئے کسی شاہد کا حاضر ہونا لازم نہین ہی دوسرا مسئلہ جبکہ مدعی اپنے دعوے پر کوئی بینہ قائم کرے اور حاکم کو بینہ مذکورہ کی عدالت

فان التمس المدعي حبس المنكر لعدم الحاكم الى ان يعدل لها قال الشيخ يحبس لقيامه والبينة لما ادعاه وفيه اشكال من حيث لم تثبت البينة حقا يوجب العقوبة

الثالثة لو قضى الحاكم على غريم بضمان مال وامر بحبسه فعند حضور الحاكم الثاني ينظر فان كان الحكم موافقا للحق لزم والا ابطله سواء كان مستنده قطعيا او ظنيا وكذا كل حكم قضى به الاول وبان للثاني فيه الخطاء فانه ينقضه وكذا لو حكم هو ثم تبين الخطاء فانه يبطل الاول ويستأنف الحكم بما علمه حقا

الرابعة ليس على الحاكم تتبع حكم من كان قبله لكن لو زعم المحكوم عليه ان الاول حكم عليه بالجور لزمه النظر فيه وكذا لو ثبت عنده ما يبطل الحكم الاول ابطله سواء كان من حقوق الله او من حقوق الناس

الخامسة اذا ادعى رجل ان المعزول قضى عليه بشهادة فاسقين وجب احضاره وان لم يقم المدعي بينة فان حضر واعترف الزم وان قال

معلوم نہو اور قاضی سے منکر کے اوسوقت تک محبوس رکھنے کا مدعی التماس کرے جب تک کہ اوسکی تعدیل کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ قاضی کو منکر کا محبوس کر دینا جائز ہوگا اسلیئے کہ دعواے مدعی پر بینہ قائم ہو چکا ہی اور اسمین اشکال ہی اسلیئے کہ بینہ مذکورہ سے مدعی کا کوئی حق ایسا ثابت نہین ہوا جو منکر کے لیئے موجب عقوبت ہو **تیسرا مسئلہ** اگر کوئی حاکم کسی غریم پر ضمانت مال کا حکم اور اوسکے حبس کرنے کا امر کرے اور حاکم ثانی حاضر ہو تو اوسپر حاکم اول کے حکم مین نظر کرنا لازم ہوگا پس اگر حکم اول موافق حق ہو تو اوسکو نافذ کریگا اور اگر مخالف حق ہو تو اوسکو باطل کریگا خواہ حکم دوم کا مستند قطعی ہو جیسے اجماع خبر متواتر یا اجتہادی (ظنی) ہو جیسے خبر واحد۔ منصوص العلۃ۔ اور اسیطرح جس حکم کو کہ حاکم اول جاری کرے اور حاکم ثانی کے لیئے حکم مذکورہ مین اوسکی خطا ثابت ہو جائے تو اوسکا نقض کرنا جائز ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی حاکم کسی حکم کو جاری کرے بعد ازان خود اوسی کو اپنی خطا معلوم ہو جائے تو اوسکو حکم اول کا باطل کرنا اور حکم کا بروجہ صواب استیناف کرنا لازم ہوگا۔ **چوتھا مسئلہ** حاکم پر اون قضاۃ کے احکام کا تتبع کرنا لازم نہین ہی جو اوسکے قبل مقرر تھے لیکن اگر محکوم علیہ مدعی ہو کہ حاکم اول نے اوسپر جور کے ساتھ حکم کیا ہی تو اوسکو حکم اول مین نظر کرنا لازم ہوگا اور اسیطرح اگر حاکم دوم کے نزدیک ایسا امر ثابت ہو جاے جس سے حاکم اول کا حکم باطل ہوتا ہو تو اوسکو باطل کرے گا خواہ حقوق اللہ سے متعلق ہو یا حقوق ناس سے **پانچوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص مدعی ہو کہ حاکم معزول نے دو فاسقون کی شہادت کے سبب سے مجھپر حکم کیا ہی تو حاکم منصوب کو حاکم معزول کا حاضر کرنا واجب ہوگا اگرچہ مدعی نے کوئی بینہ قائم نکیا ہو پس اگر حاکم معزول نے حاضر ہو کر صدق مدعی کا اعتراف کیا تو اقرار کے موافق اوسکو الزام دیا جائیگا اور اگر حاکم معزول نے

حاضر ہو کر بیان کیا کہ مین نے شہادت عدلین کے سوا کسی اور سبب سے اوسپر حکم نہین کیا تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ حاکم معزول کو اقامت بینہ کی تکلیف دیجائیگی اسلیے کہ اوسنے مدعی سے مال کے منتقل ہونے کا اعتراف کیا ہی اور مع ذلک ایسے امر کا دعوی کرتا ہی جو ضمانت کو اوس سے زائل کردے لہذا اوسپر نفی ضمان کے لیے بینہ کا قائم کرنا لازم ہوگا اور یہ قول خالی از اشکال نہین ہی اسلیے کہ ظاہر یہ ہی کہ احکام شرعیہ مین حکام احتیاط کرتے ہین کیونکہ وہ امین قرار دیے گئے ہین لہذا حاکم کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہونا چاہیے اسلیے کہ وہ مدعی ظاہر ہی اور بینہ کا قائم کرنا اوس شخص پر لازم ہوتا ہی جو خلاف ظاہر کا مدعی ہو **چھٹا مسئلہ** جبکہ حاکم کو سماع شہادت وغیرہ کے لیے کسی مترجم کی حاجت ہو تو اوسکو عدل واحد پر قناعت کرنا صحیح نہوگا بلکہ شاہدین عدلین کے ترجمہ کا قبول کرنا معین ہوگا اسلیے کہ ترجمہ عدلین کا معتبر ہونا متفق علیہ ہی اور ترجمہ کا از قبیل روایت ہونا جسمین قول واحد معتبر ہی مشکوک ہی لہذا اوسکا از قبیل شہادت ہونا جسمین تعدد کا اعتبار لازم ہی اقرب الی الاحتیاط ہوگا

ساتوان مسئلہ جبکہ قاضی کسی کاتب کو مقرر کرے تو اوسمین صفات ذیل کا مجتمع ہونا لازم ہوگا **اول** اوسکا بالغ ہونا **دوم** اوسکا عاقل ہونا **سوم** اوسکا مسلم ہونا **چہارم** اوسکا عادل ہونا اسلیے کہ وہ امین ہی **پنجم** اوسکا طرق کتابت پر بصیر ہونا تاکہ اوسکے انخداع (فریب کھانا) سے امن رہی اور اگر صفات مذکورہ کے ساتھ فقیہ بھی ہو تو خوب ہے

آٹھوان مسئلہ اگر حاکم کو شاہدین کا عادل ہونا معلوم ہو تو اون کی شہادت کی بنا پر حکم کرنا لازم ہوگا اور اگر اونکا فاسق ہونا معلوم ہو تو اونکی شہادت کا رد کرنا معین ہوگا اور اگر حاکم پر اون کا عادل یا فاسق ہونا مجہول ہو تو اون کے احوال کا تحقیق کرنا واجب ہوگا اور اسیطرح اگر حاکم کو اونکا مسلم ہونا معلوم ہو اور اونکا عادل ہونا مجہول ہو تو

توقف کریگا تا وقتیکہ اونکا عادل یا مجروح ہونا متحقق ہو اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب
خلاف مین فرمایا ہی کہ حاکم کو مجہول کا بمنزلہ عادل قرار دینا اور اوسکے موافق حکم کرنا صحیح ہوگا
اور اسبارہ مین جو روایتین وارد ہوئی ہین وہ شاذ ہین اور عامہ کے موافق ہین اور اگر
حاکم کو کسی طریقہ معتبرہ سے شاہدین کا عادل ہونا ثابت ہو اور اوسکے موافق حکم کرے
بعد ازان اونکا وقت حکم فاسق ہونا معلوم ہو جائے تو اپنے حکم کو باطل کریگا اور شہادت
مین حسن ظاہر پر تعویل (اعتماد) کرنا جائز نہین ہی اور تزکیہ شاہدین سے در پردہ سوال کرنا
سزاوار ہے اسلیے کہ یہ تہمت سے ابعد ہی اور ثبوت عدالت مین بیان تفصیلی کی طرح اجمالی بھی
کافی ہی اور تحقیق عدالت ایسی معرفت باطنیہ کے حصول پر موقوف ہی جو اس شہادت پر
سابق ہو اور ثبوت جرح مین بیان تفصیلی ہونا لازم ہی اور اجمالی کافی نہین ہی اور بعض
علمانے فرمایا ہی کہ ثبوت جرح مین بھی مطلق بیان کافی ہی اگرچہ اجمالی ہو اور جرح کو
تقادم معرفت کی حاجت نہین ہی اور موجب جرح کا معلوم ہونا کافی ہی اور اگر تعدیل و جرح
مین شہود مختلف ہون تو جرح کا مقدم کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ وہ ایسے فعل کی شہادت ہی
جسکا باقی شہود پر مخفی رہنا ممکن ہی اور اگر جرح و تعدیل مین دو بینے متعارض ہون تو شیخ
علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف مین فرمایا ہی کہ حکم مین فقدان مرجح کے سبب سے توقف کیا جائیگا
لکن اگر بینہ جرح پر عمل کرنے کے قائل ہون تو خوب ہو اسلیے کہ سبب حکم سے متحقق ہونے
مین اصل عدم ہی نوان مسئلہ شہود کے متفرق کرنے اور ہر ایک شاہد سے بدون آگے سوال
کرنے مین کوئی مضائقہ نہین ہی اور ایسے شہود کا متفرق کرنا مستحب ہی جنکی عقل و بصیرت مین
قوت نہو دسوان مسئلہ شاہد جرح کو اوسوقت تک شہادت دینا صحیح نہین ہی جبتک
کہ ایسے فعل کا مشاہدہ نکرے جو قادح عدالت ہی یا وہ فعل ما بین مردم اس حد پر شایع ہو

جو موجب علم ہوتی ہی جیسے شیاع کا سجد تواتر مانع ہونا اور ایک یا دو شخصون سے حرج کے سماع کرنے پر تعویل کرنا صحیح نہین ہی اسلیے کہ اونکے خبر سے یقین حاصل نہین ہوتا اور جبکہ عدالت شاہد ثابت ہو جائے تو اوسکی عدالت کے مستمر رہنے کا حکم کیا جائیگا تاوقتیکہ اوس سے کسی ایسے امر کا صادر ہونا معلوم ہو جو منافی عدالت ہی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ جب اسقدر مدت گزر جائے جسمین حال شاہد کا متغیر ہونا ممکن ہو تو حاکم کو اوسکی عدالت سے از سر نو بحث کرنا لازم ہوگا اور اسکے لیے کوئی حد معین نہین ہی بلکہ رائے حاکم پر اوسکا مدار ہو گیارھوان مسئلہ حاکم کے لیے ہر ہفتہ کی قضایا یا احکام اور اوسکے وثائق (یعنی بیع نامجات وغیرہ جو لوگون کی اسناد ہین) اور حجج مردم کا جمع کرنا اور اونپر تاریخ ورز وغیرہ کا تحریر کر دینا سزاوار ہی اور اسیطرح جبکہ ایک مہینہ کی قضایا یا احکام اور اوسکے حجج و وثائق مجتمع ہو جائین تو اونپر اوس مہینہ کا ضبط کرنا سزاوار ہی اور اسیطرح جبکہ ایک سال کے قضایا و احکام وغیرہا مجتمع ہو جائین تو اون کا جمع کرنا اور اونپر اوس سال کا ضبط کرنا سزاوار ہوگا تاکہ وقت احکام سے اخراج مطلوب مین سہولت ہو بارھوان مسئلہ جس مقام مین کہ حاکم پر کسی محضر کا تحریر کرنا واجب ہو تو اوسکے مقدمات کا بہم پہنچانا اوسپر لازم نہوگا لیکن اگر بیت المال سے وہ اشیا اوسکے حوالہ کر دیے جائین جنکے صرف کرنے کی کتابت مین حاجت ہوتی ہی تو اوسپر کتابت کرنا واجب ہوگا اور اسیطرح اگر خود ملتمس (صاحب غرض جسکا محضر لکھا جاتا ہے) اون اشیا کو اپنے مال مخصوص مین سے حاضر کرے تب بھی حاکم کو کتابت کرنا واجب ہوگا اور حاکم پر قرطاس کا اپنے مال مخصوص مین سے دفع کرنا واجب نہوگا تیرھوان مسئلہ حاکم کے لیے شہود پر مشقت کا داخل کرنا اور اونکو امور ناگوار کے تکلیف دینا مکروہ ہی جبکہ وہ لوگ صاحبان بصیرت ہون اور ادیان قویہ رکھتے ہون جیسے اونکا متفرق کرنا اسلیے کہ اسمین اونکے لیے ایک نوع کی سبکی اور خواری ہی البتہ ایسے امر کا مواضع ریبہ و مواقع تہمت مین

استعمال کرنا مستحب ہی چودھوان مسئلہ حاکم کو تعتعۂ شاہد جائز نہین ہی جس سے حاکم کا
اثناء تلفظ بالشہادۃ مین کسی ایسے کلام کو جو نافع یا مضر ہو داخل کردینا یا بعد فراغ کسی
ایسے لفظ کو جو تتمۂ شہادت قرار پاسکے زائد کردینا مراد ہی بلکہ حاکم کو اوسوقت تک کف لسان کرنا
واجب ہی جبتک کہ وہ اپنے بیان کو تمام کرے اگرچہ وہ اپنی شہادت مین ہیبت حاکم وغیرہ (اور اوسکو قابل سماعت یا لائق رد کردے ۱۲)
کے سبب سے تردد بھی کرتا ہو اور اگر شاہد کسی وجہ سے اوسکے شہادت مین توقف کرے تو
حاکم کو اوسکا اقامت شہادت پر اقدام کرنے مین رغبت دلانا جائز نہین ہی اور اسیطرح حاکم کو
شاہد کا ترک شہادت پر آمادہ کرنا بھی جائز نہین ہی اور اسیطرح حاکم کو مدعی علیہ کا اقرار
بحق سے باز رکھنا بھی جائز نہین ہی اسلیئے کہ اسمین مدعی پر ظلم لازم آتا ہی ہان حاکم کو حقوق اللہ
مین مجرم کا اقرار بحق سے باز رکھنا جائز ہی اسلیئے کہ جب ماعز نے زنا کا اعتراف کیا تو پیغمبر خدا ۱۲
نے اوس سے ارشاد فرمایا لعلک قبلتہا لعلک لمستہا (شاید کہ تو نے اوسکا بوسہ لیا ہو شاید (ہاتھ لگایا ۱۲)
تو نے اوسکا لمس کیا ہو) اور حضرت نے اس کلام رحمت انضمام مین اشارۃً تستار (اخفاء جرم کو
اختیار کرنا) کی تعریض ہی سترھوان مسئلہ حاکم کو احد الخصمین کا بدون آخر مہمان کرنا مکروہ ہی
سولھوان مسئلہ رشوۃ اوسکے آخذ (لینے والا) پر مطلقاً حرام ہی اور دافع رشوۃ بھیوقت مین
آثم ہوتا ہی جبکہ اوسکے ساتھ حکم بالباطل کی طرف توصل کرے اور اگر حکم بحق کی طرف توصل (حکم حق پر پہونچانا ۱۲)
کرے تو آثم نہوگا اور مرتشی کو رشوت کا اوسکے مالک پر رد کرنا واجب ہی اور اگر قبل وصول (پہونچانا ۱۲)
الی المالک (مالک تک پہونچنے سے پہلے) وہ تلف ہوجاسے تو مرتشی اوسکا مالک کو لیئے (رشوت کا لینے والا ۱۲)
ضامن ہوگا سترھوان مسئلہ جبکہ احد الخصمین (مدعی) دوسرے خصم (مدعی علیہ) کے مجلس حکم
مین حاضر کرنیکا حاکم سے التماس (درخواست) کرے پس اگر وہ حاضر بلد ہو تو حاکم کو اوسکا مطلقاً
(خواہ اہل مروت سے ہو یا نہو) حاضر کرنا لازم ہوگا خواہ مدعی نے اپنے دعوے کو محرر کیا ہو یا نکیا ہو

اور اگر غائب ہو تو حاکم کو اوسکا طلب کرنا اوسوقت تک لازم نہوگا جب تک کہ مدعی اپنے دعوے کو تحریر نکرے اور بین الصورتین یہ فرق ہی کہ صورت ثانیہ مین مشقت وضرر لازم آتا ہے اسلیے کہ دعوی مدعی کا قابل سماعت نہونا بھی محتمل ہی لہذا اگر غائب کا طلب کرنا تحریر دعوی کے قبل شروع ہو اور مدعی کا دعوی قابل سماعت نہو تو مدعی علیہ پر محض مشقت وضرر کا لازم آنا واضح ہی بخلاف صورت اولی کے کہ وہان یہ محظور لازم نہین آتا اسلیے کہ اگر دعوے مدعی کا قابل سماعت نہونا فرض بھی کیا جاسے تو طلب حاضر کے مشروع ہونے مین اوسکا ضرر لازم نہین آتا یہ کلام اوس صورت مین ہی کہ جب مدعی علیہ اون مواضع مین سے کسی مقام پر موجود ہو جو ولایت حاکم سے متعلق ہین اور مقام مذکور مین حاکم کا کوئی نائب ایسا موجود نہو جو بین الخصوم حکم کرتا ہو والا حاکم کو صورت واقعہ سے اپنے نائب کا مطلع کرنا معین ہوگا تاکہ وہ اون دونون مین بروجہ صواب حکم کرے اور اگر مدعی علیہ کسی ایسے مقام پر موجود ہو جو ولایت حاکم سے متعلق نہو تو حاکم کو اوسپر حکم کا بحجت شرعیہ ثابت کرکے حوالہ مدعی کرنا معین ہوگا اگرچہ وہ غائب ہو اور مدعی کو کسی دوسرے حاکم کی وساطت سے اوسکے حاضر کرانیکا اختیار حاصل رہیگا اور اگر کوئی شخص کسی عورت پر دعوی کرے اور وہ عورت باہر نکلنے کی عادت رکھتی ہو تو اوس سے مردونکے احکام متعلق ہونگے اور اگر وہ عورت پردہ نشین ہو اور باہر نکلنے کی عادت نرکھتی ہو تو حاکم کو اوسکے پاس کسی ایسے شخص کا نائب کرکے مبعوث (روانہ) کرنا لازم ہوگا جو اون دونون (عورت اور اوسکا مدعی) مین حکم کرے

بحث سوم کیفیت حکم کے بیان مین اور اوسمین کئی مقصد ہین **پہلا مقصد** وظائف حکم کے بیان مین اور وہ سات ہین اول حاکم کو سلام کرنے اور محل نشست کے مقرر کرنے اور نظر کرنے اور کلام کرنے اور استماع کرنے اور عدل کے ساتھ حکم کرنے مین الخصمین

في الحكم والتسوية بينهما في الميل بالقلب لتعذره غالباً وانما تجب التسوية في الظاهر ولو كان احدهما مسلما جاز ان يكون المسلم قاعدا او على منزلة

الثانية لا يجوز ان يلقن احد الخصمين ما فيه ضرر على خصمه ولا ان يهديه لوجوه الحجاج لان ذلك يفتح باب المنازعة وقد نصب لسدها

الثالثة اذا سكت الخصمان استحب ان يقول ليتكلما او ليتكلم المدعي ولو احس منهما باحتشامه امر من يقول ذلك ويكره ان يواجه بالخطاب احدهما لما يتضمن من ايحاش الآخر

الرابعة اذا ترافع الخصمان وكان الحكم واضحا لزمه القضاء ويستحب ترغيبهما في الصلح فان ابيا الا التناجز حكم وان اشكل اخر الحكم حتى يتضح ولا حد للتاخير الا الوضوح

الخامسة اذا ورد الخصوم مترتبين بدئ بالاول فالاول فان وردوا جميعا قيل يقرع بينهم

(مدعی و مدعی علیہ) مساوات کرنا اور میل قلبیہ مین مساوات کرنا واجب نہین ہی اسلئے کہ وہ غالباً متعذر (دشوار) ہی اور حاکم کو امور مذکورہ مین ہین انخصمین مساوات کرنا اوسوقت واجب ہوگا جبکہ وہ دونون (مدعی و مدعی علیہ) اسلام و کفر مین مساوی ہون اور اگر احدہما مسلم ہو تو کافر ذمی کا قائم رکھنا اور مسلم کا قاعد (نشستہ) یا باعتبار منزل اعلیٰ رکھنا جائز ہوگا دوم حاکم کو احد الخصمین کے لیئے ایسے امر کا تلقین کرنا جائز نہین ہی جسمین دوسرے خصم کے لئے ضرر ہو اور اسیطرح حاکم کو احد الخصمین کا وجوہ حجاج (استدلال کرنا) کی طرف ہدایت کرنا بھی جائز نہین ہی اسلئے کہ ان امور سے ابواب منازعت مفتوح ہوتے ہین حالانکہ وہ ابواب منازعت کے مسدود کرنے کی غرض سے منصوب کیا گیا ہی سوم جبکہ خصمین سکوت کرین تو حاکم کو اون دونون سے کلام کرنے کی فرمائش کرنا مستحب ہی مثلاً کہے تکلما (تم دونون کلام کرو) یا کہے لیتکلم المدعی منکما (تم دونون مین جو مدعی ہو وہ کلام کرے) اور اگر حاکم کو اون دونون کا اپنی ہیبت کی وجہ سے ساکت ہونا معلوم ہو تو اس امر پر کسی دوسرے شخص کو مامور کرے اور حاکم کو احد الخصمین سے مواجہہ کرکے خطاب کرنا مکروہ ہی اسلئے کہ یہ دوسرے خصم کے ایحاش (وحشت کرنا) کو متضمن ہی چہارم جبکہ دو خصم مرافعہ کرین اور حکم واضح ہو تو قاضی پر حکم کرنا لازم ہوگا لیکن قاضی کو اون دونون کا صلح کی طرف ترغیب کرنا مستحب ہی اور اگر وہ دونون صلح سے انکار اور منازعت کو اختیار کرین تو حاکم پر اون دونون مین حکم کرنا متعین ہوگا اور اگر حکم مشکل ہو تو قاضی پر حکم کا موخر کرنا لازم ہوگا تا آنکہ واضح ہو اور تاخیر کے لیئے وضوح کے سوا کوئی حد مقرر نہین ہے پنجم جبکہ کئی خصم ترتیب (یکی بعد دیگرے) وارد ہون تو قاضی کو الاول فالاول کے ساتھ ابتدا کرنا واجب ہوگا اور اگر ایکہی دفعہ وارد ہون تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ اون مین بطریق متعارف قرعہ ڈالا جائیگا

اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ فقط اسماء مدعین کا تحریر کرنا کافی ہوگا اور خصوم کے ذکر کرنیکی حاجت نہوگی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ خصوم کا ذکر کرنا بھی ضرور ہوگا تاکہ خصومت مدعی اوسی مدعی علیہ کے ساتھ منحصر ہو اور یہ قول معتمد نہین ہی پس جن اوراق پر کہ اسماء مدعین مکتوب ہین حاکم کو اونکا زیر ساتر رکھنا اور ایک ایک رقعہ کا خارج کرنا بعد ازان صاحب رقعہ کا بترتیب طلب کرنا لازم ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اسماء مدعین کا تحریر کرنا اوس صورت مین صحیح ہوگا جبکہ قرعہ کا ڈالنا بوجہ کثرت متعسر (شاق) ہو **ششم** جبکہ دعوی مدعی کو مدعی علیہ کسی دعوی کے ساتھ قطع کرے تو اوسکا دعوی اوسوقت تک مسموع نہوگا جب تک کہ دعوی مدعی کا جواب ندے اور حکومت ختم نہو جاے بعد ازان مدعی علیہ کو اپنے دعوے کا از سر نو بیان کرنا صحیح اور حاکم کو سماع دعوی کے بعد اوسکے موافق حکم کرنا لازم ہوگا **ہفتم** جبکہ دو خصم نزاع کرین اور اون دونون مین سے ہر ایک خصم اپنے مدعی ہونیکا مدعی ہو اور احد الخصمین اپنے دعوے کے بیان کرنے مین مبادرت (پیش دستی) کرے تو وہ اولی ہوگا اور حاکم کو اوس کے دعوی کا دعوی آخر کے قبل سماعت کرنا لازم ہوگا اور اگر تقریر دعوی مین دونون خصم ایک ہی وقت مبادرت کرین تو حاکم کو اولاً اوس شخص کے دعوی کا سماع کرنا لازم ہوگا جو اپنے خصم کے داہنی طرف مقیم ہی اور اگر احد الخصمین مسافر اور خصم آخر حاضر ہو تو سماع دعوی مین وہ دونون مساوی ہونگے تا وقتیکہ تاخیر سماع مین احدہما کا ضرر نہو ورنہ حاکم کو اوس کے دعوے کی سماعت کا مقدم کرنا لازم ہوگا اور حاکم کو اسقاط حق یا ابطال دعوی مین شفاعت کرنا مکروہ ہی **دوسرا مقصد** اون مسائل کے بیان مین جو دعوے سے متعلق ہین اور وہ پانچ ہین **پہلا مسئلہ** شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی حاکم پر اوس دعوی کا سماعت کرنا واجب نہین ہی جو مجہول ہو جیسے کسی گھوڑے یا پارچہ کا دعوی کرنا اور اوسکی صفت کا بیان نکرنا اور اوسپر اقرار مجہول کا

ویلزمه تفسیره وفی الاول اشکال لامکانت الدعوی وصیة سمعت وان کانت مجهولة بالمجهول جائزة و لابد من ایراد الدعوی بصیغة الجزم فلو قال اظن او اتوهم لم یسمع وکان بعض من عاصرناه یسمعها فی التهمة ویحلف المنکر وهو بعید عن شبه الدعوی

الثانیة

قال الشهید اذا کان المدعی من الاثمان افتقر الی ذکر جنسه ووصفه ونقده وان کان عرضا مثلیا ضبطه بالصفات ولم یفتقر الی ذکر قیمته وذکر القیمة احوط وان لم یکن مثلیا فلابد من ذکر القیمة وفیه اشکال

قبول کرنا اور مقر کو اوسکی تفسیر (تفصیل) کا الزام دینا واجب ہی اور اول مین اشکال ہی اسلیئے کہ کبھی مدعی کو اپنے حق کا بعض وجوہ سے علم ہوتا ہی اور بعض آخر سے نہین ہوتا پس ایسے دعوی کا سماعت نکرنا مدعی کی حق تلفی کو مستلزم ہوگا اور اگر کوئی شخص ایسی وصیت کا دعوی کرے جسمین مال موصی بہ (جسکے ساتھ وصیت کی گئی ہی) مجہول ہو جیسے شے۔ جزء قلیل۔ کثیر عظیم۔ بعض وغیرہ تو اوسکا یہ دعوی مسموع ہوگا اسلیئے کہ مجہول کے ساتھ وصیت کرنا جائز ہی جیسا کہ کتاب الوصایا مین مذکور ہو چکا ہی اور مدعی پر اپنے دعوے کا بصیغہ جزم وارد کرنا ضرور ہی پس اگر کوئی شخص کہے اظنّ (مین گمان رکھتا ہون) یا کہے اتوہم (مین توہم کرتا ہون) تو اوسکا دعوی مسموع نہوگا اور بعض معاصرین (نجیب الدین محمد بن نما استاذ مصنف رحمہما اللہ تعالی) دعوای غیر جازمہ کے مسموع ہونے کو مقام تہمت (جبکہ مدعی علیہ متہم ہو) مین تجویز فرماتے تھے اور منکر (مدعی علیہ) کے حلف دینے کو لازم جانتے تھے اور یہ قول بعید ہی اسلیئے کہ مدعی علیہ کے متہم ہونے سے قول مذکور (ظن و توہم وغیرہ) کا مصداق دعوی ہونا لازم نہین آتا کیونکہ دعوے سے قول جازم مراد ہوتا ہی اور تہمت مدعی علیہ کی صورت مین قول مذکور (ظن وغیرہ) پر قول جازم صادق نہین آتا لہذا دعوائے حقیقیہ کے افراد سے دعوائے غیر جازمہ کا خارج اور غیر مسموع ہونا معین ہوگا دوسرا مسئلہ شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی جبکہ کوئی شخص ثمن (طلا و نقرہ) کا دعوی کرے تو اوسکے جنس اور وصف اور نقد کے ذکر کرنے کی حاجت ہوگی اور اگر کسی متاع مثلی جیسے گندم وغیرہ کا دعوی کرے تو صفات کے ساتھ اوسکا ضبط کرنا ضرور ہوگا اور اوسکے قیمت کے ذکر کرنے کی حاجت نہوگی اگرچہ قیمت کا ذکر کرنا احوط ہے اور اگر وہ متاع مثلی نہو جیسے مروارید وغیرہ تو اوسکی قیمت کا ذکر کرنا ضرور ہوگا اور اس قول مین اشکال ہی جو دعوی اور اقرار کے مساوی ہونے سے پیدا ہوتا ہی پس جسطرح کہ اقرار مجہول مسموع

ہوتا ہے اسیطرح دعواے مجہولہ بھی مسموع ہونا چاہیے تیسرا مسئلہ جبکہ دعوای مدعی تمام ہوجائے تو آیا قاضی کو مدعی علیہ سے مطالبہ کرنا بدون التماس صحیح ہوگا یا التماس مدعی پر موقوف ہوگا اسمین تردد ہے لیکن اوسکا التماس مدعی پر موقوف ہونا بے وجہ نہین ہے اسلیئے کہ وہ حق مدعی ہے لہذا قاضی کا مطالبہ کرنا مطالبہ مدعی پر موقوف ہوگا چوتھا مسئلہ جبکہ رعیت مین سے کوئی شخص قاضی پر دعوی کرے اور اوس مقام پر امام موجود ہون تو اونکی طرف مرافعہ کرنا معین ہوگا اور اگر امام موجود نہون اور قاضی مذکور اپنی ولایت کے علاوہ کسی دوسرے مقام پر موجود ہو تو اوسی مقام کے قاضی کی طرف مرافعہ کرنا معین ہوگا اور اگر قاضی مذکور اپنی ولایت مین موجود ہو تو اوسکے خلیفہ (نائب) کی طرف مرافعہ کرنا معین ہوگا پانچوان مسئلہ خصمین کے لئے حاکم کے سامنے نشست کرنا مستحب ہے اور اون دونون کو قاضی کے سامنے قائم رہنا بھی جائز ہے تیسرا مقصد جواب مدعی علیہ کے بیان مین جواب مدعی علیہ تین حال سے خالی نہین ہے اول اقرار کرنا پس اس صورت مین قاضی کو مدعی علیہ کا اوسکے اقرار کے موافق الزام دینا معین ہوگا بشرطیکہ جائز التصرف ہو اور آیا حاکم کو مدعی علیہ کا بدون استدعاء مدعی اوسکے اقرار کے موافق حکم کرنا صحیح ہوگا یا نہین پس بعض علما نے فرمایا ہے کہ صحیح نہوگا اسلیے کہ وہ مدعی کا حق ہے لہذا قاضی کو بدون اوسکی مسئلت کے اوسکے حق کا استیفا کرنا جائز نہوگا اور صورت حکم یہ ہے کہ قاضی کہے الزمتك (یعنے تجھپر لازم کیا) یا قضیت علیك (مین نے تجھپر حکم کیا) یا ادفع الیہ مالہ (اوسکا مال اوسکے حوالہ کر) اور اگر قاضی سے مدعی اپنے لئے مدعی علیہ کے اقرار کی تحریر (لکھنا) کا التماس کرے تو قاضی پر اوسکا تحریر کرنا واجب نہوگا تاوقتیکہ اوسکے اسم و نسب کو معلوم نکرے یا اوسکے اسم و نسب پر دو عادلون کی شہادت نہو اور اگر دو عادل اوسکے حلیہ و صفت مشخصہ (جو ممتاز کردینے والی)

جاز ولم يحتج الى معرفة النسب ويقتصر على ذكر حليته ولو ادعى الاعسار كشف عن حاله فان استبان فقره انظره وفي تسليمه الى غرمائه ليستعملوه او يؤاجروه روايتان اشهرهما الانظار حتى يوسر و فعل يحبس حتى يتبين حاله وفيه تفصيل ذكر في باب المفلس واما الانكار فاذا قال لا حق له على فان كان المدعى يعلم انه موضع المطالبة بالبينة فالحاكم بالخيار ان شاء قال للمدعى الك بينة وان شاء سكت اما اذا كان المدعى لا يعلم انه موضع المطالبة بالبينة وجب ان يقول الحاكم ذلك او معناه فان لم يكن له بينة عرفه الحاكم ان له اليمين ولا يحلف المدعى عليه الا بعد سؤال المدعى لانه حق له فتوقف استيفاؤه على المطالبة ولو تبرع هو او تبرع الحاكم باحلافه لم يعتد بتلك اليمين واعادها الحاكم

کے ساتھ شہادت دین تو جائز ہوگا اور اوسکے اسم ونسب کے معلوم کرنے کی حاجت نہوگی اور فقط ذکر حلیہ پر اکتفا کرنا صحیح ہوگا اور اگر مدعی علیہ اپنے اعسار (تنگدستی) کا دعوے کرے تو قاضی پر اوسکے حال سے بحث وتفتیش کرنا لازم ہوگا پس اگر بعد تفتیش اوسکا فقیر ہونا ظاہر ہو تو قاضی کو اوسکے لیئے تا وقت یسار (خوشحالی) مہلت دینا واجب ہوگا اور آیا قاضی کو مدعی علیہ کے تا وقت یسار مہلت دینے اور اوسکے سپرد غرما (قرضخواہ) کردینے مین (تاکہ وہ اوس سے بعوض مال خدمت لین یا اجیر کرین) اختیار حاصل ہوگا یا نہین اسمین دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین لیکن اشہر روایتین یہ ہین کہ قاضی کو مدعی علیہ کا تا وقت یسار مہلت دینا معین ہوگا اور اوسکا سپرد غرما کرنا صحیح نہوگا اور آیا قاضی کو احوال مدعی علیہ کے معلوم ہونے تک اوس کا حبس کرنا جائز ہوگا یا نہین اسمین تفصیل ہی جو باب مفلس مین مذکور ہو چکی و وہم انکار کرنا پس جبکہ حق مدعی سے مدعی علیہ انکار کرے مثلاً کہے لا حق له علی (مدعی کے لیئے مجھپر کوئی حق نہین ہی) اور مدعی کو انکار مدعی علیہ کی صورت کا موضع مطالبہ بالبینہ ہونا معلوم ہو تو حاکم کو مدعی سے وجود بینہ کے استفسار کرنے (مثلاً کہے الک بینہ) اور ساکت رہنے مین اختیار حاصل ہوگا اور اگر مدعی کو صورت مذکورہ (انکار مدعی علیہ) کا موضع مطالبہ بالبینہ ہونا معلوم نہو تو حاکم کو مدعی سے وجود بینہ کا استفسار کرنا (جیسے الک بینہ وغیرہ کہنا) واجب ہوگا پس اگر مدعی کے لیئے کوئی بینہ نہو تو مدعی سے حاکم بیان کریگا کہ اس صورت مین تمکو مدعی علیہ کے قسم دینے کا استحقاق ہی اور حاکم کو مدعی علیہ کا قسم دینا اوسوقت تک صحیح نہوگا جب تک کہ مدعی اوسکی استدعاء (درخواست) نکرے اسلیئے کہ وہ مدعی کا حق ہی لہذا اوسکا استیفا کرنا مطالبہ مدعی پر موقوف ہوگا اور اگر مدعی علیہ اپنے حلف کرنے مین یا حاکم اوسکے حلف دینے مین تبرع کرے تو حلف مذکور کا اعتبار نکیا جائیگا اور حاکم کو مدعی علیہ سے دوبارہ حلف لینا معین ہوگا

اگر مدعی اوسکی استدعا کرے اور جبکہ منکر پر حلف لازم کیا جائے تو تین حال سے خالی نہین اول یہ کہ وہ حلف کرے پس اس صورت مین دعوی مدعی ساقط ہو جائیگا اور اگر مدعی کو حلف غریم (مدعی علیہ) کے بعد اوسکا مال دستیاب ہو جاوے تو اوسکیلئے غریم سے مقاصہ (اپنے مال کی عوض مین مال مدیون کا اخذ کرنا) کرنا صحیح نہوگا اور اگر دوبارہ مطالبہ کریگا تو آثم (گنہگار) ہوگا اور اوسکا دعوی مسموع نہوگا اور اگر اوس حق کے اثبات پر بینہ قائم کرے جسکی نفی پر منکر نے حلف کیا ہی تو اوسکا بینہ مسموع نہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ بینہ مدعی پر عمل کرنا لازم ہوگا بشرطیکہ منکر نے اپنے حلف کرنیمین حق مدعی کے ساقط ہونیکو شرط نکر لیا ہو اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اگر اپنے بینہ کو مدعی نے فراموش کیا ہو تو حلف منکر کے بعد بھی مسموع ہوگا اور قول اول (بینہ مدعی کا حلف منکر کے بعد مطلقاً مسموع نہونا) مروی ہی اور اسیطرح اگر حلف منکر کے بعد ایک شاہد کو قائم کرے اور اوسکے ساتھ اپنے حلف کو مبذول کرے تو اوسکا شاہد و حلف بطریق اولی مسموع نہوگا اسلیئے کہ وہ بینہ سے ضعیف ہی لیکن اگر حالف (حلف کرنیوالا) یعنی منکر اپنے نفس کی اقرار کے ساتھ تکذیب کرے تو مدعی کو اوس سے اپنے حق کا مطالبہ کرنا جائز ہوگا اور اسیطرح اوسکے مال سے مدعی کو اوسکا مقاصہ کرنا بھی حلال ہوگا اگر تسلیم حق سے انکار رکھتا ہو دوم یہ کہ مدعی علیہ قسم کو مدعی پر رد کرے تو مدعی کو حلف کرنا لازم ہوگا اور اگر مدعی کو نکول (قسم کا انکار کرنا) کریگا تو اوسکا دعوی ساقط ہو جائیگا سوم یہ کہ مدعی علیہ نکول کرے جس سے اوسکا حلف کرنے اور حلف کے مدعی پر رد کرنے سے انکار کرنا مراد ہی پس اس صورت مین مدعی علیہ سے حاکم کہیگا اگر تو نے حلف کیا یا اوسکو مدعی پر رد کیا فبہا و الا تجہپر احکام ناکل جاری کرونگا اور حاکم کو مدعی علیہ سے بنظر احتیاط اس کلام کا تین مرتبہ مکرر واقع کرنا سزاوار ہوگا اگرچہ واجب نہین ہی پس اگر مدعی علیہ نے نکول پر اصرار کیا تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ حاکم کو اوسپر محض نکول کی وجہ سے

وقيل يرد اليمين على المدعى فان حلف ثبت حقه وان امتنع سقط والاول اظهر وهو المروى ولو بذل المنكر يمينه بعد النكول لم يلتفت اليه ولو كان للمدعى بينة لم يقل احضرها لان ذلك حقه وقيل يجوز وهو حسن ومع حضورها لا يسألها الحاكم ما لم يلتمس المدعى ومع الاقامة بالشهادة لا يحكم الا بمسألة المدعى ولو عرف عدالة البينة وقبول اهل الجرح عنده لزم

حق مدعی کا حکم کر دینا جائز ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ نکول مدعی علیہ کی صورت مین
حاکم کو قسم کا مدعی پر رد کرنا لازم ہوگا پس اگر مدعی نے حلف کیا تو اوسکا حق ثابت ہوجائیگا
اور اگر حلف سے انکار کیا تو اوسکا حق ساقط ہوجائیگا اور قول اول (محض نکول سے حکم کرنا)
اظہر ہے اور روایت مین بھی وہی وارد ہوا ہی اور اگر حکم بالنکول کے بعد مدعی علیہ حلف
کرے تو اوسپر التفات نکیا جائیگا اور اگر مدعی کے پاس بیّنہ بھی موجود ہو تو حاکم کو مدعی کا
احضار بیّنہ (شہود کا حاضر کرنا) کے ساتھ مامور کرنا جائز نہوگا اسلیئے کہ وہ حق مدعی ہے
اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ جائز ہوگا اور یہ قول خوب ہی اسلیئے کہ امر باحضار سے اوسکا لازم
کرنا مراد نہین ہی بلکہ اذن واعلام مراد ہی اور حضور بیّنہ کی صورت مین حاکم کو اوسسے سوال کرنا
صحیح نہوگا تاوقتیکہ مدعی التماس نکرے اور اسیطرح حاکم پر اقامت شہادت کے بعد بھی حاکم کو اوس
وقت تک حکم کرنا واجب نہوگا جب تک کہ مدعی التماس نکرے اور جبکہ حاکم کو عدالت بیّنہ اس طرح
معلوم ہو کہ اثبات حق کے لیئے صلاحیت رکھتا ہو تو حاکم پر خصم (مدعی علیہ) سے بیّنہ مذکورہ کی جرح کا
سوال کرنا ضرور ہوگا مثلاً کہے ھل عندک جرح (آیا تیرے پاس کوئی جرح ہی) پس اگر وجود جرح کا
خصم اقرار کرے مثلاً کہے نعم (ہان میرے پاس جرح موجود ہی) اور اثبات جرح مین مہلت کا طالب ہو تو
حاکم کو اوسکا تین روز تک مہلت دینا معین ہوگا اور اگر مدت مہلت مین جرح متعذر ہو تو حاکم کو سوال
مدعی کے بعد اوسپر حکم کرنا واجب ہوگا اور حاکم کو مدعی کا اقامت بینہ کے بعد قسم دینا صحیح نہوگا البتہ
اگر بیّنہ نے کسی میت پر شہادت دی ہو تو حاکم کو مدعی کا ذمہ میت پر حق کے باقی رہنے کی بابت
احتیاطاً قسم دینا لازم ہوگا اور اگر بیّنہ کسے طفل نابالغ یا مجنون یا غایب پر شہادت دے تو آیا ان
صورتون مین بھی حاکم کو بیّنہ کے ساتھ قسم مدعی کا ضم کرنا لازم ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی لیکن
قسم کا ہونا اشبہ ہی اور حاکم کو مال غائب مین سے اخذ کفیل مدعی سے اوس شخص کے لئے ضمان کا

عند الحاكم فان قال نعم وسأل الانظار في اثباته انظره ثلثا فان تعذر الجرح حكم بعد سؤال المدعى ولا يستحلف المدعى مع البينة الا ان تكون الشهادة على ميت فيستحلف على بقاء الحق في ذمته استظهارا ولو شهدت على صبى او مجنون او غائب ففى ضم اليمين الى البينة تردد اشبهه انه لا بد منه ويدفع الحاكم من مال الغائب قدر الحق بعد تكفيل القابض

فان عاند حبس الزم الجواب فان اعتصم بما السكوت ولم يطالبه بكفيل وليس لملازمته احلاف الغير بين الصبر و حتى يحضره الحاكم ان لم يجد قائمة ذكر المدعى بالمال دون القابض

اخذ کرنا جو مال غائب پر قابض ہی کے بعد قدر حق کا حوالہ مدعی کرنا صحیح ہوگا اور اگر مدعی اپنے بینہ کا غائب ہونا بیان کرے تو حاکم کو مدعی کا تا حضور بینہ صبر کرنے اور مدعی علیہ کے قسم دینے مین مخیر کرنا صحیح ہوگا اور مدعی کو ملازمت مدعی علیہ (اسطرح اوسکے ہمراہ رہنا جو بدون دعوی جائز نہوتا) صحیح نہوگی اور اسیطرح اوسکو مدعی علیہ کا حبس کرنا یا اوس سے کفیل کا مطالبہ کرنا بھی صحیح نہوگا سکوت کرنا (جواب مدعی علیہ کا سکوت ہونا) پس اگر مدعی علیہ عمداً سکوت کرے تو حاکم کو اوسپر جواب کا لازم کرنا معین ہوگا اسلیے کہ مقام دعوی مین محض سکوت جواب نہین ہوسکتا پس اگر از راہ عناد جواب نہ دے تو حاکم کو مدعی علیہ کا اوسوقت تک حبس کرنا جائز ہوگا جب تک کہ جواب نہ دے اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ حاکم کو اوسکا جواب دینے پر مجبور کرنا صحیح ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ صورت مذکورہ مین حاکم اوس سے کہیگا کہ جواب دو والا تمپر ناکل (حلف کرنے اور حلف کے مدعی پر رد کرنے سے انکار کرنے والا) کا حکم (قسم کا مدعی پر رد کرنا) جاری کیا جائیگا اور مدعی پر قسم رد کی جائیگی اور اگر مدعی علیہ نے اسکے بعد بھی سکوت کرنے پر اصرار کیا تو حاکم کو قسم کا مدعی پر رد کرنا صحیح ہوگا لیکن قول اول (مدعی علیہ کا تا بیان جواب محبوس رکھنا) مروی ہی اور قول اخیر (مدعی علیہ پر حکم نکول کا جاری کرنا اور قسم کا مدعی پر رد کرنا) عدم قضا بالنکول (تنہا نکول پر فیصلہ نکرنا) پر مبنی ہی والا مدعی پر رد قسم کی حاجت نہوگی اور اگر مدعی علیہ مؤف (آفت رسیدہ) یا علیل ہو جیسے اوسکا بہرہ یا گونگا ہونا تو حاکم کو معرفت جواب مین ایسے اشارہ کے ساتھ توصل کرنا معین ہوگا جو مفید یقین ہو اور اگر اوسکا اشارہ ایسا مغلق ہو جس سے جواب کے حاصل کرنے مین کسی مترجم کی حاجت ہو تو حاکم کو ایک مترجم پر اکتفا کرنا صحیح نہوگا بلکہ اوسکے اشارہ کی شہادت مین مترجمین عدلین کی حاجت ہوگی اور اس مقام پر وہ مسائل بیان کیے جاتے ہین جو حکم علی الغائب سے متعلق ہین اور وہ تین ہین پہلا مسئلہ جو شخص کہ مجلس قضا مین حاضر نہو اوس پر حاکم کو مطلقاً حکم کرنا صحیح ہوگا خواہ اوسنے سفر کیا ہو یا بلد قضا

حتى يبين وقيل يجبر حتى يجيب وقيل يقول الحاكم اما اجبت والا جعلتك ناكلا ورددت اليمين على المدعي فان اصر رد الحاكم اليمين على المدعي

والاول اروى والاخير مبنى على عدم القضاء بالنكول ولو كان به آفة من طرش او خرس توصل الى معرفة جوابه بالاشارة المفيدة لليقين ولو استغلقت اشارته يحتاج الى مترجم لم يكف الواحد واقتصر في الشهادة باشارته على اثنين عدلين مسائل الاولى يتعلق بالحكم على الغائب يقضي على من غاب عن مجلس القضاء مطلقا مسافرا كان

مین حاضر ہو اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ حاضر بلد پر اوسوقت تک حکم کرنا صحیح نہوگا جب تک کہ مجلس حاکم
مین حاضر ہونے سے معذور نہو دوسرا مسئلہ غائب پر حقوق مردم مین حکم کرنا صحیح ہے جیسے
دیون اور عقود وغیرہ اسلیے کہ وہ احتیاط پر مبنی ہین اور حقوق اللہ مین حکم کرنا صحیح نہین ہے
جیسے زنا اور لواطہ وغیرہ اسلیے کہ حقوق الٰہیہ تخفیف پر مبنی ہین اور بوجہ احتمال ساقط ہو جاتے ہین
جو محل بحث مین متحقق ہی کیونکہ غائب کے پاس کسی ایسے حجت کا موجود ہونا بھی محتمل ہی جو حجت
مدعی کو باطل کر دے اور اگر حکم مدعی بہ دو نون حقون (حق اللہ و حق الناس) پر مشتمل ہو تو حاکم
کو غائب پر حق الناس کے متعلق حکم کر دینا صحیح ہو اور حق اللہ کے متعلق حکم کر دینا باطل ہوگا مثلاً
کسی غائب کے سرقہ کرنے پر بینہ قائم ہو تو حاکم کو اوسپر تاوان مال کے ادا کرنیکا حکم کرنا صحیح ہوگا
اور آیا قطع ید کا حکم کرنا بھی صحیح ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی اسلیے کہ وہ دونون (تاوان مال
اور قطع ید) ایک ہی علت (سرقہ) کے معلول ہین لہذا قطع ید کے حکم کا صحیح ہونا محتمل ہی اور
چونکہ قطع ید حق اللہ ہی اور حق اللہ مین غائب پر حکم کرنا جائز نہین ہی لہذا قطع ید کے حکم کا صحیح
نہونا بھی محتمل ہی تیسرا مسئلہ اگر صاحب حق (مدعی) غائب ہو اور غریم (مدیون مدعی علیہ)
سے اوسکا وکیل اوسکے حق کا مطالبہ کرے اور غریم اوسکے حوالہ موکل (وکیل کے سوا اصل مدعی) کر چکنے کا
مدعی ہو اور بینہ رکھتا ہو تو آیا حاکم کو غریم مذکور پر حق مدعی کا لازم کر دینا صحیح ہوگا یا نہین اسمین
تردد ہی اسلیے کہ غریم کا حق مدعی کو ادا کر دینا بھی محتمل ہی جو حاکم کے حکم مین توقف کرنیکو مقتضی ہے
اور چونکہ حاکم کا توقف کرنا طلب حقوق بواسطہ وکلاء کے متعذر (دشوار) ہونے کی طرف متجر
ہوتا ہی لہذا حاکم کو غریم پر حق کے لازم کرنے کا اور دعوای غریم کے لغو قرار دینے کا صحیح ہونا
بھی محتمل ہی لیکن اول (غریم پر حق مدعی کے لازم کر دینے کا صحیح ہونا) اشبہ ہی **چوتھا مقصد**
کیفیت استحلاف (قسم دینا) کے بیان مین اور اوسمین تین امر قابل بحث ہین **امر اول**

قسم کے بیان مین پس کسی شخص کو اللہ جلشانہ اور اوسکے اسماء مخصوصہ کے سوا کسی شی کا حلف دینا صحیح نہین ہی اگرچہ وہ شخص کافر ہو اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ حلف مجوسی مین فقط لفظ جلالہ (اللہ) پر اقتصار کرنا صحیح نہوگا اسلیئے کہ مجوس کو بھی الہ کہتا ہی بلکہ اس لفظ شریف کے ساتھ کسی ایسے صفت کا منضم کرنا ضرور ہوگا جو اس احتمال کو زائل (برطرف) کردیے اور غیر اسماء اللہ تعہ کے ساتھ حلف دینا جائز نہین ہی جیسے کتب منزلہ اور رسل معظمہ اور اماکن شریفہ اور اگر حاکم کی راے مین کافر ذمی (یہودی و نصرانی) کو اون اشیاء کا حلف دینا باعث خوف زیادہ ہو جن کو اوسکا دین مقتضی ہی جیسے توریت اور انجیل تو جائز ہوگا اور حاکم کے لیئے قسم پر وعظ کا مقدم کرنا اور عاقبت قسم سے خوف دلانا مستحب ہی اور حاکم کو حالف (قسم کھانیوالا) سے حق مدعی کی نفی پر قسم لینا کافی ہوگا مثلاً کہے قل ماله قبلی حق (کہہ تو کہ قسم بخدا میری طرف اوسکا کوئی حق نہین ہی) اور کبھی قسم مین تغلیظ کی جاتی ہی لیکن وہ لازم نہین ہی اگرچہ حاکم سے مدعی اوسکا التماس بھی کرے بلکہ حکم مین اوسکا ازراہ احتیاط استعمال کرنا مستحب ہی اور اوسکی کئی صورتین ہین اول کسی قول کے ساتھ تغلیظ کرنا جیسے حاکم کا حالف سے کہنا (قل واللہ الذی لا الہ الا هو الرحمن الرحيم
کہہ تو کہ مین قسم کھاتا ہون اوس معبود برحق کی جو رحمن اور رحیم
الطالب الغالب الضار النافع المدرك المهلك الذي يعلم من السر ما يعلمه
اور طالب اور غالب اور ضار اور نافع اور مدرک اور مہلک اور ظاہر و باطن کو یکسان جانتا ہی کہ اس مدعی کیلئے
من العلانية ما لهذا المدعي علي شئ مما ادعاه) اور حاکم کے لئے الفاظ مذکورہ کے سوا
مجھ پر مجملا اون حقوق کے جن کا اوس نے دعویٰ کیا ہے کوئی حق نہین ہے ۱۲
اور عبارت کے ساتھ بھی قسم مین تغلیظ کرنا جائز ہی دوم کسی مکان کی ساتھ تغلیظ کرنا جیسے مسجد اور حرم محترم یا من جملہ اماکن معظمہ کوئی اور مکان سوم کسی زمان کے ساتھ تغلیظ کرنا جیسے یوم جمعہ اور روز عید اور ماہ رمضان یا من جملہ اوقات مکرمہ کوئی اور وقت اور کافر ہمہ اون اماکن کے ساتھ تغلیظ کرنا جائز ہوگا جنکے شرف کا اوسکو اعتقاد ہو جیسے بیع (معابد یہود) اور کنائس (معابد نصارٰی) اور اسیطرح کافر پر اون اوقات کے ساتھ بھی تغلیظ کرنا صحیح ہوگا

جنکی حرمت اوسکی مذہب مین ثابت ہو اور حاکم کو کل حقوق مین قسم کا مغلظ کرنا مستحب ہے اگرچہ اونکی مقدار قلیل ہو البتہ اوس مال مین تغلیظ قسم مستحب نہین ہے جسکی مقدار قطع ید کے نصاب (مثقال ذہب کا ایک ربع) سے کم ہو اور اس مقام پر دو فرعین مذکور ہوتے ہین **فرع اول** اگر تغلیظ قسم کے قبول کرنے سے منکر امتناع کرے تو حاکم کو اوسکا تغلیظ قسم پر مجبور کرنا صحیح ہوگا اور امتناع مذکور سے نکول قسم متحقق ہوگا **فرع دوم** اگر تغلیظ قسم کے قبول نکرنے پر منکر حلف کرے تو اوسکی قسم منعقد ہو جائیگی پس اگر حاکم سے تغلیظ قسم کی اوسکا خصم (مدعی) درخواست کرے تو منکر کی قسم منحل ہو جائیگی (حکم قسم اوس سے برطرف ہوگا) کیونکہ منکر کے لیے تغلیظ قسم مرجوح ہے لہذا اوس کے ترک پر قسم کے منعقد ہو جانے کا کوئی مانع نہین ہے اور درخواست مدعی سے اوسکے منحل ہو جانے پر کوئی دلیل نہین ہے بناء علیہ اگر منکر اپنی قسم مین تغلیظ کریگا تو حانث ہوگا اور اخرس (گونگا) کو اشارہ مفہمہ کے ساتھ قسم دیجائیگی اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ اخرس کے ہاتھ کا حق تعالی کے اوس اسم مقدس (لفظ اللہ) پر وضع رکھنا کرنا معین ہوگا جو مصحف (قرآن شریف) یا کسی کاغذ مین مکتوب (لکھا ہوا) ہو اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ صورت یمین کا کسی لوح (تختہ) یا کاغذ مین لکھکر دھو لینا اور بعد اعلام (معلوم کرنا) اوسکے پی لینے پر اخرس کو مامور کرنا معین ہوگا پس اگر اخرس نے اوسکو پی لیا تو حکم حالف (قسم کھانیوالا) اوسپر جاری کیا جائیگا اور گر اوسکے پینے سے انکار کیا تو حق مدعی اوسپر لازم کیا جائیگا اسلیئے کہ جناب امیر نے ایک اخرس کے واقعہ مین اسیطرح حکم فرمایا تھا اور حاکم کو مجلس قضا کے سوا کسی دوسرے مقام پر حلف لینا صحیح نہین ہے تا وقتیکہ حالف (قسم کھانیوالا) کے لئے کوئی عذر نہو جیسے اوسکو کسی ایسے مرض کا لاحق ہونا مجلس قضا مین حاضر ہونے سے مانع ہو پس اس صورت مین حاکم کو کسی ایسے شخص کا نائب کرنا صحیح ہوگا جو اوسکے مکان پر جاکر اوس سے حلف لے اور اسیطرح اگر حاکم کو کسی ایسی عورت سے حلف لینا مطلوب ہو جو مجمع

بینے سے انکار کیا تو حضرت نے دین کو اوسپر لازم فرمایا ١٢

رجال مین نکلنے کی عادت نرکھتی ہو یا کسی عذر کی وجہ سے نکلنے پر قادر نہو تب بھی حاکم کو اس سے حلف لینے کے لیے کسی نائب کا مقرر کرنا صحیح ہوگا امر دوم یمین منکر و مدعی کے بیان مین پس منکر پر یمین متوجہ ہوتی ہی اسلیئے کہ رسول خدا صلعم نے ارشاد فرمایا ہے البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر یعنی مدعی پر بینہ کا قائم کرنا اور منکر پر حلف کرنا لازم ہی اور مدعی پر بھی کئی مقام مین یمین متوجہ ہوتی ہی مقام اول منکر کا قسم کو مدعی پر رد کرنا مقام دوم مدعی کا اثبات حق کے لیئے فقط ایک شاہد کو پیش کرنا کہ اس صورت مین شاہد دوم کے مقام پر یمین مدعی کا قائم کرنا صحیح ہوگا مقام سوم دعوای خون مین لوث کا موجود ہونا اور حاکم کے لیئے صدق مدعی کا بواسطۂ امارات مظنون ہونا جسکی توضیح عنقریب آیگی انشاء اللہ اور جبکہ مدعی کے پاس بینہ موجود ہو تو منکر کو مدعی پر یمین کا متوجہ کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ بینہ سے تہمت مرتفع ہی کیونکہ وہ حجت شرعیہ ہے اور اوس کے ساتھ یمین مدعی کی انضمام کی حاجت نہین ہی اور فقدان بینہ کی صورت مین یمین کا نفی دعوی کے لیئے منکر پر متوجہ ہونا اوسے ہوگا اسلئے کہ اوس کا قول برائت اصلیہ کے موافق ہی اور اوسکا اثبات دعوی کے لیے مدعی پر متوجہ ہونا صحیح نہوگا اسلیے کہ اوسکا قول اصالت عدم کی مخالف ہے اور جبکہ یمین متوجہ ہو تو منکر کو نفی دعوی پر بطریق جزم و یقین حلف کرنا معین ہوگا اور کسی دعوی مین نفی علم پر حلف کرنا کافی نہوگا البتہ اگر فعل غیر پر حلف کیا جای تو فقط نفی علم پر حلف کرنا کافی ہوگا پس اگر کسی شخص پر متاع کے خرید کرنے یا دینا یئے قرض لینے یا جنایت کے واقع ہونیکا دعوی کیا جائے اور شخص مدعی علیہ انکار کرے تو اوسکو بطریق جزم و یقین حلف کرنا لازم ہوگا اسلیئے کہ وہ اوسیکا فعل ہی لیکن اگر کسی شخص کے پدر مردہ پر دعوی کیا جائے تو شخص مذکور کے طرف اوسوقت تک یمین متوجہ نہوگی جب تک کہ اوسکے علم کا

بان یدعی علیہ العلم فکیفیتہ الحلف انہ لا یعلم وکذا لو ادعی قبض وکیلہ ما اثبتہ مع علمہ بہ فانہ یحلف علیہ انہ

دعوی نکیا جاے پس اگر اوسکے علم کا دعوی کیا جائیگا تو اسکو اپنے علم کی نفی پر حلف کرنا کافی
ہوگا مثلاً کہے لا اعلم (مین اسکو نہین جانتا) اور اسیطرح اگر وکیل مدعی کے قبضہ کر لینے اور مدعی
کے عالم ہونیکا مدعا علیہ دعوی کرے مثلاً کہے قد قبض ما علی وکیلک وانت تعلمہ (تیرے
وکیل نے اوس حق پر قبضہ کر لیا ہی جو مجھپر ثابت تھا جسکو تو بھی جانتا ہی) تو مدعی کو بھی اپنے علم کی
نفی پر حلف کرنا کافی ہوگا مثلاً کہے لا اعلم (وکیل کے قبضہ کر لینے کو مین نہین جانتا) لیکن جبکہ
مدعی کے پاس گواہ موجود نہو تو اوس پر یمین متوجہ نہوگی البتہ قسم کے رد کرنے
یا ایک قول کی بناپر نکول کرنے مین مدعی پر بھی یمین متوجہ ہوتی ہے پس اگر یمین
کو منکر رد کریگا تو مدعی کو بطریق جزم حلف کرنا متعین ہوگا اور اگر مدعی نکول
کریگا تو اوسکا دعوے اجماعاً ساقط ہو جائیگا اور اگر مدعی پر قسم کو منکر رد کرے
بعد ازان قبل احلاف (مدعی سے قسم لینے کے پہلے) اوسکو بذل کرے تو شیخ علیہ
الرحمہ نے فرمایا ہے کہ منکر کو اس صورت (رد قسم) مین بذل یمین کا اوسوقت تک اختیار
نہوگا جبتک کہ مدعی راضی نہووے اسلیئے کہ رد قسم کے بعد اوسکا استحقاق ساقط ہو جاتا ہی
اور اسمین تردد ہی اسلیئے کہ رد یمین سے اوسکا تفویض کر دینا مراد ہوتا ہی اور حق یمین کا ساقط
کر دینا مراد نہین ہوتا اور صورت انکار مین مدعی علیہ کو استحقاق مدعی
کی نفی پر حلف کرنا کافی ہوگا اور خصوص دعوی کی نفی پر حلف کرنا لازم نہوگا
اسلیئے کہ نفی استحقاق سے جملہ جہات کی نفی ہو جاتی ہی جسمین جہت دعوی بھی داخل
ہی اور اگر کسی شخص پر متاع وغیرہ کے غصب کرنیکا یا اجارہ (کرایہ لینا) لینے کا
دعوی کیا جاوے اور وہ اوسکی نفی کرنے کے ساتھ جواب دے مثلاً کہے انی لم اغصب (مینے غصب
نہین کیا) یا کہے انی لم استاجر (مینے کرایہ نہین لیا) تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ اسکو جواب

علیہ انہ مع التردد او مع النکول علی قول فان ردها المنکر توجہت علیہ الحلف علی الجزم ولو نکل سقطت دعواہ اجماعا ولو رد المنکر الیمین ثم بذلها قبل الاحلاف قال الشیخ لیس لہ ذلک الا برضی المدعی وفیہ تردد منشاہ ان ذلک تفویض لہ لا اسقاط ویکفی مع الانکار الحلف علی نفی الاستحقاق وان ادعی من وجہ خاص لانہ یاتی علی الدعوی فلو ادعی علیہ غصب او اجارۃ فاجاب بانی لم اغصب او لم استاجر قیل یلزمہ الحلف علی وفق

الجواب لانه يجب ... على الحلف عليه ... والمدعي منكر ... انقلب مدعيا ... نفي ولو ادعى ... الانكار

کے موافق حلف کرنا لازم ہوگا اسلیئے کہ اوسنے جواب مذکور کو اوسکے ساتھ حلف کرنے پر قادر ہونے کی حالت مین اختیار کیا ہی لیکن حلف کا موافق جواب لازم نہونا بے وجہ نہین ہی پس اگر وہ ازراہ تطوّع (تبرّع) جواب کے موافق حلف کرے مثلاً کہے واللہ الی لم ابع ... تو صحیح ہوگا اور اگر فقط نفی استحقاق پر اختصار کرے مثلاً کہے واللہ ما لہذا المدعی ... حق تو کافی ہوگا اور اگر مدعی کے ابراء (ساقط کرنا) کردینے یا اوسکے حوالہ کر چکنے کا دعوی کرے اور مدعی انکار کرے تو اس صورت مین منکر کا مدعی ہونے کے طرف اور مدعی کا منکر ہونے کی طرف انقلاب ہوجائیگا پس مدعی کو بقاء حق پر حلف کرنا کافی ہوگا اور اگر وہ اپنے ابراء کرنے یا اوسکے قبضہ وسے چکنے کی نفی پر حلف کرے تو دعوای خصم کے دفع کرنے مین آکد (جو تاکید پر مشتمل ہو) ہوگا لیکن وہ لازم نہین ہی اور جس مقام مین کہ مدعی علیہ پر دعوی کا جواب دینا لازم ہوتا ہی وہان جواب کے ساتھ اوسپر یمین بھی متوجہ ہوتی ہی اسلیئے کہ حضرت نے ارشاد فرمایا ہی الیمین علی من انکر اور صورت نکول مین منکر پر حکم کیا جائیگا جیسے عتق نکاح بسبب طلاق وغیرہ اور یہ قول قضا بالنکول پر مبنی ہی اور قول آخر کی بنا پر یمین کا مدعی کی طرف متوجہ کرنا متعین ہوگا پس حلف مدعی کے ساتھ اوسکے موافق اور نکول مدعی کے ساتھ اوسکی مخالف حکم کیا جائیگا اور اس مقام پر آٹھ مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ وارث کی طرف کسی دعوے مین اوسوقت تک یمین متوجہ نہوگی جب تک کہ مورث کے مرجانے یا حق کی ثابت ہونے پر اوسکے مطلع ہونیکا اور اوسکے قبضہ مین کسی مال کے ترک کرنے کا دعوی نکیا جائے اور اگر منجملہ امور ثلثہ (موت مورث وثبوت حق وترک مال) کسی امر کے معدوم ہونے پر مدعی بھی مساعد ہوگا تو وارث کی طرف یمین متوجہ نہوگی اور اگر وارث پر موت مورث یا ثبوت حق کے ساتھ عالم ہونیکا دعوی کیا جائیگا تو وارث کو نفی علم پر حلف کرنا

على الوارث الّا ... بموت المورث والعلم بالحق ... على عدم ... هذه الامور ... لم تتوجه ... العلم بالحق

کافی ہوگا اور اگر مدعی مذکور اپنے حق اور وفات مورث کو ثابت کردے اور قبضہ وارث مین مال مورث کے موجود ہونیکا مدعی ہو تو وارث کو نفی مال پر بطریق جزم حلف کرنا لازم ہوگا اور نفی علم پر حلف کرنا کافی نہوگا دوسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کسی غلام پر ایسے مال کا دعوی کرے جو اوسکے آقا کی طرف راجع ہو تو احکام مدعی علیہ بھی اوسکے آقا سے متعلق ہونگے اور ایسے دعوائے مال اور دعوائے جنایت دونون مساوی ہین پس اگر کوئی شخص اوس مال پر دعوی کرے جو قبضۂ غلام مین موجود ہو اور آقاے غلام اوسکا اقرار کرے تو مال کا حوالہ مدعی کرنا لازم ہوگا اگرچہ غلام اوسکا انکار کرتا ہو اور اگر آقاے غلام اوسکا انکار کرے تو آقا پر یمین متوجہ ہوگی اگرچہ غلام اوسکا اقرار کرتا ہو تیسرا مسئلہ اجرای حدود مین وہ دعوے مسموع نہوگا جو بینہ سے مجرد (خالی) ہو اور منکر پر یمین متوجہ نہوگی ہان اگر کسی شخص کا قذف (زنا کی نسبت دینا) کیا جاے اور قاذف (زنا کی نسبت دینیوالا) کے پاس بینہ موجود نہو بعد ازان شخص مقذوف (جسکو زنا کی نسبت دی گئی ہی) اوس (قاذف) پر دعوی کرے مثلا کہے قذفنی فلان (فلان شخص نے مجکو زنا کی نسبت دی ہی) اور قاذف یمین کو مقذوف پر رد کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ مقذوف کا یمین مردودہ کے ساتھ حلف کرنا جائز ہوگا تاکہ ذمۂ قاذف پر حد قذف ثابت ہو اور اسمین اشکال ہی اسلیئے کہ اجراے حد مین یمین متوجہ نہین ہوتے چوتھا مسئلہ منکر سرقہ پر اسقاط غرامت (تاوان) کے لیئے یمین متوجہ ہوتی ہی اور اگر نکول (حلف سے انکار کرنا) کرے تو اوسپر مال کا ادا کرنا لازم ہوگا لکن اوسکے نکول سے ہاتھ کا قطع کرنا جائز نہوگا اور یہ حکم قضا بالنکول پر مبنی ہی اور یہی اظہر ہی اور اگر قضا بالنکول کے قائل نہون تو یمین کا مدعی پر رد کرنا معین ہوگا پس اگر اوسنے حلف کیا تو سارق کو ادای مال کا الزام دیا جائیگا اور اگر مدعی نے حلف سے انکار کیا تو اوسکا دعوی ساقط ہو جائیگا لکن دونون

الاظهر والا حلف المدعي ولا يثبت الحد

قولون کی بنا پر حدِ سرقہ ثابت نہوگی اور اسیطرح اگر اثبات سرقہ کیلیے ایک شاہد کو قائم کرے
اور شاہد دوم کے عوض یمین حلف کرے تب بھی منکر پر حد سرقہ ثابت نہوگی پانچوان مسئلہ
اگر مدعی کے پاس بینہ موجود ہو لیکن اوس سے حسبِ مصلحت اعراض کرکے یمین منکر کا التماس کرے
یا بینہ کے ساقط کرنے اور یمین منکر پر قناعت کرنیکی تصریح کرے مثلاً کہے اسقطت البینۃ
وقنعت بالیمین (یعنے بینہ کو ساقط کیا اور حلف منکر پر قناعت کی) تو آیا اوسکو بینہ کی طرف
رجوع کرنا جائز ہوگا یا نہین پس بعض علمانے فرمایا ہی کہ جائز نہوگا اور اسمین تردد ہی اور شاید کہ جواز
رجوع اقرب ہو اور اسیطرح اگر شاہد واحد (ایک گواہ) کو قائم کرے بعد ازان اوس سے اعراض اور
یمین منکر پر قناعت کرے تب بھی یہی بحث جاری ہوگی چھٹا مسئلہ اگر صاحب نصاب (جسکے
پاس مال کی وہ مقدار موجود ہو جسمین زکوٰۃ واجب ہوتی ہی) اثناء حول مین اوس کے
بدل ڈالنے کا مدعی ہو تو اوسکا قول بدون قسم مقبول ہوگا اور اسیطرح اگر کسی شخص کی زراعت
یا ثمر پر بعد تخمین اوسکے بقدر نصاب ہونیکا حکم کیا جائے بعد ازان صاحب زراعت یا ثمر اسکے
ناقص ہونیکا دعوی کرے تب بھی اوسکا قول بدون قسم مقبول ہوگا اور اسیطرح اگر کافر ذمی
اپنے قبل حول مسلمان ہونیکا دعوی کرے تب بھی اوسکا قول مقبول ہوگا اور اوس سے مال جزیہ
ساقط ہو جائیگا لیکن اگر صغیر حربی اسیر ہونے کے بعد اپنے بالغ ہونے اور موی عانہ (پیڑو) کو بوجہ
علاج (دوا کرنا) اور بدون سن نکل آنیکا مدعی ہو تا کہ اوسکو قتل سے رہائی حاصل ہو تو اسمین
تردد ہی اور شاید کہ اوسکے قول کا بدون بینہ مقبول نہونا اقرب ہو ساتوان مسئلہ اگر کوئی شخص
(زید) وفات پائے اور اوسکا کوئی وارث نہو بعد ازان کوئی شاہد (خالد) ایسا ظاہر ہو جو
کسی شخص (بکر) پر میت مذکور (زید) کے مدیون (جسپر کسی کا قرضہ آتا ہو) ہونیکی شہادت
دے تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ شخص مذکور (بکر) کا اوسوقت تک محبوس کرنا لازم ہوگا جب تک

کہ حلف یا اقرار نکرے اسلیئے کہ یمین کا طرف مشہود لہ (میت ۔ زید) مین رد کرنا متعذر ہی اور اسطرح اگر وارث پر کوئی وصی اس امر کا دعوی کرے کہ میت نے فقرا کے لیئے (جسکے لئے شہادت دی گئی ہی) وصیت کی ہی اور ایک شاہد بھی اوسکے موافق گواہی دے اور وارث اسکا انکار کرے تو وارث مذکور کا اوسوقت تک محبوس کرنا جائز ہوگا جب تک کہ حلف یا اقرار نکرے اسلیئے کہ یمین کا مشہود لہ (میت) پر رد کرنا متعذر ہے اور دونون مقامون مین اشکال ہی اسلیئے کہ محبوس کرنا عقوبت ہی جسکا موجب ثابت نہین ہوا آٹھوان مسئلہ اگر کوئی شخص انتقال کرے اور دین نے اوسکے ترکہ کا احاطہ کیا ہو تو وارث کی طرف اوسکا ترکہ منتقل نہوگا اور اوسپر مال میت کا حکم جاری کیا جائیگا اور اگر دین نے ترکہ کا احاطہ نکیا ہو تو ترکہ کی وہ مقدار وارث کی طرف منتقل ہوگی جو مقدار دین سے فاضل رہے اور دونون حالتون مین وارث کے لئے اپنے مورث کے اوس مال پر محاکمہ کرنا صحیح ہوگا جو کسی شخص کے ذمہ ثابت ہی اسلیئے کہ وہ حلف وغیرہ مین اپنے مورث کا قائم مقام ہی **تیسری بحث** شاہد واحد اور یمین کے بیان مین پس شاہد واحد اور یمین کے ساتھ فی الجملہ حکم کرنا جائز ہی اسلیئے کہ رسولخدا اور اونکے بعد جناب امیر المؤمنین ع نے شاہد و یمین کی بنا پر حکم فرمایا ہی اور شاہد کا ثابت العدالۃ ہونا اور شہادت کا اولاً قائم کرنا بعد ازان مدعی کا حلف کرنا شرط ہی اور اگر حلف کے ساتھ ابتدا کی جائیگی تو لغو قرار پائیگا اور مدعی کو اقامت شاہد کے بعد اپنے حلف کا اعادہ کرنا لازم ہوگا اور شاہد و یمین کے ساتھ اموال مین حکم ثابت ہوتا ہی جیسے دین ۔ قرض غصب اور اسیطرح معاوضات مین بھی ثابت ہوتا ہی جیسے بیع ۔ صرف ۔ صلح ۔ اجارہ ۔ مضاربت ہبہ ۔ وصیت جو اوسکے لئے کی گئی ہو ۔ وہ جنایت جو موجب دیت ہو جیسے قتل خطا ۔ قتل خطا جو شبیہ بعمد ہو ۔ باپ کا اپنے بیٹے کو قتل کرنا ۔ حر کا عبد کو قتل کرنا ۔ کسر عظام (ہڈی کا توڑ ڈالنا) جائفہ (اوس آلہ کا زخم جو بدن کے اندر پہونچ جائے) ماموںہ (وہ زخم جو کہ ام الراس تک پہونچ جائے) اور جو دعوے کہ شاہد اور یمین کے ساتھ

الموجبة للدية كالخطأ وعمد الخطأ وقتل الوالد ولده والحر العبد وكسر العظام والجائفة والمأمومة

ثابت ہوتے ہین اون کا ضابطہ یہ ہی کہ وہ مال سے متعلق ہون یا اُنسے تحصیل مال مقصود ہو اور آیا شاہد و یمین سے نکاح بھی ثابت ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی لکن شاہد و یمین سے خلع اور طلاق اور رجعت اور عتق اور تدبیر اور کتابت اور نسب اور وکالت اور اُسکی طرف وصیت کرنا اور عیوب نساء وغیرہ ثابت نہین ہوتے اور آیا ثبوت وقف مین بھی شاہد و یمین مقبول ہونگے یا نہین اسمین اشکال ہی جسکا منشاء اختلاف ہی جو مال موقوف کے موقوف علیہم یا حق سبحانہ کی طرف منتقل ہونے مین واقع ہوا ہی لکن اُسکے ثبوت مین شاہد و یمین کا مقبول ہونا اشبہ ہی اسلئے کہ وہ موقوف علیہم کی طرف منتقل ہوتا ہی اور دعوای جماعت کے ثابت ہونے مین شاہد واحد کافی نہین ہی تا وقتیکہ جماعت مذکورہ مین سے ہر ایک شخص حلف نکرے اسلئے کہ اُن کا دعویٰ اگرچہ بظاہر ایک ہی لکن درحقیقت دعاوی متعدد کی طرف منحل ہوتا ہی پس اگر اُس جماعت کے بعض اشخاص حلف کرنے سے انکار کرین تو اُنھین لوگون کا نصیب ثابت ہوگا جنھون نے کہ حلف کیا ہی اور اُن لوگون کا نصیب ثابت نہوگا جنھون نے کہ حلف سے انکار کیا ہی اور اُس شخص کو حلف کرنا صحیح نہوگا جو محلوف علیہ کا یقین نرکھتا ہو اور حلف کی وجہ سے غیر حالف کا مال ثابت نہوگا پس اگر غریم میّت کسی شخص کے ذمہ پر مال میّت کے ثابت ہونے کا ایک شاہد کے ساتھ دعوی کرے اور وارث حلف کرے تو مدعی علیہ پر مال میت ثابت ہوجاے گا اور اگر حلف سے وارث انکار کرے تو غریم کا حلف دینا صحیح نہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص (زید) کسی شخص (عمرو) کے قبضہ مین مال غیر (بکر) کے بطور رہن موجود ہونے کا دعوی کرے اور اُسکے مال راہن ہونے پر ایک شاہد کو قائم کرے تو مدعی کا حلف دینا صحیح نہوگا اسلئے کہ مال غیر کے ثابت کرنے مین اُسکے یمین کا اعتبار نہین ہی اور اگر ایک جماعت اپنے مورث کے مال کا

دعوی کرے اور شاہد کے ساتھ ہر ایک شخص حلف بھی کرے تو اونکا دعوی ثابت ہوگا اور جماعت مذکورہ پر اُس مال کا بطور فریضہ تقسیم کر دینا متعین ہوگا اور اگر جماعت مذکورہ کا دعوی وصیت ہوگا تو اوس مال کا اون پر بالسویہ تقسیم کرنا لازم ہوگا تاوقتیکہ موصی کیطرف سے کسی شخص کے لئے زیادتی کے ساتھ وصیت کرنا ثابت نہو اور اگر حلف کرنے سے جماعت مذکورہ انکار کرے تو اونکے موافق حکم کرنا صحیح نہوگا اس لئے کہ اُنکی حجت تمام نہین ہوئی اور اگر حلف کرنے سے بعض اشخاص انکار کرین تو اونکو اپنے حصہ کے اخذ کرنے کا استحقاق حاصل ہوگا اور وہ لوگ اُسکے ساتھ شریک نہونگے جنہون نے کہ حلف سے انکار کیا ہے اور اگر جماعت مذکورہ مین کوئی شخص ایسا موجود ہو جسپر کسی دوسرے شخص کے لئے ولایت حاصل ہے جیسے صغیر یا مجنون تو اُسکا نصیب باقی رکھا جائیگا پس اگر اُسنے کامل ورشید ہونے کے بعد حلف کیا تو اُسکو حصہ مذکورہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر حلف سے اُسنے انکار کیا تو اُسکی موافق حکم کرنا صحیح نہوگا اور اگر وہ شخص اپنے کامل ورشید ہونے سے قبل وفات پائیگا تو اُسکے وارث کو حلف کے بعد اُسکے نصیب کا استحقاق حاصل ہوگا اور اس مقام پر پانچ مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ اگر کوئی شخص کسی کنیز کو مملوک اور ام ولد ہونے کا دعوی کرے مثلاً کہے ہذہ الجاریۃ مملوکتی وام ولدی یہ کنیز میری مملوک اور میری مولود کی ماں ہے اور شاہد واحد کے ساتھ حلف کرے تو شاہد و حلف سے کنیز مذکورہ کی رقیت ثابت ہو جائیگی اسلئے کہ وہ مال ہے اور نسب ولد ثابت نہوگا اسلئے کہ وہ مال نہین ہے اور اثبات ولدیت مین شاہد واحد اور حلف کافی نہین ہے اور کنیز مذکورہ پر اُسکے اقرار کی موافق ام ولد کے احکام جاری کئے جائینگے دوسرا مسئلہ اگر بعض ورثہ مدعی ہون کہ میت نے فلان مکان کو اپنے ورثہ اور

اونکے نسل پر وقف کر دیا ہی پس اگر ورثہ مدعین نے اپنے شاہد کے ساتھ حلف کر لیا تو اونکی موافق حکم کیا جائیگا اور اگر حلف سے انکار کیا تو مکان مذکور پر احکام میراث جاری کئے جائینگے اور نصیب مدعین سے اونکے اقرار کی موافق احکام وقف متعلق ہونگے اور اگر مدعین مین سے بعض اشخاص حلف کرین تو نصیب حالف پر احکام وقف اور باقی پر احکام طلق (جو وقف نہو) جاری ہونگے جس سے دیون و وصایا کا اداکرنا معین ہوگا اور ادائے دین و وصیت کے بعد جو مال فاضل رہیگا اُس سے احکام میراث متعلق ہونگے اور مال فاضل مین سے جو حصہ کہ مدعین کی طرف منتقل ہوگا اُسپر احکام وقف جاری کئے جائینگے اور اگر شخص ممتنع (جس نے کہ حلف کرنے سے انکار کیا ہی) منقرض ہو جائے تو اُنکی اولاد کو شاہد کے ساتھ حلف کرنے اور بعد حلف اپنے حق کے اخذ کرنے کا استحقاق باقی رہیگا اور امتناع اول کی وجہ سے اُن کا حق باطل نہوگا

تیسرا مسئلہ اگر کوئی شخص مدعی ہو کہ میت نے مجھپر اور میرے بعد میرے اولاد پر فلان مکان کو وقف کیا ہی اور شاہد واحد کو قائم کرے اور بجائے شاہد دوم حلف کرے تو اُسکا دعوی ثابت ہو جائیگا اور اُسکی وفات کے بعد اُسکی اولاد پر یمین مستانفہ متوجہ نہوگی اسلئے کہ ثبوت اول کافی ہی اور تجدید ثبوت کی حاجت نہین ہی اور اسیطرح اگر کل بطون کا منقرض ہو جانا اور وقف کا فقرا و مساکین کی طرف منتقل ہونا فرض کیا جائے تب بھی یہی حکم ہوگا لکن اگر کوئی شخص مدعی ہو کہ میت نے وقف مین میرے اولاد کو میرا شریک کیا ہی تو بطن دوم کو یمین کی طرف احتیاج ہوگی اسلئے بطن دوم موجود ہونے کے بعد اون لوگون کا حکم جاری کیا جائیگا جو وقت دعوی موجود تھے پس اگر تین بھائی مدعی ہون کہ میت نے فلان مکان کو ہمپر اور ہماری اولاد پر مشترکا

وقف کیا ہی اور ایک شاہد کو پیش کرین اور شاہد دوم کے مقام پر اپنے حلف کو قائم کرین بعد ازان اُنھین سے کسی شخص کے مولود پیدا ہو تو مال وقف کے چار حصے قرار دیئے جائینگے اور مولود مذکور کا حصہ اُسوقت تک ثابت نہو گا جبتک کہ وہ حلف نکرے اسلئے کہ وہ وقف کو اصل واقف سے اخذ کرتا ہی لہذا اُسپر اون لوگونکے احکام جاری کیئے جائینگے جو وقت دعوی موجود تھے اور اُسکے لئے ربع وقف (یعنی چوتھائی حصہ) کا تا بلوغ ورشد باقی رکھنا معین ہوگا پس اگر اُسنے کامل (بالغ عاقل) ہونیکے بعد حلف کیا تو اُسکو حصہ مذکورہ کے اخذ کرنے کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر اُسنے حلف سے انکار کیا تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اُوسکا ربع بحق اخوت (تینون بھائیون) کیطرف رجوع کرے گا اسلئے کہ اُنہون نے اصل وقف مین اپنے موقوف علیہم ہونے کو ثابت کیا ہی تا وقتیکہ کوئی مزاحم موجود نہوا ور امتناع حلف کے بعد وہ مولود بمنزلہ معدوم فرض کیا جائیگا اور اسمین اشکال ہی اسلئے کہ اخوت کو (بھائیون کو) استحقاق ربع کے حاصل نہونے کا اعتراف ہی اور اگر اُن تینون مین سے بلوغ مولود کے قبل ایک شخص وفات پائے تو وفات میت کے وقت سے اُسکے لیے ایک ثلث باقی رکھا جائیگا اسلئے کہ اس صورت مین وقف کی تین حصے ہوگئے اور اُسکے لیئے وفات میت تک ایک ربع باقی رکھا گیا تھا پس اگر مولود مذکور نے اپنے بالغ ہونیکے بعد حلف کیا تو اُسکو اخذ مجموع کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر اُسنے حلف کو رد کیا تو ورثہ میت اور اخوین کو وقت وفات تک ربع کا استحقاق ہوگا اور اخوین کو وقت وفات سے ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا اور اسمین بھی اول کی طرح اشکال ہی اسلئے کہ اُن کو اپنے مستحق نہونے کا اعتراف ہی لہذا رد حلف کی صورت مین بھی اُسکو مولود مذکو کے حوالہ کرنا چاہئیے **چوتھا مسئلہ** اگر کوئی شخص اُس غلام کا

دعوی کرے جو کسی دوسرے شخص کے قبضہ مین موجود ہو اور بیان کرے کہ یہ غلام میرا مملوک تھا اور مین نے اُسکو آزاد کردیا ہی اور شخص قابض انکار کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اُسکو ایک شاہد کے ہمراہ حلف کرکے غلام مذکور کا استحقاق ذکر نا صحیح ہوگا اور یہ قول بعید ہی اسلیے کہ مدعی مذکور کسی مال کا دعوی نہین کرتا ہی بلکہ حریت غلام کا دعوے کرتا ہی جسکا از قبیل مال نہونا واضح ہی لہذا اُسکے ثبوت مین شاہد واحد اور یمین کافی نہوگی۔

پانچوان مسئلہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص پر قتل کا دعوی کرے اور شاہد واحد کو پیش کرے پس اگر اُسنے قتل خطا دیا عمد خطا کا دعوی کیا ہی تو حلف مدعی کے بعد اُسکے موافق حکم کیا جائیگا اسلئے کہ یہ دعوی اس صورت مین مال سے متعلق ہی جسکے ثبوت مین شاہد و یمین کافی ہی اور اگر اُسنے قتل عمد کا دعوی کیا ہی جو موجب قصاص ہوتا ہی تو اُسکے ثبوت مین شاہد و یمین کافی نہوگی اور شہادت شاہد از قبیل **لوث** ہوگی اور مدعی کو اپنے دعوی کا قسامت (کثرت حلف) کے ساتھ ثابت کرنا جائز ہوگا **خاتمہ** اور وہ دو فصلون پر مشتمل ہی **فصل اول** کتاب قاضی الی القاضی (حاکم کا کسی دوسرے حاکم سے کتابت کرنا) کے بیان مین پس حاکم کو اپنے حکم پر کسی دوسرے حاکم کی مطلع کرنیکی کئی صورتین ہین **صورت** اولی کتابت (لکھنا) کرنا اور کتابت کا کوئی اعتبار نہین ہی اسلئے کہ خط و مُہر کا ملتبس کردینا یا حقیقت معنی کا قصد نکرنا ممکن ہی **صورت** ثانیہ بالمشافہہ کہدینا جیسے ایک حاکم کسی دوسرے حاکم سے کہی حکمت بکذا (مین نے فلان نزاع مین اسطرح حکم کیا ہی) یا کہے انفذت کذا (مین نے فلان خصومت مین یہ حکم نافذ کیا ہی) یا کہے امضیت کذا (مین نے فلان واقعہ مین اس حکم کو جاری کیا ہی) اور آیا حاکم دوم کو اُس حکم کا جاری کرنا جسکو حاکم اول نے بالمشافہہ بیان کیا ہی صحیح ہوگا

نص الشيخ ره في الخلاف انه لا يقبل و فاما التشهادة فان تشهد البينة بان الحاكم وانه شهادة اياها على حكمه بعيانا الحصول سوى ذلك مما تمت العادة اذا احتياج الى اثبات الحقوق الى

يا نہین اسمین تردد ہی لکن شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف مین اُسکے مقبول ہونے پر
نص فرمائی ہی صورت ثالثہ دو عادلون کا شہادت دینا پس اگر بینہ شہادت دی کہ
حاکم اوّل نے فلان خصومت مین یہ حکم کیا ہی اور ہم دونون کو اُسپر شاہد کیا ہی تو حاکم
دوم پر اُس بینہ کے قول کا قبول کرنا متعین ہوگا اسلئے کہ اسکی حاجت ہوتی ہی کیونکہ
بلاد بعیدہ مین ارباب حقوق کو اُن (حقوق) کے ثابت کرنے کی غالباً احتیاج ہوتی
ہی اور ان بلاد کی طرف نقل و حرکت کرنے پر شہود اصل کا مکلف کرنا متعذر
(دشوار) یا متعسر (شاق) ہوتا ہی پس تباعد غرما کی صورت مین استیفاء حقوق کے لئے
کسی وسیلہ کا موجود ہونا ضرور ہی اور رفع احکام الی الحکام (حکمون کا حاکمون تک پہنچانا)
کے سوا کوئی وسیلہ نہین ہی اور رفع احکام کے لئے کوئی ایسا طریقہ جو از راہ احتیاط اسلم
ہو اس صورت کے سوا موجود نہین ہی جسکو کہ ہم نے بیان کیا اور اگر شہود اصل پر شہادت
کے حاصل کر لینے اور حاکم دوم کے سامنے شہود فرع کے شہادت ادا کرنے کو رفع احکام
کا وسیلہ قرار دین تو یہ بھی خالی از اشکال نہوگا اسلئے کہ بلاد بعیدہ کی طرف نقل
و حرکت کرنے پر بسا اوقات شہود فرع مساعدت نہین کرتے اور شہادت ثالثہ قابل
سماعت نہین ہی علاوہ برین اگر اعلام احکام کی مشروعیت کے قائل نہون تو تطاول
مدت کی صورت مین حجتون کا باطل ہونا لازم آتا ہی اور اُسکا منع کرنا واقعہ واحدہ
مین خصومت کے مستمر رہنے کی طرف منجر ہو جاتا ہی اسلئے کہ اگر حاکم اول کے حکم کا شخص
محکوم علیہ کسی دوسرے حاکم کی طرف مرافعہ کرے اور دوسرا حاکم اُس حکم کو نافذ نکرے
جسکو کہ حاکم اوّل نے جاری کیا ہی تو منازعت متصل رہیگی اور مع ذلک اگر حاکم دوم
کے سامنے متخاصمین (مدعی و مدعی علیہ) اس امر پر اتفاق کرین کہ حاکم اوّل نے

اثبات الحقوق في البلاد النائية عليه غالب في تكليف شهود الاصل الانتقال متعذرا او متعسرا فلا بد من وسيلة الى استيفائها مع تباعد الغرماء ولا وسيلة الا رفع الاحكام الى الحكام وانحصار الوسيلة في القضاء اتم ذلك الا حتياطا ماهو صور ناه لا يقال يتوصل الى ذلك بالشهادة على شهود الاصل لانا نقول قد لا يساعد شهود الفرع على النقل والشهادة الثالثة لا تسمع ولانه لو لم يشرع انهاء الاحكام بطلت الحجج مع تطاول المدد ولان المنع من ذلك يؤدي الى استمرار الخصومة في الواقعة الواحدة بان يرافعه المحكوم عليه الى آخر فان لم ينفذ ما حكم به الاول اتصلت المنازعة ولو تصادق الغريمان

ان حاکما حکم علی عمرو الزامهما الی الحاکم حکم به الاول و کذا لو قامت البینة لانها تثبت ما لو اقر الغریم به لزم لا یقال اجمع الاصحاب انه لا یجوز کتاب قاضی ولا العمل به ورواية طلحة بن زید والسکونی عن ابی عبد الله علیه السلام ان علیا علیه السلام کان لا یجیز کتاب قاضی الی قاضی فی حد ولا غیره حتی ولیت بنو امیة فاجازوا بالبینات لانا نجیب عن الاول بمنع دعوی الاجماع علی خلاف موضع النزاع لان المنع من العمل بکتاب قاضی الی قاضی لیس منعا من العمل بحکم الحاکم مع ثبوته ونحن لا نعتبر عندنا بالکتاب مختوما کان او مفتوحا والی جواز ما ذکرناه اومأ الشیخ ابو جعفر رحمه الله فی الخلاف ونجیب عن الثانی بالطعن فی سندها فان طلحة بتری و السکونی عامی ومع تسلیمها نقول بموجبها فانا لا نعمل بالکتاب اصلا ولو ثبت ...

ہم پر فلان حکم نافذ کیا ہی تو حاکم دوم کو اُن دونون کا اُس حکم کے ساتھ الزام دینا بالاتفاق جائز ہوگا جسکو کہ حاکم اول نے جاری کیا ہی پس جسطرح کہ صورت مذکورہ مین حاکم دوم کو حاکم اول کے حکم کی بنا پر اُن دون کا الزام دینا صحیح ہوا اسی طرح قیام بینہ کی صورت مین بھی عمل کرنا چاہیے اسلئے کہ قول بینہ سے وہی حکم ثابت ہوتا ہی جو غریم پر درصورت اقرار لازم ہوجاتا ہے اور اگر عمل بالبینہ کی ممانعت پر اسطرح استدلال کیا جاے کہ اصحاب نے ایک قاضی کے دوسرے قاضی سے کتابت کرنے اور اُسپر عمل کرنے کی ممانعت پر فتوی دیا ہی جسکا اطلاق محل نزاع کو بھی شامل ہے اور روایت طلحہ بن زید و سکونی مین جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی وارد ہوا ہی کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کسی قاضی کے دوسرے قاضی سے کتابت کرنے اور اُسپر عمل کرنے کی مطلقاً (حد سے متعلق ہو یا غیر حد سے) اجازت نہ دیتے تھے تا آنکہ متغلبین بنی امیہ نے اپنی حکومت کے زمانہ مین بینون پر عمل کرنیکی اجازت دی تو یہ استدلال صحیح نہوگا اسلئے کہ دلیل اول سے ہم جواب دینگے کہ موضع نزاع کے خلاف پر دعوائی اجماع ممنوع ہی کیونکہ کتاب قاضی الی القاضی پر عمل کے ممنوع ہونے سے حکم حاکم پر باوجود ثبوت عمل کا ممنوع ہونا ثابت نہین ہوتا اور کتاب قاضی کا اعتبار ہمارے نزدیک بھی ثابت نہین ہی خواہ مختوم (مہر کردہ) ہو یا مفتوح (خالی از مہر) اور جسکو کہ ہمنے ذکر کیا ہی اُسیکیطرف جناب شیخ ابو جعفر رحمہ اللہ نے بھی کتاب خلاف مین ایماء فرمایا ہے اور دلیل دوم سے ہم جواب دینگے کہ روایت مذکورہ مقدوح ہی کیونکہ طلحہ بتری (امامت ابتر کا قائل) ہی اور سکونی عامی (مخالف) ہی اور اگر روایت مذکورہ تسلیم بھی کیجاے تو اُسکے مقتضا پر عمل کرنیکے ہم قائل ہین کیونکہ ہم کتاب من حیث ہو کتاب پر اصلا عمل نہین کرتے اگرچہ اُسکے کتاب قاضی ہونے پر بینہ بھی قائم ہوجاے

الكتاب عرفت هذا فالعمل بذلك مقصور على حقوق الناس دون الحدود وغيرها من حقوق الله وما ينهي من الحاكم حكم وقع بين المتخاصمين

پس کتاب من حیث ہو کتاب ملغی ہوگی اور قاضی کے اُس حکم پر عمل کرنے کو ہم
تجویز کرتے ہین جسکی انشا پر عادلین نے شہادت دی ہی اگرچہ وہی حکم اُسکی کتاب مین
بھی مسطور ہو اور جبکہ یہ معلوم ہو چکا تو اب جاننا چاہیے کہ عمل بالبیّنہ کا جواز فقط
حقوق الناس پر مقصور ہی اور حدود وغیرہ مین جو حقوق اللہ کی قبیل سے ہین اُسپر
عمل کرنا صحیح نہین ہی پس جس چیز کا کہ حاکم کو اعلام کیا جائیگا وہ دو امر ہین اول وہ
حکم ہی جو حاکم اول نے متخاصمین مین واقع کیا ہو دوم وہ حکم ہی جو حاکم اول نے کسی
غائب پر ثابت کیا ہو پس درصورت اولی (حاکم اول کے حکم کا بین متخاصمین واقع ہونا)
اگر خصومت خصمین کے وقت دو شاہد حاضر ہون اور اُس حکم کی سماعت کرین جسکو حاکم نے
صادر کیا ہو اور حاکم نے اُن دونون کو اپنے حکم پر شاہد کردیا ہو بعد ازان حاکم دوم کے
پاس وہ دونون اُس حکم کی شہادت دین تو اونکی شہادت سے حاکم دوم کی نزدیک
حاکم اول کا حکم ثابت ہو جائیگا اور حاکم دوم اُس حکم کو نافذ کریگا اور حاکم دوم پر
اُس حکم کے فی نفس الامر صحیح ہونے کا حکم کرنا واجب نہو گا اسلئے کہ حاکم دوم کو اُسکی صحت
نفس الامریہ کا علم حاصل نہین ہی بلکہ اُسکے نافذ کردینے کا فائدہ قطع خصومت ہی تاکہ
متخاصمین اُس واقعہ مین دوبارہ نزاع نکرین اور اگر خصومت متخاصمین کے وقت وہ
دونون حاضر نہون اور حاکم نے اُن دونون سے واقعہ کی حکایت کی ہو اور صورت حکم
کو بیان کیا ہو اور متخاصمین کو انکے نام یا نسب وغیرہ کے ساتھ معین کیا ہو اور اُن
دونون کو اپنے حکم پر شاہد کردیا ہو بعد ازان وہ دونون صورت حال کو بجنسہ حاکم دوم
کے سامنے بیان کرین تو آیا حاکم دوم کو اُسکا قبول کرنا صحیح ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی
لیکن اُسکا قبول کرلینا اولی ہی اسلئے کہ جسطرح اوسکا حکم نافذ تھا اسی طرح اُسکا حکم سے

اما الاول فان حضر الشاهدان الخصومة وسمعا ما حكم به الحاكم واشهدهما على حكمه ثم شهدا بالحكم عند الآخر ثبت بشهادتهما حكم ذلك الحاكم وانفذ ما ثبت عنده لا انه يحكم بصحة الحكم في نفس الامر اذ لا علم له به بل فائدته قطع خصومة الخصمين لو عاودا المنازعة في تلك الواقعة وان لم يحضرا الخصومة فحكى لهما الواقعة وصورة الحكم وسمى المتحاكمين باسمهما

ما صحب حكمه لمن حكمه والقبول اولى تردد على الحكم واشهدهما

خبر دینا بھی نافذ ہونا چاہیئے اور درصورت ثانیہ (دعوای مدعی کو غائب پر ثابت کرنا)
پس اگر دعوی کرنے اور غائب پر شہود اصل کی شہادت
دینے اور انکی شہادت کے موافق حاکم اول کے حکم کرنے مین شہود فرع حاضر ہون اور
حاکم نے انکو اپنے حکم پر شاہد کیا ہو بعد ازان حاکم دوم کے پاس وہ دونون اُس حاکم کی
شہادت دین تو حاکم دوم کو انکی شہادت کا قبول کرنا اور حکم کا نافذ کردینا صحیح ہوگا اور
اگر واقعہ مین شہود فرع حاضر نہون اور حاکم اول نے انکو اسطرح شاہد کیا ہو کہ فلان
بن فلان نے فلان بن فلان پر فلان مال کا دعوی کیا ہے اور اسکے دعوی کے فلان اور فلان
شخص نے شہادت دی اور اُن دونون کے عدالت یا تزکیہ کا ذکر کرے بعد ازان
بیان کرے کہ مین نے مدعی علیہ پر حکم کیا اور نافذ کیا اور حاکم دوم کے
پاس شہود فرع اسی عنوان کی شہادت دین تو آیا حاکم دوم کو اُسکا قبول کرنا اور
نافذ کرنا صحیح ہوگا یا نہین اسمین تردد ہے لکن اُسکا قبول کرلینا ارجح ہے خصوصاً جبکہ
وہ کتاب بھی حاضر کرین جو دعوی اور شہادت شہود کو متضمن ہو لکن اگر حاکم دوم کو
حاکم اول خبر دے کہ میرے نزدیک فلان امر ثابت ہوا ہے تو حاکم دوم کو اُسکا نافذ
کرنا لازم نہوگا اسلئے کہ ثبوت پر حکم صادق نہین آتا لہذا ادلۂ انفاذ مین مندرج
نہوگا اور اگر حاکم دوم سے حاکم اول کہے حکمت (مین نے حکم کیا) تو آیا حاکم دوم
کو اُسکا نافذ کرنا لازم ہوگا یا نہین اسمین تردد ہے اور صورت اعلام شہود فرع کا حاکم
دوم کو حاکم اول کے حکم پر مطلع کرنا) یہ ہے کہ شہود فرع نے جس واقعہ کا مشاہدہ کیا ہے
یا جس کلام کی حاکم سے سماعت کی ہے اُسکو بیان کرین اور کہین کہ فلان حاکم نے ہمکو
حکم کے صادر کرنے اور اُسکے امضاء کرنے پر شاہد کیا ہے اور اگر حاکم دوم اُن دونونکے

سامنے اُس کتاب کی قرائت کرے جو حاکم اول کے حکم پر مشتمل ہو بعد ازان وہ دونون اُس کتاب پر حوالہ کرین اور بیان کرین کہ حاکم اوّل نے ہمکو اپنے اس حکم کے صادر ہونے مضاء کرنے پر شاہد کیا ہی تو حاکم دوم کو اُنکی شہادت کا قبول کرنا جائز ہیگا اسلئے کہ یہ شہادت ایسے امر پر واقع ہوئی ہی جو بوجہ قرائت اُنکو مفصلاً معلوم ہوچکا ہی اور شہادت مین شیٔ مشہود بہ کا ایسے اوصاف کے ساتھ ضبط کرنا ضرور ہی جو اُس سے جہالت کو برطرف کردین پس اگر حاکم دوم پر مشہود بہ مشتبہ ہو تو اُسکو حکم کا اُسوقت تک موقوف کرنا صحیح ہوگا جبتک کہ مدعی اُسکو بطریق شرعی واضح نکرے۔ اور اگر حکم کے بعد حاکم اول کا حال اُسکے مرجانے یا معزول ہوجانے کی وجہ سے متغیر ہوجاے تو یہ تغیر اُسکے حکم پر عمل کرنے مین قادح نہوگا اور اگر اُسکا حال بوجہ فسق متغیر ہوجاے تو اُسکے حکم پر عمل کرنا صحیح نہوگا لکن جس حکم کا انفاذ اُسکے فسق سے قبل ہوچکا ہی وہ بحالہ باقی رکھا جائیگا اور حال مکتوب الیہ کے متغیر ہوجانیکا کتاب مین کچھ اثر نہوگا بلکہ شہادت بیّنہ سے جس حاکم کے پاس اُسکا حاکم اول سے صادر ہونا اور اُسکا گواہونکو اپنے حکم پر شاہد کرنا معلوم ہوجائیگا وہی حاکم اُسپر عمل کریگا اسلئے کہ ہر ایک حاکم پر دیگر حکام کے احکام کا نافذ کرنا لازم ہی اور اس مقام پر تین مسئلے قابل ذکر ہین پہلا مسئلہ جبکہ مشہود علیہ اپنے محکوم علیہ ہونے کا اقرار کرے تو حق مدعی اُسپر لازم کیا جائیگا اور اگر انکار کرے اور شہادت شہود ایسے اوصاف کے ساتھ واقع ہوئی ہو جو غالباً محتمل شرکت ہوتے ہین تو اُسکا قول اُسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا تاوقتیکہ مدعی اُسکے محکوم علیہ ہونے پر بیّنہ کو قائم نکرے اور اگر شہادت شہود ایسے اوصاف کے ساتھ واقع ہوئی ہو جو غالباً محتمل شرکت نہین ہوتی بلکہ اول اوصاف مین بطور ندرت شرکت ہوتی ہو تو اُسکے انکار کی طرف التفات نکیا جائیگا اسلئے کہ وہ خلاف ظاہر ہی اور اگر مشہود علیہ ایسے شخص کی موجود

مسائل الثلث الاول

اذا اقر المحکوم علیہ انہ هو المشهود علیہ لزمہ ولو انکر وکانت الشهادة بوصف

بلد ہونے کا مدعی ہو جو اسم ونسب مین اُسکا مساوی ہی تو اُسکو اپنے دعوی سکے واضح کرنے کی تکلیف دی جائیگی پس اگر شخص مساوی زندہ ہو اور اپنے غریم ہونے کا اقرار کرے تو اُسکو حق مدعی کا الزام دیا جائیگا اور شخص اول چھوڑ دیا جائیگا اور اگر اپنے غریم ہونے کا انکار کرے تو حکم مین اُسوقت تک توقف کیا جائیگا جبتک اصلی حال منکشف ہو اور اگر شخص مساوی مردہ ہو اور کوئی امارت اُس (مردہ) کی بری الذمہ ہونے پر دلالت کرتی ہو جیسی اُسکا ہمعصر مدعی نہونا یا تاریخ حق کا اُسکی موت سے متاخر ہونا تو شخص اول کو حق مدعی کا الزام دیا جائیگا اور اگر اُس (مردہ) کے مشغول الذمہ ہونے کا بھی احتمال ہو تو حکم مین تا انکشاف توقف کیا جائیگا دوسرا مسئلہ مشہود علیہ کو حق کی تسلیم قابض (مدعی) کرنے سے بدون شاہد کے امتناع کرنا جائز ہی اور اگر قابض کے لئے اُسکے حق کا کوئی شاہد نہو تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ مشہود علیہ کو کسی کا شاہد کرنا لازم نہوگا اور اگر لزوم شاہد کے قایل ہون تو خوب ہو تا کہ مادۂ منازعت منقطع ہو اور مشہود علیہ پر یمین متوجہ نہو تیسرا مسئلہ مدعی پر وفاء حق کی صورت مین اپنی سند کا مدعی علیہ کے حوالہ کرنا واجب نہین ہی اسلئے کہ اگر مال مقبوض (جسکو مدعی علیہ نے مدعی کے حوالہ کیا ہی) کا ملک غیر ہونا ثابت ہو تو مدعی کے لئے وہ سند حجت ہوگی اور اسی طرح اگر بائع سے کتاب اصل کو مشتری طلب کرے تب بھی یہی کلام کیا جائیگا اور بائع پر اُسکا حوالہ مشتری کرنا واجب نہوگا اسلئے کہ اگر مبیع کا ملک غیر ہونا ثابت ہو تو بائع اول سے ثمن کے مطالبہ کرنے مین اصل کتاب اُسکے لئے حجت ہوگی

دوسری فصل

اُن لواحق کے بیان مین جو احکام قسمت سے متعلق ہین اور وہ چار ہین اول قاسم کے بیان مین پس امام علیہ السلام کو کسی قاسم کا منصوب کرنا مستحب ہی جسطرح کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کیا ہے

ایک قاسم تھا (جو عبد اللہ بن یحیی کے ساتھ مشہور ہی) اور جو قاسم کہ امام عہ کی طرف سے منصوب ہو اُسمین بلوغ اور کمال عقل اور ایمان اور عدالت اور معرفت حساب شرط ہی اور اُسمین حریت آزادی شرط نہین ہی اور اگر کسی قاسم پر متخاصمین راضی ہوجائین تو اُسکا عادل ہونا شرط نہوگا اور آیا قسمت کافر پر متخاصمین کا راضی ہونا جائز ہے یا نہین اسمین نظر ہی لکن اُسکا جائز ہونا اقرب ہی جسطرح کہ اُن دونون کا بدون کسی قاسم کے خود قسمت پر راضی ہوجانا جائز ہی اور جو قاسم کہ امام عہ کی طرف سے منصوب ہوگا اُسکی قسمت بنفس قرعہ نافذ ہوگی اور بعد قرعہ اُن دونون کے رضا کا اعتبار نہوگا اور جو قاسم کہ غیر امام عہ کی طرف سے منصوب ہوگا اُسکی قسمت کے لازم ہونے مین بعد قرعہ اُنکی رضا کا بھی اعتبار کیا جائیگا اور اسمین اشکال ہی اسلئے کہ قرعہ کو شارع نے تعیین حق کا وسیلہ قرار دیا ہی اور اُسکے ساتھ اُن کے رضا کا مقارن ہونا مفروض ہی لہذا اُسکے بعد اُنکی رضا کا اعتبار نہونا چاہیئے اور جبکہ قسمت مین رد نہو تو قاسم واحد کافی ہوگا اور قسمت رد مین دو قاسمون کا ہونا ضرور ہوگا اسلئے کہ قسمت رد تقویم (قیمت لگانا) کو متضمن ہی پس اُسکے ساتھ قاسم واحد کا منفرد ہونا صحیح نہوگا اور رضاء شریک کی صورت مین قاسم دوم کا اعتبار ساقط ہوگا اور قاسم کی اجرت بیت المال سے متعلق ہوگی اسلئے کہ وہ منجملہ مصالح ہی پس اگر امام حاضر نہون یا بیت المال مین گنجایش نہو تو اُسکی اجرت متقاسمین سے متعلق ہوگی پس اگر متقاسمین مین سے ہر ایک شخص نے اُسکو کسی اجرت معینہ کے عوض اجیر کیا ہو تو اسمین کوئی بحث نہین ہی اور اگر اُسکو عقد واحد مین اجیر کیا ہو اور اجرت مین سے ہر ایک کے نصیب کو معین نکیا ہو تو جملہ شرکا رحصہ رسد اجرت لازم ہوگی اور اسی طرح اگر شرکا نے کسی اجرت

ویشترط فی القاسم البلوغ وکمال العقل والایمان والعدالة والمعرفة بالحساب ولا یشترط الحریة ولو تراضی الخصمان بقاسم لم تشترط العدالة وفی التراضی بقسمة الکافر نظر والجواز اقرب کما لو تراضیا بانفسهما من غیر قاسم والمنصوب من قبل الامام تمضی قسمته بنفس القرعة ولا یشترط رضاهما بعدها وفی غیره یقف اللزوم علی الرضا بعد القرعة وفی هذا اشکال من حیث ان القرعة وسیلة الی تعیین الحق وقد قارنها الرضا ویجزی القاسم الواحد اذا لم یکن فی القسمة رد ولا بد من اثنین فی قسمة الرد لانها تتضمن تقویما فلا ینفرد به الواحد ویسقط اعتبار الثانی مع رضا الشریک واجرة القاسم من بیت المال فان لم یکن امام او کان ولا سعة فی بیت المال کانت الاجرة علی المتقاسمین فان استأجره کل واحد باجرة معینة فلا بحث وان استأجروه فی عقد واحد ولم یعینوا نصیب کل واحد من الاجرة لزمتهم الاجرة بالحصص وکذا لو لم یقدروا اجرة

کی تعیین نکی ہو تو جملہ شرکا پر حصہ رسد اُسکی اجرۃ المثل لازم ہوگی اور بالتسویہ لازم نہوگے

دوم مال مقسوم کی بیان مین مال مقسوم یا متساوی الاجزا ہی جیسے حبوب اور ادہان

یا متفاوت الاجزا ہی جیسے درخت اور عقار (زراعت وغیرہ کی جگہہ) پس صورت اولی

(مال مقسوم کا متساوی الاجزا ہونا) مین اگر قسمت مال کا کوئی شریک مطالبہ کرے

تو تقسیم کرنا معین ہوگا اور اگر کوئی شریک اُسکی قسمت سے انکار کریگا تو مجبور کیا جائیگا

اسلئے انسان کے لئے اپنے مال مین تصرف کرنے اور منتفع ہونے کی ولایت حاصل ہی

اور حالت انفراد مین انتفاع کامل ہوسکتا ہی اور اُسکا کیل اور وزن کے ساتھہ تقسیم کرنا

صحیح ہی خواہ شرکا کے حصے متساوی ہون یا متفاضل اور خواہ مال مقسوم ربوی ہو یا غیر

ربوی اسلئے کہ قسمت مال از قبیل بیع نہین ہی بلکہ از قبیل تمیز حق ہی اور صورت ثانیہ

(مال مقسوم کا متفاوت الاجزا ہونا) مین یا جملہ شرکا کا ضرر لازم آئیگا یا بعض کا

یا کسی شریک کا ضرر لازم نہ آئیگا پس پہلی صورت (جملہ شرکا کا متضرر ہونا) مین اگر

کوئی شریک اُسکی قسمت سے انکار کرے تو اُسکا مجبور کرنا صحیح نہوگا جیسے جواہر یا دکان نہایت

تنگ) اور دوسری صورت (بعض شرکا کا متضرر ہونا) مین اگر شریک متضرر اُسکی

قسمت کا مطالبہ کرے تو اُس شریک کا مجبور کرنا صحیح ہوگا جو متضرر نہین ہی اور اگر شریک

متضرر اُسکی قسمت سے امتناع کرے تو اُسکا مجبور کرنا صحیح نہوگا اور جو ضرر کہ شریک

ممتنع کے مجبور کرنے سے مانع ہی اُس سے حصہ کا قسمت مال کے بعد قابل انتفاع نرہنا

مراد ہی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ اُس سے قسمت حصہ کا قسمت مال کے بعد ناقص

ہوجانا مراد ہی اور یہی قول اشبہ ہی اور شیخ علیہ الرحمہ کی تفسیر ضرر مین دو قول ہین پس

اگر مال مقسوم مین رد اور ضرر نہو تو ممتنع (قسمت سے انکار کرنے والا) کا مجبور کرنا صحیح

ہوگا اور اُسکو قسمت اجبار کہتے ہین اور اگر مال مقسوم مین رد یا ضرر لازم آئے تو ممتنع کا مجبور کرنا صحیح نہوگا اور اسکو قسمت تراضی کہتے ہین اور جس کپڑے کی قیمت اُسکے قطع کرنے سے ناقص نہو اُسکا قطع کرنا اُسی طرح صحیح ہوگا جسطرح کہ زمین کا قطع کرنا صحیح ہو اور اگر کسی کپڑے کی قیمت اُسکے قطع کرنے سے ناقص ہوجاتی ہو تو اُسکا تقسیم کرنا صحیح نہوگا اسلئے کہ اس صورت مین اُسکے تقسیم کرنے سے ضرر لازم آتا ہو اور جو ایک دو یا چہار متعددہ کا تعدیل بالقسمت کے بعد قسمت اجبار کے عنوان سے تقسیم کرنا صحیح ہو اور جبکہ کسی مال مین دو شخص شریک ہون اور وہ دونون حاکم سے اُسکی تقسیم کرنے کی درخواست کرین اور اُنکے پاس مال مذکور کی ملک کا بینہ موجود ہو تو حاکم کو اُنکا تقسیم کرنا جائز ہوگا اور اگر مال مذکور پر وہ دونون قابض ہون اور کوئی شخص اُنکے ساتھ منازعت نکرتا ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہو کہ حاکم کو اُسکا تقسیم کرنا جائز نہوگا اور کتاب خلاف مین فرمایا ہو کہ جائز ہوگا اور یہی قول اشبہ ہو اسلئے کہ مال مذکور مین اُن دونون کا متصرف و قابض ہونا اُنکی ملک پر دلالت کرتا ہو

سوم کیفیت قسمت کے بیان مین پس اگر مقدار و قیمت مین جملہ شرکا کے حصے مساوی ہون تو مال مشترک کا سہام حصص کے برابر کرکے تقسیم کرنا معین ہوگا اسلئے کہ یہ تقسیم اُسکی قیمت کو بھی متضمن ہو بنا برعلیہ اگر کسی مکان مین دو شخص شریک ہون اور اُسکی قیمت متساوی ہو (جیسے اُسکے ہر ایک نصف کی قیمت کا بیس دینار ہونا) تو اُسکے دو سہم کیئے جائینگے اور تعدیل قسمت (مکان کے دو حصے مساوی قرار دینا) کے بعد قاسم کو اسماء (شرکاء کے نام) اور سہام (مکان کے حصے) پر رقعہائے قرعہ کے خارج کرنے مین اختیار حاصل ہوگا پس اول اسماء شرکاء پر رقعہائے قرعہ کا خارج

قسمة اجبار وان تضمنت ردا او ضررا لم يجبر الممتنع وتسمى قسمة تراض والثوب الذي لا ينقص قيمته بالقطع يقسم كما تقسم الارض وان كان تنقص قيمته بالقطع لم يقسم لحصول الضرر بالقسمة ويقسم الثياب والعبيد بعد التعديل بالقيمة قسمة اجبار واذا سأل الحاكم القسمة ولهما البينة بالملك قسم وان كانت يدهما عليه ولا منازع قال في المبسوط لا يقسم وقال في الخلاف يقسم وهو الاشبه لان التصرف دلالة الملك

الثالث في كيفية القسمة الحصص ان تساوت قدرا وقيمة فالقسمة بتعديلها على السهام لانه يتضمن القيمة كالدار تكون بين اثنين وقيمتها متساوية وبعد التعديل يكون القاسم مخيرا بين الاخراج على الاسماء او على السهام اما الاول

(کرنا) کا طریقہ یہ ہے کہ مکان ہذا کے ہر ایک نصف کو ایک رقعہ مین تحریر کرے اور ہر ایک
شریک کے لئے ایسے وصف ذکر کرے جو اُسکو دوسرے شریک سے ممتاز کر دے
بعد ازان اُن رقعون کو کسی ساتر مین محفوظ رکھے جیسے موم یا مٹی وغیرہ اور
اُن دونون رقعون مین سے احد الشریکین کے نام پر ایک رقعہ کے نکالنے کے لئے
اُس شخص کو مامور کرے جو صورت حال پر مطلع نہو پس جس نصف کا رقعہ خارج ہوگا
وہ اُسی شریک کے حوالہ کیا جائیگا جسکے قصد سے کہ وہ خارج کیا گیا ہے اور دوم (اسہام
شرکاء پر رقعہ کا خارج کرنا) کا طریقہ یہ ہے کہ ہر ایک شریک کا نام ایک رقعہ پر تحریر کیا
جائے اور اُن دونون کو بطور سابق کسی ساتر مین محفوظ رکھے پس جس شریک کا نام
خارج ہوگا اُسکو وہی سہم دیا جائیگا جس سہم پر کہ وہ نام خارج کیا گیا ہے اور اگر جملہ شرکاء کے
حصے باعتبار مقدار مساوی اور باعتبار قیمت متفاوت ہون تو باعتبار قیمت اُن
جملہ سہام کے تعدیل کیجائیگی اور مقدار کا اعتبار ساقط کیا جائیگا پس اگر ثلثین اپنی
قیمت مین ثلث کے مساوی ہون تو ثلث کا محاذی ثلثین قرار دینا معین ہوگا
اور اُسپر قرعہ ڈالنے کی وہی کیفیت ہوگی جو ابھی مذکور ہوئی اور اگر جملہ شرکاء کے
حصے باعتبار قیمت مساوی اور باعتبار مقدار متفاوت ہون جیسے کسی ملک مین ایک
شریک کے حصہ کا نصف اور دوسرے شریک کے حصہ کا ثلث اور تیسرے شریک کے
حصہ کا صحیح سدس ہوتا اور ملک مذکور کے اجزاء کی قیمت کا مساوی ہوتا تو جملہ
سہام کا تسویہ اُس شخص کے نصیب پر کیا جائیگا جسکا نصیب جملہ شرکاء مین کم ہو
بناء علیہ ملک مذکور کے چھ سدس کئے جائینگے اور آیا اس صورت مین رقعہائے
قرعہ کا اسماء شرکاء (تین عدد) کے موافق تحریر کرنا لازم ہوگا یا سہام شرکاء (چھ عدد)

کے موافق تحریر کرنا لازم ہوگا اسمین تردد ہے لیکن عدد شرکاء پر اقتصار کرنا اقرب ہے اسلئے
کہ اُس سے اصل مراد حاصل ہو جاتے ہیں پس زیادتی کا التزام داخل تکلف ہے پس صورت
مذکورہ مین تین رقعون کا فی اسم ایک رقعہ کے حساب سے تحریر کرنا کافی ہوگا اور سہام
کیلئے سہم اول اور سہم دوم تا سہم ششم مقرر کیا جائیگا اور سہام کے اس ترتیب مین
متقاسمین کو اختیار ہوگا اور اگر وہ دونون نزاع کرین تو اُن کا معین کرنا امام سے متعلق
ہوگا بعد ازان ایک رقعہ خارج کیا جائیگا پس اگر وہ رقعہ صاحب نصف کے نام کو
متضمن ہوا تو اُسکو پہلے تین سہمون کا استحقاق حاصل ہوگا بعد ازان دوسرا رقعہ
خارج کیا جائیگا پس اگر صاحب ثلث کا نام خارج ہوا تو اُسکو دو سہمون کا استحقاق حاصل
ہوگا اور تیسرے رقعہ کے خارج کرنیکی حاجت نہوگی بلکہ وہ رقعہ صاحب سدس کے
حوالہ کیا جائیگا اور اسی طرح اگر صاحب ثلث کا نام پہلے خارج ہو تو اُسکو پہلے دو سہمون
کا استحقاق ہوگا بعد ازان دوسرا رقعہ خارج کیا جائیگا پس اگر صاحب نصف کا نام
خارج ہوا تو اُسکو سہم سوم و چہارم و پنجم کا استحقاق ہوگا اور تیسرے رقعہ کے خارج
کرنیکی حاجت نہوگی اسلیئے کہ سہم ششم کا استحقاق سوم کے مالک کو حاصل ہوگا
اور اسی طرح اگر صاحب سدس کا نام پہلے خارج ہو تو اُسکو سہم اول کا استحقاق ہوگا
بعد ازان دوسرا رقعہ خارج کیا جائیگا پس اگر صاحب ثلث کا نام خارج ہوا تو اُسکو
سہم دوم و سوم کا استحقاق حاصل ہوگا اور باقی کا استحقاق صاحب نصف کو
حاصل ہوگا اور اگر دوسرے رقعہ مین صاحب نصف کا نام خارج ہوا تو اُسکو سہم
دوم و سوم و چہارم کا استحقاق ہوگا اور باقی دو سہمون کا استحقاق صاحب ثلث
کو حاصل ہوگا اور اُسکی نام کا خارج کرنا لازم نہوگا اور اس صورت مین رقعہ

قرعہ کا سہام پر خارج کرنا صحیح نہوگا بلکہ اون کا اسماء شرکا پر خارج کرنا متعین ہوگا اسلئے کہ تفرق سہام کی طرف اُسکے موذی ہوجانے سے امن حاصل نہین ہی اور وہ ضرر ہی مثلاً اس صورت مین سہم دوم کا صاحب سدس کے نام پر خارج ہونے کا بھی احتمال ہی جو صاحب ثلث یا صاحب نصف کی ملک کی متفرق ہوجانے کو مقتضی ہی جسمین انکا ضرر واضح ہی اور اگر سہام شرکا اور قسمت مال دونون مختلف ہون تو سہام کے باعتبار قسمت تعدیل کیجائیگی اور کل سہام کا تسویہ اُس شریک کے سہم پر کیا جاے جسکا نصیب اقل ہو اور اسماء شرکا پر قرعہ ڈالا جائیگا جسکی صورت مذکور ہوچکی لکن اگر قسمت مال سے از قبیل قسمت رد ہو جسکو بناء یا درخت یا کوئین وغیرہ کے مقابلہ مین کسی مال کے رد کرنیکی حاجت ہوتی ہی تو قسمت مذکورہ اُسوقت تک صحیح نہوگی جبتک کہ دونون شریک معاً راضی نہون اسلئے کہ یہ قسمت ایسے ضمیمہ کو متضمن ہی جو بدون تراضی مستقر نہین ہوسکتا اور جبکہ وہ دونون قسمت رد پر اتفاق کرین اور سہام کی تعدیل کرلیجاے تو آیا رد کرنا بنفس قرعہ لازم ہوجائیگا یا نہین پس بعض علما نے فرمایا ہی کہ بنفس قرعہ لازم نہوگا اسلئے کہ وہ متضمن معاوضہ ہی اور اُن دونون مین سے کسی شریک کو اپنے لئے عوض کے حاصل ہونے کا علم نہین ہی لہذا اخراج قرعہ کے بعد رضاء مستانف کی حاجت ہوگی اور اس مقام پر تین مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ (جدید) اگر کسی مکان کیلئے علو طبقہ بالا اور سفل طبقہ پائین موجود ہو اور احد الشریکین اُسکے اسطرح تقسیم ہونیکی درخواست کرے کہ ہر ایک شریک کو تعدیل کے موافق اُسکے علو و سفل مین سے ایک حصہ حاصل ہو تو اُسکا تقسیم کرنا جائز ہوگا اور شریک ممتنع جو اسکی قسمت سے انکار کرتا ہو کا

مجبور کرنا صحیح ہوگا بشرطیکہ ضرر نہو اور اگر احد الشریکین اُس مکان کے علو یا سفل کے ساتھ اپنے منفرد رہنے کی درخواست کرین تو شریک ممتنع کا مجبور کرنا صحیح نہوگا اور اسی طرح اگر احد الشریکین اُس مکان کے ایک طبقہ کے منفرد تقسیم ہونے کا التماس کرے تب بھی شریک ممتنع کا مجبور کرنا صحیح نہوگا تا وقتیکہ دوسرا طبقہ بھی منضم نکیا جاے دوسرا مسئلہ اگر زمین اور زراعت مین دو شخص شریک ہون اور احد الشریکین فقط زمین کی تقسیم ہونے کا التماس کرے تو شریک ممتنع کا مجبور کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ زراعت پر متاع مکان کا حکم جاری ہوگا اور ایک کا تقسیم کرنا دوسرے کی تقسیم کرنے پر موقوف نہوگا اور اگر احد الشریکین فقط زراعت کے تقسیم ہونے کا التماس کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ دوسرے شریک کا مجبور کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ سہام زراعت کی تعدیل ممکن نہین ہے اور اسمین اشکال ہے کیونکہ سہام زراعت کی تعدیل بھی قیمت کے ساتھ ممکن ہے بشرطیکہ مقدار زراعت مین جہالت نہو اور اگر وہ زراعت از قبیل تخم ہو جو زمین سے ہنوز ظاہر نہوا ہو تو اسکی قسمت صحیح نہوگی اسلیے کہ اُسمین جہالت متحقق ہے اور اگر از قبیل خوشہ ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اُسکی قسمت بھی صحیح نہوگی کیونکہ اُسکی مقدار مجہول ہوتے ہے اور یہ قول خالی از اشکال نہین ہے اسلیے کہ ہمارے نزدیک زراعت کا بیع کرنا جائز ہے تیسرا مسئلہ اگر دو شخصونمین قرحان متعددہ (وہ زمینین جو درخت و بنا سے خالی ہون) مشترک ہون اور احد الشریکین اُنمین سے بعض قرحان کے ساتھ بعض آخر کے تقسیم ہونے کا التماس کرے تو شریک ممتنع کا مجبور کرنا صحیح نہوگا اور اگر اُنمین سے ہر ایک کے بانفرادہ تقسیم ہونے کا التماس کرے تو دوسرے شریک کا مجبور کرنا صحیح ہوگا اور اسی طرح اگر دو شخصونمین حبوب متفرقہ (مختلف غلّے)

مشترک ہون جیسے گندم وجو وچانول وغیرہ تب بھی یہی کلام کیا جائیگا اور قراح واحد (ایک زمین) کا قسمت کرنا صحیح ہی اگرچہ اُسکے اقطاع کے درخت مختلف ہون جسطرح کہ مکان وسیع کا قسمت کرنا صحیح ہی بشرطیکہ اُسکی بنائین مختلف ہون اور دکاکین متجاورہ (متصلہ) مین سے بعض کا بعض آخر کے ساتھ بطور قسمت اجبار تقسیم کرنا صحیح نہین ہی اسلئے کہ وہ املاک متعددہ ہین اور ہر ایک شریک کو اُنمین علی الانفرادہ سکونت کرنا مقصود ہوتا ہی لہذا اُن پر افرحہ متعددہ کا حکم (اجبار ممتنع کا صحیح نہونا) جاری کیا جائیگا چہارم لواحق قسمت کے بیان مین اور وہ تین مسئلے ہین پہلا مسئلہ اگر احد الشریکین نے قسمت کے بعد اُسمین غلطی واقع ہونے کا قاسم پر دعوی کیا تو اُسکا دعوی مسموع نہو گا پس اگر بینہ قائم کرے تو مسموع ہوگا اور بطلان قسمت کا حکم کیا جائیگا اسلئے کہ قسمت کا فائدہ تمیز حق ہی جو حاصل نہین ہوا اور اگر اُسکی بابین بینہ موجود نہو اور شریک دوم پر یمین سکے متوجہ کرنے کا التماس کرے تو جائز ہوگا بشرطیکہ اپنے شریک پر اُسکے عالم بہ غلط ہونے کا دعوی کرے دوسرا مسئلہ جب مال مشترک کو دونون شریک آپسمین تقسیم کرین بعد ازان بعض مال کا ملک غیر ہونا ثابت ہو پس اگر مال مذکور معیّن اور احد الشریکین کے ساتھ مخصوص ہو تو قسمت باطل ہوجائیگی اسلئے کہ فقط دوسرے حصّہ مین بدون تعدیل شرکت باقی رہجاتی ہی اور اگر مال مذکور اون دونون مین بالتسویہ مشترک ہو تو قسمت باطل نہو گی اسلئے کہ فائدہ قسمت باقی ہی جس سے ہر ایک حق جدا اور ممتاز ہونا مراد ہی اور اگر مال مذکور مین وہ دونون بالتسویہ مشترک نہون تو قسمت باطل ہو گی اسلئے کہ شرکت متحقق ہی اور اگر مال مذکور اُن دونون مین بطور اشاعت (غیر معین ہونا) مشترک ہو تو شیخ علیہ الرحمۃ کے دو قول ہین اول یہ کہ اُس مال مین قسمت باطل نہو گی جو ملک غیر سے زائد ہو اور دوم یہ کہ قسمت باطل ہو گے اسلئے کہ وہ بدون

اذن شریک واقع ہوئی ہو اور یہی قول اشبہ ہی تیسرا مسئلہ اگر کسی ترکہ کو اُسکے ورثہ تقسیم کرلین بعد ازان میّت کا کسی دین کے ساتھ مشغول الذمہ ہونا ظاہر ہو اور ورثہ اُسکو ادا کردین تو قسمت باطل نہوگی اور اگر اُسکے ادا کرنے سے امتناع کرین تو باطل ہوجائیگی اور ترکہ میت سے اُسکے دین کا ادا کرنا معیّن ہوگا بحث چہارم احکام دعوی کے بیان مین اور وہ ایک مقدمہ اور کئی مقصد کے بیان کو مقتضی ہی پس مقدمہ دو فصلون پر مشتمل ہی فصل اوّل مدعی کے بیان مین اور مدّعی سے وہ شخص مراد ہے جسکا ترک خصومت کی صورت مین ترک کردینا صحیح ہو (یعنے صورت سکوت مین اُس سے مزاحمت نکی جائیگی) اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ مدعی سے وہ شخص مراد ہی جو خلاف اصل یا امر خفی کا دعوی کرتا ہو اور مدعی کے جو تعریفین بھی اختیار کیجاے پس منکر سے مقابل مدّعی مراد ہی اور مدعی مین چار امرون کا موجود ہونا شرط ہی اول اُسکا بالغ ہونا دوم اُسکا عاقل ہونا سوم اُسکا اپنے لئے یا اُس شخص کیلئے دعوی کرنا جسکی طرف سے اُسکو ولایت دعوی حاصل ہی چہارم ایسے چیز کا مطالبہ کرنا جسکا تملک اُسکے لئے صحیح ہی پس طفل صغیر یا مجنون کا دعوی قابل سماعت نہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے مال کا دعوی کرے کا تب بھی اُسکا دعوی قابل سماعت نہوگا تاوقتیکہ وکیل یا وصی یا ولی یا حاکم یا امین حاکم نہو اور اسی طرح اگر کوئی مسلم شراب یا خوک کا دعوی کرے تو اُسکا دعوی بھی مسموع نہوگا اور اسی طرح دعوی کے مسموع ہونے مین اُسکا صحیح اور لازم ہونا ضرور ہی پس اگر کوئی شخص ہبہ کا دعوی کریگا تو مسموع نہوگا تاوقتیکہ اقباض کا بھی دعوی نکرے اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی مال کے رہن ہونے کا دعوی کرے تو وہ بھی مسموع نہوگا تاوقتیکہ اقباض کا دعوی نکرے اور اگر شخص منکر (مدعی علیہ) حاکم یا شہود کے فاسق ہونے کا دعوی کرے اور شہود لہ کے علم کا بھی مدعی ہو تو آیا مشہود لہ

نفی علم کیلئے یمین متوجہ ہوگی یا نہین اسمین تردد ہی لکن اُسکا متوجہ نہونا اشبہ ہی اسلئے کہ وہ حق لازم نہین ہی اور نکول اور یمین مردودہ کے ساتھ ثابت نہوگا علاوہ برین یمین کے مشہود لہ پر متوجہ ہونے مین اثارت (بمعنے برانگیختہ کرنا) فساد اور اختلال احکام مقصود ہی اور اسیطرح اگر منکر نے شہادت کے ساتھ یمین مدعی کے منضم ہونے کا التماس کیا تو اُسکی اجابت لازم نہوگی اسلئے کہ حق مدعی کے ثابت کرنے مین قول بینہ کافی ہی اور اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص پر اقرار حق کا دعوی کرے اور مدعی علیہ سکوت کرے تو آیا حاکم کو مدعی علیہ پر دعوای مذکورہ کے جواب کا لازم کرنا صحیح ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی اسلئے کہ اقرار سے نفس الامر مین مقر لہ کیلئے کوئی حق مقر کے ذمہ پر ثابت نہین ہوتا بلکہ اقرار کی وجہ سے ظاہر مین حق مقر لہ کے ثابت ہونے کا حکم کیا جاتا ہی لہذا مقر پر جواب کے لازم کرنے کا کوئی فائدہ نہوگا اور صحت دعوی مین اسباب کے مفصل بیان کرنے کی حاجت نہین ہی خواہ نکاح سے متعلق ہو یا غیر نکاح سے ہان بسا اوقات صحت دعوی کو اسباب کے مفصل بیان کرنیکی دعوی قتل مین احتیاج ہوتی ہی اسلئے کہ اُسکی غلطی کا تدارک نہین ہوسکتا اور اگر کوئی عورت کسی مرد پر نکاح کا دعوی کرے تو اُسکو اپنے قول ھذا زوجی (یہ شخص میرا شوہر ہی) پر اقتصار کرنا صحیح ہوگا اور قول مذکور کے ساتھ منجملہ حقوق زوجیت کسی حق کے دعوی کی حاجت نہوگی اسلئے کہ نکاح کا دعوی کرنا لوازم زوجیت کے دعوی کو متضمن ہی اور اگر شوہر نکاح کا انکار کرے تو اُسکو حلف کرنا لازم ہوگا اور اگر نکول کریگا تو قضا بالنکول کی بنا پر ثبوت نکاح کا حکم کیا جائیگا اور دوسرے قول کی بنا پر یمین کا زوجہ پر رد کرنا لازم ہوگا پس جبکہ وہ حلف کریگی تو زوجیت ثابت ہوجائیگی اور اگر کوئی مرد کسی عورت پر نکاح کا دعوی کرے تب بھی یہی کلام جاری ہوگا اور اگر

ادعى ان هذه بنت امته لم يثبت عليها شيء لاحتمال ان تكون ولدتها قبل ان يملكها فلو قال ولدت في ملكه او هذه ولد امتي ولدتها في ملكي لا تسمع

کوئی شخص کسی عورت پر دعوی کرے کہ فلان عورت میری کنیز کی لڑکی ہی مثلاً کہے هذه بنت امتی
تو اُسکا دعوی قابل سماعت نہوگا اسلئے کہ کنیز مذکورہ سے اُس لڑکی کی ولادت کا مالک غیر مین
متحقق ہونا اور بعد ازان کنیز مذکورہ کا مالک مدعی کی طرف منتقل ہونا بھی محتمل ہی پس اس صورت
مین دعوی مذکورہ سے مدعی علیہ کا کوئی حق لازم ثابت نہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص کہے
هذه ولدتها امتی فی ملکی (یہ لڑکی میری کنیز سے اُس وقت پیدا ہوئی ہی جبکہ وہ کنیز میری
ملک مین داخل تھی) تب بھی اُسکا دعوی قابل سماعت نہوگا اسلئے کہ اُس لڑکی کا آزاد
یا ملک غیر ہونا بھی محتمل ہی اور اسی طرح اگر بینہ بھی بطور مذکور شہادت دے تو اُسکا قول بھی
مسموع نہوگا ہان اگر مدعی اُس لڑکی کے مملوک ہونے کا دعوی کرے یا بینہ اُسکے مملوک
مدعی ہونیکی شہادت دے تو مسموع ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص کہے هذه ثمرة نخلی
(یہ میرے درخت کا ثمر ہی) اور اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کیلئے اُس ثمر کا اقرار کرے جو اُسکے
قبضہ مین موجود ہی مثلاً کہے هذه ثمرة نخلتك (یہ تیرے درخت کا ثمر ہی) یا اُس مملوکہ
کی لڑکی کا اقرار کرے جو اُسکے قبضہ مین موجود ہی مثلاً کہے هذه بنت مملوکتك التی ولدتها فی
ملکك (یہ تیری اُس مملوکہ کی لڑکی ہی جو اُس سے تیرے مملوک ہونیکی حالت مین پیدا ہوئی
ہی تو شخص مقر پر حکم اقرار جاری کیا جائیگا اگرچہ اپنے کلام کی ایسی تفسیر کرے جو منافی ملک
ہو لکن اگر کوئی شخص کہے هذا الغزل من قطن فلان حال کونه ملکا له یا کہے هذا
الدقیق من حنطته تو یہ کلام داخل اقرار ہوگا اور اُسکی ایسی تفسیر مقبول نہوگی جو منافی
ملک ہو اسلئے کہ قطن (روئی) و حنطہ (گندم) کے مملوک مقر لہ ہونے کو غزل و دقیق کا
مملوک ہونا بھی لازم ہی کیونکہ بیان پر احدہما عین آخر ہی **فصل دوم** توصل الی الحق
کے بیان مین پس اگر کسی شخص کا عین مال کسی دوسرے شخص کے قبضہ مین موجود ہو تو

ولا تسمع البینة بانها بنت امته حتی یقول ولدت فی ملکه وکذا البینة وكذا لو قال هذه ثمرة نخلی وکذا لو اقر بثمرة لرجل فی یده او بولد امة لرجل فی یده لزمه ولو فسره بما ینافی الملك لم یقبل ولو قال هذا الغزل من قطن فلان وهذا الدقیق من حنطته

الفصل الثالث فی الظفر بالحق

صاحب مال کو اُسکا انتزاع (چھین لینا) کرنا جائز ہے اگرچہ بقہر وغلبہ ہو تا وقتیکہ اُسکے انتزاع کرنے مین اثارت فتنہ متصور نہو اور اُسکا انتزاع کرنا اذن حاکم پر موقوف نہین ہے اور اگر کسی شخص کا کسی دوسرے شخص کے ذمہ پر کوئی دین ہو اور غریم (مدیون) اُسکا اقرار کرتا ہو اور اُسکی بذل پر آمادہ ہو تو مدعی کو بدون اجازت حاکم اُسکے انتزاع کرنے مین استقلال کرنا صحیح نہوگا اسلئے کہ غریم کو جہات قضاء مین اختیار ہے پس حق مدعی کسی خاص شی مین منحصر نہوگا تا وقتیکہ خود غریم یا حاکم شرع (در صورت امتناع) اُسکو معین کردے اور اگر مدیون کو حق مدعی کا انکار ہو اور مدعی کیلئے بینہ موجود ہو جسکے ذریعہ سے حق کا حاکم شرع کے نزدیک ثابت کردینا اور حاکم تک پہونچنا ممکن ہو تو جواز اخذ مین تردد ہے لکن اُسکا جائز ہونا اشبہ ہے اور اُسی کو جناب شیخ الطائفہ رحمہ نے کتاب خلاف ومبسوط مین ذکر فرمایا ہے اور عموم اذن فی الاقتصاص (اپنے حق کا بطور تقاصہ اخذ کرلینے کی اجازت کا عام ہونا) بھی اسی پر دلالت کرتا ہے اور اگر مدعی کے پاس بینہ موجود نہو اور حاکم تک پہونچنا متعذر ہو اور مدعی کو مدیون کا وہ مال دستیاب ہوجائے جو اُسکے مال کا ہمجنس ہو تو اُسکو بطور استقلال مقاصہ کرلینا جائز ہوگا ہان اگر مدعی کے پاس مدیون کا وہ مال بطور امانت موجود ہو تو جواز مقاصہ مین تردد ہے لکن اُسکا مکروہ ہونا اشبہ ہے اور اگر مال مدیون غیر جنس ہو تو مدعی کو بقیمت عدل مقاصہ کرنا جائز ہوگا اور رضاء مالک کا اعتبار بوجہ امتناع (ادائے حق سے انکار کرنا) اُسی طرح ساقط ہوجائیگا جسطرح کہ ہمجنس مین اُسکی رضا کا اعتبار ساقط ہوجاتا ہے اور مدعی کو مدیون کے عین مال کی بیع کا بنفسہ متولی ہونا اور اُسکی قیمت مین سے اپنے دین پر قبضہ کرنا جائز ہوگا تاکہ اُسکے روکنے کی مشقت برطرف ہوجائے اور اگر وہ عین مال جس سے اُسنے بطور مقاصہ اپنے حق کو اخذ کرنیکا قصد کیا تھا قبل

بیع تلف ہوجاے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ ہمارے مذہب کی بنا پر مدعی سے عین مذکورہ کی ضمانت کا متعلق ہونا الیق ہی اسلئے کہ وہ امانت شرعیہ کا حکم رکھتی ہی لیکن مدعی سے اسکی ضمانت کا متعلق ہونا بے وجہ نہین ہی اسلئے کہ وہ ایسا قبضہ ہی جسمین مالک نے اجازت نہین دی اور صورت تلف مین مالک و مدعی کو اُسکی قیمت کے ساتھ مقاصہ کرنا صحیح ہوگا اور اس مقام پر دو مسئلے قابل ذکر ہین پہلا مسئلہ اگر کوئی شخص ایسے مال کا دعوی کرے جسپر کوئی شخص قابض نہو تو وہ مال اُسکے حوالہ کیا جائیگا اور وہ کیسہ زر بھی اسی قبیل سے شمار کی جائیگی جو کسی جماعت کے درمیان موجود ہو اور جماعت مذکورہ سے اُسکا سوال کیا جاے کہ آیا یہ کیسہ تمھارا مال ہی یا نہین اور وہ جماعت اُسکی ملکیت کا انکار کرے اور منجملہ اُنکے ایک شخص اُسکی ملکیت ہونیکا مدعی ہو پس وہ کیسہ زر اُسی شخص کے حوالہ کردی جائیگی جسنے اُسکا دعوی کیا ہی دوسرا مسئلہ اگر کوئی کشتی کسی دریا مین ٹوٹ جاے تو اُسکی جس متاع کو کہ دریا نے خارج کیا ہی اُسکا استحقاق اُن لوگون کو حاصل ہوگا جو اُسکے مالک ہین اور جو متاع کہ بذریعہ عوص (غوطہ لگانا) خارج کی گئی ہی اُسکا استحقاق اُس شخص کو حاصل ہوگا جسنے کہ اُسکو خارج کیا ہی جیسا کہ روایت شعیری مین حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہوا ہی لیکن اُس روایت کی سند مین ضعف ہے

مقصد اول اُس اختلاف کے بیان مین جو دعوای املاک سے متعلق ہی اور اُسمین کئی مسئلے مذکور ہوئے ہین پہلا مسئلہ اگر کسی عین مال پر دو شخص قابض ہون اور اُسمین سے ہر ایک شخص اُسکا دعوی کرے اور بینہ موجود نہو تو مال مذکور کا اُن دونون پر بالسویہ تقسیم کردینا معین ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ ہر ایک شخص کو دوسرے شخص کے دعوی کی نفی پر حلف دیا جائیگا اور اگر مال مذکور پر فقط ایک شخص قابض ہو تو مال مذکور پر اُسی شخص کی

المقصد الاول في الاختلاف في دعوى الاملاك

ملکیت کا حکم کیا جائیگا جو اُسپر قابض ہی اور اُسکو دوسرے شخص کے دعوی کی نفی پر حلف دیا جائیگا بشرطیکہ اُسنے قابض کے حلف دینے کا التماس کیا ہو اور اگر مال مذکور سے اُن دونون کا قبضہ خارج ہو اور اُسپر کوئی تیسرا شخص قابض ہو اور قابض مذکور اُن دونون سے ایک شخص کی تصدیق کرے تو وہ مال اُسی شخص کے حوالہ کیا جائیگا جسکے کہ قابض نے تصدیق کی ہی اور اُسکو دوسرے مدعی کی دعوی کی نفی پر حلف دیا جائیگا اور اگر قابض مذکور اُن دونون کی تصدیق کرے تو مال مذکور اُن دونون پر بالسّویہ تقسیم کیا جائیگا اور ہر ایک شخص کو دوسرے شخص کیلئے حلف کرنا لازم ہوگا اور اگر قابض مذکور اُن دونون کی تکذیب کرے تو وہ مال اُسی کے قبضہ مین باقی رکھا جائیگا دوسرا مسئلہ دو شہادتون مین تعارض اُسوقت متحقق ہوگا جبکہ ایک شہادت دوسری شہادت کی ضد ہو مثلاً ایک بیّنہ کسی حق معیّن پر ملک زید ہونیکی شہادت دے بعد ازان دوسرا بیّنہ اُسی حق پر ملک عمرو ہونیکی شہادت دے یا ایک بیّنہ شہادت دے کہ فلان کپڑے کو اُسکے مالک نے صبح کے وقت عمرو کے ہاتھ فروخت کیا ہی اور دوسرا بیّنہ شہادت دے کہ اُسی کپڑے کو اُسکے مالک نے اُسی وقت مین خالد کے ہاتھ فروخت کیا ہی اور جہانتک کہ دو شہادتون مین جمع و توفیق ممکن ہو وہانتک اُن دونون مین جمع کرنا لازم ہوگا پس اگر اُن دونون مین تعارض متحقق ہو تو تین حال سے خالی نہین اول یہ کہ عین مال پر وہ دونون شخص قابض ہون ایسی صورت مین مال مذکور کا اُن دونون پر بالسّویہ تقسیم کر دینا متعین ہوگا اسلئے کہ اُن دونون مین ہر ایک شخص کے قبضہ کا نصف مال پر متحقق ہونا مفروض ہی اور دوسرے شخص نے بیّنہ کو قائم کیا ہی لہذا اُسکے لئے اُس مال کے ملکیت کا حکم کیا جائیگا جسپر کہ اُسکا خصم قابض ہی دوم یہ کہ عین مال پر اُن دونون مین سے ایک شخص قابض ہو اس صورت مین مال مذکور کا شخص خارج (غیر قابض) کو حوالہ کرنا متعین ہوگا اور داخل (قابض) کے حوالہ کرنا صحیح نہوگا بشرطیکہ دونون بیّنون نے اُن دونون

کے لیے ملک مطلق کی شہادت دی ہو اور سبب ملک کو بیان نہ کیا ہو اور بعض علما نے فرمایا ہی
کہ بینہ قابض کو مطلقاً ترجیح دیجائیگی خواہ ملک مطلق کی شہادت دی یا سبب ملک کو بھی
بیان کرے اور اس قول کو شیخ علیہ الرحمہ نے خلاف مین ذکر فرمایا ہی اور وہ بعید ہی اور اگر دونون
بینون نے سبب ملک کی شہادت دی ہو تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ مال مذکور کا صاحب ید
(قابض) کے لیئے حکم کیا جائیگا اسلئے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ایک چوپایہ مین
بھی حکم فرمایا تھا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ مال مذکور کا خارج (غیر قابض) کے لئے حکم کیا
جائیگا اسلئے کہ صاحب ید کو اقامت بینہ کا استحقاق نہین ہی جسطرح کہ مدعی کو حلف کرنیکا
استحقاق نہین ہی کیونکہ رسالتمآب نے ارشاد فرمایا ہی البینة علی المدعی والیمین علی من انکر
اور تفصیل قاطع شرکت ہی اور یہی قول اولی ہی لیکن اگر بینہ قابض نے اُسکے لئے سبب ملک کی
شہادت دی ہو اور بینہ خارج نے اُسکے لئے ملک مطلق کی شہادت دی ہو تو صاحب ید
(قابض) کے لئے حکم کیا جائیگا خواہ وہ سبب مکرر نہ ہوتا ہو جیسے حیوان کا بچہ دینا اور پارچہ
کتان کا بننا یا مکرر ہو جیسے خرید و فروخت کرنا اور زرگری کرنا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ
خارج غیر قابض کیلئے حکم کیا جائیگا اگرچہ اُسکے بینہ نے ملک مطلق کی شہادت دی ہو اور سبب ملک
کو بیان نکیا ہو اسلئے کہ خبر نبوی (البینة علی المدعی والیمین علی من انکر) کا مقتضی یہی ہی اور
قول اول اشبہ ہی سوم یہ کہ عین مال پر کوئی تیسرا شخص قابض ہو اس صورت مین
مال مذکور کا اُس شخص کے حوالہ کرنا متعین ہوگا جسکے بینہ کو باعتبار عدالت رجحان حاصل ہو
اور اگر باعتبار عدالت وہ دونون مساوی ہون تو مال مذکور کا اُس شخص کے حوالہ کرنا لازم
ہوگا جسکے شہود زائد ہون اور اگر عدد اور عدالت مین دونونکے شہود مساوی ہون تو
اُن دونون مین قرعہ ڈالا جائیگا پس جسکا نام خارج ہوگا اُسکو حلف دیا جائیگا اور مال مذکور کا

وقضى له وان نكلا قسم بينهما بالسوية وقال في المبسوط يقضي بالقرعة وان شهدتا بالملك المطلق قسم بينهما ان شهدتا بالملك المقيد وان شهدت احديهما بالمقيد قضى بها دون الاخرى والاول انسب بالمنقول ويتحقق التعارض بين الشاهدين والشاهد و المرأتين ولا يتحقق بين الشاهدين وشاهد ويمين وربما قال الشيخ نادرا يتعارضان ويقرع بينهما ولا بين شاهد وامرأتين و شاهد ويمين بل يقضي بالشاهدين وامرأتين دون الشاهد و اليمين وكل موضع قضينا فيه بالقسمة فانما هو في موضع يمكن فرضها كالاملاك دون ما يمتنع كما اذا تداعى رجلان زوجة والشهادة بقدم الملك اولى من الشهادة بالحادث مثل ان تشهد احديهما بالملك المال والاخرى بقديمه وبالحادث فالترجيح بالاقدم

اُسی کیلئے حکم کیا جائیگا اور اگر حلف کرنے سے انکار کریگا تو دوسرے شخص کو حلف دیا جائیگا اور مال مذکور کا اُسی کیلئے حکم کیا جائیگا اگر دونون شخص نکول (قسم سے انکار) کرین تو مال مذکور مین وہ دونون بالسویہ شریک کئے جائینگے اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہے کہ اگر دونون بینون نے ملک مطلق کی شہادت دی ہوگی تو قرعہ کی بنا پر حکم کرنا معین ہوگا اور اگر دونون بینون نے ملک مقید کی شہادت دی ہوگی تو مال مذکور کا مابین متخاصمین تقسیم کرنا لازم ہوگا اور اگر دونون بینون مین سے ایک بینہ نے ملک مقید کی شہادت دی ہوگی تو اُسی بینہ کے موافق حکم کیا جائیگا اور دوسرے بینہ کے موافق حکم کرنا صحیح نہوگا اور قول اول اُن روایات سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے جو اسبارے مین منقول ہوئی ہین اور شاہدین اور شاہد و امرأتین (دو عورتین) مین بھی تعارض متحقق ہوتا ہے اور شاہدین اور شاہد و یمین قسم مین تعارض متحقق نہین ہوتا کیونکہ روایات مذکورہ مین بینہ کا باعتبار اعدلیت راجح ہونا مستفاد ہوتا ہے اور شیخ علیہ الرحمہ نے نادر قول مین فرمایا ہے کہ وہ دونون متعارض ہوتے ہین اور اُن دونون مین قرعہ ڈالا جائیگا اور شاہد و امرأتین اور شاہد و یمین مین بھی تعارض متحقق نہین ہوتا بلکہ شاہدین اور شاہد و مرأتین کے موافق حکم کرنا معین ہوگا اور شاہد و یمین کے موافق حکم کرنا صحیح نہوگا اور ہمنے جس مقام پر کہ قسمت کرنیکا حکم دیا ہے اُس سے وہ مقام مراد ہے جہان پر قسمت کا فرض کرنا ممکن اور شرکت کا فرض کرنا صحیح ہو جیسے متنازع فیہ کا مال ہونا اور اُس مقام پر قسمت کرنیکا حکم نہین دیا ہے جہان پر قسمت کا فرض کرنا ممتنع اور شرکت کا فرض کرنا باطل ہے جیسے دو شخصون کا کسی عورت کی زوجیت مین نزاع کرنا پس اور ہر ایک کا بینہ کو قائم کرنا پس ایسی صورت مین قرعہ ڈالنا لازم ہوگا اور جبکہ ایک بینہ کسی مال کے ملک قدیم ہونیکی اور دوسرا بینہ اُسی مال کی ملک جدید ہونیکی شہادت دے تو ملک قدیم کی شہادت کو ملکِ جدید کی شہادت پر ترجیح دی جائیگی مثلاً ایک بینہ کسی

اسلئے کہ رحم بینہ اون دونوں کو شامل ہے ۱۲ ج

اسلئے کہ ان دونوں پر صادق نہین آتا ۱۲ ج

مال کی فی الحال ملک زید مین داخل ہونیکی! اور دوسرا بینہ اُسی مال کے قدیم سے ملک زید مین داخل رہنے کی شہادت دی تو ملک قدیم کی شہادت کا ملک حال کے شہادت پر مقدم کرنا معین ہوگا اور اسی طرح اگر ایک بینہ کسی مال کے ایک سال سے ملک زید ہونیکی اور دوسرا بینہ اُسی مال کے دو سال سے ملک زید ہونیکی شہادت دے تو دو سال کی شہودت کا ایک سال کی شہادت پر مقدم کرنا لازم ہوگا اور اسی طرح شہادت ملک کا شہادت قبضہ پر مقدم کرنا لازم ہے اسلئے کہ شہادت قبضہ مین عدم ملک کا احتمال بھی متحقق ہوتا ہے اور اسی طرح سبب ملک کی شہادت کا التصرفنا کے شہادت پر مقدم کرنا بھی واجب ہے اسلئے کہ التصرفنا عام ہے۔ تنبیہ مسئلہ جبکہ کوئی شخص کسی عین مال کا دعویٰ کرے اور اگر مدعی علیہ بیان کرے کہ یہ مال فلان شخص کے ملک ہے تو اُس سے مخاصمت برطرف ہوجائیگی خواہ مقر لہ (جسکے لئے اقرار کیا گیا ہو) حاضر ہو یا غائب پس اگر مدعی کہے کہ اس (مدعی علیہ) کو حلف دیا جاوے کہ اُسکو مال مذکور کا میرے ملک مین داخل ہونا معلوم نہین ہے تو اُس (مدعی علیہ) پر یمین متوجہ ہوگی اسلئے کہ اس یمین کا فائدہ یہ ہے کہ اُس سے عین مال کی قیمت کا تاوان متعلق ہو اور اُسکا فائدہ یہ نہین ہے کہ صورت نکول یا رد مین عین مال اُسکے حوالہ کیا جاوے اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اُسپر حلف کرنا اور صورت نکول مین قیمت مال کا ادا کرنا لازم نہوگا لکن قیمت مال کے تاوان کا اُس سے متعلق ہونا اقرب ہے اسلئے کہ وہ مال مذکور اور اُسکے مالک مین غیر مالک کیلئے اقرار کرنے کی وجہ سے حائل ہوا ہے اور اگر مقر لہ اُسکا انکار کرے تو اُسکی حفاظت کا حاکم شرع سے تعلق ہوگا اسلئے کہ عین مذکورہ پر ملک مقر سے خارج ہونے کا حکم ہوچکا اور ملک مقر لہ مین اُسکے داخل ہونے کا حکم نہین ہوا ہے اور اگر مدعی اپنے دعویٰ پر بینہ قائم کرے

تو عین مذکورہ اُسکے حوالہ کی جائیگی لکن اگر مدعی علیہ نے عین مذکورہ کا کسی مجہول کیلئے اقرار کیا تو اُس سے خصومت برطرف نہو گی بلکہ اُوسپر شخص مجہول کا بیان کرنا لازم کیا جاوے گا

چوتھا مسئلہ جبکہ کوئی شخص مدعی ہو کہ مین نے فلان شخص کو اپنا چوپایہ بکرایہ دیا ہی اور شخص مذکور مدعی ہو کہ اُسنے اُسکو میرے پاس ودیعت رکھا ہی اور ہر ایک شخص اپنے دعوی پر بینہ قائم کرے تو تعارض متحقق ہوگا اور قرعہ پر عمل کرنا معیّن ہوگا بشرطیکہ اُسمین سے کسی شخص کی بینہ کو دوسرے شخص کے بینہ پر باعتبار عدد یا عدالت رجحان حاصل نہو

پانچوان مسئلہ اگر کوئی شخص اُس مکان کا دعوی جسپر کوئی دوسرا شخص قابض ہو اور مکان مذکور کے ایک روز یا ایک مہینہ قبل اپنے قبضہ مین ہونے پر بینہ قائم کرے تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ بینہ مذکورہ کا قول مسموع نہوگا اور اسی طرح اگر مکان مذکور کے ایک روز قبل اُسکی ملک مین داخل ہونے پر بینہ قائم ہو تب بھی بینہ کا قول مسموع نہوگا اسلئے کہ ظاہر ید اُس مکان کی فی الحال ملک قابض ہونے پر دلالت کرتا ہی جو کسی امر محتمل سے ساقط نہین ہوسکتا اور اسمین اشکال ہی اور شاید کہ بینہ کا القبول ہونا اقرب ہو لکن اگر بینۂ مدعی بیان کرے کہ صاحب ید نے مکان کو غصب کیا ہی یا مدعی نے اُسکو بکرایہ لیا تو بینہ کی موافق حکم کیا جائیگا اسلئے کہ اُسنے ملک مدعی کی شہادت دی ہی اور شخص دوم کے قبضہ کا سبب بیان کیا ہی۔ اور اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے کہے کہ تو نے فلان مکان کو مجھسے غصب کیا ہی اور دوسرا شخص کہے کہ صاحب ید نے مکان مذکور کا میرے لئے اقرار کیا ہی اور ہر ایک شخص اپنے دعوی پر بینہ قائم کرے تو مغصوب منہ کے موافق حکم کیا جائیگا اسلئے کہ بینہ نے اُسکے لئے ملک مکان کی شہادت دی ہی اور صاحب ید کے قبضہ کا سبب بیان کیا ہی اور مکان مذکور کا مقر لہ کیلئے مقر ضامن نہوگا اسلئے کہ مکان مذکور اور مقر لہ مین

تحصل الحیلولة بالاقرار بل بالبینة المقصد الثانی فی الاختلاف فی العقود اذا اتفقا علی استیجار دار معینة شهرا معینا واختلفا فی الاجرة واقام کل منهما بینة بما قدره فان تقدم تاریخ احدهما عمل به لان الثانی یکون باطلا

اسکے اقرار کی وجہ سے حیلولت نہین ہوا بلکہ بیّنۂ مدّعی کی وجہ سے حیلولت ہوئی ہی مقصد دوم اُس اختلاف کے بیان مین جو عقود سے متعلق ہی جبکہ دو شخص موجر و مستاجر کسی مکان معیّن کے ماہ معیّن مین بکرایہ ہونے پر اتفاق اور مقدار اجرت مین اختلاف کرین اور ہر ایک شخص اُس مقدار پر بیّنہ قائم کرے جسکے معین ہونے کا وہ مدعی ہی پس اگر ایک بیّنہ کے عقد کی تاریخ مقدّم ہو (جیسے ایک بیّنہ کے عقد کی تاریخ کا ماہ رمضان ہونا اور دوسرے بیّنہ کے عقد کی تاریخ کا ماہ شوال ہونا) تو اُسی پر عمل کرنا متعیّن ہوگا اسلئے کہ اس صورت مین عقد دوم باطل ہوگا اور اگر دونون کی عقد کی تاریخ ایک ہو تو تعارض متحقق ہوگا اسلئے کہ وقت واحد مین عقدین متنافیین کا واقع ہونا ممکن نہین ہی پس اُن دونون مین قرعہ ڈالا جائیگا اور اُس شخص کے موافق اُسکی قسم کے ساتھ حکم کیا جائیگا جسکا نام خارج ہو اور اس قول کو ہمارے شیخ رح نے کتاب مبسوط مین اختیار فرمایا ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ بیّنہ موجر کے موافق حکم کرنا معین ہوگا اسلئے کہ اگر موجر کے پاس بیّنہ نہوتا تو نفی زیادتی مین مستاجر کا قول اُسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوتا کیونکہ بیّنہ کا قائم کرنا مستاجر پر واجب نہین ہی لہذا اُسکا قول مقبول ہوگا اور جبکہ عدم بیّنہ کی صورت مین جس شخص کا قول مقبول ہوتا ہی تو بیّنہ کا قائم کرنا طرف مدعی مین واجب ہوتا ہی پس صورت مذکورہ مین چونکہ موجر نے زیادتی کا دعوی کیا ہی اور اُسپر بیّنہ کو قائم کیا ہی لہذا اُسکے بیّنہ کے موافق حکم کرنا واجب ہوگا اور دونون قولون مین تردد ہی اور اگر کوئی شخص کسی مکان کے کرایہ لینے کا مدعی ہو اور موجر اُس مکان مین سے فقط ایک حجرہ کے بکرایہ دینے کا اقرار کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اُن دونون مین قرعہ ڈالا جائیگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اس صورت مین موجر کا قول مقبول ہوگا اور قول اول اشبہ ہی اسلئے کہ اُن دونون مین سے ہر ایک شخص مدعی

وان کان التاریخ واحدا تحقق التعارض اذ لا یمکن فی الوقت الواحد وقوع عقدین متنافیین وحینئذ یقرع بینهما ویحکم لمن خرج اسمه مع یمینه هذا اختیار شیخنا فی المبسوط وقال آخر یقضی ببینة المؤجر لان القول قول المستاجر لو لم تکن بینة اذ هو ینکر الزیادة فالبینة بینة المؤجر لانه المدعی لها وفی القولین تردد ولو ادعی استیجار دار فقال المؤجر بل آجرتک بیتا منها قال الشیخ یقرع بینهما وقیل القول قول المؤجر والاول اشبه لان کلا منهما مدع

ہی اور اگر اُن دونون مین سے ہر ایک شخص بیّنہ قائم کرے تو تعارض متحقق ہوگا بشرطیکہ دونونکا ایک تاریخ پر اتفاق ہو اور اگر دونون کی تاریخ مین تفاوت ہو تو اُس بینہ کے موافق حکم کیا جائیگا جسکی تاریخ مقدم ہو لکن اگر بیّنہ حجرہ کی تاریخ مقدم ہوگی تو اجارہ حجرہ کی اجرت معینہ کا حکم کیا جائیگا اور بقیہ مکان کیلئے اُس اجرت کا حکم کیا جائیگا جو اجرت حجرہ کی نسبت ملاحظہ کرنے سے مشخص ہوگی پس اگر مقدار اجرت کے دس دینار ہونے پر دونون کا اتفاق ہو اور بقیہ مکان کی اجرت کو اجرت حجرہ سے نصف کی نسبت حاصل ہو تو بینۂ حجرہ کے مقدم ہونیکی صورت مین مستاجر پر پندرہ دینار کا حوالہ موجر کرنا لازم ہوگا اسلئے کہ بینۂ موجر سے دس دینار کا فقط اجرت حجرہ ہونا ثابت ہوا لہذا بقیہ مکان کی اجرت اُسکا نصف (یا پانچ دینار) قرار پائیگا اور مستاجر کو مجموع اجرتین (پندرہ دینار) کا حوالہ موجر کرنا معین ہوگا اور اگر دو شخصون مین سے ہر ایک شخص کسی شخص معین سے کسی مکان معین کے خرید کرنے اور اُسکی قیمت کے حوالہ بائع کردینے کا مدعی ہو اور بائع مکان اُسپر قابض ہو اور ہر ایک شخص اپنے دعوی پر بینہ قائم کرے تو اُن دونون مین بواسطۂ قرعہ حکم کرنا لازم ہوگا بشرطیکہ عدالت وعدد و تاریخ مین دونون بیّنے مساوی ہون اور مکان مذکور کا اُس شخص کیلئے اُسکی قسم کے بعد حکم کیا جائیگا جسکا نام خارج ہوا اور اگر بائع مکان اُن دونون مین سے ایک شخص کی تصدیق اور دوسرے شخص کی تکذیب کرے تو اُسکا قول مقبول نہوگا اسلئے کہ اُسکا قول مخالف بیّنہ ہی اور بائع کو قیمت مکان کا دوسرے شخص پر واپس کرنا لازم ہوگا اسلئے کہ بائع کا دونون قیمتون پر قبضہ کر لینا ممکن ہی پس دونون بینے اُسمین مجتمع ہونگے اور اگر وہ دونون نکول کرین تو مکان مذکور اُن دونون مین تقسیم کردیا جائیگا اور اُن دونون مین سے ہر ایک کو بائع سے نصف قیمت کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور آیا اُن دونونکو فسخ بیع کا بھی اختیار ہوگا یا نہین پس اقرب یہ ہی کہ اختیار ہوگا اسلئے کہ مبیع پر قبضہ کرنیکے قبل اُسمین تبعیض ہوگئی ہی کیونکہ ہر ایک نے مجموع مکانکو خرید لیا تھا

اور نصف مکان کا خرید کرنا مطلوب تھا اور اگر اون دونون مین سے ایک شخص اُسکو فسخ کرے تو دوسرے شخص کو مجموع مکان کا اخذ کرنا صحیح ہوگا اسلئے کہ اُسکا کوئی مزاحم نہین ہے اور آیا اُسکو مجموع مکان کا اخذ کرنا لازم ہوگا یا نہین اسمین تردّد ہے لکن اُسکا لازم ہونا اقرب ہے اور اگر دو شخص مدعی ہون کہ کسی تیسرے شخص نے اذن سے فلان مال معیّن کو خرید کیا ہے اور اُن دونون مین سے ہر ایک شخص اپنے دعوے پر بیّنہ قائم کرے پس اگر صاحب ید اُن دونون مین سے ایک شخص کے لئے اقرار کرے تو اُسپر قیمت کا حکم کیا جائیگا اور اسی طرح اگر اُن دونون کے لئے اقرار کرے تو اُسپر دونون قیمتون کا حکم کیا جائیگا اور اگر صاحب ید انکار کرے اور دونون بیّنونکی تاریخ مختلف ہو یا ہر ایک بیّنہ نے مطلقاً شہادت دی ہو اور کوئی تاریخ معیّن نکی ہو تو اُسپر دونون قیمتون کا حکم کیا جائیگا اسلئے کہ باختلاف تاریخ اُسکا دونون سے خرید کرنا بھی محتمل ہے اور اگر دونون بیّنون کی تاریخ ایک ہو تو تعارض متحقق ہوگا اسلئے کہ وقت واحد مین ملک واحد کا دو شخصونکے لئے حاصل ہونا صحیح نہین ہے اور زمان واحد مین دو عقدون کا واقع کرنا ممکن نہین ہے اور اُن دونون مین قرعہ ڈالا جاے گا پس جس شخص کا نام خارج ہوگا بعد اُسکے اُسکے لئے حکم کیا جاے گا اور اگر حلف کرنے سے وہ دونون انکار کرین تو قیمت کا اُن دونون مین تقسیم کرنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص زید سے کسی مبیع کے خرید کرنے اور قیمت پر قبضہ دلا دینے کا مدعی ہو اور دوسرا شخص عمرو سے اُسی مبیع کے خرید کرنے اور قیمت پر قبضہ دلا دینے کا مدّعی ہو اور دونون شخص ایسے دو بیّنے

ولو فسخ احدهما كان للآخر اخذ الجميع لعدم المزاحم وفي لزومه له تردد اقربه اللزوم ولو ادعى اثنان ان ثالثاً اشترى من كل منهما هذا المبيع واقام كل منهما بينة فان اعترف لاحدهما قضي له عليه بالثمن وكذا ان اعترف لهما قضي عليه بالثمنين جميعاً ولو انكر وكان التاريخ مختلفاً او مطلقاً او احدهما قضي عليه بالثمنين لامكان الصحة ولو كان التاريخ واحداً تحقق التعارض اذ لا يكون الملك الواحد في الوقت الواحد لاثنين ولا يمكن ايقاع عقدين في الزمان الواحد فيقرع بينهما فمن خرج اسمه حلف وقضي له ولو امتنعا من اليمين قسم الثمن ولو ادعى اثنان المبيع من زيد وقبض الثمن بينهما ادعى آخر شراءه من عمرو و النصف بنصف الثمن

قائم کرین جو عدالت و عدد و تاریخ مین مساوی ہون تو تعارض متحقق ہوگا پس اس صورت مین بذریعہ قرعہ فیصلہ کرنا معین ہوگا اور جس شخص کا نام خارج ہوگا بعد حلف اُسکے لئے حکم کیا جائیگا اور اگر وہ دونون شخص حلف سے نکول کرین تو مال مبیع اُن دونون مین تقسیم کردیا جائیگا اور اُن دونون مین سے ہر ایک شخص کو اپنے بائع سے نصف قیمت کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور اُن دونون کو عقد کے فسخ کرنے اور دونون قیمتون کے مطالبہ کرنیکا بھی اختیار ہوگا اور اگر اُن دونون مین سے ایک شخص فسخ کرے تو جائز ہوگا اور دوسرے شخص کو مجموع مبیع کا اخذ کرنا صحیح نہوگا اسلئے کہ نصف آخر لے اسکے بائع کی طرف رجوع نہین کی اور اگر کوئی غلام مدّعی ہو کہ اُسکے آقا نے اسکو آزاد کیا ہی اور دوسرا شخص مدّعی ہو کہ اُسکے آقا نے میرے ہاتھ اُسکو فروخت کیا ہی اور وہ دونون بینہ قائم کرین تو اُس شخص کے موافق حکم کیا جائیگا جسکا بینہ از روے تاریخ سابق ہو اور اگر دونون کے بینون کی تاریخ متفق ہو تو قرعہ ڈالا جائیگا اور اُس شخص کے موافق اُسکی قسم کے ساتھ حکم کرنا متعین ہوگا جسکا نام خارج ہوا ہی اور اگر وہ دونون قسم سے امتناع کرین تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ غلام مذکور کا نصف پر احکام حرّیت جاری کئے جائینگے اور نصف آخر پر مدعی امتناع خرید نیکا دعوی کرنیوالا) کے رقیق ہونیکا حکم کیا جائیگا اور اسکو نصف قیمت کا بائع سے واپس لینا صحیح ہوگا اور اگر عقد بیع کو مدعی امتناع فسخ کردی تو مجموع غلام پر احکام حرّیت جاری کئے جائینگے اسلئے کہ اس صورت مین اُس بینہ کا کوئی مزاحم نہین ہی جسنے کہ اُسکے آزاد ہونیکی شہادت دی ہی اور آیا غلام مذکور کے بائع پر اُسکی قیمت لازم ہوگی یا نہین پس اقرب یہ ہی کہ لازم ہوگی اسلئے کہ بینہ نے اُسکے عتق کی مباشرت پر شہادت دی ہی اور اس مقام پر کئی مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ اگر بینہ نے کسی مدّت معینہ سے

چوپایہ کے ملک مدعی مین موجود ہونیکی شہادت دیے ہون بعد ازان اُس چوپایہ کے سن نے
مدت معینہ سے کم یا زائد ہونے پر قطعاً دلالت کی ہو تو بینہ کا اعتبار ساقط ہوجائیگا
اسلیئے کہ صورت مذکورہ مین اُسکا کذب متحقق ہے دوسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص اُس چوپایہ کا
دعوی کرے جو قبضہ زید مین موجود ہے اور اُسکے عمرو سے خرید کر لینے پر بینہ قائم کرے پس اگر
بینہ نے چوپایہ مذکورہ کی ملک بائع ہونے اور مشتری کے ہاتھ فروخت کر دینے یا ملک
مشتری ہونے اور بائع سے خرید لینے یا سپرد مشتری کر دینے کی شہادت دی ہو تو
مدعی کے موافق حکم کرنا لازم ہوگا اور اگر بینہ نے مشتری کے فقط خرید لینے کی شہادت
دی ہو تو بعض علما نے فرمایا ہے کہ اُسکے موافق حکم کرنا صحیح نہوگا اسلیئے کہ خرید و فروخت
کبھی ملک غیر مین بھی واقع ہوجاتی ہے پس قبضۂ معلومہ کا مظنون کی وجہ سے دفع کرنا جائز
نہوگا اور یہ قول قوی ہے اور بعض علما نے فرمایا کہ اُسکے موافق حکم کرنا لازم ہوگا اسلیئے
کہ خرید کرنا تصرف سابق کے متحقق ہونیکو مقتضی ہے جو ملکیت پر دلالت کرتا ہے
تیسرا مسئلہ جبکہ صغیر مجہول النسب کسی شخص کے قبضہ مین موجود ہو اور شخص قابض
اُسکی رقیت کا مدعی ہو تو صغیر مذکور پر باعتبار ظاہر اُس (قابض) کے رقیق ہونیکا
حکم کیا جائیگا اور اسی طرح اگر صغیر مذکور پر دو شخص قابض ہون تب بھی یہی حکم ہوگا اور
صغیر مذکور کے اقرار یا انکار کا کوئی اعتبار نہوگا اور اگر کبیر مجہول النسب پر کوئی شخص
قابض ہو اور اپنی رقیت کے دعوی کا انکار کرے تو اُسکا قول مقبول ہوگا اسلیئے کہ اصل
حریت ہے اور اگر دو شخص اُس (کبیر) کی رقیت کا دعوی کرین اور وہ اُن دونو نکے
لیئے اپنے رقیق ہونیکا اقرار کرے تو اُسپر دونون کی مملوک ہونیکا حکم کیا جائیگا اور اُن
دونون مین سے ایک شخص کیلئے اپنے رقیق ہونیکا اقرار کرے تو اُسی کی مملوک ہونیکا

تقضى عليه وان ادعى لاحدهما كان مملوكا له

الرابعة لو ادعى كل واحد منهما ان الذبيحة له وفي يد كل واحد بعضها واقام كل منهما بينة قيل يقضى لكل واحد بما في يد الآخر وهو الذي يقتضيه كذا لو كان في يدهما لكل واحد شاة وادعى كل منهما الجميع واقاما بينة قضى لكل منهما بما في يد الآخر

الخامسة لو ادعى شاة في يد عمرو واقام بينة فتسلمها ثم اقام الذي كانت في يده بينة انها له قال الشيخ ينقض الحكم ويعاد لانه بينة الداخل والاول اشبه

السادسة لو ادعى دارا في يد زيد وادعى عمرو نصفها واقاما بينة قضى لمدعي الكل بالنصف الذي لا مزاحم له والنصف الآخر تتعارض البينتان فيه ويقرع بينهما ويقضى لمن خرج

اُسیر حکم کیا جائیگا اور شخص دوم کی مملوک ہونیکا حکم نکیا جائیگا چوتھا مسئلہ اگر کسی ذبیحہ کا دو شخص دعوی کرین اور اُن دونو نمین سے ہر ایک شخص بعض ذبیحہ پر قابض ہو اور ہر ایک شخص بینہ قائم کرے تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ ہر ایک کیلئے اُس جز کا حکم کیا جائیگا جو دوسرے کے قبضہ مین موجود ہی اور یہ حکم غیر ذو الید کا ترجیح دینا ہمارے مذہب کے اصول کے موافق ہی اور اسی طرح اگر ہر ایک کے قبضہ مین ایک گوسفند موجود ہو اور مجموع گوسفند کا ہر ایک شخص مدعی ہو اور دونون شخص بینہ قائم کرین تو ہر ایک کیلئے اُس گوسفند کا حکم کیا جائیگا جو دوسریکے قبضہ مین موجود ہی پانچوان مسئلہ جبکہ زید اُس گوسفند کا دعوی کرے جو قبضہ عمرو مین موجود ہی اور بینہ قائم کرکے گوسفند مذکورہ پر قبضہ کرلے بعدازان عمرو بھی دوسرا بینہ اُسی گوسفند کی ملک عمرو (جسکے قبضہ مین وہ موجود تھی) ہونیکی شہادت دی تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ حکم اول کا نقض کرنا اور گوسفند مذکورہ کا عمرو کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور یہ قول صاحب ید کی ترجیح دینے اور تعارض بینہ کی صورت مین قابض کے موافق فیصلہ کرنے پر مبنی ہی لکن حکم اول کے نقض کا صحیح نہونا اور گوسفند مذکورہ کا قبضہ زید مین باقی رکھنا اولی ہی چھٹا مسئلہ اگر خالد اُس مکان کا دعوی کرے جو قبضۂ زید مین موجود ہی اور اُسی مکان کے نصف کا عمرو دعوی کرے اور وہ دونون (خالد وعمرو) بینہ قائم کرین تو مدعی کل یعنے خالد کیلئے اُس مکان کے نصف کا حکم کیا جائیگا اسلئے کہ نصف مکان مین اُسکا کوئی مزاحم نہین ہی اور نصف دوم مین دونون بینے متعارض ہونگے پس اُن دونو نمین قرعہ ڈالا جائیگا اور اُس شخص کے موافق اُسکی قسم کے ساتھ حکم کیا جائیگا جسکا کہ نام خارج ہو اور اگر وہ دونون قسم سے انکار کرین تو مکان مذکور

کے اُن دونونمین بالسویہ مشترک ہونیکا حکم کیاجائیگا پس مدعی کل یعنی خالد کو مکان مذکور کے تین ربع کا اور مدعی نصف یعنے عمرو کو اُسکے ایک ربع کا استحقاق ہوگا اور وہ دونون (خالد و عمرو) اُس مکان پر قابض ہون اور اُن دونونمین سے ایک شخص (خالد) مجموع مکان کا اور دوسرا شخص (عمرو) نصف مکان کا مدعی ہو اور ہرایک شخص اپنے دعوی پر بینہ قائم کرے تو مجموع مکان کا مدعی کل (خالد) کیلئے حکم کیاجائیگا اور مدعی نصف (عمرو) کیلئے کسی شی کا بھی حکم نکیاجائیگا اسلئے کہ ذو الید کا بینہ اُس نصف مین مقبول نہین ہوسکتا جسپر کہ وہ قابض ہی اور اگر ایک شخص (خالد) نصف مکان کا اور دوسرا شخص (عمرو) ثلث مکان کا اور تیسرا شخص (بکر) سدس مکان کا مدعی ہو اور مکان مذکور پر تینون شخص قابض ہون تو اُن مین سے ہرایک شخص کا قبضہ اُس مکان کے ثلث پر متحقق ہوگا لکن صاحب ثلث (عمرو) اُس حصہ سے زائد کا مدعی نہین ہی جسپر کہ وہ قابض ہی اور صاحب سدس (بکر) کے قبضہ مین وہ حصہ سدس بھی موجود ہی جسکا کہ وہ اور مدعی ثلث (عمرو) نہین کرتا لہذا حصہ مذکورہ (سدس فاضل کا مدعی نصف (خالد) کے حوالہ کرنا معین ہوگا جسکے بعد اُسکا نصف کامل ہوجائیگا اور اسی طرح اگر اُن مین سے ہرایک شخص اپنے دعوے پر بینہ قائم کرے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر ایک شخص (خالد) مجموع مکان کا اور دوسرا شخص (عمرو) نصف مکان کا اور تیسرا شخص (بکر) ثلث مکان کا مدعی ہو اور مکان مذکور پر تینون شخص قابض ہون اور اُنکے پاس بینہ نہو تو اُنمین سے ہرایک مدعی کیلئے ثلث مکان کا حکم کیاجائیگا اسلئے کہ ثلث مکان پر اُسکے قبضہ کا متحقق ہونا مفروض ہی اور دوسرے (عمرو) اور تیسرے (بکر) شخص پر مدعی مجموع (خالد) کیلئے حلف کرنا لازم ہوگا اور مدعی مجموع (خالد) اور مدعی ثلث (بکر) پر مدعی نصف (عمرو) کیلئے حلف کرنا لازم ہوگا اور اگر اُنمین سے ہرایک شخص اور مدعی ثلث پر اُن دونونکے لئے حلف کرنا لازم نہوگا اسلئے کہ وہ اُس حصہ سے زائد کا مدعی نہین جسپر کہ وہ قابض ہے ۱۲

تیسرا حصہ ۱۲

چھٹا حصہ ۱۲

جو ثلث مکان کا مدعی ہی ۱۲

جو سدس مکان کا مدعی ہی ۱۲

بینہ قائم کرے پس اگر صورت تعارض مین بینہ داخل (قابض) کے موافق فیصلہ کرنے کے قائل ہون تو اس صورت مین بھی وہی حکم جاری کیا جائیگا جو فقدان بینہ کی صورت مین جاری تھا اسلئے کہ اُنمین سے ہر ایک شخص کا ثلث مکان پر بینہ کا قائم کرنا اور اُسپر قابض ہونا مفروض ہی لہذا مکان مذکور اُن پر اثلاثاً تقسیم کیا جائیگا اور اگر بینہ خارج (غیر قابض) کے موافق فیصلہ کرنیکے قابل ہون (چنانچہ مذہب صحیح یہی ہی) تو مدعی کل کیلئے اپنے مقبوض مین سے منجملہ بارہ حصون کے تین حصون کا استحقاق بدون معارض حاصل ہوگا اسلئے کہ مدعی کل اُس مکان مین سے ثلث کے چار حصون پر قابض ہی اور مدعی نصف کو اُس سے فقط ایک حصہ کی بابت نزاع ہی اور اسی طرح مدعی کل کیلئے اُن چار حصون کا بھی استحقاق حاصل ہوگا جبکہ مدعی نصف قابض ہی اسلئے کہ مدعی کل کیلئے اُن حصون کے بینہ نے شہادت دی ہی اور مدعی نصف کا بینہ اُن چارون حصون کے بہ نسبت ساقط ہو جائیگا کیونکہ بینہ داخل (مدعی نصف) کا اُسکے مقبوض کی بہ نسبت مقبول نہونا مفروض ہی اور اسی طرح مدعی کل کیلئے مدعی ثلث کے مقبوض مین سے تین حصون کا استحقاق ہوگا اسلئے کہ مدعی کل کا بینہ اُن حصون کی بہ نسبت بینہ خارج ہی جسکا مقبول ہونا مفروض ہی اور مدعی ثلث کا بینہ اُن حصون کے بہ نسبت بینہ داخل ہی جسکا اُسکے مقبوض کے بہ نسبت مقبول نہونا مفروض ہی اور مدعی نصف کے لئے اُس ایک حصہ کا استحقاق حاصل ہوگا جسپر مدعی کل قابض ہی اسلئے کہ مدعی نصف کا بینہ اُس حصہ کی بہ نسبت بینہ خارج ہی جسکا مقبول ہونا مفروض ہی اور جو ایک حصہ کہ مدعی ثلث کے قبضہ مین باقی رہا اُس حصہ سے مدعی نصف اور مدعی کل کا دعوی متعلق ہوگا اور اُن دونون مین قرعہ ڈالا جائیگا اور اُن دونونمین سے جس شخص کا نام خارج ہوگا وہ حصہ اُسکی قسم کے بعد اُسکے حوالہ کیا

جائیگا اور اگر وہ دونون حلف کرنے سے امتناع کرینگی تو اُس حصہ کا اُن دونون مین بالسویہ تقسیم کرنا متعین ہوگا پس صورت مرقومہ مین مدعی کل کیلئے ساڑھے دس حصون کا استحقاق اور مدعی نصف کیلئے ڈیڑھ حصہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور مدعی ثلث کا دعوی ساقط ہو جائیگا اسلئے کہ اُسکا بینہ داخل ہی جسپر بینہ خارج کا مقدم کرنا لازم ہی اور اگر کسی مکان پر چار شخص قابض ہون اور اُنمین سے ایک شخص کل کا اور دوسرا شخص ثلثین کا اور تیسرا شخص نصف کا اور چوتھا شخص ثلث کا مدعی ہو تو ربع مکان پر ہر ایک شخص قابض ہوگا پس اگر اُنمین سے کسی مدعی کے پاس بینہ نہوگا تو ہر ایک کیلئے اُس حصہ کا حکم کیا جائیگا جسپر کہ وہ قابض ہی اور ہر ایک مدعی کو دوسرے مدعی کیلئے حلف دیا جائیگا اور اگر مکان مذکور پر اُنمین سے کوئی شخص بھی قابض نہو اور ہر ایک کے پاس بینہ موجود ہو تو مدعی کل کیلئے ثلث مکان کا استحقاق بدون معارض حاصل ہوگا اسلئے کہ ثلث مکان مین اُسکا کوئی مزاحم نہین ہی اور مدعی کل اور مدعی ثلثین کے بینہ مین سدس کے بابت تعارض واقع ہوگا پس اُن دونو مین اُسکی بابت قرعہ ڈالا جائیگا بعد ازان مدعی کل اور مدعی ثلثین اور مدعی نصف کے بینہ مین بھی سدس کے بابت تعارض واقع ہوگا پس اون تینون مین بھی اُسکی بابت قرعہ ڈالا جائیگا بعد ازان چارون مدعیون کے بینہ مین ثلث کے بابت تعارض واقع ہوگا پس اُن چارون مین اُسکی بابت قرعہ ڈالا جائیگا اور اُسکے ساتھ وہ شخص مخصوص کیا جائیگا جسکے نام پر کہ قرعہ خارج ہوگا اور جس شخص کا کہ نام خارج ہوگا اُسکے لئے بدون اُسکی قسم کے حکم نکیا جائیگا اور کل مکان کا مدعی کل کیلئے بواسطہ قرعہ خارج ہونا مقام استبعاد او محل استعجاب نہین ہی اسلئے کہ حق تعالی نے جس امر کا حکم دیا ہی اُسمین خطا نہین ہی لہذا

تعارض بینات کی صورت مین استبعاد مذکور کی وجہ سے بدون قرعہ قسمت کرنا صحیح ہوگا اور اگر حلف کرنے سے چارون مدعی نکول کرین تو ہر مرتبہ مین جس حصہ کی بابت کہ نزاع واقع ہوگی اُس حصہ کا مابین متنازعین بالسویہ تقسیم کردینا متعین ہوگا پس صورت مذکورہ مین چھتیس ۳۶ سہمون سے قسمت کرنا صحیح ہوگا جنمین سے مدعی کل کو بیس ۲۰ سہمون کا اور مدعی ثلثین کو آٹھ سہمون کا اور مدعی نصف کو پانچ سہمون کا اور مدعی ثلث کو تین سہمون کا استحقاق ہوگا اور اگر مکان بجائے بدست غیر وہ چارون شخص قابض ہون تو ہر ایک شخص کے قبضہ مین ربع مکان حاصل ہوگا پس جبکہ انمین سے ہر ایک شخص اپنے دعوی پر بینہ قائم کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ ہر ایک مدعی کیلئے ربع مکان کا حکم کیا جائیگا کیونکہ اُسکے لئے بینّہ اور ید (قبضہ) دونون موجود ہین لکن بینۂ خارج کے موافق حکم کرنا بے وجہ نہین ہو جسکی تقریر ہم ابھی بیان کر چکے ہین بناءً علیہ ہر ایک شخص کے بینہ کا اعتبار اُس حصہ کی بہ نسبت ساقط ہوجائیگا جسپر کہ وہ قابض ہو اور اُسکے بینّہ کا ثمرہ اُس حصہ کی بہ نسبت ظاہر ہوگا جسپر کہ اُسکا غیر قابض ہو پس تینون مدعیون کے دعوی اُس مقدار مین جمع کئے جائینگے جسپر کہ چوتھا مدعی قابض ہو اور اُسمین سے اُنکا حصہ انتزاع کرلیا جائیگا جو قرعہ اور قسم کے ساتھ اُنکو دیا جائیگا اور اگر قسم سے امتناع کرین تو مدعی کل اور مدعی نصف اور مدعی ثلث کے دعوی اُس مقدار مین جمع کئے جائینگے جسپر کہ مدعی ثلثین قابض ہو جسکی مقدار بہتر کا ربع یعنے اٹھارہ سہم ہوتی ہو پس مدعی کل اُسکے مجموع کا اور مدعی نصف اُسمین سے چھ سہمون کا اور مدعی ثلث اُسمین سے دو سہمون کا مدعی ہو پس اُن (اٹھارہ سہمون) مین سے دس سہمون کا استحقاق مدعی کل کو حاصل ہوگا اسلئے کہ بینہ نے اُسکے لئے مجموع کی شہادت دی ہو جسمین سے

بھی داخل ہین اور وہ چھ سہم باقی رہجائینگے جنکا کہ صاحب نصف نے دعوی کیا ہی لہذا اُن چھ سہمونمین مدعی کل اور مدعی نصف کیلئے قرعہ ڈالا جائیگا اور سہام مذکورہ بعد قسم اُس شخصکے حوالے کئے جائینگے جسکا کہ نام خارج ہوگا اور بصورت امتناع مین اُن دونون پر بالتسویہ تقسیم کئے جائینگے اور اُن دو سہمون مین مدعی ثلث اور مدعی کل کیلئے قرعہ ڈالا جائیگا جنکا کہ صاحب ثلث مدعی ہی اور بعد حلف اُس شخصکے حوالے کئے جائینگے جسکا کہ نام خارج ہو اور بصورت امتناع مین اُن دونون پر بالتسویہ تقسیم کئے جائینگے بعد ازان اُن (چارون مدعیون) مین سے تین شخصونکے دعوی اُن سہمون پہ مجتمع ہونگے جن پر کہ مدعی نصف قابض ہی پس صاحب ثلثین اُس (مدعی نصف) پر دس سہمون کا اور مدعی ثلث اُسپر دو سہمون کا مدعی ہی اور اُس (مدعی نصف) کے پاس چھ سہم باقی رہینگے جنکا مدعی کل کے علاوہ کوئی شخص دعوی نہین کرتا ہی لہذا وہ چھ سہم اُسی (مدعی کل) کے حوالہ کئے جائینگے اور مدعی ثلثین اور مدعی ثلث کے ساتھ دس (یا) دو سہمونمین (جنکا مدعی ثلثین اور مدعی ثلث نے دعوی کیا ہوا) مدعی کل کیلئے قرعہ ڈالا جائیگا اور جسکا نام خارج ہوگا بعد حلف اُسی کے حوالہ کردیئے جائینگے اور اگر قسم سے انکار کرین تو مدعی کل کو اُن سہمون کے نصف کا اخذ کرلینا صحیح ہوگا جنکا کہ اُن دونون (مدعی ثلثین و مدعی ثلث) مین سے ہر ایک نے (یعنے پانچ اور ایک الخ) دعوی کیا ہی بعد ازان اُن (چارون) مین سے تین شخصونکے دعوی اُن اٹھارہ سہمون پر مجتمع ہونگے جن پر کہ مدعی ثلث قابض ہی پس مدعی ثلثین اُنمین سے دس سہمون کا اور مدعی نصف چھ سہمون کا مدعی ہوگا پس مدعی کل کیلئے دو سہم بلا معارض باقی رہینگے اور مدعی کل اور مدعی ثلثین اور مدعی نصف کے نام پر اُن سہمونمین قرعہ ڈالا جائیگا جن کا کہ اُنہون نے دعوی کیا ہی

اور جس کا نام خارج ہوگا بعد قسم وہ سہم اُسی کے حوالہ کئے جائینگے پس اگر قسم سے امتناع
کرین تو مدعی کل اور اُن دونون مین ہر ایک پر متنازع فیہ کا بالسویہ تقسیم کر دینا متعین (مدعی ثلثین مدعی النصف)
ہوگا بعد ازان اُن (چارون مدعیون) مین سے تین شخصون کے دعوی اُن سہام پر
مجتمع ہون گے جن پر کہ مدعی کل قابض ہے پس مدعی ثلثین اُن مین سے دس سہمون کا
اور مدعی نصف چھ سہمون کا اور مدعی ثلث دو سہمون کا مدعی ہوگا پس مدعی کل کے
قبضہ سے جملہ سہام کا خارج کر لینا اور باقی مدعیون پر اُن کا بعد بینہ و ثبوت تقسیم کر دینا
متعین ہوگا پس درصورت مفروضہ مدعی کل کیلئے اصل مسئلہ (بہتر سہم) مین سے
چھتیس ۳۶ سہم اور مدعی ثلثین کیلئے بیس سہم اور مدعی نصف کیلئے بارہ سہم اور مدعی
ثلث کیلئے چار سہم کامل ہو جائینگے اور یہ تقسیم اُس صورت مین صحیح ہوگی جبکہ حلف
کرنے سے صاحب قرعہ اور اُسکے منازع (نزاع کرنے والا) نے امتناع کیا ہو والا مقدار
حال بدل جائیگی جیساکہ قبل ازین بھی مذکور ہو چکا ہے ساتوان مسئلہ متاع بیت مین زن
و شوہر نزاع کرین تو متاع مذکور اُس شخص کے حوالہ کی جائیگی جسکا کہ بینہ قائم ہو اور اگر
بینہ موجود نہو تو اُن دونون مین سے ہر ایک کا قبضہ نصف متاع پر متحقق ہوگا پس
شیخ علیہ الرحمہ نے مبسوط مین فرمایا ہے کہ اُن دونون مین سے ہر ایک کو دوسرے شخص
کیلئے حلف کرنا لازم ہوگا اور بعد قسم وہ متاع اُن دونون پر بالسویہ تقسیم کی جائیگی خواہ
وہ متاع اُس اسباب کے قبیل سے ہو جو مختص برجال ہے جیسے عمامہ۔ سلاح۔
زرہ وغیرہ یا اُس اسباب کے قبیل سے ہو جو مختص بہ نساء ہے جیسے زیور مقنعہ وغیرہ
یا اُس اسباب کے قبیل سے ہو جو رجال و نساء دونون کیلئے صلاحیت رکھتا ہے
جیسے فرش۔ ظروف وغیرہ اور خواہ مکان اُن دونون کا مملوک ہو یا اُنمین سے

ایک شخص کا اور خواہ وہ جیت باقی ہو یا برطرف ہو چکی ہو اور اس حکم مین زوجین اور اُنکے وارث کی نزاع مساوی ہی اور کتاب خلاف مین فرمایا ہی کہ جو متاع مردون کے قابل ہوگی وہ مرد کے حوالہ کیجائیگی اور جو متاع عورتون کے قابل ہوگی وہ عورت کے حوالہ کیجائیگی اور جو متاع اُن دونون کے قابل ہوگی وہ اُن دونون پر تقسیم کردی جائیگی اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ وہ متاع عورت کے حوالہ کیجائیگی اسلئے کہ وہ متاع کو اپنے اہل کے یہان سے لاتی ہی لکن جو کچھ کہ شیخ علیہ الرحمہ نے خلاف مین فرمایا ہی وہ بین الروایات اشہر اور بین العلماء اظہر ہی اور اگر زن مردہ کا باپ دعویٰ کرے کہ مین نے اشیاء متاع وغیرہ اُسکو عاریۃً دی تھین تو اُسکو باقی انساب کی طرح اقامت بینہ کی تکلیف دی جائیگی اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ باپ کو اقامت بینہ کی تکلیف نہ دی جائیگی اور باقی اقربا کو بینہ کی تکلیف دی جائیگی لکن یہ روایت ضعیف ہی تیسرا مقصد دعویٰ میراث کے بیان مین اور اُسمین کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ کوئی مسلم دو بیٹے چھوڑ کر وفات پاوے اور وہ دونون بھائی ایک بھائی کی موت پدر سے قبل اسلام لانے پر متفق ہون بعد ازان یہ دوسرا بھائی بھی اُسکی طرح اپنے اسلام لانے کا بھی مدعی ہو اور اُسکا بھائی انکار کرے تو اُس بھائی کا قول مقبول ہوگا جسکے اسلام کا تقدم ہونا متفق علیہ ہی اور اُسکو دوسرے بھائی کیلئے اپنے علم کی نفی پر حلف کرنا لازم ہوگا مثلاً کہے واللہ انی لا اعلم ان اخی اسلم قبل موت ابی (قسم بخدا کہ مجکو اپنے بھائی کا وفات پدر کے قبل اسلام لانا معلوم نہین ہی) اور اسی طرح اگر دو شخص مملوک ہون اور وہ دونون آزاد ہو چکے ہون اور ایک کی حریت کے مقدم ہونے پر متفق ہون اور دوسرے کی حریت کے مقدم ہونے مین اختلاف ہو تب بھی

یہی حکم ہوگا دوسرا مسئلہ اگر ایک بھائی کے شعبان مین اسلام لانے اور دوسرے بھائی کے غرہ رمضان مین اسلام لانے پر وہ دونون متفق ہون بعد ازان شخص متقدم (جسکا اسلام شعبان مین متحقق ہوا ہی) اپنے باپ کے قبل رمضان وفات پائیگا مدعی ہو اور شخص متاخر (جسکا اسلام رمضان مین متحقق ہوا ہی) دخول رمضان کے بعد اسکی وفات کے واقع ہونیکا مدعی ہو تو اُسکی حیات کے باقی رہنے کا حکم کیا جائیگا اسلئے کہ اصل بقاء حیات ہی اور مال ترکہ ان دونون مین بالستویہ تقسیم کیا جائیگا تیسرا مسئلہ جبکہ کسی مکان پر کوئی شخص قابض ہو اور کوئی دوسرا شخص مدعی ہو کہ یہ مکان میری اور میری برادر غائب کے ملک مین ہمارے باپ کی میراث کے ذریعہ سے منتقل ہوا ہی اور شخص قابض انکار کرے اور شخص مدعی اپنے دعوی پر بینہ قائم کرے پس اگر وہ بینہ کامل ہو اور شہادت دے کہ اس مکان کا ان دونونکے سوا کوئی شخص وارث نہین ہی تو نصف مکان اُسکے حوالہ کیا جائیگا اور نصف باقی اُس شخصکے قبضہ مین باقی رکھا جائیگا جو اُس مکان پر قابض تھا تاوقتیکہ شخص غائب عود کرے اور شیخ علیہ الرحمہ نے خلاف مین فرمایا ہی کہ نصف باقی اُسوقت تک کسی امین کے پاس باقی رکھا جائیگا جب تک کہ غائب عود کرے اور قابض نصف (وہ وارث جسنے نصف مکان پر قبضہ کیا ہی) کو اپنے مقبوض پر ضامن کا قائم کرنا لازم نہوگا اور بینہ کاملہ سے وہ بینہ مراد ہی جو احوال میت پر معرفت سابقہ اور خبرت باطنہ رکھتا ہو اور اگر وہ بینہ کامل نہو اور اُن دونونکے سوا کسی شخص کے وارث ہونے سے اپنی لاعلمی کی شہادت دے تو سپرد مدعی کرنے مین اُسوقت تک تاخیر کرنا لازم ہوگا جب تک کہ حاکم شرع اُسکے وارث کا اسطرح تفحص کامل نکرلے کہ اگر کوئی وارث

ہوتا تو ظاہر ہوجاتا اور جبکہ تفحص کے بعد بھی کوئی وارث پیدا نہوا تو حاکم کو نصیب حاضر کا
اُسکے حوالہ کرنا اور احتیاطاً اُس سے ضامن کا اخذ کرنا معین ہے اور اگر مدعی مذکور اُن
ورثہ مین داخل ہو جو صاحبان فروض ہین جیسے زوج یا زوجہ تو اُسکا نصیب تمام اُسکو
عطا کیا جائیگا جبکہ کسی اور وارث کے منتفی ہونے کا یقین حاصل ہو اور برتقدیر ثانی
(بینہ کا کامل نہونا) اُس وارث کو وہ حصہ دیا جائیگا جو قدر متیقن ہو پس زوج کو ربع کا
اور زوجہ کو ربع ثمن (آٹھوین حصہ کا چوتھائی) کا بدون تضمین (ضامن لینا) فی الحال
دیدینا صحیح ہوگا اور بعد تفحص اُسکے حصہ کا اخذ ضامن کے ساتھ تمام کرنا جائز ہوگا اور اگر مدعی
مذکور اُن ورثہ مین داخل ہو جنکو دوسرا وارث محجوب کرتا ہو جیسے برادر پس اگر وہ بینہ کاملہ
قائم کرے تو مال کا اُسکے حوالہ کردینا صحیح ہوگا اور اگر بینہ غیر کاملہ قائم کرے تو تفحص کرنے
اور احتیاطاً ضامن لینے کے بعد مال کا اُسکے حوالہ کرنا صحیح ہوگا چوتھا مسئلہ جبکہ
کسی شخص کی زوجہ اور مولود وفات پائے پس برادر زوجہ مدعی ہو کہ مولود نے اپنے ماں کے
قبل وفات پائی ہے لہذا نصف میراث کا استحقاق مجکو اور نصف آخر کا استحقاق شوہر کو حاصل ہے
اور شوہر مدعی ہو کہ عورت نے قبل مولود وفات پائی ہے لہذا مجموع میراث کا استحقاق
مجکو حاصل ہے تو اُس شخص کے دعوی کے موافق حکم کیا جائیگا جو بینہ قائم کرے اور اگر بینہ
نہو تو ان دونو مین سے کسی کے موافق بھی حکم نکیا جائیگا اسلئے کہ میراث کا استحقاق
اُسوقت تک نہین ہوسکتا جب تک کہ حیات وارث متحقق نہو بناءً علیہ زن مذکور اپنے
مولود کے وارث نہوگی اور مولود مذکور اپنی ماں کا وارث نہوگا اور ترکہ مولود کا استحقاق
اُسکے باپ کو حاصل ہوگا اور ترکہ زوجہ اُسکے بھائی اور شوہر پر تقسیم کیا جاے گا
پانچوان مسئلہ اگر کوئی وارث میت مدعی ہو کہ یہ کنیز میرے باپ کی میراث ہے اور جو

المقصد الرابع في الاختلاف في الولادة

مستدعی ہو کہ اس کنیز کو تیرے باپ نے میرا مہر قرار دیا تھا بعد ازان اُن دونوںمین سے ہر ایک شخص اپنے دعوی پر بینہ قائم کرے تو عورت کے بینہ کے موافق حکم کرنا لازم ہوگا اسلئے کہ اُسکا بینہ ایسے امر کی شہادت دیتا ہی جسکا بینہ وارث پر مخفی رہنا ممکن ہی

چوتھا مقصد اُس اختلاف کے بیان مین جو کسی مولود سے متعلق ہو جبکہ دو شخص کسی عورت سے ایسے وطی کرین جو باعتبار شرع لحوق نسب کا سبب ہو (جیسے زن مذکورہ کا ایک شخص کیلئے زوجہ ہونا اور دوسرے شخص پر مشتبہ ہونا یا اُسکا دونون پر مشتبہ ہونا یا دونون شخصون کا اُسپر عقد فاسد کو واقع کرنا) بعد ازان اُس عورت کے وقت وطی سے چھ مہینہ یا زائد کے بعد اور اقصای حمل کے قبل مولود پیدا ہو تو اُن دونوںمین قرعہ ڈالا جائیگا اور مولود مذکور اُس شخص سے ملحق کیا جائیگا جسکا نام خارج ہو خواہ وہ دونون شخص مسلم ہون یا کافر غلام ہون یا آزاد یا اسلام وکفر اور حریت ورقیت مین مختلف ہون یا اُنمین سے ایک شخص باپ ہو اور دوسرا شخص اُسکا بیٹا ہو اور یہ حکم اُس صورت مین جاری ہوگا جبکہ کسی شخص کیلئے بینہ نہو اور فراش منفرد اور دعوای منفردہ اور فراش مشترک اور دعوای مشترکہ کی وجہ سے نسب ملحق ہوتا ہی اور صورت اشتراک مین بینہ کے موافق حکم کرنا متعین ہوگا اور عدم بینہ کی صورت مین قرعہ کے موافق حکم کرنا لازم ہوگا

کتاب الشہادات شہادت سے عرف فقہا مین غیر حاکم کا اُس حق سے بطور جزم دینا مراد ہی جو غیر پر لازم ہو اور اس کتاب مین پانچ امرون کا بیان کرنا ضرور ہی امر اول صفات شہود کے بیان مین شاہد مین چھ وصفون کا موجود ہونا معتبر ہی وصف اول اُسکا بالغ ہونا پس طفل نابالغ کی شہادت مقبول نہوگی تا وقتیکہ وہ مکلف (بالغ عاقل) نہو جاے اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ طفل دہ سالہ کی شہادت مطلقاً

مقبول ہوگی اور یہ قول متروک ہے اور اطفال کی اُس شہادت کے مقبول ہونے
مین عبارات اصحاب مختلف ہین جو زخم اور قتل سے متعلق ہون پس جمیل نے حضرت
امام جعفر صادق ؑ سے روایت کیا ہی کہ قتل مین اُنکی شہادت مقبول ہوگی اور اُنکے
اول کلام کا اخذ کرنا لازم ہوگا اور محمد بن حمران نے بھی حضرت امام جعفر صادق ؑ سے اسی مضمون کو
نقل کیا ہی اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین فرمایا ہی کہ جراح و قصاص مین اُنکی
شہادت مقبول ہوگی اور کتاب خلاف مین فرمایا ہی کہ جراح مین اُنکی شہادت
مقبول ہوگی تا وقتیکہ وہ متفرق نہون اور کسی امر مباح پر مجتمع ہون لکن قتل نفوس پر
خبر واحد کی وجہ سے جرأت کرنی خطر ہے پس خصوص جراح مین اُنکی شہادت کے مقبول ہونے
پر اقتصار کرنا اولی ہی بشرطیکہ تین امر متحقق ہون اول اُن اطفال کا دہ سالہ ہونا دوم
اُنکے اجتماع کا باقی رہنا اور باہم متفرق نہونا سوم اُن کا کسی امر مباح پر مجتمع ہونا
تا کہ موضع وفاق پر اقتصار رہے وصف دوم عاقل العقل ہونا پس مجنون مطبق کی شہادت جسکی عقل کا زوال
دائمی ہو اجماعاً مقبول نہوگی اور حالت افاقہ مین مجنون ادواری کی شہادت کا بھی کوئی مضائقہ نہین ہی
بشرطیکہ حاکم نے اُسمین حضور ذہن اور کمال فطنت کے متحقق ہونیکا یقین بہم پہونچالیا ہو ورنہ
اُسکی شہادت کا طرح کرنا متعین ہوگا اور اسی طرح جس شخص کو غالباً سہو و نسیان
عارض ہوتا ہی اُسکا بھی یہی حکم ہوگا اسلئے کہ ایسا شخص بسا اوقات کسی چیز کو
سنتا ہی اور اُسمین سے بعض کو بھول جاتا ہی جسکی وجہ سے معنی لفظ منتقل اور فائدہ لفظ
متغیر ہو جاتا ہی پس حاکم کو اُسکی شہادت مین احتیاط کرنا لازم ہوگا اور تا وقتیکہ حاکم
کو شہود بہ کے ثابت اور خالی از سہو ہونے کا اطمینان نہو جائے اُسوقت تک اُسکی
شہادت کا قبول کرنا صحیح نہوگا اور اسی طرح اُس مغفل کی شہادت کا بھی یہی حکم ہی

العقل

جسمین ازراہ جبلت بلہ کا مادہ مخلوق ہوا ہو اسلئے کہ ایسا شخص بسا اوقات سرا پائے امور پر متفطن نہونے اور مصالح و مفاسد امور پر متنبہ نہونیکی وجہ سے غلطی مین پڑجاتا ہی پس ایسے شخصکی شہادت سے اعراض کرنا اولی ہی ہان اگر مشہود بہ ایسا امر جلی ہو جسکے محفوظ شاہد ہونے اور اُسکے مثل مین شاہد کے سہو نکرنیکا یقین حاصل ہوجاے تو اُنکی شہادت کا قبول کرنا بھی صحیح ہوگا وصف سوم اُسکا مؤمن ہونا پس غیر مؤمن کی شہادت مقبول نہوگی اگرچہ وہ صفتِ اسلام کے ساتھ متصف بھی ہو خواہ اُسنے کسی مؤمن پر شہادت دی ہو یا کسی اور شخص پر اسلئے کہ وہ صفت فسق و ظلم کے ساتھ متصف ہی جو قبول شہادت سے مانع ہی ہان وصیت مال مین خصوص اُس کافر ذمی کی شہادت مقبول ہی جو انہا اہل مجلہ کے نزدیک عادل ہو جبکہ عدول مسلمین سے کوئی شخص ایسا موجود نہو جو اُس وصیت کی شہادت دے اور اُسکی شہادت کے مقبول ہونے مین موصی کا مسافر اور غریب الوطن ہونا شرط نہین ہی اور ایک روایت مین اُسکا شرط ہونا منقول ہوا ہی لیکن وہ متروک ہی اور ایمان شاہد کے ثابت ہونے مین معرفت حاکم یا قیام بینہ یا اقرار کافی ہی اور آیا کافر ذمی پر کافر ذمی کی شہادت مقبول ہوگی یا نہین پس بعض علما نے فرمایا ہی کہ مقبول نہ ہوگی اسیطرح غیر ذمی پر بھی اُسکی شہادت مقبول نہوگی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ ہر ایک ملت پر اُسی ملت کے لوگونکی شہادت مقبول ہوگی جسکا مستند روایت سماعہ ہی لیکن انکی شہادت کا مقبول نہونا اشہر ہی چہارم اُسکا عادل ہونا کیونکہ متظاہر بہ فسق کی شہادت پر اطمینان نہین ہوسکتا اور ارتکاب کبائر کی وجہ سے عدالت کے زائل ہوجانے مین کوئی شک نہین ہی جیسے قتل ۔ زنا ۔ لواط ۔ اموال محترمہ کا غصب اور اسی طرح صغائر پر اصرار کرنے یا اُنکے غالبًا واقع کرنیکی وجہ سے بھی عدالت کے زائل ہونے مین کوئی شک نہین ہی لیکن اگر کسی شخص سے گناہ صغیرہ نادرًا

واقع ہو جاسے تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ وہ قادح عدالت نہوگا اسلئے کہ غالب روم کیلئے صغیرۂ مذکورہ (نادر الوقوع) سے اجتناب کرنا متعسر ہی پس اُسکے شرط کرنے مین عسر وحرج ومشقت شدید لازم آتی ہی جو کتاباً اور سنۃً منفی ہی اور بعض علمانے فرمایا کہ صغیرۂ نادر الوقوع بھی قادح عدالت ہی اور عسر وحرج لازم نہ آئیگا اسلئے کہ استغفار کی وجہ سے اُسکی تلافی ممکن ہی لیکن قول اول اشبہ ہی اور ہمارے اصحاب مین سے بعض علمانے توہم کیا ہی کہ صغائر کا اطلاق اُن گناہون پر اُسی وقت صحیح ہوتا ہی جبکہ احباط (اعمال صالحہ مین مقابلہ کرنا) کے قائل ہون پس اس صورت مین جو گناہ کہ بوجہ طاعت ساقط ہو جاتا ہی اُسپر صغیرہ کا اطلاق اور جو گناہ کہ طاعت کو ساقط کردیتا ہی اُسپر کبیرہ کا اطلاق کیا جاتا ہی اور اس قول سے اعراض کرنا سزاوار ہی اسلئے کہ احباط کا قول باطل ہی اور صغائر کا اطلاق فقہاء کے نزدیک اضافی ہی اور ہر ایک گناہ بہ نسبت بعض معاصی کے صغیرہ کا اور بہ نسبت بعض آخر کے کبیرہ کا اطلاق کیا جاتا ہی خواہ جملہ معاصی کے کبائر ہونے کو اختیار کرین یا معاصی مخصوصہ کے کبیرہ ہونیکو اختیار کرین ہان اُن لوگون کی اصطلاح مین مناقشہ نہین ہوسکتا جو احباط کے قائل ہین کیونکہ ہر فریق کو دوسرے فریق کے مقابلہ مین اپنی اصطلاح کے قائم کرنیکا اختیار ہی اور امور مندوبہ کا ترک کرنا بھی عدالت مین قادح نہین ہی اگرچہ جمیع مندوبات کے اصرار بشرطیکہ اُنکا ترک کرنا سنن ہونہ کے تہاون و استخفاف کی طرف موذی نہو جاسے اور اس مقام پر کئی مسئلے قابل ذکر ہین پہلا مسئلہ اُس شخصکی شہادت کا ذکر کرنا لازم ہوگا جو منجملہ اصول عقائد کسی عقیدہ مین مخالف ہو خواہ اُسکی مخالفت کا مستند تقلید ہو یا اجتہاد اور معتقدین حق مین سے اُس شخصکی شہادت کا ادا کرنا صحیح نہوگا جو فروع مین

مخالف ہو بشرطیکہ اُسکا قول مخالف اجماع نہو اور اُسکے فسق کا حکم کرنا بھی صحیح نہوگا اگرچہ اُسنے اپنے اجتہاد مین خطا کی ہو دوسرا مسئلہ شہادت قاذف زنا کی نسبت ہے شہادت اسکی مقبول نہین ہی اور اگر توبہ کرلے تو مقبول ہوگی اور حد توبہ یہ ہی کہ اپنے نفس کی تکذیب کرے اگرچہ صادق ہو اور صورت صدق مین اُسکو بالغا توریہ کرنا لازم ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ حد توبہ یہ ہی کہ اپنے نفس سکے تکذیب کرے اگر کاذب ہو اور اگر صادق ہو تو مجمع عام مین اپنے نفس کا تخطیہ کرے اور قول اول مرجح ہی اور آیا قاذف پر توبہ کے علاوہ کسی عمل صالح کا بجا لانا بھی شرط ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی بعض علمائے فرمایا ہی کہ شرط ہوگا اسلئے کہ حق تعالی فرماتا ہی الا الذین تابوا واصلحوا جس سے توبہ کے علاوہ اصلاح عمل کا شرط ہونا مستفاد ہوتا ہی لیکن اصلاح عمل مین استمرار توبہ پر اکتفا کرنا اقرب ہی اسلئے کہ اُسکا توبہ پر باقی رہنا بھی از قبیل اصلاح ہی اگرچہ ایک ہی ساعت ہو اور اگر قاذف اپنے دعوی پر بینہ قائم کرے اور مقذوف اُسکی تصدیق کرے تو اُسپر حد جاری نہ کیجائیگی اور اُسکی شہادت کا رد کرنا صحیح نہوگا تیسرا مسئلہ آلات قمار کے ساتھ بازی کرنا حرام ہی جیسے شطرنج ۔ نرد ۔ اربعة عشر (چودہ خانہ) ۔ وغیرہ خواہ قصد حذاقت ہو یا قصد لہو ہو یا قصد قمار ہو چوتھا مسئلہ شارب المسکر (نشہ کی چیز کا پینے والا) کی شہادت کا رد کرنا ہی اور اُسکے فاسق ہونے کا حکم کرنا لازم ہی خواہ وہ مسکر خمر ہو یا نبیذ ہو یا تبع ہو یا نصف (جسکا نصف پانی ہو) ہو یا فضیح ہو اگرچہ اُسمین سے ایک ہی قطرہ کو پیا ہو اور فقاع کا بھی یہی حکم ہی اور اسی طرح اگر شیرہ انگور مین غلیان (تہ و بالا ہونا) پیدا ہو تو اُسکا بھی یہی حکم ہوگا خواہ وہ غلیان از خود پیدا ہوا ہو یا آگ کی وجہ سے اگرچہ وہ مسکر نہو اسلئے کہ بعد غلیان اُسپر نجاست و حرمت کا مطلقاً حکم کیا جاتا ہی البتہ اگر بوجہ غلیان

اُسکے دو حصے کم ہوجائین تو حلال ہوجائیگا اور شیرۂ انگور کے سوا باقی شیرون پر
حکم حلت جاری کیا جائیگا اسلئے کہ اصل حلت ہی تا وقتیکہ مسکر ہو والا اُسپر حکم حرمت
جاری کیا جائیگا جیسے شیرۂ منقی یا شیرۂ خرما اور سرکہ بنانے کی غرض سے شراب کے
جمع کرنے مین کوئی مضائقہ نہین ہی پانچوان مسئلہ فاعل غنا کے فسق کا حکم کرنا اور
اُسکی شہادت کا رد کرنا لازم ہے اور مستمع غنا (غنا کا بقصد سننے والا) کا بھی یہی حکم ہی
اور غنا سے ایسی آواز کا دراز کرنا مراد ہی جو ترجیع مطرب پر مشتمل ہو خواہ شعر مین اُسکا
استعمال کیا جاسے یا قرآن یا دعا یا تعزیہ مین اور حدا (شتر وہ غنا جو اونٹ کی
سرعت کیلئے استعمال کی جاتی ہی) مین کوئی مضائقہ نہین ہی اور منجملہ اشعار ایسے شعر کا
پڑھنا حرام ہی جو دروغ یا ہجاء مؤمن یا اُس زن معروفہ کی نسبت پر مشتمل ہو جو اُسکے لئے
(اظہار شوق و عشق کرنا)
حلال نہین ہی اور اسکے علاوہ باقی اشعار کا پڑھنا مباح ہی البتہ اُسکا اکثار مکروہ ہی
چھٹا مسئلہ نے اور عود اور چنگ اور دیگر آلات لہو کے ساتھ بازی کرنا حرام ہی
اور اُنکے فاعل اور مستمع پر حکم فسق کا جاری کرنا اور اُنکی شہادت کا رد کرنا معین ہی
اور دف کا خصوص املاک (عروسی) اور ختنہ مین استعمال کرنا مکروہ ہی ساتوان مسئلہ
حسد (نعمت مؤمن کے زوال کی آرزو کرنا) معصیت ہی اور اسی طرح بغض مؤمن بھی
معصیت ہی اور اُن دونون کے ساتھ تظاہر (اعلان) کرنا عدالت مین قادح ہی
آٹھوان مسئلہ رجال کو غیر حرب مین اپنے اختیار سے حریر محض کا پہننا حرام ہی اور
لابس حریر کی شہادت کا رد کرنا لازم ہی اور آیا رجال کیلئے حریر پر تکیہ کرنا یا اُسکا
(پہننے والا)
فرش بنانا بھی حرام ہی یا نہین اسمین تردد ہی لیکن اُسکا جائز ہونا مروی ہی اور اسی طرح
رجال کو انگشتر طلا کا پہننا اور اُسکے ساتھ زینت کرنا بھی حرام ہی نوان مسئلہ

کبوتر و نکا انس یا ارسال خطوط کی غرض سے پالنا حرام نہین ہی اور اُنکا سیر و تماشہ کرنے اور اوڑانیکی غرض سے پالنا مکروہ ہی اور قادح عدالت نہین ہی اور اُنپر مسابقت کرنا حرام اور داخل قمار ہی اور اُس حیوان کے سوا جو خف یا حافر رکھتا ہو کسی حیوان مین مسابقت کرنا جائز نہین ہی جسکی تفصیل کتاب سبق و رمایہ مین مذکور ہو چکی ہی دسوان مسئلہ ارباب صنائع مکروہہ کی شہادت کا رد کرنا صحیح نہین ہی جیسے صباغت بیع رقیق اور اسیطرح ارباب صنائع دنیہ کی شہادت کا رد کرنا بھی صحیح نہین ہی جیسے حیاکت حجامت اگرچہ وہ صنعتین خیانت و دیانت پر دلالت کرتی ہون جیسے دلال و زرگر و فروشی اور وفاد (ہمہ کشی) اسلئے کہ اُسکی شہادت کا قبول کرنا اُسکے تقوی اور صلاحیت کی طرف مستند ہی جسمین صنائع مذکورہ قادح نہین ہو سکتی وصف ہشتم اُس سے تہمت کا مرتفع (برطرف) ہونا اور اس مقصود کی تحقیق چند مسئلون کے بیان پر موقوف ہی پہلا مسئلہ اُس شخصکی شہادت مقصود مقبول نہوگی جسکی شہادت مین اُسکا نفع مقصود ہو جیسے ایک شریک کا شریک آخر کیلئے مال مشترک مین شہادت دینا یا صاحب دین کا مجحور علیہ کیلئے شہادت دینا یا آقا کا اپنے غلام ماذون (جسکو قرض دینیکی اجازت دیگئی ہو) کیلئے شہادت دینا یا وصی کا مال موصی بہ مین شہادت دینا اور اسی طرح اُس شخصکی شہادت بھی مقبول نہوگی جسکی شہادت سے اُسکا ضرر دفع ہوتا ہو جیسے عاقلہ کا شہود جنایت کی جرح پر شہادت دینا اور اسی طرح وصی و وکیل کا اُس شخصکی شہود کی جرح پر شہادت دینا جسنے موصی و موکل پر دعوی کیا ہو دوسرا مسئلہ عداوت دینیہ کسی شخصکی شہادت کی مقبول ہونے سے مانع نہین ہو سکتی پس کافر پر مسلم کی شہادت مقبول ہوگی البتہ قبول شہادت سے عداوت دنیویہ مانع ہوتی ہی خواہ وہ عداوت متضمن فسق اور قادح عدالت ہو یا نہو اور وہ شخص جنمین عداوت کے متحقق ہونیکی

معرفت انکی طرح سے ممکن ہے اول ایک شخص کا دوسرے شخص کی ناخوشی سے خوش ہونا دوم ایک شخص کا دوسرے شخص سے خوشی مین ناخوش ہونا سوم اُن دونون تفاوت (باہم قذف کرنا) کا واقع ہونا اور اسی طرح اگر رفقاء سفر مین سے بعض اشخاص بعض آخر کیلئے کسی قاطع الطریق پر شہادت دین تب بھی مقبول نہوگی اسلئے کہ تہمت متحقق ہے لیکن اگر کوئی دشمن اپنے دشمن کیلئے شہادت دے تو مقبول ہوگی اسلئے کہ اس صورت مین تہمت منتفی ہے تیسرا مسئلہ نسب اگرچہ قریب ہو قبول شہادت سے مانع نہین ہوسکتا جسطرح باپ کا اپنے مولود کے نفع یا ضرر پر شہادت دینا یا مولود کا اپنے باپ کے نفع پر شہادت دینا یا بھائیکا اپنے بھائی کے نفع یا ضرر پر شہادت دینا اور آیا مولود کی شہادت کا اُسکے باپ کے ضرر پر قبول کرنا صحیح ہوگا یا نہین اسمین بین العلما اختلاف ہے لیکن اوسکا مقبول نہونا اظہر ہے خواہ کسی مال کی شہادت دے یا کسی ایسے حق کی شہادت دے جو اُسکے بدن سے متعلق ہو جیسے قصاص اور حد اور اسی طرح زوج کی شہادت اُسکی زوجہ کیلئے بدون ضمیمہ مقبول ہوگی اور زوجہ کی شہادت اُسکے زوج کیلئے اُس صورت مین مقبول ہوگی جبکہ اہل عدالت مین اُسکے ساتھ کوئی غیر بھی منضم ہو اور بعض علمانے شہادت زوجہ کی طرح زوج کی شہادت مین بھی ضمیمہ کو شرط کیا ہے اور اُسکی کوئی وجہ نہین ہے اور شاید کہ اُن دونون فرق کرنیکی وجہ یہ ہے زوج کو مزاج کی ایسی قوت کے ساتھ اختصاص حاصل ہے جسکی وجہ سے دواعی رغبت اُسکو شہادت زوجہ کی طرف جذب نہین کرسکتے لہذا ضمیمہ کی حاجت نہوگی اور زوجہ کیلئے چونکہ یہ قوت مزاجیہ حاصل نہین ہے اسلئے دواعی رغبت کا اُسکو شہادت زور کی طرف مائل کردینا مستبعد نہین ہے لہذا ضمیمہ کی حاجت ہوگی اور طرف زوج مین نزاع مذکور کا ثمرہ اُسوقت

تظہر لو شہد فیما تقبل تجیز شہادۃ الواحد مع الیمین و نحو الثالثۃ فی الزوجۃ لو شہدت لزوجہا قد رضیتہ و نحو شہادۃ الصدیق لعدم ان تاکدت المحبۃ و الملاطفۃ بینہما العدالۃ الرابعۃ شہادۃ السائل بکفہ لانہ

ظاہر ہوگا جبکہ زوج ایسے واقعہ مین زوجہ کیلئے شہادت دے جہان پر قسم مدعی کے ساتھ ایک شاہد کی شہادت مقبول ہوتی ہو پس اس صورت مین حاکم کو قول اول کا (ضمیمہ کا شرط ہونا) پر فقط قسم زوجہ اور شہادت زوج کے موافق حکم کرنا صحیح ہوگا اور دوسرے قول کی بناپر ضمیمہ کی بہی حاجت ہوگی اور طرف زوجہ مین نزاع مذکور کا ثمرہ اُس وقت ظاہر ہوگا جبکہ زوجہ اپنے زوج کیلئے وصیت مین شہادت دے اور صدیق کیلئے صدیق کی شہادت مقبول ہوتی ہو اگرچہ اُن دونون مین صحبت و ملاطفت مستحکم ہو اسلئے کہ مسامحہ کرنے سے اُسکی عدالت واقع ہوچکی تھا مسئلہ سائل بکف کی شہادت مقبول نہین ہو اسلئے کہ جب کوئی شخص اُسکے سوال کو رد کردیتا ہو تو وہ غضبناک ہوتا ہو علاوہ برین سائل بکف ہونا خواری نفس پر دلالت کرتا ہو پس اُسکا سوال امین کرنا صحیح نہوگا کیونکہ اُسکے قریب مین آجانے کا بھی احتمال ہو اور اگر فعل مذکور سائل بکف کا حالت ضرورت مین کوئی شخص بطریق ندرت مرتکب ہو تو اُسکی شہادت کے مقبول ہونے مین قادح نہوگا پانچوان مسئلہ مستاجر کیلئے اجیر کی شہادت اور میزبان کیلئے مہمان کی شہادت مقبول ہو اگرچہ اُن دونون کو مشہود لہ کی طرف میلان ہو لیکن اُنکا امانت کے ساتھ متمسک ہونا تہمت کو برطرف کردیتا ہو اور اس باب کے لواحق مین چھ مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ جبکہ صغیر اور کافر اور وہ فاسق جو اپنے فسق کا اعلان کرتا ہو کسی شی کی معرفت حاصل کرین بعد ازان اُن سے مانع مرتفع ہوجائے اور شہادت مذکورہ کی اقامت کرین تو مقبول ہوگی اسلئے کہ ادائے شہادت کے وقت اُنمین شرائط قبول کا کامل ہونا مفروض ہو اور اگر اُنمین سے کوئی شخص اُس شہادت کو وجود مانع کے وقت ادا کرے اور وہ شہادت رد کردے جائے بعد ازان

تکففہ لانہ یسقط ذا مروتہ لان ذلک یدل علی مہانۃ النفس فلا یؤمن علی انہ لا یبالی کان فی ذلک الشیء النفس ... شہادتہ ... الخامسۃ شہادۃ الاجیر و الضیف و ان کان لہما میل الی المشہود لہ لکن تمسکہما بالامانۃ یرفع التہمۃ لواحق ہذا الباب مسائل ستۃ الاولی الصغیر و الکافر و الفاسق المعلن بفسقہ اذا عرفوا شیئا ثم زال المانع فاقاموا تلک الشہادۃ قبلت لاستکمال شرائط القبول وقت الاداء و لو اقامہا احدہم فی حالۃ المانع ثم

زوال مانع کے بعد اُسی کا اعادہ کرے تو مقبول ہوگے اور اسی طرح اگر کسی غلام
اپنے آقا پر شہادت دی اور وہ شہادت رد کردی جاے بعد ازان اپنے آزاد ہونیکے
بعد اُسی کا اعادہ کرے تو وہ بھی مقبول ہوگی اور اسی طرح اگر کسی مولود نے اپنے باپ پر
شہادت دی ہو اور وہ رد کردی گئی ہو بعد ازان باپ کی وفات کے بعد اُسکا
اعادہ کرے تو مقبول ہوگی لکن اگر کسی فاسق مستتر کی شہادت رد کردی جاے
بعد ازان وہ شخص توبہ کرے اور شہادت سابقہ کا اعادہ کرے تو اس مقام مین
دفع شبہہ پر حریص ہونیکی تہمت حاصل ہوگی کیونکہ اُسکو اپنے ظاہر کی اصلاح
کرنے مین اہتمام ہی لکن اُسکی شہادت کا مقبول ہونا اشبہ ہی دوسرا مسئلہ
بعض علمانے فرمایا ہی کہ مملوک مطلقًا مقبول نہوگی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ مطلقًا
مقبول ہوگی اور بعض علمانے فرمایا ہی مطلقًا مقبول ہوگی لکن ضرر آقا پر مقبول نہوگی
اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ مطلقًا مقبول نہوگی لکن ضرر آقا پر مقبول ہوگی لکن اُسکی
شہادت کا مطلقًا مقبول ہونا اور خصوص ضرر آقا پر مقبول نہونا اشہر ہی اور اگر وہ غلام
آزاد ہوجاے تو ضرر آقا پر بھی اُسکی شہادت مقبول ہوگی اور غلام مدبر اور
مکاتب مشروط کا بھی یہی حکم ہی اور اگر مکاتب مطلق اپنے کتابت مین سے بعض مال کو
ادا کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین ارشاد فرمایا ہی کہ ضرر آقا پر اُسکی شہادت
بقدر حریت مقبول ہوگی اور اسمین تردد ہی اور اُسکا مقبول نہونا اقرب ہی تیسرا مسئلہ
جبکہ کوئی شخص کسی شخص کے اقرار کی سماعت کرے تو شاہد ہوجائیگا اگرچہ مشہود علیہ
نے اُسکی سماعت کرنیکی استدعا نکی ہو اور اسی طرح اگر کوئی شخص اُس عقد کی
سماعت کرے جسکو کہ دو شخصون نے واقع کیا ہی تو شاہد ہوجائیگا جیسے بیع اجارہ

نکاح وغیرہ اور اسی طرح اگر کسی شخص کی غصب یا خیانت کرنے کا کوئی شخص مشاہدہ
کرے تو شاہد ہو جائیگا اور اسی طرح اگر غیر کین (دستخط کنندگان) کسی شخص کو اُنپر شہادت
دینے کی ممانعت کردین بعد ازان شخص مذکور اُن دونون یا احد ہما سے اُس امر کی
سماعت کرے تو موجب حکم ہو تب بھی شاہد ہو جائیگا اور اسی طرح اگر کسی شخص نے
مشہود علیہ کے کلام کو مخفی ہو کر سماعت کیا ہو تب بھی شاہد ہو جائیگا اسلئے کہ
جملہ صور تو نمین شاہد کیلئے علم مشہود بہ کا حاصل ہونا مفروض ہی جو شہادت کے
ادا کرنے اور اُسکے مقبول ہونے مین معتبر ہی چوتھا مسئلہ کسی شخص کو اداے شہادت
مین بدون سوال تبرع کرنا اُسکے متہم ہونے کا سبب ہوتا ہی جو قبول شہادت کا
مانع ہوتا ہی لیکن حقوق اللہ یا مصالح عامہ کیلئے اداے شہادت مین تبرع کرنا
(جیسے شرب خمر و زنا وغیرہ ۱۲ — جیسے قناطیر و مدارس وغیرہ ۱۲)
قبول شہادت کا مانع نہین ہوتا اسلئے کہ اُنکے لئے کوئی مدعی نہین ہی اور اسمین
تردد ہی پانچوان مسئلہ جبکہ کوئی شخص مشہور بہ فسق ہو اور شہادت کے مقبول ہونیکی
غرض سے توبہ کرے تو اُسکی شہادت کا مقبول ہونا بے وجہ نہین ہی تا وقتیکہ صلاح
اُسکا استمرار ثابت نہو اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ حاکم کو شخص مذکور کا قبول شہادت
کیلئے توبہ پر مامور کرنا اور بعد توبہ اُسکی شہادت کا قبول کرنا جائز ہو مثلاً حاکم کہی تب اقبل
شہادتک (تو توبہ کرلے تاکہ تیری شہادت کو قبول کرون) چھٹا مسئلہ جبکہ شہود مین
حکم حاکم کے بعد ایسے امر کا موجود ہونا معلوم ہو جو مانع قبول ہی پس اگر حکم حاکم کے اُس امر کا حدوث
ہوا ہی تو حکم سابق مین کوئی قباحت لازم نہ آئیگی اور اگر اقامت شہادت سے قبل
اُس امر کا موجود ہونا معلوم ہوا اور حاکم پر وقت حکم مخفی ہو گیا ہو تو حکم سابق کا منقوض
ہوگا وصف ششم اُسکا طاہر المولد ہونا پس ولد الزنا کی شہادت مطلقاً مقبول

ہوگی اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ مال قلیل مین اُسکی شہادت مقبول ہوگی کیونکہ
تمسک بصلاح ہو اور اس قول کا مستند روایت نادرہ ہی اور اگر کوئی شخص
مجہول الحال ہو تو اُسکی شہادت مقبول ہوگی اگرچہ بعض مردم اُسکو ولد الزنا کہتے
ہون امر دوم اُن امور کے بیان مین جسکی وجہ سے انسان کو شاہد ہونیکی لیاقت
حاصل ہوتی ہی اور اُسکا ضابطہ حصول یقین ہی اسلئے کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہی
ولا تقف ما لیس لک بہ علم اور حضرت رسول خدا نے حال شہادت سے سوال
کرنیکے جواب مین ارشاد فرمایا ہی ہل تری الشمس علی مثلہا فاشہد او دع اور مستند
شہادت کی تین قسمین ہین قسم اوّل مشاہدہ ہی پس جو امور کہ محتاج مشاہدہ ہین
وہ افعال ہین اسلئے کہ آلہ سماع اُنکا ادراک نہین کرسکتا جیسے غصب ۔ سرقہ ۔
قتل ۔ رضاع ۔ ولادت ۔ زنا ۔ لواط پس امور مذکورہ مین سے کسی شی کا کوئی
شخص اُسوقت شاہد نہوگا جبتک کہ اُسکا مشاہدہ نکرے اور اُسمین شہادت
اصم (بہرہ کی گواہی) بھی مقبول ہی اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ اُسکے
قول اوّل کا اخذ کرنا معین ہوگا اور قول دوم کا اخذ نا صحیح نہوگا اور یہ روایت نادر ہی
قسم دوم سماع ہی پس جن امور مین کہ سماع کافی ہی وہ نسب اور موت اور ملک
مطلق ہی اسلئے کہ امور مذکورہ پر غالبًا بواسطہ مشاہدہ مطلع ہونا متعذر ہی اور
امور مذکورہ مین سے ہر ایک کے متحقق ہونیکے دو طریقے ہین اوّل خبر متواتر
جس سے اُس جماعت کثیرہ کا خبر دینا مراد ہی جن کی خبر مفید قطع و یقین ہو اور اُنکو
قید موافقت نے فراہم نکیا ہو دوم خبر مستفیض جس سے اُس جماعت کا خبر
دینا مراد ہی جن کی خبر ایسے ظن کا افادہ کرے جو متاخم (قریب) بعلم ہو اور اسمین یہ

نزدیک تردد ہی اسلئے کہ تحمل شہادت مین یقین کا اعتبار ہی اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اگر دو یا ایک عادل کسی شخص کے سامنے شہادت دین تو سامع مذکور اُس شہادت کا متحمل اور شاہد اصل ہو جائیگا اور اُنکی شہادت کا شاہد نہوگا اسلئے کہ استفاضہ کا ثمرہ حصول ظن ہی جو قول عدلین مین بھی موجود ہی اور یہ قول ضعیف ہی اسلئے کہ ایک شاہد کے قول سے بھی ظن حاصل ہوتا ہی پس قول مذکور کی بنا پر سامع کا خبر واحد کی وجہ سے بھی متحمل شہادت اور شاہد اصل ہونا لازم آتا ہی حالانکہ اسکا کوئی قائل نہین ہی فرع اگر کوئی شخص کسی شخص کبیر کی بنوت کا دعوی کرے مثلاً کہے ھذا ابنی (یہ شخص میرا بیٹا ہی) اور کبیر مذکور سکوت کرے یا کسی شخص مسن کی ابوت کا دعوی کرے مثلاً کہے ھذا ابی (یہ شخص میرا باپ ہی) اور مسن مذکور سکوت کرے اور مدعی مذکور سے اس کلام کو زید نے سماعت کیا ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہی کہ زید متحمل شہادت ہوگا اسلئے کہ مدعی علیہ کا معرض بیان مین سکوت کرنا قول مدعی کے ساتھ بحسب عرف راضی ہونے پر دلالت کرتا ہی اور یہ قول بعید ہی اسلئے کہ سکوت عام ہی اور اُسمین غیر رضا کا بھی احتمال ہی اور شہادت باستفاضہ کے قائل ہونے پر جو امور متفرع ہوتے ہین اُنمین سے دو امرون کا ذکر کیا جاتا ہی اوّل جو شخص کہ بوجہ استفاضہ شہادت دیتا ہی وہ سبب کی شہادت نہین دیتا ہی جیسے بیع ہبہ استغنام اسلئے کہ استفاضہ سے اسباب مذکورہ کا ثبوت نہین ہوتا پس شاہد کو ملک کا اُنکی طرف منسوب کرنا صحیح ہوگا اسلئے کہ ملک کا اُس شہادت کے ساتھ ثابت کرنا مفروض ہی جو استفاضہ کی طرف مستند ہی الا نسبت مذکورہ مین اُسکا کاذب ہونا لازم آئیگا لکن اگر ملک کو میراث

کی طرف منسوب کرے تو صحیح ہوگا اسلئے کہ میراث ایسا سبب ہی جو بعد موت ثابت ہوتا ہی اور موت کا استفاضہ سے ثابت ہونا ممکن ہی اور دونون صورتون مین فرق کرنا خالی از تکلف نہین ہی اسلئے کہ جب ملک کی بوجہ استفاضہ ثابت ہونیکو صحیح فرض کرلیا تو اُسکے ساتھ بیع یا ہبہ وغیرہ کا منضم کر دینا قبول شہادت مین قادح نہوگا کیونکہ صورت مذکورہ مین اُس امر استفاضہ کا متحقق ہونا مفروض ہی جو شہادت کے جائز ہونیکو مقتضی ہی دوم جبکہ کوئی شاہد کسی ملک کی بوجہ استفاضہ شہادت دیوے تو آیا اُسکو مشاہدہ قبضہ و تصرف کی بھی حاجت ہوگی یا نہین اسمین اشکال ہے لکن اُسکا مشاہدہ ید و تصرف کی طرف محتاج نہونا بے وجہ نہین ہی کیونکہ استفاضہ سے ملک مطلق ثابت ہوتی ہی لہذا اُسکے ساتھ کسی دوسرے امر کے منضم کرنے کی حاجت نہوگی لکن اگر ایک شاہد کا مستند قبضہ ہو اور دوسرے شاہد کا مستند سماع مستفیض ہو تو قبضہ کا ترجیح دینا بے وجہ نہوگا اسلئے کہ سماع مستفیض مین خصوص مطلق کا مضاف ہونا بھی محتمل ہی جو ملک اور غیر ملک دونون کو محتمل ہی اور خصوص ملک پر دلالت نہین کرتا ہی پس سماع محتمل کی وجہ سے مقتضائے قبضہ کا (جو خصوص ملک پر دلالت کرتا ہی) ترک کرنا صحیح نہوگا اور اس مقام پر تین مسئلے قابل ذکر ہین پہلا مسئلہ کسی شخص کا کسی مکان مین بنا اور ہدم اور اجارہ کے ساتھ بدون منازع تصرف کرنا بلا شبہہ اُسکی ملک مطلق پر دلالت کرتا ہے اسلئے اگر کوئی شخص کسی مکان پر قابض ہو تو اُسکے لیے قبضہ کی شہادت کے جائز ہونے مین کوئی شبہہ نہین ہی اور آیا قابض مذکور کیلئے ملک مطلق کے شہادت بھی صحیح ہوگی یا نہین پس بعض علمانے فرمایا ہی کہ صحیح ہوگی اور یہی مروی بھی ہی اور اسمین اشکال ہے

اسلئے کہ اگر قبضہ سے ملک مطلق ثابت ہوتی تو اُس شخص کا دعوی مسموع نہوتا جو بیان کرے
کہ فلان مکان جو فلان شخص کے قبضہ مین ہے میرا مملوک ہے جسطرح کہ اوس شخص کا دعوی مسموع
نہین ہوتا جو بیان کرے کہ فلان شخص کی ملک میرا مال ہے دوسرا مسئلہ وقف اور نکاح
بوجہ استفاضہ ثابت ہوتا ہے پس اگر استفاضہ مین حصول علم کا اعتبار کیا جاے جسکے
ہم قائل ہوے ہین تو اُسمین کوئی شک نہین ہے اور اگر اُس استفاضہ کا اعتبار کیا جاے
جو ظن غالب کو مفید ہوتا ہو تو ثبوت وقف و نکاح مین وہ بھی کافی ہوگا پس ثبوت
وقف مین اسلئے کافی ہوگا کہ وہ وقف دوام و تابید کیلیئے ہوتا ہے پس اگر اُسمین سماع
مذکورہ مسموع نہو تو امتداد زمانہ اور فناء شہود کی صورت مین وقوف کا باطل ہونا لازم
آئیگا اور ثبوت نکاح مین اسلئے کافی ہوگا کہ ہم حضرت خدیجہ کے زوجہ نبی ہونے کا
حکم کرتے ہین جسطرح کہ انکے مادر فاطمہ ہونیکا حکم کرتے ہین اور اگر ثبوت زوجیت مین
تحقق تواتر کے قائل ہون تو ہم کہ سکتے ہین کہ تواتر کا دعوی اُسوقت تک تمام ہوگا
جبتک کہ سماع کا مستند امر محسوس نہو اور اسمین شک نہین کہ مخبرین نے عقد
کے مشاہدہ کرنے اور نبی کے اقرار کی خبر نہین دی بلکہ طبقات متاخرہ کی نقل
اُس استفاضہ کی طرف مستند ہے جو طبقہ اولیٰ کا مستند تھا اور شاید کہ یہی اشبہ بصواب ہے
تیسرا مسئلہ اخرس کا متحمل شہادت ہونا اور اُسکا ادا کرنا صحیح ہے اور حاکم کو اسی حکم مین
اوس مطلب کا سمجھنا لازم ہوگا جسکی نسبت اُسکو اشارہ اخرس کے مدلول ہونیکا علم حاصل ہو جائے
اور اگر حاکم کو اُسکے اشارہ کا مدلول معلوم نہو تو اسکو ایسے شخص کے ترجمہ پر اعتماد کرنا متعین
ہوگا جو اُسکے اشارہ کی معرفت رکھتا ہو ہان حاکم کو ایک مترجم پر اعتماد کرنا صحیح نہوگا
بلکہ دو مترجمون کی حاجت ہوگی اسلئے کہ ترجمہ منجملہ شہادت ہے جسمین تعدد کا اعتبار ہے

وکذا یکون شاہدین ... الاحتیاج علی ... لایکون شہادۃ ... احد ... انتہاء الترجمان فی الاشارات ما یفتقر الی السماع والمشاہدۃ کالنکاح والبیع والشراء والصلح والاجارۃ فان حاسۃ السمع تکفی فی فہم اللفظ ویحتاج الی البصر لمعرفۃ اللافظ لا لبس فی شہادۃ

اور دونون مترجم اُسکی شہادت کے شاہد ہونگے بلکہ حکم حاکم کا مستند شہادت اخرس قرار پائیگا جو شہادت اصل ہی اور اُسکا مستند شہادت مترجمین قرار نہ پائیگی جو شہادت فرع ہی قسم سوم وہ امور ہین جن کو سماع و مشاہدہ دونون کی حاجت ہوتی ہی جیسے نکاح بیع و شرا و صلح و اجارہ۔ اسلیئے کہ فہم لفظ مین حاسۂ سمع کافی ہی اور معرفت لافظین مین حاسۂ بصر کی حاجت ہوتی ہی اور اُس شخص کی شہادت کے قبول ہونے مین کوئی شبہ نہین ہوسکتا جسکے لیے دونون حاسے (سمع و بصر) مجتمع ہون لیکن اعمی پس وقوع عقد مین اُسکی شہادت تو قطعاً مقبول ہوگی کیونکہ اُسکے لئے اسماع کا متحقق ہونا مفروض ہی جو فہم عقد مین کافی ہی اور اگر شہادت اعمی کے ساتھ یہ بات بھی منضم ہوجائین جنہون نے اُس (اعمی) کے سامنے عاقد (صیغہ کے ساتھ تلفظ کرنے والا) کی تعریف کی ہو تو اعمی کو انکی تعریف کی طرف استناد کرکے عاقد پر شہادت دینا بھی جائز ہوگا جسطرح کہ شخص بصیر (بینا) کبھی تعریف غیر پر اعتماد کرکے شہادت دیتا ہی اور اگر وہ معرفت اُسکے لئے بہم نہ پہنچین اور اُسکو صوت عاقد کی معرفت اسطرح حاصل ہو کہ اشتباہ برطرف ہوجاسے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ صورت مذکورہ مین اُسکی شہادت مقبول نہوگی اسلیئے کہ اصوات متماثل ہوتے ہین لیکن اُسکا مقبول ہونا بے وجہ نہین ہی اسلیئے کہ احتمال خلاف بوجہ یقین مندفع ہوجاتا ہی کیونکہ حصول یقین ہی کے وقت پر ہم کام کرتے ہین پس اعمی کا متحمل شہادت ہونا اور اپنے علم کے موافق اُسکا ادا کرنا صحیح ہی اور اسی طرح اُسکو اُن امور مین استفاضہ کے موافق بھی شہادت کا ادا کرنا صحیح ہی جن مین کہ بوجہ استفاضہ شہادت دینا جائز ہی جیسے نکاح وقف اور اگر کوئی شخص حالت بصارت (بینائی) مین کسی شہادت کا تحمل کرے بعد ازان اعمی (نابینا) ہوجائے پس اگر اُسکو مشہود علیہ

من یجتمع لہ الحاستان اما الاعمی فتقبل شہادتہ فی العقود قطعا لتحقق الاسماع فانہ یکفی فی فہمہا وان انضم الی شہادتہ معرفۃ ... جاز لہ الشہادۃ علی العاقد مستندا الی تعریفہما ... ولو لم یحصل ذلک وعرفہ ... قال الشیخ ... لان الاصوات تتماثل والوجہ انہا تقبل لان الاحتمال یندفع بالیقین

عمی فان ... مبصر ... شہادۃ وہو ... ولو تحمل بالاستفاضۃ فیما یثبت بالاستفاضۃ علمہ ... شہادۃ ... والحمل ...

کا نسب معلوم ہو تو مشہود علیہ پر اُسکو شہادت کا قائم کرنا جائز ہوگا اور اسی طرح اگر عین شخص پر شہادت دے اور اُسکی آواز کو یقیناً جانتا ہو تب بھی جائز ہوگا لکن اعمی کی شہادت اُس شخص پر قطعاً نافذ ہوگی جسپر کہ اُسنے اپنے ہاتھ سے قبضہ کیا ہو اور اسی طرح اعمی سے شہادت ترجمہ بھی مقبول ہوگی مثلاً حاکم کے پاس ایسا شخص حاضر ہو جسکی زبان پر وہ مطلع نہو اور اعمی اُسکے عبارت کا حاکم کیلئے ترجمہ کردے تو یہ شہادت مقبول ہوگی اسلئے کہ مشہود علیہ کو حاکم جانتا ہے اور اُسکی عبارت کا ترجمہ وجود بصارت پر موقوف نہیں ہے

امر سوم اقسام حقوق کے بیان مین جملہ حقوق دو قسمونکی طرف راجع ہوتی ہین پہلی قسم حق اللہ ہے اور اُسکی کئی صنفین ہین صنفِ اوّل وہ حقوق ہین جو فقط چار مردون کی شہادت سے ثابت ہوتے ہین جیسے زنا - لواط (اغلام) سحق - (عورت کا عورت کے ساتھ جفت ہونا) اور اتیان بہائم (چوپاؤن کے ساتھ مرتکب ہونا) مین دو قول ہین لکن اُسکا دو شاہد کے قول سے ثابت ہونا اصحّ قولین ہے اور خصوص زنا کے ثبوت مین تین مرد اور دو عورتین یا دو مرد اور چار عورتین بھی کافی ہین لکن خصوص اخیر (دو مردون اور چار عورتون کی شہادت) سے رجم (سنگسار کرنا) کا ثبوت نہین ہو سکتا البتہ اُس (اخیر) سے حدِ زنا کا ثبوت ہو سکتا ہے اور امور مذکورہ کے سوا کسی امر سے زنا ثابت نہین ہوتا صنف دوم وہ حقوق ہین جن کے ثبوت مین قول شاہدین کافی ہے اور اُن سے وہ جنایات مراد ہین جو ثلثہ مذکورہ (زنا - لواط - سحق) کے سوا ہین اور موجب حد ہوتے ہین جیسے سرقہ - شرب خمر - ردّہ (بعد اسلام کافر ہو جانا) وغیرہ اور حقوق الٰہیہ مین سے کسی حق کے ثبوت مین ایک شاہد اور دو عورتین یا ایک شاہد اور قسم یا تنہا عورتون کی شہادت اگرچہ کتنی ہون کافی نہین ہے دوسری قسم حق الناس ہے اور اُسکی تین صنفین ہین صنف اول وہ حقوق

ما لا یثبت الا بشاهدین وهو الطلاق والخلع والوکالة والوصیة الیه والنسب ورؤیة الاهلة وفی العتق والنکاح والقصاص تردد اظهره ثبوتها بالشاهد والامرأتین وما یثبت بشاهدین وبشاهد وامرأتین وبشاهد ویمین وهو الدیون والاموال

مین جنکے ثبوت مین شاہدین کی شہادت کافی ہی اور عورتون کی شہادت مطلقاً کافی نہین ہی اور اُن سے طلاق اور خلع اور وکالت اور وصایت (وصی ہونا) اور نسب اور رویت ہلال مراد ہین اور عتق اور قصاص اور نکاح کے بارہ مین تردد ہی لکن اُنکے ثبوت مین ایک شاہد اور دو عورتون پر اکتفا کرنا اظہر ہی صنف دوم وہ حقوق ہین جو دو شاہدون یا ایک شاہد اور دو عورتون یا ایک شاہد اور قسم کے ساتھ ثابت ہوتے ہین اور اُن سے دیون و اموال مراد ہین جیسے قرض - قراض - غصب اور عقود معاوضات جیسے بیع - صرف - سلم - صلح - اجارہ - مساقات - رہن - اُسکے لئے وصیت - وہ جنایتین کہ جنکا موجب دیت ہو جیسے قتل خطا یا شبہ عمد وغیرہ وغیرہ اور وقف مین تردد ہی لکن اُسکا ایک شاہد اور دو عورتون یا ایک شاہد اور قسم کے ساتھ ثابت ہونا اظہر ہی صنف سوم وہ امور ہین جو رجال اور نساء خواہ تنہا شہادت دین یا رجال کے ساتھ دونون سے ثابت ہوتے ہین اور اُنسے وہ امور مراد ہین جن پر رجال کیلئے مطلع ہونا غالباً عسیر ہوتا ہی جیسے ولادت - استہلال (مولود کا وقت ولادت گریہ کرنا) عورتونکے عیوب باطنہ جیسے حیض - رتق - قرن وغیرہ اور آیا رضاع مین تنہا عورتونکی شہادت کا قبول کرنا صحیح ہوگا یا نہین اسمین بین العلما اختلاف ہی لکن جواز قبول اقرب ہی اور دیون و اموال مین ایک مرد کے ساتھ دو عورتونکی شہادت کا قبول کرنا بھی جائز ہی اور اسی طرح اموال و دیون کے ثبوت مین دو عورتون کی شہادت اور قسم مدعی بھی کافی ہی اور اموال و دیونکے ثبوت مین تنہا عورتون کی شہادت مقبول نہوگی اگرچہ کثیر ہون اور میراث مستہل (وہ مولود جو وقت ولادت گریہ کرے) کے ربع مین ایک عورت کی شہادت مقبول ہوگی اور اسی طرح ربع وصیت مین بھی ایک عورت کی

یہ عبارت اصل کتاب کی بعض نسخون مین متروک ہی اور ظاہر یہی ہی کہ صحیح ہی اسلئے کہ یہاں اس عبارت کو عنوان سابق کے ساتھ کوئی مناسبت نہین ہی ۱۲

کالقرض والغصب والقراض وعقود المعاوضات کالبیع والصرف والسلم والصلح والاجارات والمساقاة والرهن والوصیة له والجنایة الموجبة للدیة وفی الوقف تردد اظهره ثبوته بشاهد وامرأتین وبشاهد ویمین وما یثبت بالرجال والنساء منفردات ومنضمات وهو الولادة والاستهلال وعیوب النساء الباطنة وفی الرضاع تردد والقبول اشبه ... وتقبل شهادة النساء ... فی الدیون والاموال ... ولا تقبل شهادة النساء منفردات فی الاموال ولو کثرن وتقبل شهادة المرأة الواحدة فی ربع میراث المستهل وفی ربع الوصیة

شہادت مقبول ہوگی اور جس مقام پر کہ تنہا عورتون کی شہادت مقبول ہوتی ہی وہان انکا
چار عدد سے کم ہونا کافی نہین ہی اور اس مقام پر کئی مسئلے قابل ذکر ہین پہلا مسئلہ
طلاق کے سوا کسی عقد کی صحت مین شہادت کا متحقق ہونا شرط نہین ہی البتہ نکاح اور
رجعت مین اُسکا اعتبار کرنا مستحب ہی اور اسی طرح بیع مین بھی مستحب ہی دوسرا مسئلہ
حکم حاکم تابع شہادت ہوتا ہی پس اگر اُس شہادت کا مطابق واقع ہونا معلوم ہوجاے
تو اُسکا حکم باطناً اور ظاہراً نافذ ہوگا اور اگر شہادت کا مطابق واقع ہونا معلوم نہو تو
اُسکا حکم ظاہراً نافذ ہوگا پس ہمارے نزدیک حکم حاکم فقط ظاہراً نافذ ہوتا ہی اور باطناً
نافذ نہین ہوتا اور حکم حاکم کی وجہ سے مشہود لہ (مدعی) کیلئے مال مشہود علیہ (مدعی علیہ)
مباح نہوگا تا وقتیکہ اُسکو شہادت کا صحیح ہونا معلوم یا اُسکا حال اُسپر مجہول نہو تیسرا مسئلہ
جبکہ کوئی شخص کسی ایسے شخص کو شاہد ہونیکے لئے طلب کرے جسمین تحمل شہادت کی اہلیت
حاصل ہو تو اُسپر اجابت کرنا واجب ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ واجب نہوگا
اور قول اول مروی ہی اور تحمل شہادت کا وجوب کفائی ہی اور اُسوقت تک متعین نہوگا
جبتک کہ تحمل شہادت کے کوئی دوسرا شخص موجود ہو ورنہ متعین ہوگا اور اداء شہادت
کے واجب کفائی ہونے مین اختلاف نہین ہی پس اگر اداء شہادت کیلئے کوئی دوسرا
شاہد موجود ہو تو اُس سے وجوب ساقط ہوجائیگا اور اگر ہر ایک شخص اُسکے ادا کرنے
سے امتناع کریگا تو ہر ایک کو مذمت عقلاً اور عقاب الٰہی کا استحقاق حاصل ہوگا اور
اگر دو شخصون کے سوا کوئی شاہد موجود نہو تو اُن دونون پر شہادت کا ادا کرنا متعین
ہوگا اور اُن کو اداء شہادت سے تخلف کرنا جائز نہوگا البتہ اگر اداء شہادت مین اُن
دونونکی طرف ایسا ضرر عائد ہو جسکے کہ وہ مستحق نہین ہین تو اُسکا وجوب ساقط ہوگا

اور اگر ایسا ضرر عائد ہو جیسکے کہ وہ مستحق ہین جیسے اُن دونون کا حق مشہود علیہ کے سا‌تھ مشغول الذمہ ہونا اور اُسکے مطالبہ کا بر تقدیر شہادت اُنسے متعلق ہونا تو وجوب ساقط نہوگا ۔ (ہر چہارم شہادت علی الشہادت ایک شہادت کیلئے دوسری شہادت کا مستند ہونا) کے بیان مین پس حقوق ناس مین شہادت مذکور مقبول ہوتی ہے خواہ وہ حقوق عقوبت ہون جیسے قصاص یا غیر عقوبت ہون جیسے طلاق نسب عتق یا از قبیل مال ہون جیسے قرض ۔ عقود معاوضات ۔ یا ایسے امور ہون جن پر رجال کیلئے غالبًا اطلاع نہین ہوتی جیسے عیوب نساء[۱۲ سترکرت] ۔ ولادت ۔ استہلال ۔ اور حدود مین شہادت مذکورہ مقبول نہین ہوتی خواہ وہ حدود محض حقوق اللہ ہون جیسے حد زنا ولواطت و سحق یا حقوق اللہ اور حقوق الناس مین مشترک ہون جیسے حد سرقہ و قذف اور ان دونون مین اصلا اختلاف ہے اور شہادت فرع مین دو شخصون کا ایک شاہد پر شاہد ہونا ضرور ہوگا اسلئے کہ اصل شہادت کا ثابت کرنا مقصود ہے جو شہادت واحد سے ثابت نہین ہو سکتی کیونکہ ہر شہادت مین دو شاہدونکی حاجت ہوتی ہے پس اگر ہر ایک شاہد پر دو شخص شہادت دین تو صحیح ہوگا اور اسی طرح اگر اصل کے دونون شاہدون مین سے ہر ایک کی شہادت پر دو شخص شہادت دین تب بھی صحیح ہوگا اور اسی طرح اگر مدعی کیلئے ایک شاہد اصل زید شہادت دے بعد ازان دوسرے شاہد اصل عمرو پر وہ زید کسی تیسرے شاہد بکر کے ساتھ شہادت دے تب بھی صحیح ہوگا اسلئے کہ ایک ہی شخص کے شاہد اصل اور شاہد فرع ہونے مین کوئی منافات نہین ہے اور اسی طرح اگر دو شخص کسی جماعت پر شہادت دین تو جماعت مذکورہ مین سے ہر ایک پر اُن دونون کا شہادت دینا کافی ہوگا اور اسی طرح اگر مدعی کیلئے ایک شاہد

ان تکون شہادۃ محض شخص لبیان الشہادۃ علی الشہادۃ حاضر او غائب فصل ... ثم قبولہا فی حقوق الناس سواء کانت عقوبۃ کالقصاص او غیرہا کالطلاق والنسب والعتق او دیات کالقرض وعقود المعاوضات او ما لا یطلع علیہ الرجال غالبا کالعیوب والولادۃ والاستہلال ولا تقبل فی الحدود سواء کانت للہ محضا کحد الزنا واللواطۃ والسحق او مشترکۃ کحد السرقۃ والقذف بلا خلاف فیہا ولا بد ان یشہد اثنان علی شہادۃ کل اصل لان المراد اثبات شہادۃ الاصل وہو لا یتحقق بشہادۃ الواحد فلو شہد علی کل واحد اثنان صح وکذا لو شہد اثنان علی شہادۃ کل واحد من شاہدی الاصل وکذا لو شہد شاہد اصل وہو مع آخر علی شہادۃ اصل آخر وکذا لو شہد اثنان علی جماعۃ کفت شہادتہما لکل واحد وکذا لو کان منہم من شاہد الاصل شاہدا

اور دو عورتین شاہد اصل ہون اور دو شخص اُنکی شہادت پر شہادت دین یا کسی ایسے
واقعہ مین تنہا عورتین شاہد ہون جہان پر تنہا عورتونکی شہادت مقبول ہوتی ہی جیسے
حیض - استہلال وغیرہ اور دو شخص اُنکی شہادت پر شہادت دین تب بھی کافی ہوگا
اور تحمل شہادت کیلئے مراتب مختلفہ معین ہین اپنی شہادت کے مرتبہ اولی استرعا محفوظ
رکھنی کی درخواست کرنا ہی جسمین شاہد فرع سے شاہد اصل اپنی شہادت کی رعایت
حفاظت کرنیکا التماس کرتا ہی اور تحمل شہادت کا اعلی مرتبہ یہی ہی اور اُسکی صورت یہ ہی
کہ شاہد اصل کہے اشہد علی شہادتی انی اشہد علی فلان بن فلان لفلان بن
فلان بکذا (تو میری شہادت کا شاہد رہ کہ مین فلان بن فلان پر فلان بن فلان
کیلئے فلان حق کے شہادت دیتا ہون) مرتبہ ثانیہ جو استرعا کی بہ نسبت ادنی ہی
یہ ہی کہ شاہد اصل کسی حاکم کے پاس شہادت دے اور شاہد فرع اُسکی سماعت کرے
اسلئے کہ صورت مذکورہ مین شاہد اصل نے حاکم کے پاس اپنے شہادت دینیکی بلا شبہ
تصریح کی ہی اگرچہ اُسنے شاہد فرع سے تحمل شہادت کا التماس نہین کیا ہی مرتبہ ثالثہ یہ
ہی کہ شاہد اصل نے سبب حق کو بیان کیا ہو اور شاہد فرع نے اُسکی سماعت کی ہو اگرچہ
اُسکو کسی حاکم کے سامنے بیان کرے اور شاہد فرع سے اُسکی رعایت کا التماس نکیا ہو مثلا
شاہد اصل کہے انا اشہد لفلان بن فلان علی فلان بن فلان بکذا من ثوب او
عقار (مین فلان شخص کیلئے فلان شخص پر اُس حق کی شہادت دیتا ہون جو کپڑے
یا زمین کی قیمت ہی) اسلئے کہ یہ بھی صورت جزم و یقین ہی کیونکہ سبب کے ذکر کرنے سے
احتمال خلاف برطرف ہو جاتا ہی اور اس صورت کے مقبول ہونے مین تردد ہی اسلئے کہ کلام مذکور
کا غیر حاکم کے سامنے بیان کرنا مفروض ہی جسمین مسامحہ کرنے کی عادت جاری ہے

لکن اگر سبب حق کا ذکر نکرے بلکہ محض شہادت پر اقتصار کرے مثلاً کہے انا اشہد لفلان علی فلان بکذا (مین فلان شخص کیلئے فلان شخص پر فلان حق کی شہادت دیتا ہون) اور شاہد فرع اُسکے سماعت کرے تو متحمل شہادت نہوگا اسلئے کہ اُسکے امثال مین مسامحہ کرنے پر عادت جاری ہی اور صورت مذکورہ (سبب کا مذکور نہونا) اور صورت سابقہ (سبب کا مذکور ہونا) مین فرق کرنا خالی از اشکال نہین ہی پس صورت استرعا مین اداء شہادت کا طریقہ یہ ہی کہ شاہد فرع کہے اشہد فی فلان علی شہادتہٖ (مجکو فلان شاہد نے اپنی شہادت پر شاہد کیا ہی) اور صورت سماع عند الحاکم مین اداء شہادت کا طریقہ یہ ہی کہ شاہد فرع کہے اشہد ان فلانا شہد عند الحاکم بکذا (مین شہادت دیتا ہون کہ فلان شخص نے حاکم کے سامنے فلان حق کی شہادت دی ہی) اور غیر حاکم کے پاس سماعت کرنیکی صورت مین اداء شہادت کا طریقہ یہ ہی کہ شاہد فرع کہے اشہد ان فلانا شہد علی فلان لفلان بکذا بسبب کذا (مین شہادت دیتا ہون کہ فلان شاہد نے فلان شخص پر فلان شخص کیلئے فلان حق کی فلان سبب کی وجہ سے شہادت دی ہی) اور شہادت فرع اُس وقت مقبول ہوگی جبکہ شاہد اصل کا حاضر ہونا متعذر ہو اور تحقق عذر مین مرض وغیرہ کا لاحق ہوجانا کافی ہی اور اسی طرح غیبت کی وجہ سے بھی عذر متحقق ہوتا ہی اور غیبت کیلئے کوئی مقدار معین نہین ہی اور ضابطہ عذر یہ ہی کہ شاہد اصل کیلئے حاضر ہونے مین ایسی مشقت ہو جسکی وجہ سے اقامت شہادت کا وجوب ساقط ہوجاے اور اگر شاہد فرع شہادت دے اور شاہد اصل انکار کرے تو اُن دونو مین سے اُس شخص کی شہادت پر عمل کرنا مروی ہوا ہی جو اعدل ہو یعنے جسکی عدالت زائد ہو اور اگر صفت عدالت مین وہ دونون مساوی ہون تو شہادت فرع کا طرح کرنا معین ہوگا

اور اسمین اشکال ہے اسلئے کہ شاہد فرع کی شہادت مقبول ہونے مین شاہد اصل کا حاضر نہونا شرط ہے پس حضور اصل کی صورت مین شاہد فرع کا اعتبار مطلقاً ساقط ہونا چاہیئے خواہ اعدل ہو یا مساوی لکن شاہد فرع کی شہادت پر اُس صورت مین عمل کرنا ممکن ہے جبکہ شاہد اصل نے شاہد فرع کی تکذیب نکی ہو بلکہ اپنے علم کی نفی کی ہو مثلاً کہے لا اعلم (مین نہین جانتا ہون) اسلئے کہ اس صورت مین شاہد اصل کی فراموش کر دینے اور شاہد فرع کے محفوظ رکھنے کا بھی احتمال ہے اور اگر شہود فرع نے شہادت دی ہو بعد ازان شاہد اصل بھی حاضر ہو جاوے پس اگر حکم حاکم کے بعد حاضر ہو تو اُسکے حکم مین قادح نہوگا خواہ وہ دونون موافق ہون یا مخالف ہون اور اگر حکم حاکم کے قبل حاضر ہو تو شاہد فرع کا اعتبار ساقط ہو جائیگا اور شاہد اصل کے قول کے موافق حکم کرنا متعین ہوگا اور اگر شہود اصل کا حال اُنکے فاسق یا کافر ہو جانیکی وجہ سے متغیر ہو جائے تو شہود فرع کی موافق حکم کرنا بھی صحیح نہوگا اسلئے کہ شہادت فرع کا حکم شہادت اصل کی طرف مستند تھا لہذا ابطال اصل کی وجہ سے فرع بھی باطل ہوگی اور جس مقام پر تنہا عورتون کی شہادت مقبول ہے جیسے عورتونکے عیوب باطنہ۔ استہلال طفل۔ وصیت۔ آیا ونپر عورتونکی شہادت فرع بھی مقبول ہوگی یا نہین اسمین تردد ہے لکن اُسکا مقبول نہونا اشبہ ہے فائدہ شہود فرع پر شہود اصل کی نام ونسب اور اُنکی عدالت کا معلوم کرنا لازم ہے پس اگر شہود فرع نے شہود اصل کے نام ونسب کو بیان کیا اور اُنکی تعدیل کی تو اُنکی شہادت مقبول ہوگی اور اگر شہود فرع نے اُنکے نام ونسب کو بیان کیا اور اُنکی تعدیل نکی تو حاکم کو اُنکی شہادت کا سماعت لازم ہوگا بعد ازان اُسکو شہود اصل کے احوال سے بحث وفحص کرنا ضرور ہوگا پس اگر حاکم کے نزدیک اُنکا شرائط قبول کے ساتھ متصف ہونا ثابت ہو جاوے تو اُنکے موافق حکم کریگا اور اگر حاکم کے نزدیک اُسکا خلاف امور مذکورہ سابقہ ضعیف ہونا ثابت ہو جاوے تو اُنکی شہادت کو طرح کریگا

حاضر ہو کر شہادت دین لیکن اگر شہود فرع نے اونکی تعدیل کی اور اون کی نام و نسب کو بیان نکیا تو اونکی شہادت مقبول ہوگی اور اگر کوئی شخص اپنے لواطہ کرنے یا اپنی عمّہ یا خالہ کے ساتھ زنا کرنے یا کسی چوپایہ کے ساتھ وطی کرنیکا اقرار کرے تو اوسکا اقرار دو شاہدون کے شہادت سے ثابت ہوگا اور اسمین شہادت علی الشہادۃ (شہادت فرع) مقبول ہوگی اور اُس (شہادت علی الشہادۃ) سے حدّ زنا ثابت نہوگی اور حرمت نکاح کا انتشار ثابت ہوگا اور اُسکی عمّہ یا خالہ مزنیہ کے لڑکیون کے ساتھ اُسکا نکاح حرام ہوجائیگا اور اسی طرح وطی چوپایہ کی تعزیر بھی ثابت نہوگی اور اگر چوپایہ مذکورہ ماکول اللحم ہو تو اُسکے گوشت کا کہانا بھی حرام ہوجائیگا اور اگر وہ چوپایہ غیر ماکول اللحم ہو تو اُسکا کسی دوسرے شہر مین فروخت کر دینا واجب ہوگا اور تنجم لواحق کے بیان مین اور اُنکی دو قسمین ہین پہلی قسم اسمین یعنی واحد پر دونون شاہدون کے متوارد ہونیکا بیان کیا جاتا ہے اور اُسپر کئی مسئلے متفرع ہوتے ہین پہلا مسئلہ دونون شاہدون کا امر واحد پر توارد کرنا اونکی شہادت کے مقبول ہونے مین شرط ہے پس اگر وہ دونون ایک معنی پر متفق ہون تو حاکم کو اون کے موافق حکم کرنا لازم ہوگا اگرچہ وہ دونون باعتبار لفظ مختلف ہون اسلئے کہ اگر احد الشاہدین کہے غصب مالہ (فلان شخص نے زید کا مال غصب کرلیا) اور دوسرا شاہد کہے انتزع المال قہرا (فلان شخص نے زید کا مال زبردستی اخذ کرلیا) تو ان دونون کے قول مین کوئی فرق نہوگا اور اگر وہ دونون باعتبار معنی مختلف ہون مثلاً اُن دونون مین سے ایک شاہد نے بیع کے واقع کرنیکی اور دوسرے شاہد نے بیع کے ساتھ اقرار کرنیکی شہادت دے تو حاکم کو اُنکے موافق حکم کرنا صحیح نہوگا اسلئے کہ وہ دونون (بیع اور اقرار بالبیع) دو امر ہین جو باہم مختلف ہین ہان اگر اُن دونون مین سے ایک شاہد کے ساتھ

كو حلفهم احدهما تثبت الثانية لو شهد احدهما انه سرق نصابا غدوة وشهد الآخر انه سرق عشية لا يحكم بها لانها شهادة على فعلين وكذا لو شهد الآخر انه سرق ذلك بعينه عشية لتحقق التعارض او تغاير الفعلين الثالثة لو قال احدهما سرق دينارا وقال الآخر درهما او قال احدهما سرق ثوبا ابيض وقال الآخر اسود وفي كل واحدة يجوز ان يحكم بها مع احدهما مع يمين المدعي لكن تثبت له الغرم ولا يثبت القطع ولو تعارض في ذلك بينتان على عين واحدة سقط القطع للشبهة

مدعی نے حلف بھی کیا ہو تو مشہود بہ ثابت ہو جائیگا اور حاکم کو اُسکے موافق حکم کرنا صحیح ہوگا
دوسرا مسئلہ اگر ایک شاہد نے زید کا نصاب قطع (جس مقدار کے سرقہ کرنے مین ہاتھ کا قطع کرنا صحیح ہی جسکی مقدار ربع دینار ہی) کو وقت صبح سرقہ کرنا اور دوسرے شاہد نے زید کا نصاب قطع کو وقتِ شام سرقہ کرنا بیان کیا ہو تو اُنکی قول کی بنا پر قطع ید کا حکم کرنا صحیح نہوگا اسلئے کہ اُن دونون نے دو فعلون پر شہادت دی ہی کیونکہ فرض مذکور مین نصاب قطع معین نہین ہی اور ثبوت فعل مین ایک شاہد کا قول کافی نہین ہی اور اسی طرح اگر دوسرے شاہد نے زید کا اُسی نصاب معین کو وقت شام سرقہ کرنا بیان کیا تب بھی اُنکے قول کی بنا پر قطع ید کا حکم کرنا صحیح نہوگا اسلئے کہ اس صورت مین اُن دونونکی شہادتون کا متعارض ہونا لازم آئیگا اگر اون دونون نے اتحاد فعل پر اتفاق کیا ہو ورنہ اگر اتحاد فعل پر اتفاق نکیا ہو تو دونون فعلون کا متغایر ہونا لازم آئیگا **تیسرا مسئلہ** اگر ایک شاہد بیان کرے کہ فلان شخص نے دینار کا سرقہ کیا ہی اور دوسرا شاہد بیان کرے کہ اُسنے درہم کا سرقہ کیا ہی یا ایک شخص شہادت دے کہ اُسنے پارچہ سفید کا سرقہ کیا ہی اور دوسرا شخص شہادت دے کہ اُسنے پارچہ سیاہ کا سرقہ کیا ہی تو حاکم کو ہر ایک شہادت مین قسم مدعی کے ساتھ حکم کرنا صحیح ہوگا لیکن سارق پر تاوان ثابت ہوگا اور قطع ید ثابت نہوگا اسلئے کہ قسم مدعی اور ایک شاہد سے حد سرقہ ثابت نہین ہو سکتی اور فرض مذکور مین عین واحدہ پر دو بینے متعارض ہون مثلاً ایک بینہ نے کسی وقت مین شئی معین کے سرقہ کی شہادت دی ہو اور دوسرے بینہ نے کسی اور وقت مین اُسی شئی کے سرقہ کی شہادت دی ہو اور اُس شئی کا دوسرے وقت تک اپنے مالک کی طرف منتقل ہو کر دوبارہ مسروق ہونا ممکن نہو تو قطع ید کی حد ساقط ہو جائیگی اسلئے کہ صورت

فيتيقن العدم ولو كان تناقض البينتين لا يحمل على ان واحدة تثبت الثوبان والدرهمان الكتاب

مذکورہ مین اختلاف بینتین کی وجہ سے شبہ موجود ہی جو مسقط حد ہی لکن سارق سے تاوان ساقط نہوگا اسلئے کہ اُسکا عین مال کو سرقہ کرنا باتفاق بینتین ثابت ہے اور اگر دو بینون کا عین واحدہ پر متوارد ہونا مفروض نہو جیسے ایک بینہ کا پارچہ سفید پر اور دوسرے بینہ کا پارچہ سیاہ پر شہادت دینا یا ایک بینہ کا ایک درہم پر اور دوسری بینہ کا دوسرے درہم پر شہادت دینا تو سارق پر دو پارچے اور دو درہم ثابت ہونگے بشرطیکہ دونون بینون کا اتحاد فعل پر اتفاق نہو چوتھا مسئلہ اگر ایک شاہد نے زید کا پارچہ معین کو وقت صبح کسی شخص کے ہاتھ ایک دینار کے عوض فروخت کرنا اور دوسرے شاہد نے زید کا اُسی پارچہ کو وقت مذکور مین شخص مذکور کے ہاتھ دو دیناروں کے عوض فروخت کرنا بیان کیا ہو تو مشہود بہ ثابت نہوگا اسلئے کہ دونون شاہدونکی شہادت مین تعارض متحقق ہی کیونکہ وقت واحد مین دو قیمتون کے عوض فروخت کرنا ممکن نہین ہی اور مدعی کو قسم کھانیکے بعد منجملہ اُن دونون کے ایک شاہد کی وجہ سے مطالبہ کرنا جائز ہوگا اور اگر مدعی کیلئے ہر ایک شاہد کے ساتھ کوئی دوسرا شاہد بھی شہادت دے تو اُسکے لئے دو دینار ثابت ہونگے بشرطیکہ اُسنے دو دیناروں کا دعویٰ کیا ہو اور دوسرا بینہ لغو قرار پائیگا اور اگر ایک شاہد نے ہزار درہمون کے ساتھ اقرار کرنیکی اور دوسرے شاہد نے دو ہزار درہمون کے ساتھ اقرار کرنیکی شہادت دی ہو تو حکم مذکور جاری نہوگا بلکہ اس صورت مین ایک الف کا اقرار کرنا دونون شاہدونکی شہادت سے ثابت ہوجائیگا اور دوسرے الف کا اقرار کرنا انضمام قسم کے بعد ثابت ہوگا اور اگر الف اور الفین مین سے ہر ایک پر دو شاہدون نے شہادت دی ہو تو ایک الف کا اقرار اُن سب کی شہادت سے ثابت ہوگا اور دوسرے الف کا اقرار دو شاہدونکے شہادت سے ثابت ہوگا اور اسی طرح اگر ایک شاہد بیان کرے

یعنے چارون کے بیان سے ۱۲

ولو شهد احدهما انه غصب هذا الثوب غدوة بدينار وشهد الآخر انه باعه ذلك الثوب بعينه في ذلك الوقت بدينارين تحقق التعارض ولم يثبت وكان له المطالبة بايهما شاء مع اليمين ولو شهد له مع كل واحد شاهد آخر ثبت له الديناران ولو كان كذلك لو شهد واحد باقرار الف والآخر بالفين فانه يثبت الالف بهما والآخر بانضمام اليمين ولو شهد بكل واحد شاهدان ثبت الالف بشهادة الجميع والآخر بشهادة اثنين وكذا

فلان شخص نے زید کے اُس پارچہ کا سرقہ کیا ہی جسکی قیمت ایک درہم تھی اور دوسرا شاہد بیان کرے کہ اُسنے زید کے اُس پارچہ کا سرقہ کیا ہی جسکی قیمت دو درہم تھی تو ایک درہم اُن دونوں کی شہادت سے ثابت ہوگا اور دوسرے درہم کے ثابت ہونے مین شاہد دوم کے ساتھ قسم مدعی کے انضمام کی بھی حاجت ہوگی اور اگر ہر ایک صورت پر دو شاہد شہادت دین تو ایک درہم اون سبکی شہادت سے اور دوسرا دو شاہدون کی شہادت سے ثابت ہو جائیگا اور اگر ایک شاہد نے زید کے وقت صبح قذف کرنیکی اور دوسرے شاہد نے وقت عشا قذف کرنیکی شہادت دی ہو یا ایک شاہد نے زید کے وقت صبح قتل کرنیکی اور دوسرے نے وقت شام قتل کرنیکی شہادت دی ہو تو انکی شہادت پر حکم کرنا صحیح نہوگا اسلئے کہ اُن دونون نے دو فعلون پر شہادت دی ہی لیکن اگر ایک شاہد نے زبان عربی مین اقرار کرنے کے اور دوسرے شاہد نے زبان فارسی مین اقرار کرنیکی شہادت دی ہو تو اُن دونونکی شہادت مقبول ہوگی اسلئے کہ اُن دونون نے ایک ہی شی سے خبر دی ہی دوسری قسم طواری (عوارض) کے بیان مین اور اوسکی دو مسئلہ ہین پہلا مسئلہ اگر دو شاہدون نے حاکم کے پاس شہادت دی ہو اور قبل حکم اُن دونون نے وفات پائی ہو تو حاکم کو اُنکے موافق حکم کرنا صحیح ہوگا اور اسی طرح اگر اُن دونون نے شہادت دی اور بعد موت اُن کا تزکیہ (تعدیل) کیا گیا ہو تب بھی حاکم کو اُنکے موافق حکم کرنا صحیح ہوگا اسلئے کہ تزکیہ سے اُنکی شہادت سابقہ کا صحیح ہونا منکشف ہوتا ہی

دوسرا مسئلہ اگر شہادت دینے کے بعد اور حکم کرنے کے قبل وہ دونون فاسق ہو جائین تو حاکم کو اُنکے موافق حکم کرنا صحیح ہوگا اسلئے کہ عدالت مشہود کا اقامت شہادت کے وقت متحقق ہونا معتبر ہے جو صورت مذکورہ مین مفروض ہی لیکن اگر مشہود بہ کا محض حق اللہ ہونا فرض کیا جائے جیسے حد زنا - حد لواطہ وغیرہ تو اُنکی شہادت پر حکم کرنا صحیح نہوگا

اسلئے کہ حق اللہ تخفیف پر بنا ہی علاوہ برین شبہہ موجود ہی جو مسقطِ ہوتا ہی اور حد قذف وقصاص مین حکم کا صحیح ہونا خالی از تردد نہین ہی لیکن حکم کا صحیح ہونا اشبہ ہی اسلئے کہ اُس سے حق آدمی بھی متعلق ہی **تیسرا مسئلہ** اگر دو شاہد اُس شخص کیلئے شہادت دین جسکی کہ وہ وارث ہو سکتے ہین بعد ازان وہ (شخص) قبل حکم وفات پاوے اور مشہود بہ اُن دونو کی طرف منتقل ہو جاوے تو اُن کیلئے اُنکی شہادت کے سبب سے حکم کرنا صحیح نہوگا **چوتھا مسئلہ** اگر قبل حکم وہ دونون اپنی شہادت سے رجوع کرین تو حاکم کو اُنکے موافق حکم کرنا صحیح نہوگا اور اگر اُن دونون نے حکم حاکم اور استیفاء حق کے بعد رجوع کیا ہو اور محکوم بہ تلف ہو گیا ہو تو حکم کا منقوض کرنا لازم نہوگا اور شہود سے ضمانت متعلق ہوگی اسلئے کہ سبب اتلاف وہی ہین اور اگر اُن دونون نے حکم حاکم کے بعد اور استیفاء حق کے قبل اپنی شہادت سے رجوع کیا ہو اور اُنکی شہادت کسی حد الٰہی سے متعلق ہو تو حکم کا منقوض کرنا لازم ہوگا اسلئے کہ صورت مذکورہ مین شبہہ متحقق ہی جو مسقطِ حد ہوتا ہی اور اسی طرح اگر حق آدمی سے متعلق ہو جیسے حد قذف یا اُس حق سے متعلق ہو جو حق تعالی اور حق آدمی مین مشترک ہو جیسے حد سرقہ تب بھی حکم کا منقوض کرنا لازم ہوگا اسلئے کہ حد کی توجہ شبہہ ساقط ہو جاتے ہین یہ جملہ صورتین مشترک ہین اور آیا امور مذکورہ کے علاوہ باقی حقوق مین بھی حکم کا منقوض (وباطل) کرنا لازم ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی لیکن اگر حاکم نے مال مشہود بہ کو حکم کرنیکے بعد حوالہ مشہود لہ کر دیا ہو بعد ازان شہود نے اپنی شہادت سے رجوع کیا ہو اور عین مال قائم ہو تو نقض حکم کا لازم نہونا اور استعادہ عین کا واجب نہونا صحیح تر ہی اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین فرمایا ہی کہ عین مال کا اُسکے مالک پر رد کرنا لازم ہوگا لیکن قول اول اظہر ہی **پانچوان مسئلہ** اگر مشہود بہ قتل یا جرح ہو اور اُسکا استیفاء کر لیا گیا ہو بعد ازان شہود نے اپنی شہادت سے رجوع اور اپنے

لانه مبني على التخفيف ولانه نوع شبهة وفي الحكم في القصاص بعد القذف تردد اشبهه الحكم لتعلق حق الآدمي به **الثالثة** لو شهد لمن يرثانه فمات قبل الحكم فانتقل المشهود به اليهما لم يحكم لهما بشهادتهما **الرابعة** لو رجعا عن الشهادة قبل الحكم لم يحكم ولو رجعا بعد الحكم والاستيفاء وتلف المحكوم به لم ينقض الحكم وكان الضمان على الشهود ولو رجعا بعد الحكم وقبل الاستيفاء فان كان حداً لله نقض الحكم للشبهة الموجبة للسقوط وكذا لو كان للآدمي كحد القذف او مشتركاً كحد السرقة وفي نقض الحكم لما عدا ذلك من الحقوق تردد اما لو حكم وسلم فرجعوا والعين قائمة فالاصح انه لا ينقض الحكم ولا تستعاد العين وفي النهاية ترد على صاحبها والاول اظهر **الخامسة** لو شهدوا بما يوجب القتل او الجرح فاستوفي ثم رجعوا فان قالوا

تعمد کذب کا اقرار کیا ہو تو اون سے قصاص لیا جائیگا اور اگر اپنے خطا کا اقرار کیا ہو تو اون پر دیت لازم ہوگی اور اگر بعض شہود نے اپنے تعمد کا اور بعض آخر نے اپنے خطا کا اقرار کیا ہے تو جس شخص نے کہ تعمد کا اقرار کیا ہو اُس سے قصاص لیا جائیگا اور جس شخص نے کہ خطا کا اقرار کیا ہو اُنسے دیت کی وہ مقدار لی جائیگی جو اُسکی جنایت کے مقابل قرار پائیگی اور ولی دم وارث مقتول کو اُن سب لوگونکے قتل کرنیکا اختیار حاصل ہوگا جنھون نے کہ اپنے تعمد کا اقرار کیا ہے اور فاضل دیت کا اُن لوگونکے ورثہ پر ادا کرنا لازم ہوگا اور اُس ولی دم کو اُنمین سے بعض کے قتل کرنیکا بھی اختیار ہے اور باقی لوگونکو دیت کی اُس مقدار کا ادا کرنا واجب ہوگا جو اُنکی جنایت کے مقابل قرار پائیگی اسلئے کہ ایک نفس کے عوض مین ایک شی زائد کا قتل کرنا جائز نہین ہے اور اگر شہود زنا مین سے ایک شخص نے اپنے قتل مرجوم کے بعلت تعمد کذب کا اقرار کیا ہو اور باقی شہود نے اُسکی تصدیق (اپنے تعمد کا اقرار) کی ہو تو اولیاء دم (ورثہ مرجوم) کو جملہ شہود کے قتل کرنیکا اختیار حاصل ہوگا اور اُنپر اُس مقدار کا ورثہ شہود کے حوالہ کرنا لازم ہوگا جو دیت مرجوم سے فاضل رہے اور اُن (اولیاء دم) کو منجملہ شہود ایک شخص کے قتل کرنیکا بھی اختیار ہے اور باقی شہود پر دیت مرجوم کے تکملہ (جس مقدار سے اُسکی دیت پوری ہو جاے) کا حصہ مقتول کے منہائی کے بعد اولیاء دم (ورثہ مرجوم) کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اسی طرح اُن (اولیاء دم) کو منجملہ شہود ایک شخص سے زائد کے قتل کرنیکا بھی اختیار ہوگا اور اس صورت مین اُن (اولیاء دم) کو اُس مقدار کا شہود مقتولین کے ورثہ پر رد کرنا لازم ہوگا جو دیت مرجوم سے فاضل رہے اور باقی شہود پر حصہ مقتولین کی منہائی کے بعد اُس مقدار کا اولیاء دم کے حوالہ کرنا لازم ہوگا جس سے دیت مرجوم کامل

ہوجاے پس اگر اولیاء دم منجملہ شہود دو شخصون کو قتل کرین تو اُن (اولیاء دم) کو نصف دیت کا فی کس ربع دیت کے حساب سے اُن دو لوگونکے ورثہ پر رد کرنا لازم ہوگا اور باقی دو شاہدون پر نصف دیت کا فی کس ربع کے حساب سے اولیاء دم کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر باقی شہود نے اُسکی تصدیق نکی ہو تو اُسکا اقرار فقط اُسی کے حق مین نافذ ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین فرمایا ہی کہ شاہد مذکور قتل کیا جائیگا اور باقی شہود پر دیت کے تین ربع کا ورثہ مقتول کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور یہ قول بے وجہ ہی اسلئے کہ ضرر غیر پر اقرار عقلا نافذ نہین ہوتا اور اگر دو شاہدون نے کسی شخص کی آزادی پر شہادت دی ہو اور حاکم نے اُسکی موافق حکم کیا ہو بعد ازان وہ دونون اپنی شہادت سے رجوع کرین تو اُسکے ضامن قرار دی جائینگی خواہ از راہ تعمد شہادت دی ہو یا از راہ خطا اسلئے کہ اُن دونون نے اپنی شہادت کے وجہ سے اُسکو تلف کیا ہی چھٹا مسئلہ جبکہ حاکم کے نزدیک شہود کا مرتکب کذب ہونا ثابت ہوجاے تو اُسپر حکم کا منقوض کرنا لازم اور مال کا مسترد کرنا (مدعی سے واپس لینا) واجب ہوگا بعد اگر مال کا مسترد کرنا متعذر ہو تو شہود سے اُسکی غرامت (تاوان) متعلق ہوگی اور اگر مشہود بہ قتل ہوگا تو شہود سے قصاص لینا صحیح ہوگا اور شہود مذکورہ پر اُن شہود کا حکم جاری کیا جائیگا جنہون نے کہ اپنی شہادت کے دروغ ہونے کا اقرار کیا ہو اور اگر ولی دم (وارث مقتول) نے قصاص لینے مین مباشرت اور شہادت کے دروغ ہونے کا اقرار کیا ہو تو شہود سے اُسکی ضمانت متعلق نہوگی اور اُس (ولی دم) سے قصاص لیا جائیگا ساتوان مسئلہ جبکہ دو شاہدون نے طلاق کی شہادت دی ہو اور حاکم نے اُنکے موافق حکم کیا ہو بعد ازان اپنی شہادت سے رجوع کرین تو حاکم کو اپنے حکم کا منقوض ہونا لازم نہوگا پس اگر اُن دونون نے بعد دخول شہادت دی ہو تو وہ

السادسة اذا ثبت انهم شهدوا بالزور نقض الحكم واستعيد المال فان تعذر غرم الشهود ولو كان قتلا ثبت عليهم القصاص

السابعة اذا شهدا بالطلاق ثم رجعا فان كان بعد الدخول

دونون ضامن نہونگے اسلیئے کہ مہر کا استقرار اُنکی شہادت سے قبل ہو چکا ہی اور اگر اُن دونو
نے قبل دخول شہادت دی ہو تو اُن دونون پر مہر مسمی کے نصف کا تاوان لازم ہوگا اسلیئے
کہ وہ دونون اُسی مال کے ضامن ہوتے ہین جسکو مشہود علیہ نے اُنکی شہادت کی سبب سے
دفع کیا ہو اور چونکہ عدم دخول کی صورت مین نصف مہر کا زوجہ کے ارتداد وغیرہ کی وجہ سے
ساقط ہو جانا بھی محتمل تھا لہذا شہود پر اُسکا تاوان لازم ہوگا اور اس مقام مین چند فروع مذکور ہوتے
ہین **فرع اول** جبکہ دونون شاہد اپنی شہادت سے معاً رجوع کرین تو وہ دونون بالسویہ
ضامن ہونگے اسلیئے کہ سبب اتلاف مین بھی وہ دونون مساوی ہین اور اگر فقط ایک شاہد اپنی
شہادت سے رجوع کرے تو نصف کا ضامن ہوگا اور اگر مشہود بہ ایک مرد اور دو عورتونکی
شہادت سے ثابت ہو بعد ازان رجوع کرین تو نصف مشہود بہ کا مرد ضامن ہوگا اور ربع مشہود
بہ کے ہر ایک عورت ضامن ہوگی اسلیئے کہ وہ دونون (عورتین) ایک مرد کا حکم رکھتے ہین اور
اگر ایک مرد کے ساتھ دس عورتین شاہد ہون اور مرد اپنی شہادت سے رجوع کرے تو سدس
مشہود بہ کا ضامن ہوگا اسلیئے کہ ثبوت حکم مین جملہ شہود کو دخل ہی اور اسمین تردد ہی اسلیئے
کہ وہ مرد بالنصف بینہ کا حکم رکھتا ہی لہذا اُس سے نصف کے ضمانت متعلق ہونی چاہئی کیونکہ
ثبوت مشہود بہ کا شہادت مرد پر موقوف ہونا اور تنہا عورتونکی شہادت کا کافی نہونا مفروض ہی
فرع دوم اگر تین شخص شاہد ہون اور امضاے حکم کے بعد اپنی شہادت سے رجوع کرین
تو اُنمین سے ہر ایک شخص ثلث مال کا ضامن ہوگا اگرچہ تنہا ایک ہی شخص رجوع کرے اور
بسا اوقات شخص واحد کا ضامن نہونا بھی دل مین خطور کرتا ہی اسلیئے کہ ثبوت حق مین باقی
دونون شاہدون کے شہادت کافی ہی اور رجوع کنندہ کی وجہ سے مشہود علیہ کا کوئی نقصان
لازم نہین آتا اور کوئی شاہد اُس حق کا ضامن نہین ہو سکتا جسکا حاکم نے مشہود لہ کیلیئے

بشهادة الشهود ولو اختيار ... رجل وعشر نسوة ثم رجع ثمان منهن قيل عليهن نصف السدس
... ان الثمانية ... نصف المال ... لانه نقل المال وفيه الاشكال كما في الاول

الثالث لو حكم فقامت بينة بالجرح مطلقا لم ينقض الحكم لاحتمال التجدد بعد الحكم ولو تعين الوقت وهو متقدم على الشهادة نقض ولو كان بعد الشهادة قبل الحكم لم ينقض واذا نقض الحكم فان كان قتلا او جرحا فلا قود والدية في بيت المال ولو كان المباشر للقصاص هو الولي ففي ضمانه تردد والاشبه انه لا يضمن مع حكم الحاكم واذنه ولو قتل بعد الحكم وقبل الاذن ضمن الدية ولو كان مالا استعيد ان كانت العين باقية وان كانت تالفة فعلى المشهود له لانه

کسی غیر کی شہادت سے حکم کیا ہو اور قول اوّل شیخ علیہ الرحمہ کا مختار ہے اور اسی طرح اگر ایک مرد اور دس عورتین شہادت دین بعد از ان اُن عورتون مین سے آٹھ عورتین اپنی شہادت سے رجوع کرین تو بعض علما نے فرمایا ہے کہ اُنمین سے ہر ایک عورت پر نصف سدس لازم ہوگا اسلئے کہ نقل مال مین وہ سب مشترک ہین اور فرض اول کی طرح اسمین بھی اشکال ہے اسلئے کہ نصاب شہادت باقی ہے اور اُن عورتونکے رجوع سے مشہود علیہ کا کوئی نقصان نہین ہوا لہذا اُنسے ضمانت کا تعلق نہونا چاہیئے **فرع سوم** اگر دو شاہدون کی بنا پر حاکم نے حکم کیا ہو بعد از ان اُن دونون کے جرح مطلق پر کوئی بینہ قائم ہو اور اُسکا وقت معین نکرے تو حاکم کو اپنے حکم کا منقوض کرنا صحیح نہوگا اسلئے کہ اس صورت مین اُن دونون (شاہدون) کے فسق کا بعد حکم متجدد ہونا بھی محتمل ہے اور اگر بینہ مذکورہ نے وقت کو بھی معین کیا ہو اور وہ وقت اُن دونونکی شہادت پر مقدم ہو تو حاکم کو اپنے حکم کا منقوض کرنا لازم ہوگا اور اگر وہ وقت اُن دونونکی شہادت سے موخر اور حکم حاکم پر مقدم ہو تب بھی اُسکو اپنے حکم کا منقوض کرنا صحیح نہوگا اسلئے کہ ادائے شہادت کے وقت اُنکا عادل ہونا مفروض ہے لہذا شہادت سابقہ کی بنا پر حکم کرنا صحیح ہوگا اور فسق متاخر اُسکا مانع نہوگا اور جس صورت مین کہ حاکم اپنے حکم کو استیفاء حق کے بعد منقوض کرے اور محکوم بہ قتل یا جرح ہو تو قصاص نہوگا اور مسلمین کے بیت المال سے اُسکی دیت دی جائیگی اور اگر محکوم بہ قصاص ہو اور ولی مقتول یا ولی مجروح اُسکا مباشر ہوا ہو تو اُس (ولی) کے ضامن ہونے مین تردد ہے لیکن اُسکا ضامن نہونا اشبہ ہے درصورتیکہ حاکم کے حکم اور اجازت کے بعد وہ مباشر قصاص ہوا ہو اور اگر حکم حاکم کے بعد اور اجازت حاکم کے قبل وہ مباشر قصاص ہوا ہو تو دیت کا ضامن ہوگا اور اگر محکوم بہ مال ہو تو مشہود لہ سے واپس لیا جائیگا بشرطیکہ عین مال باقی ہو اور اگر تلف ہوگیا ہو تو مشہود لہ پر اُسکا تاوان لازم ہوگا اسلئے

تلف المال على المحكوم له استقر الضمان اشكال من حيث ان الرجوع بعد الحكم في القصاص

که بوجه قبض اُسکا ضامن ہو چکاہی اور قصاص مین یہ حکم جاری نہوگا اسلئے کہ وہان پر قبضہ نہین ہوتا بلکہ اتلاف ہوتا ہی لہذا اُسکی دیت امام سے متعلق ہوگی اور اگر مشہود لہ معسر (تنگدست) ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اُسکی ضمانت امام سے متعلق ہوگی اور امام کو اُس مال کا مشہود لہ سے اُسکے موسر ہو جانیکے بعد مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور اس مین اشکال ہی اسلئے کہ محکوم لہ پر ضمانت کا استقرار ہو چکا ہی کیونکہ مال مذکور کا اُسکے قبضہ مین تلف ہو جانا مفروض ہی لہذا امام سے ضمانت کا متعلق ہونا بے وجہ ہی اور اس مقام پر کئی مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ جبکہ دو شاہد وں نے شہادت دی کہ فلان میت نے اپنے غلامون مین سے فلان غلام کو مرض الموت مین آزاد کیا ہی اور اُسکی قیمت ثلث ترکہ کے مساوی ہو بعد ازان دوسرے دو شاہد یا میت کے ورثہ شہادت دین کہ اُسنے دوسرے غلام کو آزاد کیا ہی اور اُسکی قیمت بھی ثلث ترکہ کے مساوی ہو پس اگر ہم قائل ہون کہ منجزات مریض کا اصل متروکہ سے خارج کرنا لازم ہی تو وہ دونون غلام آزاد ہو جائینگے اور اگر قائل ہون کہ منجزات مریض کا ثلث متروکہ سے خارج کرنا متعین ہی تو اُن دونون (غلامون) مین سے ایک غلام کے آزاد ہونیکا حکم کیا جائیگا پس اگر دونون شہادتون کے تاریخ سے ایک غلام کا مقدم ہونا معلوم ہو جاسے تو اوس کا عتق صحیح ہوگا اور دوسرے غلام کا عتق باطل ہوگا اور اگر انمین سے کسی غلام کا مقدم ہونا معلوم نہو تو بذریعہ قرعہ اُسکا استخراج کیا جائیگا اور اگر حالت واحدہ مین اُن دونونکے آزاد ہونیکا اتفاق ہوا ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اُن دونون مین قرعہ ڈالا جائیگا اور جسکا نام خارج ہوگا اُسکے عتق کا حکم کیا جائیگا اور اگر اُن دونون (غلامون) کے قیمت مختلف ہو تو غلام مقروع جسکا نام بذریعہ قرعہ خارج ہوگا اُسکے عتق کا حکم کیا جائیگا پس اگر

مسائل الاول

ولو شهد اثنان ان الميت اعتق احد مماليكه وقيمته الثلث وشهد آخران او الورثة ان العتق بغيره وقيمته الثلث فان قلنا المنجزات من الاصل عتقا وان قلنا تخرج من الثلث فان اعتق احدهما فان عرف السابق صح عتقه وبطل الآخر وان جهل استخرج بالقرعة ولو اتفق عتقهما في حالة واحدة قال الشيخ يقرع بينهما ولو اختلفت قيمتهما اعتق المقروع فان كان

اُسکی قیمت ثلث ترکہ کے مساوی ہوگی تو اُسکا عتق صحیح اور دوسرے غلام کا عتق باطل ہوگا اور اگر اُس (مفروع) کے قیمت ثلث ترکہ سے زائد ہوگی تو غلام مذکور کا اسقدر حصہ آزاد ہوجائیگا جسکی کہ ثلث متروکہ گنجایش رکھتا ہو اور باقی حصہ مملوک رہیگا اور اُس (مفروع) کی قیمت ثلث متروکہ سے کم ہوگی تو ثلث متروکہ کی دوسرے غلام میں سے تکمیل کی جائیگی **دوسرا مسئلہ** جبکہ دو شخص عادل شہادت دین کہ میت نے زید کیلئے فلان مال کی وصیت کی ہی بعد ازان ورثہ میت مین سے دو شخص عادل شہادت دین کہ اُسنے وصیت زید سے عدول کیا ہی اور خالد کیلئے اُس مال معین کی وصیت کی ہی تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ دونون وارثون کی شہادت رجوع کو قبول کرنا صحیح ہوگا اسلئے کہ شہادت مذکورہ مین وہ دونون اپنے لئے کسی منصوب کا جلب نہین کرتے ہین اور اسمین اشکال ہی اسلئے کہ اُنکے قبضہ سے مال لیا جاتا ہی لہذا وہ دونون غریم مدعی قرار پاینگے اور ایک غریم کے شہادت کا دوسرے غریم کے ضرر پر قبول کرنا صحیح نہین ہی **تیسرا مسئلہ** جبکہ دو شاہدون نے شہادت دی ہو کہ میت نے زید کیلئے فلان مال کی وصیت کی ہی اور ایک شاہد نے شہادت دی ہو کہ اُسنے وصیت زید سے رجوع کرنیکے بعد اُسی مال کی عمرو کے لیے وصیت کی ہی تو عمرو کو اپنے ایک شاہد کے ساتھ حلف کرنا لازم ہوگا اسلئے کہ اُسکی **شہادت منفردہ ہی جو شہادت اولی کے معارض نہین ہوسکتی** **چوتھا مسئلہ** اگر کسی میت نے دو شخصون کیلئے دو وصیتین کی ہون بعد ازان دو شاہد شہادت دین کہ میت نے منجملہ دونون وصیتون کی ایک وصیت سے رجوع کیا ہی تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ شہادت رجوع مقبول نہوگی اسلئے کہ مشہود بہ معین نہین ہی پس شہادت مذکورہ پر اُس بینہ کی شہادت کا حکم جاری کیا جائیگا جو کسی مکان کا ملک زید یا ملک

عمرو ہونا بیان کرے اور احد ہما کے تعیین نکرے **پانچوان مسئلہ** جبکہ کوئی غلام اپنے آزاد ہونے کا دعوی کرے اور ایسا بینہ قائم کرے جو محتاج تزکیہ ہوا ور اپنے آقا سے ثبوت تک جدا ہوجانیکا خدمت حاکم مین سوال کرے جب تاک کہ تزکیہ شہود ثابت ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہی کہ حاکم کو غلام مذکور کا اُسکے آقا سے جدا کردینا صحیح ہوگا اور اسی طرح اگر مدعی مال نے ایک شاہد کو قائم کیا اور دوسرے شاہد کے موجود ہونیکا دعوی کیا ہو تو حاکم سے حبس غریم (خصم کا قید کرنا) کا سوال کرے تب بھی شیخ نے فرمایا ہی کہ حاکم کو اُسکے غریم کا حبس کردینا صحیح ہوگا اسلیئے کہ مدعی مذکور اپنے حق کو قسم کے ساتھ ثابت کرسکتا ہی لیکن یہ دونون قول خالی از اشکال نہین ہین اسلیئے کہ دونون صورتو نمین بدون ثبوت دعوی ایسے عقوبت کے تعجیل لازم آتی ہی جسکا مدعی علیہ مستحق نہین ہوا

تم كتاب الشهادة ويتلوه كتاب الحدود
انشاء الله تعالى

بعد ان بینا او عمرو
الخامسة
اذا ادعى العبد
العتق واقام
بینة تحتاج الى
البحث وسال
التفریق حتى تثبت
عدالة الشهود قال فی
المبسوط یفرق و
کذا فی المال اذا اقام
شاهدا واحدا وسال
ولو ادعى
ان له شاهدا آخر
وسال الحبس الغریم
لانه متمکن من
اثبات حقه بالیمین
وفیه اشکال
لان تعجیل العقوبة
قبل ثبوت
الدعوى
تم کتاب الشهادة
بعون الله

كتاب الحدود والتعزيرات كل ما له عقوبة مقدرة يسمى حداً وما ليس كذلك يسمى تعزيراً وأسباب الأول ستة الزنا وما يتبعه والقذف وشرب الخمر والسرقة وقطع الطريق والثاني أربعة البغي والردة وإتيان البهيمة وارتكاب ما سوى ذلك من المحارم فلنفرد لكل قسم باباً على ما نتبع اتخاذه

الباب الأول في الزنا والنظر في الموجب والحد واللواحق **أما الموجب** فهو إيلاج الإنسان ذكره في فرج امرأة محرمة من غير عقد ولا ملك ولا شبهة ويتحقق ذلك بغيبوبة الحشفة قبلاً أو دبراً ويشترط في تعلق الحد العلم بالتحريم والاختيار والبلوغ وفي تعلق الرجم مضافاً إلى ذلك الإحصان ولو تزوج محرمة كالأم والمرضعة والمحصنة وزوجة الولد وزوجة الأب فوطئ مع الجهل بالتحريم فلا حد، ولا ينفع العقد بانفراده شبهة في سقوط الحد مع العلم بالتحريم ولو توهم الحل به سقط الحد

کتاب الحدود والتعزیرات حد سے عرف فقہا میں وہ عقوبت خاصہ مراد ہے جسکی مقدار کو شارع علیہ السلام نے مکلف پر کسی معصیت کے عوض مین معین فرمایا ہو اور تعزیر سے وہ عقوبت یا اہانت مراد ہے جسکی مقدار کو شارع نے غالباً معین نہین فرمایا ہو اور اسباب حد چھ ہین اول زنا دوم توابع زنا جیسے لواط مساحقت سوم قذف چہارم سرقہ پنجم شرب خمر ششم قطع طریق اور اسباب تعزیر چار ہین اول بغی دوم ردہ سوم (داتیان بہیمہ چوپایہ کے ساتھ مرتکب ہونا) چہارم وہ معاصی جو اشیاء مذکورہ کے علاوہ ہین پس حدّ و تعزیر کی ہر ایک قسم کے لئے ایک باب جداگانہ قرار دیا جاتا ہے **باب اول** حد زنا کے بیان مین اور اس مین تین مطلب قابل بحث ہین **پہلا مطلب** موجب حد کے بیان مین پس موجب حد سے انسان کا اپنے عضو تناسل کو کسی زن محرمہ کی فرج مین بدون نکاح و ملک و شبہہ داخل کرنا مراد ہے جو قبل یا دبر زن مین بمقدار حشفہ کے غائب ہونے سے متحقق ہوتا ہے اور تعلق حد مین تین امرون کا موجود ہونا شرط ہے اول عالم بتحریم ہونا دوم صاحب اختیار ہونا سوم بالغ ہونا اور تعلق رجم (سنگسار کرنا) مین امور مذکورہ کے علاوہ احسان بھی شرط ہے جو عنقریب مذکور ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی زن محرّمہ (جس سے نکاح کرنا حرام ہو) سے نکاح کرے جیسے ماں۔ مرضعہ۔ محصنہ۔ زوجہ پسر زوجہ پدر بعد ازان اوس سے وطی کرے اور نکاح مذکور کی حرمت کو نہ جانتا ہو تو حد زنا ساقط ہوگی اور اوسپر وطی بالشبہ کے احکام جاری کئے جائین گے اور تنہا نکاح کر لینا داخل شبہہ اور مسقط حد نہین ہو سکتا تاوقتیکہ جاہل بتحریم نہو اور اگر کوئی شخص کسی زن محرمہ کا وطی کی غرض سے استیجار (اجارہ لینا) کرے تو محض عقد اجارہ کی وجہ سے حد زنا ساقط نہوگی ہان اگر مستاجر کو عقد اجارہ کی وجہ سے اوسکے حلال ہو جانے کا توہم ہوا ہو

تو حدزنا ساقط ہو جائیگی اور اسیطرح ہر ایسے مقام پر حدزنا ساقط ہو جاتی ہی جہان پر کہ
واطی کو عورت کے حلال ہونے کا توہم ہو مثلاً کوئی شخص کسی عورت کو اپنے فرش پر
موجود پائے اور اوسکو زن مذکورہ کا زوجہ ہونا مظنون ہو اور اوس سے وطی کرے اور
اگر کوئی عورت کسی شخص کے زوجہ کی تشبیہ کرے تو اوس عورت پر حدزنا کا جاری کرنا
لازم ہوگا اور اوس شخص سے حدزنا ساقط ہو گی اور ایک روایت مین وارد ہوا ہے
کہ عورت پر حدزنا کا باعلان جاری کرنا اور مرد پر باخفاء جاری کرنا لازم ہوگا اور وہ روایت
متروک ہی اور اسیطرح اگر کوئی عورت کسی مرد کے لیے اپنے نفس کو ہبہ کر دے اور اوسکو
بوجہ ہبہ اوسکے حلال ہو جانے کا توہم ہو تب بھی حدزنا ساقط ہو جائیگی اور صورت
اکراہ مین بھی حدزنا ساقط ہو جاتی ہی اور طرف زن مین اکراہ قطعاً متحقق ہو سکتا ہی
اور آیا طرف مرد مین بھی اکراہ متحقق ہو سکتا ہی یا نہین اسمین تردد ہی لیکن اوسکا ممکن ہونا
اشبہ ہی اسلیے کہ باوجود مخالفت شرعیہ اور عدم رغبت اور خوف نفسانی کے اکراہ زن
کی وجہ سے مرد مین بھی میلان طبعی کا حادث ہو جانا اور عضو تناسل کا برانگیختہ ہو جانا
ممکن ہی اور زن مکرہہ کے لیے واطی پر علی الاظہر مہر المثل بھی واجب ہوتا ہی اور جس احصان کی
وجہ سے کہ رجم واجب ہوتا ہی اوسکی ثابت ہونے مین کئی امورنکا متحقق ہونا شرط ہی اول یہ کہ وہ واطی بالغ ہو
دوم یہ کہ وہ حر ہو سوم یہ کہ اوسکے پاس ایسی فرج موجود ہو جو عقد دائم یا ملک کی
وجہ سے اوسکی مملوک ہو چہارم یہ کہ فرج مذکورہ سے وہ وطی کرتا ہو پنجم یہ کہ وطی کرنے پر
صبح و شام اوسکو تمکن (قدرت) حاصل ہو اور محبوس یا غائب نہو اور ایک روایت
مین وارد ہوا ہی کہ اگر ما بین زن و شوہر اوسقدر مسافت ہو جو حد تقصیر (نماز کا قصر کرنا)
سے کم ہو تو اوسپر بھی حکم احصان جاری کیا جائیگا اور وہ روایت متروک ہے اور

اعتبار كمال العقل خلاف فلو وطئ المجنون عاقلة وجب عليه الحد رجماً كان او جلداً ان كان احصن عند الشيخين وفيه تردد ولسقوط الحد بادعاء الزوجية ولا تكليف المدعي بيمين

آیا تحقق احصان کے لئے واطی کا کامل العقل ہونا بھی شرط ہی یا نہیں اسمین بین العلماء
اختلاف ہی پس اگر کوئی مجنون کسی زن عاقلہ سے وطی کرے تو اوسپر حد زنا کا قائم
کرنا واجب ہوگا خواہ وہ حد جلد (تازیانہ لگانا) ہو یا رجم (سنگسار کرنا) جبکہ وہ محصن ہوا ہو اور اسیکو
جناب شیخ مفید رح اور جناب شیخ الطائفہ رح نے اختیار فرمایا ہی اور اس مین تردد ہی
اسلئے کہ مجنون سے مواخذہ کرنا صحیح نہین ہی کیونکہ وہ مرفوع القلم ہی اور ادعاء زوجیت کی وجہ سے
بھی حد زنا ساقط ہوجانے سے اور مدعی کو بینہ کے قائم کرنے یا قسم کھانے کی تکلیف نہ دیجائیگی
اور اسیطرح اوس صورت مین بھی حد ساقط ہوجاتی ہی جبکہ وہ (واطی) ایسے امر کا مدعی ہو
جو اوسکے حق مین محل شبہہ ہونے کی صلاحیت رکھتا ہی جیسے آقا سے کنیز سے اوسکو خرید لینے کا
دعوی کرنا اور جن شروط سے کہ مرد کے حق مین احصان متحقق ہوتا ہی او نھین شروط سے
عورت کے حق مین بھی متحقق ہوتا ہی پس تحقق احصان کے لئے اوسکا مکلف (بالغ عاقل) اور حرا اور عقد
دائم کے ساتھ موطوء اور حضور شوہر کی وجہ سے وطی پر صبح و شام متمکن ہونا شرط ہوگا
لکن عورت کے کامل العقل ہونے کی مراعات اجماعاً واجب ہی پس بحال زنا مین زن
مجنونہ سے رجم و حد دونون ساقط ہونگے اگرچہ زن مذکورہ محصنہ ہو اور اوس سے مرد عاقل
نے زنا کیا ہو اور مطلقہ رجعیہ (جس عورت کو طلاق رجعی دی گئی ہو) پر حکم احصان
جاری کیا جائیگا اور اگر مطلقہ رجعیہ کسی شخص سے باوجود علم عقد کرے تو اوسپر حد تام
(رجم) قائم کی جائیگی اور اسیطرح اگر کوئی مرد کسی مطلقہ رجعیہ سے باوجود عالم تحریم
و عدہ ہونے کے عقد کریگا تو اوسپر بھی حد تام (رجم) قائم کیجائیگی اور اگر تحریم یا عدہ
سے جاہل ہوگا تو بوجہ شبہہ حد ساقط ہوگی اور اگر اون دونون مطلقہ رجعیہ اور مرد
مین سے ایک شخص عالم اور دوسرا شخص جاہل ہوگا تو عالم پر حد زنا قائم ہوگی اور جاہل پر قائم نہ ہوگی

ولا بينة لو ادعى ما يصلح شبهة بالنظر الى المدعي والاحصان في المرأة كالاحصان في الرجل لكن يعتبر فيها كمال العقل

فلا حد على المجنونة ولو كانت محصنة

المجنونة في حال الزنا ولو كانت محصنة وان زنى بها العاقل ويخرج المطلقة الرجعية عن الاحصان لو تزوجت عالمة كان عليها الحد تاما وكذا الزوج ان علم بالتحريم والعدة ولو جهل فلا حد ولو علم احدهما فالعالم حد تاما دون الجاهل

اور اگر اون دونون مین سے ایک شخص اپنے جاہل ہونے کا مدعی ہو تو اوسکا قول مقبول ہوگا بشرطیکہ جاہل ہونا اوسکے حق مین ممکن ہو اور جس عورت پر کہ طلاق بائن واقع ہو وہ حکم احصان سے خارج ہو جاتی ہی اور اگر شخص مخالع (جسنے اپنی زوجہ سے خلع کیا ہو) رجوع کرنیکے بعد اوس وقت تک رجم متوجہ نہوگا جب تک کہ وطی نکرے اسلیئے کہ زن مذکورہ پر زوجہ جدیدہ کا حکم جاری ہوگا اور اسیطرح اگر مملوک یا مکاتب آزاد ہو جاے تو اوسپر بھی اوسوقت تک رجم متوجہ نہوگا جب تک کہ وہ بعد آزادی وطی نکرے اسلیئے کہ وطی سابق کا وجود وعدم اس صورت (بعد آزادی) مین مساوی ہی اور اعمی پر بھی حد زنا خواہ رجم ہو یا جلد ہو) واجب ہوتی ہی پس اگر وہ (اعمی) مدعی شبہہ ہو تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ اوسکا دعوی مقبول نہوگا لکن صورت احتمال مین اوسکے قول کا مقبول ہونا شبہہ ہی اور ثبوت زنا مین اقرار یا بینہ کا تحقق ہونا لازم ہی پس صورت اقرار مین مقر کا بالغ اور کامل العقل اور صاحب اختیار اور حر ہونا شرط ہی اور اسیطرح اقرار کا چار مجلسون مین چار مرتبہ تکرار کرنا بھی شرط ہی پس اگر اقرار کا چار مرتبہ تکرار نکریگا تو حد واجب نہوگی لکن تعزیر لازم ہوگی اور اگر مجلس واحد مین چار مرتبہ اقرار کا تکرار کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف و مبسوط مین فرمایا ہی کہ حد زنا ثابت نہوگی اور اس مین تردد ہی اور اس مین مرد اور عورت دونون مساوی ہین اور اخرس مین بجاے نطق ایسے اشارے پر اکتفا کی جائے گی جو مفید اقرار ہو اور اگر کوئی شخص کسی عفیفہ معینہ کے ساتھ زنا کرنیکا اقرار کرے مثلاً کہے زنیت بفلانۃ العفیفۃ (مین نے فلان عفیفہ سے زنا کی ہی) تو اوس کے حق مین اوس وقت تک زنا ثابت نہوگی جب تک کہ اپنے اقرار کا چار مرتبہ تکرار نکرے اور آیا عفیفہ مذکورہ کا قذف بھی ثابت ہوگا یا نہین اس مین تردد ہی اور اگر

کوئی شخص کسی حد کا مجملاً اقرار کرے اور اوسکی تفصیل نکرے تو اوسکو بیان کی تکلیف دیجائیگی اور اوسپر ضرب لگائی جائیگی تاوقتیکہ از خود نہی نکرے اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ اوس کے ضرب لگانے مین سو سے تجاوز کرنا اور اسی سے ناقص رکھنا صحیح نہوگا اور اس قول کا اگرچہ طرف کثرت مین صواب ہونا محتمل ہی لیکن وہ طرف نقصان مین صواب نہین ہی اسلیے کہ حد سے تعزیر کا ارادہ کرنے کا بھی احتمال ہی اور تقبیل کرنے اور ازار وا حد مین مضاجعت کرنے اور معانقہ کرنے کے بارہ مین دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین ایک قسم مین وارد ہوا ہے کہ اوسپر سو تازیانے لگائے جائین اور دوسرے قسم مین وارد ہوا ہی کہ اوسپر اسقدر تازیانے لگائے جائین کہ جو حد زنا سے کم ہون جیسے ایک کم سو اور یہی (دوسری) قسم اشہر ہی اور اگر کوئی شخص ایسے فعل کا اقرار کری جو موجب رجم ہو بعد ازان اوسکا انکار کرے تو رجم ساقط ہوگا اور اگر رجم کے علاوہ کسی اور حد کا اقرار کرے تو بوجہ انکار ساقط نہوگی اور اگر کوئی شخص کسی حد کا اقرار کری بعد ازان توبہ کرے تو اوس حد کے قائم کرنے اور ساقط کرنے مین امام کو اختیار حاصل ہوگا خواہ وہ حد رجم ہو یا جلد ہو اور اگر کوئی عورت حاملہ ہوجاے اور اوس کے لیے شوہر نہو تو اوس پر حد کا قائم کرنا صحیح نہوگا تاوقتیکہ زنا کا چار مرتبہ اقرار نکرے اور صورت بینہ مین چار مردون یا تین مردون اور دو عورتون سے کم کی شہادت کافی نہوگی اور تنہا عورتون کی شہادت مقبول نہوگی اور اسی طرح ایک مرد اور چھ عورتون کی شہادت بھی مقبول نہوگی اور دو مردون اور چار عورتون کی شہادت مقبول ہوگی لیکن اوس سے جلد ثابت ہوگی اور رجم ثابت نہوگا اور اگر چار مردون سے کم لوگ شہادت دین تو حد واجب نہوگی اور اون مین سے ہر ایک شاہد پر بوجہ فریہ حد قذف جاری کی جائیگی اور شہود زنا کی شہادت مین مشاہد ولوج (کالمیل فی المکحلہ کا فرج زن مین داخل ہونا) کا بدون عقد و ملک و شبہ

(جیسے سر کرنین سلائی) مذکور ہونا ضرور ہی اور اون شہود زنا کو مرد و زن مین علامت تحلیل کے معلوم ہونیکا بیان کر دینا کافی ہوگا مثلاً یہین کلا نعلم بینہما شیئاً للتحلیل دہم کو اون دونون مین کسی سبب تحلیل کے متحقق ہونیکا علم نہین ہی اور اگر وہ شہود زنا اپنے معائنہ کی شہادت ندین تو مشہود علیہ پر حد زنا قایم نہوگا اور شہود پر حد قذف قائم کیجائیگی اور موجب حد کے ثابت ہونے مین شہود کا فعل واحد اور زمان واحد اور مکان واحد پر متفق ہونا ضرور ہوگا پس اگر بعض شہود اپنے معائنہ کرنیکے اور بعض شہود معائنہ نہ کرنیکے اور بعض شہود اوس (زنا) کے زاویہ معینہ مین واقع ہونیکی اور بعض آخر کسی دوسرے زاویہ مین واقع ہونیکی شہادت دین یا بعض شہود اوس کے روز جمعہ واقع ہونیکی اور بعض آخر روز شنبہ واقع ہونیکی شہادت دین تو مشہود علیہ پر حد نہوگی اور شہود زنا پر حد قذف قائم کی جائیگی اور اگر بعض شہود مرد کے عورت پر جبر کرنیکے اور بعض شہود عورت کے مطاوعت کرنیکی شہادت دین تو زانی پر حد کے ثابت ہونے مین دو احتمال ہین اول اوس زانی پر حد زنا کا ثابت ہونا اسلیئے کہ شہود کا موجب حد (زنا) کے صادر ہونے پر علی کلا التقدیرین اتفاق ہی دوسرے اوسپر حد زنا کا ثابت نہونا اسلیئے کہ بعض شہود کی شہادت مین وہ زنا مذکور ہی جو قید اکراہ کے ساتھ مقید ہی اور بعض آخر کی شہادت مین وہ زنا مذکور ہے جو قید مطاوعت کے ساتھ مقید ہی اور یہ دونون زنائین باہم متغائر ہین کیونکہ وہ دو فعلون پر شہادت ہی اور بعض شہود ایسے وقت مین شہادت کو ادا کرین کہ بعض آخر حاضر نہون تو اونپر حد قذف جاری کیجائیگی اور اتمام بینہ کا انتظار نہ کیا جائیگا اسلیئے کہ اقامت حد مین تاخیر کرنا جائز نہین ہی اور زنا کا قدیم ہونا شہادت مین مطلقاً قادح نہوگا اور بعض اخبار مین وارد ہوا ہی کہ اگر زنا کو چھ مہینے سے زائد منقضی ہونگے تو شہادت مسموع نہوگی اور وہ متروک ہی

ویمکن ان یعلما
لانہ لا یعلم بینہما سبب
التحلیل ولو لم
یشہدوا بالمعاینۃ
لم یحد المشہود علیہ
وحد الشہود ولابد
من تواردہم علی
الفعل الواحد و
الزمان الواحد المکان
الواحد ولو شہد
بعض بالمعاینۃ وبعض
لا لانہا تہمۃ وبعض
بالزنا فی زاویۃ من بیت
وبعض فی زاویۃ
اخری منہ او شہد
بعض بیوم الجمعۃ
وبعض فی یوم
السبت فلا حد
وحد الشہود
للقذف ولو
شہد بعض انہ
اکرہہا وبعض
بالمطاوعۃ ففی
ثبوت الحد علی
الزانی وجہان
احدہما یثبت
للاتفاق علی
الزنا الموجب
للحد علی کلا
التقدیرین و
الآخر لا یثبت
لان الزنا المقید
بالاکراہ غیرہ
بقید مطاوعۃ
فانہ علی فعلین
ولو اقام الشہادۃ
بعض فی وقت
حد القذف ف
ولم ینتظر اتمام
البینۃ لانہ لا تاخیر فی
حد ولا یقدح
تقادم الزنا فی
الشہادۃ وفی
بعض الاخبار
ان زنا بعضہ ستۃ
اشہر لم تسمع
وہو مطرح

اور شہود اربعہ کی شہادت کا دو یا کئی شخصوں پر قبول کرنا صحیح ہی اور اجتماع شہود کے بعد اونکا اقامت شہادت کے وقت متفرق کر دینا اقرب باحتیاط ہی اگرچہ لازم نہین ہی اور تصدیق یا تکذیب مشہود علیہ کی وجہ سے شہادت ساقط نہوگی اور اگر قیام بینہ کے قبل کوئی شخص توبہ کرے تو اوس سے حد ساقط ہوگی اور اگر قیام بینہ کے بعد توبہ کرے تو حد ساقط نہوگی خواہ جلد ہو یا رجم

دوسرا مطلب حد کے بیان مین اور اوسمین دو مقام ہین مقام اول اقسام حد کے بیان مین اور وہ قتل یا رجم (سنگسار کرنا) یا جلد (تازیانہ لگانا) اور جز (قطع کرنا اور تراشنا) اور تغریب (شہر بدر کرنا) ہین **پہلی قسم** قتل کے بیان مین پس اوس شخص کا قتل کرنا واجب ہی جو من جملہ محرم نسبیہ کسی ذات محرم سے زنا کرے جیسے مان بیٹی وغیرہما اور اسی طرح اوس کافر ذمی (یہودی و نصرانی) کا بھی قتل کرنا واجب ہی جو زن مسلمہ سے زنا کرے اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی عورت سے بجبر و اکراہ زنا کرے تو اوسکا قتل کرنا بھی واجب ہوگا اور مواضع مذکورہ مین احصان کا اعتبار نہین ہی پس زانی کا بہر حال قتل کرنا لازم ہوگا بوڑھا ہو یا جوان اور اس حکم مین حر اور عبد اور مسلم اور کافر مساوی ہین اور بعض علمانے حکم مذکور مین باپ اور بیٹے کی زوجہ کو بھی محرمات نسبیہ سے ملحق کیا ہی اور آیا مواضع مذکورہ مین زانی کے قتل بالسیف (تلوار کے ساتھ مار ڈالنا) پر اقتصار کرنا لازم ہوگا یا نہین پس بعض علمانے فرمایا ہی کہ لازم ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اگر وہ (زانی) محصن نہو تو اولا اوسپر تازیانہ لگایا جائیگا بعد ازان قتل کیا جائیگا اور اگر وہ زانی محصن ہو تو اولا اوسپر تازیانہ لگایا جائیگا بعد ازان سنگسار کیا جائیگا تاکہ دونون دلیلون کے موافق عمل ہو جائے لیکن قول اول اظہر ہے

دوسری قسم رجم کے بیان مین پس جبکہ شخص محصن (مرد یا عورت) کسی ایسے شخص سے زنا کرے جو بالغ و عاقل (عورت یا مرد) ہو تو اوسکا رجم سنگسار کرنا واجب ہوگا پس اگر وہ

(شخص محصن) شیخ (پیر مرد) یا شیخہ (پیر زال) ہو تو اوسپر جلد (تازیانہ لگانا) اور رجم (سنگسار کرنا) دونونکا قائم کرنا لازم ہوگا اور اگر وہ (شخص محصن) شاب (جوان مرد) یا شابہ (جوان عورت) ہو تو اوسکے بارہ مین دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین پس ایک قسم مین اوسکے رجم کرنے پر اقتصار کرنا وارد ہوا ہی اور دوسری قسم مین اوسپر جلد و رجم دونون کا جمع کرنا منقول ہوا ہی اور یہی اشبہ ہی اور اگر کوئی مکلّف (بالغ عاقل) محصن کسی زن نابالغہ یا مجنونہ سے زنا کرے تو اوسپر حد کا قائم کرنا معین ہوگا اور اوسکا رجم کرنا صحیح نہوگا اور اسی طرح اگر کسی عورت سے کوئی طفل زنا کرے تو اوس (عورت) پر بھی حد کا قائم کرنا لازم ہوگا اور اوسکا رجم کرنا صحیح نہوگا اور اسی طرح اگر زن عاقلہ سے کوئی مجنون زنا کرے تو اوس (عاقلہ) پر حد تام قائم کیجائیگی اور آیا طرف مجنون مین بھی حد تام ثابت ہوگی یا نہین اس مین تردد ہی اور روایت ابان بن تغلب مین اوس (مجنون) پر بھی حد تام کا ثابت ہونا منقول ہوا ہی **تیسری قسم** جلد (تازیانہ لگانا) و تغریب (شہر بدر کرنا) کے بیان مین جلد و رجم اوس مرد زانی پر واجب ہوتے ہین جو حر اور غیر محصن ہو بس اوسپر سو تازیانون کا لگانا اور جز راس (سر مونڈوانا) کے بعد اوسکا ایک سال تک شہر بدر کرانا واجب ہوگا خواہ مملک متزوج ہو یا غیر مملک اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ شہر بدر کرنا اوسی زانی سے مختص ہے جو مملک (متزوج) ہو اور دخول نکیا ہو اور یہ قول معنی بکر کے اختلاف پر مبنی ہی اور بکر سے غیر محصن کا مراد ہونا اشبہ ہی اگرچہ مملک نہو اور زن زانیہ پر سو تازیانون کا لگانا معین ہی اور اوسکا شہر بدر کرنا اور اوسکے سر کا منڈوانا صحیح نہین ہی اور مملوک زانی پر پچاس تازیانون کا لگانا لازم ہی محصن ہو یا غیر محصن مرد ہو یا عورت اور اون دونون مملوک مرد یا عورت سے جز راس اور تغریب (شہر بدر کرنا) کی عقوبت متعلق نہین ہوتے اور اگر حر غیر محصن سے زنا مکرر سرزد ہو اور

کان شیخا او شیخة جلد ثم رجم وان کان شابا او شابة ففیه روایتان احدیهما یرجم لا غیر والاخری یجمع بین الحدین وهو اشبه ولو زنی البالغ المحصن بالطفلة او المجنونة فعلیه الحد لا الرجم وکذا المرأة لو زنی بها الطفل ولو زنی بها المجنون فعلیها الحد تاما وفی ثبوته فی طرف المجنون تردد المروی انه یثبت اما الجلد والتغریب فیجبان علی الذکر الحر غیر المحصن یجلد مائة ویجز راسه ویغرب عن مصره الی آخر عاما مملکا کان او غیر مملک وقیل یختص التغریب بمن املک ولم یدخل وهو مبنی علی ان البکر ما هو والاشبه انه عبارة عن غیر المحصن وان لم یکن مملکا واما المرأة فعلیها الجلد مائة ولا تغریب علیها ولا جز والمملوک علیه خمسون جلدة محصنا کان او غیر محصن ذکرا کان او انثی ولا جز علی احدهما ولا تغریب ولو تکرر من العبد الزنا

اوسپر دو مرتبہ حد قائم ہو جاے تو تیسری مرتبہ مین اوسکا قتل کرنا لازم ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ چوتھی مرتبہ مین اوسکا قتل کرنا لازم ہوگا اور یہ قول اولی ہی اور جبکہ مملوک زانی پر سات مرتبہ حد قائم ہو تو آٹھوین مرتبہ مین اوسکا قتل کرنا لازم ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ نوین مرتبہ مین اوسکا قتل کرنا لازم ہوگا اور یہ قول اولی ہی اور جبکہ کسی شخص نے ایک یا کئی عورتونسے ایک یا کئی دفعہ مکرر زنا کیا ہو اور اوسپر کوئی حد قائم نہوئی ہو تو اوسپر ایک ہی حد کا قائم کرنا صحیح ہوگا اگرچہ اوسنے زنا کا بکثرت تکرار کیا ہو اور روایت ابو بصیر مین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہوا ہی کہ اگر کوئی شخص ایک ہی عورت سے کئی مرتبہ زنا کرے تو اوسپر ایک حد قائم کیجائیگی اور اگر کئی عورتون سے زنا کرے تو اوسپر ہر ایک عورت مین ایک حد قائم کیجائیگی اور یہ روایت متروک ہی اور اگر کوئی کافر ذمی کسی زن ذمیہ سے زنا کرے تو امام علیہ السلام کو اوسکے اہل ملت کے پاس اوسکا روانہ کردینا جائز ہوگا تاکہ وہ لوگ اپنے مذہب کے موافق اوسپر حد قائم کرین اور امام علیہ السلام کو شریعت اسلام کے موافق بھی اوسپر حد کے قائم کرنیکا اختیار ہی اور زن حاملہ پر حد کا قائم کرنا صحیح نہوگا تا وقتیکہ وہ (اگرچہ حمل زنا ہو) وضع حمل سے فارغ اور مدت نفاس سے خارج نہو اور اگر مولود کے لیے کوئی دوسری مرضعہ بہم نہ پہونچے تو اقامت حد مین ایام رضاع کے ختم ہونیکا انتظار بھی لازم ہوگا اور اگر مولود کے لیے کوئی کافل موجود ہو تو اوس (حاملہ) پر حد کا قائم کرنا جائز ہوگا اور مریض و مستحاضہ کا رجم کرنا بھی صحیح ہی ہان اگر اون دونون مین سے کسی کا قتل یا رجم کرنا واجب نہو تو اوسپر تازیانہ لگانا صحیح نہوگا تاکہ سرایت سے تحفظ رہے اور زمانہ صحت کا انتظار کیا جائیگا اور اگر تعجیل حد مین کوئی مصلحت ہو تو اوسکا ایسے ضغث (شاخون کا دستہ) کے ساتھ ضرب لگانا متعین ہوگا جو عدد معتبر دستہ پر مشتمل ہو اور ہر ایک شاخ کا اوسکے بدن پر پہونچنا شرط نہوگا اور زن حائضہ کی حد کا موخر کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ خون حیض از قبیل مرض نہین ہی اور اگر کسی زانی کو جنون عالم ارتداد مین عارض ہو جاے

تو اوس سے حد ساقط نہوگی جلد ہو یا رجم اور حد زنا (جلد) کا شدت حر و برد مین قائم کرنا صحیح نہوگا اور اقامت حد کے لیے موسم سرما مین وسط روز کا اختیار کرنا اور موسم گرما مین اول یا آخر روز کا اختیار کرنا لازم ہوگا اور اسیطرح حد زنا (جلد) کا زمین دشمن مین قائم کرنا جائز نہین ہے اسلیئے کہ اس صورت مین شخص محدود کے اعداء دین سے ملحق ہو جانیکا خوف ہی اور اسیطرح حرم محترم مین بھی حد زنا (جلد ہو یا رجم) کا قائم کرنا صحیح نہین ہی جبکہ زانی نے اوسمین پناہ لی ہو اس لیئے کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہی من دخله کان امنا (جو شخص کہ حرم مین داخل ہوگا اوسکو امن دیا جائیگا) بلکہ اوسپر طعام و شراب مین تنگی کرنا لازم ہوگا تاکہ وہ حرم سے خارج ہو اور اوسپر حد قایم کیجاسکے اور اوس شخص پر حرم محترم مین بھی حد کا قائم کرنا صحیح ہوگا جسنے کہ موجب حد کو اوسکے حرم محترم مین حادث کیا ہو اسلیئے کہ اوسنے حرمت حرم کا ہتک کیا ہی مقام دوم ایقاع حد کی کیفیت کے بیان مین جبکہ جلد اور رجم دونون مجتمع ہو جائین تو جلد (تازیانہ لگانا) کا رجم پر مقدم کرنا واجب ہوگا اسلیئے کہ رجم کے مقدم کرنے مین جلد کا فوت ہونا لازم آتا ہی اور اسی طرح جبکہ حدود متعددہ مجتمع ہون تو ایسی حد کا مقدم کرنا لازم ہوگا جسکی وجہ سے دوسری حد فوت نہو اور آیا حد ثانی کی قائم کرنیمین حد اول کے بعد اوسکی جلد (پوست) کی صحیح ہونیکا انتظار بھی لازم ہوگا پس بعض علمائی فرمایا ہی کہ لازم ہوگا تاکہ آخر مردم مین تاکید ہو اسلیئے کہ اقامت حد سے اصل مقصود یہی ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ لازم نہوگا اسلیئے کہ اقامت حد سے اوسکا تلف کرنا مقصود ہی لہذا انتظار صحت مین کوئی فائدہ نہین ہی اور جس مرد زانی کے رجم کا قصد کیا جاے اوسکا حقوین (ازار کے باندھنے کے دونون مقام) تک دفن کرنا لازم ہوگا اور جس زن زانیہ کے رجم کا قصد کیا جاے اوسکا سینہ تک دفن کرنا واجب ہوگا پس اگر وہ زانی حفیرہ (رجم کرنیکا گڈھا) سے فرار کرے تو اوسکا اعادہ لازم ہوگا بشرطیکہ شہادت بینہ سے اوسکی زنا ثابت ہوئی ہو اور اگر اوسکے اقرار سے ثابت ہوئی ہو تو

ویبعد ان تجب ... قبل اصابته ... قبل اصابتها الحجارة ... وقید الشهید ... بوجه وجیه ولعله ... الامام ... ینبغی ان ... انما ... علم بخصوصه ... وینبغی ان

اوسکا اعادہ صحیح نہ ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اگر اوسنے اصابت حجارہ داوسکے بدنپر پتھر کا پہونچنا) کے قبل فرار کیا ہو تو اوسکا اعادہ لازم ہوگا اور اگر اصابت حجارہ کے بعد فرار کیا ہو تو اوسکا اعادہ صحیح نہوگا اور زانی کے رجم کرنے مین شہود کا ابتدا کرنا واجب ہوگا اور جس شخص نے کہ خود اقرار کیا ہو اوس کے رجم کرنے مین امام علیہ السلام کا ابتدا کرنا متعین ہوگا اور جبکہ حاکم شرع اوس زانی سے استیفاء حد کا قصد کرے تو اوسکو لوگون کا مطلع کرنا سزاوار ہوگا تاکہ مقام رجم پر کثرت سے مجتمع ہون اور اسیطرح اقامت حد کے وقت ایک طائفہ کا حاضر ہونا بھی مستحب ہی اور بعض علمانے اوسکے وجوب کو اختیار فرمایا ہی اسلیئے کہ حق تعونے آیۂ وافی ہدایہ ولیشہد عذابہما طائفۃ من المؤمنین مین طائفہ کو حضور کا امر فرمایا ہی جو وجوب پر دلالت کرتا ہی اور اقل طائفہ ایک شخص ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اقل طائفہ دس شخص ہین اور بعض متاخرین نے تین شخصون کے اقل طائفہ ہونیکی ترجیح داستنباط کرلی کی ہی اور قول اول خوب ہی اور رجم کے لیے احجار صغار (چھوٹے پتھر) کا اختیار کرنا سزاوار ہی تاکہ وہ زانی سرعت تلف سے محفوظ رہے اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اوس شخص کے لئے زانی کا رجم کرنا جائز نہوگا جسپر حقتعالی کی کوئی حد ثابت ہو اسلیئے کہ جناب امیر سے اوس کی نہی منقول ہوئی ہے جو حرمت پر دلالت کرتی ہی لیکن نہی مذکور کا کراہت پر محمول کرنا متعین ہی اور جبکہ اوس زانی کے رجم کرنے سے فراغ حاصل ہو تو اوسکا دفن کرنا لازم ہوگا اور بدون دفن اوسکا چھوڑ دینا جائز نہوگا اور زانی پر اوسکے مجرد (برہنہ) ہونے کی حالت مین تازیانہ لگانا لازم ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اوس پر اوس حالت مین تازیانہ لگانا لازم ہوگا جسپر کہ وہ ماخوذ کیا گیا ہی مجرد ہو یا نہو اور زانی پر حالت قیام مین تازیانہ لگانا لازم ہوگا اور اسی طرح اوسپر اشد ضرب کا لگانا واجب ہوگا اور ایک روایت مین ضرب متوسط کا لگانا بھی منقول ہوا ہی اور ضرب کا اوس کے بدن پر متفرق کرنا لازم ہوگا اور اوسکے چہرہ اور سر اور فرج کا محفوظ رکھنا واجب ہوگا اور عورت پر

حتی اراد انه ... لعدم طاقته ... وقیل یعید ... بالاتیة ... واحد وقیل عشرة ... وجمع من المتأخرین ... ثلثة والاول ... حسن وینبغی ان یکون الاحجار صغارا لئلا یسرع التلف ... وقیل لا یرجمه من لله قبله حد وهو علی الکراهیة ... ویجلد الزانی مجردا ... وقیل علی الحال التی وجد علیها ... الضرب متوسطا ... علی جسده ویفرق ... ویتقی وجهه وفرجه

حالتِ جلوس مین ضرب لگانا اور اوسکے کپڑے لنکا اوسپر باندھ دینا لازم ہوگا **تیسرا مطلب** لواحق کے بیان مین اور وہ دس مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ چار مرد کسی عورت پر ازراہ قبل زنا کرنیکی شہادت دین اور وہ عورت اپنے باکرہ ہونے کے مدعی ہو اور چار عورتین اوسکے باکرہ ہونیکی شہادت دین تو اوس عورت سے حد ساقط ہوگی اسلیے کہ صورت مذکورہ مین شبہہ موجود ہی جو مسقط حد ہوتا ہی اور آیا چارون مرد و نیز حدِ قذف کا بوجہ فریہ دکذب قائم کرنا صحیح ہوگا یا نہین پس شیخ علیہ الرحمہ نے نہایہ مین فرمایا ہی کہ صحیح ہوگا اسلیے کہ عورتون کی شہادت کا مقدم کرنا اون دمردون، کے کاذب ہونیکو مستلزم ہی اور کتاب مبسوط مین فرمایا ہی کہ اونپر حد کا قائم کرنا صحیح نہوگا اس لیے کہ مشاہدہ مین اشتباہ کے واقع ہونیکا بھی احتمال ہی اور قول اول رحد قذف کا اونپر ثابت ہونا اشبہ ہی **دوسرا مسئلہ** شہود کا اقامت حد کے وقت حاضر ہونا شرط نہین ہی پس حد کا قائم کرنا واجب ہوگا اگرچہ وہ شہود مرجائین یا غایب ہو جائین اسلیے کہ اونکی شہادت سے وہ سبب ثابت ہو چکا ہی جو موجب حد ہی البتہ اگر وہ رشہود، ازراہِ فرار غائب ہو جائین تو حد ساقط ہو گی اسلیے کہ اون کے فرار کرنے مین شہادت سے رجوع کرنیکا شبہہ ہوتا ہی جو مسقط حد ہی **تیسرا مسئلہ** شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ شہود پر موضع رجم مین حاضر ہونا واجب نہین ہی لیکن اونکے حضور کا واجب ہونا اشبہ ہی اسلیے کہ اونپر رجم کے ساتھ ابتدا کرنا واجب ہی **چوتھا مسئلہ** جبکہ شہود اربعہ مین زوج بھی داخل ہو تو اوسکے بارہ مین دو روایتین وارد ہوئی ہین ایک روایت مین اونکی شہادت کا مقبول ہونا اور اقامت حد کا زانی پر واجب ہونا اور دوسری روایت مین اونکی شہادت کا مردود ہونا اور تین شاہد و نیز حدِ قذف کا قائم ہونا اور زوج کے لیے لعان کا جائز ہونا منقول ہوا ہی اور ان دونون روایتون مین جمع و توفیق کی صورت یہ ہی کہ اگر شہادت کے بعض شروط مختل ہون جیسے زوج کا ادائے شہادت کے

قبل اپنی زوجہ کو قذف کرنا تو زانیہ سے حد زنا ساقط ہوگی اور زوج پر حد قذف قائم کیجائیگی بشرطیکہ اوسنے لعان نکیا ہو ورنہ اوس سے حد ساقط ہو جائیگی اور باقی تینون شاہدون پر بھی حد قذف قائم کیجائیگی اور اگر شہادت کے بعض شرائط بھی مختل ہون اور شوہر نے قبل شہادت اپنی زوجہ کا قذف نکیا ہو تو زانیہ پر حد زنا ثابت ہوگی **پانچوان مسئلہ** حاکم شرع پر حدود الہیہ کا اپنے علم کے موافق قائم کرنا واجب ہے جیسے حد زنا لیکن حقوق ناس کا قائم کرنا مطالبہ پر موقوف ہوگا حد ہو یا تعزیر **چھٹا مسئلہ** جبکہ بعض شہود نے شہادت دی ہو اور بعض آخر کی شہادت رد کردیگئی ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف و مبسوط مین فرمایا ہے کہ اگر وہ شہادت کسی امر ظاہر (جیسے نابینائی یا فسق ظاہر) کی وجہ سے رد کی گئی ہو تو چارون شاہدون پر حد قذف جاری کیجائیگی اور اگر وہ شہادت کسی امر خفی (جیسے فسق مخفی) کی وجہ سے رد کی گئی ہو تو اوس شاہد پر حد قذف قائم کیجائیگی کہ جسکی شہادت مردود ہوئی ہے اور باقی شاہدون سے حد ساقط ہوگی اور اس مین اشکال ہے اسلیے کہ اس صورت مین ایسے قذف کا متحقق ہونا مفروض ہے جو بینہ سے عاری ہے بنا برا علیہ جملہ شہود پر حد قذف قائم ہونی چاہیے اور اگر شہود اربعہ کی شہادت کے بعد ایک شاہد اپنی شہادت سے رجوع کرے تو اوسی شخص پر حد قذف جاری ہوگی جسنے کہ اپنی شہادت سے رجوع کیا ہے اور باقی شہود پر حد نہوگی **ساتوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص غیر کو اپنی زوجہ کے ساتھ زنا کرتے ہوے دیکھے تو اوسکو اون دونون کا قتل کر ڈالنا جائز ہوگا اور اوس پر کوئی گناہ نہوگا اور بسبب ظاہر اوسپر قصاص لازم ہوگا تاوقتیکہ اپنے دعوے پر کوئی بینہ قائم نکرے یا ولی مقتول اوسکی تصدیق نکرے **آٹھوان مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی حرہ باکرہ کی بکارت کو اپنی اونگلی سے زائل کردے تو اوسپر مہر مثل لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی کنیز باکرہ کی بکارت کو زائل کردے تو اوسپر کنیز مذکورہ کی قیمت کا دسوان حصہ لازم ہوگا اور بعض علمانے

فرمایا ہی کہ اوسپر ارش (تفاوت کی وہ مقدار جو صحیحہ و معینہ مین قرار پائے) لازم ہوگی اور قول اول روایت معتبرہ مین وارد ہوا ہی نوان مسئلہ اگر حرہ مسلمہ پر کوئی شخص کسی کنیز سے بدون اوسکی اجازت کے نکاح کرے اور اوس (کنیز) سے وطی کرے تو اوس پر حد زنا کے آٹھوین حصہ (ساڑھے بارہ کوڑے) کا قائم کرنا لازم ہوگا دسوان مسئلہ اگر ماہ رمضان کے دن یا رات مین کوئی شخص زنا کرے تو حد زنا کے علاوہ اسپر عقوبت کی زیادتی کیجائے جسکی مقدار نظر حاکم سے معین ہوگی اسلیئے کہ اوسنے ماہ رمضان کی حرمت کا ہتک کیا ہی اور اسی طرح اگر کوئی شخص مکان شریف مین زنا کرے جیسے مساجد مشاہد مشرفہ وغیرہ یا کسی زمان شریف مین زنا کرے۔ جیسے روز جمعہ۔ یوم عید وغیرہ تب بھی حد معین کے علاوہ اوس پر عقوبت کی زیادتی کیجائیگی باب دوم لواط اور سحق اور قیادت کے بیان مین اور اس مین تین فصلین ہین پہلی فصل لواط کے بیان مین لواط سے مرد کا کسی دوسرے مرد کے ساتھ وطی کرنا مراد ہی خواہ بایقاب (کل یا بعض حشفہ کا دبر مرد مین داخل کرنا) ہو یا بدون ایقاب جیسے بین الالیتین فعل کرنا اور لواطہ کی دونون قسمون (بایقاب اور بدون ایقاب) کی ثابت ہونے مین چار مرتبہ اقرار کرنا یا چار مردونکا اوسکے معائنہ پر شہادت دینا ضرور ہی اور مقر مین چار شرطونکا موجود ہونا شرط ہی اول اوسکا بالغ ہونا دوم اوسکا کامل العقل ہونا سوم اوسکا حر ہونا چہارم اوسکا صاحب اختیار ہونا خواہ وہ (مقر) فاعل ہو یا مفعول ہو اور اگر کوئی شخص چار مرتبہ سے کم اقرار کریگا تو اوس حد لواط قائم نکیجائیگی بلکہ اوسکو تعزیر دیجائیگی اور اگر چار شخصون سے کم لوگ اوسکی شہادت دین تو ثابت نہوگا اور لو نبر حد قذف قائم ہوگی اسلیئے کہ اونھون نے افترا کیا ہی اور حاکم شرع کو اوسمین اپنے علم پر مطلقاً عمل کرنا

على الاصح اذا اوقب ويجب القتل على الفاعل والمفعول اذا كان كل منهما بالغا عاقلا ويستوي في ذلك الحر والعبد والمسلم والكافر والمحصن وغيره ولو لاط البالغ بالصبي موقبا قتل البالغ وادب الصبي وكذا لو لاط بمجنون ولو لاط بعبده حدا قتلا او جلدا ولو ادعى العبد الاكراه سقط عنه دون المولى ولو لاط مجنون بعاقل حد العاقل وفي ثبوته على المجنون قولان اشبههما السقوط ولو لاط الذمي بمسلم قتل وان لم يوقب ولو لاط بمثله كان الامام مخيرا بين اقامة الحد عليه وبين دفعه الى اهل نحلته ليقيموا عليه حدهم وكيفية اقامة هذا الحد القتل ان كان اللواط ايقابا وفي رواية ان كان محصنا رجم وان كان غير محصن جلد والاول اشهر ثم الامام مخير في قتله بين ضربه بالسيف او تحريقه او رجمه او

علی الاصح (مذہب صحیح کی بنا پر) جائز ہی امام ہون یا اونکا نائب اور ایقاب کی وجہ سے فاعل ومفعول دونون کا قتل کرنا واجب ہوتا ہی بشرطیکہ اون دونون مین سے ہر ایک شخص بالغ اور عاقل ہو اور حکم مذکور (قتل کرنا) مین حر اور عبد اور مسلم اور کافر اور محصن اور غیر محصن مساوی ہین اور اگر کوئی بالغ کسی صبی سے بروجہ ایقاب لواطہ کرے تو بالغ مذکور کا قتل کرنا اور صبی کا تادیب کرنا لازم ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی بالغ کسی مجنون سے ایقاب کے ساتھ لواطہ کرے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر کوئی شخص اپنے غلام کے ساتھ بروجہ ایقاب لواطہ کرے تو اون دونون کا قتل کرنا اور اگر بدون ایقاب لواطہ کرے تو اون دونون پر تازیانہ لگانا لازم ہوگا اور اگر غلام نے اکراہ کا دعوے کیا ہو تو اوس غلام سے حد ساقط ہو جائیگی اور اوسکے آقا سے ساقط نہوگی اور اگر کوئی مجنون کسی عاقل سے لواطہ کرے تو عاقل پر حد ثابت ہوگی اور آیا مجنون پر بھی حد ثابت ہوگی یا نہیں اس مین دو قول ہین لیکن حد کا ساقط ہونا اشبہ ہی اور اگر کوئی کافر ذمّی کسی مسلم سے لواطہ کرے تو اوسکا قتل کرنا واجب ہوگا اگرچہ اوسنے ایقاب نکیا ہو اسلیے کہ اوسنے حرمت اسلام کا ہتک کیا ہی اور اگر کوئی کافر ذمّی کسی دوسرے کافر ذمّی سے لواطہ کرے تو امام علیہ السلام کو اوسپر شریعت اسلام کے موافق حد کے قائم کرنے اور اوسکے اہل مذہب کے پاس اس غرض سے روانہ کرنے مین اختیار حاصل ہوگا کہ وہ لوگ اپنے مذہب کے موافق اوسپر حد جاری کرین اور اس حد کے قائم کرنیکی کیفیت قتل ہی بشرطیکہ (جیساکہ حد زنا مین مذکور ہوا) اوسنے ایقاب کیا ہو اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ اگر وہ (لوطی) محصن ہو تو اوسکا رجم کرنا اور اگر وہ غیر محصن ہو تو اوسپر تازیانہ لگانا لازم ہوگا اور قول اول اشہر ہی اور امام علیہ السلام کو قتل لوطی کے لیئے اوسپر ضرب شمشیر لگائے یا اوسکے جلا دینے یا رجم کرنے یا

کسی مقام بلند سے چھوڑ دینے یا اوسپر کسی دیوار کے گرا دینے مین اختیار حاصل ہوگا اور امام علیہ السلام کو من جملہ امور مذکورہ کے ایک امر کے ساتھ اوسکے جلا دینے کا جمع کر دینا بھی جائز ہوگا جیسے ضرب شمشیر کے بعد اوسکا جلا دینا اور اگر اوس (لوطی) نے ایقاب نکیا ہو جیسے تفخیذ (عضو تناسل کا مفعول کی دونون رانون مین داخل کرنا) کا مرتکب ہونا یا بین الالیتین (دونون سرین) فعل کرنا تو اوس لوطی پر سو دُرّون کا لگانا واجب ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین ارشاد فرمایا ہی کہ اگر وہ محصن ہو تو اوسکا رجم کرنا لازم ہوگا اور اگر غیر محصن ہو تو اوسپر سو دُرّون کا لگانا واجب ہوگا اور قول اول اشبہ ہی اور حکم مذکور (دُرّہ لگانا) مین حر اور عبد اور مسلم اور کافر اور محصن اور غیر محصن مساوی ہین اور اگر اوس سے یہ فعل مکرر واقع ہو اور اوسپر دو مرتبہ حد قائم ہو چکی ہو تو مرتبۂ ثالثہ مین اوسکا قتل کرنا لازم ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ مرتبۂ رابعہ مین اوسکا قتل کرنا لازم ہوگا اور یہ قول اشبہ ہی اور جبکہ ازار واحد (لنگ چادر) مین بحالت تجرد (برہنہ ہونا) ایسے دو شخص مجتمع ہون جو باہم قرابت نہ رکھتے ہون تو اون دونو نکا تیس دُرون سے ننانوے دُرّون تک کے ساتھ تعزیر دینا لازم ہوگا اور اگر فعل مذکور اون دونون سے مکرر واقع ہو اور اون دونون کی تعزیر ہو چکی ہو تو مرتبۂ ثالثہ مین اونپر حد (سو دُرّے) کا قائم کرنا لازم ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی ایسے طفل کا بشہوت بوسہ لے جو اوسکا محرم نہو تو اوسکا تعزیر دینا بھی لازم ہوگا اور جبکہ قیام بینہ کے قبل کوئی لوطی توبہ کرے تو اوس سے حد ساقط ہوگی اور قیام بینہ کے بعد توبہ کرے تو ساقط نہوگی اور اگر کسی شخص کا لواطہ اوسکے اقرار سے ثابت ہوا ہو تو امام کو عفو کرنے اور حد کے قائم کرنے مین اختیار حاصل ہوگا

دوسری فصل

سحق کے بیان مین سحق سے ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ وطی کرنا مراد ہی اور اوسکی حد مین فاعلہ اور مفعولہ پر سو درون کا لگانا لازم ہی حرہ ہو یا کنیز مسلمہ ہو یا کافرہ محصنہ ہو یا غیر محصنہ اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ محصنہ کا رجم کرنا اور غیر محصنہ پر حد کا قائم کرنا لازم ہوگا اور قول اول اولی ہی اور جبکہ مساحقت کسی عورت سے مکرر صادر ہو اور تین مرتبہ حد قائم ہو چکی ہو تو چوتھی مرتبہ مین اوسکا قتل کرنا واجب ہوگا اور اگر قیام بینہ کے قبل کوئی عورت توبہ کرے تو حد ساقط ہوگی اور اگر قیام بینہ کے بعد توبہ کرے تو حد ساقط نہوگی اور صورت اقرار و توبہ مین امام کو مابین عفو و استیفاء اختیار رہیگا اور جبکہ ایک ازار مین دو اجنبی عورتین بحالت تجرد (برہنہ) موجود ہون تو ان دونون مین سے ہر ایک عورت کا اوس مقدار کے ساتھ تعزیر دینا لازم ہوگا جو مقدار حد (سو درے) سے کم ہو جیسے ننانوے درے پس اگر فعل مذکور ان دونون سے مکرر واقع ہو اور اونپر دو دفعہ تعزیر ہو چکی ہو تو تیسری دفعہ مین اونپر پوری حد (سو درے) کا قائم کرنا لازم ہوگا پس اگر فعل مذکورہ کی طرف وہ دونون پھر عود کرین تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین ارشاد فرمایا ہی کہ اون دونون کا قتل کرنا لازم ہوگا لیکن فقط تعزیر پر اقتصار کرنا اولی ہی تاکہ خون ریزی پر جرأت کرنے مین احتیاط رہے اور اس مقام پر دو مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ کسی حد شرعی مین کفالت نہین ہو سکتی اسلیئے کہ رسالتمآبؐ سے منقول ہوا ہی لا کفالۃ فی حد اور اسی طرح اقامت حد مین تاخیر کرنا بھی جائز نہین ہی جبکہ اوسکا قائم کرنا ممکن اور توجہ ضرر سے امن حاصل ہو پس مریض اور حاملہ کی حد مین تاخیر کرنا جائز ہوگا اور اسی طرح اسقاط حد مین شفاعت بھی نہین ہو سکتی اسلیئے کہ زانی پر ملاطفت کرنا ممنوع ہے دوسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص اپنی عورت (زوجہ) سے وطی کرے بعد ازان وہ عورت کسی زن باکرہ سے مساحقت کرے اور باکرہ مذکورہ حاملہ ہو جائے تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب

وللحد في السحق مائة جلدة حرة كانت او امة مسلمة او كافرة محصنة او غير محصنة للفاعلة والمفعولة وقال في النهاية ترجم مع الاحصان وتحد مع عدمه والاول اولى واذا تكررت المساحقة

مع اقامة الحد ثلث مرات قتلت في الرابعة وتسقط الحد بالتوبة قبل البينة ولا تسقط بعدها ومع الاقرار والتوبة يكون الامام مخيرا واذا وجدت الاجنبيتان في ازار واحد مجردتين عزرت كل واحدة دون الحد فان تكرر الفعل منهما والتعزير مرتين اقيم عليهما الحد في الثالثة فان عادتا قال في النهاية قتلتا والاولى الاقتصار على التعزير احتياطا في التهجم على الدم

مسئلتان الاولى لا كفالة في حد ولا تأخير فيه مع الامكان والامن من توجه ضرر ولا شفاعة في اسقاطه الثانية لو وطئ زوجته فساحقت بكرا فحملت قال

نہایہ مین ارشاد فرمایا ہی کہ اوس عورت کا رجم کرنا لازم ہوگا اور باکرۂ مذکورہ پر وضع حمل کے بعد سو درون کا لگانا واجب ہوگا اور مولود کا شخص مذکور سے ملحق کرنا لازم ہوگا اور باکرۂ مذکورہ کے لیئے اوس عورت پر مہر المثل لازم ہو گا لیکن عورت کے رجم کرنے مین تردد ہی جیسا کہ قبل ازین مذکور ہوا پس حد جلد (درہ لگانا) پر اقتصار کرنا اشبہ ہی اور باکرۂ مذکورہ پر حد جلد کا متوجہ ہوگا اسلیئے صحیح ہی کہ اوسکے سبب کا ثابت ہونا مفروض ہی جس سے مساحقت مراد ہی اور مولود کا شخص مذکور سے ملحق کرنا اسلیئے صحیح ہی کہ وہ (مولود) اوسی شخص کی آب منی سے مخلوق ہوا ہی جو زانی نہین ہی لہذا مولود مذکور اوسی سے ملحق ہوگا اور مہر کا عورت پر لازم ہونا اسلیئے صحیح ہی کہ وہ باکرۂ مذکورہ کی بکارت کے زائل ہونیکا سبب ہوئی ہی جسکی دیت مہر المثل ہی اور باکرۂ مذکورہ پر سقوط دیت مین زن زانیہ کے حکم کا جاری کرنا صحیح نہین ہی اسلیئے کہ زن زانیہ اپنی بکارت کے زائل کرنے کی اجازت دیتی ہی لہذا اوسکی دیت ساقط ہوجاتی ہی بخلاف باکرۂ مذکورہ کے کہ اوسنے اپنی بکارت کے زائل کرنے کی اجازت نہین دی لہذا اوسکے دیت کے ساقط ہوجانیکی کوئی وجہ نہین ہی اور بعض متاخرین (ابن ادریس رح) نے باکرۂ مذکورہ کی دیت کا انکار فرمایا ہی اور گمان کیا ہی کہ زن مساحقہ پر سقوط دیت و نسب مین زن زانیہ کے احکام جاری کیے جائینگے

تیسری فصل قیادت کے بیان مین

قیادت رجال و نسا کا بغرض زنا جمع کرنا یا رجال کے لیے رجال کا بغرض لواط جمع کرنا مراد ہی اور وہ (قیادت) دو دفعہ اقرار کرنے سے ثابت ہوتی ہی بشرطیکہ مقر مین چار شرطین ہون اول بالغ ہونا دوم کامل العقل ہونا سوم حرہ ہونا چہارم صاحب اختیار ہونا اور اسی طرح وہ (قیادت) دو عادلون کی شہادت سے بھی ثابت ہوتی ہی اور جبکہ وہ (قیادت) ثابت ہوجاے تو قوادیر پچہتر درون کا لگانا لازم ہوتا ہے اور

حد زانی کے تین ربع ۱۲

بعض علمانے فرمایا ہی کہ حد مذکور کے علاوہ اوس (قواد) کا حلق راس کے بعد تشہیر کرنا
سر مونڈوانا ۱۲
بھی لازم ہوگا اور حکم مذکور مین حر اور عبد اور مسلم اور کافر مساوی ہین اور آیا مرتبہ اولی
ہی مین اوسکا شہر بدر کرنا لازم ہوگا یا نہین پس شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین ارشاد
فرمایا ہی کہ لازم ہوگا اور جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کہ مرتبۂ ثانی مین اوسکا
شہر بدر کرنا لازم ہوگا اور روایت عبد اللہ بن سنان مین قول اول منقول ہوا ہی اور زنِ
قوادہ پر بھی درہ لگانا لازم ہی لیکن اوسکے سر کا مونڈوانا یا اوسکا تشہیر کرنا یا اوس کا
شہر بدر کرنا صحیح نہین ہی **باب سوم** حد قذف کے بیان مین اور اوس مین چار امر قابل نظر
ہین **امر اول** موجب حد کے بیان مین موجب حد سے کسی شخص کی طرف زنا یا لواطہ کا
منسوب کرنا مراد ہی جیسے زنیت (تونے زنا کی ہی) یا لطیت (تونے لواطہ کا ہی) یا لیط بک (تیرے
ساتھ لواطہ کیا گیا ہی) یا انت زان (تو زانی ہی) یا انت لائط (تو لواطہ کرنے والا ہی) یا انت
منکوح فی دبرہ (تو وہ شخص ہی جسکے ساتھ از راہ دبر وطی کی جاتی ہی) یا الفاظ مذکورہ کے
علاوہ کسی ایسی عبارت کے ساتھ تلفظ کرنا جو اونکے معانی پر صراحۃً دلالت کرتی ہو بشرطیکہ
قائل کو ہر لغت مین اوس لفظ کے معنی موضوع معلوم ہون جسکے ساتھ کہ اوسنے تلفظ کیا ہی
اگرچہ مخاطب اوسکو نہ جانتا ہو اور اگر کوئی شخص اپنے اوس مولود سے کہے جسکی ثبوت کا کہ اوسنے اقرار کیا ہو لست ولدی
(تو میرا فرزند نہین ہی) تو شخص مذکور پر حد قذف واجب ہوگی و اسیطرح اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے کہے لست
لابیک (تو اپنے باپ کا فرزند نہین ہی) تب بھی اوسپر حد قذف واجب ہوگی اور اگر کوئی شخص کسی سے کہے زنت امک
بک (تیری مان نے تجکو بطور زنا بہم پہونچایا ہی) یا کہے یا ابن الزانیۃ (ای زانیہ کے بیٹے) تو اس قول مین مادر مخاطب
کا قذف ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی سے کہے زنی بک ابوک (تیرے باپ نے تجھ کو بطور
زنا بہم پہونچایا ہی) یا کہے یا ابن الزانی (ای زانی کے بیٹے) تو اس قول مین پدر مخاطب کا قذف ہوگا

اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی دوسرے سے کہے یا ابن الزانیین (اے دوزانیون کے بیٹے) تو اس قول مین مخاطب کے مان اور باپ دونون کا قذف ہوگا اور اوسکی وجہ سے قائل پر حد قذف ثابت ہوگی بشرطیکہ وہ دونون (مخاطب کے والدین) مسلمان ہون اگرچہ شخص مخاطب کافر ہو اسلیئے کہ مقذوف کا مسلم ہونا مفروض ہے جسکی وجہ سے حد ثابت ہوتی ہے اور اگر کوئی شخص کسی سے کہے ولدت من الزنا (تو زنا سے پیدا ہوا ہے) تو آیا قائل مذکور پر مادر مخاطب کی وجہ سے حد واجب ہوگی یا نہین اس مین تردد ہے اسلیئے کہ فقط پدر مخاطب کی طرف سے زنا کے متحقق اور مادر مخاطب کی مکرہ (مجبور) ہونیکا بھی احتمال ہے اور صورت احتمال مین حد ثابت نہین ہوتی لیکن اگر کوئی شخص کہے ولدتک امک من الزنا (تجکو تیری مان نے زنا سے جنم دیا ہے) تو اس قول مین مادر مخاطب کا قذف ہوگا اسلیئے کہ مادر مخاطب کی تصریح موجود ہے اور اس عبارت مین فقط پدر مخاطب کیطرف سے زنا کے متحقق ہونے اور مادر مخاطب کی مکرہ (مجبور) ہونے کا احتمال نہایت ضعیف ہے لہذا قائل سے حد قذف ساقط نہوگی لیکن میرے نزدیک اس صورت مین توقف کرنا اشبہ ہے اسلیئے کہ احتمال موجود ہے اگرچہ ضعیف ہے گرچہ ضعیف ہے اور اگر کوئی شخص کہے یا زوج الزانیۃ (اے زانیہ کے شوہر) تو قائل پر زوجۂ مخاطب کیوجہ سے حد قذف واجب ہوگی اور اگر کہے یا ابا الزانیۃ (اے زانیہ کے باپ) یا کہے یا اخا الزانیۃ (اے زانیہ کے بھائی) تو قائل پر اوس شخص کی وجہ سے حد قذف واجب ہوگی جسکی طرف کہ اوسنے زنا کو منسوب کیا ہے اور اگر کوئی شخص کہے زنیت بفلانۃ (تونے فلان عورت سے زنا کیا ہے) یا کہے لطت بفلان (تونے فلان مرد سے لواطہ کیا ہے) تو طرف مخاطب مین قذف ثابت ہوگا اور آیا طرف منسوب الیہ مین بھی قذف ثابت ہوگا یا نہین اس مین تردد ہے اور شیخ الطائفہ رحنے کتاب نہایہ و مبسوط مین فرمایا ہے قائل پر دو حدین واجب ہونگی اسلیئے کہ زنا فعل واحد ہے جو دو شخصون کے درمیان متحقق ہوتا ہے

پس جبکہ قائل کا ایک موجب حد (نسبت فاعلیت) مین کاذب ہونا مفروض ہوا تو دوسری موجب حد (نسبت مفعولیت) مین بھی اوسکا کاذب ہونا لازم ہوگا اور ہم زنا کے فعل واحد ہونیکو تسلیم نہین کرتے اسلیئے کہ فاعل و مفعول کی موجب حد مین تغایر ہی کیونکہ وہ (موجب حد) اول مین فعل اور دوم مین انفعال ہو پس اون دونون فاعل و مفعول مین سے ایک شخص کا مختار ہونا اور دوسرے شخص کا مکرہ (مجبور ہونا) ممکن ہوا اور اگر کوئی شخص کسی زن ملاعنہ کے مولود سے کہے یا ابن الزانیہ (اے زانیہ کے بیٹے) تو قائل پر حد قذف ثابت ہوگی اور اگر کوئی شخص کسی زنِ محدودہ (جسپر کہ حدِ زنا قائم ہو چکی ہو) کے مولود سے قبل توبہ کہے یا ابن الزانیہ تو اوسپر حد قذف نہوگی اور اگر بعد توبہ کہے تو اوسپر حد قذف ثابت ہوگی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے زنیت بک (مین نے تیرے ساتھ زنا کی ہی) تو شخص مذکور پر اوسکی زوجہ کے لیئے حد قذف واجب ہوگی اور اسمین وہی تردّد ہی جو قول قائل زنیت بفلانۃ مین مذکور ہوا اور شخص مذکور کے حق مین اوسوقت تک زنا ثابت نہوگی جب تک کہ چار مرتبہ اقرار نکرے اور اگر کوئی شخص کسی سے کہے یا دیوث (دیوث وہ شخص جو اپنی زوجہ پر مردون کو داخل کرتا ہو) یا کہے یا کشخان (وہ شخص جو اپنی اخوات پر مردونکو داخل کرتا ہو) یا کہے یا قرنان (جو شخص اپنے بنات پر مردونکو داخل کرتا ہو) یا ان الفاظ کے علاوہ ایسے کلمات کا استعمال کرے جو اونکے مثل ہون پس اگر عرف قائل مین الفاظ مذکورہ کا مفید قذف ہونا معلوم ہو تو اوسپر حد قذف لازم ہوگی اور اگر اونکا مفید قذف ہونا معلوم نہو یا اونکا غیر قذف کو مفید ہونا معلوم ہو تو اوسپر حد نہوگی ہان اگر الفاظ مذکورہ ایسے امر کو مفید ہون جسکو کہ مخاطب مکروہ جانتا ہو تو قائل کا تعزیر دینا لازم ہوگا اور اسی طرح ہر ایسے لفظ کے ساتھ تعریض کرنے مین قائل پر تعزیر ثابت ہوگی جسکو کہ مخاطب مکروہ جانتا ہو اور لغت یا عرف مین قذف کے لیئے وہ لفظ موضوع نہو اور اوسپر حد قذف ثابت نہوگی مثلاً کوئی شخص کسی سے کہے انت ولد حرام (تو حرام کا بچہ ہی)

متی کان احدھما کذبا فی الآخر ویمنع لانا لا نسلم انہ فعل واحد لان موجب الحد فی الفاعل غیر الموجب فی المفعول ویختلف یمکن ان یکون احدھما مختارا والآخر مکرھا فالاول صاحب الفعل ولو قال لابن الملاعنۃ یا ابن الزانیۃ فعلیہ الحد ولو قال لابن المحدودۃ قبل التوبۃ فلا حد وبعد التوبۃ یثبت الحد ولو قال لامرأتہ زنیت بک فلھا الحد علی التردد المذکور ولا یثبت فی حقہ حد الزنا حتی یقر اربعا ولو قال یا دیوث او یا کشخان او یا قرنان او غیر ذلک من الالفاظ فان افادت القذف فی عرف القائل لزمہ الحد وان لم یعرف فائدتہا او کانت مفیدۃ لغیرہ فلا حد ویعزر ان افادت فائدۃ یکرھھا المواجہ وکذا کل تعریض بما یکرھہ المواجہ ولم یوضع للقذف لغۃ ولا عرفا یثبت بہ التعزیر لا الحد کقولہ انت ولد حرام

یا حملت بک امک — فی حیضھا (تیرے ساتھ تیری ماں اپنے حیض مین حاملہ ہوئی تھی) یا کوئی شخص اپنے زوجہ سے کہے لم اجدک عذراء (مین نے تجکو باکرہ نہین پایا) یا کوئی شخص کسی ایسے شخص سے جو متظاہر بستر ہو اور معلن بفسق نہو کہے یا فاسق یا کہے یا شارب الخمر (ای شراب کے پینے والے) یا کہے خنزیر یا حقیر- یا وضیع (ای کمینے) اور اگر کلمات مذکورہ کا ایسے شخص کے لیئے استعمال کرے جو مستحق استخفاف (اہانت کرنا) ہو تو قائل پر حد یا تعزیر نہو گی اور اسی طرح جو کلمہ کہ مخاطب کے لیئے باعث اذیت وغیرہ اوسکا بھی یہی حکم ہوگا اگرچہ مطابق واقع ہو جیسے یا اجزم یا ابرص امر دوم قاذف کے بیان مین اور قاذف مین بلوغ اور کمال عقل کا متحقق ہونا شرط ہی پس اگر طفل نابالغ کسیکا قذف کرے تو اوسپر حد کا قائم کرنا صحیح نہوگا اسلیئے کہ وہ مرفوع القلم ہی اگرچہ کسی ایسے شخص کا قذف کرے جو مسلم اور بالغ اور حر ہو لیکن اوسکا تعزیر دینا لازم ہوگا تاکہ آیندہ کو ایسی جسارت نکرے اور مجنون کا بھی یہی حکم ہی اور آیا حد کامل کے واجب ہونے مین قاذف کا حر ہونا بھی شرط ہی یا نہین پس بعض علما نے فرمایا ہی کہ شرط ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ شرط نہین ہی پس اگر کوئی عبد کسی حر کا قذف کرے تو قول اول کے بنا بر نصف حد چالیس درّے اور قول دوم کے بنا بر مجموع حد ثابت ہوگی جسکی مقدار اسّی درّے ہوتے ہین اور اگر مقذوف اوس (قاذف) کے حریت کا مدعی ہو اور قاذف انکار کرے پس اگر قول اوّل کے قائل ہون اور اوسکی حریت یا رقیت کسی بیّنہ یا شیاع وغیرہ سے ثابت ہو جاے تو اوسکے موافق عمل کرنا معین ہوگا اور اگر مجہول رہے تو اسمین تردد ہی اسلیئے کہ اس مقام پر اصالت حریّت اور اصالت برارت باہم متعارض ہین لیکن قول قاذف کا مقبول ہونا اظہر ہی اسلیئے کہ رقیت قاذف کا احتمال باقی رہتا ہی اور اصل برارت اوسکی موید ہی اور اصالت حریت دافع شبہہ نہین ہوسکتی جو مسقط یا دتی ہی امر سوم مقذوف کے بیان مین اور مقذوف مین احصان کا متحقق ہونا شرط ہی جس سے اس مقام پر بلوغ اور کمال

العقل والحرية والاسلام والعفة فمن استكملها وجب بقذفه الحد ومن فقدها او بعضها فلا حد وفيه التعزير كمن قذف صبيا او مملوكا او كافرا او مجنونا او متظاهرا بالزنا سواء كان القاذف حرا او عبدا مسلما او كافرا

عقل ور حریت اور اسلام اور عفت مراد ہی پس جبکہ کسی شخص مین شرائط مذکورہ موجود ہون تو اوسکے قذف کرنے سے قاذف پر حد ثابت ہوگی اور اگر جس شخص مین کہ کل یا بعض شرائط مفقود ہون گیے تو اوسکے قذف کرنے سے قاذف پر حد ثابت نہوگی بلکہ اوسکا تعزیر دینا معیّن ہوگا جیسے کسی شخص کا کسی طفل نابالغ یا مجنون یا مملوک یا کافر یا متظاہر بزنا کو قذف کرنا خواہ شخص قاذف مسلم ہو یا کافر حر ہو یا غلام اور اگر کوئی شخص کسی مسلم کو کہے یا ابن الزانیۃ یا کہے امک زانیۃ اور اوسکی مان کافرہ یا کنیز ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین فرمایا ہی کہ قاذف پر حد تمام قائم کیجائیگی اسلیے کہ اوس عورت کے مولود کی حرمت ثابت ہی لیکن اوسپر تعزیر کا قائم کرنا اشبہ ہی اور اگر کوئی شخص اپنے مولود کا قذف کرے تو شخص مذکور پر حد قذف ثابت نہوگی اور اوسکا تعزیر دینا لازم ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی اوس زوجہ میتہ کا قذف کرے جسکے بطن سے شخص مذکور کے لیے کوئی مولود موجود ہو اور اوسکی زوجۂ مذکورہ کا مولود مذکور کے سوا کوئی دوسرا وارث نہو تب بھی یہی حکم ہوگا ہان اگر اوسکی زوجۂ مذکور کے لیے ایسی اولاد موجود ہو جو کسی دوسرے شخص کے صلب سے پیدا ہوئی ہو تو اوس اولاد کے لیے شخص مذکور (قاذف) پر حد تام ثابت ہوگی اور کوئی شخص اپنے باپ کا قذف کرے تو اوسپر حد قذف قائم کیجائیگی اور اسیطرح اگر کوئی عورت اپنے مولود کا قذف کرے تو اوسپر بھی حد قذف ثابت ہوگی اور باقی اقارب کا بھی یہی حکم ہی امر چہارم

[illegible]

احکام قذف کے بیان مین اور اوسمین کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کسی جماعت کا یکے بعد دیگرے قذف کرے تو جماعت مذکورہ مین سے ہر ایک شخص کے لیے قاذف پر حد ثابت ہوگی اور اگر ایک ہی لفظ کے ساتھ اون سب کا قذف کرے مثلاً کہے ھؤلاء زناۃ (یہ لوگ زانی ہین) اور وہ لوگ اوس قاذف کو حالت اجتماع مین حاکم شرع کے پاس لے آئین تو اون سب کے لیے اوسپر ایک ہی حد ثابت ہوگی اور اگر مطالبہ کرنے مین وہ لوگ متفرق ہون تو ہر ایک شخص کے لیے اوسپر

ولو قال للمسلم یا ابن الزانیة او یا ابن زانیة او امك زانیة وکانت امه کافرة او امة قال فی النهایة علیه الحد تاما لحرمة ولدها والاشبه التعزیر ولو قذف الاب ولده لم یحد وعزر وکذا لو قذف زوجته المیتة ولا وارث الا ولده نعم لو کان لها ولد من غیره کان له الحد تاما ویحد الولد لو قذف اباه والام لو قذفت ولدها وکذا الاقارب

الرابع فی الاحکام وفیه مسائل الاولی اذا قذف جماعة واحدا بعد واحد فلکل واحد حد ولو قذفهم بلفظ واحد وجاؤوا به مجتمعین فللکل حد واحد ولو افترقوا فی المطالبة فلکل واحد حد

حد قذف ثابت ہوگی اور آیا تعزیر مین بھی یہی حکم جاری ہوگا یا نہین پس ایک جماعت نے فرمایا ہی کہ جاری ہوگا لیکن اس مقام پر اختلاف کرنے کے کوئی معنی نہین ہین اسلیے کہ مقدار تعزیر کا نظر حاکم پر مدار ہی اور اوسکے لیے کوئی حد معین نہین ہی اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی سے کہے یا ابن الزانیین (اے دو زانیون کے بیٹے) تو مخاطب کے مان باپ کے لیے قائل پر حد قذف ثابت ہوگی پس اگر حالت اجتماع مین وہ دونون مطالبہ کرین تو قائل مذکور پر ایک حد کا قائم کرنا لازم ہوگا اور اگر وہ دونون یکے بعد دیگرے مطالبہ کرین تو اوسپر دو حدونکا قائم کرنا لازم ہوگا اسلئے کہ قائل مذکور کا اون دونون کو ایک ہی لفظ کے ساتھ قذف کرنا مفروض ہے جسکا حکم ابھی مذکور ہو چکا ہی **دوسرا مسئلہ** حد قذف بھی موروث ہی اور زوج و زوجہ کے سوا اوسکا منجملہ ذکور و اناث وہ شخص وارث ہوتا ہی جو مال مقذوف کا وارث ہوتا ہی **تیسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے کہے ابنک زان (تیرا بیٹا زانی ہی) یا کہے ابنک لائط (تیرا بیٹا لواطہ کرتا ہی) یا کہے بنتک زانیۃ (تیری بیٹی زانیہ ہی) تو قاذف پر مخاطب کے ابن و بنت کی حد ثابت ہوگی اور خود مخاطب کی حد ثابت نہوگی پس وہ دونون استیفاء حد یا عفو کے ساتھ سبقت کرین تو اسمین کوئی بحث نہین ہی اور اگر اون دونون کا باپ (مخاطب) سبقت کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین ارشاد فرمایا ہی کہ اوسکو مطالبہ اور عفو جائز ہوگا کیونکہ قذف مذکور مین اوسکے لیے جائز ہی اور اسمین اشکال ہی اسلیے کہ مستحق موجود ہی اور اوسکو ولایت مطالبہ حاصل ہی لہذا حق قذف مین اوسکے باپ کو تسلط نہوگا جیسا کہ قذف کے علاوہ باقی حقوق مین اوسکو تسلط نہین ہی **چوتھا مسئلہ** جبکہ حد قذف کی ایک جماعت وارث ہو تو بعض کے ساقط کر دینے سے بعض آخر کا استحقاق ساقط نہوگا پس باقی ورثہ کو حد تام کے ساتھ مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اگرچہ ایک ہی شخص باقی ہو لیکن اگر کل جماعت اوسکو ساقط کر دے یا ایک ہی شخص اوسکا مستحق ہو اور وہ ساقط

کر دے تو قاذف سے حد ساقط ہو جائیگی اور مستحق حد کے اوسکا سلام اسا قط کر دینا جائز ہی خواہ اوسکا حق ثابت ہو چکا ہو یا ثابت نہوا ہو اور حاکم کو اوس پر اعتراض کرنا صحیح نہین ہی اور حد قذف اوس وقت تک قائم نہ کیجائیگی جب تک کہ مستحق اوسکا مطالبہ نکرے پانچوان مسئلہ جبکہ تکرر قذف کی وجہ سے قاذف پر دو مرتبہ حد قائم ہو چکی ہو تو تیسری مرتبہ مین اوسکا قتل کرنا متعین ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ چوتھی مرتبہ مین اوسکا قتل کرنا متعین ہوگا اور یہ قول اولی ہی اسلیئے کہ خونریزی مین مراعات احتیاط لازم ہی اور اگر کسی شخص پر قذف کرے اور اوسپر حد قائم ہو بعد ازان کہے کہ مین نے جو کچھ بیان کیا تھا وہ صحیح تہا تو قول دوم کی وجہ سے اوسکو تعزیر دیجائیگی اسلیئے کہ وہ صریح نہین ہی اور قذف متکرر مین قاذف پر ایک ہی حد ثابت ہوتی ہی اور ایک سے زائد ثابت نہین ہوتے چھٹا مسئلہ قاذف سے اوس وقت تک حد ساقط نہوگی جب تک کہ بینہ (گواہ عادل) نہ اوسکی تصدیق نکرے یا مستحق حد اوسکی تصدیق نکرے یا مستحق حد اوسکو ساقط نکر دے لیکن اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کا قاذف کرے تو زوجہ کے ساقط کر دینے یا قاذف کے لعان کرنے سے حد قذف ساقط ہو گی ساتوان مسئلہ حد قذف کی مقدار اسی درّے ہین خواہ حر ہو یا غلام اور اوسپر حد قذف کا مع ثیاب (کپڑے) قائم کرنا لازم ہوگا اور اوسکا برہنہ کرنا صحیح نہوگا اور ضرب متوسط پر اقتصار کرنا واجب ہوگا اور اوسکی ضرب لگانے مین اوسقدر شدت کرنا صحیح نہوگا جسقدر کہ ضرب زنا مین شدت کیجاتی ہی بلکہ اوس سے کم پر اقتصار کرنا متعین ہوگا اسلیئے کہ رسولخدا سے منقول ہوا ہی الزانی اشد ضربا من شارب الخمر وشارب الخمر اشد ضربا من القاذف والقاذف اشد ضربا من التعزیر اور قاذف کا تشہیر کرنا اور لوگون کا اوسکے احوال پر مطلع کرنا لازم ہوگا تاکہ اوسکی شہادت سے اجتناب کیا جائے اور قذف کے ثابت ہونیمین دو عادلون کا شہادت دینا یا قاذف کا دو مرتبہ اقرار کرنا کافی ہی اور مقر مین تکلیف (بالغ عاقل ہو)

اور حریت اور اختیار کا متحقق ہونا شرط ہی آٹھوان مسئلہ جبکہ دو شخصون مین سے ہر ایک شخص دوسرے کا قذف کرے تو حد قذف ساقط ہو گی لیکن اون دونون کا تعزیر دینا لازم ہو گا نوان مسئلہ بعض علمانے فرمایا ہی کہ اگر کفار آپس مین ایسے القاب کے ساتھ بنا بر د القاب مذمومہ و مکروہہ کا ذکر کرنا کرین جو مذمت پر مشتمل ہون یا ایسے امراض کے ساتھ تعییر عیب لگانا سرزنش کرنا کرین جو باعث اہانت ہون جیسے نامحروم یا مبروص کہنا تو اون سے تعزیر ساقط ہو گی لیکن اگر ترک تعزیر مین حدوث فتنہ کا خوف ہو تو امام علیہ السلام کو اوسکا تعزیر کرنا اوس مقدار کے ساتھ جو درکنار صحیح ہو گا جو اون کے نزدیک مصلحت ہو اور اس مقام سے چند مسئلے اور ملحق کیے جاتے ہین پہلا مسئلہ اگر کوئی شخص حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سب و شتم کرے تو سامع کو شخص مذکور کا قتل کرنا جائز ہو گا تا وقتیکہ اپنے یا کسی برادر مومن کے نفس یا مال پر ضرر کا خوف نرکھتا ہو اور اسیطرح اگر کوئی شخص منجملہ ائمہ طاہرین کسی امام کا سب و شتم کرے تو اوسکا بھی یہی حکم ہو گا دوسرا مسئلہ جو شخص کہ نبوت کا دعوی کرے اوسکا قتل کرنا واجب ہو اور اسی طرح اگر صدق نبی مین کوئی شخص شک کرے مثلاً کہے لا ادری محمد بن عبداللہ ص صادق او لا یعنی نہین جانتا کہ محمد بن عبداللہ صادق ہین یا نہین اور شخص مذکور بظاہر مسلم ہو تو اوسکا قتل کرنا بھی واجب ہو گا تیسرا مسئلہ جو شخص کہ سحر پر عمل کرے اور مسلم ہو تو اوسکا قتل کرنا واجب ہو گا اور اگر وہ شخص کافر ہو تو اوسکا تادیب کرنا لازم ہو گا چوتھا مسئلہ تادیب صبی مین دس تازیانون سے زیادتی کرنا مکروہ ہی اور مملوک کا بھی یہی حکم ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنے غلام کو غیر حد مین حد لگائیگا تو اوسپر غلام مذکور کا آزاد کرنا لازم ہو گا لیکن ہمارے نزدیک صورت مذکورہ مین غلام کا آزاد کرنا مستحب ہی پانچوان مسئلہ جس حق اللہ مین تعزیر واجب ہوتی ہی وہ دو عادلون کی شہادت سے ثابت ہوتا ہی اور اسیطرح ایک محل کی بنا پر

الباب الرابع

دو مرتبہ اقرار کرنے سے بھی ثابت ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص اپنے غلام یا کنیز کا قذف کرے تو اجنبی کی طرح اوسکو بھی تعزیر دیجائیگی چھٹا مسئلہ اگر کوئی شخص کسی فعل حرام کا مرتکب ہو یا کسی فعل واجب کو ترک کرے تو امام علیہ السلام پر اوسکا مقدار حد سے کم کے ساتھ تعزیر دینا لازم ہوگا جسکی مقدار کے معین کرنیکا امام علیہ السلام کو اختیار ہوگا لیکن اوس کی مقدار کا حر مین حد حر (سو درے) کے مساوی کرنا اور عبد مین حد عبد (چالیس درے) کے مساوی کرنا صحیح نہوگا باب چہارم حد مسکر و فقاع کے بیان مین اور اوسکے مباحث تین ہین مبحث اول موجب حد کے بیان مین موجب حد کے تحقق مین چار امور کا موجود ہونا شرط ہے اول مسکر یا فقاع کا تناول (اکل و شرب کے ذریعہ سے داخل حلق کرنا) کرنا دوسرے صاحب اختیار ہونا سوم عالم بتحریم ہونا چہارم تناول کا کامل (بالغ و عاقل) ہونا پس جبکہ کسی شخص مین یہ چارون شرطین متحقق ہون تو اوسپر حد مسکر ثابت ہوگی اور ہم نے موجب حد مین تناول کو شرط کیا ہے تاکہ وہ مسکر کے پینے اور نان خورش بنانے اور غذا و دوا کے ساتھ ممزوج کرکے اخذ کرنے کو بھی شامل ہوجاے اور مسکر سے ہر وہ شے مراد ہے جسکی شان سے اسکار (بیدا کرنا) ہو اسلئے کہ حکم اوس صورت مین بھی متعلق ہوتا ہے جبکہ مسکر کا ایک ہی قطرہ تناول کیا جاے اگرچہ وہ قطرہ مسکر نہو اور حکم مذکور مین جملہ مسکرات داخل ہین جیسے خمر اور مسکرات تمریہ (جو خرمے سے بنائے جاتے ہین) جسکو نبیذ کہتے ہین اور مسکرات زبیبیہ (جو منقے سے بنائے جاتے ہین) جسکو نقیع سے تعبیر کرتے ہین اور مسکرات عسلیہ (جو شہد سے بنائے جاتے ہین) جسکو تبع کہتے ہین اور مزر جو گندم اور جو اور مکا وغیرہ سے بنائے جاتے ہین اور اسیطرح اگر کوئی مسکر دو یا کئی چیزون سے بنایا ہے تو اوسپر بھی یہی حکم جاری کیا جائیگا اور جبکہ عصیر عنبی (شیرہ انگور) کو غلیان (تہ و بالا ہونا) ہوجائے تو اسکا بھی یہی حکم ہوگا اگرچہ کف اوس مین حادث نہون لیکن جبکہ بوجہ غلیان (جوش) اوس (عصیر عنبی) کے دو ثلث کم ہوجائین یا وہ (عصیر عنبی) سرکہ وغیرہ کی طرف منقلب ہوجائے تو حکم مذکور اوس سے متعلق نہوگا

اور اسی طرح اگر عصیر عنبی کے علاوہ کسی اور شے مین شدت مسکرہ حاصل ہو جائے تو حکم مذکور اوس سے بھی متعلق ہوگا اور جبکہ شیرۂ خرمہ کو غلیان ہو اور حد اسکار تک نہ پہونچے تو آیا وہ بھی حرام ہوگا یا نہین اسمین تردد ہے لیکن اسکا تحلیل پر باقی رہنا اشبہ ہے تاوقتیکہ حد اسکار تک نہ پہونچے اور اسیطرح اگر پانی مین منقی تر کر دیجائے بعد ازان اوسکو از خود یا بوجہ آتش غلیان ہو جائے تو اوسمین بھی یہی بحث جاری ہوگی لیکن اوسکا بھی حرام نہونا اشبہ ہے تاوقتیکہ شدت مسکرہ کی حد کو نہ پہونچے اور حکم تحریم مین فقاع بھی نبیذ مسکر کے مثل ہے اگرچہ وہ (فقاع) مسکر نہو اور اسیطرح ہر اوس کے ممنوع ہونیکے اور اصطباغ (نان خورش بنانا) کے حرام ہونے مین بھی فقاع پر نبیذ مسکر کا حکم جاری کیا جائیگا اور ہمنے موجب حد مین اختیار کو شرط کیا تاکہ شخص مکرہ (مجبور) خارج ہو جائے اسلئے کہ اوس (مکرہ) پر حد ثابت نہین ہوتی اور شارب مسکر سے حکم مذکور اوسوقت تک متعلق نہوگا جبتک کہ وہ بالغ اور عاقل اور جسطرح کہ مکرہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے اسیطرح اوس شخص سے بھی ساقط ہو جاتی ہے جو جاہل بتحریم یا جاہل بشرب ہے اور موجب حد دو عادلونکی شہادت سے ثابت ہوتا ہے اور اوسمین عورتونکی شہادت مقبول نہین ہے خواہ تنہا شہادت دین یا رجال کے ساتھ اور اسیطرح موجب حد کی ثبوت مین شارب کا دو مرتبہ اقرار کرنا بھی کافی ہے اور ایکمرتبہ اقرار کرنا کافی نہین ہے اور مقر مین بلوغ اور کمال عقل اور حریت اور اختیار شرط ہے بحث دوم کیفیت حد کے بیان مین اور حد کی مقدار اسی تازیانہ ہے شارب مرد ہو یا عورت حر ہو یا غلام اور ایک روایت مین وارد ہوا ہے کہ غلام پر فقط چالیس تازیانونکے ساتھ حد جاری کیجائیگی اور وہ روایت متروک ہے اور اگر شارب مسکر کافر ہو اور اوس (شرب مسکر) کے ساتھ تظاہر (اعلان) کرتا ہو تو اوسپر حد جاری کیجائیگی اور اگر اس شرب مسکر کے ساتھ تستر (اخفا) کرتا ہو تو اوسپر حد نہوگی اور شارب کی پشت اور دونون شانون پر بحالت عریانی مین ضرب لگانا لازم ہوگا اور اوسکے چہرہ اور فرج کا بچانا واجب ہوگا اور شارب پر اوسوقت تک حد کا قائم کرنا صحیح نہوگا

حتی یتحقق ... انما حد مرتین فقتل فی الثالثة وهو المروی وقال فی الخلاف تقتل فی الرابعة ولو شرب مرارا کفی حد واحد **الثالث** فی احکامه وفیه مسائل **الاول**

جب تک کہ وہ افاقہ نہ پاے تا کہ اقامت حد کا فائدہ (اوسکا نادم ہونا یا باز رہنا) حاصل ہو اور جبکہ شارب پر دو مرتبہ حد قائم ہو چکی ہو تو مرتبہ ثالثہ مین اوسکا قتل کرنا واجب ہوگا اور یہی قول روایت مین بھی منقول ہوا ہے اور شیخ الطائفہ نے کتاب خلاف مین فرمایا ہے کہ مرتبہ رابعہ مین اوس کا قتل کرنا واجب ہوگا اور اگر کوئی شخص مسکر کو کئی مرتبہ تناول کرے اور اوسپر کوئی حد قائم نہوئی ہو تو ایک حد کافی ہوگی **مبحث سوم** احکام کے بیان مین اور اوسمین کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** اگر ایک شاہد کسی شخص کے شراب پینے پر اور دوسرا شاہد اوسکے قے کرنے پر شہادت دے تو حد واجب ہوگی اسلیئے کہ اوسکا قے کرنا شراب کے پینے کو مستلزم ہے جیسا کہ روایت حسین ابن زید مین منقول ہوا ہے ما قاءها حتی شربها بناءً علیہ اگر دونون شاہد کسی شخص کے قے کرنیکی شہادت دین تب بھی مشہود علیہ پر حد کا واجب ہونا لازم آتا ہے اسلیئے کہ روایت مذکورہ مین جو تعلیل وارد ہوئی ہے وہ یہان بھی جاری ہو سکتی ہے اور اس مین تردد ہے کیونکہ شراب کے پینے مین شخص مذکور کے مکرہ (مجبور) ہونیکا بھی احتمال ہے اگرچہ یہ احتمال بعید ہے لہذا حد کا بوجہ شبہہ ساقط ہونا چاہیئے مگر احتمال مذکور کی دفع مین کہہ سکتے ہین کہ اگر اکراہ واقع ہوتا تو حد شرب کو مشہود علیہ اسی عذر کی وجہ سے دفع کرتا پس اوسکا عذر اکراہ کو بیان نکرنا اوسکے واقع نہونے پر دلالت کرتا ہے لیکن اگر مشہود علیہ اپنے مکرہ ہونے کا مدعی ہو تو اوس سے حد ساقط ہوگی **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص حلال جانکر شراب پیے تو حاکم کو اوسکا توبہ پر مامور کرنا لازم ہوگا پس اگر اوسنے توبہ کا اظہار کیا تو اوسپر حد کا جاری کرنا واجب ہوگا اور اگر اوسنے توبہ سے امتناع (انکار) کیا تو اجراء حد کے بعد اوسکا قتل کرنا معین ہوگا خواہ شخص مذکور فطری ہو یا غیر فطری اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ اوسپر حکم مرتد جاری کیا جائیگا اور فطری و غیر فطری مین فرق کرنا لازم ہوگا اور یہ قول قوی ہے اسلیئے کہ حرمت خمر مین جملہ ضروریات اسلام سے ہے جس کا منکر کافر ہوتا ہے البتہ اگر کوئی شخص شراب کے علاوہ کسی دوسرے مسکر کو حلال جانکر تناول کرے تو اوسکا قتل کرنا صحیح نہوگا

لو شهد واحد بشربها والآخر بقیئها وجب الحد ... لذلك ولو شهدا بقیئها ... نظرا الی التعلیل المروی وفیه تردد ... ولعل هذا الاحتمال یندفع بانه لو کان واقعا لادعاه ... اما لو ادعاه فلا حد **الثانیة** من شرب الخمر مستحلا استتیب فان تاب اقیم علیه الحد وان امتنع قتل وقیل یکون حکمه حکم المرتد وهو قوی ولا یقتل مستحل غیرها

اسلیے کہ مابین مسلمین اوسکی حلت مین اختلاف متحقق ہی البتہ اوس (مسکر) کے تناول کرنے مین بھی حد
قائم کیجائیگی خواہ حلال جانکر استعمال کیا جاے یا حرام جانکر تیسرا مسئلہ اگر کوئی شخص حلال جانکر
شراب کو فروخت کرے تو وہ (شخص) توبہ کرنے پر مامور کیا جائیگا پس اگر اوسنے توبہ کی فبہا ورنہ اوسکا قتل
کرنا لازم ہوگا اور اگر حلال جانکر فروخت نکرے تو اوسکا تعزیر کرنا واجب ہوگا اور اگر شراب کے علاوہ
کسی دوسرے مسکر کو فروخت کرے تو اوسکا قتل کرنا مطلقاً صحیح ہوگا خواہ حلال جانکر فروخت کرے
یا حرام جانکر البتہ اوسکا تادیب کرنا لازم ہوگا چوتھا مسئلہ اگر قیام بینہ کے قبل شارب مسکر توبہ کرے
تو حد ساقط ہوگی اور اگر قیام بینہ کے بعد توبہ کرے تو ساقط نہوگی اور اگر اوسکی اقرار سے حد ثابت
ہوئی ہو تو استیفا و عفو مین امام علیہ السلام مخیر ہونگے اور بعض علما نے اس مقام پر امام کے مخیر ہونیکو
منع اور استیفا کے متعین ہونیکا جزم کیا ہی اور یہی قول اظہر ہی تتمہ جو کئی مسئلوں پر مشتمل ہی پہلا مسئلہ
اگر کوئی شخص ایسی شی کے استحلال (حلال جاننا) کا قائل ہو جسکی حرمت پر اجماع مسلمین منعقد ہو جیسے
مردہ خون سود گوشت خوک اور شخص مذکور پیدا ہوا ہو علی الفطرۃ ہو تو اوسکا قتل کرنا لازم ہوگا اور اگر
منجملہ اشیاء مذکورہ کسی شی کا بدون استحلال مرتکب ہو تو اوسکا تعزیر کرنا واجب ہوگا دوسرا مسئلہ
اگر کسی شخص کو حد یا تعزیر قتل کردے تو اوسکے لئے دیت نہوگی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ بیت
المال پر اوسکی دیت واجب ہوگی اور قول اول ظاہر ہی تیسرا مسئلہ اگر حاکم شرع کسی شخص پر حد
قتل قائم کرے بعد ازاں بینہ کا فاسق ہونا معلوم ہو تو بیت المال سے اوسکی دیت متعلق ہوگی
اور حاکم یا اوسکا عاقلہ ضامن دیت ہوگا اور اگر حاکم شرع کسی شخص کو زن حاملہ پر حد کے قائم
کرنیکے غرض سے روانہ کرے اور زن مذکورہ کا حمل از راہ خوف ساقط ہو جاے تو شیخ علیہ الرحمۃ نے
فرمایا ہی کہ بیت المال پر دیت جنین لازم ہوگی اور یہ قول قوی ہی اسلئے کہ خطا ہی اور خطا حاکم کا
بیت المال سے تعلق ہوتا ہی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ دیت کا عاقلہ حاکم سے تعلق ہوگا اور یہ وہ قصہ ہی

وفي قضية علي عليه السلام ولعله محمول على أنه كان قد ضرب الحد وزيادة ولو كان عن الحد ضمان فعليه نصف الدية في ماله ان لم يعلم الحداد لانه شبيه العمد ولو كان سهوا فالنصف على بيت المال ولو أمر بالاقتصار فزاد الحداد عمدا فالنصف على الحداد في ماله ولو زاد سهوا فالدية على عاقلته وفيه احتمال آخر

الباب الخامس

في حد السرقة والنظر في السارق والمسروق والحجة والحد واللواحق

الكلام في السارق ويشترط في وجوب الحد عليه شروط الاول البلوغ فلو سرق الطفل لم يحد ويؤدب ولو تكرر سرقته وفي النهاية يعفى عنه اولا فان عاد ادب فان عاد حكت انامله حتى تدمى فان عاد قطعت انامله فان عاد قطع كما يقطع الرجل وبهذا روايات الثاني العقل فلا يقطع المجنون ويؤدب وان تكرر منه الثالث ارتفاع الشبهة فلو

جو حکم کو حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا تھا اور حضرت نے عاقلۂ عمر پر دیت کے لازم ہونیکا حکم فرمایا تھا جسکے بعد عمر نے دیت کو بنی عدی پر جو اوسکے عاقلہ تھے) سے وصول کیا تھا اور اگر حاکم نے کسی محدود پر ایسی مقدار کے قائم کرنیکا عمداً امر کیا ہو جو مقدار حد سے زائد ہو اور حاکم مذکور کو اوسکا قتل کرنا مقصود ہو اور محدود مرجائے تو حاکم مذکور پر اوسکے مال مین نصف دیت واجب ہوگی اس شرط سے کہ حداود حد کا انکا نیز الا ہو کہ مقدار حد معلوم نہو اسلیئے کہ قتل مذکور اس صورت مین شبیہ عمد ہے اور اگر حاکم نے مقدار مذکور زائد از حد کے قائم کرنیکا سہواً امر کیا ہے تو نصف دیت کا بیت المال سے تعلق ہوگا اور اگر حاکم نے حداد کو اصل حد پر اقتصار کرنیکا امر کیا ہو اور حداد نے عمداً زیادتی کی ہو تو حداد پر اوسکے مال مین نصف دیت واجب ہوگی اور اگر حداد نے سہواً زیادتی کی ہو تو نصف دیت اوس حداد کے عاقلہ پر لازم ہوگی اور اس فرض مین ایک احتمال اور ہے جس سے دیت کا مجموع اسواط زائد اپنے پر تقسیم کرنا اور دیت کے اوس حصہ کا جو اسواط مشروعہ کے مقابل واقع ہو ساقط ہونا اور باقی کا ذمہ حداد پر لازم ہونا مراد ہے۔ باب پنجم حد سرقہ کے بیان مین اور اس مین پانچ فصلین ہین پہلی فصل سارق کے بیان مین سارق پر حد واجب ہونے مین آٹھ امور کا متحقق ہونا شرط ہے امر اول بالغ ہونا پس اگر کوئی طفل سرقہ کرے تو اوسپر حد کا قائم کرنا صحیح نہو گا بلکہ اوسکا ایسی مقدار کے ساتھ تادیب کرنا لازم ہوگا جو نظر حاکم مین مصلحت ہو اگرچہ اوس طفل سے مکرر سرقہ واقع ہوا ہو اور کتاب نہایہ مین شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مرتبۂ اولی مین اوس طفل سے عفو کرنا اور مرتبۂ ثانیہ مین اوسکا تادیب کرنا اور مرتبۂ ثالثہ مین اوسکی انگلیونکی پورونکا محکوک (خراشیدہ) کرنا تاانیکہ خون برآمد ہو اور مرتبۂ رابعہ مین اوسکی انگلیونکی پورونکا قطع کرنا اور مرتبۂ خامسہ مین شل مرد بالغ اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا متعین ہوگا اور اس بارہ مین کئی روایتین وارد ہوئی ہین امر دوم عاقل ہونا پس مجنون کے ہاتھ کا قطع کرنا صحیح نہو گا لیکن حالت افاقہ مین اوسکا تادیب کرنا اگرچہ سرقہ اوس سے مکرر واقع ہوا امر سوم شبہہ کا مرتفع ہونا پس اگر سارق کو ملک کا

الملك فبان
غير مالك لم يقطع
وكذا لو كان المال
مشتركا فاخذ ما
نظن انه قدر نصيبه
الرابع
ارتفاع الشبهة فلو
سرق من مال الغنيمة
فيه روايتان احديهما
لا يقطع والاخرى
ان زاد ما سرقه عن
نصيبه بقدر
النصاب قطع
والتفصيل حسن
ولو سرق من
المال المشترك
قدر نصيبه
لم يقطع ولو
زاد بقدر النصاب
قطع الخامس
ان يهتك الحرز
منفردا او مشاركا
فلو هتك غيره
واخرج هو
فالقطع على ...
السادس
ان يخرج المتاع
بنفسه او مشاركا
ويتحقق الاخراج
بالمباشرة وبالتسبيب
مثل ان يشده
بحبل ثم يجذبه
من خارج او يضعه
على دابة او على
جناح طائر من
شانه العود اليه
ولو امر صبيا
غير مميز باخراجه
تعلق بالامر القطع
لان الصبي كالآلة
السابع ان
لا يكون والدا من
ولده ويقطع الولد
لو سرق من
الوالد

توہم ہو بعد ازان اوس سارق) کا غیر مالک ہونا ظاہر ہو تو اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر مال مشترک مین سے اوس مقدار کو اخذ کرے جسکا بقدر نصیب ہونا اوس سارق کو مظنون ہو بعد ازان مقدار مذکور کا اوسکے حصہ سے زائد ہونا معلوم ہو تب بھی یہی حکم ہوگا امر چہارم شبہت کا مرتفع ہونا پس اگر مال غنیمت کا سرقہ کرے تو اوسکے بارہ مین دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین ایک قسم یہ ہے کہ اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا لازم نہوگا اور دوسری قسم یہ ہیکہ اگر مال مسروق اوسکے حصہ سے بقدر نصاب زائد ہو تو اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا لازم ہوگا اور اس مقام پر تفصیل کا قائل ہونا خوب ہے اور وہ (تفصیل) یہ ہیکہ اگر سارق نے اوس مقدار کو اخذ کیا ہو جسکا بقدر نصیب ہونا اوسکو مظنون ہو بعد ازان اوسکا زائد از نصیب ہونا معلوم ہو تو اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا صحیح نہوگا والا اوسکا قطع کرنا متعین ہوگا اور اگر مال مشترک مین سے اوس مقدار کا سرقہ کرے جو اوسکے حصہ کے برابر ہو تو قطع کرنا جائز نہوگا اور اگر اوس مقدار کا سرقہ کرے جو اوسکے حصہ سے بقدر نصاب زائد تو قطع کرنا لازم ہوگا امر پنجم حرز مال (اوسکے محفوظ رہنے کی جگہ) کا ہتک کرنا خواہ تنہا ہتک کرے یا کسی دوسرے شخص کے ساتھ پس اگر ایک شخص ہتک (پردہ داری کرنا) کرے اور دوسرا شخص مال کو خارج کرے تو اوس (خارج کرنے والے) کے ہاتھ کا قطع کرنا صحیح نہوگا امر ششم متاع کا بنفسہ یا کسی دوسرے شخص کے ساتھ خارج کرنا اور تحقیق اخراج کی دو صورتین ہین صورت اولی مباشرت (کسی کام کا خود بجا لانا) ہے صورت ثانیہ (اسباب کا مہیا کر دینا) ہے جیسے کسی مال کا رسی مین باندھکر خارج سے کھینچ لینا یا اوس (مال) کا چوپایہ پر رکھدینا یا اوسکا ایسے پرندہ کے بازو پر باندھدینا جو باعتبار عادت اوسکی طرف عود کرتا ہو اور اگر کوئی شخص کسی طفل غیر ممیز کو مال کے خارج کرنے پر مامور کرے تو آمر کے ہاتھ کا قطع کرنا متعین ہوگا اسلیئے کہ طفل مذکور آلہ کا حکم رکھتا ہے امر ہفتم والد نہونا پس اگر کوئی شخص اپنے مولود (پسر یا دختر) کے مال کا سرقہ کرے تو اوس (شخص) کے ہاتھ کا قطع کرنا صحیح نہوگا اور اگر کوئی شخص اپنے والد (باپ) کے مال کا سرقہ کرے تو اوسکے ہاتھ کا قطع

قطع کرنا بھی لازم ہوگا اور اسیطرح اگر باقی اقارب مین سے کوئی شخص کسی قریبکے مال کا سرقہ کرے تو اوسکے ہاتھکا
قطع کرنا بھی لازم ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی عورت اپنی مولود کے مال کا سرقہ کرے تو اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا بھی لازم ہوگا
امر ہشتم مال کا بطور سر (خفیہ) خارج کرنا ہے اگر کوئی شخص کسی شخص کے مال کو بطور اعلان اوسکے حرز سے بقہر و غلبہ خذ کرے
تو اوسکا ہاتھ قطع نکیا جائیگا اور اسیطرح اگر کوئی امین مال امانت مین خیانت کرے تو اوسکا ہاتھ بھی قطع نکیا جاویگا اور اگر کوئی
کافر ذمی کسی مسلم کے مال کا سرقہ کرے تو اوس کافر ذمی کے ہاتھ کا اسیطرح قطع کرنا واجب ہوگا جسطرح کہ مسلم کے ہاتھ کا قطع کرنا
لازم ہوتا ہے اگرچہ اوسنے کسی کافر ذمی ہی کے مال کا سرقہ کیا ہو اور اسیطرح جگہ قطع مین مملوک اور حر بھی
مساوی ہین بشرطیکہ سرقہ مملوک کسی بینہ کی شہادت سے ثابت ہوا ہو یا اوسکے اقرار سے ثابت ہوا ہو
اور مسائل مذکورہ مین مرد و عورت دونونکا حکم ایک ہی ہے اور اس مقام پر کئی مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ
جبکہ مال مرہون کا راہن سرقہ کرے تو اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا صحیح نہوگا اگرچہ مرتہن کو اوس (مال مرہون) کے
امساک (روکنا) کا استحقاق حاصل ہوتا ہے اور اسیطرح اگر عین مستاجرہ کا موجر سرقہ کرے تو اوسکے
ہاتھ کا قطع کرنا بھی صحیح نہوگا اگرچہ موجر کو عین مذکورہ تا مدت اجارہ استعمال کرنا ممنوع ہوتا ہے اور مستاجر
کے تا مدت مذکورہ مالک منفعت ہونیکا اختیار رکھتے ہین اسلیئے کہ مال مسروق منہ (مستاجر) مین بقدر نصاب کے
وقت سرقہ خارج کرنیکا تحقق نہین ہوا دوسرا مسئلہ اگر کوئی غلام اپنے آقا کے مال کا سرقہ کرے تو اوس
(غلام) کے ہاتھ کا قطع کرنا صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر عبد غنیمت اوس (غنیمت) مین سے سرقہ کرے تو اوسکے
ہاتھ کا قطع کرنا بھی صحیح نہوگا اسلیئے کہ اسمین زیادت اضرار ہے البتہ حاکم کو اوسکا ایسی مقدار کے ساتھ
تادیب کرنا لازم ہوگا جو مادۂ جرات کو قطع کردے تیسرا مسئلہ اگر کوئی اجیر اپنے مستاجر کے مال کا سرقہ کرے
تو اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا لازم ہوگا بشرطیکہ مستاجر نے اپنے مال کو اوس سے محفوظ رکھا ہو اور ایک روایت
مین وارد ہوا ہے کہ اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا صحیح نہوگا لیکن یہ روایت حالت استیمان پر محمول اور اسیطرح
اگر کوئی مرد اپنی زوجہ کے مال کا یا کوئی عورت اپنے شوہر کے مال کا سرقہ کرے تو اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا بھی

لو سرق من زوجته او الزوجة من زوجها

صحیح نہوگا اور آیا ضیف (مہمان) کے ہاتھ کا قطع کرنا بھی جائز ہوگا یا نہین اسمین دو قول ہین ایک قول یہ ہو کہ اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا مطلقًا جائز نہوگا اور دوسرا قول یہ ہو کہ اگر میزبان نے اپنے مال کو اوس سے محفوظ رکھا ہو تو قطع کرنا لازم ہوگا ورنہ جائز نہوگا اور یہی قول اشبہ ہو چھٹا مسئلہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے متاع کو خارج کرے بعد ازان صاحب مکان کہے کہ تونے میں متاع کا سرقہ کیا ہے اور مخرج (خارج کرنیوالا) کہے کہ تونے مجکو یہ متاع ہبہ کے ہی یا کہے کہ تونے اس متاع کے خارج کرنیکی اجازت دی تھی تو اوس مخرج سے حد سرقہ ساقط ہوگی اسلیے کہ اس صورت مین شبہہ متحقق ہو جو سقوط حد ہوتا ہو اور مال کے بارہ مین صاحب مکان کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے کہ فلان متاع میرا مال ہو اور صاحب مکان اوسکا انکار کرے تب بھی صاحب مکان کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اور مخرج سے اوسکی غرامت (تاوان) متعلق ہوگی اور ہاتھ کا قطع کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ شبہہ متحقق ہو دوسری

فصل مسروق کے بیان مین پس اوس مال کے سرقہ مین ہاتھ کا قطع کرنا صحیح نہین ہو جسکی مقدار ربع دینار سے کم ہو اور ربع دینار کے سرقہ مین ہاتھ کا قطع کرنا لازم ہو اور اوس ربع دینار کا طلائی خالص اور مسکوک ہونا شرط ہو اور اسیطرح اوس مال کے سرقہ مین بھی ہاتھ کا قطع کرنا لازم ہو جسکی قیمت ربع دینار ہو خواہ وہ مال پارچہ ہو یا ہو طعام یا میوہ وغیرہ اور خواہ وہ مال مباح الاصل ہو جیسے علف صحرا یا نہو اور ضابطہ یہ ہو کہ مسلمان اوسکا مالک ہو سکتا ہو اور از قبیل خمر و خوک نہو اور ایک روایت مین گل (مٹی) و رنگ رخام کے سارق سے حد کا ساقط ہونا منقول ہوا ہو لیکن وہ روایت ضعیف ہو اور ثبوت حد مین مال مسروق کا داخل حرز ہونا شرط ہو جیسے اوسکا مقفل یا مغلق (دروبستہ) یا مدفون ہونا اور بعض علمانے فرمایا ہو کہ مال مسروق کا ایسے مقام پر موجود ہونا شرط ہو جس مین غیر مالک کا بدون اذن مالک داخل ہونا جائز نہین ہو پس جو مال کہ داخل حرز نہو اوسکے سرقہ مین دست سارق کا قطع کرنا صحیح نہوگا جیسے اوسکا آسیا خانہ یا حمام یا ایسے مقام سے اخذ کرنا جسمین آمد و رفت کرنیکا اذن حاصل ہو جیسے مساجد اور بعض علمانے فرمایا ہو کہ

مراعات مالک بھی داخل حرز ہے جسطرح کہ رسولخدا نے اوس شخص کے ہاتھ کو قطع فرمایا تھا جسنے کہ سعید (؟) بن صفوان بن امیہ کے ردا کا سرقہ کیا تھا (ناظر و خبردار رہنا) اور اسمین تردد ہے اور آیا ستارہ کعبہ کے سارق کا قطع کرنا بھی صحیح ہوگا یا نہین پس شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط اور خلاف مین فرمایا ہے کہ صحیح ہوگا (پردہ) اور اسمین اشکال ہے اسلیئے کہ خانہ کعبہ کی آمد و رفت کرنے مین کل مردم مساوی ہین اور اگر کوئی شخص کسی انسان کی جامہ بالائی کی جیب یا آستین سے سرقہ کرے تو اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا صحیح نہوگا اور اگر جامہ زیرین کی جیب یا آستین سے سرقہ کرے تو اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا لازم ہوگا اور اسیطرح بالائی درخت سے میوہ کے سرقہ کرنے مین بھی ہاتھ کا قطع کرنا صحیح نہین ہے البتہ اگر مالک نے میوہ درخت کو توڑنے کے بعد کسی حرز مین محفوظ کیا ہو تو اوسکے سرقہ مین دست سارق کا قطع کرنا لازم ہوگا اور اسی طرح اگر عام مجاعت (قحط سالی) مین کوئی شخص کسی شی ماکول کا سرقہ کرے تو اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا بھی صحیح نہوگا اور اگر کوئی شخص کسی طفل صغیر کا سرقہ کرے اور طفل مذکور (خورد سال) مملوک ہو تو اوس شخص کے ہاتھ کا قطع کرنا لازم ہوگا اور اگر طفل مذکور حر ہو اور سارق نے اوسکو فروخت کردیا ہو تو اوسکے ہاتھ کا بوجہ حد قطع کرنا صحیح نہوگا اور بعض علما نے فرمایا کہ دفع فساد کیلئے اسکا قطع کرنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص اپنے مکان کو عاریت دے بعد ازان اوسمین نقب دیکر مال مستعیر (عاریت لینے والا) کا سرقہ کرے تو اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا لازم ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنے مکان کو باجارہ دے بعد ازان مال مستاجر کا سرقہ کرے تو اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا بھی لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی مال موقوف کا سرقہ کرے تو اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا لازم ہوگا بشرطیکہ موقوف علیہ اوسکا مطالبہ کرے اسلیئے کہ وہ (مال موقوف) اوس (موقوف علیہ) کا مملوک ہے اور شتر (اونٹ) پر مراعات مالک کی وجہ سے داخل حرز ہونیکا حکم نکیا جائیگا اور اسیطرح گوسفند پر نظر راعی (چرواہے کا خبردار ہونا) کی وجہ سے داخل حرز ہونیکا حکم نکیا جائیگا اور اسمین قول آخر بھی ہے جسکو شیخ علیہ الرحمہ نے اختیار فرمایا ہے جس سے مراعات مالک اور نظر راعی کا داخل حرز ہونا مراد ہے اور اگر کوئی شخص مکان حرز یا اوس کے بنا کے

دروازہ بیرونی کا سرقہ کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہی کہ اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ باعتبار عادت وہ بھی داخل حرز ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنے مکان مین موجود ہو اور اوسکے دروازے کشادہ ہون اور شخص مذکور اپنے مال پر ناظر ہو تو اوسپر بھی حکم حرز جاری کیا جائیگا اور اگر شخص مذکور سو جاے تو حرز برطرف ہو جائیگا اور اسمین تردد ہی اور سارق کفن کے ہاتھ کا قطع کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ قبر اوسکا حرز ہی اور آیا قیمت کفن کا بقدر نصاب ہونا شرط ہی یا نہین پس بعض علمانے فرمایا ہی کہ شرط ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ مرۂ اولی مین اوسکا بقدر نصاب ہونا شرط ہی اور مرۂ ثانیہ اور ثالثہ مین شرط نہین ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اسکا بقدر نصاب ہونا مطلقاً شرط نہین ہی اور قول اول اشبہ ہی اور اگر کوئی شخص کسی قبر کا نبش کرے اور کفن کو اخذ نکرے تو اوسکا تعزیر دینا لازم ہوگا اور اگر اوس سے یہ فعل مکرر واقع ہوا اور حاکم شرع اوسکی تعزیر دینے پر متمکن نہوا ہو تو ردع و عبرت مردم کے لیے اوسکا قتل کرنا صحیح ہوگا **تیسری فصل** اون امور کے بیان مین جن سے کہ حد سرقہ ثابت ہوتی ہی پس دو عادلون کی شہادت دینے یا خود شخص کے دو مرتبہ اقرار سے حد سرقہ ثابت ہوتی ہی اور اوسکی ثبوت مین ایک مرتبہ اقرار کرنا کافی نہین ہی اور مقر کا بالغ اور کامل العقل اور حر اور صاحب اختیار ہونا شرط ہی پس اگر کوئی غلام اپنے سرقہ کرنیکا اقرار کرے تو اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ اوسکا اقرار کرنا مال غیر کے اتلاف کو متضمن ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص بوجہ اکراہ اقرار کرے تو اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا بھی صحیح نہوگا اور صورت اکراہ مین جسطرح کہ حد سرقہ ثابت نہین ہوتی اسیطرح تاوان بھی ثابت نہین ہوتا پس اگر کوئی شخص بوجہ ضرب اپنے سرقہ کا اقرار کرے بعد ازان مین مسروق کو رد کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین فرمایا ہی کہ اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا لازم ہوگا اور بعض اصحاب نے فرمایا ہی کہ اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ اقرار مین احتمال خلاف بھی مستغرق ہی اسلیے کہ مال کا اوسکے قبضہ مین

جہت سرقہ کے علاوہ کسی دوسری وجہ سے موجود ہونا بھی ممکن ہے اور یہ قول خوب ہے اور اگر کوئی شخص دو مرتبہ اقرار کرنے کے بعد رجوع کرے تو حد سرقہ ساقط نہوگی اور اوسپر حد سرقہ کا قائم کرنا متحتم ہوگا اور تاوان مال اوسپر لازم ہوگا اور اگر ایک ہی مرتبہ اقرار کرے تو حد سرقہ واجب نہوگی اور تاوان مال واجب ہوگا

چوتھی فصل حد سرقہ کے بیان میں حد سرقہ سے سارق کے دست راست کی چار انگلیوں کا قطع کرنا مراد ہے اور اوسکے لیئے کف دست اور ابہام (انگوٹھا) کا باقی رکھنا لازم ہوگا اور اگر دوسری مرتبہ سرقہ کرے تو اوسکے پاے چپ کا مفصل قدم سے قطع کرنا لازم ہوگا اور اوسکے لیے عقب (ناشتہ) کا باقی رہنا لازم ہوگا تاکہ اوسپر اعتماد کرنا ممکن ہو پس اگر تیسری مرتبہ سرقہ کرے تو اوسکا دائم الحبس کرنا لازم ہوگا اور اگر اسکے بعد بھی سرقہ کرے تو اوسکا قتل کرنا معین ہوگا اور اگر کسی شخص سے مکرر سرقہ واقع ہو تو ایک حد کا قائم کرنا کافی ہوگا اور دست راست کی موجودگی میں دست چپ کا قطع کرنا صحیح نہوگا بلکہ دست راست کا قطع کرنا معین ہوگا اگرچہ وہ شل ہو اور اسیطرح اگر دست چپ شل ہو یا دونوں پاؤں شل ہوں تو علی کلا التقدیرین دست راست کا قطع کرنا معین ہوگا اور اگر سارق کے لیئے دست چپ موجود نہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط میں فرمایا ہے کہ اوسکی دست راست کا قطع کرنا لازم ہوگا اور روایت عبدالرحمن بن حجاج میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دست راست کے قطع کا جائز نہونا منقول ہوا ہے لیکن قول اول اشبہ ہے اور اگر موجب قطع کے وقت اوسکا دست راست موجود ہو بعد ازان تلف ہوجاے تو دست چپ کا قطع کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ قطع کا دست راست سے تعلق ہوا تھا اور اوسکے تلف کے بعد وہ (قطع) بھی ساقط ہوگا اور اگر وقت سرقہ اوسکے لیئے دست راست موجود نہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ میں فرمایا ہے کہ اوسکے دست چپ کا قطع کرنا لازم ہوگا اور مبسوط میں فرمایا ہے کہ اوسکے پاے چپ کا قطع کرنا لازم ہوگا اور اگر وقت سرقہ اوسکے لیئے دست چپ بھی ممکن نہو تو

اوسکے پاے چپ کا قطع کرنا لازم ہوگا اور اگر وقت سرقہ اوسکے لئے ہاتھ پاؤن دونون نہون تو اوسکا حبس کرنا لازم ہوگا اور ان جملہ صورتون مین اشکال ہے اسلئے کہ اسمین موضع قطع سے تعدّی لازم آتی ہے پس اذن شارع ؑ پر موقوف ہوگا جو صورت مذکورہ مین مفقود ہے اور اگر ثبوت سرقہ کے قبل اوس (سارق) نے توبہ کی تو حد سرقہ ساقط ہوجائیگی اور اگر قیام بیّنہ کے بعد توبہ کی تو حد سرقہ منحتم ہوجائیگی اور اگر بعد اقرار توبہ کی تو بعض علما نے فرمایا ہے کہ حد سرقہ منحتم ہوجائیگی اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ امام ؑ کو حد کے قایم کرنے اور عفو کرنے مین اختیار حاصل ہوگا اور یہ قول ایک روایت ضعیفہ پر مبنی ہے اور اگر حدّاد اوسکے دست چپ کو باوجود علم قطع کردے تو اوس (حدّاد) پر قصاص لازم ہوگا اور سارق کے دست راست کا بوجہ سرقہ قطع کرنا ساقط نہوگا اور اگر حداد کو دست چپ کا دست راست ہونا مظنون ہو اور اوسکو قطع کردے تو اوس (حدّاد) پر دیت لازم ہوگی اور آیا اس صورت مین سارق کے دست راست کا قطع ہونا ساقط ہوگا یا نہین پس شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین فرمایا ہے کہ ساقط ہوگا اسلئے کہ قطع کا اوسکے تلف ہونے سے تعلق ہوچکا ہے اور روایت محمد بن قیس ؓ جو حضرت ابو جعفر ؑ سے منقول ہوا ہے کہ جناب امیر المؤمنین نے ارشاد فرمایا ہے کہ لا یقطع یمینہ ؑ و قد قطعت شمالہ یعنی جبکہ اوسکا دست چپ قطع ہوجائے تو اوسکے دست راست کا قطع کرنا صحیح نہین ہے اور جبکہ سارق کا ہاتھ قطع کردیا جائے تو زیت جوشیدہ کے ساتھ اوسکا ختم کرنا مستحب ہوگا تاکہ وہ (سارق) اوسکی سرایت سے محفوظ رہے اور اوسکا ختم کرنا لازم نہین ہے اور سرایت حد مضمون نہین ہوتی اگرچہ حرارت یا برودت کے زمانے مین قایم کی جائے اسلئے کہ وہ استیفاد شارع ہے جو مسقطِ ضمان ہوتا ہے پانچوین فصل لواحق کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ سارق کو عین مسروقہ کا اعادہ واپس کرنا لازم ہے اور اگر

عین مسروقہ تلف ہوجائے تو سارق پر اوسکے مثل کا تاوان لازم ہوگا بشرطیکہ وہ مثلی ہو اور اگر مثلی نہو تو اوسکی قیمت کا تاوان لازم ہوگا اور اگر اوسکی قیمت ناقص ہوجائیگی تو سارق پر ارش نقصان بھی لازم ہوگی اور اگر عین مسروقہ کا مالک فات پاسے تو اوسکے ورثہ کی طرف دفع کیجائیگی اور اگر اوسکا کوئی وارث نہو تو امام علیہ السلام کی طرف دفع کیجائیگی **دوسرا مسئلہ** جبکہ مقدار نصاب کا دو شخص سرقہ کریں تو آیا ہاتھ کا قطع کرنا واجب ہوگا یا نہیں اس مین دو قول ہیں شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین فرمایا ہے کہ قطع واجب ہوگا اور کتاب خلاف مین فرمایا ہے جبکہ تین شخص کسی مکان مین نقب دیں اور ہر ایک شخص کا نصیب بقدر نصاب ہو تو اون سب کے ہاتھوں کا قطع کرنا لازم ہوگا اور اگر قدر نصاب سے ہر ایک کا نصیب کم ہو تو قطع واجب ہوگا اور توقف احوط ہے **تیسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص سرقہ کرے اور حاکم شرع اوسکے ماخوذ کرنے پر قادر نہو بعد ازان دوسری مرتبہ سرقہ کرے تو سرقہ اخیرہ کی وجہ سے اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا واجب ہوگا اور اس (سارق) پر دونون مالوں کا تاوان لازم ہوگا اور اگر بینہ نے اوسکے سرقہ کرنیکی شہادت دی ہو بعد ازان وہ (سارق) محبوس کیا جائے تا اینکہ اوسکا ہاتھ قطع کیا جائے بعد ازان دوسری سرقہ پر بھی بینہ قایم ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین ارشاد فرمایا ہے کہ اوسکے ہاتھ کا سرقۂ اولی کے عوض اور اوسکے پاون کا سرقۂ ثانیہ کے عوض قطع کرنا لازم ہوگا جسکا مستند ایک روایت ہے اور بعض اصحاب نے اسمین توقف کیا ہے اور وہ اولی ہے **چوتھا مسئلہ** سارق کے ہاتھ کا قطع کرنا مسروق منہ کے مطالبہ کرنے پر موقوف ہے پس اگر مسروق منہ اوسکا مرافعہ نکرے تو امام علیہ السلام کو اوسکا طلب کرنا صحیح نہوگا اگرچہ اوس پر بینہ قائم ہوچکا ہو اور اگر مال مسروق کو مسروق منہ اوسکے لئے قبل مرافعہ ہبہ کردے تو حد ساقط ہوجائیگی اور اسیطرح اگر وہ (مسروق منہ) قطع کو عفو کردے تب بھی حد ساقط ہوجائے گی لیکن بعد مرافعہ اوسکے ہبہ یا عفو کرنے سے حد سرقہ ساقط نہوگی **فرع** اگر

کوئی شخص کسی کی مال کا سرقہ کرے بعدازان قبل مرافعہ اوسکا کسی وجہ سے مالک ہوجائے جیسے خرید کر لینا تو حد سرقہ ساقط ہوجائیگی اور اگر بعد مرافعہ مالک ہو تو حد ساقط نہوگی **پانچوان مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی مال کو خارج کرے بعدازان اوسکا حرز کی طرف اعادہ کردے تو حد سرقہ ساقط نہوگی اسلیئے کہ اوس (حد سرقہ کے سبب نام (حرز سے خارج کرنا) کا حاصل ہونا مفروض ہی اور اس مین تردد ہی اسلیئے کہ دست سارق کا قطع کرنا مرافعہ پر موقوف ہی پس جبکہ سارق نے مال کو صاحب مال کے حوالہ کردیا تو اوسکے لیے حق مطالبہ باقی نرہا اور اگر ایک جماعت نے کسی حرز کا ہتک کیا ہو اور اوس (جماعت) مین سے ایک شخص نے مال کو خارج کیا ہو تو مخصوص اوسی (خارج کرنے والے) کے ہاتھ کا قطع کرنا صحیح ہوگا اسلیئے کہ موجب قطع (حرز سے خارج کرنا) مین وہ متفرد ہی اور اسیطرح اگر مال کو ایک شخص نے نقب وغیرہ کے قریب کیا ہو اور دوسرے شخص نے اوسکو خارج کیا ہو تب بھی مخرج ہی کے ہاتھ کا قطع کرنا صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر ایک شخص نے جو داخل حرز ہی مال کو وسط نقب مین رکھدیا ہو اور دوسرے شخص نے جو خارج از حرز ہی اوسکے خارج کیا ہو تب بھی مخرج ہی کے ہاتھ کا قطع کرنا صحیح ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین فرمایا ہی کہ اون دونون مین سے کسی کے ہاتھ کا بھی قطع کرنا صحیح نہوگا اسلیئے کہ مال کو کسی نے بکمال حرز سے خارج نہین کیا **چھٹا مسئلہ** اگر کوئی شخص مقدار نصاب کو ایک ہی دفعہ خارج کرے تو قطع واجب ہوگا اور اگر کئی دفعہ مین خارج کرے تو وجوب قطع خالی از تردد نہین ہی لیکن حد کا واجب ہونا صحیح تر ہی اسلیئے کہ اوسنے مقدار نصاب کو خارج کیا ہی اور خارج کرنے مین وحدہ کا شرط ہونا معلوم نہین ہی **ساتوان مسئلہ** اگر کوئی شخص نقب دے اور مقدار نصاب کو اخذ کرے اور اوسمین ایسا عیب حادث کرے جسکی وجہ سے اوسکی قیمت ناقص از نصاب ہوجائے بعدازان اوسکو خارج کرے جیسے کپڑے کا پھاڑ ڈالنا یا گوسفند کا ذبح کر ڈالنا تو اوسکے ہاتھ کا

قطع کرنا صحیح نہوگا اور مقدار نصاب کو خارج کرے بعد ازان قبل مرافعہ اوسکی قیمت ناقص ہوجاے تو قطع ثابت ہوگا **آٹھوان مسئلہ** اگر داخل حرزمین کوئی شخص ایسے مال کا بلع کرے جسکی قیمت بقدر نصاب ہو جیسے مروارید پس اگر اوسکا خارج کرنا متعذر ہوتو اوسپر مال تلف شدہ کا حکم جاری کیا جائیگا اور حد سرقہ نہوگی اور شخص مذکور کی حرز سے خارج ہونیکے بعد عین مال بھی خارج ہوجاے تو اوسکا ضامن ہوگا اور اگر اوسکا خارج کرنا شخص مذکور کی عادت کے اعتبار سے متعذر نہو تو قطع لازم ہوگا اسلیے کہ درصورت مذکورہ اوسکا بلع کرلینا اوسکے کسی ظرف مین امانت کرلینے کے قایم مقام ہوگا

باب ششم حد محارب کے بیان مین محارب سے ہر وہ شخص مراد ہے جو اخافت مردم (لوگونکا ڈرانا) کے لئے سلاح (ہتھیار) کو برہنہ کرے اور اسمین بر و بحر اور لیل و نہار اور مصر وغیرہ مساوی ہین اور آیا وجوب حد مین سے جملہ محارب کا اہل ریبہ (جنگ و جدال) ہونا بھی شرط ہے یا نہین اسمین تردد ہے لیکن اوسکا شرط ہونا صحیح تر ہے بشرطیکہ قصد اخافت (ڈرانا) معلوم ہو اور اس حکم مین مرد اور عورت مساوی ہین اگر اتفاق کوئی عورت بھی محاربہ کو اختیار کرے اور اگر کوئی شخص اخافت مردم کی قوت نرکھتا ہو اور باوجود اسکے سلاح کو برہنہ کرے تو آیا یہ حکم اوسکے لیے بھی ثابت ہوگا یا نہین اسمین تردد ہے لیکن اوسکا ثابت ہونا اشبہ ہے اور محض قصد تخویف پر اکتفا کی جائیگی اگرچہ اوسپر قدرت نرکھتا ہو اور طلیع (جو اموال مردم پر مطلع ہونیکی غرض سے خارج ہوا ہو) اور ردء (معین محاربین) کے لئے یہ حکم ثابت نہوگا اور یہ جنایت اقرار کرنے سے ثابت ہوتی ہے اگرچہ ایک ہی مرتبہ اقرار کرے اور اسیطرح دو عادلون کی شہادت سے بھی ثابت ہوتی ہے اور اسمین عورتونکی شہادت مطلقاً مقبول نہین ہے تنہا شہادت دین یا رجال کے ساتھ اور اگر بعض لصوص (سارق) نے بعض آخر پر شہادت دی ہو تو مقبول نہوگی اسلیے کہ وہ فاسق ہین اور اسیطرح اگر ماخوذین (گرفتار شدہ) مین سے بعض نے بعض آخر کے لیے شہادت دی ہو مثلاً کہین کہ وہ ہمارے لیے ظاہر ہوئی اور ہم سب کا مال اخذ کرلیا تب بھی

فان قطع ولو اخرج نصابا فنقصت قيمته قبل المرافعة ثبت القطع **الثامن** لو ابتلع داخل الحرز ما قدره نصاب كاللؤلؤ فان كان يتعذر اخراجه فهو كالتالف فلا حد وان اتفق خروجه بعد خروجه من الحرز ضمنه وان كان خروجه مما لا يتعذر بالنظر الى عادته قطع لانه يجري مجرى ايداعه في الوعاء

الباب السابع في حد المحارب المحارب كل من جرد السلاح لاخافة الناس في بر او بحر ليلا او نهارا في مصر وغيره وهل يشترط كونه من اهل الريبة فيه تردد اصحه انه لا يشترط مع العلم بقصد الاخافة ويستوي في هذا الحكم الذكر والانثى ان اتفق وفي ثبوت هذا الحكم للمجرد مع ضعفه عن الاخافة تردد اشبهه الثبوت ويجتزأ بقصده ولا يثبت هذا الحكم للطليع ولا للردء وتثبت هذه الجناية بالاقرار ولو مرة وبشهادة عدلين ولا تقبل شهادة النساء فيه منفردات ولا مع الرجال ولو شهد بعض اللصوص على بعض لم تقبل وكذا لو شهد المأخوذون بعضهم لبعض اما لو قالوا
ترضوا انا واخذ واهولاء

مقبول نہوگی اسلیے کہ محل تہمت ہر کیونکہ باہم نفع رسانی کی غرض سے شہادت دینے کا بھی احتمال ہر
لیکن اگر شہادت دین کہ وہ ہمارے لئے ظاہر ہوئی اور ان لوگونکا مال اخذ کرلیا تو مقبول ہوگی اسلیے
کہ اس صورت مین وہ تہمت مرتفع ہوجاتی ہر جو مانع شہادت ہوتی ہر اور حد محارب سے قتل یا
صلب (سولی دینا) یا قطع مخالف (دست راست اور پای چپ دست چپ اور پای راست کا بریدہ کرنا)
یا نفی (بیرون شہر کرنا) مراد ہر لیکن امور مذکورہ کے مرتب (یکے بعد دیگری) ہونے اور نہونے مین
اصحاب نے تردد اور اختلاف فرمایا ہر پس جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ تخییر کے اور جناب شیخ ابوجعفر طوسی
علیہ الرحمہ ترتیب کے قائل ہوے ہین پس اگر محارب نے کسی شخص کو قتل کرڈالا ہو تو اوس (محارب) کا
از روی قصاص قتل کرنا لازم ہوگا بشرطیکہ ولی دم نے قصاص کا مطالبہ کیا ہو اور اگر ولی دم عفو
کریے تو امام پر اوس محارب کا از روی حد قتل کرنا صحیح ہوگا اور اگر محارب نے کسی کو قتل کیا ہو اور
مال کو اخذ کیا ہو تو وہ مال اوس سے واپس لیا جائیگا اور اوسکا دست راست اور پای چپ قطع کیا جائیگا
بعد ازان قتل کیا جائیگا اور دار (سولی) پر کھینچا جائیگا اور اگر اوس (محارب) نے مال کو اخذ کیا ہو
اور قتل نکیا ہو تو اوسکے دست و پا کا از روی خلاف (دست راست و پای چپ) قطع کرنا بعد ازان
اوسکا نفی بیرون شہر کرنا لازم ہوگا اور اگر اوس (محارب) نے مجروح (زخمی) کیا ہو اور مال کو اخذ
نکیا ہو تو اوس سے قصاص لیا جائیگا بعد ازان اوسکی نفی کیجائیگی اور اگر اوس (محارب) نے سلاح کے
برہنہ کرنے اور لوگونکے ڈرانے پر اقتصار کیا ہو تو فقط اوسکی نفی پر اکتفا کیجائیگی اور شیخ علیہ الرحمہ نے
تفصیل مذکور مین اون احادیث کیطرف استناد کی ہر جو اوسپر دلالت کرتی ہین اور یہ احادیث ضعف سند
یا اضطراب مین یا قصور دلالت سے خالی نہین ہین پس قول اول (تخییر) پر عمل کرنا اولی ہر اسلیے کہ آیۂ شریفہ

انما جزاء الذین یحاربون الله ورسوله ویسعون فی الارض فسادا

ان یقتلوا او یصلبوا او یقطع ایدیهم وارجلهم من خلاف او ینفوا من الارض کا

لم یعنت مع ذلک تهمة تمنع الشهادة وحد المحارب القتل او الصلب او القطع مخالفا او النفی وقد تردد فیه الاصحاب فقال المفید بالتخییر وقال الشیخ ابو جعفر رحمه الله بالترتیب یقتل ان قتل ولو عفا ولی الدم قتله الامام ولو قتل واخذ المال استعید منه وقطعت یده الیمنی ورجله الیسری ثم صلب وان اخذ المال ولم یقتل قطع مخالفا ونفی ولو جرح ولم یاخذ المال اقتص منه ونفی ولو اقتصر علی شهر السلاح والاخافة نفی لا غیر واستند فی التفصیل الی الاحادیث الدالة علیه وتلک الاحادیث لا تنفک من ضعف فی اسناد او اضطراب فی متن او قصور فی دلالة فالاولی العمل بالاول

وهنا مسائل **الاولى** اذا قتل المحارب غيره طلبا للمال تحتم قتله قودا ان كان المقتول كفوا ولو عفا الولي قتل حدا سواء كان المقتول كفوا او لم يكن ولو قتل لا طلبا للمال كان كقاتل العمد وامره الى الولي ولو جرح طلبا للمال كان القصاص الى الولي ولا يتحتم الاقتصاص في الجرح بتقدير ان يعفو الولي على الاظهر **الثانية** اذا تاب قبل القدرة عليه سقط الحد ولم يسقط ما يتعلق به من حقوق الناس كالجرح والقتل والمال ولو تاب بعد الظفر به لم يسقط عنه حد ولا قصاص ولا غرم **الثالثة** اللص محارب فاذا دخل دارا متغلبا كان لصاحبها محاربته فان ادى الدفع الى قتله كان دمه هدرا ولا يضمن ... **الرابعة** يصلب المحارب حيا على القول بالتخيير ومصلوبا على القول الآخر

ظاہر اسی پر دلالت کرتا ہی اور اس مقام پر کئی مسئلے قابلِ ذکر ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ کوئی محارب کسی شخص کو طلب مال کی غرض سے قتل کر ڈالے تو اوسکا از روی قصاص قتل کرنا متحتم ہوگا بشرطیکہ مقتول اُسکا کفو ہو اور اگر ولی دم عفو کرے تو اوس (محارب) پر حد کا جاری کرنا لازم ہوگا خواہ مقتول اوسکا کفو ہو یا نہو اور اگر بدون طلب مال کسی کو قتل کر ڈالے تو اوس (محارب) پر قاتل عمد کا حکم جاری کیا جائیگا جسکا ولی دم کو اختیار ہو لیکن اگر وہ (محارب) کسی شخص کو طلب مال کے لیئے مجروح کر دے تو مطالبۂ قصاص کا ولی دم کو اختیار حاصل ہوگا اور اگر ولی دم عفو کر دے تو صورت جرح مین اوس (محارب) سے از راہ حد قصاص لینا علی الاظہر متحتم نہوگا **دوسرا مسئلہ** جبکہ وہ (محارب) اپنے ماخوذ ہونیکے قبل توبہ کرے تو حد محاربہ ساقط ہو جائیگی لیکن وہ امور ساقط نہونگے جو حقوق ناس سے تعلق رکھتے ہین جیسے جرح قتل مال اور اگر اپنے ماخوذ ہونیکے بعد توبہ کرے تو منجملہ حد و قصاص و تاوان مال کوئی امر بھی اوس سے ساقط نہوگا **تیسرا مسئلہ** لص (دزد) پر بھی حکم محارب جاری کیا جائیگا پس جبکہ کوئی لص کسی مکان مین از راہ تغلب داخل ہو تو صاحب مکان کے لیئے اوسکا محاربہ کرنا جائز ہوگا پس اگر اوسکا دفع کرنا اوسکے قتل کیطرف منجر ہو جائے تو اوسکا خون ہدر (باطل) ضایع (رایگان) ہوگا اور شخص دافع اوسکا ضامن نہوگا اگر لص مذکور اوس (صاحب مکان) پر کسی قسم کی خیانت کریگا تو ضامن ہوگا اور اوس (لص) سے کفّ کرنا بھی جائز ہی لیکن اگر لص فی نفس مدخول علیہ (صاحب مکان وغیرہ) کا ارادہ کیا ہو تو اوس (لص) کا دفع کرنا واجب ہوگا اور ایسی حالت مین اوسکا استسلام (انقیاد) کرنا جائز نہوگا اور اگر مدخول علیہ اوس (لص) کی مقاومت (مقابلہ) سے عاجز ہو اور فرار کرنا ممکن ہو تو لازم ہوگا **چوتھا مسئلہ** تخییر کے قول کی بناپر محارب کا حالت حیات مین مصلوب کرنا صحیح ہوگا اور قول آخر (ترتیب) کی بناپر اوسکا مقتول ہونیکے بعد مصلوب کرنا صحیح ہوگا

پانچوان مسئلہ مصلوب کا چوب صلیب پر تین روز سے زیادہ زمانہ تک باقی رکھنا جائز نہین ہی اور تین روز کے بعد اوسکا چوب صلیب سے اوتارنا اور اوسکو غسل و کفن دینا اور اُسپر نماز پڑھنا اور دفن کرنا لازم ہوگا اور جب محارب کا کہ بعد قتل بھی مصلوب کرنا معین ہی اوسکو غسل دینے کی حاجت نہین ہی اسلیئے کہ وہ اپنے قتل ہونے سے قبل غسل کریگا البتہ اگر اوسنے غسل کرنے مین اخلال کیا ہو تو اوتارنے کے بعد اوسکا غسل دینا بھی لازم ہوگا **چھٹا مسئلہ** محارب کا اوسکی بلد سے نفی (خارج) کرنا لازم ہی اور جس بلد مین کہ وہ پناہ لینے کا قصد کرے اوسکی حاکم کیطرف اوسکے ساتھ کھانے اور پینے اور مجالست کرنے اور بیع و شرا کرنے کی ممانعت کا تحریر کرنا واجب ہوگا اور اگر وہ محارب کسی بلد کفر کی طرف جانے کا قصد کرے تو اوسکا منع کرنا لازم ہوگا اور اگر کفار بلد اوسکو اپنے بلد مین داخل ہونے کی جگہ دین تو ان کا مقاتلہ کرنا صحیح ہوگا تاوقتیکہ اوسکو اپنے بلد سے خارج کرین **ساتوان مسئلہ** قطع محارب مین اخذ نصاب (ربع دینار) کا اعتبار ساقط ہی اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف مین فرمایا ہی کہ اوسکا اعتبار لازم ہی اور اسیطرح قطع محارب مین مال کا اوسکے حرز سے اخذ کرنا بھی معتبر نہین ہی اور ہمارے مختار (عقوبات محارب مین تخیر کا حاصل ہونا) کی بنا پر اس بحث کا کوئی فائدہ نہین ہی اسلیئے کہ اس صورت مین اوسکا قطع کرنا مطلقًا جائز ہوگا اگرچہ اوسنے کسی مال کو اخذ نکیا ہو اور اوسکے قطع کی کیفیت یہ ہی کہ اوسکا دست راست قطع کیا جائے بعد ازان اوسکا حسم (روغن گرم سے مالش کرنا) کیا جائے پھر اوسکا پاے چپ قطع کیا جائے اور بدستور سابق اوسکا بھی حسم کیا جائے اور اگر دونون مقامون پر حسم نکیا جائے تب بھی جائز ہوگا اسلیئے کہ وہ مستحب ہی اور تتمہ حد نہین ہی جیسا کہ قبل ازین مذکور ہو چکا ہی اور اگر دونون عضوون (دست راست و پای چپ) مین سے ایک عضو مفقود ہو تو عضو موجود کے قطع کرنے پر اقتصار کرنا لازم ہوگا اور عضو مفقود کا حکم

الثامنة

ولم ينتقل الى غيره لا يقطع المستلب ولا المختلس ولا المحتال على الاموال بالرسائل الكاذبة بل يستعاد منه المال ويعزر وكذا المبنج وساقي المرقد لكن ان جنى بتبنيج ضمن

کسی دوسرے عضو کیطرف منتقل ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اگر دست راست نہو تو دست چپ یا پای لست کا قطع کرنا صحیح ہوگا آٹھواں مسئلہ دست مستلب (دال مردم کو از راہ اعلان بدون محاربہ لیکر بھاگ جانیوالا) کا قطع کرنا صحیح نہیں ہے اور اسیطرح دست مختلس (مال مردم کو از راہ خفیہ اور بدون محاربہ لیکر بھاگ جانیوالا) کا قطع کرنا بھی صحیح نہیں ہے اور اسیطرح اوس شخص کا قطع بھی صحیح نہیں ہے جو اموال مردم کو دروغگوئی اور جعلی خطوط کے ذریعہ سے فریب دیکر اخذ کرتا ہو بلکہ اوس سے مال کا واپس لینا صحیح ہوگا اور اوسکا تعزیر دینا معین ہوگا اور اسیطرح دست مبنج (بنگ کا پلانے والا) کا قطع کرنا بھی صحیح نہیں ہے اور اسیطرح ساقی مرقد (داروی بیہوشی کا پلانیوالا) کا قطع کرنا بھی صحیح نہیں ہے لیکن وہ (مبنج و ساقی مرقد) کوئی جنایت کریگا تو اوسکا ضامن ہوگا

کتاب الحدود کی دوسری قسم

اور اوسمین کئی باب ہین

باب اول

مرتد کے بیان مین اور مرتد سے وہ شخص مراد ہے جو بعد اسلام کافر ہو جائے اور اوسکی دو قسمین ہین

قسم اول مرتد فطری ہے جس سے وہ شخص مراد ہے جو اپنے ابوین یا احدہما کے اسلام کی حالت مین پیدا ہوا ہو اور مرتد مذکور اگر اسلام کی طرف رجوع کرے تو اوس کا اسلام مقبول نہوگا اور اوسکا قتل کرنا متحتم (لازم) ہوگا اور اوسکی زوجہ بائن (جدا) ہو جاتی ہے اور اوسپر وفات زوج کا عدہ لازم ہوتا ہے اور اوس (مرتد مذکور) کے اموال کا اوسکے ورثہ پر تقسیم کرنا معین ہوتا ہے اگرچہ وہ دار الحرب مین ملحق ہو جائے یا کسی ایسے مقام پر چلا جائے جسکی وجہ سے امام کو اوسکے قتل کرنے پر قدرت نرہے اور تحقق ارتداد مین اوسکا بالغ اور کامل العقل اور صاحب اختیار ہونا شرط ہے پس اگر کوئی شخص بوجہ اکراہ کسی کلمہ کفر کے ساتھ تکلم کرے تو اوسپر کوئی حکم مترتب نہوگا بلکہ اوسکا کلمہ کفر کے ساتھ نطق کرنا از قبیل لغو قرار پائیگا اور اگر کوئی شخص کسی کلمہ کفر کے ساتھ تلفظ کرے بعد ازان مدعی اکراہ ہو اور اوس (اکراہ) کی امارت بھی موجود ہو تو اوسکا قول مقبول ہوگا اور عورت کا بوجہ ردہ قتل کرنا صحیح نہیں ہے بلکہ اوسکا

القسم الثاني في الحدود وفيه ابواب

الباب الاول في المرتد وهو الذي يكفر بعد الاسلام

الاولى الفطري وهو من ولد على الاسلام ولا يقبل اسلامه ان رجع ويتحتم قتله وتبين منه زوجته وتعتد عدة الوفاة وتقسم امواله بين ورثته وان التحق بدار الحرب واعتصم بما يحول بين الامام وقتله ويشترط البلوغ وكمال العقل والاختيار ولو اكره كان نطقه بالكفر لغوا ولو ادعى الاكراه مع وجود الامارة قبل ولا تقتل المرأة بالردة

بتعجيز وان غاب اذا كانت مولودة على الفطرة وضرب فاذا وقت الصلوة

القسم الثاني من اسلم عن كفر ثم ارتد فهذا يستتاب فان امتنع قتل واستتابته واجبة وكم يستتاب قيل ثلثة ايام وقيل القدر الذي يمكن معه الرجوع والاول مروي وهو حسن لما فيه من التأني لازالة عذره ولا يزول عنه املاكه بل تكون باقية عليه وينفسخ العقد بينه وبين زوجته ويقف نكاحها على انقضاء العدة وهي كعدة المطلقة وتقضى من امواله ديونه وما عليه من الحقوق الواجبة ويؤدى منه نفقة الاقارب ما دام حيا وبعد قتله تقضى ديونه وما عليه من الحقوق الواجبة دون نفقة الاقارب وتكون تركته لورثته المسلمين فان لم يكن له وارث فللامام وولده بحكم المسلم فان بلغ مسلما فلا بحث وان اختار الكفر بعد بلوغه استتيب فان تاب والا قتل ولو قتله قاتل قبل وصفه بالكفر قتل به

دائم الحبس کرنا سمین ہوگا اگرچہ وہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوئی ہو اور اوقات نماز مین اوس کا ضرب سے تادیب کرنا لازم ہوگا **قسم دوم** مرتد ملی ہی جس سے وہ شخص مراد ہی جو بعد کفر مسلمان ہوا ہو بعد ازان مرتد ہوگیا ہو اور مرتد مذکور کو توبہ کرنے کی تکلیف دی جائیگی پس اگر اوسنے توبہ کرنے سے انکار کیا تو اوسکا قتل کرنا لازم ہوگا اور اوسکی استتابت (توبہ پر مامور کرنا) واجب ہی اور مدت استتابت مین اختلاف ہی پس بعض علمانے فرمایا ہی کہ اوسکی مدت تین روز ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اوسکی مدت کا وہ زمانہ ہی جسمین رجوع (توبہ) کرنا ممکن ہو اور قول اول مروی ہی اور وہ خوب ہی اسلیئے کہ اوسمین ازالۂ عذر کے لیئے مہلت ہی اور مرتد مذکور کے اموال اُسکے ملک سے خارج نہونگے بلکہ اوسکی ملکیت مین باقی رہینگے اور اوسکا نکاح باطل ہوجائیگا اور اوسکی زوجہ کو انقضای عدہ تک کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنا صحیح نہوگا اور مقدار عدہ تین طہر ہین جو عدہ طلاق مین مقرر ہی اور اوسکے اموال مین سے اُسکے دیون اور ان حقوق کا ادا کرنا لازم ہوگا جنکے ساتھ وہ مشغول الذمہ ہوگا اور اوسکے اموال مین سے اوسکے اقارب کا نفقہ بھی ادا کیا جائیگا تاوقتیکہ وہ زندہ ہی اور بعد قتل اوسکے دیون اور حقوق واجبہ کا ادا کرنا لازم ہوگا اور اگر نفقہ اقارب کو اوسنے اپنی حیات مین باوجود وجوب ادا نکیا ہوگا تو بعد قتل اوسکا ادا کرنا لازم نہوگا اسلیئے کہ نفقہ اقارب از قبیل مواسات ہی جسکی قضا لازم نہین ہوتی اور اگر وہ قتل کرڈالا جائے یا وفات پائے تو اوسکا ترکہ اوسکے ورثہ مسلمین پر تقسیم کیا جائیگا اور اگر اوسکے لیئے کوئی وارث مسلم موجود نہو تو اوسکے ترکہ کا امام کو استحقاق ہوگا اور مرتد مذکور کے مولود پر حکم اسلام جاری کیا جائیگا پس اگر وہ وقت بلوغ مسلمان ہو تو اسمین کوئی بحث نہین ہی اور اگر بعد بلوغ کفر کو اختیار کرے تو توبہ پر مامور کیا جائیگا پس اگر اوسنے توبہ کی فبہا والا اوس کا قتل کرنا لازم ہوگا اور اگر اوسکے مولود کو موصوف بکفر ہونے کے قبل کوئی شخص قتل کرڈالے تو

ازراہ قصاص وس (قاتل) کا قتل کرنا معین ہوگا خواہ بالغ ہونیکے قبل وسکو قتل کیا ہو یا بالغ ہونیکے بعد اور اگر بعد ردہ اوسکے کوئی مولود پیدا ہوا اور اوسکی ماں مسلمان ہو تو اوسپر بھی وہی حکم جاری کیا جائیگا جو اول پر جاری کیا گیا تھا اور وہ بھی محکوم باسلام ہوگا اور اگر اوسکی ماں بھی مرتد ہو اور ارتداد ابوین (اوسکے ماں باپ) کے بعد اوسکا انعقاد ہوا ہو تو حکم ابوین اوسپر بھی جاری کیا جائیگا اور محکوم بکفر ہوگا اور اوسکے قتل کی وجہ سے مسلم کا قتل کرنا جائز نہوگا اور ایا مولود مذکور کا استرقاق (بندہ بنانا) بھی صحیح ہوگا یا نہین شیخ الطائفہؒ کا کلام اس بارہ مین مضطرب اور مختلف ہی پس کبھی تو اونھون نے اوسکے استرقاق کی اجازت دی ہی اسلیے کہ وہ دو کافرونکا مولود ہی لہذا جواز استرقاق کے ادلہ کا عموم محل فرض کو بھی شامل ہوگا اور کبھی اونھون نے اوسکے استرقاق کی ممانعت فرمائی ہی اسلیے کہ اوسکے باپ کا استرقاق صحیح نہین ہی اسلیے کہ اُسنے بوجہ اسلام اوسکا استرقاق حرام ہوگیا ہی لہذا مولود پر بھی اوسکے باپ کا حکم جاری کیا جائیگا اور یہ قول اولی ہی اور حاکم شرع کو مولود مذکور کا اوسکے اموال پر مجبور کرنا اور اون (اموال) کا محفوظ رکھنا لازم ہوگا تاکہ وہ اون اموال مین اتلاف کے ساتھ تصرف نکرے (یعنی تصرف سے ممنوع کرنا ۱۲) پس اگر اوسنے اسلام کی طرف عود کیا تو وہ اپنے اموال کے ساتھ احق ہوگا اور اگر دار الکفر سے ملحق ہوا تو حاکم شرع کی حراست مین وہ اموال باقی رہینگے اور اموال مذکورہ مین سے ایسے مال کا فروخت کرنا جائز ہوگا جسکے فروخت کرنے مین اوسکے لیے مصلحت و نفع ہو جیسے حیوان اور اس باب سے چند مسئلے ملحق کیے جاتے ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ مرتد ملی کا ارتداد مکرر واقع ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ مرۂ رابعہ (چوتھی دفعہ) مین اوسکا قتل کرنا معین ہوگا اور فرمایا ہی کہ ہمارے اصحاب نے روایت کیا ہی کہ مرۂ ثالثہ مین اوسکا قتل کرنا معین ہوگا **دوسرا مسئلہ** جبکہ کسی کافر کو قبول اسلام پر مجبور کیا ہو اور کافر مذکور اون کفار مین داخل ہو جنکا اونکے مذہب پر باقی رکھنا جائز ہی جیسے کفار ذمی تو اوس پر اسلام کا حکم جاری نکیا جائیگا اسلیے کہ

کفار ذمی کا اسلام پر مجبور کرنا صحیح نہین ہی لہذا اکراہ مذکور پر کوئی حکم مترتب نہوگا اور اگر کافر مذکور اون کغار مین داخل ہو جنکا اونکے مذہب پر باقی رکھنا جائز نہین ہی جیسے کفار حربی تو اوسپر اسلام کا حکم جاری کیا جائیگا اسلیے کہ کفار حربی کا اسلام پر مجبور کرنا صحیح ہی **تیسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنے مرتد ہونے کے بعد نماز پڑھے تو اوسپر اسلام کی طرف عود کرنیکا حکم نکیا جائیگا خواہ اُسنے دار الحرب مین نماز پڑھی ہو یا دار الاسلام مین **چوتھا مسئلہ** شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہی کہ سکران (مست) کی اسلام اور ارتداد کا حکم کیا جائیگا اور یہ حکم اوس صورت مین خالی از اشکال نہین ہی جبکہ سکران کی تمیز کے زائل ہو جانیکا یقین حاصل ہوا اور شیخ علیہ الرحمہ نے اپنے اس حکم سے کتاب خلاف مین رجوع فرمایا ہی **پانچوان مسئلہ** جبکہ مرتد کسی مسلم کے مال کو تلف کر دے تو اوسکا ضامن ہوگا خواہ دار الحرب مین تلف کرے یا دار الاسلام مین اور حالت حرب مین تلف کرے یا انقضای حرب کے بعد تلف کرے اور اگر کافر حربی کسی مسلم کے مال کو تلف کر دے تو کافر مذکور (حربی) اپنے اسلام لانے کے بعد اوسکا ضامن نہوگا اسلیے کہ بوجہ اسلام اوسکے معاصی گذشتہ محو ہو جاتے ہین اور بسا اوقات دونون مقام پر مال مسلم کے تاوان کا لازم ہونا خطور کرتا ہی اسلیے کہ سبب تاوان (اتلاف مال) مین نہ دونون (مرتد و کافر حربی) مساوی ہین اتلاف مرتد و اتلاف حربی ۱۲ **چھٹا مسئلہ** جبکہ کافر ملی اپنے مرتد ہو جانیکے بعد مجنون ہو جائے تو اوسکا قتل کرنا جائز نہوگا اسلیے کہ اوس (کافر ملی) کے قتل کرنے مین اوسکا توبہ سے انکار کرنا شرط ہی اور انکار مجنون پر کوئی حکم مترتب نہین ہوتا **ساتوان مسئلہ** جبکہ مرتد ملی نکاح کرے تو مطلقاً صحیح نہوگا خواہ زن مسلمہ کے ساتھ نکاح کرے یا زن کافرہ کے ساتھ اسلیے کہ اوسنے بوجہ اسلام حرمت حاصل کی ہی جو زن کافرہ کے ساتھ عقد کرنے سے مانع ہی اور اوسکا متصف بکفر ہونا زن مسلمہ کے ساتھ نکاح کرنے سے مانع ہی **آٹھوان مسئلہ** اگر کوئی مرتد ملی اپنی دختر مسلمہ کا عقد کرے تو صحیح نہوگا اسلیے کہ مسلمہ پر تسلط کے حاصل ہونے سے اوسکی ولایت قاصر ہی اور اگر کوئی مرتد ملی اپنی کنیز کا

الثامن كلمة الاسلام ان يقول اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله وان قال مع ذلك وابرأ من كل دين خلا الاسلام كان تأكيدا

عقد کرے تو آیا صحیح ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی لیکن اوسکا جائز ہونا اشبہ ہی اسلئے کہ مرتد ملی کے اموال اوسکی ملک سے خارج نہین ہوتے **نوان مسئلہ** کلمۂ اسلام سے فقط اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ

(مین گواہی دیتا ہون کہ اللہ کے)

اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ مراد ہی اور اگر مع ذلک عبارت وَاَبْرَءُ مِنْ کُلِّ دِیْنٍ

(سوا کوئی معبود نہین ہی اور گواہی دیتا ہون کہ محمد صلعم رسول خدا ہین ۱۲) (اور مین اسلام کے سوا ہر مذہب)

غَیْرِ الْاِسْلَامِ کا بھی تلفظ کرے تو از قبیل تاکید ہوگا اور فقط اول پر اقتصار کرنا کافی ہی اور اگر

(سے بیزاری کرتا ہون ۱۲) (شہادتین ۱۲)

اوسکو حق تعالی و نبی کا اقرار ہو لیکن حضرت کی نبوت کے عام ہونیکا انکار کرتا ہو یا حضرت کے موجود ہونیکا انکار اور آئندہ پیدا ہونیکا اعتقاد رکھتا ہو تو کلمۂ مذکورہ کے ساتھ ایسی عبارت کا ضم کرنا ضرور ہوگا جو اون امور کی طرف رجوع کرنے پر دلالت کرتی ہو جنکا کہ اوسنے انکار کیا ہی **تتمہ** اور اسمین کئی مسئلے مذکور ہوتے ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ کافر ذمی اپنے عہد کا نقض کرے اور دار الحرب سے ملحق ہو جائے تو اوسکے اموال کی امان باقی رہیگی پس اگر وہ مرجائے تو وارث ذمی و حربی اوسکا وارث ہوگا اور جبکہ کافر حربی کی طرف اوسکی میراث منتقل ہوگی تو اوس سے امان برطرف ہو جائیگی اسلیے کہ اس صورت مین وہ ایسے شخص کی ملک ہو جاتی ہی جسکے لئے کوئی حرمت نہین ہی لیکن اوس کافر ذمی کی اولاد صغار ذمہ پر باقی رہیگی اور بعد بلوغ اونکو ادا جزیہ کے ساتھ عقد ذمہ کے واقع کرنے یا اپنے مامن کی طرف چلے جانے مین اختیار دیا جائیگا **دوسرا مسئلہ** جبکہ کوئی مرتد کسی مسلم کو از راہ عمد قتل کر ڈالے تو ولی مقتول کو اوسکا بعوض قصاص قتل کرنا صحیح ہوگا اور قتل رِدہ ساقط ہو جائیگا اور اگر ولی مقتول عفو کرے تو اوسکا بوجہ ردہ قتل کرنا معین ہوگا اور اگر کوئی مرتد کسی مسلم کو از راہ خطا قتل کر ڈالے تو دیت اوس (مرتد) کے مال سے متعلق ہوگی جو مدت معینہ جیسے تین یا چار سال مین بطور تخفیف ادا کی جائیگی کیونکہ مرتد کے لیئے عاقلہ نہین ہوتا اور اسمین تردد ہی اور اگر وہ (مرتد) قتل کر ڈالا جائے یا مرجائے تو دیت موجلہ (جسکے لئے مدت معین ہو) حال (بلے مدت) ہو جائے گی جسطرح کہ باقی دیون موجلہ حال ہو جاتے ہین **تیسرا مسئلہ** جبکہ مرتد ملی توبہ کرے بعد ازان اوسکو وہ شخص

الاولى اذا نقض الذمي العهد ولحق بدار الحرب فامان امواله باق فان مات ورثه وارثه الذمي والحربي وان انتقل الميراث الى الحربي زال الامان عنه واما الاولاد الصغار فهم باقون على الذمة

الثالثة اذا تاب المرتد فقتل او مات حلت الاموال المؤجلة

قتل کرڈوالے جواوسکے ردہ پر باقی رہنے کا اعتقاد رکھتا ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا ہی کہ شخص قاتل پر قصاص ثابت ہوگا اسلیے کہ صورت مذکورہ مین مسلم کا از راہ ظلم قتل ہونا معروض ہی جو سبب قصاص ہوتا ہی علاوہ برایں مرتد پر تحقیق توبہ کے بعد ارتداد کا اطلاق علی الظاہر صحیح نہین ہی لیکن ثبوت قصاص خالی از تردد نہین ہی اسلیے کہ قاتل نے قتل مسلم کا قصد نہین کیا **باب دوم** اتیان بہائم (چوپایہ کے ساتھ مرتکب ہونا) اور وطی اموات (مردہ کے ساتھ دخول کرنا) وغیرہ کے بیان مین جبکہ کوئی بالغ عاقل کسی ایسی بہیمہ ماکول اللحم (حلال گوشت) کے ساتھ وطی کرے جسمین اہم اسکا گوشت ہو جیسے گوسپند گاو وغیرہ تو وطی مذکور سے کئی حکم متعلق ہوتے ہین **اول** شخص واطی کا مستحق تعزیر ہونا **دوم** بہیمہ موطورہ کی قیمت کے تاوان کا ذمہ واطی پر لازم ہونا بشرطیکہ بہیمہ مذکور اوس واطی کا مال نہو **سوم** بہیمہ موطورہ کا حرام ہوجانا **چہارم** بہیمہ موطورہ کے ذبح کا واجب ہونا **پنجم** بعد ذبح اوسکے احراق کا لازم ہونا پس تعزیر واطی کے لیئے کوئی مقدار معین نہین ہی بلکہ نظر امام ع پر اوسکی تعیین منوط ہی اور ایک روایت میں اوسکی مقدار پچیس درّے منقول ہوے ہین اور دوسری روایت مین اوسکی مقدار کا حد زنا (سو درّے) کے مساوی ہونا منقول ہوا ہی اور تیسری روایت مین اوس (واطی) کا واجب القتل ہونا منقول ہوا ہی اور قول اول (مقدار تعزیر کا رائے امام ع پر منوط ہونا) بین العلما مشہور ہی اور تحریم موطورہ اوسکے گوشت اور دودھ اوسکی نسل کی بوجہ تبعیت حرام ہونیکو شامل ہی اور اوسکے ذبح کا واجب ہونا یا از راہ تعبد ہی یا اسلیے ہی کہ عدم ذبح کی صورت مین اوسکی نسل کے شایع ہونے اور اوس (نسل) سے اجتناب کے متعذر ہوجانے کا خوف ہی اور اوسکے احراق (جلادینا) کا حکم اسلیے ہی کہ بعد ذبح وہ کسی بہیمہ محللہ کے ساتھ مشتبہ نہوجائے اور بہیمہ موطوئہ مین امر اہم اوسکی پشت (بار کرنا یا سوار ہونا) ہو اور اوسکا گوشت امر اہم نہو جیسے گھوڑا خچر گدھا تو اوسکا ذبح کرنا صحیح نہوگا اور واطی پر مالک بہیمہ کے لیے اوسکی قیمت کا تاوان لازم ہوگا اور بہیمہ مذکورہ کا بلد وطی سے

اگرچہ اوسکا گوشت قطعی الاقوی حرام ہوجائیگا ۱۲ ج

خارج کرنا اور اوسکے علاوہ کسی دوسرے بلد مین اوسکا فروخت کرنا لازم ہوگا اور اوسکے خارج بلد مین
فروخت کرنے کی وجہ یا محض تعبد ہی جسکی کوئی علت ہم کو معلوم نہین ہی یا اوسکی وجہ یہ ہی کہ مالک بہیمہ کے
اوس (بہیمہ) کے سبب سے تعبیر (عیب لگانا) نکی جائے جیساکہ روایت سدیر مین حضرت امام محمد باقر
علیہ السلام سے منقول ہوا ہی اور بہیمہ مذکورہ کی قیمت کے مصرف مین علمانے اختلاف کیا ہی پس بعض
اصحاب نے فرمایا ہی کہ بہیمہ مذکورہ کی قیمت کے ساتھ تصدق کرنا معین ہوگا اور ہم کو اس قول کا
(شیخ مفید)
مستند معلوم نہین ہوا اور دیگر علمانے فرمایا ہی کہ اوسکی قیمت کا حوالہ مغترم (جس نے کہ تاوان یا ہی)
کرنا لازم ہوگا اور مالک بہیمہ نے اوس سے وطی کی ہو تو اوسی کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور یہ قول اشہر
ہی اور فعل مذکور دو عادلون کی شہادت سے ثابت ہوتا ہی اور عورتونکی شہادت سے ثابت نہین ہوتا
خواہ تنہا شہادت دین یا مردون کے ساتھ اور اسی طرح اقرار فاعل سے بھی ثابت ہوتا ہی اگرچہ ایکمرتبہ
اقرار کرے بشرطیکہ وہ مالک بہیمہ ہو ورنہ فقط تعزیر ثابت ہوگی اگرچہ اوسنے مکرر اقرار کیا ہو اسلئے کہ
کسی شخص کا اقرار دوسرے شخص کے حق مین نافذ نہین ہوتا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ فعل مذکور اوس
وقت تک ثابت نہوگا جب تک کہ وہ دو مرتبہ اقرار نکرے اور یہ قول غلط ہی اور اگر فعل مذکور کسی شخص سے
مکرر واقع ہو اور تین مرتبہ تعزیر مستعمل ہو چکی ہو تو چوتھی مرتبہ مین اوسکا قتل کرنا لازم ہوگا اور منجملہ
نبات آدم کسی زن مردہ کے ساتھ وطی کرنا معصیت کے متعلق ہونے اور حد زنا کے ثابت ہونے اور
احصان کے معتبر ہونے اور نہونے مین زن زندہ کے ساتھ وطی کرنے کا حکم رکھتا ہی بلکہ اسمقام پر
جنایت افحش ہی بنا بر علیہ اوسکی عقوبت مین حد زنا کے علاوہ کسی زیادتی کے ساتھ تغلیظ کرنا لازم
ہوگا جسکی مقدار نظر امام پر منوط ہی اور اگر زن مردہ اوس (واطی) کی زوجہ ہو تو تادیب مین فقط
تعزیر پر اقتصار کرنا معین ہوگا اور حد زنا بوجہ شبہہ ساقط ہو جائیگی اور آیا فعل مذکور (زن مردہ کے
ساتھ وطی کرنا) کے ثبوت مین دو عادلون کی شہادت کافی ہی یا نہین اسمین اختلاف ہی پس بعض

اصحاب نے فرمایا ہی کہ وہ دو عادلونکی شہادت سے ثابت ہوتا ہی اسلیئے کہ وہ فعل واحد کی شہادت ہو اور زن زندہ کے ساتھ وطی کرنیکا قیاس اس فعل پر صحیح نہین ہی اسلیئے کہ وہان دو فعلوں پر شہادت ہوتی ہی اور بعض اصحاب نے فرمایا ہی کہ فعل مذکور کے ثبوت مین شہود اربعہ سے کم کی شہادت کافی نہین ہی اسلیئے کہ وہ زنا ہی جسمین چار عادلونکا شہادت دینا معتبر ہی علاوہ برین ایک عادل کی شہادت داخل قذف ہی پس حد قذف اوسوقت تک مندفع نہوگی جبتک کہ شہود اربعہ کے ساتھ تکمیل نکی جائے اور یہ قول اشبہ ہی اور اقرار بھی تابع شہادت ہی پس جن علمانے کہ شہود مین چار عادلون کا اعتبار کیا ہی اونھون نے اقرار مین بھی چار مرہ کا اعتبار کیا ہی اور جن علمانے کہ دو شاہدون پر اقتصار کیا ہی اونھون نے اقرار مین بھی دوہی مرہ کا اعتبار کیا ہی اور اس مقام پر دو مسئلے قابل ذکر ہین

پہلا مسئلہ جو شخص کہ کسی میت سے لواطہ کرے تو اوسپر لواطی کا حکم جاری کیا جائیگا اور اوسکی تعزیر دینے مین تغلیظ کی جائیگی **دوسرا مسئلہ** جو شخص کہ اپنے ہاتھ سے استمناء منی کا خارج کرنا کرے اوسکا تعزیر دینا معین ہوگا اور اوسکی مقدار کا معین کرنا نظر امام ؑ پر منوط ہی اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے ایسے شخص کے ہاتھ پر یہانتک ضرب لگائی کہ وہ سُرخ ہوگیا بعد ازان بیت المال سے اوسکا نکاح کردیا اور وہ بیت المال سے نکاح کردینا ایسی تدبیر تھی جو حضرت کی نظر مین اوسکے لئے مصلحت تھی لیکن وہ منجملہ لوازم نہین ہی اور فعل مذکور دو عادلون کی شہادت سے ثابت ہوتا ہی اور اسی طرح اقرار کرنے سے بھی ثابت ہوتا ہی اگرچہ ایک ہی دفعہ اقرار کرے اور بعض علمانے فرمایا ہی ایک دفعہ اقرار کرنے سے ثابت نہین ہوتا اور یہ قول وہم ہی

باب سوم

دفاع (ظالم کا دفع کرنا) کے بیان مین انسان کے لیئے اپنے نفس اور ناموس اور مال سے ظالم کا بقدر امکان دفع کرنا جائز ہی اور دفع کے لیئے اسہل فالاسہل کا اختیار کرنا واجب ہوگا پس اگر محض صیاح (معین کو آواز دینا) سے خصم مقابل مندفع ہوجائے تو واقع کو اوسپر اقتصار کرنا لازم ہوگا بشرطیکہ وہ دافع

ایسے مقام پر موجود ہو جہان کسی معین کا اوس سے ملحق ہونا ممکن ہو اور اگر صیاح سے مندفع نہو تو دافع کو ہاتھ پر اعتماد کرنا لازم ہوگا پس اگر اوسکی دفع مین ہاتھ بھی کافی نہو تو لاٹھی وغیرہ سے دفع کرنا معین ہوگا اور اگر لاٹھی وغیرہ بھی کافی نہو تو سلاح (ہتھیار) سے دفع کرنا معین ہوگا او خصم مدفوع کا خون ہدر (باطل) و ضایع ہوگا خواہ جرح ہو یا قتل و راوسمین حر و عبد دونون مساوی ہین اور اگر دافع قتل ہوجائے تو اجر و ثواب مین اوسپر حکم شہید جاری ہوگا اور دافع کو خصم مقابل کے حرب و ضرب مین ابتدا کرنا صحیح نہوگا تا وقتیکہ واقع نفس و آبرو کی طرف اوس (خصم) کا قصد کرنا متحقق نہو اور تحقق قصد کی صورت مین دافع کو اوسکا دفع کرنا جائز ہوگا تا وقتیکہ وہ مقبل (مقابل دافع) رہے اور ادبار خصم کی صورت مین دافع کو اوس سے باز رہنا معین ہوگا اور اگر دافع اوس پر ضرب لگائے اور وہ معطل ہوجائے تو دافع کو اوسپر تعدی کرنے مین سرعت کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ تعطل خصم کی وجہ سے اوسکا ضرر مندفع ہوجاتا ہی اور اگر اقبال خصم کی صورت مین دافع اوسپر ضربت لگائے اور اوسکا ہاتھ قطع ہوجائے تو دافع ضارب پر جرح اور سرایت مین ضمانت لازم نہوگی اور اگر ادبار خصم کی صورت مین دافع اوسپر دوسری ضربت لگائے تو ضربت ثانیہ مضمون ہوگی اسلیے کہ اوسکے ضرر کا پہلے ہی ضرب مین مندفع ہوجانا مفروض ہی پس اگر ضربت ثانیہ کا زخم مندمل ہوجائے تو دافع سے اوس زخم کا قصاص متعلق ہوگا اور اگر ضربت اولی کا زخم مندمل ہوجائے اور ضربت ثانیہ کا زخم سرایت کرکے اوس (خصم) کو ہلاک کرے تو دافع ضارب سے قصاص نفس متعلق ہوگا اور اگر دونون ضربتون کا زخم سرایت کرے اور وہ (خصم) ہلاک ہوجائے پس مقتضای مذہب یہ ہی کہ ولی مقتول کو دافع ضارب سے نصف دیت کے ادا کرنے کے بعد قصاص لینا صحیح ہوگا اور اگر اقبال خصم کی صورت مین دافع اوس (خصم) کے ایک ہاتھ کو قطع کردے اور ادبار خصم کی صورت مین اوسکے پاؤن کو قطع کردے بعد ازان حالت اقبال مین اوسکے دوسرے ہاتھ کو بھی قطع کردے بعد ازان

تینون زخم سرایت کرین توشیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہی کہ دافع پر ثلث دیت لازم ہوگی بشرطیکہ دیت پر وہ دونون (دافع اور ولی مقتول) راضی ہوجائین اور اگر ولی مقتول اوس (دافع) سے قصاص لینے کا ارادہ کرے تو رد ثلثین (دیت کے دوحصے) کے بعد جائز ہوگا لیکن اگر حالت اقبال مین دافع اوس (خصم) کے ایک ہاتھ کو بعد ازان اوس کے ایک پاؤن کو قطع کرے اور حالت ادبار مین اوس کے دوسرے ہاتھ کو قطع کرے اور تینون زخم سرایت کرین پس وہ دونون (دافع و ولی مقتول) دیت پر اتفاق کرین تو دافع قاتل پر نصف دیت کا ولی مقتول کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر ولی مقتول اوس (دافع) سے قصاص کا مطالبہ کرے تو نصف دیت کے رد کردینے کے بعد اوس (ولی مقتول) کو دافع سے قصاص کا اخذ کرنا جائز ہوگا اور دونون مسئلون مین فرق یہ ہی کہ مسئلہ ثانیہ مین دونون زخمون کا متوالی ہونا مفروض ہی لہذا ان دونون پر زخم واحد کا حکم جاری کیا جائیگا اور مسئلہ اولی مین ایسا نہین ہی بلکہ ہر ایک زخم کا علیحدہ ہونا مفروض ہی اور فرق مذکور مین میرے نزدیک ضعف ہی اور مسئلہ اولی کا مثل ثانیہ ہونا اقرب ہی اسلیے کہ صورت سرایت مین جنایت طرف کا اعتبار ساقط ہوجاتا ہی مثلاً اگر کوئی شخص اوسکے ہاتھ کو اور دوسرا شخص اوسکے پاؤن کو قطع کردے بعد ازان شخص اول اوسکے دوسرے ہاتھ کو قطع کردے اور تینون زخم سرایت کرین تو قصاص و دیت مین وہ دونون شخص مساوی ہونگے اور اس باب سے کئی مسئلے ملحق ہین **پہلا مسئلہ** اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ یا مملوکہ یا غلام کے ساتھ کسی شخص کو ایسے فعل کا مرتکب پائے جو کمتر از جماع ہو جیسے تقبیل وغیرہ تو شخص غیور کو اوس (مرتکب) کا دفع کرنا جائز ہوگا اور اگر دفع کرنا اوس (مرتکب) کے قتل کی طرف منجر ہوجائے تو اوسکا خون ہدر ہوگا **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی قوم کی ناموس پر

نظر کی تو اوس قوم کو اوسکا زجر کرنا جائز ہوگا پس اگر اپنے فعل پر وہ اصرار کرے اور وہ قوم پتھر یا لکڑی وغیرہ کو رہا کرے اور اوسپر کوئی جنایت حادث ہوجاے (جیسے ہاتھ کا قطع ہوجانا) تو وہ جنایت ہدر ہوگی اور اوسکا مواخذہ برطرف ہوگا اور بدون زجر اوس پتھر یا لکڑی رہا کی جائے اور وہ مجروح ہوجائے تو رہا کنندہ اوس جنایت کا ضامن ہوگا اور اگر صاحب مکان کی عورتوں کے لیئے شخص ناظر محرم ہو تو اوسکے زجر پر اقتصار کرنا معین ہوگا اور اگر اس حالت میں صاحب مکان اوسپر پتھر وغیرہ کو رہا کرے اور اوسپر جنایت کرے تو ضامن ہوگا اور اگر وہ عورتیں برہنہ ہوں تو اوسکا زجر کرنا اور پتھر کا اوسپر رہا کرنا جائز ہوگا اسلیے کہ محرم کے لیئے ایسا نظر کرنا جائز نہیں ہی تیسرا مسئلہ اگر صاحب مکان کسی شخص کو اپنے مکان میں قتل کر ڈالے بعد ازاں مدعی ہو کہ مقتول نے میری نفس یا مال کا قصد کیا تھا اور ورثہ مقتول انکار کریں اور صاحب مکان بینہ قائم کرے کہ شخص داخل کے پاس شمشیر برہنہ موجود تھی اور صاحب مکان پر اوسنے اقبال کیا تھا تو قول قاتل (صاحب مکان) کے راجح ہونے پر یہ شہادت حاکم ہوگی اور ضمانت ساقط ہوجائیگی **چوتھا مسئلہ** انسان کو دابہ صائلہ (حملہ کرنیوالا چوپایہ) کا اپنے نفس سے دفع کرنا جائز ہی پس اگر دابہ مذکورہ اوسکے دفع کرنے کی وجہ سے تلف ہوجائے تو ضمان نہوگی **پانچواں مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی انسان کے ہاتھ کو اپنے دانتوں سے کاٹ ڈالے اور شخص معضوض (جس کے ہاتھ کو کاٹا ہی) اپنے ہاتھ کو کھینچ لے اور شخص عاض (کاٹنے والا) کے دانت ٹوٹ جائیں تو ہدر ہوں گے اور اونکا مواخذہ نہوگا اور اگر شخص معضوض اپنے ہاتھ کے چھوڑانیکی غرض سے اوسکے منہ پر طمانچہ ماردے یا اوسکو مجروح کردے تو جائز ہوگا بشرطیکہ ہاتھ کا سہل کے ساتھ چھوڑانا متعذر ہو اور صورت تعذر میں اوسکا کارد یا خنجر سے شق کرنا جائز ہوگا اور جبکہ

اصل کے ساتھ تخلص (چھوڑ الینا) کرنے پر اوسکو قدرت حاصل ہو اور مع ذالک اشق کیطرف تخطی (تجاوز) کرے تو ضامن ہوگا چھٹا مسئلہ جبکہ دو لشکر عادی (ظالم) آپسمین مقابلہ کرین تو ایک لشکر اوس جنایت کا ضامن ہوگا جو دوسرے لشکر پر حادث کریگا اور اگر جدال وقتال سے ایک لشکر کف (باز رہنا) کرے اور لشکر دوم اوسپر حملہ کرے بعد ازان لشکر اول اوس دوم پر بقصد دفاع حملہ کرے تو لشکر اول سے ضمانت متعلق نہوگی بشرطیکہ اوسی مقدار پر اقتصار کرے جو حصول دفع کے لیئے کافی ہی اور لشکر دوم ضامن ہوگا اور اگر دو شخصون مین سے ہر ایک شخص دوسریکو مجروح کرے اور ہر ایک شخص مدعی ہو کہ اوسنے اپنے نفس سے دوسرے کے دفع کرنے کی غرض سے حملہ کیا ہی تو وہ شخص حلف کریگا جو قصد مذکور کا منکر ہو اور مجروح کنندہ ضامن ہوگا کیونکہ باعتبار اصل اوس سے ضمانت متعلق ہی ساتوان مسئلہ اگر امام ؑ کسی شخص کو درخت پر چڑھنے یا کنوین مین اوترنے کا امر فرماوین اور وہ شخص مر جاوے پس اگر امام ؑ نے اوسکو فعل مذکور پر مجبور کیا تھا تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ امام ؑ پر اوسکی دیت لازم ہوگی اور فرض مذکور مین مذہب حق کی منافات لازم آتی ہی اسلیئے کہ معصوم ؑ ایسے فعل پر مجبور نہین کر سکتے جو مامور پر واجب نہو اور فعل واجب پر مجبور کرنیکو سقوط ضمانت لازم ہی پس صورت مسئلہ کا نائب امام ؑ مین متحقق ہونا متصور ہی اور اگر فعل مذکور پر کسی مصلحت عامہ کے لیے مجبور کیا ہو تو بیت المال سے اوسکی دیت متعلق ہوگی اور اگر فعل مذکور پر اوسکو مجبور نکیا ہو تو دیت اصلا نہوگی آٹھوان مسئلہ جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ کو ایسے امر کے ساتھ تادیب کرے جو باعتبار شرع جائز ہو اور وہ مرجائے تو شیخ علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا ہی کہ شوہر پر اوسکی دیت لازم ہوگی اسلیئے کہ تادیب مین زوجہ کا سالم رہنا شرط ہی اور اس مین تردد ہی اسلیئے کہ تادیب مذکور از قبیل تعزیرات سائغہ ہی لہذا موجب دیت نہوگی اور اگر طفل نابالغ کو اوسکا

باپ یا دادا ضرب لگائے اور طفل مذکور مرجائے تو ضارب یعنی باپ دادا پر طفل مذکور کی دیت اوس
ضارب ہی کے مال میں لازم ہوگی عنوان مسئلہ اگر کسی شخص کے سر یا بدن میں کوئی سلعہ (پھوڑی)
موجود ہو اور وہ اوسکے قطع کرنیکا امر کرے اور بوجہ قطع مرجائے تو قاطع پر اوسکی دیت لازم نہوگی اور اگر
صاحب سلعہ کے لیے کوئی موجود ہو تو قاطع پر دیت لازم ہوگی اشبہ یہ کہ قاطع اوس صاحب سلعہ کا ولی
ہو جیسے باپ ۔ دادا اور اگر قاطع کوئی اجنبی ہو تو ثبوت قصاص میں تردد ہے لیکن دیت کا اجنبی مذکور پر
اوسکے مال میں لازم ہونا اشبہ ہے اور اوس سے قصاص کا مطالبہ صحیح نہیں ہے اسلیے کہ اوسنے قتل
کرنیکا قصد نہیں کیا کتاب القصاص قصاص سے اثر جنایت کا استیفا کرنا مراد ہے اور اوسکی
دو قسمیں ہیں پہلی قسم قصاص نفس کے بیان میں اور وہ کئی فصلوں کے بیان کو مستدعی ہے فصل
اول موجب کے بیان میں اور موجب سے ایسے نفس معصوم جسکے خون کی ریزی مباح نہو کا از راہ ظلم وعمد
خارج کرنا مراد ہے جو اسلام کفر وغیرہ میں مکافی یعنی مساوی ہو اور تحقق عمد میں بالغ عاقل کا ایسے آلہ کے
ساتھ ارادہ قتل کرنا ضرور ہے جو غالبا مہلک ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص ایسے آلہ کے ساتھ کسی کے قتل
کرنیکا ارادہ کرے جو نادراً مہلک ہو اور وہ ہلاک ہو جائے تو اسمیں دو قول ہیں لیکن ثبوت قصاص
اشبہ ہے اور آیا تحقق عمد میں ایسے فعل کیطرف قصد کرنا بھی کافی ہے جسکے ساتھ موت کا دراصل واقع ہو اگرچہ باعتبار
غالب وہ فعل قاتل نہو جبکہ فعل مذکور کے ساتھ قتل کرنیکا قصد نکیا جائے جیسے کسی پر سنگریزہ یا چوب خفیف کا مارنا
اسمیں دو قسم کی روایتیں منقول ہوئی ہیں اور ان دونوں میں مشہور تر یہ ہے کہ فعل مذکور از قبیل عمد نہیں ہے
جو موجب قصاص ہوتا ہے اور حصول عمد کے دو طریقے ہیں اول مباشرت جیسے ذبح کرنا گلا گھونٹنا یعنی قاتل کا
اپنے ہاتھ سے پلا دینا تلوار اور کارد کے ساتھ ضرب لگانا سنگین شی کا گرا دینا ایسے تیر سے شکار کرنا جو
بدن میں در آئے کسی ایسے عضو نازک کا زخمی کر دینا جو مقام قتل ہو اگرچہ ادخال سوزن ہی کے ساتھ ہو دوم
تسبیب یعنی سبب قتل ہونا اور اوسکے لیے کئی مرتبے ہیں پہلا مرتبہ جانی کا تسبیب متلف ایسی شی کا صادر

هل يتحقق العمد بالقصد الى الفعل الذي يحصل به الموت نادرا ... اذا لم يقصد به القتل

واما التسبيب فله مراتب الاولى ان ينفرد الجاني بالتسبيب المتلف

کرنا جو ہلاکِ نفس کا سبب ہو کے ساتھ منفرد ہونا اور اُسمین کئی صورتین ہین پہلی صورت اگر کوئی شخص کسی پر اپنا تیر رہا کرے اور وہ (تیر) اُسکو قتل کر ڈالے تو وہ (تیر کا رہا کرنیوالا) قتل کیا جاےگا اسلیے تیر کا رہا کرنا ایسا فعل ہی جس سے قتل کرنا غالباً مقصود ہوتا ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی پر سنگ منجنیق کو رہا کرے تو اُسکا بھی یہی حکم ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی کے گلے کو رسّی سے گھونٹ دے اور رسّی کو اُسکے گلے سے علیحدہ نکرے یا نفس کے منقطع ہونے یا قریب بمرگ اور بیدست و پا ہونیکے وقت اُسکو ڈھیلا کر دے تا اینکہ وہ مرجاے تب بھی یہی ہوگا لکن اگر کوئی شخص کسی کے نفس کو اتنے قلیل زمانہ تک محبوس کر دے جو غالباً قاتل نہین ہوتا بعد ازان اُسکو ڈھیلا کر دے اور وہ مرجاے تو ثبوت قصاص مین تردد ہی لیکن قصدِ قتل کی صورت مین قصاص کا ثابت ہونا اور عدم قصد یا اشتباہ قصد کے صورت مین دیت کا ثابت ہونا اظہر ہی دوسری صورت جبکہ کوئی شخص کسی پر ضربِ عصا کا اسقدر تکرار کرے جسکی برداشت اُسکے امثال اسکے نسبت اتنے زمانہ کے ممکن نہو اور وہ مرجاے تو فعل مذکور بھی داخل عمد ہوگا اور اگر مقدار مذکور سے کم جسکی برداشت اُسکے امثال کو ممکن ہو ضرب لگائی بعد ازان وہ ضرب اُس (مضروب) کیلیے مرض کو حادث کر دے جسکی وجہ سے وہ مرجاے تو اسمین بھی وہی بحث کیجاے جو اول نفس انسانی کا اتنی زمانہ تک بند رکھنے مین محبوس رکھنا جو غالباً قاتل نہو اسمین مذکور ہوئی اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی کو ایک مدت تک محبوس کرے اور طعام و شراب کو اُسپر بند کر دے تب بھی یہی حکم ہوگا پس اگر اتنی مدت ہو جسمین اُسکی امثال باقی نہین رہ سکتی اور مرجاے تو فعل مذکور از قبیل عمد ہوگا تیسری صورت اگر کوئی شخص کسی انسان کو آگ مین ڈالدے اور وہ انسان مرجاے تو شخص مذکور قتل کیا جاےگا اگرچہ آگ سے خارج ہونے پر وہ (انسان) قادر بھی ہووے اسلیے کہ انسان کبھی مدہوش ہو جاتا ہی علاوہ برین آگ کبھی اعصاب مین بوجہ ملاقات تشنج پیدا کر دیتی ہی اور فرار کرنا ممکن نہین ہوتا لکن اگر اُسکا خروج کو از راہ تخاذل از ذلت کا اختیار کرنا م ترک کرنا معلوم ہو جاے تو قصاص نہوگا اسلیے کہ اُسنے اپنے نفس کی ہلاکت پر اعانت کی ہی بلکہ اُسکے لیے دیت کا نہونا بھی دل مین خطور کرتا ہی اسلیے

کہ وہ اپنے نفس کے تلف کرنے میں مستقل ہی اور یہ حکم اُس صورت مین جاری ہوگا جبکہ وہ آگ سے
خارج ہو جاوے اور اپنا علاج نکرے اور مرجاوے اسلئے کہ ترک علاج کی صورت مین جو سرایت
حاصل ہوتی ہی وہ جرح مضمون کی وجہ سے حاصل ہوتی ہی اور آگ کی وجہ سے جو ہلاکت حاصل
ہوتی ہی وہ فقط القاء (گرادینا) کی وجہ سے نہین ہوتی بلکہ اُس احراق جدید کی وجہ سے حاصل
ہوتی ہی جو ورنگ نکرنیکی صورت مین متحقق نہوتا اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی انسان کو لجۂ آب مین
گرادے اور وہ مرجاوے تو اُسمین بھی یہی کلام جاری ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی انسان فصد
کرے اور انسان مذکور اپنے عضو مقصود (جسمین فصد کیگئی ہی) کے باندھنے کو ترک کرے یا کوئی
شخص کسی انسان کو پانی مین ڈالدے اور وہ (انسان) باوجود قدرت اُس (پانی) کے
نیچے اپنے سانس کو روکے رہے اور ہلاک ہو جاوے تو قصاص و دیت دونون ساقط ہونگے
چوتھی صورت جو سرایت کہ جنایت عمد سے حاصل ہوتی ہی وہ صورت تساوی مین
موجب قصاص ہوتی ہی پس اگر کوئی شخص کسی انسان کے ہاتھ کو ازراہ عمد قطع کردے اور وہ
(جنایت) سرایت کرے تو جارح کا قتل کرنا صحیح ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی انسان کی انگلی کو
کسی ایسے طرح سے ازراہ عمد قطع کردے جو غالباً قاتل ہو اور وہ سرایت کرے تب بھی یہی جارح کا
اُس قید کا کوئی فائدہ معلوم نہین ہوتا اسلئے کہ صورت سرایت مین کسی کی تخصیص نہین ہی
قتل کرنا صحیح ہوگا پانچوین صورت اگر کوئی شخص کسی انسان پر بلندی سے اپنے نفس کو ازراہ عمد
گرادے اور اُسکا وقوع (گرنا) منجملہ اُن امور کے فرض کیا جاوے جو غالباً قاتل ہوتے ہین اور شخص
اسفل ہلاک ہو جاوے تو واقع (گرنے والا) پر قصاص لازم ہوگا اور اگر اُسکا وقوع منجملہ اُن امور کے
نہو جو غالباً ہلاک کرتے ہین تو جنایت مذکورہ پر خطا شبیہ العمد کا حکم جاری کیا جائیگا جسمین دیت
مغلظہ لازم ہوتی ہی اور اُس شخص کا خون ہدر ہوگا جس نے اپنے نفس کو گرایا ہی چھٹی صورت
شیخ الطائفہ رحمہ نے فرمایا ہی کہ سحر کیلئے کوئی حقیقت نہین ہی اور بعض اخبار سے سحر کیلئے حقیقت کا

ہونا مستفاد ہوتا ہی اور شاید قولِ شیخ قریب ہو لکن احتمال پر بنا کرنا اقرب ہی پس اگر کوئی شخص کسی انسان کو مسحور کردیوے (وہ انسان) ہلاک ہوجاوے تو مختار شیخ کی بنا پر موجب قصاص و دیت نہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے سحر سے کسی انسان کے ہلاک کردینے کا اقرار کرے تب بھی مختار شیخ کی بنا پر یہی حکم ہوگا اور اُس احتمال کی بنا پر جسکو ہمنے بیان کیا ہی ساحر کا اُسکے اقرار کے موافق الزام دینا لازم ہوگا اور بعض اخبار مین قتل ساحر کا حکم منقول ہوا ہی اور شیخ رح نے کتاب خلاف مین فرمایا ہی کہ اُس کا حد فساد کے عوض قتل کرنے پر محمول کرنا متعین ہی اور اُسکا حد قصاص پر محمول کرنا صحیح نہین ہی (یعنے قتل ساحر کے حکم کا جو اخبار مین وارد ہوا ہی) دوسرا سبب کے ساتھ مباشرت بھی منضم ہونا اور اسمین بھی کئی صورتین ہین پہلی صورت اگر کوئی شخص کسی انسان کیلئے طعام مسموم (زہر آلود) کو پیش کرے اور اُس (انسان) کو معلوم ہوا اور وہ (انسان) کھالیوے تو قصاص و دیت دونون ساقط ہونگے اور اگر اوس کو معلوم نہو اور تناول کرلے اور ہلاک ہوجائے تو ولی کو قصاص لینے کا استحقاق حاصل ہوگا اس لیے کہ حکم مباشرت بوجہ غرور (فریب دینا) ساقط ہوجاتا ہی اور اگر صاحب منزل کے طعام مین کوئی شخص زہر کو شریک کردے اور صاحب منزل اُسکو تناول کرے اور ہلاک ہوجاوے تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف مین فرمایا کہ شخص مذکور پر قصاص لازم ہوگا اور لزوم قصاص مین اشکال ہی اسلئے کہ صاحب منزل نے مباشرت کی ہی لہذا شخص مذکور پر دیت لازم ہوگی دوسری صورت اگر کوئی شخص کسی رستہ مین چاہ عمیق کا حفر (کھودنا) کرے اور کسی ایسے شخصکو طلب کرے جو اُس (چاہ) کو نہ جانتا ہو اور شخص مطلوب اُسمین گر کر ہلاک ہوجاوے تو حافر چاہ پر قصاص لازم ہوگا اسلئے کہ فعل مذکور ایسا امر ہی جس سے غالباً قتل کرنے کا قصد کیا جاتا ہی تیسری صورت اگر کوئی شخص کسی انسان کو مجروح کردے بعد ازان

وہ (مجروح) اپنے نفس کا کسی دوا زہری کے ساتھ علاج کرے اور دوا مذکور مجہز (سریع القتل) ہو تو شخص اول سے حکم جارح متعلق ہوگا اور شخص مقتول اپنے نفس کا قاتل سمجھا جائیگا اور اس (مقتول) کو دیت کا استحقاق حاصل نہوگا البتہ ولی مقتول کو جرح کے عوض مین قصاص کا (اور قصاص استحقاق یہ جب ہو ولی حاصل ہوگا ۱۲) مطالبہ صحیح ہوگا بشرطیکہ جرح مذکور منجملہ ان جنایات کے فرض کیا جاسے جو موجب قصاص ہوتی ہین ورنہ اس (ولی مقتول) کیلئے ارش جراحت کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر (تفاوت قیمت جو بوجہ زخم حاصل ہوا ہو ۱۲) دوا مذکور مجہز نہو اور اسمین مجروح کی سلامتی کا ظن غالب حاصل ہو اور وہ (مجروح) اتفاقاً ہلاک ہو جاسے تو دیت کی وہ مقدار ساقط ہو جائیگی جو فعل مجروح کے مقابل قرار پاسے جس سے نصف دیت مراد ہی اور ولی کو خارج کا (نصف دیت کے نصف آخر کا ولی کے حوالہ کرنا) کے بعد قتل کرنا صحیح ہوگا اور اسی طرح اگر دوا مذکور غیر مجہز ہو لیکن غالبا باعث تلف ہوتی ہو تو اسکا بھی یہی حکم ہوگا اور اسی طرح اگر مجروح اپنے زخم کو زندہ گوشت کے ساتھ سی لیوے اور ان دونون (زخم اور زندہ گوشت) سے سرایت حاصل ہووے تب بھی یہی بحث جاری ہوگی پس دیت کی وہ مقدار ساقط ہو جائیگی جو فعل مجروح کے مقابل قرار پاسے جس سے نصف دیت مراد ہی اور ولی کو جارح کا (نصف دیت کے نصف آخر کا ولی کے حوالہ کرنا) کے بعد قتل کرنا صحیح ہوگا قسم اول ہوگا قسم سوم ہے سبب کے ساتھ کسی حیوان کے مباشرت کا منضم ہونا اور اسمین بھی کئی صورتین ہین پہلی صورت جبکہ کوئی شخص کسی انسان کو دریا مین گرادے اور قبل وصول (دریا تک پہونچنے سے پہلے) اسکو مچھلی نگل جاسے تو شخص مذکور (گرانے والے) پر قصاص لازم ہوگا اسلئے کہ دریا مین گرادینا باعتبار عادت اتلاف (ہلاک کردینا) کا حکم رکھتا ہی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ صورت مذکورہ مین قصاص نہوگا اسلئے کہ اس (گرانے والے) نے مچھلی مذکور سے اسکے تلف کرنیکا قصد نہین کیا تھا لہذا فقط دیت ثابت ہوگی اور یہ قول قوی ہی لیکن

اگر کوئی شخص کسی انسان کو مچھلی کی طرف گرا دیوے اور وہ (مچھلی) اُسکو نگل جاوے تو شخص مذکور پر قصاص لازم ہوگا اسلئے کہ مچھلی بالطبع مضرت رسان ہی لہذا اُس پر آلہ قتل کا حکم جاری کیا جائیگا دوسری صورت اگر کوئی شخص کسی انسان پر کلب عقور (سگ گزندہ) کو اغراء (برانگیختہ) کرے اور کلب مذکور اُسکو ہلاک کر دے تو قصاص کا ثابت ہونا اشبہ ہی اسلئے کہ وہ از قبیل آلہ ہی اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی انسان کو شیر کے سامنے اسطرح ڈالدے کہ وہ (انسان) اپنی حفاظت پر قادر نہو اور شیر اُسکو ہلاک کر دے تب بھی یہی حکم ہوگا خواہ مکان تنگ مین ہو یا کشادہ مین تیسری صورت اگر کوئی شخص کسی انسان کو سانپ سے اسقدر کٹوا دے جو باعتبار عادت قاتل ہو اور وہ ہلاک ہو جاوے تو شخص مذکور کا قتل کرنا صحیح ہوگا اور اگر کسی انسان کے بدن پر ایسے سانپ کو چھوڑ دیوے جو باعتبار عادت قاتل ہو اور وہ (سانپ) کاٹ لیوے اور انسان مذکور ہلاک ہو جاوے تو اس صورت مین بھی قصاص کا ثابت ہونا اشبہ ہی اسلئے کہ فعل مذکور ایسا امر ہی جسکے ساتھ باعتبار عادت تلف ہو جانیکی عادت جاری ہی چوتھی صورت اگر کوئی شخص کسی انسان کو مجروح کرے بعد ازان اُس (انسان) کو کوئی شیر کاٹ لیوے اور وہ دونون (جراحت اور شیر کا کاٹنا) سرایت کرین تو قصاص ساقط ہوگا اور آیا فاضل دیت نصف کا ورثہ جارح پر رد کرنا لازم ہوگا یا نہین پس اُسکا لازم ہونا اشبہ ہی اور اسی طرح اگر قاتل اجنبی کے ساتھ پدر مقتول (جس سے قصاص لینا صحیح نہین ہی) بھی شریک ہو جاوے یا کسی غلام کے قتل مین حر اور غلام دونون شریک ہون تب بھی قاتل اجنبی اور غلام سے قصاص ساقط ہوگا البتہ پدر مقتول اور حر سے قصاص ساقط ہوگا اور اُنپر نصف دیت یا نصف قیمت لازم ہوگی جو ورثہ مقیض منہ (جس سے قصاص لیا جاوے) کے حوالہ کی جائیگی پانچوین صورت

الخامسة

ولو كتفه والقاه في ارض مسبعة فافترسه الاسد اتفاقا فلا قود وفيه الدية

المرتبة الرابعة ان ينضم اليه مباشرة انسان آخر وفيه صور

الاولى لو حفر واحد بئرا فوقع آخر بدفع ثالث فالقاتل الدافع دون الحافر وكذا لو القاه من شاهق فاعترضه آخر فقده نصفين قبل وصوله الى الارض فالقاتل هو المعترض ولو امسك واحد وقتله آخر ونظر لهما ثالث فالقود على القاتل دون الممسك لكن الممسك يحبس ابدا ولو نظر لهما ثالث لم يضمن لكن تسمل عينه اي تفقأ

الثالثة اذا اكرهه على القتل فالقصاص على المباشر دون الآمر ولا يتحقق الاكراه في القتل فيما عداه وفي رواية علي بن رئاب يحبس الآمر ابدا حتى يموت هذا اذا كان المكره بالغا عاقلا ولو كان غير مميز كالطفل والمجنون

اگر کوئی شخص کسی انسان کو اپنے ساتھ پر بٹھائے اور ارض مسبعہ (درندون کی جگہہ) مین ڈالدیوے اور اُس (انسان) کو اتفاقاً کوئی شیر پھاڑ ڈالے تو قصاص نہوگا اور دیت ثابت ہوگی چوتھا مرتبہ سبب کے ساتھ کسی دوسرے انسان کی مباشرت کا منضم ہونا اور اُسمین بھی کئی صورتین ہین پہلی صورت اگر کوئی شخص کنوان کھودے اور کوئی دوسرا شخص کسی تیسرے شخص کو دفع کرنیکی وجہ سے اُسمین گر پڑے تو وہ شخص قاتل ہوگا جسنے اُسکو گرایا ہی اور وہ شخص قاتل نہوگا جسنے کنوان کھودا ہی اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی انسان کو مکان بلند سے گرادے اور قبل وصول الی الارض (زمین تک پہونچنے سے پہلے) اُس (انسان) پر کوئی دوسرا شخص تلوار لگائے اور وہ (انسان) دو پارہ ہوجاوے تو وہ شخص قاتل ہوگا جسنے اُسپر تلوار لگائی ہی اور اگر ایک شخص کسی انسان کا امساک (روک لینا) کرے اور دوسرا شخص اُس (انسان) کو قتل کرڈالے تو قصاص اُسی شخص پر لازم ہوگا جسنے کہ قتل کیا ہی اور مسک پر قصاص نہوگا لیکن ممسک کا دائم الحبس کرنا واجب ہوگا اور اگر اون دونون (قاتل وممسک) نے کسی تیسرے شخص کو اپنے لئے ناظر مقرر کیا ہو تو وہ (ناظر) ضامن نہوگا لیکن اُسکی آنکھون کا نکلوا ڈالنا متعین ہوگا دوسری صورت جبکہ کوئی شخص کسی شخص کے قتل کرنے پر کسی شخص کا اکراہ (مجبور کرنا) کرے تو مباشر پر قصاص لازم ہوگا اور آمر مکرہ (مجبور کرنیوالا) پر لازم نہوگا اور ہمارے نزدیک قتل مین باعتبار شرع اکراہ متحقق نہین ہوتا البتہ ما عدائے قتل جیسے زخمی کرنا یا قطع کرنا مین متحقق ہوتا ہی اور روایت علی بن رباب مین وارد ہوا ہی کہ آمر (حکم دینے والا) کا محبوس کرنا لازم ہوگا یا اینکہ وہ ہلاک ہوجاوے اور حکم مذکور اُس صورت مین جاری ہوگا جبکہ مکرہ مقہور (مجبور ومغلوب) بالغ عاقل ہو اور اگر وہ (مکرہ مقہور) غیر ممیز ہو جیسے طفل ومجنون تو مکرہ (مجبور کرنیوالا) پر

قصاص لازم ہوگا اسلئے کہ وہ (غیر ممیز) بہ نسبت اُس (مکرہ) کے آلہ کا حکم رکھتا ہی اور حکم مذکور مین حر و عبد مساوی ہین اور اگر وہ (مکرہ شخص مامور) ممیز عارف غیر بالغ اور حر ہو تو قصاص نہوگا اور عاقلہ مباشر پر دیت لازم ہوگی اور بعض اصحاب نے فرمایا ہی کہ اُس سے (یعنی مکرہ مقصور) قصاص لیا جائیگا بشرطیکہ دس برس یعنی اُسکا سن کم نہو اور یہ قول متروک ہی اور مملوک ممیز مین اُسکے رقبہ سے جنایت متعلق ہوگی اور قصاص نہوگا اور شیخ علیہ الرحمۃ نے کتاب خلاف مین تحریر فرمایا ہی کہ اگر مملوک صغیر یا مجنون ہوگا تو قصاص نہوگا اور دیت جسکی ہوگی اور قول اول (قصاص کا اکراہ کنندہ سے متعلق ہونا) اظہر ہی اور اس مقام پر کئی فرعین مذکور ہوتی ہین اول اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے کہے اقتلنی و الا قتلتک (تو مجھکو قتل کر ڈال ورنہ مین تجھکو قتل کر دونگا) تو قتل کرنا جائز نہوگا اسلئے اجازت سے حرمت مرتفع نہین ہوسکتی اور اگر مباشر قتل ہو تو قصاص واجب نہوگا اسلئے کہ اُسنے اپنے حق کو بوجہ اجازت ساقط کر دیا ہی پس وارث مقتول کو مباشر پر تسلط نہوگا دوم اگر کوئی شخص کسی سے کہے اقتل نفسک (تو اپنے نفس کو قتل کرے) اور شخص مامور ممیز ہو تو ملزم (امر) پر کچھ نہوگا اسلئے کہ مباشر اقوی ہی اور اگر شخص مامور غیر ممیز ہو تو ملزم (آمر) پر قصاص لازم ہوگا اسلئے کہ سبب قوی ہی اور اس مقام پر اکراہ قاتل کے متحقق ہونے مین اشکال ہی اسلئے کہ خوف قتل ہی کی وجہ سے انسان کسی فعل کے صادر کرنے مین مضطر ہوتا ہی اور جبکہ وہ خود اپنے قتل پر مامور ہی تو خوف مذکور بے معنی ہی سوم ماعدائے نفس مین اکراہ متحقق ہوتا ہی پس اگر کوئی شخص کسی سے کہے اقطع ید ہذا و الا قتلتک (اسکا ہاتھ قطع کر دے ورنہ مین تجھکو قتل کر دونگا) تو مامور پر قصاص نہوگا بلکہ آمر مکرہ (مجبور کرنیوالا) پر لازم ہوگا اور اگر کہے قطع ید ہذا او ہذا و الا قتلتک (تو اس شخص کا یا اس شخص کا ہاتھ قطع کر دے ورنہ تجھکو قتل کر دونگا) اور مامور مکرہ (مجبور) ان دونون

سے ایک شخص کو اختیار کرے تو ثبوت قصاص مین تردد ہی جو تعیین احد الشخصین کی عدم (یعنی دونو مین سے ایک شخص ۱۲) الزام ہونے سے پیدا ہوتا ہی لیکن قصاص کا امر مکرِہ (مجبور کرنیوالا) پر لازم ہونا اشبہ ہی اسلئے کہ اکراہ متحقق ہی اور جبتک کہ احد ہما اختیار نکیا جاے اسوقت تک تخلص غیر ممکن ہی تیسری صورت اگر دو عادل ایسے امر کی شہادت دین جو موجب قتل ہو جیسے قصاص یا چار عادل ایسے امر کی شہادت دین جو موجب رجم ہو جیسے زنا اور بعد استیفا (یعنی دونو مین سے ایک شخص ۱۲) اُنکا شہود زور ہونا معلوم ہو تو حاکم اور حداد (حد کا جاری کرنیوالا) (یعنی جلاد کہ حکم شرعی جسکے حکم سے حد جاری کیجاتی ہی) سے ضمانت متعلق نہوگی اور شہود پر قصاص لازم ہوگا اسلئے کہ عادت شرعیہ ہی موافق اُن (شہود) کی شہادت پر تسبیب متلف کا حکم جاری کیا جائیگا ہان اگر ولی مقتول کو اُنکا شہود زور ہونا معلوم ہوگا اور باوجود اسکے مباشر قصاص ہو تو اُسی (ولی المقتول) پر قصاص لازم ہوگا و شہود پر لازم نہوگا اسلئے کہ اس صورت مین اُسنے قتل ناحق کا بدون غرور (فریب) قصد کیا ہی چوتھی صورت اگر کوئی شخص کسی انسان پر ایسی جنایت کرے کہ اُس (انسان) پر حکم مذبوح جاری کیا جاے جس سے اُسکی حیات کے استقرار کا باقی نرہنا مراد ہی اور دوسرا شخص اُسکو ذبح کردے تو شخص اول پر قصاص لازم ہوگا اور شخص دوم پر دیت واجب ہوگی اور اگر اُس (انسان) کی حیات کا استقرار باقی رہی تو شخص اول پر جارح کا حکم اور شخص دوم پر قاتل کا حکم جاری کیا جائیگا خواہ شخص اول کی حیات اُن امور کے قبیل سے ہو جسکے ساتھ غالباً موت کا حکم کیا جاتا ہی جیسے شکم کا چاک کرنا یا مغز سر کا پھاڑ ڈالنا یا نہو جیسے اُنگلی کا قطع کرنا پانچوین صورت اگر ایک شخص کسی انسان کے ہاتھ کو اور دوسرا شخص اُسکے پاؤن کو قطع کرے اور اُن دونون مین سے ایک جراحت مندمل ہوجاے بعد ازان وہ (انسان مجروح) ہلاک ہوجاے تو جس شخص کی جراحت مندمل ہوگی اُسپر حکم جارح جاری کیا جائیگا اور شخص دوم سے حکم قاتل متعلق ہوگا پس اولاً جرح مندمل کی دیت کا اُسکے ورثہ پر رد کرنا (یعنی شخص دوم ۱۲) بعد ازان اُسکا قتل کرنا متعین ہوگا

…فلو قطع احد يده واخر رجله فاندمل احدها ثم هلك فمن اندمل جرحه فهو جارح والاخر قاتل يقتل بعد رد دية الجرح المندمل…

فرع لو جرحه اثنان كل واحد جرحا فادعى احدهما اندمال جرحه وصدقه الولي لم ينفذ تصديقه على الآخر لانه قد يحاول اخذ دية الجرح من الجارح والدية من الآخر فهو متهم في تصديقه ولان المنكر مدع للاصل فيكون القول قوله مع يمينه

فرع اگر کسی انسان کو دو شخص مجروح کرین اور ہر ایک کی جنایت سے ایک جرح حادث ہو اور وہ (انسان مجروح) ہلاک ہوجاے بعد ازان ایک شخص اپنے جراحت کے مندمل ہوجانیکا مدعی ہو اور ولی مقتول اُسکی تصدیق کرے تو اُسکی تصدیق دوسرے شخص کے حق مین نافذ نہوگی اسلئے کہ ولی مقتول کو کبھی دیت جرح کا جارح سے اخذ کرنا اور دیت نفس کا دوسرے شخص سے اخذ کرنا مقصود ہوتا ہے پس وہ (ولی مقتول) احدہما کی تصدیق مین متہم ہے علاوہ برین منکر کا دعوی مطابق اصل عدم اندمال ہے پس قول منکر اُسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا چھٹی صورت اگر کسی انسان کے ہاتھ کو بند دست سے ایک شخص اور مرفق (کہنی) سے دوسرا شخص قطع کرے اور وہ (انسان) ہلاک ہوجاے تو اُن دونون شخصون کا قتل کرنا صحیح ہوگا اسلئے کہ دوم کی وجہ سے اوّل کی سرایت منقطع نہین ہوئی اسلئے کہ سرایت ثانیہ کے قبل اُس (اول) کا الم شائع ہوچکا تھا اور اگر کوئی شخص کسی انسان کے ہاتھ کو قطع کرے اور دوسرا شخص اُس (انسان) کو قتل کرڈالے تو حکم مذکور (دونوکے قتل کا صحیح ہونا) جاری نہوگا اسلئے کہ تعجیل قتل کی وجہ سے اوّل (ہاتھ قطع کرنا) کے سرایت منقطع ہوجاتی ہے اور اوّل (ہاتھ کا بند دست اور مرفق سے قطع کرنا) مین اشکال ہے اسلئے کہ سرایت اوّل (بند دست کا قطع کرنا) کے الم کا باقی رہنا مسلم نہین ہے اور اگر ایک ہی شخص کا جانی ہونا فرض کیا جاے تو دیت نفس مین دیت طرف داخل ہوجائیگی اسلئے کہ علماے امامیہ کا اسپر اجماع ہے اور آیا قصاص نفس مین قصاص طرف بھی داخل ہوگا یا نہین اسمین فتواے اصحاب مضطرب ہے پس شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین ارشاد فرمایا ہے کہ اگر اُس (جانی) نے قصاص طرف اور قصاص نفس کے موجب کو بتفریق صادر کیا ہو تو اُس سے قصاص طرف کا مطالبہ کیا جائیگا بعد ازان وہ قتل کیا جائیگا اور اگر اُن دونوکے موجب کو ایک ہی ضربت مین صادر کیا ہو تو اُسپر قتل کے علاوہ

مسائل من الاشتراک الاولی
اذا اشترک جماعة فی قتل واحد قتلوا به

کوئی شئی لازم نہوگی اور اس قول کا مستند روایت محمد بن قیس ہی جو حضرت امام محمد باقرؑ
یا حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہی اور کتاب مبسوط وخلاف مین تحریر فرمایا ہی کہ قصاص
نفس مین قصاص طرف مطلقاً داخل ہو جائیگا اور اس قول کا مستند روایت ابو عبیدہ ہی
جو حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہی اور مبسوط وخلاف کے بعض مواضع مین فرمایا ہی کہ اگر
کوئی شخص کسی انسان کے ہاتھ کو قطع کرے بعد ازان اُسکو قتل کرے تو شخص مذکور کا ہاتھ
قطع کیا جائیگا بعد ازان وہ قتل کیا جائیگا لیکن وہ قول اقرب ہی جسکو کتاب نہایہ متضمن ہی
اسلئے جنایت اولی کی وجہ سے قصاص ثابت ہو جاتا ہی اور اصل عدم تداخل ہی اور یہ حکم جاری
نہوگا جبکہ ایک ہی ضربت کا صدور فرض کیا جائے اور اسی طرح اگر سرایت جرح کی وجہ سے
ثبوت مجروح متحقق ہو تب بھی حکم مذکور جاری نہوگا مثلاً کوئی شخص کسی غیر کے ہاتھ کو قطع کرے
اور قطع مذکور اُسکے نفس کی طرف سرایت کرے تو قصاص نفس ثابت ہوگا اور قصاص طرف
ثابت نہوگا اور اس مقام پر کئی مسائل ایسے مذکور ہوتے ہین جو اشتراک سے متعلق ہین مسئلہ اولی
جبکہ کسی شخص کے قتل مین ایک جماعت شریک ہو تو اُس جماعت کا قتل کرنا صحیح ہوگا اور ولی
مقتول کو جمیع اور بعض شرکاء کے قتل کرنے مین اختیار حاصل ہوگا پس صورت اولی (قتل جمیع)
مین ولی مقتول کو اُس مقدار کا اُن سب پر رد کرنا لازم ہوگا جو دیت مقتول سے فاضل ہی
اور ہر ایک شخص اُس مقدار کو اخذ کریگا جو دیت مقتول مین سے وضع جنایت کے بعد باقی
رہیگی اور صورت ثانیہ قتل بعض مین باقی لوگون کو اپنی جنایت کی دیت کا ورثۂ مقتول پر رد کرنا
لازم ہوگا اور اگر مقتولین کیلئے کوئی مقدار فاضل رہیگی تو ولی مقتول پر اُس مقدار کا اُنکے
حوالہ کرنا لازم ہوگا اور تحقیق شرکت مین ہر ایک شخص کا ایسے فعل کو صادر کرنا کافی ہوگا جو بالانفراد
قاتل ہی اور اسی طرح اُس فعل کا صادر کرنا بھی کافی ہوگا جسکے لئے قصد جنایت کی صورت مین

شرکت سرایت حاصل ہو اور عدد جنایت مین تساوی کا اعتبار نہین ہی پس اگر ایک شخص کسی انسان کو ایک جراحت کے ساتھ مجروح کرے اور دوسرا شخص اُسی کو سو جراحتونکے ساتھ مجروح کرے بعد ازان جملہ جراحتین سرایت کرین تو جنایت قصاص اُن دونون پر بالتسویہ ثابت ہوگی اور اگر ولی مقتول اُنسے دیت کا مطالبہ کرے تو ہر ایک شخص پر نصف دیت لازم ہوگی دوسرا مسئلہ جماعت سے اطراف مین اُسی طرح قصاص لیا جایگا جسطرح کہ نفس مین قصاص لیا جاتا ہی پس اگر کسی انسان کی آنکھہ کے نکالنے یا ہاتھہ کے قطع کرنے مین جماعت شریک ہو تو اُس (انسان) کو ہر ایک شخص پر اُس مقدار کی ردّ کے بعد جو اُسکی جنایت سے فاضل ہی اُن سب سے قصاص لینا صحیح ہوگا اور اُسکو فقط ایک شخص سے بھی قصاص لینا صحیح ہوگا باقی شرکا کو اپنی جنایت کی دیت کا اُسپر رد کرنا لازم ہوگا اور جنایت مذکورہ (آنکھہ کا نکال ڈالنا یا ہاتھہ کا قطع کرنا) کی شرکت اُن سب کے فعل واحد مین شریک ہونیکے ساتھہ متحقق ہوگی پس اگر ہاتھہ کے ہر ایک جزو کو ہر ایک شخص بانفرادہ قطع کرے تو اُنمین سے کسی کے ہاتھہ کا قطع کرنا صحیح نہوگا اور اسی طرح اگر ایک شخص اپنے آلہ کو ہاتھہ کے اوپر اور دوسرا شخص اپنے آلہ کو ہاتھہ کے نیچے قرار دے اور وہ دونون شخص زور کرین تا اینکہ دونون آلے باہم ملاقی ہوجائین تو اُن دونون مین سے کسی شخص کے ہاتھہ کا قطع کرنا صحیح نہوگا اسلئے کہ ہر ایک شخص اپنی جنایت مین منفرد ہی اور اُس (جنایت) مین دوسرے شخص نے مشارکت نہین کی ہی پس ہر ایک شخص پر فقط اُسی کی (جنایت) مین قصاص لازم ہوگا تیسرا مسئلہ اگر کسی مرد کے قتل کرنے مین دو عورتین شریک ہون تو اُسکے عوض اُن عورتون کا قتل کرنا صحیح ہوگا اور رد نہوگا اسلئے کہ دیت مقتول مین سے اُن دونون (عورتون) کے لئے کوئی مقدار فاضل نہین ہی اور اگر دو عورتون سے زائد ہون تو ولی مقتول کو اُن سبکے قتل کرنیکا اختیار

بعد الحرة وان فضل دیتهن بالسوية ان کن مختلفات فی الدية ولا الحق الکامل دیتها بعد خمس ارتکبن جنایة ولو اشترک رجل وامراة فما حکم رجل الدیة النصف الدية فيها والعمل فيهما قصاص فيقتص الرجل بالرد وفی المقنعة یقسم الرد بینهما اثلاثا ولیس بمعتمد ولو قتل المراة فلا رد وعلی الرجل نصف الدية ولو قتل الرجل رد المراة علیه نصف دیته وقبل نصف الکمال القصاص دیتها وهو ضعیف وکل موضع یوجب الرد فانه یکون مقدما علی الاستیفاء

الرابعة اذا اشترک حر وعبد فی قتل حر عمدا قال فی النهایة للاولیاء قتلهما ویؤدوا الی سید العبد ثمنه او یقتلوا الحر ویؤدی سید العبد الی ورثة المقتول خمسة الاف درهم

حاصل ہوگا اور اختیار قتل کی صورت مین اُس (ولی مقتول) کو اونکے ورثہ پر فاضل دیت کا بالتسویہ رد کرنا متعین ہوگا

بشرطیکہ دیتہا مین وہ جملہ عورتین مساوی ہون جیسے اُنمین سے ہرایک عورت کا حرہ اور مسلمہ ہونا اور اگر دیتہا مین مساوی نہون جیسے

اُنمین سے بعضی عورتون کا کنیز یا ذمیہ ہونا تو ولی مقتول کو اُس جنایت کی وضع (منہائی) کے

بعد اُنمین سے ہرایک عورت کیلیئے اُسکی دیت کا کامل کرنا لازم ہوگا اور اگر کسی مرد کے قتل کرنے مین

مرد اور عورت شریک ہون تو اُن دونون مین سے ہرایک پر نصف دیت لازم ہوگی اور ولی

مقتول کو اُن دونون کا قتل کرنا بھی صحیح ہوگا لکن اس صورت مین رد کے ساتھ مرد قاتل کا قتل

ہوگا اور اُس کی دیت کے نصف کا اُسپر رد کرنا واجب ہوگا اور جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نے

کتاب مقنعہ مین ارشاد فرمایا ہی کہ مقدار رد (مرد کی دیت کا نصف) کا اُن دونون پر اثلاثا

تقسیم کرنا لازم ہوگا اور یہ قول معتمد نہین ہی اور اگر عورت کے قتل کرنیکو ولی مقتول اختیار کرے

تو رد نہوگا اور مرد قاتل پر نصف دیت لازم ہوگی اور اگر مرد کے قتل کرنیکو اختیار کرے تو عورت کو

دیت مرد کے نصف کا ولی مرد پر رد کرنا لازم ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ عورت کو اپنی دیت

کے نصف کا اُس (ولی مرد) پر رد کرنا لازم ہوگا اور جس مقام مین کہ رد واجب ہوتا ہی وہان

اُس (رد) کا قصاص پر مقدم کرنا لازم ہوتا ہی چوتھا مسئلہ جبکہ کسی حر کے عمداً قتل کرنے مین

غلام و حر دونون شریک ہون تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایۃ مین فرمایا ہی کہ اولیاء مقتول کو

اُن دونون کا قتل کرنا صحیح ہوگا اور اس صورت مین اولیاء مقتول کو آقاے غلام پر اُس

(غلام) کے قیمت کا رد کرنا لازم ہوگا اور اسی طرح اولیاء مقتول کو فقط حر کا قتل کرنا بھی صحیح ہوگا

اور اس صورت مین آقاے غلام کو پانچ ہزار درہمون کا ورثہ مقتول پر رد کرنا یا غلام کا اُن

(ورثہ مقتول) کے حوالہ کردینا لازم ہوگا اور اسی طرح اولیاء مقتول کو فقط غلام کا قتل کرنا بھی

صحیح ہوگا اور اس صورت مین آقاے غلام کو حر پر کوئی سبیل نہوگی اور شبہ یہ ہی کہ اُن دونون کی

قتل کی صورت مین اولیاء مقتول کو دیت حر کی نصف کا اُس (حر) کے ورثہ پر رد کرنا لازم ہوگا اور آقاے غلام پر کسی شی کا رد کرنا اُس وقت تک لازم نہوگا جبتک کہ دیت حر کے نصف سے غلام کی قیمت زائد نہو اور درصورت زیادت اُس (آقاے غلام) پر مقدار زائد رد کی جائیگی اور فقط غلام کے قتل کی صورت مین اگر دیت مقتول کے نصف (پانچ ہزار درہم) سے اُس (غلام) کی قیمت زیادہ ہو تو اولیاء مقتول کو مقدار زائد کا آقاے غلام کے حوالہ کرنا لازم ہوگا پس اگر غلام کی قیمت نے دیت حر کا استیعاب کیا ہو تو اولیاء مقتول کا حق ادا ہو جائیگا اور آقاے غلام کو اولیاء حر سے غلام کی قیمت کے نصف کا مطالبہ صحیح ہوگا اور اگر قیمت غلام نے دیت حر کا استیعاب نکیا ہو بلکہ وہ مجموع دیت سے کم اور نصف دیت سے زائد ہو تو اولیاء حر کو اُسکی دیت مین سے قدر فاضل کا آقاء غلام پر رد کرنا لازم ہوگا اور باقی ماندہ جو تتمہ دیت ہی کا استحقاق مقتول اول (اولیاء) کو حاصل ہوگا اور اس مسئلہ مین اصحاب کیلئے اختلاف ہے اور جو کچھ کہ ہمنے اختیار کیا ہے وہ قواعد مذہب کے مناسب ہے پانچوان مسئلہ اگر کسی حر کے قتل کرنے مین غلام اور عورت شریک ہون تو اولیاء مقتول کو اُن دونون کا قتل کرنا صحیح ہوگا اور عورت پر رد نہوگا اور یہی طرح غلام پر بھی رد نہوگا ہان اگر نصف دیت سے غلام کی قیمت زیادہ ہو تو قدر زائد کا اُسکے آقا پر رد کرنا لازم ہوگا اور اگر اولیاء مقتول نے اُس (مقتول) کے عوض مین عورت کے قتل کو اختیار کیا تو اُن کیلئے غلام کا استرقاق جائز ہوگا تاوقتیکہ دیت مقتول کے نصف سے اُس (غلام) کی قیمت زیادہ نہو ورنہ آقاے غلام پر قدر فاضل کا رد کرنا لازم ہوگا اور اگر اولیاء مقتول نے غلام کے قتل کرنے کو اختیار کیا اور اُسکی قیمت اُسکے جنایت کے مساوی یا کم ہوئی تو آقا پر رد نہوگا اور عورت پر اپنی جنایت کی دیت لازم ہوگی اور اگر نصف دیت سے اُسکی قیمت زیادہ ہو تو عورت کو آقاے غلام پر اُس مقدار کا رد کرنا لازم ہوگا جو اُسکی قیمت سے فاضل ہو پس اگر قیمت غلام نے دیت مقتول کا

الفصل الثانی فی الشروط المعتبرة فی القصاص وهی خمسة الاول التساوی فی الحریة والرقیة

استیعاب کیا تو اولیاے مقتول کا حق ادا ہو جائیگا اور عورت کو نصف دیت کا آقاے غلام کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر قیمت غلام نے دیت مقتول کا استیعاب نکیا بلکہ وہ مجموع دیت سی کم اور نصف دیت سے زائد ہو تو عورت کو اپنی دیت مین سے قدر زائد کا آقاے غلام کے حوالہ کرنا اور باقی ماندہ کا مقتول اول کے اولیاء پر رد کرنا لازم ہوگا **دوسری فصل** شروط معتبرہ فی القصاص کے بیان مین اور وہ پانچ ہین **شرط اول** قاتل و مقتول کا حریت اور رقیت مین مساوی ہونا جس سے قتل حر کا بعوض غلام جائز نہونا مراد ہی اور اسکا عکس (غلام کا بعوض حر قتل ہونا) جائز ہی پس حر کا حر کے (مرد کا مرد کے) عوض قتل کرنا صحیح ہی اور اسی طرح مرد حر کا زن حرہ کے عوض قتل کرنا بھی صحیح ہی بشرطیکہ دیت حر کے مقدار فاضل (نصف دیت) اُسکے ورثہ پر رد کر دی جاے اور اسی طرح زن حرہ کا زن حرہ کے عوض قتل کرنا بھی جائز ہی اور اسی طرح زن حرہ کا مرد حر کے عوض قتل کرنا بھی جائز ہی اور ترکہ زن سے دیت حر کے فاضل کا اخذ کرنا علی الاشہر صحیح نہوگا اسلئے کہ کسی شخص کے جنایت اُسکے نفس سے زیادہ نہین ہوسکتی اور جنایت اطراف (اعضاء کا قطع کرنا) عورت کیلئے مرد سے بدون رد قصاص لیا جائیگا اور اسمین اُن دونوں کی دیت مساوی ہوگی تا وقتیکہ عورت جنایت دیت مرد کے ثلث تک نہ پہونچے بعد ازان عورت کا نصف کی طرف رجوع کرنا معین ہوجاتا ہی پس اس صورت مین عورت کیلئے مرد سے رد تفاوت کے بعد قصاص لیا جائیگا اور غلام کا غلام اور کنیز کے عوض قتل کرنا صحیح ہی اور کسی حر کا غلام یا کنیز کے عوض قتل کرنا صحیح نہین ہی اور بعض علما نے فرمایا ہی اگر کسی حر کو غلاموں کے قتل کرنیکی عادت ہو جاے تو قتل کیا جائیگا تاکہ اُسکی جرأت منقطع ہو اور اگر آقا اپنے غلام کو قتل کر ڈالے تو اوس پر کفارہ واجب ہوگا اور تعزیر دیا جائیگا لیکن بعوض غلام اُسکا قتل کرنا صحیح نہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اُس (آقا) پر غلام مقتول کی قیمت کا تاوان لازم ہوگا اور اُسکے ساتھ تصدق کرنا

فیقتل الحر بالحر وبالحرة ولکن مع رد فاضل دیته والحرة بالحرة وبالحر ولا یؤخذ منها الفضل علی الاشهر ویقتص للمرأة من الرجل فی الاطراف من غیر رد ویتساویان فیها دیة ما لم تبلغ ثلث دیة الحر ثم ترجع الی النصف فیقتص لها منه مع رد التفاوت ویقتل العبد بالعبد وبالامة والامة بالامة وبالعبد ولا یقتل الحر بالعبد ... ولو اعتاد قتل العبید قتل حسما لجرأته ولو قتل المولی عبده کفّر وعزّر وقیل یغرم قیمته ویتصدق بها

واجب ہوگا اور اس قول کے مستند مین ضعف ہی اور بعض روایات مین وارد ہوا ہی کہ اگر آقا کو اپنے غلامونکے قتل کرنیکی عادت ہوجائیگی تو قتل کیا جائیگا اور اگر کوئی حر کسی دوسرے شخص کے غلام کو عمداً قتل کر ڈالے تو اُسپر غلام مقتول کے اُس قیمت کا تاوان لازم ہوگا جو روز قتل قرار پائیگی بشرطیکہ دیت حر سے اُسکی قیمت تجاوز نکرے ورنہ قدر زائد کا تاوان لازم نہوگا اور اسی طرح دیت حرہ سے قیمت کنیز کا تجاوز نکرنا بھی شرط ہی ورنہ قدر زائد کا تاوان لازم نہوگا اور اگر غلام مقتول ذمی ہو اور کسی کافر ذمی کا مملوک ہو تو قیمت ذکر (مرد) کا اُسکے آقا کی دیت سے اور قیمت انثی (عورت) کا زن ذمیہ سی متجاوز نہونا شرط ہوگا ورنہ قدر زائد کا تاوان لازم نہوگا اور اگر کوئی غلام کسی حر کو قتل کر ڈالے تو اُسکے عوض قتل کیا جائیگا اور آقائے غلام اُسکی جنایت کا ضامن نہوگا لکن ولی دم کو اُس (غلام) کے قتل کرنے اور رقیق بنانے مین اختیار ہوگا اور آقا غلام کو کراہت ولی کی صورت مین اُسکے فک (چھڑانا) کرنیکا استحقاق حاصل نہوگا و اگر کوئی غلام کسی حر کو مجروح (زخمی) کردے تو مجروح کو اُس سے قصاص لینا صحیح ہوگا پس وہ مجروح دیت کو طلب کرے تو آقائے غلام کو اُسکا ارش جنایت کے عوض فک کر لینے کا اختیار حاصل ہوگا اور اگر آقائے غلام انکار کرے تو مجروح کو اُس (غلام) کا استرقاق (بندہ بنانا) جائز ہوگا بشرطیکہ جنایت نے اوس کی قیمت کا احاطہ کیا ہو اور ارش جنایت اوس کی قیمت سے قاصر ہو تو مجروح کو غلام کا اوس نسبت کے ساتھ استرقاق کرنا صحیح ہوگا جو نسبت کہ جنایت کو اُس کی قیمت کے ساتھ حاصل ہوگی اور ولی دم کو غلام کی بیع کا مطالبہ کرنا بھی صحیح ہوگا اور اوس ولی دم کو قیمت غلام مین سے ارش جنایت کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر ارش جنایت سے قیمت غلام زائد ہو تو زائد کا استحقاق اوس کے آقا کو حاصل ہوگا اور اگر کوئی

غلام کسی غلام کو عمداً قتل کرڈالے تو غلام مقتول کے آقا کو قصاص لینے کا استحقاق حاصل ہوگا
پس اگر اُسنے قتل کرنیکو اختیار کیا تو جائز ہوگا اور اگر دیت کا مطالبہ کیا تو رقبہ جانی سے متعلق
ہوگا پس اگر دونون غلامون (قاتل و مقتول) کی قیمتین مساوی ہوئین تو غلام مقتول کے آقا کو
غلام قاتل کا استرقاق صحیح ہوگا اور اُسکا آقا ضامن نہوگا لکن اگر قیمت کے عوض اُسکے فک
کرنیمین تبرع کرے تو جائز ہوگا اور اگر غلام قاتل کی قیمت زائد ہو تو غلام مقتول کے آقا کو اُسمین
سے اُسی مقدار کا استحقاق ہوگا جو قیمت مقتول کے مساوی ہو اور اگر غلام قاتل کی قیمت
کم ہو تو آقاے مقتول کو اُسکا قتل یا استرقاق صحیح ہوگا اور غلام قاتل کے آقا سے کسی شی کی ضمانت
متعلق نہوگی اسلئے کہ آقا پر غلام کی دیت لازم نہین ہوتی اور اگر کوئی غلام کسی غلام کو ازراہ
خطا قتل کرے تو غلام قاتل کے آقا کو اُس (غلام قاتل) کی قیمت کے ساتھ فک کرلینے
اور آقاے مقتول کے حوالہ کردینے مین اختیار حاصل ہوگا اور درصورت اولی (غلام قاتل کا
اُسکی قیمت کے ساتھ فک کرنا) غلام مجنی علیہ کے آقا کو اختیار نہوگا اور درصورت ثانیہ (غلام
قاتل کا آقاے مقتول کے حوالہ کردینا) غلام قاتل کے آقا کو منجملہ اُسکی قیمت کے اُس مقدار کا استحقاق
ہوگا جو غلام مقتول کی قیمت سے فاضل رہے اور اگر غلام مقتول کی قیمت سے غلام قاتل کی
قیمت ناقص (کم) ہو تو اُس (غلام قاتل) کے آقا پر مقدار نقصان لازم نہوگی اور اگر
غلام مقتول کے اُس قیمت مین جانے (غلام قاتل) اور مولاے غلام (غلام مقتول کا آقا)
مختلف ہون جو یوم قتل متحقق ہو تو قول جانے مقبول ہوگا جبکہ مولاے غلام کیلئے بینہ نہو
اور مدبر بہ باب جنایت مین قن (غلام محض) کے احکام جاری کئے جائینگے پس اگر مدبر کسیکو
ازراہ عمد قتل کرے تو بعوض مقتول اُسکا قتل کرنا صحیح ہوگا اور اگر ولی مقتول کو اُسکا استرقاق مطلوب ہو تو صحیح ہوگا اور اگر مدبر کسی کو ازراہ خطا قتل کرے اور اُسکو ارش جنایت کی

عوض اُسکا آقا فک کرے فبہا اور اگر فک نکرے تو آقا بعوض رق اُسکا ولی مقتول کے حوالہ کردینا لازم ہوگا اور ولی مقتول کیلئے اُسکا استرقاق صحیح ہوگا پس جبکہ وہ شخص وفات پائے جسنے کہ اُس (مدبر) کی تدبیر کی تھی تو آیا وہ (مدبر) آزاد ہوجائیگا یا نہین بعض علمانے فرمایا ہی کہ آزاد نہوگا اسلئے کہ تدبیر بمنزلہ وصیت ہی اور مدبر مذکور کا اُسکے ملک سے خارج ہوجانا مفروض ہی لہذا تدبیر باطل ہوجائیگی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ تدبیر باطل نہوگی بلکہ وہ (مدبر) آزاد ہوجائیگا اور جبکہ موت آقا کے بعد اُسکے آزاد ہوجانیکو اختیار کرین تو آیا اُس (مدبر) پر اپنے رقبہ کے فک کرنےمین سعی کرنا لازم ہوگا یا نہین اسمین اختلاف ہی لیکن اُسپر فک رقبہ کیلئے سعی کا لازم اور شاید کہ یہ قول از قبیل وہم ہو اور مکاتب مطلق اگر اپنے مکاتبہ (مال کتابت) مین سے کسی شی کو ادا نکرے یا مشروط ہو تو اُسپر بھی احکام قن (غلام محض) جاری کئے جائینگے اور اگر مطلق ہو اور مال کتابت مین سے کسی شی کو ادا کیا ہو تو اُسی کے حساب سے آزاد ہوجائیگا پس اگر وہ کسی حر کو از راہ عمد قتل کرڈالے تو اُسکے عوض قتل کیا جائیگا اور اگر کسی مملوک کو قتل کرڈالے تو قصاص نہوگا اور حصۂ رقیت سے اُسکی جنایت بطور تبعیض متعلق ہوگی پس اُسکو نصیب حریت مین سعی کرنا لازم ہوگا اور آقائے مقتول کو باقی حصہ کا استرقاق صحیح ہوگا اور اسی طرح آقائے مقتول کو نصیب رق کا فروخت کرنا بھی صحیح ہوگا اور اگر وہ (مکاتب مطلق جسنے بعض مال کو ادا کیا ہو) کسی کو از راہ خطا قتل کرے تو امام علیہ السلام پر وہ مقدار لازم ہوگی جو نصیب حریت کے مقابل قرار پائے اور آقا کو جنایت مین سے نصیب رقیت کے فک کرنے اور بعوض جنایت قصاص لینے کیلئے حصۂ رق کے تسلیم کرنےمین اختیار حاصل ہوگا اور روایت علی بن جعفر مین اُنکے برادر عالی مقدار حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام سے منقول ہی کہ اگر اُسنے مال کتابت مین سے نصف مال کو ادا کردیا ہو تو بمنزلہ حر سمجھا جائیگا اور روایت مذکورہ

فواد جمعها نالاستیعاب و نفیصها فی صحیحه والاستبصار فقال صاحب کتاب لوقتل قتله و کذا لو کان للحر عبدان فقتل احدهما الآخر کان مخیرا بین قتل القاتل و بین العفو

مسائل ثلث

الاولی

کو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب استبصار مین ترجیح دی ہی اور غیر استبصار مین اُسکو ترک فرمایا ہی اور جبکہ کوئی غلام اپنے آقا کو قتل کر ڈالے تو ولی کیلئے اُسکا قتل کرنا صحیح ہوگا اور اسی طرح اگر کسی حر کی ملکیت مین دو غلام موجود ہون اور اُنمین سے ایک غلام دوسرے کو قتل کر ڈالے تو اُس حر کو غلام قاتل کے قتل کرنے اور عفو کرنے مین اختیار حاصل ہوگا اور اس مقام پر چھ مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ اگر کوئی حر دو حرون کو قتل کر ڈالے تو اُن دونو نکی اولیا کو اُسکا فقط قتل کرنا صحیح ہوگا اور اُن دونون کیلئے دیت کا مطالبہ کرنا صحیح نہوگا اور اگر کوئی شخص کسی انسان کے دست راست کو قطع کر دے بعد ازان کسی دوسرے انسان کے دست راست کو بھی قطع کر دے تو اُسکے دست راست کا بوجہ اول اور دست چپ کا بوجہ دوم قطع کرنا معین ہوگا اور اگر کسی تیسرے انسان کے دست راست کو بھی قطع کر دے تو بعض علما نے فرمایا ہی قصاص ساقط ہوگا اور بجائے قصاص دیت لازم ہوگی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ انسان سوم کے عوض اُسکے پاؤن کا قطع کرنا لازم ہوگا اور اسی طرح اگر کسی چوتھے انسان کے بھی دست راست کو قطع کر دے تب بھی یہی کلام جاری ہوگا لکن اگر کوئی ایسا شخص کسی کے ہاتھ کو قطع کرے جو ہاتھ پاؤن نرکھتا ہو تو اُسپر دیت لازم ہوگی اسلئے محل قصاص کا مفقود ہونا مفروض ہی اور اگر کوئی غلام دو حرون کو یکے بعد دیگرے قتل کر ڈالے تو اُس سے فقط مقتول اخیر کے اولیاء کا حق متعلق ہوگا اور دوسرے روایت مین وارد ہوا ہی کہ وہ دونون اُسمین مشترک ہونگے تاوقتیکہ حاکم شرع نے اول کیلئے اُسکا حکم نکیا ہو اور یہ قول اشبہ ہی اور تحقق اختصاص مین ولی کو اُسکے استرقاق کا اختیار کر لینا کافی ہو اگرچہ حاکم نے اُسکا حکم نہ کیا ہو اور ولی اول کے اختیار کرنیکی صورت مین اگر بعد ازان وہ غلام کسی کو قتل کر ڈالے تو ولی دوم کیلئے اُسکا اختیار حاصل ہوگا دوسرا مسئلہ قیمت غلام اُسکے اعضا پر مقسوم ہوتی ہی جسطرح کہ دیت حر اُسکے اعضا پر مقسوم ہوتے ہیں پس جو عضو کہ انسان مین

لو قتل حر حرین فلیس لاولیائهما الا قتله و لیس لهما المطالبة بالدیة و لو قطع یمین رجل و شمال رجل قطعت یمینه و شماله و لو قطع یمین ثالث قیل سقط القصاص الا الدیة و قیل قطعت رجله و کذا لو قطع رابعا اما لو قطع و لا ید له و لا رجل علیه الدیة لفوات محل القصاص و لو قتل العبد حرین علی التعاقب کان لاولیاء الاخیر و فی روایة اخری یشترکان فیه ما لم یحکم به للاول و هذا اشبه و یکفی فی الاختصاص ان یختار الولی استرقاقه و لو لم یحکم له الحاکم و لو قتل بعد ذلک کان للثانی و قیمة العبد مقسومة علی اعضائه کما ان دیة الحر مقسومة علی اعضائه فکل ما فیه منه واحد

نصف واحد ونقطع قیمته فنقصها اثمان وبلغته والصغر والذکر کالاذن فتمن کماله ثمنه

ایک ہوتا ہی اسمین غلام کی پوری قیمت کی جائیگی جیسے زبان۔ عضوِ تناسل۔ ناک اور جو عضا کہ انسان مین دو ہوتے ہین اُن دو نون مین جانی (جنایت کرنیوالا) سے غلام کی پوری قیمت اور ہر واحد مین آدھی قیمت لی جائیگی جیسے ہاتھ آنکھین کان وغیرہ اور جو اعضا کہ انسان مین دس ہوتے ہین اُنمین سے ہر ایک عضو مین قیمت کا دسوان حصہ لیا جائیگا جیسے اُنگلیان اور بالجملہ پس غلام کیلئے اُس جنایت مین حر اصل ہوتا ہی جسکی کہ دیت مقدر (مقرر) ہوتی ہی اور جس جنایت کیلئے کہ تقدیر نہین ہی بلکہ جانی سے ارش لی جاتی ہی اُنمین حر کیلئے غلام اصل ہوتا ہی کیونکہ جب کوئی کسی حر پر ایسی جنایت کرے جسکی دیت باعتبار شرع مقدر نہو تو اُسمین حکومت ثابت ہوتی ہی اور حکومت سے وہ تفاوت مراد ہی جو حر کے غلام جاننے اور جنایت اور تضعف بحریت فرض کرنیکے دونون قیمتون مین متحقق ہوتا ہی اور جانی اُسکا ضامن ہوتا ہی اور چونکہ صورت مذکورہ (دیت جنایت کا مقدر نہونا) مین حر کا غلام فرض کرنا لازم ہوتا ہی لہذا حر کیلئے وہ (غلام) اصل قرار دیا گیا پس جبکہ کوئی حر کسی غلام پر ایسی جنایت کرے جو اُسکی دیت (مجموع قیمت) کے مساوی ہو جیسے اُسکی ناک یا زبان کا قطع کر دینا تو آقا سے غلام کو اُسکے امساک کرنے اور اُسکی قیمت کے اخذ کرنے مین اختیار ہوگا لیکن درصورت اولی (غلام کا امساک کرنا) اُس آقا سے غلام کو جانی سے کسی شے (دیت) کا مطالبہ کرنا صحیح نہوگا اور درصورت ثانیہ (قیمت غلام کا اخذ کرنا) اُسکو غلام کا حوالہ جانی کر دینا لازم ہوگا تاکہ جمع بین العوض والمعوض (غلام اور قیمت) لازم نہ آئے اور اسی طرح اگر کوئی حر کسی غلام کے ہاتھ اور پاؤن کو ایک ہی دفعہ قطع کر دے تب بھی آقا سے غلام کیلئے جانی کو اُس (غلام) کی قیمت کا الزام دینا یا بدون عوض اُس (غلام) کا امساک کرنا صحیح ہوگا لیکن اگر کوئی حر کسی غلام کے فقط ایک ہاتھ کو قطع کر دے تو آقا سے غلام کو جانیکا نصف قیمت کے ساتھ الزام دینا صحیح ہوگا اور اسی طرح جو جنایت کہ قیمت غلام کا استیعاب نکرے

فلہ ان یلزمه بنصف قیمته وکذا ان کل جنایة لا تستغرق قیمته

ولو قطع يده
فاملم ورجله
آخر قال بعض
الاصحاب يدفعه
اليهما او يفديه
الدية او يمسكه
كما لو جنايات على
متعدد لا يحب
ان له الزام كل
واحد منهما بفديته
جنايته ولا يجب
دفعه اليهما

اُسکا بھی یہی حکم ہوگا اور اگر کسی غلام کے ہاتھ کو ایک شخص قطع کرے اور اُسکے پاؤن کو دوسرا شخص قطع کرے تو بعض اصحاب نے فرمایا ہی کہ آقاے غلام کو اُس (غلام) کا اون دونون کے حوالہ کردینا اور اُن دونون کو قیمت کا الزام دینا یا بدون عوض اُس (غلام) کا امساک کرنا صحیح ہوگا جیساکہ شخص واحد سے جنایات متعددہ کے واقع ہونیکی صورت مین مقرر ہی لکن آقاے غلام کیلئے ہر ایک جانیکو دیت کا الزام دینا اولی ہی جو اُسی کی جنایت سے متعلق ہی اور اُس (غلام) کا اُن دونون کے حوالہ کردینا واجب نہوگا تیسرا مسئلہ جس مقام پر کہ آقا کو اپنے غلام کے فک کرنیکا اختیار ہی اُس سے ارش جنایت کے ساتھ فک کرنا مراد ہی خواہ جو کہ جانیکی قیمت سے زائد ہو یا ناقص اور شیخ علیہ الرحمہ کیلئے ایک قول اور ہی جس سے اقل الامرین (ارش وقیمت مین جو امر کم ہو) کے ساتھ فک کرنا مراد ہی لکن قول اول مروی ہی چوتھا مسئلہ اگر کوئی غلام دو مالکو کے دو غلامون کو یکے بعد دیگرے قتل کرڈالے اور ہر ایک مالک قصاص لینے کو اختیار کرے تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ مالک اول کو ترجیح دے جائیگی اسلئے کہ حق اُسکا سابق ہی اور اُسکے قتل کرنیکے بعد دوم ساقط ہوجائیگا اسلئے کہ محل استحقاق مفقود ہوجاتا ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اُسمین دونون مالک شریک ہونگے تاوقتیکہ جنایت ثانیہ کے قبل اُسکے استرقاق کو مالک اول نے اختیار نکیا ہو اور اگر اختیار استرقاق کے بعد اُسنے مالک دوم کے غلام کو قتل کیا ہی تو اُس سے مالک دوم کا حق متعلق ہوجائیگا اور یہ قول اشبہ ہی اور اگر غلام اول کے آقانے مال (دیت) کو اختیار کیا ہو اور غلام جانیکے آقانے اُسکی ضمانت کی ہو تو مالک دوم کا حق اُس (غلام جانی) کے رقبہ سے متعلق ہوگا اور اُس (مالک دوم) کیلئے قصاص لینا صحیح ہوگا پس اگر اُس (مالک دوم) نے غلام جانی کو قتل کیا تو غلام جانیکے آقا پر مالک اول کا مال باقی رہیگا اور اگر غلام جانی کے آقانے ضمانت نکی ہو اور مالک اول اُسکے استرقاق پر راضی ہوا ہو تو

الثالثة

لو كان موضع نقول
فيه ففكه المولى
فانما يفكه بارش
الجناية زادت
عن قيمته المملوك
الجاني او نقصت
وللشيخ قول
انه انما يفديه
باقل الامرين
والاول مروي

الرابعة

لو قتل عبد واحد
عبدين لكل واحد منهما
مالك فان اختار
القود فقتله بجنايته
الاول لا يصح
اسقط ويسقط الثاني
بعد قتله لفوات
محل الاستحقاق
وقيل يشتركان
فيه ما لم يقتص
مولى الاول
استرقاقه قبل الجناية
الثانية فيكون
للثاني وهو اشبه

فان اختار اول
المال وضمن
المولى تعلق
حق الثاني برقبته
وكان له القصاص
فان قتله بقي
المال في ذمة
مولى الجاني
ولو لم يضمن و
رضي الاول
باسترقاقه

مالک دوم کا حق اُس سے متعلق ہوگا پس مالک دوم نے اُسکو قتل کیا تو فوات محل کی وجہ سے مالک اول کا حق ساقط ہو جائیگا اور اگر مالک دوم نے بھی اُسکے استرقاق کو اختیار کیا تو دونوں مالک اُسمین شریک ہو جائینگے اور اگر کوئی غلام دو شخصونکے غلام کو قتل کرڈالے پس اگر اون دونون مین سے ایک مالک اپنے غلام مقتول کی قیمت کا مطالبہ کرے اور غلام قاتل کا آقا انکار کرے تو وہ غلام قاتل کی قیمت کی اُس حصہ کا مالک ہو جائیگا جو اُسکے غلام مقتول کی قیمت مقابل قرار پاے اور مالک دوم کا حق قصاص ساقط ہوگا بشرطیکہ وہ (مالک دوم) اپنے شریک کے حصہ کی قیمت کو اُسکے (مالک اول ۱۲) حوالہ کردے پانچوان مسئلہ اگر دس شخصونکے دس غلام کسی عبد کو قتل کرڈالین تو اُنمین سے ہر ایک غلام پر عبد مقتول کی قیمت کا دسوان حصہ لازم ہوگا پس اگر آقاے مقتول اُن دسونکے قتل کرنیکو اختیار کرے تو اُس (آقاے مقتول) کو ہر ایک غلام کے آقا پر اُس مقدار کا رد کرنا لازم ہوگا جو اُسکی جنایت سے فاضل رہا اور اگر ہر ایک کی قیمت اُسکی جنایت سے زائد نہو تو رد نہوگا اور اگر آقاے مقتول اُسکی قیمت کا مطالبہ کرے تو ہر ایک غلام کے آقا کو ارش جنایت کے عوض اُسکے فک کرنے اور آقاے مقتول کے حوالہ کردینے میں اختیار حاصل ہوگا لیکن درصورت ثانیہ (غلام قاتل کا آقاے مقتول کے حوالہ کردینا) آقاے مقتول کو اُس (غلام قاتل) کا استرقاق صحیح ہوگا بشرطیکہ اُسکی جنایت نے اُسکی قیمت کا استیعاب کرلیا ہو اور اگر جنایت سے اُسکی قیمت زائد ہو تو آقاے مقتول کو ہر ایک غلام مین سے اُس مقدار کا استحقاق حاصل ہوگا جو ارش جنایت کے مقابل قرار پائے اور اگر آقاے مقتول اُس مقدار کو ہر ایک غلام کے آقا پر بشرط تراضی رد کردے جو اُسکے حق سے فاضل ہو تو ہر ایک غلام کا اجمعہ استرقاق کرنا بھی صحیح ہوگا اور اگر آقاے مقتول اُنمین سے بعض کے قتل کرنیکو اختیار کرے تو جائز ہوگا لیکن اس صورت مین باقی غلامونکے آقاؤن کو عشر جنایت کا بعض مذکور کے آقا پر رد کرنا لازم

(دسوان حصہ ۱۲)

فان لم ينهض فوات بقيمتهن او كان ذلك افتكه ولى المقتول بما لعق او نقيصه على قتل من ينهض العبد بقيمته

السادسة

اذا قتل العبد حرا عمدا فاعتقه مولاه صح ولم يبطل القود ولو قيل لا يصح لئلا يبطل حق الاولياء من الاسترقاق كان حسنا وكذا البحث في بيعه وهبته ولو كان خطاء قيل يصح العتق ويضمن المولى الدية على رواية عمرو بن شمر عن جابر عن ابي جعفر عليه السلام وفي عمرو ضعف فقيل لا يصح الا ان يتقدم ضمان الدية او دفعها

فروع في السراية الاول

اذا جنى الحر على المملوك فسرت الى نفسه فللمولى كمال قيمته ولو تحرر وسرت الى نفسه كان للمولى اقل الامرين من قيمة الجناية والدية عند السراية لان القيمة ان كانت اقل فهي المستحقة له والزيادة حصلت بعد الحرية فلا يملكها المولى وان نقصت مع السراية لم تلزمه تلك النقيصة لان دية الطرف

ہوگا پس اگر وہ مقدار جو باقی غلامون کے آقاؤن سے وصول ہوئی ہی بعض مذکور جسکو آقاے مقتول کے بعوض قصاص قتل کیا ہی کی قیمت سے کم ہو تو آقاے مقتول کو مقدار کمی کا تمام کرنا لازم ہوگا اور اگر آقاے مقتول اُنمین سے ایسے بعض کے قتل کرنے پر اقتصار کرے جسکی اُس مقدار کے مساوی ہو جو باقی غلامونکے آقاؤن نے رد کی ہی تو بلا اشکال صحیح ہوگا اور آقاے مقتول پر اس صورت مین کوئی تاوان لازم نہوگا چھٹا مسئلہ جبکہ کوئی غلام کسی حر کو ازراہ عمد قتل کرڈالے بعد ازان اس غلام کو اُسکا آقا آزاد کردے تو عتق صحیح ہوگا اور قصاص ساقط نہوگا لکن صورت مذکورہ مین صحت عتق کا قائل نہونا خوب ہی تاکہ ولی مقتول کا حق استرقاق باطل نہو جاے اور اُسکی بیع و ہبہ مین بھی یہی بحث جاری ہوگی اور اگر کوئی غلام کسی حر کو ازراہ خطا قتل کردے تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ عتق صحیح ہوگا اور اُسکا آقا ضامن دیت ہوگا اور اس قول کا مستند روایت عمرو بن شمر ہی جبکہ توسط جابر حضرت امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہی لکن عمرو مین ضعف ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ عتق صحیح نہوگا تاوقتیکہ قبل عتق اُسکی آقا نے دیت کی ضمانت نکی ہو یا اُس دیت کو ولی مقتول کے حوالہ نکرچکا ہو اور اس مقام پر وہ مسئلے مذکور ہوتے ہین جو سرایت پر متفرع ہوتے ہین اور وہ کئی ہین پہلا مسئلہ جبکہ کوئی حر کسی مملوک پر جنایت کرے اور وہ جنایت اُسکے نفس کی طرف سرایت کرے تو آقاے مقتول کو اُسکی پوری قیمت کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر وہ مملوک آزاد ہوجاے اور جنایت اُسکے نفس کی طرف سرایت کرے تو آقاے مقتول کو قیمت جنایت اور دیت عند السرایت مین سے اقل امرین کا استحقاق حاصل ہوگا اسلئے کہ اگر دیت عند السرایت سے اُسکی قیمت کم ہو تو آقاے مقتول کو اُسی کا استحقاق ہوگا کیونکہ زیادتی کا بعد حریت حاصل ہونا مفروض ہی لہذا آقا اُسکا مالک نہوگا اور اگر اُسکی قیمت بوجہ سرایت ناقص ہوگئی ہو تو جانی پر مقدار نقصان لازم نہین ہوتی اسلئے کہ دیت نفس مین

دیت طرف داخل ہوتی ہو مثلاً کوئی شخص کسی مملوک کے ہاتھ کو اُسکے رق ہونیکی حالت مین قطع
کرے تو جانی پر مملوک مجنی علیہ (جسپر جنایت ہوئی ہو) کی قیمت کا نصف لازم ہوگا پس اگر مملوک مذکور
کی قیمت ایک ہزار درہم فرض کی جاے تو جانی پر پانچسو درہم لازم ہونگے اور اگر مملوک مذکور
آزاد ہو جاے اور بعد حریت کوئی دوسرا شخص اُسکے دوسرے ہاتھ کو قطع کردے اور کوئی تیسرا
شخص اُسکے ایک پاؤن کو قطع کردے بعد ازان تینون جنایتین سرایت کرین تو دیت طرف ساقط
ہو جائیگی اور دیت نفس ثابت ہوگی جسکی مقدار کا ایک ہزار درہم ہونا مفروض ہو پس جانی اول
پر ثلث قیمت (۳۳۳⅓ درہم) لازم ہوگی حالانکہ قبل سرایت اُسپر نصف قیمت (۵۰۰ درہم)
لازم تھی پس آقاے مقتول کو ثلث دیت کا استحقاق حاصل ہوگا اور دیت کے باقی دو ثلث
کا ورثہ مقتول پر رد کرنا معین ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ آقاے مقتول کو اس مقام پر ثلث
دیت اور ثلث قیمت مین سے اقل امرین کا استحقاق حاصل ہوگا اور قول اول اشبہ ہو دوسرا مسئلہ
اگر کوئی حر کسی مملوک کے ہاتھ کو قطع کردے بعد ازان وہ آزاد ہو جاے اور جنایت مذکورہ سرایت
کرے تو قصاص نہوگا اسلئے کہ تساوی مفقود ہو اور جانی پر حر مسلم کی دیت لازم ہوگی کیونکہ وہ جنایت
مضمونہ ہو جسکا اعتبار وقت استقرار ثابت ہوتا ہو اور آقا کو اُس قیمت کے نصف کا استحقاق
حاصل ہوگا جو وقت جنایت قرار پائیگی اور ورثہ مجنی علیہ کو قدر زائد کا استحقاق ہوگا پس اگر
بعد عتق کوئی دوسرا شخص اُسکے پاؤن کو قطع کردے اور دونون زخم سرایت کرین تو جانی اول
سے قصاص طرف یا قصاص نفس متعلق نہوگا اسلئے کہ اُسپر اصل جنایت مین قصاص لازم
نہین تھا لہذا اُسکے سرایت مین بھی لازم نہوگا اور جانی دوم پر نصف دیت کی رو سے بعد قصاص
لازم ہوگا اور دوسرے شخص کے مشارک سرایت ہونے سے قصاص ساقط نہوگا جسطرح
کہ قتل پسر مین پدر کے شارک اجنبی ہونے یا قتل ذمی مین مسلم کی مشارک ذمی ہونیکی صورت مین

اجنبی اور ذمی سے قصاص ساقط نہین ہوتا اگرچہ پدر اور مسلم پر قصاص ثابت نہین ہوتا
تیسرا مسئلہ اگر کوئی شخص کسی مملوک کے ہاتھ کو اُسکے رق ہونیکی حالت مین قطع کرے بعد ازان
اُسکے پاون کو اُسکے حر ہونیکی حالت مین قطع کرے تو جانی پر آقاے مقتول کیلیئے وقت جنایت
قیمت کا نصف لازم ہوگا اور اُسپر حالت حریت کی جنایت مین قصاص ثابت ہوگا پس
معتق اُس (جانی) سے قصاص لینے کا قصد کرے تو جائز ہوگا اور اگر دیت کا مطالبہ کرے تو
اُسکو نصف دیت کا استحقاق ہوگا جسکے ساتھ وہ مختص ہوگا اور آقا کو اُسمین شرکت نہوگی
اور اگر دونون جنایتین سرایت کرین تو جنایت اولی مین قصاص نہوگا اسلیئے کہ تساوی مفقود ہے
اور جنایت ثانیہ (پاوٗن کا قطع کرنا) مین قصاص ثابت ہوگا اسلیئے وہ مکافی و مساوی ہے کیونکہ
اُس (جنایت ثانیہ) کا بحالت حریت واقع ہونا فرض ہے اور آیا صورت سرایت مین قصاص نفس
بھی ثابت ہوگا یا نہین پس بعض علما نے فرمایا ہے کہ ثابت نہوگا اسلیئے کہ سرایت کا ایسی دو
جنایتون سے حاصل ہونا مفروض ہے جنمین سے ایک جنایت موجب قصاص نہین ہے اور ثبوت قصاص
اشبہ ہے لیکن اخذ قصاص کی صورت مین ولی مقتول کو ورثہ قاتل پر اُس مقدار کا رد کرنا لازم ہوگا
جسکا کہ آقا مستحق ہے اور اگر ولی مقتول فقط اقتصاص فی الرجل پاوٗن کے قطع کرنیکی عوض قصاص
لینا پر اقتصار کرے تو آقا کو مجنی علیہ کی اُس قیمت کے نصف کا استحقاق حاصل ہوگا جو وقت
جنایت قرار پاسے اور قدر فاضل کا استحقاق وارث کیلیئے حاصل ہوگا پس اُس (وارث)
کیلیئے اقتصاص (قصاص لینا) اور دیت ید کی مقدار فاضل دونون مجتمع ہوجائینگے بشرطیکہ
قیمت عبد کی نصف سے دیت ید کی مقدار زاید ہو دوسری شرط اون دونون قاتل و مقتول
کا دین مین مساوی ہونا پس مسلم کا کافر کے عوض مین قتل کرنا صحیح نہوگا خواہ وہ (کافر) ذمی (یہودی
و نصرانی) ہو یا مستامن یا حربی لیکن اُس (مسلم) کا تعزیر دینا معین ہوگا اور دیت ذمی کا تاوان

الثالثة لو قطع يده وهو رق ثم قطع رجله وهو حر كان على الجاني نصف قيمته وقت الجناية للمولى وعليه القصاص في الرجل حال الحرية فان اقتص المعتق جاز وان طالب بالدية كان له نصف الدية يختص به دون المولى ولو سرتا فلا قصاص في الاولى لعدم التساوي وفي الثانية القصاص لانه مكافٍ وهل يثبت القود في النفس قيل لا لان السراية عن قطعين احدهما لا يوجب القود ولا تبعض وربما قيل يقتص في النفس بعد رد ما يستحقه المولى والاول اشبه ... المولى على الاقتصاص في الرجل اخذ المولى نصف قيمة المجني عليه وقت الجناية وكان الفاضل للوارث فيجتمع له الاقتصاص والفاضل من دية اليد ان كانت ديتها زائدة عن نصف قيمة العبد

الشرط الثاني التساوي في الدين فلا يقتل مسلم بكافر ذميا كان او مستامنا او حربيا ولكن يعزر ويغرم دية الذمي

والنبية فاضل الدية بعد رد بالقتية بالذمي [illegible] اهل الذمة [illegible]

اُسپر لازم ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ اگر اہل ذمہ کے قتل کرنے کا کوئی مسلم عادی ہو جاسے تو ذمی کو فاضل دیت کی رد کے بعد اُس (مسلم) سے قصاص لینا صحیح ہوگا اور مرد ذمی کا مرد ذمی کے عوض قتل کرنا بھی صحیح ہوگا اور اسی طرح اُس (مرد ذمی) کا زن ذمیہ کے عوض قتل کرنا بھی صحیح ہوگا لیکن ولی ذمیہ کو اخذ قصاص کے قبل اُس (مرد ذمی) کی دیت کی فاضل کا رد کرنا لازم ہوگا اور زن ذمیہ کا زن ذمیہ و مرد ذمی کے عوض قتل کرنا بھی صحیح ہے اور اُس (ذمیہ قاتلہ) سے قدر فاضل کے ساتھ رجوع کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ کوئی شخص اپنے نفس سے زیادہ کے ساتھ جنایت نہین کرسکتا اور اگر کوئی کافر ذمی کسی مسلم کو از راہ عمد قتل کر ڈالے تو ذمی مذکور اور اُسکے مال کا اولیاء مقتول کے حوالہ کر دینا لازم ہوگا اور اُن (اولیاء مقتول) کو اُس (ذمی) کے قتل کرنے اور استرقاق کرنے مین اختیار حاصل ہوگا اور آیا اُنکو اُسکے اطفال صغار کا استرقاق بھی صحیح ہوگا یا نہین اسمین تردد ہے لیکن اون (اطفال) کا حریت پر باقی رہنا اشبہ ہے اور اگر قبل استرقاق وہ (ذمی) مسلمان ہو جاے تو اُن (اولیاء) کو اُس (ذمی) کے فقط قتل کرنیکا اختیار اُسی طرح حاصل ہوگا جسطرح کہ بحالت اسلام قتل کرنیکی صورت مین حاصل ہوتا اور اگر کوئی کافر کسی کافر کو قتل کر دے بعد ازان قاتل مسلمان ہو جاسے تو بعوض کافر اوسکا قتل کرنا صحیح نہوگا اور اُسپر دیت لازم کی جائیگی (اگر مقتول صاحب دیت ہو) اور ولد رشد (حلال زادہ) کا ولد زنا (حرام زادہ) کے عوض قتل کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ وہ دونون اسلام مین مساوی ہین اور اِس باب سے کئی مسئلے ملحق ہین پہلا مسئلہ اگر کوئی مسلم کسی کافر ذمی کے ہاتھ کو از راہ عمد قطع کر دے بعد ازان وہ ذمی مسلمان ہو جاے اور جنایت مذکورہ اُسکے نفس کی طرف سرایت کرے تو مسلم قاتل پر قصاص فی الطرف اور قصاص فی النفس مین سے کچھ بھی لازم نہوگا اور اسی طرح اگر کوئی حر کسی غلام کے ہاتھ کو قطع کرے بعد ازان وہ (غلام) آزاد ہو جاے اور جنایت مذکورہ سرایت کرے تب بھی یہی حکم ہوگا اسلیے

بالدية وبالذمي من غير رجوع عليها بالفضل لو قتل الذمي مسلما عمدا دفع هو وماله الى اولياء المقتول وهو مخيرين بين قتله واسترقاقه [illegible] قبل الاسترقاق [illegible] قتل وهو مسلم ولو قتل الكافر كافرا واسلم القاتل [illegible] بعد لزوم الدية ان كان المقتول ذا دية ويقتل [illegible]

[illegible]

کہ وقت جنایت اُن دونوں پرنکاح (دشادی) مقصود ہو اور اسی طرح اگر کوئی طفل نابالغ کسی
بالغ کے ہاتھ کو قطع کردے بعد ازان وہ بالغ ہوجاے اور اُسکی جنایت سرایت کرے تو طفل
جانی کے ہاتھ کا قطع کرنا صحیح نہ ہوگا اسلئے کہ جنایت مذکورہ اپنے حصول کے وقت موجب قصاص ع عقی
اور دیت نفس ثابت ہوگی اسلئے کہ جنایت مذکورہ مضمون تھی اور اُسکی ارش مین وقت استقرار
کا اعتبار ہوتا ہے دوسرا مسئلہ اگر کوئی مسلم کسی حربی یا مرتد کے ہاتھ کو قطع کرے اور وہ (حربی
یا مرتد) مسلمان ہوجاے بعد ازان وہ جنایت سرایت کرے تو قود (قصاص نفس) اور دیت
نہوگی اسلئے کہ جنایت مذکورہ مضمون نہ تھی لہذا اُسکے سرایت بھی مضمون نہوگی اور اگر کوئی
شخص کسی کافر ذمی پر تیر کو رہا کرے اور وہ (ذمی) مسلمان ہوجاے پھر وہ تیر بعد اصابت
(دپہنچنا) اُسکو ہلاک کرے تو قود (قصاص نفس) نہوگا اسلئے کہ رامی (تیرانداز) نے قتل مسلم
کا قصد نہین کیا تھا البتہ اُسپر دیت لازم ہوگی اسلئے کہ قتل مسلم صادق ہے اور اسی طرح
اگر کوئی شخص کسی غلام پر تیر کو رہا کرے اور وہ (غلام) آزاد ہوجاے پھر وہ تیر اُسکو بعد اصابت
ہلاک کرے یا کوئی شخص کسی حربی یا مرتد پر تیر کو رہا کرے اور وہ تیر اُس (حربی یا مرتد) کو بعد اسلام
ہلاک کرے تب بھی قود نہوگا اور دیت ثابت ہوگی اسلئے کہ اصابت تیر کا مسلم محقون الدم پر
حاصل ہونا مفروض ہے تیسرا مسئلہ جبکہ کوئی مسلم کسی دوسرے مسلم کے ہاتھ کو قطع کرے اور
جنایت مذکورہ اُسکے مرتد ہوجانیکی حالت مین سرایت کرے تو قصاص نفس ساقط ہوگا اور
قصاص فی الید ساقط نہوگا اسلئے کہ جنایت مذکورہ کا وقت حصول موجب قصاص ہونا
مفروض ہے لہذا عروض ارتداد کی وجہ سے اُسکا قصاص ساقط نہوگا اور جنایت مذکورہ مین
اُس (مرتد) کے ولی مسلم کو قصاص کا استیفا کرنا متعین ہوگا اور اگر اُسکے لئے کوئی ولی مسلم
نہو تو استیفاء قصاص کا حق امام سے متعلق ہوگا اور جناب شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین

ارشاد فرمایا ہے کہ صورت مذکورہ مین قصاص و دیت دونونکی ساقط ہونیکو ہمارا مذہب مقتضی ہے
اسلئے کہ نفس کے قصاص و دیت مین طرف کے قصاص و دیت داخل ہوجاتے ہین اور
نفس کا مضمون نہونا مفروض ہے اور یہ قول خالی از اشکال نہین ہے اسلئے کہ قصاص نفس مین
قصاص طرف کے داخل ہونے سے قصاص طرف کا اُس صورت مین ساقط ہونا لازم نہین آتا
جبکہ قصاص نفس کسی مانع کی وجہ سے ساقط ہوا ہو کیونکہ قصاص طرف کی ثبوت مین عموم ادلہ
کافی ہوگا اور قصاص نفس کا بوجہ مانع (ارتداد) ثابت نہونا قصاص طرف کے ساقط ہونیکو
مستلزم نہوگا لیکن اگر مرتد مذکور عود کرے پس اگر اُسنے حصول سرایت کے قبل عود کیا ہو تو
قصاص نفس ثابت ہوگا اور اگر حالت ارتداد مین سرایت حاصل ہو بعد ازان اسلام
کی طرف وہ (مرتد) عود کرے اور سرایت تمام ہوجاے تا آنکہ وہ ہلاک ہو تو ثبوت قصاص
مین تردد ہے لیکن ثبوت قصاص اشبہ ہے اسلئے کہ جنایت مضمونہ مین وقت استقرار کا اعتبار
ہے اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ قصاص ثابت نہوگا اسلئے کہ وجوب قصاص مین اُسکا
جنایت اور مجموع سرایت کی طرف مستند ہونا شرط ہے اور صورت مذکورہ مین مجموع سرایت مضمون
نہین ہے کیونکہ بعض سرایت کا زمان ردہ مین حاصل ہونا مفروض ہے لہذا بعض مذکور ہدر رہیگا اور جبکہ مجموع سرایت
مضمون نہوے تو قصاص بھی ثابت نہوگا اور اگر جنایت ابتداءً خطا حاصل ہوئی ہے تو دیت ثابت ہوگی اسلئے کہ جنایت مذکورہ
در اصل مضمون ہے اور محقون الدم پر واقع ہوئی ہے **چوتھا مسئلہ** جبکہ کوئی مرتد کسی ذمی کو قتل کر ڈالے تو آیا مرتد مذکور کا
قتل کرنا صحیح ہوگا یا نہین اسمین تردد ہے جو اُس (مرتد) کی توجہ اسلام محترم ہوجانے سے ناشی
(پیدا) ہوتا ہے لیکن اُسکے قتل کا صحیح ہونا قوی ہے اسلئے کہ کفر مین وہ دونون مساوی ہین جسطرح کہ
نصرانی کا بعوض یہودی قتل کرنا صحیح ہوتا ہے کیونکہ کفر کالملۃ الواحدہ ہے اور اگر اسلام کیطرف وہ
(مرتد) رجوع کرے تو قود نہوگا البتہ اُسپر دیت ذمی لازم ہوگی **پانچوان مسئلہ** اگر کوئی مسلم کسی

کسی نصرانی کو مجروح کردے بعد ازان جارح مرتد ہو جاوے اور جراحت مذکورہ سرایت کرے تو قود نہوگا اسلئے کہ وقت جنایت اُن دونون مین تساوی مفقود ہی اور اُس (جارح) پر دیت ذمی لازم ہوگی چھٹا مسئلہ اگر کوئی ذمی کسی مرتد کو قتل کرڈالے تو اُس (ذمی) کا بعوض مرتد قتل کرنا صحیح ہوگا اسلئے کہ وہ (مرتد) بہ نسبت ذمی کے محقون الدم ہوتا ہی اور ذمی کو اُسکا قتل کرنا جائز نہین ہوتا لیکن اگر کسی مرتد کو کوئی مسلم قتل کرڈالے تو قود حتماً ثابت نہوگا اور ثبوت دیت مین تردد ہی اور دیت کا ثابت نہونا اقرب ہی اور اگر کسی مسلم پر قصاص واجب ہو اور اُسکو ولی مقتول کے سوا کوئی دوسرا شخص قتل کرڈالے تو شخص مذکور پر قود لازم ہوگا اور اگر کسی شخص کا بوجہ زنا یا بوجہ لواط قتل کرنا واجب ہو اور اُسکو امام کے سوا کوئی دوسرا شخص قتل کرڈالے تو اُسپر قود اور دیت ثابت نہوگی اسلئے کہ جناب امیر نے اُس شخص سے جسنے ایک شخص کو قتل کرڈالا تھا اور کسی عورت کے ساتھ اُسکے موجود ہونیکا دعویٰ کیا تھا ارشاد فرمایا تھا علیک القود الا ان تاتی ببینۃ (تجھپر قصاص لازم ہی تا وقتیکہ تو بینہ قائم نکرے) تیسری شرط قاتل کا پدر مقتول نہونا پس اگر کوئی شخص اپنے مولود کو قتل کرڈالے تو بعوض مولود اُسکا قتل کرنا صحیح نہوگا اور اُس (پدر) پر کفارہ اور دیت اور تعزیر لازم ہوگی اور اسی طرح اگر کسی شخص کو اُسکا جد پدری (دادا) قتل کرڈالے تب بھی یہی حکم ہوگا اگرچہ وہ جد (پدری) عالی ہو جیسے جد پدری کا باپ یا اُسکا دادا اور اگر کوئی شخص اپنے والد کو قتل کرڈالے تو اُس (شخص) کا قتل کرنا صحیح ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی عورت اپنے مولود کو قتل کرڈالے تو اُس (عورت) کا قتل کرنا بھی صحیح ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے ماں کو قتل کرڈالے تو اُس (شخص) کا قتل کرنا بھی صحیح ہوگا اور اسی طرح اگر کسی شخص کو اُسکی اقارب مین سے کوئی شخص قتل کرڈالے تو اُسکا قتل کرنا بھی صحیح ہوگا جیسے اجداد مادری جدات مادری اخوۃ خواہ عینی

لو جرح مسلم نصرانیا ثم ارتد الجارح وسری الجرح فلا قود لعدم التساوی حال الجنایۃ وعلیہ دیۃ الذمی

السادسۃ

لو قتل ذمی مرتدا قتل بہ لانہ محقون الدم بالنسبۃ الی الذمی اما لو قتلہ مسلم فلا قود قطعا وفی الدیۃ تردد والاقرب انہ لا دیۃ ولو وجب علی مسلم قصاص فقتلہ غیر الولی کان علیہ القود ولو وجب قتلہ بزنا او لواط فقتلہ غیر الامام لم یکن علیہ قود ولا دیۃ لان علیا علیہ السلام قال لرجل قتل رجلا وادعی انہ وجدہ مع امرأتہ علیک القود الا ان تاتی ببینۃ

الشرط الثالث

ان لا یکون القاتل ابا فلو قتل ولدہ لم یقتل بہ وعلیہ الکفارۃ والدیۃ والتعزیر وکذا لو قتلہ الجد وان علا ویقتل الولد بابیہ وکذا الام تقتل بہ وکذا الاقارب کالاجداد والجدات من قبل الام والاخوۃ من قبلهما

ہون یا علاقی یا اخیافی اعمام عمات اخوال خالات وغیرہ وغیرہ اور اس مقام چند فروع مذکور ہے ہوا ہین فرع اول اگر دو شخص کسی مولود مجہول کا دعوی کرین اور ان دونون مین سے ایک شخص قبل قرعہ اُس مولود کو قتل کر ڈالے تو قود ہوگا اسلیے کہ طرفین قاتل مین اُسکو والد ہونیکا احتمال متحقق ہے اور وہ دونون اُسکو قتل کر ڈالین تو اُنمین سے ہر ایک کی بہ نسبت احتمال مذکور باقی رہیگا اور لیکن اوقات صورت مذکورہ مین قرعہ کی طرف استناد کرنا خطور کرتا ہی لیکن اس طور مین خون ریزی پر جرات لازم آتی ہی پس قول اول (قود کا ساقط ہونا) اقرب ہے اور اگر دو شخص کسی مولود مجہول کا دعوی کرین بعد ازان اُن دونون مین سے ایک شخص رجوع کرے اور وہ دونون اُسکو قتل کر ڈالین تو شخص راجع (جسنے اپنے دعوی سے رجوع کیا ہی) پر قصاص متوجہ ہوگا لیکن قبل قصاص اِس صورت مین ولی راجع پر اُس مقدار کا رد کرنا لازم ہوگا جو اُسکی جنایت سے فاضل رہی اور شریک (مدعی مولود) پر نصف دیت لازم ہوگی اور ہر ایک پر بالانفراد کفارہ قتل واجب ہوگا اور اگر کوئی مولود ایسے دو شخصون کے فراش پر پیدا ہو جو اُس (مولود) کی بنوت کے مدعی ہون جیسے کنیز مشترکہ جس سے مالک سابق و لاحق دونون نے وطی کی ہو یا وہ عورت جس سے دو شخصون نے طہر واحد مین وطی بالشبہہ کی ہو اور وہ دونون قبل قرعہ اُسکو قتل کر ڈالین تو انمین سے کسی شخص کا قتل کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ ہر ایک کی بہ نسبت احتمال متحقق ہے اور اگر اُن دونون مین سے ایک شخص رجوع کرے بعد ازان وہ دونون اُس کو قتل کر ڈالین تو شخص راجع کا قتل کرنا صحیح نہوگا اور وجہ فرق یہ ہے کہ اس صورت مین فراش سے اُسکی بنوت ثابت ہوتی ہے اور محض دعوی کے وجہ سے ثابت نہین ہوتی اور اس فرق مین تردد ہے اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو قتل کر ڈالے تو آیا زوجہ مقتولہ کے اُس مولود کیلیے جو شخص مذکور کی صلب سے پیدا ہوا ہی قصاص ثابت ہوگا

کل واحد منهما
ولو رجع احدهما
فقتلاه قتل
الراجع والفرق
ان البنوة هنا
تثبت بالفراش
لا بمجرد الدعوی
وفي الفرق تردد
ولو قتل الرجل
زوجته فقتل لعلد
القصاص
منه

پانہین پس بعض علماء نے فرمایا ہی کہ ثابت نہوگا اسلئے کہ مولود مذکور اپنے والد سے قصاص لینے کا
مالک نہین ہی لیکن اس مقام پر اگر مولود مذکور کے مالک قصاص ہونیکو اختیار کرین تو ہمکو آگے
تا کہ منع قصاص یعنی مورد نقض پر منحصر رہے اور یہی بحث اُس صورت مین بھی جاری ہوگی
جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ کا قذف کرے اور زوجہ مذکور کیلئے کوئی وارث اُس مولود کے
سوا موجود نہو جو شخص مذکور کے صلب سے پیدا ہوا ہی لیکن اگر زوجہ کیلئے زوج مذکور کے سوا
کسی دوسرے شخص سے بھی کوئی مولود موجود ہو تو اُسکو قصاص لینا صحیح ہوگا لیکن اخذ
قصاص کے قبل اُسکو دیت مین سے دوسرے مولود کے حصہ کا اُسپر رد کرنا لازم ہوگا
اور اُس کیلئے زوج مادر (اُن کا شوہر) سے جو قاتل ہے استیفا کرنیکا اختیار حاصل ہوگا اور اگر
احد الولدین اپنے باپ کو قتل کر ڈالے بعد ازان ولد آخر اپنی مان کو قتل کر ڈالے تو اُن دونو مین
سے ہر ایک کیلئے دوسرے پر قود (قصاص نفس) ثابت ہوگا اور اگر اخذ قصاص مین وہ دونون
نزاع کرین تو اُن دونو مین قرعہ ڈالا جائیگا اور استیفاء قصاص مین وہ مولود مقدم کیا
جائیگا جسکو کہ قرعہ خارج کرے اور اگر اخذ قصاص مین احدہما قبل قرعہ مبادرت کرے تو وارث
دوم کیلئے اُس سے قصاص لینا صحیح ہوگا

الشرط الرابع كمال العقل

چوتھی شرط قاتل کا کامل العقل ہونا پس اگر کوئی
مجنون کسی کو عمداً قتل کر ڈالے تو اُس (مجنون) کا قتل کرنا صحیح نہوگا خواہ کسی مجنون کو قتل کرے
یا عاقل کو اور اُسکے عاقلہ پر دیت ثابت ہوگی اور اسی طرح اگر طفل نابالغ کسی بالغ یا غیر بالغ
کو عمداً قتل کر ڈالے تو اُسکا قتل کرنا بھی صحیح نہوگا لیکن اگر کوئی عاقل کسی شخص کو از راہ عمد قتل
کر ڈالے بعد ازان مجنون ہو جائے تو اُس سے قود (قصاص نفس) ساقط نہوگا اور ایک
روایت مین طفل دہ سالہ سے قصاص کے اخذ کرنیکی صحت وارد ہوئی ہی اور دوسری روایت
مین وارد ہوا ہی کہ اگر طفل قاتل پانچ شبر کے حد پر پہونچا ہو تو اُس سے قصاص لیا جائیگا اور

اُسپر حدود کا قائم کرنا صحیح ہوگا لیکن عمد صبی کا خطا محض ہونا اور اُسکے ارش کا تا یانزدہ سال اُسکے عاقلہ پر لازم ہونا بے وجہ نہین ہی فرع اگر ولی مجنی علیہ اور جانی مین بلوغ یا افاقہ کے بعد اختلاف واقع ہو پس ولی کہے قتلت وانت عاقل (تو نے حالتِ عقل مین قتل کیا ہی) اور جانی انکار کرے تو قول جانی اُسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اسلئے کہ احتمال متحقق ہی پس باوجود احتمال کے قصاص ثابت نہوگا اور اگر کوئی بالغ کسی نابالغ کو قتل کر ڈالے تو اُسکے عوض مین علی الاصح قتل کیا جائیگا اور عاقل کا بعوض مجنون قتل کرنا صحیح نہین ہی اور قاتل پر دیت ثابت ہوگی اگر قتل مذکور عمد یا شبیہ بعمد ہو اور عاقلہ پر دیت ثابت ہوگی اگر قتل مذکور خطاء محض ہو اور اگر کوئی عاقل کسی مجنون کے دفع کرنیکا قصد کرے اور اُس (مجنون) کا خون ہدر (ضائع) ہوگا اور قاتل پر قصاص و دیت ثابت نہوگی اور ایک روایت مین اُسکی دیت کا بیت المال سے متعلق ہونا منقول ہوا ہی اور آیا سکران (مست) پر قود (قصاص نفس) ثابت ہوتا ہی یا نہین اسمین تردد ہی لیکن ثبوت قود اشبہ ہی اسلئے کہ تعلق احکام مین سکران بمنزلہ صاحی (باہوش) ہوتا ہی لیکن اگر کوئی شخص بنگ یا کسی مرقد (خواب آور) کا بدون عذر استعمال کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے ثبوت قصاص مین اُسکو سکران سے ملحق کیا ہی اور اسمین تردد ہی اور نائم پر بھی قود ثابت نہین ہوتا اسلئے کہ قصد قتل مفقود ہی اور اُسکے سبب مین وہ معذور ہی لیکن اُسپر دیت ثابت ہوتی ہی اور آیا اعمی (نابینا) پر بھی قود ثابت ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی لیکن توجہ قصاص مین اُسکا مثل مبصر (بینا) ہونا اظہر ہی اور روایت حلبی مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہوا ہی کہ جنایت اعمی از قبیل خطا ہی جو اُسکے عاقلہ پر لازم ہوتی ہی پانچوین شرط مقتول کا محقون الدم ہونا تاکہ اُس مرتد سے احتراز ہو جسکو کہ مسلم قتل کرے پس اگر کوئی مسلم کسی مرتد کو قتل کر ڈالے تو قود ثابت نہوگا اور اسی طرح اُس شخص کے قتل

وكذا لو سرى منه الحد او القصاص فهلك لم يضمن جنايته

الفصل الثالث

في دعوى القتل وما يثبت به ويشترط في المدعي البلوغ والرشد حالة الدعوى دون وقت الجناية اذ قد تحقق صحة الدعوى بالسماع المتواتر وان يدعي على من يصح منه مباشرة الجناية فلو ادعى على غائب لم يقبل وكذا لو ادعى على جماعة يتعذر اجتماعهم على قتل الواحد كاهل البلد وتقبل دعواه لو رجع الى الممكن ولو حرر الدعوى بتعيين القاتل وصفة القتل ونوعه سمعت دعواه وهل تسمع منه مقتصرا على مطلق القتل فيه تردد والاشبه القبول ولو قال قتله احد هذين سمعت اذ لا ضرر في احلافهما ولو اقام بينة

ڈالنی مین مسلط ہو قود ثابت نہوگا جسکے خون کو شرع مقدس نے مباح فرمایا ہو جیسے زانی - لائط وغیرہ اور اسی طرح اگر قصاص یا حد کی سرایت کے سبب سے کوئی شخص ہلاک ہوجاے تو اُسکا خون بھی ہدر ہوگا اور قصاص ثابت نہوگا تیسری فصل دعوای قتل اور اُن امور کے بیان مین جن سے کہ وہ (قتل) ثابت ہوتا ہی اور مدعی کا وقت دعوی بالغ اور رشید ہونا شرط ہی اور وقت جنایت کے بلوغ ورشد کا اعتبار نہین ہی پس اگر کوئی شخص وقت قتل نابالغ ہو تو بعد بلوغ ورشد اُسکا دعوی صحیح ہوگا اسلئے کہ صحت دعوی کبھی سماع متواتر کے وجہ سے بھی متحقق ہوتے ہی اور اسی طرح صحت دعوی مین مدعی کا ایسے شخص پر دعوی کرنا بھی شرط ہے جس سے مباشرت جنایت ممکن ہو پس اگر کسی ایسے شخص پر دعوی کیا جاے جو وقت جنایت غائب ہو تو اُسکا دعوی مقبول نہوگا اور اسی طرح اگر ایسے جماعت پر دعوی کیا جاے جنکا شخص واحد کے قتل پر مجتمع ہونا متعذر (دشوار) ہو جیسے اہل بلد تو اُسکا دعوی بھی مقبول نہوگا اور اگر دعوای مدعی کسی ایسے امر کی طرف رجوع کرے جسکا واقع ہونا ممکن ہو جیسے قتل غائب کے دعوی مین ارسال سہم کا بیان کرنا تو اُسکا دعوی مقبول ہوگا اور اگر کوئی شخص اپنے دعوی کو قاتل کی تعیین اور قتل کی صفت (جیسے مباشرت یا تسبیب) اور نوع قتل کی تصریح (جیسے عمد یا شبیہ بعمد یا خطا) کے ساتھ محرر کرے تو اُسکا دعوی مسموع ہوگا اور اگر کوئی شخص اپنے دعوے مین مطلق قتل پر اقتصار کرے اور اُسکی صفت یا نوع کا ذکر نکرے تو آیا اُسکا دعوی مسموع ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی لکن اُسکا مقبول ہونا اشبہ ہی اور اگر کوئی شخص کہے قتلہ احد ہذین (اُسکو ان دونون مین سے ایک شخص نے قتل کیا ہی) تو اُسکا دعوی مسموع ہوگا اسلئے کہ اُن دونونکی قسم دینے مین کوئی ضرر نہین ہی اور اگر مدعی احدہما کے قاتل ہونے پر وارث نے بینہ قائم کیا بعد ازان اُن دونین سے ایک شخص کے قاتل ہونیکی تخصیص کے تو اثبات لوث کیلئے اُسکا

اُسکا دعوی مسموع ہوگا اور قسم کے ساتھ اُسکا دعوی ثابت ہوگا اور اس مقام پر کئی مسئلے قابل ذکر ہین پہلا مسئلہ اگر کوئی شخص ایسے جماعت کے ساتھ کسی انسان معیّن کو قاتل ہونیکا دعوی کرے جسکا عدد معلوم نہو تو اُسکا دعوی مسموع ہوگا لکن مدعی علیہ پر قود یا دیت کا حکم کرنا صحیح نہوگا اسلئے کہ جنایت مین سے مدعی علیہ کے حصّہ کی مقدار معلوم نہین ہی البتّہ حاکم کو اُنکا صلح پر مجبور کرنا صحیح ہوگا تاکہ خون ریزی سے تحفظ رہے دوسرا مسئلہ اور اگر کوئی شخص مدعی قتل ہو اور اُسکی نوع (عمد یا خطا وغیرہ) کو بیان نکرے تو اُسکے دعوی کا مسموع ہونا اقرب ہی اور قاضی کو مدعی سے تفصیل کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور مطالبہ مذکورہ از قبیل تلقین نہین ہی بلکہ وہ تحقیق دعوی ہی اور اگر نوع قتل کو بیان نکرے تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ اُسکا دعوی متروک اور اُسکا بیّنہ ساقط ہوگا کیونکہ بیّنہ کے موافق حکم کرنا ممکن نہین ہی اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ عموم ادلّہ اُسکے مسموع ہونیکو مقتضی ہی اور تعذّر قصاص و دیت کی صورت مین تحتم صلح بھی اُسکا فائدہ ہوسکتا ہی جیسا کہ قبل ازین مذکور ہوچکا ہی تیسرا مسئلہ اگر کوئی کسی انسان پر بالانفراد قتل کرنیکا دعوی کرے بعد ازان کسی دوسرے انسان پر دعوی کرے تو دوسرا دعوی مسموع نہوگا خواہ اوّل کو بری کرے یا دوسرے مدعی علیہ کا شریک قرار دے اسلئے کہ اُسنے پہلے دعوی کی وجہ سے اپنے نفس کی تکذیب کی ہی اور اُسمین شیخ علیہ الرحمہ کا ایک قول اور ہی جس سے دوسرے دعوی کا مسموع ہونا مراد ہی کیونکہ پہلے دعوی مین سہو و غلط وغیرہ کا احتمال قائم ہی چوتھا مسئلہ اگر کوئی شخص قتل عمد کا دعوی کرے اور خطا کے ساتھ اُسکی تفسیر کرے تو اُسکا اصل دعوی باطل نہوگا اور اسی طرح اگر قتل خطا کا دعوی کرے اور غیر خطا کے ساتھ اُسکی تفسیر کرے تب بھی اُسکا اصل دعوی باطل نہوگا اور ثبوت دعوی کیلئے تین طریقے معین ہین پہلا طریقہ اقرار ہی پس مدعی علیہ کا ایک مرتبہ اقرار کرنا ثبوت قتل کیلئے کافی ہوگا اور بعض اصحاب نے دو مرتبہ اقرار کرنیکو

شرط کیا ہے اور مقر مین چار امور نکا متحقق ہونا شرط ہی اول بالغ ہونا دوم کامل العقل ہونا سوم صاحب اختیار ہونا چہارم حر ہونا لیکن جو شخص کہ بوجہ مفلسی یا سفاہت کیوجہ سے محجور علیہ (ممنوع التصرف) ہو اور قتل عمد کا اقرار کرے تو اقرار مقبول ہوگا اور اُس سے قصاص کا استیفا کرنا صحیح ہوگا اور اگر قتل خطا کا دعوی کرے تو دیت ثابت ہوگی لیکن غرماء (قرضخواہ) کا شریک نہ کیا جائیگا اور اگر کوئی شخص کسی انسان کی ازراہ عمد قتل کرنیکا اقرار کرے اور دوسرا شخص اُسی انسان کے ازراہ خطا قتل کرنیکا اقرار کرے تو ولی مقتول کو اُن دونون سے ایک شخص کی تصدیق کرنیکا اختیار حاصل ہوگا اور دوسرے شخص پر اُسکو کوئی سبیل نہوگی اور اگر ایک شخص کسی انسان کے ازراہ عمد قتل کرنیکا اقرار کرے بعد ازان دوسرا شخص اپنے قاتل ہونیکا دعوی کرے اور شخص اول اپنے اقرار سے رجوع کرے تو اُن دونون سے قصاص اور دیت ساقط ہون گے اور دیت بیت المال سے مقتول کے دیت متعلق ہوگی اور یہ وہ قضیہ ہی جسکو حضرت امام حسن علیہ السلام نے فیصل فرمایا تھا دوسرا طریقہ بینہ ہی پس موجب قصاص کے ثابت ہونے مین دو شاہدون سے کم کافی نہوگا اور ایک شاہد اور دو عورتون سے قصاص ثابت نہین ہوتا (خواہ قصاص نفس ہو یا قصاص طرف ۱۲) اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ اسمین اگرچہ قصاص ثابت نہین ہوتا لکن دیت واجب ہوتی ہی اور یہ قول شاذ ہی اور اسیطرح شاہد اور یمین سے بھی قصاص ثابت نہین ہوتا البتہ اُس (شاہد و یمین) کے ساتھ موجب دیت ثابت ہوتا ہی جیسے قتل خطا و جراحت ہاشمہ جراحت منقلہ کسر عظام (ہڈیونکا توڑنا) جائفہ جسکی تفسیر آیندہ مذکور ہوگی اور شہادت قتل کی مقبول ہونیمین اوسکا احتمال خلاف سے صاف ہونا شرط ہی مثلاً کہے ضربہ بالسیف فمات اوس فلان شخص پر تلوار کی ضرب لگائی پس وہ مرگیا یا کہے ضربہ بالسیف فقتلہ (اوسنے فلان شخص پر تلوار لگائی پس اوسکو قتل کردیا) یا کہے ضربہ بالسیف فانہر دمہ فمات فی حالہ (اُسنے فلان پر تلوار لگائی اور اُسکا خون بہادیا پس وہ مرگیا) یا کہے ضربہ بالسیف فلم تزل مریضا منہا حتی مات (اُسنے فلان پر تلوار کے ضرب لگائی اور وہ بوجہ جنایت مریض رہا تا اینکہ مرگیا) اگرچہ مدت مرض دراز ہوا اگر

ويعتبر في المقر البلوغ وكمال العقل والاختيار والحرية اما المحجور عليه لسفه او فلس فيقبل اقراره بالعمد ويستوفى منه القصاص واما بالخطاء فيثبت الدية ولكن لا يشارك الغرماء ولو اقر واحد بقتله عمدا واخر بقتله خطاء تخير الولي تصديق احدهما وليس له على الاخر سبيل ولو اقر واحد بقتله عمدا فاقر اخر انه هو الذي قتله ورجع الاول درئ عنهما القصاص والدية وودي المقتول من بيت المال وهي قضية الحسن عليه السلام واما البينة فلا يثبت ما يجب به القصاص الا بشاهدين ولا يثبت بشاهد وامرأتين وقيل يجب بهما الدية وهو شاذ ولا بشاهد ويمين ويثبت بذلك ما يوجب الدية كقتل الخطاء والهاشمة والمنقلة وكسر العظام والجائفة ولا تقبل الشهادة الا صافية عن الاحتمال كقوله ضربه بالسيف فمات او فقتله او فانهر دمه فمات في حاله او فلم يزل مريضا منها حتى مات وان طالت المدة

مدعی علیہ اُس امر کا انکار کرے جسکی کہ بینہ نے شہادت دی ہی تو اُسکے انکار کی طرف التفات نکیا جائیگا اور اگر مدعی علیہ اُس (بینہ) کی تصدیق کرے لکن جنایت مشہود بہا کے سوا کسی دوسری وجہ سے مجنی علیہ کے مرجانیکا مدعی ہو تو اُسکا قول اُسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اور جراحتون کا بھی یہی حکم ہی پس اگر شاہد کہے ضربہ فاوضحہ (اُسنے فلان شخص پر ضرب لگائی پس اُسکو جراحت موضحہ کے ساتھ مجروح کیا) تو اُسکا قول مقبول ہوگا ور اگر شاہد کہے اختصما ثم افترقا وہو مجروح (اُن دونون نے باہم خصومت کی بعد ازان وہ دونون متفرق ہوگئے درحالیکہ وہ زخمی تھا) یا کہے ضربہ فوجدناہ شجوجا (فلان نے اُسکو ضرب لگائی پس ہمنے اُسکو سر شکستہ پایا) تو اُسکا قول مقبول نہوگا اسلئے کہ جراحت کا کسی دوسرے سبب سے حاصل ہونا بھی محتمل ہی اور اسی طرح اگر شاہد کہے ضربہ فجری دمہ (فلان نے اُسکے ضرب لگائی پس اُسکا خون جاری ہوا) تب بھی اُسکا قول مقبول نہوگا اسلئے کہ خون کا کسی دوسری وجہ سے جاری ہونا بھی محتمل ہی لکن اگر شاہد کہے ضربہ فاجری دمہ (فلان شخص نے اُسکو ضرب لگائی پس اُسکے خون کو جاری کیا) تو اُسکا قول مقبول ہوگا اور اگر کہے اسال دمہ فمات (فلان نے اُسکا خون بہایا پس وہ مرگیا) تو اُسکا قول جراحت دامیہ مین مقبول ہوگا اور اُس سے زائد مین مقبول نہوگا اسلئے کہ موت کا کسی دوسرے سبب سے حاصل ہونا بھی محتمل ہی اور اگر شاہد کہے اوضحہ ووجدنا فیہ موضحتین (فلان شخص نے اُسکے جراحت موضحہ کو حادث کیا اور ہمنے اُسمین دو موضحہ پائے) تو قصاص ساقط ہوگا اسلئے کہ موضحہ مشہود علیہا کی تعیین نہین ہوئی اور استیفاء قصاص مین دونون جراحتون کا مساوی ہونا متعذر ہی اور دیت کی طرف رجوع کیجائیگی اور بسا اوقات اقل جراحتین کے ساتھ قصاص لینا خطور کرتا ہی اور اس مین ضعف ہی اسلئے کہ استیفاء قصاص کا ایسے محل سے متعلق ہونا لازم آتا ہی جسمین توجہ قصاص متحقق نہین ہی

ولو انكر ما شهدت عليه البينة لم يلتفت الى انكاره وان صدقها وادعى الموت بغير الجناية كان القول قوله مع يمينه وكذا الحكم في الجراحة لو قال الشاهد ضربه فاوضحه قبل ولو قال اختصما ثم افترقا وهو مجروح او ضربه فوجدناه مشجوجا لم يقبل لاحتمال ان يكون من غيره وكذا لو قال فجرى دمه اما لو قال فاجرى دمه قبلت ولو قال اسال دمه فمات قبلت في الدامية دون ما زاد ولو قال اوضحه ووجدنا فيه موضحتين سقط القصاص لتعذر المساواة في الاستيفاء ويرجع الى الدية وربما خطر الاقتصاص باقلهما وفيه ضعف لانه استيفاء في محل لا يتحقق توجه القصاص فيه

وکذا لو قال قطع یده ووجد مقطوع الید فکذلک ولا یکفی قوله فاوضحه او شجه حتی یقول هذه الموضحة وهذه الشجة لاحتمال غیرها اکبر او اصغر ویشترط فیهما التوارد علی الوصف الواحد فلو شهد احدهما انه قتله غدوة والآخر عشیة او بالسکین والآخر بالسیف او بالقتل فی مکان معین والآخر فی غیره لم تقبل وهل یکون ذلک لوثا قال الشیخ فی المبسوط نعم وفیه اشکال للتکاذب بینهما اما لو شهد احدهما بالاقرار والآخر بالمشاهدة لم یثبت وکان لوثا لعدم التکاذب بینهما

اور اسی طرح اگر شاہد کہے قطع یدہ و وجد مقطوع الیدین (فلان شخص نے اُسکے ایک ہاتھ کو قطع کیا اور اُسکو مقطوع الیدین پایا) تب بھی یہی بحث جاری ہوگی اور قول شاہد ضربہ فاوضحہ (فلان نے اُسکو ضرب لگائی پس جراحت موضحہ کے ساتھ مجروح کیا) یا ضربہ فشجہ (اُسنے فلان کو ضرب لگائی پس اُسکے سر کو شکستہ کیا) کافی نہوگا تاوقتیکہ موضحہ یا شجہ کی تعیین نکرے مثلا عبارت مذکورہ کے بعد کہے ہذہ الموضحة یا ہذہ الشجة اسلئے کہ عدم تعیین کے صورت مین اُن دونوںکے سوا کسی دوسرے زخم کا احتمال بھی باقی رہتا ہی جو بہ نسبت اُن دونون کے بڑا یا چھوٹا ہو اور شاہدین مین اُن دونون کا وصف واحد پر متوارد ہونا شرط ہی پس اگر ایک شاہد اُسکے بوقت صبح قتل کرنیکی اور دوسرا شاہد بوقت شام قتل کرنے کی شہادت دے یا ایک شاہد کارد کے ساتھ قتل کرنیکی اور دوسرا شاہد تلوار کے ساتھ قتل کرنیکی شہادت دے یا ایک شاہد کسی مکان معین مین قتل کرنیکی اور دوسرا شاہد کسی دوسرے مکان مین قتل کرنیکی شہادت دے تو اُن کا قول مقبول نہوگا اور آیا صورت مذکورہ مین حکم لوث جاری ہوگا یا نہین پس شیخ علیہ الرحمۃ نے کتاب مبسوط مین فرمایا ہی کہ حکم لوث جاری کیا جائیگا اور اُسمین اشکال ہی اسلئے کہ اُن دونون مین سے ہر ایک شاہد نے دوسرے شاہد کی تکذیب کی ہی لہذا اونکی شہادت سے کوئی شے ثابت نہوگی لیکن اگر ایک شاہد اقرار کے شہادت اور دوسرا شاہد مشاہدہ کی شہادت دے تو قتل ثابت نہوگا اور لوث متحقق ہوگا اسلئے کہ اس صورت مین تکاذب (باہم تکذیب کرنا) نہین ہی اور اس مقام پر کئی مسئلے مذکور متوجہ ہین پہلا مسئلہ اگر ایک شاہد مطلق قتل کے ساتھ اقرار کرنیکی اور دوسرا شاہد قتل عمد کے ساتھ اقرار کرنیکی شہادت دے تو قتل ثابت ہوگا اور مدعی علیہ کو بیان کی تکلیف دی جائیگی پس اگر اُسنے قتل کا انکار کیا تو مقبول نہوگا اسلئے کہ اُسکے انکار سے بیّنہ کی تکذیب لازم آتی ہی اور اگر اُسنے قتل خطاء کا اقرار کیا اور ولی مقتول نے اُسکی تصدیق کی تو اسمین کوئی بحث نہین ہی

مسائل الاولی لو شهد احدهما بالاقرار بالقتل مطلقا وشهد الآخر بالاقرار عمدا ثبت القتل وکلف المدعی علیه البیان فان انکر القتل لم یقبل لانه اکذاب للبینة وان قال خطاء وصدقه الولی فلا بحث

والا قول جانی اُسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اور اگر ایک شاہد قتل عمد کے مشاہدہ کرنیکی شہادت دے اور دوسرا شاہد قتل مطلق کی شہادت دے بعد ازان قتل عمد کا قاتل انکار کرے اور ولی مقتول اُس (قتل عمد) کا دعوی کرے تو ایک شاہد کی شہادت از قبیل لوث قرار پائیگی اور ولی مقتول کو اپنے دعوی کا بذریعۂ قسامت ثابت کرنا صحیح ہوگا جسکی تفصیل عنقریب مذکور ہوگی **دوسرا مسئلہ** جبکہ دو شخصونپر دو شاہد قتل کی شہادت دین بعد ازان مشہود علیہما دوسرے دونون پر شہادت دی گئی ہی) بھی دونون شاہدون پر قتل کی ایسی وجہ پر شہادت دین کہ اُسکے ساتھ تبرع (شہادت کا بدون سوال حاکم ادا کرنا) متحقق نہو یا تبرع متحقق ہو لکن اسقاط شہادت کو مقتضی نہو پس اگر ولی مقتول نے شاہدین اولین کی تصدیق کی تو اُس (ولی) کیلئے حکم کیا جائیگا اور شاہد آخرین (مشہود علیہما) کی شہادت کا طرح کرنا (ساقط کردینا) معین ہوگا اور اگر ولی مقتول نے جملہ شہود کی یا فقط شاہدین آخرین کی تصدیق کی تو جملہ شہود ساقط ہو جائینگے اور دونون شہادتون نمین سے ایک بھی صحیح نہوگی **تیسرا مسئلہ** اگر دو عادل اپنے مورث کیلئے اندمال جراحت کے بعد شہادت دین کہ زید نے اُسکو مجروح کیا تھا تو اُن دونون کی شہادت مقبول ہوگی اور اگر قبل اندمال شہادت دین تو مقبول نہوگی اسلئے کہ تہمت متحقق ہی کیونکہ جراحت کا قتل نفس کیطرف منجر ہو جانا اور اُنکا شہادت کو یہ دیت ادا کرنا بھی محتمل ہی اور اُسمین تردد ہی اور اگر اقامت شہادت کے بعد وہ جراحت مندمل ہو جائے اور وہ دونون شہادت کا اعادہ کرین تو مقبول ہوگی اسلئے کہ اس صورت مین تہمت مرتفع ہو جاتی ہی اور اگر دو عادل اپنے مورث کیلئے حالت مرض مین کسی مال کی شہادت دین تو مقبول ہوگی اور بین الصورتین فرق یہ ہی کہ صورت اولی مین اُن دونون کو دیت کا استحقاق ابتداءً حاصل ہوتا ہی جسمین جلب نفع کا احتمال قوی ہی اور صورت ثانیہ مین میت کیلئے دیت کا استحقاق ابتداً حاصل ہوتا ہی اور اُن دونون کو ملک میت کی بعد اُسکے

يستحقانها الميت عن ملك ... المسئلة الرابعة لو شهد اثنان من العاقلة بفسق شاهد القتل فان كان القتل عمدا او شبيها او كان ناسخ لا يعقل اليها العقل ... وطرحت شهادة القتل وان كان ممن يعقل عنه لو نقل لانهما يدفعان بهما الغرم

استحقاق کا احتمال حاصل ہوتا ہی جسمین جلب نفع کا احتمال ضعیف ہی کیونکہ میت کا حالت حیات مین مقدار دیت کو کسی شخص غیر کی طرف منتقل کردینا بھی محتمل ہی چوتھا مسئلہ اگر عاقلہ مین سے دو شخص کسی شاہد قتل کی فسق کی شہادت دین پس اگر وہ قتل از قبیل عمد یا شبیہ بعمد ہو یا وہ دونون ایسے عاقلہ ہون کہ بار دیت اُنسے متعلق نہو جیسے اُنکا فقیر ہونا تو اُنکے موافق حکم کیا جائیگا اور شہادت قتل طرح کیجائیگی اور اگر وہ دونون ایسے عاقلہ ہون کہ بار دیت اُنسے متعلق ہوتا ہو جیسے اُنکا غنی ہونا تو اُنکا قول مقبول نہوگا اسلئے کہ وہ اپنے نفسون سے غرامت (تاوان) کو دفع کرتے ہین

پانچوان مسئلہ اگر دو عادل شہادت دین کہ مقتول کو فلان شخص (زید) نے ازراہ عمد قتل کیا ہی اور دوسرے دو عادل شہادت دین کہ اُس (مقتول) کو فلان شخص (عمرو) نے قتل کیا ہی تو قصاص ساقط ہوجائیگا اور اُن دونون (زید و عمرو) مین سے ہر ایک قاتل پر نصف دیت لازم ہوگی اور اگر قتل مذکور از قبیل خطا ہو تو دیت اُن دونونکے عاقلہ پر لازم ہوگی اور شاید کہ یہ قول اُس احتیاط پر مبنی ہی جو عصمت دم مین واجب المراعات ہی اسلئے کہ تصادم بیّنتین کی (محفوظ ہونا ۱۲) وجہ سے شبہہ متحقق ہی اور اس مسئلہ مین دوسرے وجہ بھی محتمل ہی جس سے ولی مقتول کا من جملہ دونو بیّنون کے ایک بیّنہ کے تصدیق مین مخیر ہونا مراد ہی جسطرح کہ دو شخصونمین سے ہر ایک شخص کسی انسان کی بانفرادہ قتل کرنیکا اقرار کرے تو ولی مقتول کو اُن دونونمین سے ایک مقر کی تصدیق کا اختیار حاصل ہوتا ہی لکن قول اول اولی ہی چھٹا مسئلہ اگر دو عادل شہادت دین کہ فلان شخص (عمرو) نے زید کو ازراہ عمد قتل کیا ہی بعدازان دوسرا شخص (بکر) اپنے قاتل ہونیکا اقرار کرے اور مشہود علیہ (عمرو) کو بری الذمہ کرے تو ولی مقتول کیلئے مشہود علیہ (عمرو) کا قتل کرنا صحیح ہوگا اور اس صورت مین مقر (بکر) کو دیت مقتول کے نصف کا اولیاء مشہود علیہ (عمرو) پر رد کرنا لازم ہوگا اور اسی طرح ولی مقتول کیلئے مقر (بکر) کا قتل کرنا بھی صحیح ہوگا

المسئلة الخامسة لو شهد اثنان انه قتل واخران انه قتله غيره عمدا سقط القصاص ووجبت الدية عليهما نصفين ولو كان خطاء كانت الدية على عاقلتهما نصفين ولعله احتياط في عصمة الدم لما عرض من الشبهة بتصادم البينتين ويحتمل هذا وجها آخر وهو تخيير الولي في تصديق ايهما شاء كما لو اقر اثنان كل واحد بقتله منفردا

المسئلة السادسة لو شهدا انه قتل عمدا فاقر آخر انه هو القاتل وبرء المشهود عليه فللولي قتل المشهود عليه ويرد المقر نصف ديته وله قتل المقر

وكذا لو الزمهما لانتفاء الشركة وفي قتلهما اشكال لانتفاء الشركة وان اراد الدية كانت على المقر والمشهود عليهما نصفين قتلهما بعد ان يرد على المشهود عليه نصف ديته ولا رد بالانفراد وله بالدية نصفين والقول بتخيير الولي في احدهما وجه غير ان الرواية من المشاهير **السابعة** قال في المبسوط لو ادعى قتل العمد واقام شاهدا وامرأتين ثم عفا لم يصح لانه عفا عما لم يثبت وفيه اشكال اذ العفو لا يتوقف على ثبوت الحق عند الحاكم **المقصد الثالث** في القسامة والبحث فيها يستدعي مقاصد الاول في اللوث ولا قسامة مع ارتفاع التهمة وللولي احلاف المنكر يمينا واحدة ولا يجب التغليظ ولو نكل

اوراس صورت مین رد نہوگا اسلئے کہ مقر (بکر) نے اپنے بالفرادہ قابل ہونیکا اقرار کیا ہی اور ولی مقتول کیلئے اُن دونون (مشہود علیہ اور مقر) کا قتل کرنا بھی صحیح ہوگا اوراس صورت مین ولی مقتول کو مشہود علیہ (عمرو) [بکر] پر اُسکی دیت کی نصف کا رد کرنا لازم ہوگا اور اولیاء مقر کیلئے رد کا استحقاق نہوگا اور اگر ولی مقتول اُن دونون مشہود علیہ و مقر سے دیت کا مطالبہ کرے تو ہر ایک پر نصف دیت لازم ہوگی جیسا کہ روایت زرارہ مین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہوا ہی لکن اُن دونون (مشہود علیہ و مقر) کے قتل کا صحیح ہونا خالی از اشکال نہین ہی اسلئے کہ شرکت منتفی ہی اور اسی طرح ہر ایک سے نصف دیت کے مطالبہ کا صحیح ہونا بھی خالی از اشکال نہین ہی اور ان دونون مین ولی مقتول کے مخیر ہونیکا قائل ہونا خالی از قوت نہین ہی لکن روایت مذکورہ از جملۂ مشاہیر ہی لہذا اُسکا قواعد مقررہ کے مخالف ہونا مضر نہوگا **ساتوان مسئلہ** شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہی کہ اگر کوئی شخص کسی انسان پر قتل عمد کا دعوی کرے اور اپنے دعوی کے ثبوت مین ایک شاہد اور دو عورتون کو قائم کرے بعد ازان عفو کردے تو صحیح نہوگا اسلئے کہ اُسنے اُس حق سے عفو کیا ہی جو ثابت نہین ہی کیونکہ اثبات قتل مین ایک شاہد اور دو عورتونکی شہادت کافی نہین ہی اور اُسمین اشکال ہی اسلئے کہ عفو کرنا حق کی پیش حاکم ثابت ہونے پر موقوف نہین ہی **تیسرا طریقہ قسامت** (خون پر حلف کرنا) ہی اور اُسمین بحث کرنا چند مقصدون کے بیان کو مستدعی ہی **مقصد اول لوث کے بیان مین** اور ارتفاع تہمت کی صورت مین منکر پر قسامت متوجہ نہین ہوتی اور ولی مقتول کیلئے منکر کا ایک دفعہ قسم دینا صحیح ہی اور اُس (منکر) پر قسم مین باعتبار عدد یا قول وغیرہ تغلیظ کرنا واجب نہین ہی اور اگر قسم سے منکر نکول کرے تو اُن دونون قولون پر بنا کی جائیگی جو کتاب القضا مین مذکور ہوئی پس قول اول (محض نکول پر فیصلہ کا صحیح ہونا) کے بنا پر منکر کو حق مدعی کا الزام دیا جائیگا اور قول دوم (محض نکول پر فیصلہ کا

صحیح ہونا) کے بنا پر قسم کا مدعی کی طرف راجع کرنا اور اُسکے موافق حکم کرنا معین ہوگا اور لوث سے وہ امارت مراد ہے جسکے ساتھ حاکم کو صدق مدعی کا ظن غالب حاصل ہو جیسے شاہد واحد اور اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے خون مین مضطرب (لوٹنے والا) ہو اور قریب ایسا شخص ایستادہ ہو جسکی سلاح (ہتیار) پر خون موجود ہو تب بھی لوث متحقق ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی مقتول کسی قوم کے مکان یا ایسے محلہ مین موجود ہو جو شہر سے منفرد (علیحدہ) ہو اور اُسمین اہل شہر کے سوا کوئی شخص داخل نہوتا ہو تب بھی لوث متحقق ہوگا اور اسی طرح اگر مقتول کسی دشمن کے مقابل کی صف مین بعد مرامات افتادہ ہو تب بھی لوث متحقق ہوگا اور اگر وہ مقتول کسی قریہ مطروقہ (جسمین آمد و رفت ہوتی ہو) مین افتادہ ہو یا خیمہ گاہ عرب (عربون کے اوترنیکی جگہہ) کسی منزل یا کسی محلہ منفردہ (دور از شہر) و مطروقہ (جسمین آمد رفت ہوتی ہو) مین موجود ہو اگرچہ اُسمین ایک ہی شخص آمد و رفت کرتا ہو پس اگر اس مقام پر باہم عداوت ہو تو لوث متحقق ہوگا اور اگر عداوت نہو تو لوث متحقق نہوگا اسلیے کہ اس صورت مین صدق مدعی کا ظن غالب حاصل نہین ہو سکتا کیونکہ خلاف کا احتمال غالب یا مساوی حاصل ہے اور اگر وہ مقتول مابین قریتین افتادہ ہو تو قریہ قریبہ کی نسبت لوث متحقق ہوگا اور اگر قرب و بعد مین وہ دونون قریہ مساوی ہون تو تعلق لوث مین بھی وہ دونون قریہ مساوی ہونگے لکن جو مقتول کہ کسی پل یا کنوین یا حوض وغیرہ کے ازدحام مین افتادہ ہو تو اُسکی دیت کا بیت المال سے تعلق ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی مقتول کسی جامع عظیم (مسجد جامع) یا شارع عام مین افتادہ ہو تو اُسکی دیت بھی بیت المال سے متعلق ہوگی اور اسی طرح اگر کوئی مقتول کسی جنگل مین افتادہ ہو تب بھی یہی حکم ہوگا اور ثبوت لوث مین صبی اور فاسق کی شہادت کافی نہین ہے اور اسی طرح کافر کی شہادت سے

فاللوث ما يغلب معها الظن بصدق المدعي كأن شاهد واحد او كما لو وجد متشحطا بدمه وعنده ذو سلاح عليه الدم او في دار قوم او في محلة منفردة عن البلد لا يدخلها غير اهلها او في صف مقابل للخصم بعد المراماة ولو وجد في قرية مطروقة او حلة من حلل العرب او في محلة منفردة مطروقة وان انفردت فان كان هناك عداوة فهو لوث والا فلا لوث لان الاحتمال متحقق هنا ولو وجد بين قريتين فاللوث لاقربهما اليه ومع التساوي في القرب والبعد فهما سواء في اللوث واما من وجد في زحام على قنطرة او بئر او جسر او مصنع فديته على بيت المال وكذا لو وجد في جامع عظيم او شارع وكذا لو وجد في فلاة ولا يثبت اللوث بشهادة الصبي ولا الفاسق ولا الكافر

بہی لوث ثابت نہین ہوتا اگرچہ وہ اپنے اہل نحلہ کے نزدیک مامون ہو اور اگر فساق یا
نسوان ہم مذہب (عادل و بد ہنر ۱۲) کے جماعت شہادت دے اور جماعت مذکورہ سے مواطاۃ (عہد)
کے ساتھ موافقت کرنا کا مرتفع ہونا معلوم یا مظنون ہو تو لوث متحقق ہوگا اور اگر اطفال یا کفار
کی جماعت شہادت دے تو لوث ثابت نہوگا تاوقتیکہ حد تواتر پر اُنکا عدد بالغ نہو اور اُنکی نیت
اُسکا شک سے خالی ہونا شرط ہے پس اگر مقتول کے قریب کوئی شخص باسلاح (ہتھیار)
و آلودہ بخون کسی ایسے درندہ کے ساتھ ایستادہ ہو جسکی شان سے قتل انسان ہو تو لوث باطل ہوگا
اسلئے کہ شک متحقق ہے اور اگر شاہد کہے قتلہ احد ہذین (فلان مقتول کو ان دونون سے ایک
شخص نے قتل کیا ہے) تو لوث متحقق ہوگا اور اگر کہے قتل احد ہذین ان دونون سے ایک شخص نے قتل کیا ہے تو لوث
نہوگا اور فرق مین تردد ہے اور تحقق لوث مین اثر قتل کا موجود ہونا علی الاشبہ شرط نہین ہے اور اسیطرح تحقق قسامت مین
مدعی علیہ کا حاضر ہونا بھی شرط نہین ہے اسلیے کہ غایب پر حکم کرنا صحیح ہے اور اس مقام پر دو مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ
اگر مقتول کو اُس مکانمین افتادہ پاے جسمین اُسکا غلام موجود ہو تو لوث متحقق ہوگا اور ورثہ مقتول
کیلئے قسامت کا حق حاصل ہوگا جسکا فائدہ یہ ہے کہ ورثہ کو غلام کے قتل پر تسلط حاصل ہوجائے
اور اگر غلام مذکور رہن ہو تو ورثہ کو بعوض جنایت اُسکے فک کرنے پر تسلط حاصل ہوجائیگا
اسلئے کہ حق مرتہن پر حق مجنی علیہ مقدم ہوتا ہے **دوسرا مسئلہ** اگر ولی مقتول مدعی ہو کہ اہل
دارمین سے ایک شخص نے اُس (مقتول) کو قتل کیا ہے تو اُس (ولی مقتول) کیلئے اپنے دعوے
کا بواسطہ قسامت ثابت کرنیکا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر مدعی علیہ اُس مکانمین وقت قتل
اپنے موجود ہونیکا انکار کرے تو اُسکا قول مع قسم مقبول ہوگا اور لوث ثابت نہوگا اسلئے کہ لوث
اُس شخص کے بہ نسبت متطرق ہوتا ہے جو مکان مذکور مین وقت قتل موجود ہو اور مدعی علیہ کا مکان
مذکور مین وقت قتل موجود ہونا بدون اقرار یا بدون بینہ ثابت نہین ہوسکتا **مقصد دوم**

مقدار (عدد) قسامت کے بیان مین پس قتل عمد کی صورت مین مقدار قسامت پچاس قسم ہی پس اگر مقتول کیلئے منجملہ اقارب ایک قوم موجود ہو تو اُنمین سے ہر ایک شخص کو ایک مرتبہ حلف کرنا لازم ہوگا بشرطیکہ اُس قوم کا عدد، عدد قسامت کے مساوی ہو اور اگر اُس قوم کا عدد عدد قسامت سے ناقص ہووے تو اُن پر ایمان کا مکرر کرنا معین ہوگا تا اینکہ عدد قسامت کامل ہو اور قتل خطا یا شبیہ العمد کی صورت مین مقدار قسامت پچیس قسم ہی اور بعض اصحاب نے اُن دونو یعنی قتل عمد اور قتل خطا وغیرہ مین تسویہ کیا ہی اور ہر ایک مین پچاس قسم کو اختیار فرمایا ہی اور یہ قول اگرچہ بحکم قصاص مین اوثق ہی لکن تفصیل کا قائل ہونا مذہب مین اظہر ہی اور اگر مدعی قتل جماعت ہو تو قتل عمد مین پچاس قسمونکا اور قتل خطا مین پچیس قسمون کا جماعت مین تقسیم کرنا معین ہوگا اور اگر مدعی علیہم (جن پر دعوی کیا گیا ہی) ایک سے زائد ہون اور مدعی نے قسم کو مدعی علیہم پر رد کیا ہو تو آیا مجموع مدعی علیہم کا پچاس مرتبہ حلف کرنا کافی ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی لکن ہر ایک مدعی علیہ کا صورت انفراد کی طرح پچاس مرتبہ حلف کرنا اظہر ہی اسلئے کہ ہر ایک مدعی علیہ پر بالفرادہ دعوی متوجہ ہوتا ہی اور اگر مدعی علیہ واحد ہو اور اپنی قوم مین سے پچاس آدمی ایسے فراہم کرے جو اُسکی برات پر شہادت دین تو ہر ایک آدمی کو ایک مرتبہ حلف کرنا کافی ہوگا اور اگر پچاس سے اُس قوم کا عدد کم ہو تو اُن پر ایمان کا مکرر کرنا صحیح ہوگا تا اینکہ عدد قسامت کامل ہو اور اگر ولی مقتول کے پاس قسامت کیلئے کوئی شخص موجود نہو اور وہ (ولی مقتول) خود بھی حلف نکرے تو اس (ولی مقتول) کیلئے منکر کا پچاس مرتبہ حلف دینا صحیح ہوگا اگر اُس (منکر) کے پاس قسامت کیلئے اُسکی قوم مین سے کوئی شخص موجود نہو اور اگر اُس (منکر) کیلئے قوم موجود ہو تو وہ (منکر) بھی منجملہ اُس (قوم) کے ایک شخص قرار دیا جائیگا اور اگر قسامت سے منکر انکار کرے اور اُسکے لئے کوئی دوسرا شخص بھی ایسا موجود نہو جو حلف کرے تو اُس (منکر) کو

دعوی کا الزام دیا جائیگا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ اُس (منکر) کو مدعی پر قسم کے رد کرنیکا اختیار حاصل ہوگا اور اعضا مین بھی درصورت تہمت (لوث) اُسی طرح قسامت متحقق ہوتی ہی جسطرح کہ نفس مین متحقق ہوتی ہی اور اُسکی مقدار مین اختلاف ہی پس بعض علما نے فرمایا ہی کہ اُسکی مقدار بھی پچاس قسم ہی تاکہ خون ریزی مین احتیاط رہی بشرطیکہ اُس جنایت کی مقدار قتل نفس کے مساوی ہو جیسے زبان یا ناک یا عضو تناسل یا دونون ہاتھون کا قطع کر دینا اور اگر اُس جنایت کی مقدار قتل نفس کے مساوی نہو جیسے ایک ہاتھ یا ایک انگلی کا قطع کرنا تو مقدار قسامت (پچاس قسم) مین سے بہ نسبت جنایت کم کر دینا متعین ہوگا پس ایک ہاتھ کے قطع کر ڈالنے مین مقدار قسامت پچیس قسم اور ایک انگلی کے قطع کرنے مین پانچ قسم لازم ہوگی اور بعض علما نے ارشاد فرمایا ہی کہ اگر جنایت کے مقدار قتل نفس کے مساوی ہو تو مقدار قسامت چھ قسم ہوگی اور اگر اُس (جنایت) کی مقدار قتل نفس سے کم ہو تو جو نسبت کہ جنایت مذکورہ کو قتل نفس سے حاصل ہوگی اُسی نسبت کے ساتھ مقدار قسامت (چھ قسم) مین سے کم کر دینا متعین ہوگا پس اگر کوئی شخص کسی انسان کے ایک ہاتھ کو قطع کرے تو مقدار قسامت تین قسمین قرار پائینگے اور اُس قول کا مستند روایت ابن فضال ہی جسکی اصل ظریف ہی اور مشروعیت قسامت مین علم مقسم (قسم دینے والا) شرط ہی اور ظن کافی نہین ہی اور آیا مسلم پر قسامت کافر ثابت ہوتی ہی یا نہین اسمین تردد ہی لیکن اُسکا ثابت نہونا اظہر ہی اور اگر مولاے عبد (عبد) کے مقتول ہونیکا مدعی ہو تو صورت لوث مین اُسکو اپنے دعوی مقتولیت عبد کا بذریعہ قسامت ثابت کرنا صحیح ہی اگرچہ مدعی علیہ حر ہو جسکا مستند عموم احادیث ہی اور اسیطرح اگر مکاتب اپنے مملوک کے مقتول ہونیکا مدعی ہو تو اُسکو بھی دعوی (مقتولیت مملوک) کا خواہ مطلق ہو یا مشروط بذریعہ قسامت ثابت کرنا صحیح ہوگا اور اگر ولی مقتول مرتد ہو جاسے تو قسامت ممنوع

کیا جائیگا اور اگر باوجود ممانعت کے قسامت کرے تو اپنے موقع پر واقع ہوگی اسلئے کہ دیت کا بواسطہ قسامت حاصل کرنا از قبیل اکتساب ہے اور اکتساب سے وہ (مرتد) ممنوع نہین ہے اور یہ حکم اس صورت مین خالی از اشکال نہین ہے جبکہ وہ ارتداد مانع ارث ہو جیسے اُس (ارتداد) کا فطری ہونا اسلئے کہ وہ (ولی مقتول) خارج از ولایت ہو جائیگا جسکو سقوط قسامت لازم ہے کیونکہ وہ (قسامت) حق ولی ہوتا ہے اور یمین مین کئی امرون کا متحقق ہونا شرط ہے امر اول قاتل و مقتول کا ذکر کرنا امر دوم اُن دونونکی نسب کا اسطرح ذکر کرنا کہ احتمال خلاف باقی نرہے امر سوم انفراد یا شرکت کا ذکر کرنا امر چہارم نوع قتل (عمد یا خطا یا شبیہ عمد) کا ذکر کرنا اور آیا صیغہ قسم کی اعراب صحیح کا ذکر کرنا بھی شرط ہے یا نہین پس اگر وہ شخص عالم با عراب ہو تو اُسکو اعراب صحیح کی تکلیف دی جائیگی ورنہ ایسی عبارت پر قناعت کی جائیگی جس سے ایقاع قسم کا قصد معلوم ہو جائے اور آیا حالف کو یمین مین اپنی نیت کی نیت مدعی ہونی اور توریہ نکرنیکا ذکر کرنا بھی شرط ہے یا نہین پس بعض علمانے فرمایا ہے کہ شرط ہے تاکہ حالف کے توریہ کرنیکا توہم برطرف ہو جائے (قسم کھانے والا ۱۲) لیکن اُسکا واجب ہونا مشتبہ ہے مقصد سوم احکام قسامت کے بیان مین اگر کوئی شخص دو شخصون پر دعویٰ کرے اور اُسکے لئے احدہما پر لوث ہو تو اُسکو پچاس مرتبہ حلف کرنا معین ہوگا اور صاحب لوث پر اُسکا دعویٰ ثابت ہو جائیگا اور دوسرے مدعی علیہ پر ایک مرتبہ حلف کرنا اُسی طرح لازم ہوگا جسطرح کہ غیر خون کے دعوی مین منکر پر ایک مرتبہ حلف کرنا لازم ہوتا ہے اسلئے کہ وہ دوسرا (مدعی علیہ) صاحب لوث نہین ہے بعد ازان اگر مدعی نے صاحب لوث کو قتل کرنیکا قصد کیا تو اُس (صاحب لوث) کی دیت کے نصف کا اُسپر رد کرنا معین ہوگا اسلئے کہ مدعی نے اُسکے احد القاتلین ہونیکا اقرار کیا ہے اور اگر کسی مقتول کیلئے دو ولی موجود ہون اور ان دونون مین سے ایک ولی غائب ہو اور کسی شخص کی بہ نسبت لوث متحقق ہو

ثم من القسامة ليوجد القتل ... موقعها لانه لا يمنع الكتاب ... ويشكل هنا بان الارتداد ... يمنع الارث ... فاقتلو ... ويقتل ... في اليمين ذكر القاتل والمقتول ورفع ... في نسبهما بما يزيل الاحتمال وذكر الانفراد والشركة ونوع القتل ... اصلاً كلف ... عن المقصد ... المقصد الثالث في احكامها ... ادعى على اثنين وله على احدهما لوث حلف خمسين ... دعواه على ذي اللوث وكان على الآخر يمين ... ذي اللوث ... عليه نصف ديته ولو كان احد الوليين غائبا وهناك لوث

تو فقط ولی حاضر کو اپنے حق کے ثابت کرنیکی غرض سے پچاس مرتبہ حلف کرنا صحیح ہوگا اور اُسکا حق ثابت ہوجائیگا اور اُس (ولی حاضر) پر غائب کا انتظار کرنا واجب نہوگا پس اگر ولی غائب بھی حاضر ہو اور اپنے حق کے استیفاء کرنیکا قصد کرے تو اُسکو بقدر اپنے نصیب کے حلف کرنا کافی ہوگا جس سے صورت مفروضہ مین پچیس مرتبہ حلف کرنا مراد ہی اور اسی طرح اگر احد الولیین صغیر ہو تو اُسپر بھی حکم غائب جاری کیا جائیگا اور ولی بالغ کو اپنے حق کا مجموع قسامت (پچاس مرتبہ حلف کرنا) کے ذریعہ سے ثابت کرنا صحیح ہوگا اور صغیر کو بعد بلوغ اپنے حق کا نصف قسامت (پچیس مرتبہ حلف کرنا) کے ذریعہ سے ثابت کرنا صحیح ہوگا اور اگر احد الولیین دوسرے ولی کی تکذیب کرے تو تحقق لوث مین قادح نہوگا اور اُسکو اپنے حق کے ثابت کرنیکی غرض سے پچاس مرتبہ حلف کرنا صحیح ہوگا اور جبکہ ولی مقتول وفات پاے تو اُسکا وارث اُسکے قائم مقام ہوگا اور اگر اثناء ایمان مین ولی مقتول مرجاے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اُسکے وارث پر مجموع ایمان کا استیناف (از سرِ نو بجا لانا ۱۲) کرنا لازم ہوگا اسلیئے کہ اگر وہ مقدار قسامت کو فقط باقی ایمان کے ساتھ تمام کردے تو یمین غیر کے ذریعہ سے اپنے حق کا ثابت کرنا لازم آئیگا اسلئے کہ حق قسامت کا وارث کی طرف منتقل ہونا مفروض ہی اور اس مقام پر کئی مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ اگر مدعی نے مدعی علیہ سے صورت لوث مین حلف کرنیکے بعد دیت مقتول کا استیفاء کیا بعد ازان دو عادلون نے مدعی علیہ کے وقت قتل ایسی غیبت کیساتھ غائب ہونیکی شہادت دے جسمین اُسکو قتل کرنا ممکن نہو تو قسامت باطل ہوگی اور دیت کا استعادہ (واپس لینا) کرنا معین ہوگا اسلئے کہ بینہ کیلئے لوث پر ترجیح حاصل ہی **دوسرا مسئلہ** اگر مدعی حلف کرے اور مدعی علیہ سے دیت کا استیفاء کرے بعد ازان کہے یہ حرام (یہ حرام ہی) تو اُسکو تفسیر کی تکلیف دی جائیگی پس اگر اُسنے عبارت مذکورہ کی تفسیر مین اپنے

حلف الحاضر خمسين يمينا وثبت حقه ولو غاب الآخر ثم لو حضر الغائب حلف بقدر نصيبه وهو خمسة وعشرون يمينا وكذا لو كان احدهما صغيرا ولو اكذب احد الوليين صاحبه لم يقدح ذلك في اللوث وحلف الاثبات حقه خمسين يمينا واذا مات الولي قام وارثه مقامه فان مات في اثناء الايمان قال الشيخ يستأنف الوارث الايمان لانه لو اتم لاثبت حقه بيمين غيره

مسائل الاولى لو حلف مع اللوث واستوفى الدية ثم شهد اثنان انه كان غائبا حال القتل غيبة لا يمكن معها القتل بطلت القسامة واستعيدت الدية **الثانية** لو حلف مع اللوث واستوفى الدية ثم قال هذه حرام فان فسره

اپنے نفس کے کاذب فی الیمین ہونیکو بیان کیا تو دیت کا واپس لینا معین ہوگا اور اگر اُسکی تفسیر مین لینے سے مقصد قسامت نہونیکو بیان کیا تو مدعی علیہ کو اُس سے تعرض کرنا اور اعادہ دیت کا مطالبہ کرنا صحیح نہوگا اور اگر اُسکی تفسیر مین دیت کے مملوک باذل نہونیکو بیان کری اور مالک کو معین کیجے تو اُسکو دیت کے حوالہ مالک کرنیکا الزام دیا جائیگا اور قاتل پر محض اُسکے قول کی وجہ سے رجوع کرنا صحیح نہوگا اور اگر مالک کو معین نکرے تو دیت اُسی کی قبضہ مین باقی رکھی جائیگی مسئلہ جبکہ مدعی اپنے حق کا بذریعہ قسامت استیفا کرلے بعد ازان کوئی دوسرا شخص اپنے بالانفراد قاتل ہونیکا اقرار کرے مثلاً کہے انا قتلتہ منفرداً (اُسکو مین نے قتل کیا ہی) تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف مین فرمایا ہی کہ مدعی کو مقتضاے قسامت پر باقی رہنے اور مقتضاے اقرار پر عمل کرنیمین اختیار حاصل ہوگا اور کتاب مبسوط مین فرمایا ہی کہ مدعی کو یہ اختیار نہوگا اسلئے کہ وہ قسامت کو اُسی وقت تک واقع نکریگا جبتک کہ اُسکو مدعی علیہ کے قاتل ہونیکا علم نہو پس وہ (مدعی) مکذّب مقر قرار پائیگا بناءً علیہ مدعی کو مقر سے اپنے حق کا مطالبہ کرنا جائز نہوگا چوتھا مسئلہ جبکہ کوئی شخص متہم بخون ہوا اور ولی مقتول تا احضار بینہ اُس (متہم بخون) کے محبوس کرنیکا حاکم سے التماس کرے تو آیا اُسکی اجابت صحیح ہوگی یا نہین اسمین تردد ہی اور مستند جواز وہ روایت ہی جسکو سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہی کہ رسولخدا متہمت خون مین متہم کو چھ روز تک محبوس رکھتے تھے پس اگر اس اثنا مین اولیاء مقتول اپنے بینہ کو حاضر کرتے تھے تو اُنکا حق ثابت ہوتا تھا ورنہ متہم کو رہا فرماتے تھے اور سکونی مین ضعف ہی

چوتھی فصل استیفاء قصاص کے کیفیت کے بیان مین قتل عمد موجب قصاص ہوتا ہی اور موجب دیت نہین ہوتا پس اگر قصاص کو ولی مقتول کسی مال کے عوض مین عفو کردے تو قصاص ساقط نہوگا اسلئے کہ قاتل پر بالاصالۃ قصاص واجب ہی اور دیت واجب نہین ہی اور دیت

ولو رضي الولي بالدية [illegible] ولو عفا ولم يشترط المال سقط القود ولم تثبت الدية [illegible]

اُس وقت تک ثابت نہوگی جبتک کہ جانی راضی نہو اور اگر قصاص کو ولی مقتول عفو کرے
اور کسی مال کی شرط نکرے تو قصاص ساقط ہوگا اور دیت ثابت نہوگی اور قصاص کو جانی بذل
کرے تو ولی مقتول کو قصاص کے علاوہ کسی دوسرے شی کا استحقاق نہوگا اور ولی مقتول دیت کو
طلب کرے اور جانی اُس (دیت) کے بذل پر راضی ہوجائے تو صحیح ہوگا اور اگر جانی اُسکے بذل
سے امتناع کرے تو اُسکا مجبور کرنا جائز نہوگا اور اگر ولی مقتول دیت پر راضی نہو تو جانی کو اپنے
نفس کا دیت سے زائد کے ساتھ رہا کرنا جائز ہوگا اور حاکم کو قصاص کا حکم اُسوقت تک
صحیح نہوگا جبتک کہ بوجہ جنایت تلف ہونیکا یقین حاصل نہو اور اگر بوجہ جنایت تلف ہونے نہین مین
اشتباہ ہو تو قصاص فی الجنایت پر اقتصار کرنا متعین ہوگا اور قصاص فی النفس صحیح نہوگا اور
قصاص کا وہ شخص وارث ہوگا جو مال کا وارث ہوتا ہی البتہ زوج اور زوجہ کو قصاص کا استحقاق
حاصل نہین ہوتا بلکہ اُن دونونکو دیت مین سے اپنے حصہ کا استحقاق ہوتا ہی خواہ قتل عمد ہو یا قتل
خطا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ قصاص کا استحقاق فقط عصبہ (قرابت پدری) کو حاصل ہوتا ہی
اور اخوت اور اخوات مادری اور متقرب بالام (قرابت مادری) کو حاصل نہین ہوتا اور یہی قول
بھائی بھینین ۱۲
اظہر ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ عورتون کیلئے عفو کرنے اور قصاص لینے کا استحقاق نہین ہوتا
اگرچہ متقرب باب ہون ۱۲
اور قول اول (مستحق قصاص کو استحقاق عفو کا مطلقاً حاصل ہونا) اشبہ ہی اور اسی طرح دیت کا وہ
شخص وارث ہوتا ہی جو مال کا وارث ہوتا ہی اور اُس (دیت) مین بھی وہی بحث ہی جو اول (قصاص)
مین مذکور ہوئی لکن دیت مین سے زوج وزوجہ کو اپنے نصیب کی وراثت کا کل تقدیرات پر استحقاق
ہوگا اور جبکہ ولی مقتول واحد ہو تو اُسکو قاتل سے قصاص کے اخذ کرنے مین بدون اذن امام مبادرت
کرنا جائز ہوگا لکن اُسکا اذن امام پر موقوف ہونا اولی ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ ولی مقتول کو
اخذ قصاص مین بدون اذن امام مبادرت کرنا حرام ہی اور اگر مبادرت کریگا تو اُسکا تعزیر دینا

جاز الفداء ولو بالزيادة ولا يقضى بالقصاص ما لم يتيقن التلف بالجناية ومع الاشتباه يقتصر على القصاص في الجناية لا في النفس ويرث القصاص من يرث المال الا الزوج والزوجة فان لهما نصيبهما من الدية في عمد او خطاء وقيل لا يرث القصاص الا العصبة دون الاخوة والاخوات من الام ومن يتقرب بها وهو الاظهر وقيل ليس للنساء عفو ولا قود والاول اشبه

ويرث الدية من يرث المال ان الزوج والزوجة ومن يتقرب بالام على التقديرات وان كان الولي واحدا جاز له المبادرة والاولى توقفه على اذن الامام وقيل يحرم ويعزر لو بادر

لازم ہوگا اور قصاص طرف مین کراہت زائد ہے کیونکہ جراحت کا قتل نفس کی طرف منجر ہوجانا بھی محتمل ہے اور اگر اولیاء مقتول جماعت ہو تو استیفاء قصاص جائز نہوگا تا وقتیکہ جملہ اولیاء مجتمع ہون خواہ خود مجتمع ہون یا کسی شخص غیر کو اپنی طرف سے استیفاء قصاص مین وکیل کردین یا اُسی جماعت مین سے ایک شخصکو اُس (استیفاء قصاص) سکی اجازت دین اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اُن (اولیاء) مین سے ہر ایک شخص کو مبادرت کرنا جائز ہوگا اور باقی شرکاء کے اجازت پر موقوف نہوگا لیکن ہر ایک شخص سے باقی شرکاء کے حصہ کی ضمانت متعلق ہوگی اور امام کیلئے استیفاء قصاص کے وقت شاہدین فطنین کا ازراہ احتیاط حاضر کرنا بہتر اور (مستحب) ہے تاکہ حصول مجاحدہ (منازعت) کی صورت مین وہ دونون نوع قصاص پر شہادت دین اور آلہ قصاص کا اعتبار (امتحان) کرنا لازم ہے تاکہ اُس (آلہ) کے مسموم نہونے پر اطمینان ہوجائے اور علی الخصوص قصاص طرف مین اُسکا اعتبار کرنا نہایت ضروری ہے مبادا آلہ مسموم ہونیکی صورت مین قتل نفس کی طرف منجر ہوجائے اور اگر آلہ قصاص مسموم ہو اور بوجہ سم اُس سے کوئی جنایت حاصل ہوجائے تو ولی مباشر اُسکا ضامن ہوگا اور آلہ کالہ (کند) کے ساتھ استیفاء قصاص کرنے سے ممنوع کیا جائیگا تاکہ اُسکی تعذیب سے اجتناب رہے لیکن اگر آلہ کالہ سے استیفاء قصاص کریگا تو خالی از اسارت (بدفعلی) نہوگا اور اُسپر کوئی تاوان (دیت وغیرہ) لازم نہوگا اور تلوار کے سوا کسی دوسرے آلہ سے قصاص کا اخذ کرنا صحیح نہین ہے اور قاتل کا مثلہ کرنا (ناک و کان وغیرہ کا قطع کرنا) جائز نہین ہے بلکہ فقط ضرب عنق پر اقتصار کرنا لازم ہوگا اگرچہ قاتل نے بوجہ تغریق غرق کردینے یا جلادینے یا کسی سنگین چیز کے گرادینے یا سر کے شکستہ کردینے کے ساتھ جنایت کی ہو اور مقیم حدود (حدونکا قائم کرنیوالا) کے اجرت کا بیت المال سے تعلق ہوگا اور اگر بیت المال موجود یا بیت المال سے کسی امر اہم کا تعلق ہوا ہو تو مجنی علیہ پر اُس (مقیم حدود) کی اجرت لازم ہوگی اور مقتص

(قصاص لینے والا) کے

سرایت قصاص کی ضمانت متعلق نہوگی ہان اگر اخذ قصاص مین تعدی کریگا تو ضامن ہوگا پس اگر مقتص اپنے تعمد کا اقرار کرے مثلاً تعمدت (مینے تعمدی کیا ہی) تو بقدر زائد مین اُس سے قصاص لیا جائیگا اور اگر اپنی خطا کا مدعی ہو مثلاً کہے اخطات (مین نے خطا کی ہی) تو دیت عدوان اُس سے اخذ کیجائیگی اور اگر دعواے خطا مین مقتص منہ اُس مقتص کے مخالفت کرے تو قول مقتص کی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اور جن لوگون مین کہ قصاص نفس جاری ہوتا ہی اُنمین قصاص طرف بھی جاری ہوتا ہی اور جن لوگون کیلیئے قصاص نفس ثابت نہین ہوتا اُنکے لیئے قصاص طرف بھی ثابت نہین ہوتا اور اس مقام پر کئی مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ جبکہ مقتول کیلیئے ایسے اولیا موجود ہون جن پر کوئی ولی نہو سکتا ہو جیسے اُسکا بالغ اور کامل العقل ہونا تو قصاص مین وہ سب شریک ہونگے پس اگر بعض شرکا حاضر اور بعض آخر غائب ہون تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ فقط حاضر کو استیفاء قصاص کا اختیار حاصل ہوگا بشرطیکہ دیت مقتول مین سے باقی شرکا کے حصون کا وہ (حاضر) ضامن ہو جائے اور اسی طرح اگر بعض اولیاء صغیر السن ہون تب بھی ولی بالغ کیلیئے استیفاء قصاص کا اختیار حاصل ہوگا جیسا کہ قبل ازین مذکور ہوچکا ہی اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی اگر ولی مقتول صغیر السن ہو اور اُسکا باپ یا دادا وغیرہ موجود ہو تو کسی شخص کو استیفاء قصاص کا اختیار نہوگا تا اینکہ وہ ولی صغیر بالغ ہو خواہ قصاص فی النفس ہو یا قصاص فی الطرف ہو اور اسمین اشکال ہی اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ قاتل کا محبوس رکھنا صحیح ہوگا تا اینکہ ولی صغیر بالغ ہو یا ولی مجنون افاقہ پائے اور اسمین اول سے بھی زیادہ اشکال ہے دوسرا مسئلہ جبکہ اولیاء مقتول متعدد (ایک سے زائد) ہون تو اُن کیلیئے قصاص ثابت ہوگا اور اگر بعض اولیاء دیت کو اختیار کرین اور قاتل اونکی اجابت کرے تو جائز ہوگا

فاذا سلم سقط القود على رأى والمشهور انه لا يسقط القصاص بعد ان يرد وا عليه نصيب من فادا فان ولو اقتص من غير اداء نصيب من عفا الدية بازائه اراد القود تبيّن بعد رد نصيب شريكه او عفا البعض ولية طالب القصاص والباقون اقتصوا بعد رد نصيب منها على القاتل

الثالثة اذا اقر احد الوليين ان شريكه عفا عن القصاص على مال لم يقبل اقراره على شريكه ولا يسقط القود في حق احدهما وللمقر ان يقتل لكن بعد ان يرد نصيب من يدعي عليه فان صدقه فالرد له والا كان للجاني والشريك على حاله في القصاص

پس جبکہ قاتل اُن (بعض اولیاء) کے حصہ دیت کو اُنکے حوالہ کردے تو بعض روایا
بناپر اُس سے قصاص ساقط ہو جائیگا لکن قصاص کا ساقط ہونا اور باقی شرکا کیلیے
استیفاء قصاص کا صحیح ہونا بین العلماء مشہور ہے اور اس صورت مین اُن (باقی شرکا) کو اپنے
شریک (جن سے دیت کو اختیار کیا ہی) کے حصہ کا ولی قاتل پر قبل استیفاء رد کرنا لازم ہوگا
اور اگر قاتل نے طالب دیت کی نصیب کو اُسکے لئے بذل نکیا تو طالب قصاص کیلیے اخذ
قصاص کا اختیار حاصل ہوگا لکن قبل قصاص اُسکو اپنے شریک کے حصہ کا رد کرنا لازم ہوگا
اور بعض اولیاء عفو کرین تو قصاص ساقط ہوگا اور باقی شرکا کیلیے قصاص کا اخذ کرنا
صحیح ہوگا لیکن قبل قصاص اُن (باقی شرکا) کو اُس اپنے شریک کی حصہ کا قاتل پر رد کرنا لازم ہوگا
جسنے عفو کیا ہی تیسرا مسئلہ جبکہ احد الولیین اپنے شریک کی بہ نسبت کسی مال معین پر قصاص کے
عفو کردینے کا اقرار کرے تو حق شریک مین اُسکا اقرار مقبول ہوگا اور اُن دونون مین سے
کسی کے حق مین بھی قصاص ساقط ہوگا اور مقر کیلیے قصاص لینے کا اختیار حاصل ہوگا
لکن قبل قصاص اُسکو دیت مین سے اپنے شریک کے حصہ کا رد کرنا لازم ہوگا پس اگر شریک نے
اُس (مقر) کی تصدیق کی تو مقدار رد کا استحقاق اُسی (شریک مسلم) کو حاصل ہوگا اور اگر
شریک نے اُس (مقر) کی تکذیب کی تو رد کا استحقاق خالی (قاتل) کیلیے حاصل ہوگا اور
شریک اُس (مقر) کے ساتھ قصاص مین شریک ہونے کی حالت پر باقی رہیگا چوتھا مسئلہ
جبکہ قتل پسر مین باپ اور اجنبی شریک ہون یا قتل ذمی (یہودی و نصرانی) مین مسلم اور ذمی
شریک ہون تو شریک (اجنبی یا ذمی) پر قصاص ثابت ہوگا اور مقتضاے مذہب یہ ہی کہ شخص آخر
(باپ یا مسلم) نصف دیت کو اُس (شریک) پر رد کرے اسلئے کہ شخص آخر کا شریک قاتل ہونا
مفروض ہی اگرچہ اُسکے باپ یا مسلم ہونیکی وجہ سے قصاص ساقط ہوتا ہی اور اسی طرح اگر ایک شریک

الرابعة اذا اشترك الاب والاجنبي في قتل ولده والمسلم والذمي في قتل ذمي فعلى الشريك القود والمذهب ان يرد الآخر نصف دية

ازراہ عمد اور دوسرے شریک نے ازراہ خطا قتل کیا ہو تو عامد پر قصاص ثابت ہوگا اور اس صورت مین اولیاء عامد پر نصف دیت کا رد کرنا معین ہوگا لکن بمقدار مذکور (نصف دیت) کا رد کرنا عاقلہ پر لازم ہوگا اسلئے کہ خطاء محض کے عاقلہ ہی ضامن ہوتے ہین اور اسی طرح اگر قتل مین کوئی درندہ بھی اُسکا شریک ہووے تو قصاص ساقط نہوگا اور ولی مقتول کو اُسکا اولیاء پر نصف دیت کا رد کرنا لازم ہوگا پانچوان مسئلہ جبکہ ولی مقتول جو بوجہ فلس (مفلسی) یا بوجہ سفاہت محجور علیہ (جسکو تصرفات مالیہ کی ممانعت ہو) ہو تو اُسکو استیفاء قصاص کا استحقاق حاصل ہوگا اسلئے کہ حجر فقط مال سے متعلق ہوتا ہے اور اگر محجور علیہ کسی مال کے عوض مین قصاص کو عفو کرے اور قاتل راضی ہوجاسے تو صحیح ہوگا اور محجور علیہ کو مال مذکور کا اپنے غرماء (قرضخواہ) پر تقسیم کردینا معین ہوگا اور اگر کوئی شخص قتل کرڈالا جاسے اور وہ دین کے ساتھ مشغول الذمہ ہو پاگر اُسکے ورثہ دیت کو اخذ کرین تو اُس (دیت) کا مقتول کے دیون اور وصایا مین اُسکے باقی اموال کیطرح صرف کرنا لازم ہوگا اور آیا ورثہ کیلئے استیفاء قصاص کا اختیار کرنا اور اُسکے دیون کا ضامن نہونا بھی جائز ہوگا یا نہین پس بعض علما نے فرمایا ہے کہ جائز ہوگا جسکا مستند آیہ شریفہ فقد جعلنا لولیہ سلطانا ہے اور یہی اولی ہے اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ جائز نہوگا جیساکہ روایت ابو بصیر مین حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہوا ہے چھٹا مسئلہ جبکہ ایک شخص کسی جماعت کو یکے بعد دیگرے قتل کرے تو جماعت مقتولین مین سے ہر ایک شخص کے ولی کو اخذ قصاص کا اختیار حاصل ہوگا اور ایک شخص کا حق دوسرے شخص سے متعلق نہوگا پس اگر استیفاء قصاص کو مقتول اول کا ولی بوجہ سبقت اختیار کرے تو باقی مقتولین کے اولیاء کا حق بدون بدل ساقط ہوجائیگا اسلئے کہ محل قصاص کا مفقود ہوجانا مفروض ہے اور معین تردد ہے اسلئے کہ سقوط حق مین خون مسلمین کا باطل ہونا لازم آتا ہے اور اگر مقتول اول کے سوا کسی دوسرے مقتول کا

ولو كان أحدهما عامداً والآخر خاطئاً كان القصاص على العامد بعد أن يرد عليه الولي نصف الدية والنصف الآخر على العاقلة الخامسة للمحجور عليه لفلس أو سفه استيفاء القصاص لأنه ليس تصرفاً بالمال ولو عفا على مال ورضي القاتل قسمه على الغرماء ولو قتل وعليه دين فإن أخذ الورثة الدية صرفت في ديون المقتول ووصاياه كالأصل وهل للورثة استيفاء القصاص من دون ضمان ما عليه من الديون قيل نعم تمسكاً بالآية وهو أولى وقيل لا وهو مروي السادسة إذا قتل جماعة على التعاقب ثبت لولي كل واحد منهم القصاص ولا يتعلق حق واحد بالآخر فإن استوفى الأول سقط حق الباقين لا إلى بدل على تردد ولو بادر

قضاء الفقد اساءة وسقط نزال الباقين وفيه اشكال من حيث تساوي الكل في سبب الاستحقاق المصنف لو وكل في استيفاء القصاص فعزل قبل

ولی مبادرت کرے تو اگرچہ خالی از اساءت نہوگا اسلئے کہ اول کو اُسپر ترجیح حاصل تھی لیکن باقی مقتولین کے اولیاء کا حق اس صورت مین بھی ساقط ہوجائیگا اور اسمین بھی وہی اشکال ہی کیونکہ سبب استحقاق مین کل اولیاء مساوی ہین پس باقی اولیاء کے حق کا ترکہ قاتل سے متعلق ہونا چاہیئے تاکہ خون مسلمین باطل نہو ساتوان مسئلہ اگر ولی مقتول کسی شخص کو استیفاء قصاص مین وکیل کرے اور اُس (شخص) کو استیفاء قصاص کے قبل وکالت سے معزول کردے اور بعد عزل وہ (شخص) قصاص کا استیفا کرے پس اگر شخص مذکور کو اپنا معزول ہونا معلوم اور مع ذلک اُسنے استیفاء قصاص پر اقدام کیا ہو تو اُس (شخص) پر قصاص ثابت ہوگا اور اگر اُسکو اپنا معزول ہونا معلوم نہو تو اُسپر قصاص اور دیت ثابت نہوگی لیکن اگر موکل نے قصاص سے عفو کیا ہو اور وکیل نے قصاص کا استیفاء کیا ہو اور اُسکو عفو موکل معلوم نہو تو اُس (وکیل) پر قصاص ثابت نہوگا اسلئے کہ اُسنے عدوان نہین کیا البتہ اُسپر دیت ثابت ہوگی کیونکہ وہ مباشر قتل ہوا ہی اور وکیل کو مقدار دیت کے ساتھ موکل پر رجوع کرنا صحیح ہوگا اسلئے کہ اُس (موکل) نے خدع (فریب دینا) کیا ہی آٹھوان مسئلہ زن حاملہ سے تا وضع حمل قصاص لینا جائز نہین ہی اگرچہ اُسکا حمل بعد جنایت متجدد (حادث) ہوا ہو پس اگر زن جانیہ ادعای حمل ہو اور اُسکے لئے منجملہ قوابل چار عورتین شہادت دین تو حمل ثابت ہوگا اور زن مذکور پر حکم حاملہ جاری کیا جائیگا اور شہادت سے اُسکا دعوی مجرد (خالی) ہو تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ اوسکا قول مسموع نہوگا اسلئے کہ اسمین ولی مقتول کا تسلط سے ممنوع ہونا لازم آتا ہی حالانکہ حقتعالی فرماتا ہی فقد جعلنا لولیہ سلطانا اور اگر اُسکے قول کے مسموع ہونے اور قصاص کیوقت انکشاف مؤخر کرنیکو اختیار کرین تو احوط ہی اسلئے کہ بسا اوقات امارات حمل شہادت کا قائم کرنا متعذر ہوتا ہی اور آیا ولی مقتول پر وضع حمل کے بعد اُسوقت تک صبر کرنا جبتک کہ

ولو لم يعلم القصاص فانه استوفى فان علم فعليه القصاص وان لم يعلم فلا قصاص وعليه الدية اما لو عفا الموكل ثم استوفى ولا يعلم فلا قصاص وعليه الدية للمباشرة ويرجع بها على الموكل لانه غار

الثانية لا يقتص من الحامل حتى تضع ولو تجدد حملها بعد الجناية فان ادعت الحمل وشهد لها القوابل ثبت وان تجردت دعواها قيل لا

يستقل الصبر حتى على الول دهل يجبر كان احوط ولو قيل عن السلطان دفعا الول لمن نعم حفظها قيل لا دعواها

مولود کو غذا مین استقلال نہو لازم ہے یا نہین پس بعض علمانے فرمایا ہے کہ لازم ہے تاکہ اختلاف شرعی مشتقت برطرف ہو لیکن اگر مولود کیلئے شیر مادر کے سوا ایسی غذا موجود ہو جس سے وہ زندہ رہ سکتا ہو تو ولی مقتول کے مسلط ہونیکا اور اگر مولود کیلئے شیر مادر کے سوا کوئی غذا موجود نہو تو تاخیر کرنیکا قائل ہونا بے وجہ نہین ہے اور اگر زن جانیہ از روے قصاص قتل کی جاے بعد ازان اُسکا حاملہ ہونا ظاہر ہو تو قاتل پہ دیت حمل لازم ہوگی اسلئے کہ وہ مباشر قتل ہوا ہے اور اگر مباشر قتل اُس (زن جانیہ) کے حاملہ ہونے سے جاہل ہو اور اُس حاکم کو حاملہ ہونیکا علم حاصل ہو جسنے کہ قتل کی اجازت دی ہے تو حاکم ضامن ہوگا نہ وہ ان مسئلہ اگر کوئی شخص کسی انسان کے ہاتھ کو قطع کرے بعد ازان کسی دوسرے انسانکو قتل کر ڈالے تو اولاً شخص جانی کی ہاتھ کا قطع کرنا بعد ازان اُس (جانی) کا قتل کرنا معین ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کو قتل کر ڈالے بعد ازان کسی دوسرے انسانکے ہاتھ کو قطع کرے تب بھی اولاً اُسکے ہاتھ کا قطع کرنا بعد ازان اُس کا قتل کرنا لازم ہوگا تاکہ استیفا حقین کی طرف اولیٰ ہو جا اور اگر صورت مفروضہ مین جنایت قطع کا نفس مجنی علیہ کیطرف سرایت کرنا فرض کیا جاے تو ولی مجنی علیہ کو ترکہ جانی مین سے نصف دیت کا استحقاق حاصل ہوگا اسلئے کہ قطع ید (یا ہاتھ) نصف دیت کا بدل ہوتا ہے اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ ترکہ جانی مین کوئی شی واجب نہوگی اسلئے کہ قتل عمد مین دیت ثابت نہین ہوتی تاوقتیکہ صلح نکی جاے اور اگر کوئی شخص کسی انسان کے دونون ہاتھونکو قطع کرے اور جانی سے قصاص کا استیفاء کر لیا جاے بعد ازان جراحت مجنی علیہ اُسکے نفس کیطرف سرایت کرے تو ولی مجنی علیہ کو جانی سے قصاص نفس کا مطالبہ کرنا بھی صحیح ہوگا اور اگر کوئی یہودی کسی مسلم کے ہاتھ کو قطع کرے اور مسلم اُس (یہودی) سے قصاص کا استیفاء کرے بعد ازان جراحت مسلم اُسکے نفس کیطرف سرایت کرے تو ولی مسلم کو یہودی سے قصاص نفس کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور اگر ولی مسلم اُس (یہودی) سے دیت کا طالب ہو تو اُس (ولی مسلم) کیلئے دیت مسلم کا استحقاق ہوگا

یعنی جانی کے دونون ہاتھ بھی بعوض جنایت کے کٹ گئے ہیں ۱۲

لیکن اُس (دیت مسلم) میں سے دست ذمی کی دیت کا وضع کردینا لازم ہوگا جسکی مقدار چارسو درہم ہوتی ہی اور اسی طرح اگر کوئی عورت کسی مرد کے ہاتھ کو قطع کرے اور مجنی علیہ اُس (عورت) سے قصاص کا استیفا کرلے بعدازان اُس (مجنی علیہ) کے جراحت سرایت کرے تو ولی کو عورت سے قصاص نفس کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور اگر ولی اُس (عورت) سے دیت کا مطالبہ کرے تو اُسکو دیت کے تین ربع کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر کوئی عورت کسی مرد کے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کو قطع کردے اور اُس سے قصاص لیا جاے بعدازان جراحت مجنی علیہ سرایت کرے تو ولی مجنی علیہ کیلئے قصاص نفس کا استحقاق حاصل ہوگا اور اُسکے لئے دیت کا استحقاق حاصل نہوگا اسلئے کہ وہ اُس جبر (قصاص) کا استیفا کرچکا ہی جو دیت کے قائم مقام تھا اور اُن جملہ صور تونمین تردد ہی اسلئے کہ نفس کیلئے بانفرادہ ایک دیت مقرر ہی اور جس چیز کا کہ ولی مجنی علیہ نے استیفا کیا ہی وہ ازروے قصاص واقع ہوا ہی لہذا اُسکا دیت نفس سے وضع کرنا صحیح نہوگا دسوان مسئلہ جبکہ قاتل عمد ہلاک ہوجاے تو قصاص ساقط ہوجائیگا اور آیا دیت بھی ساقط ہوگی یا نہین پس شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہی کہ ساقط ہوجائیگی اور کتاب خلاف مین تردد فرمایا ہی اور روایت ابی بصیر مین وارد ہوا ہی کہ اگر قاتل عامد فرار (بھاگ جانا) کرے اور اُسکے ماخوذ کرنے پر قدرت نہو تا اینکہ وہ مرجائے تو دیت کا اُسکے مال سے اخذ کرنا صحیح ہوگا اور اگر اُسکے لئے مال نہو تو اُسکی اقارب سے بمراعات الاقرب فالاقرب اخذ کرنا صحیح ہوگا اور اگر اوس کے لیئے قرابت نہو تو اُسکا ادا کرنا امام سے متعلق ہوگا اسلئے کہ کسی مرد مسلم کا خون باطل نہین ہوسکتا گیارھوان مسئلہ اگر قاطع ید سے (ہاتھ کا قطع کرنیوالا) قصاص لیا جاے بعدازان مجنی علیہ بوجہ سرایت وفات پائے بعدازان جانی بھی بوجہ سرایت مرجاے تو جو قصاص کہ جانی سے لیا گیا تھا وہ بوجہ سرایت اپنے موقع پر واقع ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی انسان کے ہاتھ کو قطع کرے بعدازان اُس (مجنی علیہ) کو قتل کرڈالے اور دست جانی کو ولی مجنی علیہ ازروے قصاص قطع کرے

بعدازان جراحت جانی اُسکے نفس کیطرف سرایت کرے تب بھی جو قصاص کہ جانی سے لیا گیا تھا وہ اپنے موقع پر واقع ہوگا لکن اگر جراحت جانی اولا سرایت کرے بعدازان جراحت مجنی علیہ سرایت کرے تو سرایت جانی اس صورت مین بعوض قصاص نہ واقع ہوگی اسلیے کہ سرایت مجنی علیہ کے قبل اُس (جانی) کی سرایت کا حاصل ہونا مفروض ہی لہذا اُس (جانی) کی سرایت ہدر (باطل) ہوگی

بارھوان مسئلہ اگر کوئی شخص کسی انسان کے ہاتھ کو قطع کرے اور شخص مقطوع (مجنی علیہ) عفو کردے بعدازان قاطع مذکور اوس (مقطوع) کو قتل کر ڈالے تو ولی مقطوع کو قاطع سے قصاص نفس کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا لیکن اس صورت مین قبل قصاص اوس (ولی مقطوع) کو دست قاطع کی دیت کا اوس (قاطع) کے اولیا پر رد کرنا لازم ہوگا بشرطیکہ مجنی علیہ (مقطوع الید) نے اپنے ہاتھ کی دیت کو جانی (قاطع) سے اخذ کر لیا ہو یا اوس کا ہاتھ بعوض قصاص قطع کیا گیا ہو اور اگر اوس کا ہاتھ بدون جنایت قطع کیا گیا ہو اور اون سے اپنے ہاتھ کی دیت کو بھی اخذ نہ کیا ہو تو قاتل کا بدون رد قتل کرنا صحیح ہوگا اور اس حکم کا مستند وہ روایت ہے جس کو سورہ بن کلیب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی انسان کے اوس کف دست کو قطع کرے جو انگلیان نہ رکھتا ہو تو قاطع کے کف دست کا قطع کرنا صحیح ہوگا لکن اُنگلیونکی دیت کا قبل قطع اُس (قاطع) پر رد کرنا لازم ہوگا اور اگر ولی دم (وارث خون) نے جانی (قاتل) پر استیفاے قصاص کی غرض سے ضرب لگائی ہو اور اُس (جانی) کو مقتول سمجھکر ترک کر دیا ہو اور دراصل اُسمین رمق جان باقی ہو بعدازان وہ اپنا علاج کرے اور صحیح وسالم ہو جاے تو ولی دم کیلئے قصاص نفس کا اختیار اُسوقت تک حاصل نہوگا جب تک کہ جانی کیلئے اُس (ولی دم) سے جراحت کے عوض مین قصاص کا استیفا

وهو مستند إلى رواية ابان بن عثمان عن من اخبره عن احدهما وفيه ابان ضعف مع ارسال السند ولو اقتص الولي ان ضرب الولي الجاني بما ليس له الاقتصاص به كان له قتله ظنا انه ... اذا ابان عنقه ... بين ... ظنه بعد انه قتله فيقاد له ... ولا يقتص من الولي لانه فعل سائغ

نکیاجائے اور اس حکم کا مستند وہ روایت ہے جسکو ابان بن عثمان نے احدہما (حضرت امام محمد باقر یا حضرت امام جعفر صادق) علیہما السلام سے بطور ارسال نقل کیا ہے اور ابان میں ضعف ہے علاوہ بریں اُسنے سند کا ارسال کیا ہے لیکن درصورتیکہ ولی دم نے جانی پر ایسے آلہ کے ساتھ ضرب لگائی ہو جسکے ساتھ اُس (ولی دم) کو قصاص لینا صحیح نہو جیسے عصا وغیرہ تو جانی کیلئے ولی دم جراحت کے عوض میں استیفا قصاص یا ارش کا جائز ہونا اور درصورتیکہ اُس (ولی دم) نے ایسے آلہ کے ساتھ ضرب لگائی ہو جسکے ساتھ قصاص لینا صحیح ہو جیسے شمشیر تو اُس (ولی دم) کو جانی کے دوبارہ قتل کرنیکا جائز ہونا قریب ہے جسطرح کہ ولی دم کو گردن جانی کی جدا کردینیکا ظن حاصل ہوا ہو اور بعد طرح جانی کے بعد اُس (ولی دم) پر اپنے ظن کا مخالف واقع ہونا ظاہر ہو پس اس صورت میں ولی دم کو اُس (جانی) کا قتل کرنا جائز ہے اور ولی دم سے ضرب شمشیر کے عوض میں جانی کیلئے قصاص لینا صحیح نہیں ہے اسلئے کہ ضرب مذکور کا فعل سائغ (جائز) ہونا مفروض ہے جسکی بہ نسبت خون جانی ہدر ہے **قسم دوم** قصاص طرف کے بیان میں قصاص طرف سے اُس جنایت کا عوض مراد ہے جو نفس کے سوا کسی عضو پر واقع ہوئی ہو اور قصاص طرف کے موجب سے اُس فعل کے ساتھ جنایت کرنا مراد ہے جو غالباً متلف عضو ہو اگرچہ قصد اتلاف نہو یا کسی عضو کا بقصد اتلاف ایسے فعل کے ساتھ تلف کرنا مراد ہے جو غالباً متلف نہو اور جواز اقتصاص (قصاص لینا) میں جانی ومجنی علیہ کا اسلام اور حریت میں مساوی ہونا یا مجنی علیہ کا اکمل ہونا شرط ہے پس مرد کے لئے عورت سے قصاص لینا صحیح ہے اور مرد کو عورت سے مقدار فاضل قدر تفاوت کا اخذ کرنا جائز نہیں ہے اور اسی طرح عورت کیلئے مرد سے نفس اور طرف دونوں میں رد تفاوت کے بعد قصاص لینا بھی صحیح ہے جیسا کہ قبل ازین مذکور ہو چکا ہے اور اسیطرح کافر ذمی کیلئے کافر ذمی سے قصاص لینا بھی صحیح ہے اور کافر ذمی کیلئے مسلم سے قصاص لینا صحیح نہیں ہے اور

فعل له قتله ولا يقتص من الولي لانه فعل سائغ

القسم الثاني في قصاص الطرف

وموجبه الجناية بما يتلف العضو غالبا مع القصد او الاتلاف بما قد يتلف لا غالبا مع قصد الاتلاف ويشترط في جواز الاقتصاص التساوي في الاسلام والحرية او يكون المجني عليه اكمل فيقتص للرجل من المرأة ولا يؤخذ الفضل ويقتص لها منه بعد رد التفاوت في النفس والطرف ويقتص للذمي من الذمي ولا يقتص له من مسلم

اسی طرح حر کیلئے عبد سے قصاص لینا بھی صحیح ہی اور عبد کیلئے حر سے قصاص لینا صحیح نہین جسطرح
کہ اُس (عبد) کیلئے نفس مین قصاص لینا صحیح نہین ہی اور اسی طرح جانی و مجنی علیہ کا صحت دست
مین مساوی ہونا بھی شرط ہی پس دست صحیح کا دست شل کے عوض قطع کرنا جایز نہوگا اگرچہ
جانی اُس (دیت صحیح) کے بدل کرنے پر راضی ہو اور دست شل کا دست صحیح کے عوض
قطع کرنا صحیح ہی اور اسی طرح اُس (دست شل) کا دست شل کے عوض قطع کرنا بھی صحیح ہی لیکن
اگر اہل خبرہ کے قول سے دست شل کے خون کا منقطع نہونا اور قتل نفس کیطرف منجر ہو جانا معلوم ہو تو
دیت کیطرف عدول کیا جائیگا تاکہ خطر سرایت سے خلاصی حاصل ہو اور دست راست کا دست
راست کے عوض قطع کرنا صحیح ہی اور اگر مجنی علیہ کا دست راست مفقود ہو تو اُسکے دست چپ کا
قطع کرنا جایز ہوگا اور مجنی علیہ کے دست راست و چپ دونون مفقود ہون تو اُسکے پای راست
قطع کرنا اور اگر وہ بھی مفقود ہو تو اُسکے پاے چپ کا قطع کرنا جایز ہوگا اور اس قول کا مستند وہ
روایت صحیحہ ہی جسکو حبیب سجستانی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہی اور اسیطرح
اگر کوئی شخص کسی جماعت کے ہاتھونکو بسبیل تعاقب (یکے بعد دیگرے) قطع کرے تو اُس (جانی)
کی دونون ہاتھون اور دونون پاؤن کا الاول فالاول کے عوض قطع کرنا صحیح ہوگا اور جو مجنی علیہ
کہ باقی رہیگا اُسکے لئے دیت ثابت ہوگی اور شجاج (زخمہای سر و رو) مین انکی مساحت کا باعتبار
طول و عرض مساوی ہونا شرط ہی اور باعتبار عمق مساوی ہونیکا اعتبار نہین ہی بلکہ اسم شجہ کی حاصل
ہونیکی مراعات کیجائیگی اسلئے کہ رؤس مردم مین باعتبار فربہی تفاوت ہوتا ہی اور اُس جنایت مین
قصاص ثابت نہین ہوتا جسکے قصاص مین تغریر (اہلاک نفس) مقرر ہی جیسے جائفہ (وہ زخم جو جوف
دماغ تک پہونچ جای) اور ماموسہ (وہ زخم جو ام دماغ تک پہونچ جای) اور جس جنایت مین تغریر نہین ہی
اُسمین قصاص ثابت ہوتا ہی جیسے خارصہ (وہ زخم جو قاطع جلد ہو اور گوشت تک نہ پہونچی) اور

باضعه (وه زخم جو قاطع گوشت ہو اور پوست استخوان تک پہونچ جاوی) اور سمحاق (وه زخم جو استخوان پوست رقیق تک پہونچ جاتی) اور موضحه (وه زخم جو سفیدی استخوان کو ظاہر کردی اور استخوان کی پوست رقیق کو شگافته کردی) اور اسی طرح ہر ایسی جراحت مین قصاص ثابت ہوتا جسکی جارح پر تغریر نفس نہو. اور سلامت مجروح اسمین غالب ہولیس ہاشمه (وه زخم جو استخوان) اور منقله (وه زخم جسکے علاج مین استخوان اپنے مقام سی منتقل ہو) اور کسر عظم (کسی ہڈی کا توڑ دینا) مین قصاص ثابت نہوگا اسلئے جراحات مذکوره مین تغریر متحقق ہی اور بعد قصاص مین ہلاکت نفس کا خوف ہوتا ہی اور آیا جانی سی قبل اندمال قصاص لینا صحیح یا نہین پس شیخ علیه الرحمه نے کتاب مبسوط ارشاد فرمایا ہی کہ جائز نہین ہی اسلئے کہ اس صورت مین حصول سرایت سی امن نہین ہی جو قصاص نفس مین قصاص طرف کے داخل ہوجانیکو مستلزم ہی پس جب تک کہ جراحت مجنی علیه کا حال معلوم نہووی اسوقت تک اسکے حق کا قصاص طرف یا قصاص نفس ہونا مشخص نہین ہوسکتا اور کتاب خلاف مین جواز اقتصاص (قصاص کا اخذ کرنا) اور استحباب صبر کے قائل ہوئی ہین اور یہی قول اشبه ہی اور اگر کوئی شخص کسی انسان کے چند اعضاء کو از راه خطا قطع کردے تو کل اعضاء کی دیتون کا اخذ کرنا جائز ہوگا اگرچه دیت نفس سے اُن (دیتون) کی مقدار کچھ حصه زائد ہو اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ دیت نفس پر اقتصار کرنا لازم ہوگا تا اینکه جراحت مندمل ہو بعد ازان باقی دیت کا استیفا کرنا جائز ہوگا اور اگر نفس کیطرف سرایت کرجاوی تو مجنی علیه کی دیت دیت نفس مین منحصر ہوگی جسکو وه اخذ کرچکا ہی اور یه قول اولی ہی اسلئے کہ دیت نفس مین دیت طرف اتفاقا داخل ہوجاتی ہی اور قصاص جراح کے اخذ کرنیکی کیفیت یه ہی کہ کسی رشته وغیره سی محل جراحت کی پیمائش کیجاوی اور موضع اقتصاص مین رشته مذکوره کی دونون طرفون پر کوئی علامت قائم کیجاوی بعد ازان ایک علامت سی دوسری علامت تک شگافته کیا جاوی پس اگر جانی پر قصاص کا ایک مرتبه شگافته کرنا شاق ہو تو ایک دفعه سی زائد مین قصاص کا استیفا کرنا جائز ہوگا اور قصاص

کیفیة القصاص فی الجراح ان یقاس محل الشجاج بخیط وشبهه ویعلم طرفاه فی موضع الاقتصاص ثم یشق من احدی العلامتین الی الاخری فان شق علی الجانی جاز ان یستوفی فی اکثر من دفعة

اطراف کا شدت حرارت و برودت کی زمانہ سے اعتدال نہار تک موخر کرنا لازم ہوگا اسلئے کہ شدت حرارت و برودت مین سرایت کا خوف ہوتا ہی اور آلہ آہنی کے سوا کسی دوسرے آلہ سے قصاص لینا صحیح نہین ہی اور اگر کوئی شخص کسی انسان کی آنکھ کو اکھاڑ ڈالے تو آیا مجنی علیہ کو جانی کی آنکھ کا اپنے ہاتھ سے اکھاڑ ڈالنا جائز ہوگا یا نہین اسمین اشکال ہی لیکن حدیدہ معوجہ کے ساتھ اُسکا انتزاع کرنا اولی ہی اسلئے کہ اُسمین سہولت زیادہ ہوتی ہی اور اگر جراحت نے عضو جانی کا استیعاب کیا ہو اور اُس (عضو جانی) سے زائد ہو تو قصاص مین دوسرے عضو کی طرف خروج کرنا جائز نہوگا اور اُسی مقدار پر اقتصار کرنا لازم ہوگا جسکی کہ عضو جانی برداشت کرسکتا ہو اور مقدار زائد مین اُس نسبت کے ساتھ دیت کا اخذ کرنا صحیح ہوگا جو نسبت کہ باقی ماندہ کو اصل جرح کے ساتھ حاصل ہوگی اور اگر مقدار مین مجنی علیہ کا عضو مجروح صغیر ہو اور جنایت نے اُسکا استیعاب کیا ہو تو مقتص منہ (جانی جس سے قصاص لیا جاتا ہے) عضو کا استیعاب کرنا جائز نہوگا اور مساحت جنایت کی مقدار پر اقتصار کرنا لازم ہوگا اور اگر کسی انسان کا کان قطع کیا جاے اور جانی سے قصاص کا استیفا کرلیا جاے بعد ازان مجنی علیہ اُس (کان) کو ملصق کرلے تو جانی کیلئے اُس (کان) کا زائل کردینا جائز ہوگا تا کہ مماثلت متحقق ہو اور علما نے فرمایا ہی کہ جانی سن حیث ہو جانی کیلئے اُس (کان) کے زائل کردینے کا اختیار حاصل نہوگا اسلئے کہ وہ (کان) میتہ ہی جسکا زائل کردینا خود مجنی پر واجب ہی اور اگر مجنی علیہ اُس (کان) کو زائل نکرے تو حاکم شرع (وغیرہ خواہ جانی ہو یا اور کوئی) پر اُس (کان) کا قربۃً الی اللہ زائل کرنا لازم ہوگا کیونکہ وہ نجس ہی اور اُسمین نماز صحیح نہین ہی اور اسی طرح اگر کسی انسان کے کان کا کوئی جز قطع کیا جاے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی انسان کے کان کو قطع کردے اور بعد قطع وہ (کان) اُس (مجنی علیہ) کی جلد پر معلق ہو جاے بعد ازان اُسکو ملصق کرلے تو قصاص ثابت ہوگا اسلئے کہ

مباشرت ممکن ہو اور قطع عین (آنکھ کا اکھاڑ ڈالنا) مین بھی قصاص ثابت ہوتا ہی اگرچہ جانی باعتبار
خلقت اعور (یک چشم) ہو اور بوجہ قصاص کے بھی نابینا ہو جاوی اسلئے کہ اسکو حقتعالی نے ایسی
کر دیا ہی اور مجنی علیہ پر کسی تاوان کا جانی پر رد کرنا لازم نہوگا اور اگر صاحب دو چشم کسی یک چشم کی
صحیح آنکھ کو اکھاڑ ڈالے تو اس (یک چشم) کیلئے جانی سے ایک آنکھ کے ساتھ قصاص لینا جائز
ہوگا اور آیا اس (یک چشم) کیلئے مع ذلک نصف دیت کا بھی استحقاق حاصل ہوگا یا نہین پس
بعض علما نے فرمایا ہی کہ حاصل نہوگا اسلئے کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہی اَلْعَیْنَ بِالْعَیْنِ اور بعض
علما نے فرمایا ہی کہ حاصل ہوگا اور اس قول کا مستند احادیث ہین اور قول اوّل اولی ہی اور
اگر کوئی شخص روشنائی چشم (آنکھ کا نور) کو زائل کر دے اور اسکا حدقہ بحالہا باقی رہی تو قصاص
مین مماثلت کے حاصل کرنیکی طرف توصل کرنا صحیح ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ جانی کی پلکون
پر قطن مبلول (روئی بھیگی تر) رکھی جائیگی اور اسکی آنکھو نکا گرم آئینہ کے ساتھ جو روبرو
آفتاب رکھا ہو مقابلہ کیا جائیگا تا اینکہ قوت نظر گداختہ ہو اور حدقہ چشم باقی رہی اور حاجبین
(دونون ابرو) اور شعر راس ولحیہ (موی سر و ریش) مین بھی قصاص ثابت ہوتا ہی پس اگر شعر
مجنی علیہ قبل استیفاء روئیدہ ہو جاوے تو قصاص ساقط ہوگا اور قطع ذکر مین بھی قصاص ثابت
ہوتا ہی اور شاب اور شیخ اور صبی اور بالغ اور فحل اور مسلول الخصیتین (خواجہ سرا) اور اغلف
(جسکا ختنہ نہوا ہو) اور مختون مساوی ہین ہان ذکر عنین کے عوض مین صحیح سی قصاص لینا
صحیح نہین ہی اور اس (ذکر عنین) کے قطع کرنیمین ثلث دیت ثابت ہوتا ہی اور قطع خصیتین
مین قصاص ثابت ہوتا ہی اور اسی طرح ایک خصیہ مین بھی قصاص ثابت ہوتا ہی البتہ اگر قصاص
لینے مین دوسرے خصیہ کی منفعت کے باطل ہو جانیکا خوف ہو تو قصاص ساقط ہوگا اور اسکی
دیت کا اخذ کرنا صحیح ہوگا اور شفرین (دولب فرج) مین اسی طرح قصاص ثابت ہوتا ہی جسطرح

في الشفتين ودية كل واحدة منهما فلا قصاص عليه بل يؤخذ منه الدية عبد الرحمن بن سيابة عن ابي عبد الله عليه السلام ان لم يؤد ديتها قطع منه وهي مكذوب ولو كان المجني عليه خنثى فان تبين انه ذكر فجنى عليه رجل كان في ذكره وانثييه القصاص وفي الشفرتين الحكومة ولو تبين انها امرأة كان في المذاكير الدية وفي الشفرتين الحكومة لانهما ليستا اصلا ولو تبين انها امرأة فلا قصاص على الرجل في ... وعليه فيهما الشفرتين ديتهما وفي المذاكير والانثيين الحكومة ولو جنت عليه امرأة كان في الشفرتين القصاص وفي المذاكير الحكومة ولو طلب ان يصبر حتى يتبين حاله فان طالب بالقصاص لم يكن له التحقق لاحتمال ولو طالب بالدية اعطي اليقين وهو دية الشفرتين ولو تبين بعد ذلك انه رجل اكمل له دية الذكر والانثيين وفي الشفرتين الحكومة وان انثى اعطي الحكومة في الباقي

کہ شفتین (دو لب دہن) مین ثابت ہوتا ہے اور اگر جانی مرد ہو تو فقدان محل کی وجہ سے قصاص نہوگا اور اُس (مرد جانی) پر دیت ثابت ہوگی اور روایت عبد الرحمن ابن سیابہ مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر مرد جانی اُس (زن مجنی علیہا) کی دیت نہ ادا کرے تو اُس (زن مجنی علیہا) کیلیے مرد جانی کی فرج کا قطع کرنا صحیح ہوگا اور یہ روایت متروک ہے اور اگر مجنی علیہ خنثی ہو اور اُس خنثی کا ذکر ہونا ظاہر ہوجاے اور اُس (خنثی) پر کوئی مرد جنایت کرے تو اُس (خنثی) کے ذکر اور اُنثیین مین قصاص ثابت ہوگا اور شفرین (فرج کے دونون کنارے) مین حکومت (ارش) ثابت ہوگی اور اگر خنثاے مذکورہ پر کوئی عورت جنایت کرے تو مذاکیر (اعضاے تناسل) مین قصاص ثابت ہوگا اور شفرین مین حکومت ثابت ہوگی اسلئے کہ اُن دونون (شفرین) کا اصلی نہونا مفروض ہے اور اگر اُس (خنثی) کا عورت ہونا ظاہر ہوجاے تو مرد پر اُن دونون (شفرین) مین فوات محل کی وجہ سے قصاص نہوگا اور اُس (مرد) پر شفرتین مین اُن دونون کی دیت ثابت ہوگی اور ذکر اور اُنثیین مین حکومت ثابت ہوگی اور اگر اُس (خنثی) پر کوئی عورت جنایت کرے تو شفرین مین قصاص ثابت ہوگا اسلئے کہ اُن دونون کا اصلی ہونا مفروض ہے لہذا مماثلت متحقق ہوگی اور مذاکیر مین حکومت ثابت ہوگی اور اگر خنثاے مجنی علیہ اپنے حال کے ظاہر ہونے تک صبر نکرے اور قصاص کا مطالبہ کرے تو اسکے لئے جانی سے قصاص لینا صحیح نہوگا اسلئے کہ احتمال خلاف موجود ہے اور اگر دیت کا مطالبہ کرے تو اُس مقدار کا اسکے حوالہ کرنا صحیح ہوگا جسکا استحقاق اُسکے لئے قدر متیقن اور دونون تقدیرون (انوثیت و ذکوریت) پر ثابت ہو جس سے دیت شفرین مراد ہے اور اگر بعد ازان اُس (خنثی) کا مرد ہونا ظاہر ہو تو اُس (خنثی) کیلئے ذکر اور انثیین کی دیت کامل کر دی جائیگی اور شفرین مین اُسکے لئے حکومت ثابت ہوگی اور اگر اُس (خنثی) کا عورت ہونا ظاہر ہو تو باقی (ذکر و خصیتین) مین اُسکے لئے حکومت بھی ثابت

ہوگا اور اگر وہ (مجنی علیہ) ایک عضو کی دیت کا مطالبہ کرے اور باقی اعضا میں قصاص کی شرط کرے کہ مطالب بدیۃ عضو مع ابقاء القصاص فی الباقی ہو (یعنی ایک عضو کی دیت کا مطالبہ کرتا ہوں بشرطیکہ باقی میں قصاص باقی رہے) تو اسکا یہ مطالبہ صحیح نہوگا اسلیے کہ اعضاے ثلثہ متفرق یا ورغوکرا وجمیعین میں سے ایک عضو کیلئے جدا دیتا و قصاص نہیں ہی بلکہ سب کیلیے دیت یا قصاص کا اعضاے ثلثہ میں جمع کرنا صحیح نہوگا ہان اگر ایک عضو کی حکومت کا مطالبہ کرے اور باقی اعضا میں قصاص کی شرط کرے صحیح ہوگا اسلیے کہ اسکے لیے باعتبار واقع ان دونون (حکومت و قصاص) کا اعضاے ثلثہ میں جمع کرنا صحیح ہے اسلیے کہ اول حکومتیں (شفرین یا ورغوکرا وجمیعین میں جو کی حکومت کم ہو) کا اُسکے حوالہ کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ اس اول حکومتین کا استحقاق ہر حال ثابت ہی اور عضو مجذوم کے قصاص میں عضو صحیح کا قطع کرنا جائز ہے بشرطیکہ اُس (عضو مجذوم) کا کوئی جزو بوجہ جذام ساقط نہوا ہو اور اسیطرح الف شام (جس ناک کیلیے قوت شامہ موجود ہو) کا بدلہ الف شاقہ کو قصاص میں قطع کرنا بھی جائز ہی اسیطرح اُذن سمیعہ (سننے والا کان) کا اُذن صماء (بہرے) کے قصاص میں قطع کرنا جائز ہی اور اگر کوئی شخص کسی انسان کی ناک کے کسی جزو کو قطع کرے تو قدر مقطوع کا اُسکے اصل کیطرف نسبت دینا اور جانی سے اُسی حساب کے ساتھ قصاص کا اخذ کرنا متعین ہوگا تاکہ جانی کی ناک کے صغیر ہونیکی صورت میں قصاص سے اُسکا استیعاب نہوجاے اور اسیطرح احد المنخرین (ناک کا ایک سوراخ) میں بھی قصاص ثابت ہوتا ہی اور قطع اُذن (کان کا کاٹ ڈالنا) میں بھی یہی بحث جاری ہوگی اور اُذن مثقوبہ (جس کان میں سوراخ ہو) کے قصاص میں اُذن صحیحہ کا قطع کرنا صحیح ہی اور آیا اُذن مخرومہ (چاک دار) کے قصاص میں بھی اُذن صحیحہ کا قطع کرنا صحیح ہوگا یا نہیں پس بعض علما نے فرمایا ہی کہ صحیح نہوگا اور حد خرم (چاک) تک قصاص لیا جائیگا اور باقی حکومت (ارش) ثابت ہوگی اور اگر قصاص کی جائز ہونے اور جانی پر دیت خرم (چاک) کی رد کرنیکو اختیار کریں تو خوب ہو اور قلع سن (دانت کا اُکھاڑ ڈالنا) میں بھی قصاص ہوتا ہی پس اگر کوئی شخص سن متغر (اُس شخص کا دانت جو قطع ہونیکے بعد نکلا ہو جو باعتبار عادت عود نہیں کرتا) کا قلع (اُکھاڑ ڈالنا) کرے بعد ازان وہ عود کرے وہ سن اول (پہلا دانت) کی بہ نسبت ناقص یا متغیر ہو تو اُسمین

قبل الیاس من عودھا اقتص ولو اقتص بالارش مطلقا ولو عادت ناقصة متغیرة فعلیه الارش وفی سن الصبی ینتظر بها سنة فان عادت ففیها الحکومة والا کان فیها القصاص وقیل فی سن الصبی بعیر مطلقا ولو مات قبل الیاس من عودها قضی لوارثه بالارش

(حکومت یعنی تفاوت قیمت و ارش) ثابت ہوگی اور اگر مثل اول عود کرے تو قصاص اور دیت نہوگی اور اگر ثبوت ارش (وہ تفاوت جو مصنوع و غیر مصنوع کی قیمت مین حاصل ہو) کے قائل ہون تو خوب ہو اور اگر کوئی شخص سن صبی (نابالغ کا دانت) کو قطع کرے تو ایکسال تک اسکا انتظار کیا جائیگا پس اگر اُسنے عود کیا تو حکومت ثابت ہوگی اور اگر عود نکیا تو اسمین قصاص ثابت ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ سن صبی مین مطلقاً (خواہ عود کرے یا نکرے) ایک اونٹ ثابت ہوتا ہی اور اگر صبی مذکور اُسکے عود سے مایوس ہونے قبل یا مرجاے تو اُس (صبی) کے ورثہ کیلئے مطالبہ ارش کے جائز ہونیکا حکم کیا جائیگا اور اگر ایک بالغ دوسرے سے قصاص سن کا استیفا کرے بعد ازان سن جانی عود کرے تو مجنی علیہ کو اُسکے زائل کرنیکا اختیار حاصل نہوگا اسلیئے کہ وہ نجس نہین ہی تاکہ جانی پر قرینۃً الی اللہ اسکا زائل کرنا صحیح ہو اور قصاص اسنان مین محل کا مساوی ہونا شرط ہی پس سن کا ضرس کے عوض مین اور ضرس کا سن کے عوض مین قطع کرنا صحیح نہین ہی اور اسیطرح سن اصلیہ کا سن زائدہ کے عوض قطع کرنا بھی صحیح نہین ہی اور اسیطرح سن زائدہ کا سن زائدہ کے عوض قطع کرنا بھی صحیح نہوگا جبکہ اُن دونوں کا محل متغائر ہو اور انگشتان زائدہ اور اصلیہ کا بھی یہی حکم ہی پس انگشت کا انگشت کے عوض قطع کرنا صحیح ہوگا جبکہ باعتبار محل وہ دونون مساوی ہون اور جس عضو کو موجود ہونیکی صورت مین قصاص لیا جاتا ہی اُسی عضو کو مفقود ہونیکی صورت مین دیت لیجائیگی مثلاً کوئی شخص کسی انسان کی دو انگلیونکو قطع کرے اور اُسکے لیے ایک ہی انگلی موجود ہو تو ایک انگلی کو قطع کریگا اور دوسری انگلی کے عوض مین دیت کے اخذ کرنیکا اختیار حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی انسان کے کف تمام (پوری ہتیلی) کو قطع کرے اور قاطع کیلیئے انگلیان موجود نہون تب بھی یہی حکم ہوگا اور اس مقام پر کئی مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کسی انسان کے دست کامل کو قطع کرے اور دست قاطع مین ایک انگشت مفقود ہو تو مجنی علیہ کو جانی کے دست ناقص کا قطع کرنا صحیح ہوگا اور آیا اُس (مجنی علیہ) کو انگشت مفقودہ کی دیت کے اخذ کرنیکا اختیار حاصل ہوگا یا نہین

ولو اقتص البالغ بسن فعادت سن الجانی لم یکن للمجنی علیه ازالتها لانها لیست بنجسة ویعتبر التساوی فی المحل فلا تقطع سن بضرس ولا ضرس بسن ولا اصلیة بزائدة ولا زائدة بزائدة مع تغایر المحلین وکذا الحکم فی الاصابع الزائدة والاصلیة وتقطع الاصبع بالاصبع مع تساویهما وتؤخذ الدیة لو کان العضو معدوما کمن قطع اصبعین وله واحدة فانه تقطع الواحدة ویؤخذ دیة الاخری

مسائل الاولی اذا قطع یدا کاملة ویده ناقصة اصبعا کان للمجنی علیه قطع الناقصة وهل یأخذ دیة الاصبع

وقال فی الخلاف یثبت لیس له ذلک لعدم ان یکون اخذ دیة الاصبع قطع اصبع رجل فسرت الی الکف ثم اندملت ثبت القصاص فیهما وهل له القصاص فی الاصبع واخذ دیة الباقی الوجه لا لامکان القصاص فیهما

پس شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف مین ارشاد فرمایا ہی کہ حاصل ہوگا اور کتاب مبسوط مین
ارشاد فرمایا ہی کہ اُسکو یہ اختیار حاصل نہوگا البتہ اگر دست ناقص کی دیت کا مطالبہ کرے تو انگشت
مفقودہ کی دیت کے اخذ کرنیکا اختیار بھی حاصل ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی مرد کی انگشت کو قطع کرے
اور جنایت مذکورہ اُسکے کف دست کیطرف سرایت کرے بعد ازان مندمل ہو جای تو ان دونون
(قطع انگشت اور سرایت کف) مین قصاص ثابت ہوگا اور آیا مجنی علیہ کو قطع انگشت کے عوض مین
قصاص کے اخذ کرنیکا اور باقی کے عوض مین دیت کی اخذ کرنیکا استحقاق بدون رضا و جانی حاصل
ہوگا یا نہین اسمین اشکال ہی لکن اُسکا حاصل نہونا بے وجہ نہین ہی اسلئے کہ ان دونون مین قصاص
لینا ممکن ہی اور اگر کوئی شخص کسی انسان کے ہاتھ کو بند دست سے قطع کر دی تو قصاص ثابت ہوگا
اور اگر ہاتھ کے ساتھ بعض ذراع کو بھی قطع کری تو ہاتھ مین تا بند دست قصاص ثابت ہوگا اور زائد
مین حکومت ثابت ہوگی اور اگر ہاتھ کو کہنی سی قطع کری تو قصاص لیا جائیگا یہان پر ہاتھ مین تا بند دست
قصاص ثابت نہوگا اور زائد مین حکومت کا اخذ کرنا صحیح ہوگا جیسا کہ مسئلہ سابقہ مین مذکور ہوا
لا فرق مین المسئلتین واضح ہی اسلئے کہ مسئلہ اولی مین محل قطع منضبط نہین ہی لہذا بند دست تک قصاص لینا اور باقی مین حکومت کا
اخذ کرنا معین ہوا اور مسئلہ ثانیہ مین محل قطع منضبط ہی لہذا قصاص کل اخذ کرنا معین ہوگا کیونکہ مماثلت ممکن ہی اور بعض مقطوع
مین قصاص لینا اور باقی مین دیت کا اخذ کرنا صحیح نہوگا اسلئے کہ صورت عمد مین قصاص واجب ہوتا ہی اور دیت کیطرف اُسوقت
رجوع کرنا صحیح ہوتا ہی جبکہ استیفا حق ممکن نہو **دوسرا مسئلہ** جبکہ قاطع اور مقطوع دونون کیلئے انگشت
زائدہ موجود ہو تو قصاص ثابت ہوگا اسلئے کہ تساوی متحقق ہی اور اگر فقط جانی کیلئے انگشت زائدہ
موجود اور خارج از کف واقع ہو جیسے اُسکا کلائے پر واقع ہونا تب بھی اُس (جانی) سے قصاص
لیا جائے گا اس لئے کہ جانی کیلئے وہ سالم رہتی ہی اور اگر انگشت مذکورہ کا انگشتان اصلیہ کے
سمت مین واقع ہونا اور اُن (انگشتان اصلیہ) سے منفصل ہونا فرض کیا جای تو انگشتان پنجگانہ مین

ولو قطع یده من مفصل الکوع ثبت القصاص ولو قطع معها بعض الذراع اقتص فی الید واخذ الحکومة فی الزائد ولو قطعها من المرفق اقتص منه ولا یقتص فی الید ویاخذ ارش الزائد والفرق بین

الثانیة اذا کان للقاطع اصبع زائدة وللمقطوع کذلک ثبت القصاص لتحقق التساوی ولو کانت الزائدة للجانی فان کانت خارجة عن الکف اقتص مع بعض الارش تسلم له الطالع وان کانت فی سمت الاصابع منفصلة ثبت القصاص فی الخمس

قصاص ثابت ہوگا اور انگشت زائدہ اور کف دست مین ثابت نہوگا اور کف دست مین حکومت ثابت ہوگی اور اگر انگشت مذکورہ کا منجملہ انگشتان اصلیہ کسی انگشت سے متصل ہونا فرض کیا جاے تو مجنی علیہ کیلئے انگشت ملتصقہ (انگشت زائدہ سے جو متصل ہی) کے سوا باقی مین قصاص لینا صحیح ہوگا اور اُس (مجنی علیہ) کیلئے ایک انگشت کی دیت کے اخذ کرنیکا استحقاق حاصل ہوگا اور کف دست مین حکومت ثابت ہوگی اور اگر فقط مجنی علیہ کیلئے انگشت زائدہ موجود ہو تو اُس کو انگشتان اصلیہ مین قصاص کے اخذ کرنیکا استحقاق ہوگا اور انگشت زائدہ کے عوضمین دیت کے اخذ کرنیکا اختیار حاصل ہوگا جس سے انگشت اصلیہ کی دیت کا ثلث مراد ہو اور اگر اُس (مجنی علیہ) کیلئے منجملہ انگشتان اصلیہ چار انگشت موجود ہون اور انگشت پنجم زائد ہو تو دست جانی کا قطع کرنا صحیح نہوگا جبکہ اُسکے لئے انگشتان اصلیہ کا کامل (یا پنج) ہونا فرض کیا جاے بلکہ مجنی علیہ کیلئے انگشتان (پانچون انگلیون) چہار گانہ مین قصاص ثابت ہوگا اور انگشت پنجم (زائدہ) مین ارش ثابت ہوگی لیکن اگر جانی کیلئے انگشت پنجم کا زائد ہونا اور مجنی علیہ کیلئے انگشتان پنجگانہ کا اصلی ہونا فرض کیا جاے تو قصاص ثابت ہوگا اسلئے کہ کامل کے عوضمین ناقص کا قطع کرنا صحیح ہے اور اگر دونون (جانی و مجنی علیہ) کے ہاتھ مین انگشت زائدہ کا موجود ہونا اور اُس (انگشت زائدہ) کے محل کا مختلف ہونا فرض کیا جاے تو قصاص متحقق نہوگا جسطرح کہ عوض خنصر مین ابہام کا قطع کرنا صحیح نہین ہے اور اگر سر انگشت کیلئے دو طرفین فرض کیجائین اور اُن دونون طرفونکو کوئی شخص قطع کر ڈالے پس اگر جانی کیلئے بھی اُسیطرح کا سر انگشت موجود ہو تو قصاص ثابت ہوگا اسلئے کہ تساوی متحقق ہے ورنہ مجنی علیہ کو جانی سے طرف مقطوع کے عوضمین قصاص کے اخذ کرنیکا استحقاق اور طرف دوم کے عوضمین ارش کے اخذ کرنیکا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر جانی کے سر انگشت مین دو طرفونکا موجود ہونا فرض کیا جاے تو جانی سے قصاص کا اخذ کرنا صحیح نہوگا اسلئے کہ تساوی مفقود ہے اور مجنی علیہ کو

الثالثة

اذا قطع اليمين فبذل الشمال فقطعها الجاني عالماً من غير علم وقال في المبسوط يقتضي مذهبنا سقوط القود

انپی سرانگشت کی عوضمین دیت کے اخذ کرنیکا استحقاق ہوگا جس سی دیت انگشت کا ثلث مراد ہی اور اگر کوئی شخص کسی انسان کی انگشت کی بند اعلی (اُپر کا پور) کو قطع کرے بعد ازان دوسرے انسانکے اُس انگشت کی بند وسط (بیچ کا پور) کو قطع کرے جبکا بند اعلی کسی وجہ سی ساقط ہوگیا ہو پس اگر مطالبہ قصاص مین پہلا مجنی علیہ سبقت کرے تو اُسکے لئے قصاص کا اخذ کرنا صحیح ہوگا اور دوسرے مجنی علیہ کو بند وسط کے قطع کرنیکا اختیار حاصل ہوگا اور اگر مطالبہ قصاص مین دوسرا مجنی علیہ سبقت کرے تو اُسکے حق کا مؤخر کرنا صحیح ہوگا پس اگر پہلے مجنی علیہ نے قصاص کو اخذ کیا تو بعد ازان دوسرے مجنی علیہ کیلئے بھی قصاص کا اخذ کرنا صحیح ہوگا اور اگر پہلے مجنی علیہ نے اپنے حق کو عفو کردیا تو دوسرے مجنی علیہ کو قصاص لینا صحیح ہوگا لکن اُسپر بند اعلی کی دیت کا جانی پر رد کرنا لازم ہوگا اور اگر دوسرے مجنی علیہ نے سبادرت کی اور انگشت جانی کو بند وسط سی قطع کردیا تو چونکہ اُسنے اپنے حق کے ساتھ زیادتی (بند اعلی کا قطع) کا بھی استیفا کیا ہی لہذا اُسپر قدر زائد (بند اعلی) کی دیت ثابت ہوگی اور پہلے مجنی علیہ کیلئے جانی پر بند اعلی کی دیت ثابت ہوگی

تیسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کسی انسان کے دست راست کو قطع کرلے اور اُسکے عوضمین دست چپ کو بذل کرے اور مجنی علیہ کو اُسکا دست چپ ہونا معلوم نہو اور مجنی علیہ اُسکو قطع کردے تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین فرمایا ہی کہ ہمارا مذہب سقوط قود (قصاص) کو مقتضی ہی اور اسمین تردد ہی اسلئے کہ صورت مفروضہ مین مجنی علیہ کیلئے دست راست کا قطع کرنا متعین ہی لہذا اُس (دست راست) کی موجودگی مین دست چپ کا قطع کرنا کافی نہوگا بنا بر علیہ دست راست کا قصاص باقی رہیگا اور دست چپ کے مندمل ہونے تک تاخیر کرنا لازم ہوگا تاکہ سرایت سی تحفظ رہی اسلئے کہ تعجیل قصاص مین تعدد قطعیین (دو زخمونکا وارد ہونا) کی وجہ سی سرایت کی حاصل ہونیکا خوف ہی اور آیا جانی کیلئے دیت کا استحقاق ہوگا یا نہین پس اگر اُس (جانی) نے اخراج مین دست راست کا خارج کرنا

کے امر کو سنا ہو اور مع ذلک دست یسار (چپ) کو خارج کیا ہو اور اُسکو قطع یسار کا کافی نہونا معلوم ہوا ور اُسکے خارج کرنیکا قصد کیا ہو تو دیت بھی ثابت نہوگی اور اگر مجنی علیہ کو اُسکا دست چپ ہونا معلوم ہوا ور مع ذلک اُسکو قطع کردی تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین فرمایا ہی کہ مجنی علیہ سی قود سیاقط ہوگا اور اُسکی مقام پر دیت ثابت ہوگی اسلئے کہ جانی نے اپنے دست یسار (چپ) کو قطع کرنیکے لئے بذل کیا تھا لہذا شبہہ متحقق ہوگا جسمین قصاص ساقط ہو جاتا ہی اور اسمین اشکال ہی اسلئے کہ مجنی علیہ نے اُس عضو کو قطع کیا ہی جسکے قطع کرنیکا وہ مالک نہ تھا پس صورت مذکورہ مین دست چپ کے قطع کرنے پر وہی حکم جاری ہونا چاہیے جو ہاتھ کے سوا کسی دوسرے عضو کے قطع کرنے پر جاری ہوتا اور جس مقام مین کہ قاطع پر دست یسار (چپ) کی قطع کرنیکی دیت لازم ہوتی ہی اُسی مقام مین وہ (قاطع) اُس (قطع یسار) کے سرایت کا بھی ضامن ہوتا ہی اسلئے کہ سرایت تابع جنایت ہوتی ہی اور اگر جنایت کا وہ (قاطع) ضامن نہو تو سرایت کا بھی ضامن نہوگا اسلئے کہ جسکے اصل مضمون نہین ہوتی اُسکی سرایت بھی مضمون نہین ہوتی اور اگر جانی اور مجنی علیہ مین اختلاف واقع ہو پس جانی سے مجنی علیہ کہے کہ تو نے اپنے دست چپ کو دست چپ جانکر بدون عوض بذل کیا تھا اور اُسکو دست راست کے قطع کا عوض قرار نہین دیا تھا اور باذل (جانی) اُسکا انکار کرے تو قول باذل مقبول ہوگا اسلئے کہ وہ اپنی نیت کے ساتھ زیادہ بصیر (دانا) ہی اور اگر وہ دونون (جانی و مجنی علیہ) اُس (دست چپ) کی ازراہ عوض بذل کرنے پر متفق ہون تو عوض واقع نہوگا اسلئے کہ شارع نے اُسکی اجازت نہ دی تھی اور قاطع مجنی علیہ پر اُس (دست چپ) کی دیت لازم ہوگی اور اُس (قاطع) کیلئے دست راست مین قصاص ثابت ہوگا اسلئے کہ وہ موجود ہی اور اُسمین تردد ہی اسلئے کہ اتفاق مذکور سے مجنی علیہ کا دست راست کے قصاص کو عفو کردینا مستفاد ہوتا ہے اور اخذ قصاص مجنون ہو

اور جانی اُس (مجنون) کیلئے کسی دوسرے عضو کو بذل کرے اور وہ (مجنون) اُس دوسرے عضو کو قطع کرڈالے تو وہ (دوسرا عضو) ہدر ہوگا اسلئے کہ مجنون کیلئے استیفاء قصاص کی ولایت حاصل نہین ہے پس صورت مذکورہ مین شخص باذل (جانی) اپنے نفس کے حق کا مبطل قرار پایگا اور اگر کوئی شخص کسی مجنون کی دست راست کو قطع کرڈالے بعد ازان وہ مجنون اُس (جانی) کے دست راست کو قطع کردے تو بعض علمانے فرمایا ہے کہ استیفاء مذکور اپنے موقع پر واقع ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ استیفاء مذکور کا قصاص ہونا صحیح نہین ہے اسلئے کہ مجنون کیلئے استیفاء قصاص کی اہلیت نہین ہے لہذا اپنے موقع پر واقع نہوگا اور یہی قول اشبہ ہے بناءً علیہ جانی پر قصاص مجنون باقی رہیگا اور جنایت مجنون کی دیت اُس (مجنون) کے عاقلہ پر لازم ہوگی **چوتھا مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی انسان کے دونون ہاتھون اور دونون پاؤن کو از راہ خطاء (شبیہ بعمد) قطع کردے اور مابین جانی و ولی میت اختلاف واقع ہو پس ولی میت اُسکے بعد اندمال وفات پانی کا مدعی ہو تاکہ اُسکی سلئے دو دیتون کا استحقاق حاصل ہو اور جانی اُس (میت) کے بوجہ سرایت وفات پانیکا مدعی ہو تاکہ اُسپر ایک دیت لازم ہو اسلئے کہ قصاص نفس مین قصاص طرف داخل ہوجاتا ہے پس اگر زمانہ کی مقدار ایسی کم ہو کہ اُسمین جراحت کا باعتبار عادت مندمل ہونا ممکن نہو جیسے ایک یا دو روز تو قول جانی اُسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اور زمانہ کی مقدار ایسی طویل ہو جسمین جراحت کا باعتبار عادت مندمل ہونا ممکن ہو تو قول ولی مقبول ہوگا اسلئے کہ دونون احتمال متکافی (متعارض) ہین اور دو دیتون کا واجب ہونا اصل استصحاب کے موافق ہے اور اگر وہ دونون (جانی اور ولی) مقدار مدت مین اختلاف کرین پس جانی مدعی ہو کہ اُسنے ایسی مدت کے قبل انتقال کیا ہے جسمین باعتبار عادت اندمال ممکن ہو اور ولی مدعی ہو کہ اُسنے ایسے مدت کے بعد وفات پائی ہے جسمین اندمال ممکن تھا تو قول جانی مقبول

ہوگا اسلئے کہ اصل بقاء مدت ہی لیکن اگر کوئی شخص کسی کے ہاتھ کو قطع کرے اور وہ (مجنی علیہ) مرجائے اور اندمال جراحت کا جانی اور حصول سرایت کا ولی نے دعوی کیا ہو تو قول جانی معتبر ہوگا بشرطیکہ اسقدر مدت منقضی ہوجائے جسمیں کہ اندمال ممکن ہو پس جانی پر فقط ہاتھ کی قطع کرنیکی دیت لازم ہوگی اور اگر مدت مذکورہ کہ منقضی ہوئیمیں وہ دونوں اختلاف کریں تو قول ولی معتبر ہوگا اسلئے کہ اصل عدم انقضاء ہو اور اسمیں تردد ہی اسلئے کہ نصف دیت سے زائد میں اصل برات ہو اور اسمیں تردد ہو اور اگر جانی مدعی ہو کہ مجنی علیہ نے شرب سم کیوجہ سے وفات پائی ہو اور ولی مدعی ہو کہ اوس نے بوجہ سرایت وفات پائی ہو تو احتمال اُن دونوں میں مساوی ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی چادر میں لپٹا ہوا ہو اوسکا زندہ و غیرہ سے کوئی شخص اسکے دو حصہ کرڈالے اور ولی ملفوف مدعی ہو کہ وہ زندہ تھا اور جانی مدعی ہو کہ وہ مردہ تھا تب بھی دونوں احتمال مساوی ہونگے پس قول جانی کو ترجیح دی جائیگی اسلئے کہ اصل عدم ضمان ہو اور اسمیں ایک احتمال اور بھی ہے جس سے قول ولی کا مقدم کرنا مراد ہو اسلئے کہ اصل بقاء حیات ہی اور وہ (احتمال) ضعیف ہو اسلئے کہ اصل مذکور سے ملفوف کا بوجہ جنایت (دو حصہ کرڈالنا) وفات پانا لازم نہیں آتا **پانچواں مسئلہ** اگر کوئی شخص ایک شخص کی انگلی کو اور دوسرے مرد کی ہاتھ کو قطع کردے تو اولا پہلے مجنی علیہ کیلئے اور ثانیا دوسرے مجنی علیہ کیلئے قصاص لیا جائیگا اور اُس دوسرے مجنی علیہ کو ایک انگلی کی دیت کے ساتھ جانی پر رجوع کرنا صحیح ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی مرد کی ہاتھ کو اولا قطع کرے بعد ازاں کسی دوسرے مرد کی انگلی کو قطع کرے تو پہلے مجنی علیہ کیلئے قصاص لیا جائیگا اور دوسرے مجنی علیہ کیلئے اُس (جانی) پر انگلی کی دیت لازم کیجائیگی **چھٹا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کسی کی انگلی کو قطع کرے اور مجنی علیہ قبل اندمال عفو کردے پس اگر وہ جراحت مندمل ہوجائے تو قصاص اور دیت ثابت نہوگی اسلئے کہ وہ عفو ایسے حق کا اسقاط ہو جو وقت ابراء ثابت ہو تو اگر مجنی علیہ کہے عفوت عن الجنایۃ (یعنی جنایت سے عفو کیا) تو قصاص ساقط ہوجائیگا اور سقوط قصاص کے بعد دیت بھی بدرجہ اولی ساقط ہوگی اسلئے کہ وہ (دیت) بدون صلح ثابت نہیں ہوتی اور اگر مجنی علیہ کہے عفوت عن الجنایۃ (یعنی جنایت سے عفو کیا) بعد ازاں وہ جنایت اسکے کف دست کیطرف سرایت کرے تو انگلی کا قصاص ساقط ہوگا اور مجنی علیہ کو دیت کف کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر وہ جنایت اسکے نفس کیطرف سرایت کرے تو ولی مجنی علیہ کو قصاص نفس کا اخذ کرنا صحیح ہوگا

ولو سرت الی
نفسه کان للولی
القصاص فی النفس
بعد رد ما عفا
عنه ولو صرح
بالعفو صح فیما
کان ثابتا وقت
الابراء وهو دیة
الجرح اما القصاص
فی النفس والدیة
ففیه تردد لانه
ابراء مما لم یجب
وفی الخلاف یصح
العفو عنها و
عما یحدث عنها
فلو سرت کان
عفوه ماضیا من
الثلث لانه
بمنزلة الوصیة
السابعة
لو جنی عبد علی
حر جنایة تتعلق
برقبته فان قال
ابرأتک لم یصح
ان ابراء العبد
لما مر ان الجنایة
تتعلق برقبته
فانه ملک للسید
وفیه اشکال من
ان الابراء اسقاط
لما فی الذمة
ولو قال عفوت
عن ارش هذه
الجنایة صح ولو
ابرء قاتل الخطاء
المحض لم یبرء
العاقلة ولو ابرء
العاقلة او قال
عفوت عن ارش
هذه الجنایة صح
ولو کان القتل
شبه العمد فان
ابرأ القاتل او
قال عفوت عن
هذه الجنایة صح
ولو ابرء العاقلة
لم یبرء القاتل

لکن ولی مجنی علیہ کو قبل قصاص اُس جنایت (اُنگلی کا قطع کرنا) کی دیت کا حوالہ جانی کرنا لازم ہوگا جسکو کہ مجنی علیہ عفو کرچکا ہی اور اگر مجنی علیہ اُن دونون (جنایت اور سرایت) کی عفو کی تصریح کری تو یہ عفو اُس جنایت مین صحیح ہوگا جو کہ وقت ابرا ثابت تھی جس سے دیت جرح مراد ہی اور آیا قصاص نفس یا دیت مین بھی عفو صحیح ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی اسلئی کہ وہ ایسے حق قتل مجنی علیہ (اسقاط) کا ابرا ہی جو ہنوز واجب نہین ہی اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف مین فرمایا ہی کہ مجنی علیہ کیلئے جنایت اور ما یحدث عنہا وہ سرایت جو بوجہ جنایت حاصل ہو) سی عفو کرنا صحیح ہی پس اگر وہ جنایت سرایت کرے تو اُس (مجنی علیہ) کا عفو فقط ثلث مین نافذ ہوگا اسلئی کہ وہ (عفو) بمنزلہ وصیت ہی جو زائد از ثلث مین نافذ نہین ہوتی ساتوان مسئلہ اگر کوئی غلام کسی پر ایسی جنایت کری جو اُسکے رقبہ سی متعلق ہو پس اگر مجنی علیہ اُس (غلام جانی) سی کہی ابرأتک من ذلک (مین نی تجکو اُس سے بری الذمہ کیا) تو اسکا یہ برا صحیح نہوگا اسلئی کہ مجنی علیہ کا کوئی حق اُس (غلام) کی ذمہ پر وقت ابرا ثابت نہین ہی کیونکہ وہ مال غیر ہی اور اگر آقائے غلام کا ابرا کردی تو صحیح ہوگا اسلئی کہ جنایت مذکورہ اگرچہ رقبہ غلام سی متعلق ہوئی ہی لیکن وہ غلام ملک آقا ہی اور اسمین اشکال ہی اسلئی کہ ابرا اُس حق کی ساقط کرنیکو کہتی ہین جو کسیکے ذمہ پر ثابت ہو اور ذمہ آقا پر کوئی حق ثابت نہین ہی اور اگر مجنی علیہ کہے عفوت عن ارش ہذہ الجنایۃ (مینے اس جنایت کے عفو کیا) تو اسکا یہ عفو صحیح ہوگا اسلئے کہ عفو کرنا اُسی حق کے ساتھ مختص نہین ہی جو کسی کے ذمہ پر ثابت ہو اور اگر مجنی علیہ نے قاتل خطاء محض کا ابرا کیا تو عاقلہ بری الذمہ نہوگا اسلئے کہ قتل خطا کی دیت کا عاقلہ سے تعلق ہوتا ہی اور قاتل سے نہین ہوتا اور اگر عاقلہ کا ابرا کرے یا کہے عفوت عن ارش ہذہ الجنایۃ (یعنی اس جنایت کے ارش کو عفو کیا) تو ابرا یا عفو صحیح ہوگا اور اگر قتل خطاء شبیہ لعمد ہو اور مجنی علیہ نے قاتل کا ابرا کیا ہو یا اُس جنایت کے ارش کو عفو کیا ہو تو صحیح ہوگا اور اگر عاقلہ کا ابرا کرے تو قاتل بری الذمہ نہوگا اسلئے کہ شبیہ لعمد کی دیت کا قاتل سے تعلق ہوتا ہی اور عاقلہ سے نہین ہوتا

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۸۵ ہم پہلا مسئلہ

ص

اگر کوئی شخص کسی انسان کو وقت شب
اوسکے مکان سے بدون درخواست خارج کرے
تو مخرج (خارج کرنے والا) کو فی الجملہ ضامن
ہونے پر علما نے اتفاق فرمایا ہے اور عبد اللہ
بن میمون نے حضرت امام جعفر صادق ؑ سے
روایت کیا ہے اذا دعی الرجل اصبناہ
باللیل فھو ضامن لہ حتی یرجع الی بیتہ
اور امیر عبد اللہ ابن مقدام نے حدیث طویل کی
ذیل میں حضرت امام جعفر صادق ؑ سے نقل کیا ہے
قال رسول اللہ صلعم کل من طرق رجلا
بالیل فاخرجہ
من منزلہ فھو لہ ضامن
الا ان یقیم البینۃ انہ رجع و الی منزلہ
لیکن اگر مخرج مذکور سے انسان مدعو کی مقتول ہونے
کی صورت میں ضمانت متعلق ہوگی یا فقط اوس کے
مفقود الخبر ہونیکی صورت میں متعلق ہوگی اسمیں بین
العلما اختلاف ہے شیخ شہید ثانی علیہ الرحمہ نے اول کو
اختیار فرمایا ہے اسلئے کہ مخرج کا انسان مذکور کی
مقتول ہونے کی صورت میں ضامن ہونا مشکوک ہے
اور اصالت برات عدم ضمانت کو مقتضی ہے اور
بعض اعلام نے دوم کو اختیار کیا ہے اسلئے کہ
نقص عام ہے اور صورت قتل کے ساتھ تخصیص
کرنا بے وجہ ہے اور

علی کلا التقدیرین آیا مخرج سے ضمانت دیت متعلق ہوگی یا ضمان قصاص اسمیں بھی بین العلما اختلاف ہے بیں شہید ثانی رحمہ نے اول کو اختیار فرمایا ہے اسلئے کہ موجب قصاص مشکوک ہے اور ضمان مذکور فی النفس کی تحقیق میں دیت کافی ہے کیونکہ وہ تلف نفس ہے اور شیخ الطائفہ وغیرہ نے دوم کو اختیار فرمایا ہے کتبہ وسیعلم المسئلۃ فی الکتب الفقہیۃ مما ذکرناہ لمن شاء الاطلاع فلیطالعہا

کتاب الدیات دیت سے وہ مال مراد ہی جو ایسی جنایت کے عوض واجب ہوتا ہے
جو کسی چیز کے نفس یا طرف (عضو) پر واقع ہو اس تعریف کی بنا پر ارش و حکومت بھی داخل
دیت ہوگی اور اگر دیت سے وہ مال مراد لیا جائے جسکے لیے کوئی مقدار بھی معیّن ہو تو وہ
دونوں خارج ہو جائینگے اور اس کتاب مین چار امر قابل بحث ہین **امر اوّل** اقسام قتل اور
مقادیر دیات کے بیان مین اور اوسمین دو مطلب ہین **پہلا مطلب** اقسام قتل کے بیان مین
پس قتل کی تین قسمین ہین **قسم اوّل** قتل عمد ہے اور کتاب القصاص مین اوسکی مثال
مذکور ہو چکی **قسم دوم** شبیہ بعمد ہی مثلاً کوئی شخص کسی انسان پر بغرض تادیب ضرب لگائے
اور وہ مر جائے **قسم سوم** خطاء محض ہی مثلاً کوئی شخص کسی پرند پر اپنے تیر کو رہا کرے اور
وہ کسی انسان پر پہونچ جائے اور اوسکو ہلاک کر دے اور قتل عمد کا ضابطہ یہ ہی کہ انسان اپنے
فعل اور قتل مین تعمد کرے جس سے از راہ عدوان ایسے فعل کے ساتھ کسی شخص معیّن کے قتل کا قصد
کرنا مراد ہی جو باعتبار عادت موجب ہلاک ہو اور اگر ایسے فعل کا قصد کرے جو غالباً (باعتبار عادت)
موجب قتل ہوتا ہو تب بھی قتل عمد متحقق ہوگا اگرچہ ہلاک کرنیکا قصد نہ کیا ہو اور شبہہ عمد کا
ضابطہ یہ ہی کہ انسان اپنے فعل (جیسے بعض دیت ضرب لگانا) مین تعمد اور قتل مین خطاء کرے
جس سے ایسے فعل کا کسی شخصِ معیّن پر بدون ارادہ قتل صادر کرنا مراد ہی جو غالباً موجب ہلاک
نہوتا ہو اور اگر ایسے فعل کو بقصد قتل صادر کرے جو باعتبار عادت موجب ہلاک نہو تب بھی شبہہ
عمد متحقق ہوگا اور خطاء محض کا ضابطہ یہ ہی کہ انسان اپنے قصد و فعل دونون مین مخطی ہو جس سے
فعل کا بدون قصد یا بقصد غیر مقتول صادر کرنا مراد ہی خواہ وہ فعل باعتبار عادت موجب
ہلاک ہو یا نہو جیسے کسی کا تیر کو از راہِ عبث یا بقصد پرندہ رہا کرنا اور اوسکا کسی انسان پر
پہونچ جانا اور اسیطرح جنایت اطراف بھی اقسام مذکورہ کی طرف منقسم ہوتی ہی **دوسرا مطلب**

كتاب الديات
والنظر فيه في امور اربعة
الاول في اقسام القتل ومقاديرها
القتل عمد و
الثاني القتل عمد
وقد سلف مثاله و
شبيه العمد مثل
ان يضرب للتاديب
فيموت وخطاء محض
مثل ان يرمي طائرا
فيصيب انسانا
وضابطة العمد ان يكون
عامدا في فعله و
في قصده
وشبيه العمد
ان يكون عامدا
في فعله مخطيا
في قصده والخطاء
المحض ان يكون
مخطيا فيهما
وكذا الجناية
على الاطراف
تنقسم
هذه
الاقسام

ودية العمد مائة من مسان الابل او مائتا بقرة او حلة كل حلة ثوبان من برود اليمن او الف دينار او الف شاة او عشرة آلاف درهم وتستأدى في سنة ... الاستيفاء ... يعطى من ابل البلد او دونها او اعلى اذا لم تكن مراضا وكانت بالصفة المشترطة وهل تقبل القيمة السوقية مع وجود الابل فيه تردد ... بدل ... ودية شبيه العمد

مقادیر دیات کے بیان مین اور اسمین مقصدہین مقصد اوّل دیت عمد کے بیان مین قتل عمد کی دیت مین من جملہ مقادیر ذیل ایک مقدار واجب ہوتی ہی اوّل شتران مسنہ (سن رسیدہ جو چھٹے سال مین داخل ہون) مین سے سو اونٹ دوّم دو سو گاو سوّم دو سو حلّے جنمین فی حلّہ من جملہ برود یمن (چادرین جو یمن مین بنائی جاتی ہین) دو پارچہ ہون چہارم ہزار دینار جنمین سے ہر ایک دینار کی مقدار ایک مثقال شرعی ہوتی ہی پنجم ہزار گوسپند (بھیڑ یا بکری) ششم دس ہزار درہم پس جبکہ اخذ دیت پر اولیائے مقتول راضی ہون تو اوس (دیت عمد) کا مال جانی مین سے ایکسال کے اندر ادا کرنا معیّن ہوگا اور دیت مذکورہ (دیۃ عمد) کو دیت مغلظہ کہنے مین اسلیے کہ اوسمین خطاء محض اور شبہہ عمد کے بہ نسبت باعتبار سن (اونٹون کا مسن ہونا) و استیفاء دیت کا (ایک سال کے اندر ادا کرنا) تغلیظ (شدت) ہی اور دیت خطاء و شبہہ عمد مین ان دونون قیدون (شتران مسن اور استیفاء یکسال) کا اعتبار نہین ہی جیسا کہ بعد ازین مذکور ہوگا اور جانی کو شتران بلد وغیرہ دونون کے بدل مین اختیار ہی اور اسیطرح اوسکو شتران مملوکہ یا غیر مملوکہ کے بدل مین بھی اختیار ہے پس اگر شتران غیر کو اوسکی اجازت کے بعد بدل کرے تب بھی کافی ہوگا اور اسیطرح اون کا باعتبار جنس اعلے ہونا بھی شرط نہین ہی پس جنس ادون کا بدل کرنا بھی صحیح ہوگا بشرطیکہ بیمار نہو اور صفت مشترطہ (مسن ہونا) اوسمین موجود ہو اور آیا وجود شتر کی صورت مین ولی مقتول کو اوسکی قیمت سوقیہ کا قبول کرنا معیّن ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی لیکن اوسکا متعین نہونا اشبہ ہی اور مقادیر ستّہ مذکورہ مین ہر ایک مقدار فی نفسہٖ اصل ہی اور کسی مقدار کے بدل مین دوسری مقدار کا مفقود ہونا شرط نہین ہی اور جانی کے لیے اوسمین سے ہر ایک مقدار کے بدل کرنیکا اختیار ہے مقصد دوّم دیت شبہہ عمد کے بیان مین

ثلث وثلثون بنت لبون وثلث وثلثون حقة واربع وثلثون ثنية طروقة الفحل وفي رواية ثلثون بنت لبون وثلثون حقة واربعون خلفة وهي الحامل وتضمن هذه الجاني لا العاقلة وقال المفيد تستأدى في سنتين ولو اختلف في الحوامل رجع الى اهل المعرفة ولو تبين الغلط لزم الاستدراك ولو ازلقت بعد الاحضار قبل التسليم لزم الابدال وبعد الاقباض لا يلزم ودية الخطأ المحض عشرون بنت مخاض وعشرون ابن لبون وثلثون بنت لبون وثلثون حقة

پس شبہہ عمد کے دیت مین مقادیر ذیل ثابت ہوتے ہین اوّل تینتیس ۳۳ بنت لبون جس سے وہ ناقہ مراد ہی جو تیسرے سال مین داخل ہو دوم تینتیس ۳۳ حقہ جس سے وہ ناقہ مراد ہی جو پانچوین سال مین داخل ہو سوم چونتیس ۳۴ ثنیہ اور اوس سے وہ ناقہ مراد ہی جو چھٹے سال مین داخل ہوا ہو بشرطیکہ ناقہاے مذکورہ طروقۃ الفحل (جنپر نر چھوڑا گیا ہو) اور حاملہ ہون اور روایت عبداللہ بن سنان مین حضرت امام جعفر صادق سے دیت شبہہ عمد کی مقدار تیس ۳۰ بنت لبون اور تیس ۳۰ حقہ اور چالیس ۴۰ خلفہ (ناقۂ حاملہ) منقول ہوئی ہے اور جانے اس دیت کا ضامن ہوتا ہی اور عاقلہ اوسکا ضامن نہین ہوتا اور جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا ہی کہ اس دیت کا دو سال کے اندر ادا کرنا لازم ہوتا ہی پس دیت مذکورہ اسصورت مین دیت مخففہ ہوگی اسلیے کہ اسمین قتل عمد کے بہ نسبت باعتبار سن و استیفاء تخفیف ہی اور اگر ناقہاے حاملہ کی تشخیص مین مابین جانے و ولی مقتول اختلاف واقع ہو تو اہل معرفت کی طرف رجوع کرنا معین ہوگا اور اگر بعد ازان اہل معرفت کے تشخیص کا غلط ہونا ظاہر ہو تو جانے پر اوسکا تدارک لازم ہوگا اسلیے کہ حق کا وصول ہونا مفروض ہی اور اگر شکم ناقہ سے بعد احضار (حاضر کرنا) اور قبل تسلیم اوسکا بچہ ساقط ہو جاسے تو جانے پر اوسکے بدل کا ولی مقتول کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور بعد اقباض (قبضہ دینا) اوسکا بچہ ساقط ہو تو جانے پر اوسکا بدل لازم ہوگا مقصد سوّم دیت خطاء محض کے بیان مین پس قتل خطاء کی دیت مین مقادیر اربعہ ثابت ہوتے ہین اوّل بیس ۲۰ بنت مخاض جس سے وہ ناقہ مراد ہی جو سال دوم مین داخل ہوا ہو دوّم بیس ابن لبون اور اوس سے وہ شتر مراد ہی جو سال سوّم مین داخل ہوا ہو سوم تیس ۳۰ بنت لبون چہارم تیس ۳۰ حقہ اور روایت علی بن فضیل مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہوا ہے

کہ خطاء محض کی دیت مین پچیس ۲۵ بنتِ مخاض اور پچیس ۲۵ بنت لبون اور پچیس ۲۵ حقہ اور پچیس ۲۵ جذعہ (وہ ناقہ جو سال پنجم مین داخل ہوا ہو) ثابت ہوتے ہین اور اس دیت کا تین سال کے اندر ادا کرنا لازم ہوتا ہے خواہ دیت تامہ ہو جیسے دیت مرد یا ناقصہ ہو جیسے دیتِ زن یا دیتِ طرف (عضو) ہو پس دیت مذکورہ اس صورت مین دیتِ مخففہ ہو گی اسلیے کہ اوسمین قتل عمد و شبہ عمد کے بہ نسبت باعتبار سن و صفت و استیفاء تخفیف ہے اور عاقلہ اس دیت کا ضامن ہوتا ہے اور جانے اوسمین سے کسی شے کا ضامن نہین ہوتا اور اگر کوئی شخص کسی انسان کو شہر حرم مین قتل کرے تو اوسکی دیت مین تغلیظ کیجائیگی اور پر دیت کاملہ اور ثلث دیت لازم کیا جائیگا اور تعیین جنس مین جانے کو اختیار ہوگا اور اشہر حرم سے ماہ رجب اور ذی قعدہ اور ذی حجہ اور ماہ محرم مراد ہین اور آیا حرم مکہ معظمہ زادہ اللہ شرفا مین بھی تغلیظ دیت کیجائیگی یا نہین پس جناب شیخ مفید اور جناب شیخ الطائفہ رحمہما اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ تغلیظ کیجائیگی اور دیت اطراف مین تغلیظ کا مشروع ہونا معلوم نہین ہوا فرع اگر کوئی شخص حل سے اوس شخص پر تیر کو رہا کرے جو حرم مین موجود ہو اور تیر مذکور اوسکو حرم مین ہلاک کرے تو تغلیظ دیت لازم ہوگی اور آیا صورت عکس (حرم سے حل کی طرف رہا کرنا) مین بھی تغلیظ دیت لازم ہوگی یا نہین اسمین تردد ہے اسلیے کہ سبب قتل کا حرم مین حادث ہونا مفروض ہے اور حدوث سبب پر قتل فی الحرم صادق نہین آتا اور اگر کوئی شخص کسی انسان کو غیر حرم مین قتل کرے بعد ازان حرم کی طرف پناہ لے تو اوس سے قصاص لینا صحیح نہوگا لیکن اوسپر ماکل و مشرب مین تنگی کیجائیگی تا آنکہ حرم محترم سے خارج ہو اور اگر کوئی شخص کسی انسان کو حرم مین جنایت کرے تو اوس سے قصاص لیا جائیگا اسلیے کہ اوسنے حرم محترم کی حرمت کا انتہاک کیا ہے اور آیا مشاہد ائمہ طاہرین علیہم السلام مین بھی یہی حکم جاری ہوگا یا نہین

پس شیخ علیہ الرحمہ کتاب نہایہ مین اسکے قائل ہوے ہین اور جمیع اجناس مین عورت کی دیت نصف (دیت مرد کی آدھی) ہوتی ہی اور جبکہ ولد الزنا اپنے اسلام کا اظہار کرے تو اوسکے لیے بھی دیتِ مسلم ثابت ہوگی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اوسکے لیئے دیت ذمّی (یہودی یا نصرانی) ثابت ہوگی اور اس قول کے مستند مین ضعف ہی اور مرد ذمّی کی دیت آٹھ سو درہم ہی خواہ یہودی ہو یا نصرانی ہو یا مجوسی اور زن ذمّیہ کی دیت اوس (مرد ذمی) کی دیت کا نصف ہوتی ہی اور بعض روایات مین وارد ہوا ہی کہ دیت یہودی و نصرانی و مجوسی دیتِ مسلم ہی اور بعض روایات مین وارد ہوا ہی کہ دیتِ یہودی و نصرانی چار ہزار درہم ہین اور شیخ علیہ الرحمہ نے ان دونون روایتون کی اوس شخص پر تنزیل کی ہی جو اہل ذمّہ کے قتل کرنے کا عادی ہو پس اسصورت مین امام علیہ السلام کے لیے دیت کا اوس مقدار کے ساتھ مغلّظ کرنا صحیح ہوگا جو اونکے نزدیک مصلحت ہو تا کہ قاتل کا مادّہ جرأت منقطع ہو جائے اور اہل ذمّہ کے سوا باقی کفّار کے لیئے دیت ثابت نہین ہوتی خواہ صاحبان عہد ہون یا اہلِ حرب خواہ دعوت اسلام اون تک پہونچی ہو یا نہ پہونچی ہو اور دیت غلام اوسکی قیمت ہوتی ہی بشرطیکہ دیت حر سے تجاوز نہ کرے اور صورت تجاوز مین اوس (قیمت غلام) کا دیت حر کیطرف رد کرنا لازم ہوگا اور دیت کا جانے حر کے مال سے اخذ کرنا معیّن ہوگا بشرطیکہ اوسنے ازراہِ عمد یا شبہ عمد جنایت کی ہو اور اوس (دیت) کا عاقلۂ جانے کے مال سے اخذ کرنا معیّن ہوگا بشرطیکہ اوسنے ازراہِ خطاء جنایت کی ہو اور غلام کے اعضاء اور جراحات کا دیت حر پر قیاس کیا جائیگا پس جس جنایت مین کہ دیت حر ثابت ہوگی غلام مین اسکی قیمت ثابت ہوگی جیسے زبان یا عضو تناسل کا قطع کرنا اور جس جنایت مین کہ دیت حر کا نصف ثابت ہوتا ہی غلام مین اوسکی قیمت کا نصف ثابت ہوگا

قال یعنی النہایۃ ودیۃ المرأۃ علی النصف من جمیع الاجناس ودیۃ ولد الزنا اذا اظہر الاسلام دیۃ المسلم وقیل دیۃ الذمی لانہ وفی مستندہ ضعف ودیۃ الذمی ثمان مائۃ درہم یہودیا کان او نصرانیا او مجوسیا ودیۃ نسائہم علی النصف وفی بعض الروایات دیۃ الیہودی والنصرانی والمجوسی دیۃ المسلم وفی بعضہا دیۃ الیہودی والنصرانی اربعۃ آلاف درہم والشیخ حملہما علی من یعتاد قتلہم فیغلظ الامام الدیۃ بما یراہ من ذلک حسما لجرأتہ ولا دیۃ لغیر اہل الذمۃ من الکفار ذوی عہد کانوا او اہل حرب بلغتہم الدعوۃ او لم تبلغہم ودیۃ العبد قیمتہ ما لم تتجاوز دیۃ الحر ... فی مال الجانی ان کان ... ان کانت خطاء ودیۃ اعضائہ وجراحاتہ مقیسۃ علی دیۃ الحر فما فیہ دیتہ ففی العبد قیمتہ کاللسان والذکر کلی لو جنی علیہ جان بما فیہ قیمتہ

رقبته كقطع اليدين العبد فقوق من قيمته عشرة الحر مقدر كالافهم دفعه والمطالبة الصحيح لرقبته

جیسے ایک ہاتھ کا قطع کرنا اور اگر غلام پر کوئی شخص ایسی جنایت واقع کرے جو اوسکی قیمت کے
مساوی ہو تو آقای غلام کو اوسکی دیت (قیمت) کا مطالبہ صحیح نہوگا تاوقتیکہ اوس (غلام)
کو جانی کے حوالہ نہ کردے تاکہ اوس (آقا) کے پاس عوض و معوض دونوں جمع نہو جائیں
اور جس جنایت میں کہ من جملہ دیت حر کوئی جز معین ہوگا تو اوسی جنایت کے لیئے غلام کی
قیمت میں سے وہی جز اخذ کیا جائیگا مثلاً اگر کوئی شخص کسی حر کے ایک ہاتھ کو قطع کردے
تو اوسکے لیے دیت حر کا نصف معین ہے پس اگر کوئی شخص کسی غلام کے ایک ہاتھ کو قطع کردے
تو اوسکے لیے قیمت غلام کا نصف معین ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی غلام پر ایسی جنایت
کرے جو اوسکی قیمت کا استیعاب نکرے تو آقا ہی کو امساک غلام کے ساتھ دیت جنایت
(قیمت غلام کا وہ حصہ جو مقابل جنایت قرار پائے) کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور اوس (آقا)
کو غلام کے حوالہ جانی کرنے اور اوسکی قیمت کے مطالبہ کرنیکا اختیار حاصل نہوگا اور
جس جنایت میں کہ حر کے لیے دیت کی کوئی مقدار معین نہیں ہوا وسمیں ارش ثابت ہوگی
اور اس مقام پر غلام اس صورت (دیت حر کی مقدار کا معین نہونا) میں حر کے لیئے اصل
ہوجائیگا جسطرح کہ صورت اولی (دیت حر کی مقدار کا معین ہونا) میں غلام کے لیئے
حر اصل ہوتا ہے اور اگر کوئی غلام کسی حر پر از راہ خطا جنایت کرے تو آقای غلام اوسکا
ضامن نہوگا اور آقا کو غلام کے حوالہ مجنی علیہ کردینے اور ارش جنایت کے عوض اوس
(غلام) کے چھوڑا لینے میں اختیار حاصل ہوگا اور مجنی علیہ کو آقا غلام سے احد الامرین پر مجبور
کرنیکا اختیار حاصل نہوگا اور اگر کوئی غلام کسی حر پر ایسی جنایت کرے جو اوسکی قیمت کا
استیعاب نکرے تب بھی یہی حکم ہوگا اور آقا کو غلام کا ارش جنایت کے عوض چھوڑا لینا یا غلام
کا اوس مقدار کا بغرض استرقاق حوالہ مجنی علیہ کردینا جو مقابل جنایت قرار پائے صحیح ہوگا

ولو جنى عليه جناية لا تستوعب قيمته كان للمولى المطالبة بدية الجناية مع امساك العبد وليس له دفع العبد والمطالبة بقيمته فما لا تقدير فيه من الحر ففيه من العبد ما نقص ويصير العبد اصلا في ذلك كما ان الحر اصل فيما فيه تقدير وان جنى العبد على الحر خطأ لم يضمنه المولى ودفعه ان شاء او فداه بارش الجناية وليس للمجني عليه اجبار المولى على احد الامرين وكذا الحكم لو جنى عليه جناية لا تستوعب قيمته بغير فيه المولى بين دفع الارش او تسليم العبد ليسترق منه بمقدار ما يقابل الجناية وليس في ذلك بحكمه الحق

اور احکام مذکورہ مین قن (مملوک محض) اور مدبر مساوی ہین خواہ مرد ہو یا عورت اور اُمّ ولد مین تردد ہی لیکن اوسکا مثل قن ہونا اقرب ہی اور جبکہ اُمّ ولد کو اوسکا مالک اوسکی جنایت مین حوالہ مجنی علیہ کریگا تو مجنی علیہ یا اوسکے ورثہ کو اوس (اُمّ ولد) کا استرقاق کرنا صحیح ہوگا اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ اُمّ ولد کی جنایت اوسکے آقا سے متعلق ہوگی جسکی تفصیل کتاب الاستیلاد مین مذکور ہوچکی ہی امر دوّم موجبات ضمان کے بیان مین اور اوسمین کئی بحثین ہین بحثِ اوّل مباشرت کے بیان مین پس ضابطہ مباشرت یہ ہی کہ انسان کیطرف اتلاف (ہلاک کرنا) کا منسوب کرنا صحیح ہو اور اوس نے اتلاف کا قصد نکیا ہو بنا بر علیہ مباشرت مین قتل خطاء شبہہ عمد دونون داخل ہونگے جیسے کسی شخص کا تیر ہا کرنا اور اوسکا کسی انسان پر پہونچ جانا یا بغرض تادیب ضرب لگانا اور اوسکا موجب ہلاک ہوجانا اور اس اجمال کی تفصیل کے لیے کئی مسئلون کا بیان کرنا ضرور ہی پہلا مسئلہ طبیب قاصر (غیر حاذق) اوس چیز کا ضامن ہوتا ہی جو اوسکے علاج کی وجہ سے تلف ہوجاے اگرچہ حصول اذن کے بعد علاج کرے اور اسیطرح اگر کوئی طبیب کسی طفل یا مجنون کا بدون اذن ولی یا کسی بالغ کا بے اوسکی اجازت کی علاج کرے تب بھی ضامن ہوگا اگرچہ حاذق ہو اور اگر کوئی طبیب باعتبار علم و عمل عارف ہو اور مریض نے اوسکے لیے اپنے علاج کرنے کی اجازت دی ہو اور اوسکا علاج ہلاک نفس یا تلف عضو کیطرف منجر ہوجائے تو بعض علما (ابن ادریس رح) نے فرمایا ہی کہ وہ ضامن نہوگا اسلیے کہ حصول اذن کے بعد ضمانت ساقط ہوجاتی ہی علاوہ برین علاج مریض کا باعتبار شرع فعل سائغ (جائز) ہونا مفروض ہی لہذا موجب ضمان نہوگا اور بعض علماء (شیخین وغیرہما رح) نے فرمایا ہی کہ ضامن ہوگا اسلیے کہ اوسکا مباشر اتلاف ہونا مفروض ہی اور یہی قول اشبہ ہی پس اگر ضمان طبیب کے قائل نہون

والمدبر وكذا … بين ذلك وانثى … فداها … فان جنت … ولا عاد … الاتلف … خيانتها … الطبيب … تبيح … ولدها … على صولاها … جاز بيعها … الثاني في موجبات الضمان وهي اثنان المباشرة والتسبيب اما المباشرة فضابطها الاتلاف لا مع القصد كمن رمى غرضا فاصاب انسانا او كالضرب للتاديب فيتفق الموت وتتبين هذه الجملة بمسائل الاولى الطبيب يضمن ما يتلف بعلاجه ان كان قاصرا او عالج طفلا او مجنونا لا باذن الولي او بالغا لم ياذن ولو كان الطبيب عارفا واذن له المريض في العلاج فآل الى التلف قيل لا يضمن لان الضمان يسقط بالاذن له ولانه فعل سائغ شرعا وقيل يضمن لمباشرته الاتلاف وهو اشبه فان قلنا لا يضمن

وهل يبرأ بالابراء قبل العلاج قيل نعم لرواية السكوني عن ابي عبد الله عليه السلام قال قال امير المؤمنين علي عليه السلام من تطبب او تبيطر فليأخذ البراءة من وليه والا فهو ضامن ولان العلاج مما تمس الحاجة اليه فلو لم يشرع الابراء تعذر العلاج وقيل لا يبرأ لانه اسقاط الحق قبل ثبوته

الثانية النائم اذا اتلف نفسا بانقلابه او بحركته قيل يضمن الدية في ماله وقيل في مال العاقلة وهو اشبه

الثالثة اذا اعنف بزوجته جماعا في قبل او دبر او ضما فماتت ضمن الدية وكذا الزوجة

تو اسمین کوئی بحث نہین ہی اور اگر اوسکے ضامن ہونیکو اختیار کرین تو یہ ضمانت اوسی (طبیب) کے مال سے متعلق ہوگی اسلیے کہ قتل مذکور از قبیل شبہ عمد ہے جسکی دیت کا جانے پر ثابت ہونا مذکور ہوچکا ہی اور اگر قبل علاج اوس (طبیب) کا ابراء (ضمانت کا ساقط کرنا) کردیا جائے تو آیا بری الذمہ ہوجائیگا یا نہین پس بعض علمانے فرمایا ہی کہ بری الذمہ ہوجائے گا اسلیے کہ روایت سکونی مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہوا ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا من تطیب او تبیطر فلیاخذ البرائۃ من ولیہ والا فھو ضامن جسکا محصل یہ ہی کہ جو شخص کسی انسان یا چوپایہ کا علاج کرے اوسکو ولی مریض سے اپنی براءت کا اخذ کرنا سزاوار ہی والا در صورت تلف وہ ضامن ہوگا علاوہ برین علاج اون افعال کے قبیل سے ہی جنکے طرف بکثرت احتیاج ہوتی ہی پس اگر اوسمین ابراء ولی کے مشروعیت کے قائل نہون تو علاج متعذر ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ بری الذمہ نہوگا اسلیے کہ مشروعیت ابراء اوس حق کی ساقط کرنیکو مستلزم ہی جو ہنوز ثابت نہین ہوا دوسرا مسئلہ جبکہ نائم (سونے والا) اپنے انقلاب (کروٹ بدلنا) یا اپنی حرکت سے کسی نفس کو تلف کردے تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ وہ اوسکی دیت کا اپنے مال مین ضامن ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ مال عاقلہ سے اوسکی ضمانت متعلق ہوگی اور یہی قول اشبہ ہی اسلیے کہ قتل مذکور از قبیل خطا محض ہی جسکی ضمانت کا عاقلہ سے تعلق ہوتا ہی تیسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ کے ساتھ از راہ قبل یا دبر جماع کرنے یا اوسکی ضم (بغلگیر ہونا) کرنے مین عنف (سختی) کرے اور وہ (زوجہ) ہلاک ہوجائے تو اوس (زوجہ) کی دیت کا ضامن ہوگا اسلیے کہ قتل مذکور از قبیل شبہ عمد ہی اور اسیطرح اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی ضم کرنے مین عنف کرے اور وہ (شوہر) مرجائے تب بھی یہی حکم ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے

کتاب نہایہ مین فرمایا ہی کہ اگر وہ دونون باہم متہم بعداوت ہون تو اون دونون پر کوئی شے لازم نہوگی جیساکہ رسالۂ یونس مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہوا ہی لیکن روایت مذکورہ بوجہ ارسال ضعیف ہی چوتھا مسئلہ اگر کوئی شخص کسی انسان کے متاع کو اپنے سر پر اوٹھائے بعد ازان اوسکو توڑ ڈالے یا اوس متاع کو کسی شخص پر پھینکدے اور شخص مذکور اوسکے صدمہ سے ہلاک ہوجائے تو جنایت کا اپنے مال مین ضامن ہوگا پانچوان مسئلہ اگر کوئی شخص کسی بالغ عاقل پر اوسکے غافل ہونے کی صورت مین بغرض تخویف (ڈرانا) صیحہ (اقصاے طاقت کے ساتھ فریاد کرنا) کرے اور وہ (بالغ) ہلاک ہوجائے تو صائح مذکور کے مال مین اوسکی دیت ثابت نہوگی اسلیے کہ صیحہ مفروضہ باعتبار عادت متلف نہین ہوتا لہذا ہلاک اوسکی طرف مستند نہوگا لیکن اگر کوئی شخص کسی مریض یا مجنون یا طفل پر صیحہ کرے اور وہ ہلاک ہوجائے تو ضمانت لازم ہوگی اور اسیطرح اگر کسی بالغ عاقل پر اوسکے غافل ہونیکی صورت مین بغرض تخویف ناگہان صیحہ کرے اور وہ مرجائے تب بھی ضمانت لازم ہوگی اور اگر عاقل اور دیگر اشخاص مین تسویہ کے قائل ہون اور دونون مقام پر لزوم ضمان کو اختیار کرین تو خوب ہو اسلیئے کہ وہ (صائح) ظاہرا دونون صورتون مین سبب اتلاف ہی اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ عاقلہ پر دیت لازم ہوگی اسمین اشکال ہی اسلیے کہ صائح نے اخافت (ڈرانا) کا قصد کیا ہی لہذا قتل مذکور پر شبہ عمد کا حکم جاری ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنی تلوار کو بغرض تخویف کسی انسان پر کھینچ لیوے اور وہ ہلاک ہوجائے تب بھی یہی بحث جاری ہوگی لیکن اگر کوئی شخص کسی انسان کی تخویف (ڈرانا) کرے اور وہ (انسان) فرار کرے اور اپنے نفس کو کنوین مین ڈالدے یا بالاے سقف سے گرادے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ مخیف (ڈرانے والا) پر ضمانت نہوگی اسلیے کہ مخیف نے اوسکو

فرار کیطرف ملجا (مضطر) کیا تہا اور کنوین مین گرنے کی طرف ملجا نہین کیا تھا پس صورت مذکورہ مین وہ (انسان) اپنے نفس کے ہلاکت کا مباشر ہوگا اور حکم تسبیب اس مقام پر ساقط ہوجائیگا اور اسیطرح اگر وہ (انسان) فرار کرے اور اثنائے فرار مین اوسکو کوئی درندہ ہلاک کردے تب بھی یہی بحث جاری ہوگی اور اگر شخص مطلوب اعمی (نابینا) ہوا اور وہ کسی کنوین مین گر پڑے تو طالب اوس (اعمی) کے دیت کا ضامن ہوگا اسلیے کہ مباشرت پر سبب کے لیے قوت حاصل ہی اور اسیطرح اگر مطلوب مبصر (بینا) ہوا اور ایسے کنوین مین گر پڑے جسکو وہ نہ جانتا ہو یا ایسے مکان مین داخل ہو جسکی چھت اوسپر گر جائے تب بھی طالب اوسکی دیت کا ضامن ہوگا اور اسیطرح اگر طالب اوسکو کسی مقام تنگ کیطرف مضطر کرے اور کوئی درندہ اوسکو ہلاک کرے تب بھی اوسکی دیت کا ضامن ہوگا اسلیے کہ مقام تنگ مین درندہ غالبا ہلاک کردیتا ہی چھٹا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کسی انسان کو صدمہ (جسم کا دوسرے جسم پر مارنا) دے اور مصدوم ہلاک ہوجائے تو مال صادم سے اوس (مصدوم) کی دیت متعلق ہوگی بشرطیکہ صادم نے قتل مصدوم کا قصد نہ کیا ہو اور وہ صدمہ باعتبار عادت متلف نہو والا قصاص ثابت ہوگا لیکن اگر صادم ہلاک ہوجائے تو اوسکا خون ہدر (ضائع) ہوگا بشرطیکہ مصدوم اپنے ملک یا موضع مباح یا طریق واسع مین مقیم ہوا اور اگر وہ (مصدوم) منجملہ طرق مسلمین کسی راہ تنگ مین کھڑا ہو اور صادم نے بدون قصد اوسکو صدمہ دیا ہو تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ مصدوم اوس (صادم) کے دیت کا ضامن ہوگا اسلیے کہ اوسنے ایسے مقام مین وقوف کرنے کے ساتھ تفریط کی ہی جسمین وقوف کرنا اوسکے لیے جائز نہ تھا جسطرح کہ کوئی شخص کسی راہ تنگ مین جلوس کرے اور کوئی دوسرا شخص اوسکے ساتھ ٹھوکر کھائے اور گر کر ہلاک ہوجائے اور

هذا اذا كان لا عن قصد منه وان كان تعمد وله ضد وجه فدمه هدر وعليه ضمان المصدوم السابع اذا اصطدم حران فماتا فلعاقلة كل واحد منهما نصف دية ويسقط النصف وهو قدر نصيبه لانه هلك واحد منهما تلف بفعله وفعل غيره ويستوي فيه الفارسان والراجلان والفارس والراجل وعلى كل واحد منهما نصف قيمة فرس الآخر ان تلف بالتصادم ويقع التقاص في الدية وان تعمدا القتل فهو عمد واما لو كانا صبيين واركبهما فنصف دية كل واحدة على عاقلة الآخر ولو اركبهما ولي فالضمان على عاقلة الصبيين لان له ذلك ولو اركبهما اجنبي فضمان دية كل واحد منهما تمامها على المركب

یہ حکم اوسصورت مین جاری ہوگا جبکہ صادم نے قصد صدمہ نہ کیا ہو اور اگر اوسنے قصد کیا ہو اور اوسکے لیے وسعت راہ کی وجہ سے مندوحہ (چارہ) ہو تو اوس (صادم) کا خون ہدر ہوگا اور ضمان مصدوم اوس (صادم) پر لازم ہوگی **ساتوان مسئلہ** جبکہ دو حر آپسمین تصادمت (ہر ایک کا اپنے جسم کو دوسرے کے جسم پر پارنا) کرین اور وہ دونون ہلاک ہوجائین تو اوسمین سے ہر ایک شخص کے ورثہ کو اوسکی دیت کی نصف کا استحقاق حاصل ہوگا اور نصف باقی ساقط ہوگا جس سے خود شخص کے نصیب کی مقدار مراد ہی اسلیے کہ اونمین سے ہر ایک شخص اپنے اور دوسرے کے فعل سے تلف ہوا ہی اور حکم مذکور مین اون دونون کا سوار یا پیادہ ہونا یا ایک کا سوار اور دوسرے کا پیادہ ہونا مساوی ہی اور اونمین سے ہر ایک شخص پر دوسرے شخص کے گھوڑے کے آدھی قیمت لازم ہوگی اگر وہ (گھوڑا) بوجہ تصادم ہلاک ہوجائے اور دیت مین تقاصّہ کرنا اور ہر ایک کو اپنے مافی الذمہ کا دوسرے کے مافی الذمہ کے عوض مین محسوب کرنا صحیح ہوگا اور اگر ایک کی مقدار فاضل ہو تو اوسکو دوسرے کے ترکہ سے اوسکا وصول کرنا جائز ہوگا اور اون دونون مین سے ہر ایک نے دوسرے کے قتل کرنیکا قصد کیا ہو تو اوسپر قتل عمد کے احکام جاری کیے جائینگے اور اگر وہ دونون صبی ہون اور دونون نے رکوب (سوار ہونا) کو اختیار کیا ہو تو ہر ایک کی دیت کا نصف دوسرے کے عاقلہ پر ثابت ہوگی اور اگر اون دونون کو اونکے ولی نے کسی مصلحت سے سوار کیا ہو تو عاقلہ صبیّین پر پوری دیت کے ضمانت لازم ہوگی اسلیے کہ ولی کو اونکا سوار کرنا جائز تھا لہذا وہ (ولی) ضامن نہوگا اور اگر اون دونون کو کسی اجنبی نے سوار کیا ہو تو ہر ایک کی پوری دیت کا اوس اجنبی سے تعلق ہوگا جس نے

که اون دونون کو سوار کیا تھا اور وہ دونون غلام اور بالغ ہون تو اون دونون کے
جنایت ساقط ہوجائیگی اسلیے کہ اون دونون مین سے ہرایک غلام کا نصیب ہدر ہے
اور ہرایک غلام کا جو نصیب کہ دوسرے غلام پر ثابت تھا وہ اوسکی فوت ہونیکی وجہ سے
تلف ہوگیا اسلیے کہ جنایت غلام اوسکے رقبہ سے متعلق ہوتی ہی اور آقا اوسکا ضامن نہوگا
اور اگر دو حر باہم مصادمت کرین اور اون دونون مین سے ایک شخص ہلاک ہوجائے
پس ہمارے مختار کے بنا پر حر تالف کی دیت کی نصف کا حر باقی ضامن ہوگا اور نصف
آخر ہدر ہوگا اور اوس روایت کی بنا پر جو حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام سے منقول
ہوئی ہی حر تالف کی مجموع دیت کا حر باقی ضامن ہوگا اور روایت مذکورہ شاذ ہی اور اگر
دو حاملہ عورتین مصادمت کرین اور وہ دونون مع جنین ہلاک ہوجائین تو ہرایک حاملہ کے
دیت کا نصف ساقط ہوجائیگا اور دوسرے حاملہ کے لیے نصف دیت ثابت ہوگا اور
اور ہرایک حاملہ کے مال مین جنین کامل کے دیت کا نصف ثابت ہوگا آٹھوان مسئلہ
جبکہ کوئی شخص تیراندازون کے درمیان مرور کرے اور اوسپر کسی تیرانداز کا تیر پہونچ جائے
تو عاقلہ تیرانداز پر اوسکی دیت ثابت ہوگی اور اگر تیرانداز کا اوسکے لیے تخویف کرنا اور اوسطرف
کے مرور سے ممانعت کرنا ثابت ہوجائے اور مع ذلک اوسنے مرور کو اختیار کیا ہو تو
عاقلہ بھی ضامن نہوگا جیسا کہ خبر محمد بن فضیل مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
منقول ہوا ہی کہ ایک صبی نے اپنے پتھر سے دوسری صبی کی دندان رباعیہ کو شکستہ کردیا
اور اس واقعہ کا حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت باسعادت مین مرافعہ کیا گیا
اور صبی رامی (تیرانداز) نے اپنے حذار (میرے پتھر سے ڈرو) کہنے پر بینہ قائم کیا پس حضرت
نے اوس (رامی) سے قصاص کو ساقط کردیا اور ارشاد فرمایا من حذر فقد اعذر

الباقی نصف دیة التالف وفی روایة عن ابی الحسن موسی علیه السلام یضمن الباقی دیة المیت والروایة شاذة ولو تصادم حاملان سقط نصف دیة کل واحدة وثبت نصف الدیة للاخری وکذا الدیة فی الجنینین وثبت فی مال کل واحدة نصف دیة جنین کامل الثامنة اذا مر بین الرماة فاصابه سهم فالدیة علی عاقلة الرامی ولو ثبت انه قال حذار لم یضمن لما روی ان صبیا دق رباعیة صبی بخطرة فرفع ذلک الی علی علیه السلام فاقام بینة انه قال حذار فقال قد اعذر من حذر

ولو كان مع الصبي ثم قربه من طريق السهم لا قصداً فالضمان على من قربه لا على الرامي لأنه عرضه للتلف وفيه تردد **التاسعة** روى السكوني عن أبي عبد الله عليه السلام أن علياً عليه السلام ضمن ختاناً قطع حشفة غلام والرواية مناسبة للمذهب **العاشرة** لو وقع من علو على غيره فقتله فإن قصد وكان الوقوع يقتل غالباً فهو قاتل عمداً وإن كان لا يقتل غالباً فهو شبيه بالعمد تلزمه الدية في ماله وإن وقع مضطراً إلى الوقوع أو قصد الوقوع لغير ذلك فهو خطأ محض والدية فيه على العاقلة ولو ألقاه الهواء أو زلق فلا ضمان والواقع هدر على التقديرين ولو دفعه دافع فدية المدفوع على الدافع أما دية الأسفل

جسنے تخویف کی اوسنے اپنے نفس کو معذور کر دیا اور اگر مرور کنندہ کی معیت مین کوئی طفل غیر ممیز موجود ہو اور مرور کنندہ اوس (طفل) کو طریق تیر سے بدون قصد قریب کر دے اور اوس (طفل) پر تیر پہونچ جاے تو ضمانت اوس شخص پر لازم ہوگی جس نے کہ اوسکو طریق تیر سے قریب کیا تھا اور رامی پر اوسکی ضمانت لازم نہوگی اسلیے کہ اوس (مرور کنندہ) کا طفل مذکور کو معرض تلف مین لانا مفروض ہی جو مثل مباشرت ہی اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ صورت مذکورہ مین مباشر تلف رامی ہی لہذا ضمانت بھی اوسی پر ثابت ہوگی **نوان مسئلہ** سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اوس ختان پر ضمانت کو لازم فرمایا تھا جس نے کہ ایک غلام کے حشفہ کو قطع کر ڈالا تھا اور روایت مذکورہ بوجہ سکونی ضعیف ہی لیکن قواعد مذہب کے مناسب ہی **دسوان مسئلہ** اگر کوئی شخص مقام بلند سے کسی انسان پر واقع ہوا اور اوس (انسان) کو ہلاک کر دے پس اگر اوس (واقع) نے قصد کیا تھا اور وقوع مذکور اون افعال کے قبیل سے ہو جو غالباً موجب ہلاک ہوتے ہین تو اوس (واقع) پر قاتل عمد کا حکم جاری کیا جائیگا اور اگر وقوع مذکور باعتبار عادت موجب ہلاک نہوتا ہو تو قتل مذکور از قبیل شبیہ عمد ہوگا اور واقع پر اوسکے مال مین دیت لازم ہوگی اور اگر وہ بحالت اضطرار واقع ہوا ہو یا کسی دوسرے امر کے غرض سے وقوع کا قصد کیا ہو تو قتل مذکور خطا محض ہوگا اور عاقلہ واقع پر دیت لازم ہوگی لیکن اگر اوسکو ہوا نے گرا دیا ہو یا اوسکے پاؤن نے لغزش کی ہو تو ضمانت کسی پر بھی ثابت نہوگی اور واقع کا خون بہر تقدیر ہدر ہوگا اور اگر اوسکو کسی شخص نے دفع کیا ہو اور مدفوع ہلاک ہو جائے تو واقع پر اوس (مدفوع) کے دیت لازم ہوگی اور آیا دیت اسفل (جو صدمہ مدفوع سے ہلاک ہوا ہی) بھی دافع سے متعلق ہوگی یا نہین پس

مقتضای اصل یہ ہی کہ اوسکی دیت بھی دافع ہی پر لازم ہوگی اسلیے کہ سبب ہلاک وہی ہی اور مباشر اس مقام پر ضعیف ہی اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین فرمایا ہی کہ واقع (مدفوع) پر دیت اسفل لازم ہوگی اور واقع کو اوس دیت کے ساتھ دافع پر رجوع کرنا صحیح ہوگا اور اس قول کا مستند وہ روایت ہی جسکو عبد اللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہی **گیارہوان مسئلہ** ابو جمیلہ نے سعد اسکاف سے اور اونسے اصبغ ابن نباتہ سے روایت کی ہی کہ اونھون نے بیان کیا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اوس کنیز کے بارہ مین جو دوسری کنیز پر سوار ہوئی تھی اور اوس (مرکوبہ) کے پشت پر کوئی تیسری کنیز نے ضرب چوب لگائی تھی اور کنیز مرکوبہ نے ضرب چوب کی وجہ سے اپنے ہاتھ پانون کو حرکت دی تھی اور راکبہ کو گرا دیا تھا اور وہ (راکبہ) ہلاک ہوگئی تھی یہ حکم فرمایا کہ دیت راکبہ مین سے ناخسہ (پشت پر چوب لگانے والی) پر ایک نصف اور منخوسہ (جسکے پشت پر چوب لگائی جاے) پر دوسرا نصف لازم ہوگا اور ابو جمیلہ ضعیف ہی لہذا اوسکی نقل پر اعتماد نہین ہوسکتا اور جناب شیخ مفید رح نے کتاب مقنعہ مین ارشاد فرمایا کہ ناخسہ (کنیز سوم) اور قامصہ (ہاتھ پانوکو حرکت دینے والے) پر دیت راکبہ کے دو ثلث لازم ہونگے اور ایک ثلث ساقط ہوگا اسلیے کہ اوس (راکبہ) نے رکوب کو از راہ عبث اختیار کیا تھا اور اپنے قتل مین وہ خود بھی شریک تھے لہذا اوسکی جنایت کا ثلث ہدر ہوگا اور یہ وجہ خوب ہی اور بعض متأخرین (ابن ادریس) نے وجہ ثالث کی تخریج فرمائی ہی اور مجموع دیت کو ناخسہ پر لازم کیا ہی درصورتیکہ اوسنے قامصہ (مرکوبہ) کو ملجأ (مضطر) کیا ہو اور درصورتیکہ اوس (ناخسہ) نے ملجأ نہ کیا ہو تو مجموع دیت کو قامصہ پر واجب کیا ہی اور یہ تخریج بھی بے وجہ نہین ہی لیکن وجہ اول درمیان علما مشہور ہی اور اس مقام پہ

اوسکے ضعیف ہونے پر علما کا اتفاق ہی کذا قیل ۱۲ تلخیص جواہر

ومن اخرج غیره من منزله لیلاً فهو له ضامن حتی یرجع الیه مسائل من اللواحق الاولی

منجملہ لواحق کئی مسئلے مذکور ہوتے ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کسی انسان کو وقت شب اوسکے مکان سے خارج کرے تو مخرج (خارج کرنیوالا) اوس انسان کا ضامن ہوگا تا وقتیکہ وہ (انسان) اپنے مکان پر واپس نہ آئے پس اگر وہ (انسان) معدوم ہوجائے تو مخرج اوسکی دیت کا ضامن ہوگا اور اگر وہ (انسان) مقتول ہوا اور مخرج کسی دوسرے شخص پر اوسکے قاتل ہونیکا دعوی کرے اور بینہ قائم کردے تو وہ (مخرج) بری الذمہ ہوجائیگا اور اگر اوسکے لیے بینہ نہو تو آیا اوس (مخرج) پر قصاص ثابت ہوگا یا نہین اسمین تردد ہے لیکن قصاص کا ثابت نہونا صحیح تر ہے اور اوس (مخرج) کے مال مین دیت ثابت ہوگی اور اگر وہ (انسان) میت ہو تو آیا دیت لازم ہوگی یا نہین اسمین تردد ہے لیکن اوس (مخرج) کا ضامن نہونا اشبہ ہے **دوسرا مسئلہ** جبکہ کسی مولود کو بعد مدت اوسکی دایہ واپس بلائے اور اولیاء مولود اوس (مولود) کا انکار کرین تو دایہ مذکورہ کی تصدیق کیجائے تا وقتیکہ اوس (دایہ) کا کاذب ہونا ثابت نہوا اسلیے کہ وہ (دایہ) امین ہے پس اگر اوس (دایہ) کا کاذب ہونا ثابت ہوجائے پس اولیاء مولود کو اوس (دایہ) سے مولود کی دیت کا یا بعینہ اوسی مولود کے حاضر کرنے کا مطالبہ صحیح ہوگا اور اگر دایہ کسی ایسے طفل کو حاضر کرے جسکا مولود اولیا ہونا محتمل ہو تب بھی اوس دایہ کی تصدیق کیجائیگی اور اگر کوئی دایہ کسی دوسری عورت کا استیجار کرے اور مولود کو بدون اجازت اوسکے حوالہ کردے بعد ازان اوس (مولود) کی خبر مجہول ہوجائے تو ضامن دیت ہوگی **تیسرا مسئلہ** اگر حالت خواب مین کوئی دایہ اپنے انقلاب (کروٹ بدلنا) سے مولود کو قتل کردے تو اوس (دایہ) کے مال مین دیت ثابت ہوگی جبکہ اوس (دایہ) نے مظائرت (دایہ ہونا) کہ بوجہ فخر و عزت اختیار کیا ہو اور اگر اوس

فان عدم فهو ضامن لدیته وان وجد مقتولا وادعی قتله علی غیره واقام بینة فقد برئ وان عدم البینة ففی القود تردد والاشبه انه لا قود وعلیه الدیة فی ماله وان وجد میتاً ففی لزوم الدیة تردد ولعل الاشبه انه لا یضمن الثانیة اذا اعادت الظئر الولد فانکره اهله صدقت ما لم یثبت کذبها فیلزمها الدیة او احضاره بعینه او من یحتمل انه هو ولو استأجرت اخری ودفعته بغیر اذن اهله فجهل خبره ضمنت الدیة الثالثة لو انقلبت الظئر فقتلته لزمها الدیة فی مالها ان طلبت بالمظائرة الفخر

(مظأرت) کو بوجہ فقر و ضرورت اختیار کیا ہو تو دیت مولود اوس (دایہ) کی عاقلہ پر ثابت ہوگی **چوتھا مسئلہ** عبد اللہ بن طلحہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اوس سارق کے بارہ مین جس نے کسی عورت کے پاس داخل ہو کر اوس (عورت) کے کپڑون کو جمع کیا اور اوس (عورت) سے قہراً جماع کیا اور جبکہ اوس (عورت) کا مولود برخاستہ ہوا تو اوسکو قتل کیا بعدازان کپڑے لیکر اوس (سارق) نے خارج ہونیکا قصد کیا اور عورت نے حملہ کرکے اوس (سارق) کو قتل کیا روایت کی ہو کہ اولیاء سارق پر دیت مولود لازم ہوگی اور ترکہ سارق مین سے اون (اولیاء) پر چار ہزار درہم ثابت ہون گے اسلیے کہ عورت سے اوس (سارق) نے بقہر و غلبہ جماع کیا ہو اور عورت پر قتل سارق کے عوض کوئی شے لازم نہوگی اور ثبوت دیت کی وجہ یہ ہو کہ محل قصاص فوت ہوچکا تھا اسلیے کہ عورت نے اوس (سارق) کو حفاظت مال کے لیے قتل کیا تھا لہٰذا وہ قتل بعوض قصاص واقع نہوا اور چار ہزار درہم کا لازم کرنا اس امر کے دلیل ہے کہ ایسے مقام پر مہر المثل کے لیے پچاس دینار (پانسو درہم جو مہر سنت ہی) معین نہین ہین بلکہ مہر المثل سے مہر امثال مراد ہو اگرچہ اوسکی مقدار زائد ہو اور اس روایت کی اس امر پر تنزیل کیجائیگی کہ اوس عورت کے مہر مثل کے چار ہزار درہم سے مقدار تھی اور نیز عبد اللہ بن طلحہ سے روایت کی گئی ہو کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اوس عورت کے بارہ مین جس نے شب زفاف اپنے کسی صدیق کو داخل حجلہ کیا تھا پس جبکہ شوہر نے اوس سے مواقعت کا ارادہ کیا تو اوسکا صدیق برانگیختہ ہوا اور ان دونون (شوہر و صدیق) مین مقاتلہ ہوا تا اینکہ شوہر نے صدیق کو قتل کر ڈالا بعدازان اوس عورت نے بعوض صدیق اپنے شوہر کو قتل کر دیا ارشاد فرمایا کہ عورت پر دیت صدیق لازم

ہوگی اور وہ عورت بعوض شوہر قتل کیجائیگی لیکن عورت پر دیت صدیق کی لازم ہونے مین تردد ہی اور اوس (صدیق) کے خون کا ہدر ہونا اقرب ہی **پانچوان مسئلہ** محمد بن قیس نے حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام سے اون چار شخصون کے بارے مین جنھون نے مسکر پیا اور من جملہ اُنکے دو شخص مجروح اور دو شخص مقتول ہوگئے نقل کیا ہی کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے دیت مقتولین کو اوس (دیت مقتولین) مین سے جراحت مجروحین کے وضع (منہا) کے بعد اون دونون (مجروحین) پر لازم فرمایا اور روایت سکونی مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے وارد ہوا ہی کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے دیت مقتولین کو چارون شخصون کے قبائل پر مقرر فرمایا اور جراحت باقیین کے دیت کو دیت مقتولین مین سے اخذ کیا اور حضرت علی علیہ السلام کا واقعہ مذکورہ مین ایسے امر پر مطلع ہونا محتمل ہے جو اس حکم کو مقتضی ہو لہذا اوسکا کسی دوسرے واقعہ پر قیاس کرنا صحیح نہوگا **چھٹا مسئلہ** سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے چھ غلامون کے بارے مین جو نہر فرات پر موجود تھے اور منجملہ اونکے ایک غلام غرق ہوگیا اور دو غلامون نے باقی تین غلامون کے غرق کردینے کی شہادت دی اور اون تینون نے اون دونون کے غرق کردینے کی شہادت دی نقل کیا ہی کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے دو شاہدون پر دیت کے تین خمس اور باقی تین شاہدون پر دو خمس لازم فرمائے اور یہ روایت بین الاصحاب متروک ہی ہان اگر اوسکی نقل صحیح فرض کیجائے تو حکم فی واقعہ کے قبیل سے ہوگی جسکا تعدیہ کسی دوسرے واقعہ کے طرف نہین ہوسکتا اسلیے کہ اوسمین کسی ایسے امر کا متحقق ہونا محتمل ہے جو حکم مذکور کے اوسی واقعہ سے مختص ہونیکو مقتضی ہو **بحث دوم**

وتقتل بالزوج وفي تضمينها دية الصديق تردد واحتمال هدر دمه

الخامسة

روى محمد بن قيس عن ابي جعفر عليه السلام عن علي عليه السلام في اربعة شربوا المسكر فجرح اثنان وقتل اثنان فقضى دية المقتولين على المجروحين بعد ان يرفع جراحة المجروحين من الدية وفي رواية السكوني عن ابي عبد الله عليه السلام انه جعل دية المقتولين على قبائل الاربعة واخذ دية جراحة الباقين من دية المقتولين ومن المحتمل اطلاعه عليه السلام على ما يقتضي هذا الحكم في الواقعة فلا يتعدى

السادسة

روى السكوني عن ابي عبد الله عليه السلام و محمد بن قيس عن ابي جعفر عليه السلام ان ستة غلمان كانوا في الفرات فغرق واحد فشهد اثنان على الثلاثة انهم غرقوه وشهد الثلاثة على الاثنين فقضى بالدية ثلاثة اخماس على الاثنين وخمسين على الثلاثة وهذه الرواية متروكة لكن لو صحت كانت قضية في واقعة فلا يتعدى لاحتمال ما يوجب الاختصاص

البحث الثاني

فالاسباب وضابطها ما لولاه لما حصل التلف لكن علة التلف غيره كحفر البئر ونصب السكين والقاء الحجر فان التلف عنده بسبب العثار

تسبیب کے بیان مین اور ضابطۂ اسباب یہ ہی کہ اگر وہ شے نہوتی تو تلف متحقق نہوتا لکن علت تلف اوس شے کے سوا کوئی دوسرا امر ہو جیسے حفر بیر (کنوین کا کھودنا) اور نصب سکّین (چھوری کا رکھ دینا) اور القاء حجر (پتھر کا ڈالدینا) اسلیے کہ تلف اون اشیا کے ساتھ ٹھوکر کھانے کی وجہ سے متحقق ہوتا ہی اور فقط اونکے موجود ہونیکے وجہ سے متحقق نہین ہوتا اور صور اسباب کے لیے ہم کئی مسئلون کو فرض کرتے ہین **پہلا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی ملک یا کسی مکان مباح مین کوئی پتھر ڈالدے تو دیت عاثر (پھسلنے والا) کا ضامن نہوگا اور اگر ملک غیر یا کسی طریق مسلوک مین ڈالدے تو دیت عاثر کا اپنے مال مین ضامن ہوگا اور اسی طرح اگر کسی کارد کو منصوب کردے اور کوئی شخص اوسکے ساتھ ٹھوکر کھائے اور ہلاک ہوجائے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اسی طرح اگر کنوان کھودے یا کسی مقام بلند سے پتھر پھینکدے اور کوئی شخص اوس سے ہلاک ہو تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر ملک غیر مین کنوان کھودے اور مالک راضی ہوجاے تو حافر (کھودنیوالا) سے ضمان ساقط ہوگی اور اگر کوئی شخص کسی طریق مسلوک مین مصلحت مسلمین کے لیے کنوان کھودے تو بعض علما نے فرمایا ہے کہ ضامن نہوگا اسلیے کہ کنوین کا مصلحت مسلمین کے لیے کندہ کرانا جائز ہے اور یہ قول خوب ہی **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی طریق مین مسجد بنائے تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ اگر اوسنے مسجد کو باجازت امام بنایا ہو تو اوس نفس یا عضو یا مال کا ضامن نہوگا جو اوسکے سبب سے تلف ہوجائے لیکن فرض مذکور کا مستعد ہونا اقرب ہی اسلیے کہ امامؑ ایسے طریق مین مسجد کے بنانے کی اجازت نہین دے سکتے جو کسی کے لیے مضر ہو **تیسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنے مولود کو معلم سباحت (شناوری) کے سپرد کردے اور مولود مذکور

الاولى لو وضع حجرا في ملكه او مكان مباح لم يضمن دية العاثر ولو كان في ملك غيره او طريق مسلوك ضمن في ماله وكذا لو نصب سكينا فمات العاثر بها وكذا لو حفر بئرا او القى حجرا ولو حفر في ملك غيره فرضي المالك سقط الضمان عن الحافر ولو حفر في الطريق لمصلحة المسلمين قيل لا يضمن لان ذلك سائغ وهو حسن

الثانية لو بنى مسجدا في الطريق قيل ان كان باذن الامام لم يضمن ما يتلف بسببه

الثالثة لو سلم ولده الى السابح

غرق بالتفريط ضمنه في ماله لانه تلف بسببه ولو كان بالغا رشيدا لم يضمن لان التفريط منه الرابعة لو رمى عشرة

اوس (معلم) کی تفریط سے غرق ہوجائے تو اپنے مال مین اوس (مولود) کا ضامن ہوگا اسلیے کہ مولود کا اوس (معلم) کے سبب سے تلف ہونا مفروض ہی اور اگر مولود مذکور کا بالغ رشید ہونا فرض کیاجائے تو معلّم سباحت اوس (مولود) کا ضامن نہوگا اسلیے کہ تفریط اوسی (مولود) کیطرف سے متحقق ہوئی ہے **چوتھا مسئلہ** اگر دس شخص شریک ہوکر کسی منجنیق کو رہا کرین اور اونہین سے ایک شخص کو (اوس منجنیق) کا پتھر ہلاک کردے تو دیت مین سے شخص مقتول کا حصہ ساقط ہوجائیگا اسلیے کہ اپنے قتل مین خود بھی شریک تھا اور باقی نو شخصون پر دیت کے نو عشر (دسوان حصہ ۱۲) فی کس ایک عشر کے حساب سے ثابت ہون گے اور جنایت مقتول اوس شخص سے متعلّق ہوگی جسنے ریسمان منجنیق کو کھینچا ہوگا اور اوس شخص سے نہوگی جسنے چوب منجنیق کا امساک کیا ہو یا ریسمان کھینچنے کے سوا کسیطرح مساعدت (اعانت ۱۲) کی ہو اور اگر اون لوگون نے کسی اجنبی کا قصد کیا ہو اور وہ (اجنبی) ہلاک ہوجائے تو قتل مذکور از قسیل عمد ہوگا جو موجب قصاص ہوتا ہی اور اگر اونھون نے اجنبی کا قصد نہ کیا ہو تو قتل مذکور پر قتل خطا کا حکم جاری ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین فرمایا ہی کہ اگر تین شخص کسی دیوار کے منہدم کرنے مین شریک ہون اور وہ دیوار اونین سے ایک شخص پر گر پڑے تو باقی دونون شخص اوسکی پوری دیت کے ضامن ہون گے اسلیے کہ اونمین سے ہر ایک شخص دوسرے کا ضامن تھا اور جو روایت کہ اس قول کا مستند وہ بعید اور قواعد مذہب کے مخالف ہی لیکن قول اول (ان دونون پر دیت کے دو ثلث کا لازم ہونا اور ثلث آخر کا ہدر ہونا) اشبہ ہے اسلیے کہ مقتول کا اپنے قتل مین شریک ہونا مفروض ہے لہذا اوسکی جنایت ہدر ہوگی **پانچوان مسئلہ** جبکہ دو کشتیان تفریط قیمین (دونون ملاح) کی وجہ سے باہم مصادمت کرین اور

بالمنجنيق فقتل الحجر احدهم سقط نصيبه لمشاركته وضمن الباقون تسعة اعشار الدية وتتعلق الجناية بمن مد الحبال دون من امسك الخشب او ساعد بغير المد ولو قصدوا اجنبيا بالرمي كان عمدا موجبا للقصاص ولو لم يقصدوه كان خطأ وفي النهاية اذا اشترك في هدم الحائط ثلثة فوقع على احدهم ضمن الآخران ديته لان كل واحد ضامن لصاحبه وفي الرواية بعد والاشبه الاول الخامسة اذا اصطدم السفينتان بتفريط القيمين

وہ دونون مالک ہون تو اون دونون مین سے ہرایک کے لیے دوسرے پر اوس مال کے
قیمت کا نصف ثابت ہوگا جو اوس (دوسرے) نے تلف کیا ہوگا اور اسیطرح اگر دو حمال
باہم مصادمت کرین اور متاع کو وہ دونون یا احدہما تلف کرے تب بھی یہی حکم ہوگا اور
وہ دونون (قیمین) غیر مالک ہون تو اون دونون مین سے ہرایک شخص پر دونون کشتیون
اور اون دونون کے مال کا نصف لازم ہوگا اسلیے کہ تلف کا اون دونون سے
متحقق ہونا مفروض ہے اور ضمانت اون دونون کی مال مین لازم ہوگی خواہ مال تلف
ہوا ہو یا نفس اور اگر اون دونون نے تفریط نہ کی ہو جیسے اون دونون کشتیون پر
ریاح تند کا غالب آنا اور موجب مصادمت ہونا تو ضمانت نہوگی اور سفینۂ واقفہ
(ٹھہری ہوی کشتی) کا مالک ضامن نہوگا جبکہ اوسپر کوئی دوسرا سفینہ (کشتی) واقع
ہوجائے اور سفینہ واقفہ کا مالک ضامن ہوگا اگر اوسنے تفریط کی ہو گی **چھٹا مسئلہ**
اگر کوئی کسی سفینہ کے وقت سیر اصلاح کرے یا کسی لوح (تختہ) کے بدلنے کا ارادہ کرے
اور سفینہ مذکورہ اوسکے فعل سے غرق ہوجائے مثلاً اوسکے مینخ اوکھاڑنے سے کوئی لوح
اوکھڑجاے یا کسی موضع کی مرمت کرنے سے سوراخ ہوجائے تو وہ اپنے مال مین اوس
شے کا ضامن ہوگا جو اوسکے فعل کے سبب سے تلف ہوی ہو گی خواہ مال ہو یا نفس اسلیے کہ
تلف مذکور از قبیل شبہ عمد ہے **ساتوان مسئلہ** صاحب حائط (دیوار) اوس شے کا
ضامن نہین ہوتا جو اوس (حائط) کے وقوع (گرنے) کی وجہ سے تلف ہوجائے جبکہ وہ
(حائط) اوسکی ملک یا مقام مباح مین بنائی گئی ہو اور اسیطرح اگر وہ (حائط) کسی طریق
مسلوک کی طرف گرجائے اور کوئی انسان اوسکے غبار (خاک) کی وجہ سے ہلاک ہوجائے
تب بھی صاحب حائط ضامن نہوگا اور اگر صاحب حائط نے اوس (حائط) کی بنا کو

ملک غیر کے طرف مائل کیا ہو تو اوسی طرح ضامن تلف ہوگا جسطرح کہ ملک غیر مین اوسکے بنا کرنے سے ضامن ہوتا اور اگر صاحب حائط نے اوس (حائط) کے بنا کو اپنی ملک مین بحالت استواء (استقامت) قائم کیا ہو بعد ازان وہ (حائط) کسی طریق مسلوک یا ملک غیر کے طرف مائل ہو جائے تو ضامن ہوگا بشرطیکہ اوس (صاحب حائط) کو زائل کرنے پر قدرت تمکن حاصل ہو اور مع ذلک زائل نہ کیا ہو اور اگر قبل تمکن گر جائے تو اوس شے کا ضامن نہوگا جو اوسکے گر جانے کی وجہ سے تلف ہوا اسلیے کہ صورت مفروضہ مین صاحب حائط کا تعدی نکرنا مفروض ہی **آٹھواں مسئلہ** میزاب (پرنالہ) کا طریق نافذہ کے طرف منصوب کرنا جائز ہی اور عمل مردم اوسپر جمیع اعصار و امصار مین جاری ہی اور اگر کوئی میزاب کسی شے پر گر پڑے اور اوسکو تلف کر دے تو آیا صاحب میزاب اوس کا ضامن ہوگا یا نہین پس جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ ضامن نہوگا اور جناب شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ضامن ہوگا اسلیے کہ میزاب کا منصوب کرنا مشروط بسلامت ہی اور قول اول اشبہ ہی اور اسی طرح روشن (وہ لکڑی جو دیوار مکان سے بیرونی طرف کو نکلی رہتی ہی) کا طریق مسلوک مین خارج کرنا بھی جائز ہے بشرطیکہ مارّہ (آمد و رفت کرنے والے) کے لیے مضر نہو پس اگر روشن کی کوئی لکڑی بوجہ سقوط کسی انسان کو ہلاک کرے تو شیخ الطائفہ رح نے فرمایا ہے کہ صاحب روشن پر نصف دیت لازم ہوگی اسلیے کہ وہ (انسان) مباح اور محظور دونون کے وجہ سے ہلاک ہوا ہی لیکن جواز کے قائل ہونے کی بنا پر اوس (صاحب روشن) کا ضامن نہونا اقرب ہی اور تعلق ضمان کا ضابطہ یہ ہے کہ انسان کو جس شے کا طریق مین حادث کرنا صحیح ہے اوسکی وجہ سے جو چیز تلف ہوگی اوسکا ضامن نہوگا اور جس شے کا اوس طریق

نافذہ: نادران ۱۲ — مباح: جو داخل ملک ہو ۱۲ — محظور: ممنوع ۱۲ جو ملک کے خارج اور سرراہ داخل ہے ۱۲

الى غير ملكه ضمن كما لو بناه في غير ملكه ولو بناه في ملكه مستويا ثم مال الى الطريق او الى غير ملكه ضمن ان تمكن من ازالته ولو وقع قبل التمكن لم يضمن ما يتلف به لعدم التعدي **الثامنة** نصب الميازيب الى الطرق جائز وعليه عمل الناس وهل يضمن لو وقعت فاتلفت قال المفيد رح لا يضمن وقال الشيخ يضمن لان نصبها مشروط بالسلامة والاول اشبه وكذا اخراج الرواشن في الطرق المسلوكة اذا لم تضر بالمارة فلو قتلت خشبة بسقوطها قال الشيخ يضمن نصف الدية لانه هلك عن مباح ومحظور والاقرب انه لا يضمن مع القول بالجواز فضابطه ان كلما يجوز للانسان احداثه في الطريق لا يضمن ما يتلف بسببه ويضمن

مین حادث کرنا صحیح نہین ہی اوسکی وجہ سے جو چیز تلف ہوگی اوسکا ضامن ہوگا جیسے وضع حجر اور حفر بیر پس اگر کوئی شخص اپنے ملک مین آگ روشن کرے اور وہ کسی غیر کیطرف سرایت کرے تو ضامن نہوگا البتہ اگر قدر حاجت سے وہ آگ زائد ہوا ور تعدّی کا ظن غالب حاصل ہو جسطرح کہ ایام ہوا مین تو تلف کا ضامن ہوگا اور اگر ناگہان باد تند چلنے لگے تو ضامن نہوگا اور اگر کوئی اوس (آگ) کو ملک غیر مین روشن کرے تو اون نفوس اور اموال کا اپنے مال مین ضامن ہوگا جو اوسکے وجہ سے تلف ہون گے اسلیئے کہ وہ (ملک غیر مین روشن کرنا) عدوان مقصود ہی اور اگر کسی شخص کو اوس (آگ) کے روشن کرنے سے نفسون کا تلف کرنا مقصود ہوا اور فرار کرنا متعذّر ہو تو یہ قتل از قبیل عمد ہوگا جو موجب قصاص ہے اور اگر طریق مسلوک مین کسی شخص کا چوپایہ پیشاب کردے اور اوس (پیشاب) کے وجہ سے کوئی آدمی پھسلجائے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ صاحب چوپایہ ضامن ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنے مکان کے قمامہ مزلقہ (وہ خاکروبہ جو سبب لغزش ہو) کو طریق مسلوک مین ڈالدے جیسے خربوزہ کا چھلکا یا رہگذر کو پانے سے تر کردے تب بھی شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ وہ شخص اوس مال یہ نفس کا ضامن ہوگا جو اوسکی وجہ سے تلف ہوجائے لیکن اس ضمانت کا اوس شخص کے ساتھ مخصوص ہونا جو ترے کو نہ دیکھے یا خاکروبہ کا مشاہدہ نکرے بے وجہ نہین ہے **نوان مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی دیوار پر کسی ظرف کو وضع کرے اور اوس (ظرف) کے ساقط ہونے کی وجہ سے کوئی نفس یا مال تلف ہوجاسے تو ضامن نہوگا اسلیے کہ وضع مذکور ایسا تصرّف ہی جو اوسکے ملک مین بدون عدوان واقع ہوا ہے **دسوان مسئلہ** انسان پر اپنے دابہ صائلہ (حملہ کرنیوالا چوپایہ)

في ايام بالتعدي كما غلبة الظن الحاجة مع زيدت على قدر غيره فلا ضمان ولو سرت الى ملكه او بغير اجج نارا في البئر فلو حجر وحفر ما ليس له

الا هو بيته ولو عصفت بغتة لم يضمن ولو اججها في ملك غيره ضمن الانفس والاموال في ماله لانه متعد مقصود ولو قصد اتلاف الانفس مع تعذر الفرار كان عمدا ولو بالت دابته في الطريق قال الشيخ يضمن لو زلق به انسان وكذا لو القى قمامة المنزل المزلقة كقشر البطيخ او رش الدرب بالماء وعدم الضمان بمن لم يبصر اولم يبصر ذلك بمن لم

التاسعة لو وضع اناء على حائطه فتلف بسقوطها نفس او مال لم يضمن لانه تصرف في ملكه من غير عدوان

العاشرة يجب حفظ دابته الصائلة

کے حفاظت واجب ہی جیسے بعیر مغتلم (شتر مست) اور کلب عقور (سگ گزندہ) پس اگر اہمال کرے تو اوسکی جنایت کا ضامن ہوگا اور اگر اوس (چوپایہ) کا حال مجہول ہو یا معلوم ہو لیکن صاحب دابہ نے تفریط نہ کی ہو تو ضامن نہوگا اور اگر دابہ صائلہ پر کوی شخص بغرض دفع جنایت کرے تو ضامن نہوگا اور اگر بدون دفع جنایت کرے تو ضامن ہوگا اور اگر کسی شخص کے گربہ مملوکہ جنایت کرے تو آیا صاحب گربہ اوسکی جنایت کا بھی ضامن ہوگا یا نہین اسمین تردد ہے شیخ الطائفہ رح نے فرمایا ہے کہ صورت تفریط مین ضامن ہوگا جبکہ گربہ مذکورہ کے لیے عادت درندگی حاصل ہوا اور یہ قول بعید ہی اسلیے کہ ربط گربہ (بلّی کا باندھنا) پر عادت جاری نہین ہوئی ہان اوس (گربہ) کا قتل کرنا جائز ہوگا **گیارھوان مسئلہ** اگر کوی چوپایہ کسی دوسرے چوپایہ پر ہجوم (داخل ہونا) کرے اور چوپایۂ داخلہ جنایت کرے تو صاحب داخلہ اوسکی جنایت کا ضامن ہوگا اور اگر دابہ مدخول علیہا (جسپر داخل ہوا ہے) جنایت کرے تو صاحب مدخول علیہا اوسکی جنایت کا ضامن نہوگا اور ضرر داخلہ ہدر ہوگا لیکن صورت اولی کا تفریط مالک فی الاحتفاظ (مالک داخلہ کا اوسکے حفظ مین تفریط کرنا) کے ساتھ مقیّد کرنا سزاوار ہے **بارھوان مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی قوم کے مکان مین داخل ہوا اور انکا کتّا اوس (داخل) کو کاٹ لیوے تو وہ لوگ ضامن ہون گے بشرطیکہ شخص مذکور اونکی اجازت سے بعد داخل ہوا ہو ورنہ ضامن نہون گے **تیرھوان مسئلہ** راکب دابّہ (سوار چوپایہ) اوس جنایت کا ضامن ہوتا ہے جسکو اوس (دابہ) نے اپنے دونون ہاتھون کے ساتھ واقع کیا ہو اور اگر اس (دابّہ) نے جنایت کو اپنے سر کے ساتھ واقع کیا ہو تو راکب دابہ ضامن ہوگا یا نہین اسمین تردّد ہے اور ضامن ہونا

المسئلة الحادية عشر

المسئلة الثانية عشر

المسئلة الثالثة عشر

اقرب ہی اسلیے کہ راکب کو اوسکی حفاظت پر تمکّن ہوتا ہی اور قائد دابّہ (کشندہ چوپایہ) مین بھی یہی بحث جاری ہوگی پس اگر راکب دابّہ اسکو کھڑا کرے تو اوس جنایت کا ضامن ہوگا جسکو اوسنے اپنے دونون ہاتھون اور دونون پانون کے ساتھہ صادر کیا ہو اور اسیطرح اگر راکب دابّہ اوسکو ضرب لگائے اور وہ (دابہ) کسی پر جنایت کرے تو ضامن ہوگا اور اسیطرح اگر اوسکو شخص غیر ضرب لگائے تو ضارب اوسکی جنایت کا ضامن ہوگا اور اسی طرح سائق دابّہ (رانندۂ چوپایہ) بھی اوس (دابّہ) کی جنایت کا ضامن ہوتا ہے
ہنکانے والا ۱۲
اور اگر ایک چوپایہ پر دو ردیف سوار ہون تو ضمانت مین وہ دونون مساوی ہونگے اور صاحب دابّہ اوس (دابّہ) کے ہمراہ ہو تو وہی (صاحب دابّہ) ضامن ہوگا اور راکب دابّہ ضامن نہوگا اور اگر کوئی چوپایہ اپنے راکب کو گرادے تو مالک دابّہ اوسکا ضامن نہوگا البتہ اگر چوپایہ نے تنفیر مالک (مالک کا چوپایہ کو بھگانا یا اوچکانا) کے سبب سے اوس (راکب) کو گرایا ہو تو ضامن ہوگا اور اگر کسی شخص نے اپنے مملوک کو چوپایہ پر سوار کیا ہو تو آقاے غلام اوس (غلام) کی جنایت کا ضامن ہوگا اور بعض اصحاب نے مملوک کے صغیر ہونے کو شرط کیا ہی اور یہ قول خوب ہی اور اگر وہ مملوک بالغ ہو تو اوسکی جنایت اوسکے رقبہ سے متعلق ہوگے بشرطیکہ وہ جنایت کسی آدمی کے نفس یا طرف پر واقع ہوی ہو اور اگر وہ جنایت کسی مال پر واقع ہوی ہو اوسکا ضامن نہوگا اور آیا غلام کو اُسمین سعی کرنا لازم ہوگا یا نہین اسمین اشکال ہی لیکن بعد عتق اوس سے مطالبہ کا صحیح ہونا اقرب ہی بحث سوم تزاحم موجبات کے بیان مین جبکہ کسی جنایت مین مباشر اور سبب دونون مجتمع ہون تو مباشر ضامن ہوگا جیسے واقع (کنوین مین گرانے والا) کا حافر (کنوان کھودنیوالا) کے ساتھ اور ممسک (حیوان کا روکنے والا) کا ذابح کے ساتھ اور واضع حجر (پتھر کا پلہ منجنیق مین رکھنے والا) کا جاذب

البحث الثالث في تزاحم الموجبات

منجنیق کے ساتھ مجتمع ہونا اور اگر مباشر پر حال سبب مجہول ہو تو سبب (موجد سبب)
ضامن ہوگا مثلاً ملک غیر مین کوئی شخص کنوان کھودے اور اسکو پوشیدہ کر دے
اور کوئی دوسرا شخص کسی تیسرے شخص کو گرادے اور اوس (دوسرے شخص) کو کنوین کا
حال معلوم نہو تو حافر پر ضمانت لازم ہوگی اور اسیطرح اگر کوئی شخص بوجہ خوف فرار
کرے اور کسی ایسے کنوین مین گر پڑے جسکو وہ جانتا نہو تب بھی حافر پر ضمانت لازم
ہوگی اور اگر کوئی شخص اپنے ملک مین کنوان کھودے اور اوسکو پوشیدہ کر دے
اور کسی غیر کو طلب کرے تو ضمان کا حافر پر لازم ہونا اقرب ہوگا اسلیے کہ صورت غرور
(خدع) مین مباشرت کا اثر ساقط ہو جاتا ہی اور اگر دو سبب مجتمع ہون تو وہ شخص ضامن
ہوگا جسکے سبب سے جنایت کو سبقت ہوئی ہے مثلاً کوئی شخص ملک غیر مین کسی پتھر کو
ڈالدے اور دوسرا شخص کنوان کھودے اور کوئی شخص پتھر سے ساتھ ٹھوکر کھانیکے بعد
اوس کنوین مین گر جائے تو واضع حجر پر ضمانت لازم ہوگی یہ حکم اوس صورت مین جاری
ہوگا جبکہ باعتبار عدوان وہ دونون مساوی ہون اور اگر اون دونون مین سے
ایک شخص عادی (صاحب عدوان) ہو تو ضمانت اوسپر لازم ہوگی اور اگر کوئی شخص ایسے
کنوین مین کارد کو نصب کرے جو ملک غیر مین کھودا گیا ہو اور اوس کارد پر کنوین کے اندر
کوئی شخص گر جائے تو حافر پر ضمانت لازم ہوگی اسلیے کہ ہلاکت کا سبب اول وہی ہے
اور بسا اوقات اون دونون پر ضمانت کا مساوی ہونا خطور کرتا ہی اسلیے کہ تلف مذکور کا
اون دونون سے حاصل ہونا اور فقط احدہما سے حاصل نہونا مفروض ہے لیکن قول
(بلکہ دونوں سے حاصل ہو ۱۲)
اول اشبہ ہے اور اگر کسی گڑھے یا کنوین مین دو شخص ساقط ہون ہر ایک شخص دوسرے
کے گرنے کے وجہ سے ہلاک ہو جانے تو حافر سے ضمانت متعلق ہوگی اسلیے کہ وہ (حافر)

اون دونون کے گرادنے کا حکم رکھتا ہے اور اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اوسکی متاع کے گرادینے پر مامور کرے مثلاً کہے الق متاعك في البحر لتسلم السفينة (اپنے متاع کو دریامین پھینکدو تاکہ کشتی سالم رہے) اور وہ (مامور) اپنی متاع کو دریامین گرادیوے تو ضامن نہوگا خواہ وہ کشتی سالم رہے یا نہ رہے اور اگر شخص آمر اوسکے متاع کا ضامن بھی ہوجائے مثلاً عبارت مذکورہ کے ساتھ کہے وعلے ضمانہ (اور مجھپر اوسکی ضمانت لازم ہے) تو اوس متاع کا ضامن ہوگا تاکہ ضرورتِ خوف مندفع ہو اور اگر خوف نہو اور کہے القہ وعلی ضمانہ (تو اس متاع کو گرادے اور مجھپر اوسکی ضمانت لازم ہے) تو لزوم ضمان مین تردد ہے اور اوسکا ضامن نہونا اقرب ہے اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی سے کہے مزق ثوبك وعلی ضمانہ (اپنے کپڑے کو پھاڑ ڈال اور مجھپر اوسکی ضمان لازم ہے) یا کہے اجرح نفسك وعلی ضمانہ (تو اپنے نفس کو مجروح کرلے اور مجھپر اوسکی ضمان لازم ہے) تب بھی ضامن نہوگا اسلیے کہ یہ ایسے امر کی ضمانت ہے جو واجب نہین ہوا اور اسمین کوئی ضرورت بھی نہین ہے اور اگر کوئی شخص وقت خوف کہے الق وعلی ضمانہ مع رکبان السفینۃ (فلان متاع کو گرادے اور مجھپر سواران کشتی کے ساتھ اوسکی ضمانت لازم ہے) اور سواران کشتی اوسکی ضمانت سے انکار کرین پس اگر قائل مذکور کہے اردت التساوی (مین نے تساوی کا قصد کیا تھا) تو اوسکا قول مقبول ہوگا اور مامور کو قائل مذکور سے اوسکے حصہ کا مطالبہ صحیح ہوگا اور سواران کشتی پر اوس صورت مین ضمانت لازم ہوگی جبکہ وہ راضی ہوجائین ورنہ لازم نہوگی اور اگر سواران کشتی کے اجازت کے حاصل ہونیکا قائل مذکور دعوی کرے مثلاً کہے وقد اذنوا لی (ان لوگون نے مجکو اجازت دی ہے) اور وہ لوگ انکار کرین تو قسم کے بعد اون لوگون کی تصدیق کیجائیگی اور مجموع مال کا وہی (قائل) ضامن ہوگا

ضمن دفعا للخوف ولو لم يكن خوف فقال القه وعلي ضمانه ففي الضمان تردد اقربه انه لا يضمن وكذا لو قال مزق ثوبك وعلي ضمانه او اجرح نفسك لانه ضمان ما لم يجب ولا ضرورة فيه ولو قال عند الخوف الق وعلي ضمانه مع ركبان السفينة فامتنعوا فان قال اردت التساوي قبل ولزمه بحصته وان رضوا لزمهم الضمان ولو قال وقد اذنوا لي فانكروا ضمن الجميع بعد اليمين

اور اس باب کے مسئلون سے مسائل زبیہ بھی ملحق کیے جاتے ہین زبیہ سے وہ حفیرہ (گڑھا)
مراد ہے جو شکار شیر و پلنگ کے لیے کھودا جاتا ہے پس اگر زبیہ شیر مین کوئی شخص گر جائے
اور شخص مذکور کسی دوسرے شخص کے ساتھ متعلق (درآویختہ) ہوجائے اور وہ (دوسرا)
کسی تیسرے شخص کے ساتھ متعلق ہوجاے اور وہ (تیسرا) کسی چوتھے شخص کے ساتھ
متعلق ہوجائے اور اون چارون شخصون کو شیر ہلاک کرے تو اوسمین دو روایتین وارد
ہوئی ہین پس ایک روایت ہے جسکو محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ جناب
امیر المؤمنین علیہ السلام نے شخص اول کو فریسہ اسد (طعمہ شیر) قرار دیا اور اوس (اول) کے اولیا
پر دوم کے لیے ثلث دیت کو اور اولیاء دوم پر اولیاء سوم کے لیے دیت کے دو ثلث کو اور سوم پر
اولیاء چہارم کے لیے دیت کاملہ کو لازم فرمایا اور دوسری روایت ہے جسکو سمع نے حضرت
امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اول کے لیے ربع دیت
کا اور دوم کے لیے ثلث دیت کا اور سوم کے لیے نصف دیت کا اور چہارم کے لیے دیت کاملہ کا
حکم فرمایا اور اون دیتون کو اون لوگون کے عاقلہ پر لازم فرمایا جنھون نے کہ شکار
شیر پر ازدحام کیا تھا اور روایت اخیرہ کا طریقہ تا سمع ضعیف ہے لہذا وہ (روایت
اخیرہ) ساقط از اعتبار ہے اور روایت اولی مشہور ہے لیکن وہ حکم ایک واقعہ مخصوصہ
سے متعلق ہوا ہے جسمین حضرت کا ایسے امر پر مطلع ہونا محتمل ہے جو حکم مذکور کو مقتضی ہوا ہو
اور ممکن ہے کہ اول پر دیت دوم کی لازم ہونے کو اور دوم پر دیت سوم کی لازم ہونیکو
اور سوم پر دیت چہارم کی لازم ہونے کو اختیار کرین اسلیے کہ اول کا اتلاف دوم کے
ساتھ مستقل ہونا اور دوم کا اتلاف سوم کے ساتھ مستقل ہونا اور سوم کا اتلاف چہارم کے
ساتھ مستقل ہونا مفروض ہے بشرطیکہ مشارکت حادث و ممسک کے قائل نہون اور اگر مباشر

ومن اللواحق مسائل الزبية وقع واحد في زبية الاسد فتعلق بثان وتعلق الثاني بثالث والثالث برابع فافترسهم الاسد ففيه روايتان احداهما رواية محمد بن قيس عن ابي جعفر عليه السلام قال قضى امير المؤمنين عليه السلام في الاول فريسة الاسد وغرم اهله ثلث الدية للثاني وغرم الثاني لاهل الثالث ثلثي الدية وغرم الثالث لاهل الرابع الدية كاملة والثانية رواية سمع عن ابي عبد الله عليه السلام ان عليا عليه السلام قضى ان للاول ربع الدية وللثاني ثلث الدية وللثالث نصف الدية وللرابع الدية كاملة وجعل ذلك على عاقلة الذين ازدحموا والاخيرة ضعيفة الطريق الى سمع فاذن هي ساقطة والاولى مشهورة لكنها حكم في واقعة ويمكن ان يقال على الاول الدية للثاني لاستقلاله باتلافه وعلى الثاني دية الثالث وعلى الثالث دية الرابع لهذا المعنى

اساک اور مشارک جذب کے مشارکت کے قائل ہون تو اوّل پر دوم کی تمام دیت
لازم ہوگی اسلیے کہ اوّل کا دوّم کے اتلاف مین مستقل ہونا مفروض ہے اور دیت
سوّم کا نصف لازم ہوگا اسلیے کہ سوّم کے قتل مین اوّل کا دوّم کے ساتھ شریک ہونا
مفروض ہے اور دیت چہارم کا ثلث لازم ہوگا اسلیے کہ چہارم کے قتل مین باستے
تینون شخصون کا شریک ہونا مفروض ہے اور دوّم پر دیت سوم کا نصف لازم
ہوگا اسلیے کہ قتل سوّم مین دوّم کا اوّل کے ساتھ شریک ہونا مفروض ہے اور دیت
چہارم کا ثلث لازم ہوگا اور سوّم پر دیت چہارم کا ثلث لازم ہوگا اسلیے کہ قتل چہارم
مین سوّم کا دوّم و اوّل کے ساتھ شریک ہونا مفروض ہے اور اگر کوئی انسان دوسرے
شخص کو کسی کنوین کے طرف جذب کرے اور مجذوب اوسمین گرجاے اور اوسکے گرنیکے وجہ سے
مجذوب ہلاک ہوجائے تو خون جاذب ہدر ہوگا اور اگر مجذوب ہلاک ہوجاے تو
جاذب اوسکا ضامن ہوگا اسلیے کہ اوس (جاذب) کا اتلاف مجذوب مین مستقل ہونا
مفروض ہے اور اگر وہ دونون (جاذب و مجذوب) مرجائین تو خون اوّل ہدر ہوگا اور
اوس (اوّل) کے مال مین دیت دوّم لازم ہوگی اور اگر دوّم کسی سوّم کو جذب کرے
اور وہ تینون شخص اوسمین سے ہر ایک کے گرنے کی وجہ سے مرجائین تو اوّل کی موت اوس
(اوّل) کے فعل اور دوّم کے فعل سے حاصل ہوگی پس اوسکی دیت کا نصف ساقط
ہوجائیگا اور دوّم پر نصف آخر لازم ہوگا اور دوّم کے موت اوس (دوّم) کے سوّم کو
جذب کرنے اور اوّل کے اوس (دوم) کو جذب کرنے کی وجہ سے حاصل ہوی ہے
پس اوّل پر دیت دوم کا نصف لازم ہوگا اور سوّم پر ضمانت ثابت نہوگی اور سوم
کے لیے پوری دیت ثابت ہوگی پس اگر ترجیح مباشرۃ کے قائل ہون تو دوّم پر اوس (سوّم)

کے دیت لازم ہوگی اور اگر مشارکت تابعض وجاذب کے قائل ہون تو اول پر اوس (سوم) کی دیت کا ایک نصف اور دوم پر دوسرا نصف لازم ہوگا اور اگر سوم کسی چہارم کو جذب کرے اور اونمین سے بعض کا بعض آخر پر ہلاک ہونا فرض کیا جاے تو اوّل کے لیے دیت کے دو ثلث ثابت ہون گے اسلیے کہ وہ تین امرون کی وجہ سے ہلاک ہوا ہے **پہلا امر** اوس (اوّل) کا دوّم کو اپنے اوپر جذب کرنا **دوسرا امر** دوم کا سوم کو اوس (اول) پر جذب کرنا **تیسرا امر** سوم کا چہارم کو جذب کرنا پس دیت کی وہ مقدار ساقط ہوجائیگی جو فعل اول کے مقابل قرار پائیگی جس سے ثلث دیت مراد ہے اور دوم وسوم پر باقی دو ثلث فی کس ایک ثلث کے حساب سے لازم ہونگے اور چہارم پر ضمانت لازم نہوگی اور دوم کے لیے بھی دیت کے دو ثلث ثابت ہونگے اسلیے کہ وہ (دوم) بھی تین امرون کی وجہ سے ہلاک ہوا ہے **پہلا امر** اول کا اوس (دوّم) کو جذب کرنا **دوسرا امر** اوس (دوم) کا سوم کو اپنے اوپر جذب کرنا **تیسرا امر** سوم کا چہارم کو جذب کرنا پس دیت کی وہ مقدار ساقط ہوجائیگی جو فعل دوّم کے مقابل قرار پائیگی جس سے ثلث دیت مراد ہے اور اوّل وسوّم پر باقی دو ثلث فی کس ایک ثلث کے حساب سے لازم ہون گے اور سوّم کے لیے بھی دیت کے دو ثلث ثابت ہون گے اسلیے کہ وہ (سوم) بھی تین امرون کے وجہ سے ہلاک ہوا ہے **پہلا امر** اوس (سوم) کا چہارم کو جذب کرنا **دوسرا امر** دوّم کا اوس (سوم) کو جذب کرنا **تیسرا امر** اول کا اوس (سوم) کو جذب کرنا اور چہارم پر کوئی شے لازم نہوگی اور اوس (چہارم) کے لیے مجموع دیت ثابت ہوگی پس اگر ترجیح مباشرت کے قائل ہون تو سوم پر اوس (چہارم) کی دیت لازم ہوگی اور اگر مشارکت کے قائل ہون تو اوس (چہارم) کی دیت سے

لانہ مات بثلاث جنایات جذبہ الثانی علیہ وجذب الثانی الثالث علیہ وجذب الثالث الرابع فیسقط ما قابل فعلہ ویبقی الثلثان علی الثانی والثالث ولا ضمان علی الرابع وللثانی الثلثان ایضا لانہ مات بجذب الاول لہ وبجذبہ الثالث وبجذب الثالث الرابع علیہ فیسقط ما قابل فعلہ ویجب الثلثان علی الاول والثالث وللثالث ثلثا الدیۃ ایضا

تین حصہ کیے جائینگے جو اول و دوم اور سوم پر فی کس ثلث دیت کے حساب سے لازم ہون گے **امر سوم** جنایتِ اطراف (اعضاء) کے بیان مین اور اوسمین تین مقصد ہین **پہلا مقصد** دیات اعضاء کے بیان مین اور جس جنایت کی دیت کے لیے کوئی مقدار معین نہین ہے اوسمین ارش ثابت ہوتے ہین اور اٹھارہ جنایتون کے لیے مقدار معین ہے **اوّل** ازالہ شعر (بال) ہے اور شعر راس (موی سر) کے زائل کرنے مین دیت کاملہ ثابت ہوتی ہے اور اسیطرح شعر لحیہ (موی ریش) کے زائل کر دینے مین (داڑھی کا بال) بھی دیت کاملہ ثابت ہوتی ہے پس اگر بعد جنایت وہ دونون (شعر راس و لحیہ) روئیدہ ہون تو بعض علمانے فرمایا ہے کہ شعر لحیہ مین ثلث دیت ثابت ہوگی اور جو روایت کہ اس قول کا مستند ہے وہ ضعیف ہے اور اون دونون (شعر لحیہ و راس) کے روئیدہ ہونے کی صورت مین ارش کا ثابت ہونا اشبہ ہے اور جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا ہے اگر شعر راس روئیدہ ہون تو سو دینار ثابت ہون گے اور اس قول کا مستند معلوم نہین ہے لیکن اگر کوئی شخص کسی عورت کے بالون کو زائل کردے تو جانے پر اوس عورت کی دیت ثابت ہوگی اور اگر اوس (عورت) کے بال از سر نو روئیدہ ہون تو مہر امثال ثابت ہوگا اور شعر حاجبین (دونون ابرون کے بال) کے زائل کرنے مین پانچ سو دینار ثابت ہوتے ہین اور ہر ایک حاجب مین اوسکا نصف (اڑھائی سو دینار) ثابت ہوتا ہے اور بعض حاجب مین دیت کی وہ مقدار ثابت ہوگی جو کل حاجب کے بہ نسبت قرار پائیگی پس اگر کوئی شخص نصف حاجب کو زائل کردے تو ایک سو پچیس دینار ثابت ہون گے اور علی ہذا القیاس اور اہداب (وہ بال جو پلکون پر روئیدہ ہوتے ہین) مین تردد ہے اور جناب شیخ الطائفہ رہ نے کتاب مبسوط و خلاف

القسم الثالث في الجناية على الأطراف والمقاصد ثلاثة الأول في ديات الأعضاء وكل ما لم تقدير فيه ففيه الأرش والمقدر ثمانية عشر **الأول** الشعر وفي شعر الراس الدية كاملة وكذا في شعر اللحية فان نبت فقد قيل فيه ثلث الدية والرواية ضعيفة والاشبه الارش وفي شعر الراس الارش ان نبت وقال المفيد رحمه الله في شعر الراس ان نبت مائة دينار ولا اعلم المستند اما شعر المرأة ففيه ديتها ولو نبت ففيه مهرها وفي الحاجبين خمسمائة دينار وفي كل واحد نصف ذلك وما أصيب منه فعلى الحساب وفي الأهداب تردد قال في المبسوط والخلاف

الدية ان لم ينبت وفيها مع الاجفان ديتان لو قلنا بالانضمام والسقوط بالانضمام اشبه والارش حالة الانفراد وما عدا ذلك من الشعر لا تقدير فيه استنادا الى البراءة الاصلية

مین فرمایا ہی کہ پوری دیت ثابت ہوگی بشرطیکہ دوبارہ روئیدہ نہون اور اگر کوئی شخص اہداب
کو مع اجفان (پلکین) زائل کرے تو دو دیتین ثابت ہونگی لیکن صورت انضمام اہداب
کا اجفان کے ساتھ قطع کرنا) مین دیت اہداب کا ساقط ہونا اور صورت انفراد) اہداب
کا بدون اجفان قطع کرنا) مین ارش کا ثابت ہونا اقرب ہی اور شعور مذکورہ (جنکا
ذکر ہوا) کے سوا اور بالون کے قطع کرنے مین دیت کی کوئی مقدار معین نہین ہے اور
عدم تعیین کا مستند برائت اصلیہ ہے **دوم** قطع عینین (دونون آنکھون کا اوکھاڑ
ڈالنا) ہے اور اون دونون مین تمام دیت ثابت ہوتی ہی اور ہر ایک مین نصف دیت
ثابت ہوتی ہے اور حکم مذکور مین عین صحیحہ اور عمشا، (جسکی بصارت ضعیف ہو) اور
حولاء (جسکو ایک شی کے جگہ دو چیزین نظر آئین) اور جاحظہ (جسکا ڈھیلہ بڑا ہو "بدنما") ساوی ہے
اور ازالہ اجفان مین بھی تمام دیت ثابت ہوتی ہے اور ہر ایک جفن (پلک) کی مقدار
مین اختلاف ہی شیخ الطائفہ رح نے کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہی ہر ایک جفن مین ربع
دیت ثابت ہوگی اور کتاب خلاف مین فرمایا ہی کہ جفن اعلے مین دیت کے دو ثلث
اور جفن اسفل مین ایک ثلث ثابت ہوگا اور کتاب خلاف مین دوسرے مقام پر
فرمایا ہی کہ جفن اعلے مین ثلث دیت اور جفن اسفل مین نصف دیت ثابت ہوگی اور
اس تقدیر پر سدس دیت کم ہوجائیگا اور اس قول کے اکثر علما قائل ہوے ہین اور اگر
بعض جفن پر جنایت ہو تو مقدار جنایت کا مجموع جفن کے ساتھ نسبت دینا اور اوسی
نسبت کے حساب سے اوس (بعض جفن) کے دیت کا اخذ کرنا معین ہوگا اور اگر عینین
(دونون آنکھین) کے ساتھ اجفان بھی قطع کیے جائین تو اون دونون (عینین و اجفان)
کے دیت مین تداخل نہوگا اور اعور (یک چشم) کے عین صحیحہ مین دیت کاملہ ثابت ہوگی

الثاني العينان وفيهما الدية وفي كل واحدة نصف الدية ويستوي الصحيحة والعمشاء والحولاء والجاحظة وفي الاجفان الدية وفي تقدير كل جفن خلاف قال في المبسوط في كل واحد ربع الدية وفي الخلاف في الاعلى ثلثا الدية وفي الاسفل الثلث وفي موضع آخر في الاعلى ثلث الدية وفي الاسفل النصف وينقص على هذا التقدير سدس الدية والقول بهذا كثير وفي بعضها بحسابه ولو قطعها مع العينين لم يتداخل وفي العين الصحيحة من الاعور الدية الكاملة

جبکہ اوسکا مرض عور ازراہِ خلقت ہویا منجانب اللہ حادث ہوا ہو اسلیے کہ وہ عین (صحیحہ) دونون کے قائم مقام ہے اور اگر کوئی اعور کسی اعور اور اگر کوئی شخص عین واحدہ کے جنایت کے عوض اوسکے دیت کا مستحق ہوچکا ہو تو عین صحیحہ کی جنایت مین نصف دیت ثابت ہوگی جسکی مقدار پانچسو دینار ہے اور عین عوراء کی خسف (بیٹھ جانا) کی دیت مین دو روایتین ہین ایک روایت یہ ہے کہ ربع دیت ثابت ہوگا اور وہ متروک ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ ثلث دیت ثابت ہوگی اور وہ مشہور ہے خواہ اوس (عین عوراء) کا نور ازراہ خلقت مفقود ہویا کسی شخص کے جنایت کرنے سے بے نور ہوگئی ہو اور اس مقام پر بعض علمانے وہم کیا ہے پس اونکی لغزش سے اجتناب کرو سوّم انف (ناک) ہے اور قطع انف مین دیت کاملہ ثابت ہوتی ہے جبکہ اوسکا استیصال (اصل سے قطع کرنا) کیا جائے اور اسیطرح مارن انف (سرِ بینی) کے قطع کرنے مین بھی دیتِ کاملہ ثابت ہوتی ہے جس سے ناک کیطرف نرم مراد ہے اور اسی طرح اگر کوئی شخص اوسکو شکستہ کرے اور مجموع انف فاسد ہوجائے تب بھی دیت کاملہ ثابت ہوگی اور اگر انف مکسور کا بدون عیب جبر ہوجائے تو اوسکی دیت مین سو دینار ثابت ہونگے اور شلل انف (ناک کا معیوب ہوجانا) مین دیت کی دو ثلث ثابت ہونگی اور روثۂ انف مین نصف دیت ثابت ہوتی ہے اور روثۂ انف سے وہ پردہ مراد ہے جو مابین منخرین (ناک کے دو سوراخون کے درمیان) واقع ہوا ہے اور ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ روثۂ انف سے مجمع مارن (سرِ بینی و بینی کے مجتمع ہونیکا مقام) مراد ہے اور اہل لغت نے بیان کیا ہے کہ اوس (روثۂ انف) سے طرف مارن مراد ہے اور احد المنخرین (دو سوراخون مین سے ایک کا قطع کرنا) مین

وقال ابن بابویہ رحمہ اللہ هي مجمع المارن وقال اهل اللغة هي طرف المارن وفي احد المنخرين

نصف الدية لانه اذهاب نصف المنفعة وهو اختيار الشيخ في المبسوط وفي رواية غياث عن ابي جعفر عن ابيه عليهما السلام ثلث الدية وكذا في رواية عبد الرحمن

نصف دیت ثابت ہوتی ہے اسلیے کہ اوسکے قطع کرنے مین نصف منفعت زائل ہوتی ہی اوراسی قول کو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین اختیار فرمایا ہی اور روایت غیاث مین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے وارد ہوا ہے کہ حضرت نے اپنے آباء طاہرین سے ثلث دیت کو نقل فرمایا ہی اوراسیطرح روایت عبد الرحمن عزری مین بھی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے وارد ہوا ہے کہ حضرت نے اپنے آباء طاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین سے ثلث دیت کو نقل فرمایا ہے اور دونون روایتون مین ضعف ہی لیکن اونکے مضمون پر عمل کرنا اشبہ ہی چہارم قطع اذنین (دونون کانونکا کاٹ ڈالنا) ہی پس اون دونون کے قطع کرنے مین دیت کاملہ ثابت ہوتی ہے اور ہرایک کے قطع کرنے مین نصف دیت ثابت ہوتی ہے اور بعض اذنین اوس (اذن) کے حساب سے دیت ثابت ہوتی ہے اور شحمۂ اذن (نرمہ گوش کے قطع کرنے مین) ثلث دیت ثابت ہوتی ہی جسکا مستند وہ روایت ہی جسکو مسمع نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور اس روایت کے طریقہ مین اگرچہ ضعف ہی لیکن شہرت عظیمہ اوسکی تائید کرتی ہے اور بعض اصحاب (شیخ الطائفہ رح) نے فرمایا ہی کہ خرم اذن (کان کا شگافتہ کرنا) مین اوس (اذن) کے دیت کا ثلث ثابت ہوگا اور بعض علما (ابن ادریس رح) نے قول مذکورہ کی تفسیر مین خرم شحمہ اور اوس (شحمہ) کی دیت کا ثلث بیان فرمایا ہے پنجم قطع شفتین (دونون ہونٹون کا کاٹ ڈالنا) ہے اور اون دونونکے قطع کرنے مین باتفاق علما دیت کاملہ ثابت ہوتی ہے اور ہرایک شفہ کی دیت مین بین العلما اختلاف واقع ہوا ہے شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین فرمایا ہی کہ شفہ علیا (اوپر کا ہونٹ) مین دیت کا ایک ثلث اور شفہ سفلے (نیچیکا ہونٹ) مین دیت کے

عبد الرحمن العرزمي عن ابي جعفر عليه السلام عن ابيه عليهم السلام وفي روايته ضعف غير ان العمل بمضمونها اشبه الرابع الاذنان وفيهما الدية وفي كل واحدة نصف الدية وفي بعضها بحساب ديتها وفي شحمتها ثلث ديتها على رواية فيها ضعف لكن يؤيدها الشهرة وقال بعض الاصحاب في الخرم ثلث ديتها

الخامس الشفتان وفيهما الدية اجماعا وفي تقدير دية كل واحدة خلاف قال الشيخ في المبسوط في العليا الثلث

وفی السفلی الثلثان وهو خیرة المفید وفی الخلاف فی العلیا اربعمائة دینار وفی السفلی ستمائة دینار وهی روایة ابی جمیلة عن ابان عن ابیعبدالله علیه السلام ذکره ظریف فی کتابه ایضاً وفی ابو جمیلة ضعف وقال ابن بابویه وهو ما فی کتاب ظریف ایضاً فی العلیا نصف الدیة وفی السفلی الثلثان وهو نادر مع زیادة الدیة لا معنی لها وقال ابن ابی عقیل هما سواء فی الدیة استناداً الی قولهم علیهم السلام کل ما فی الجسد منه اثنان ففیه نصف الدیة وهو احسن وفی قطع بعضها بنسبة مساحتها وحد السفلی عرضاً ما تجافی عن اللثة مع طول الفم وحد العلیا ما تجافی عن اللثة متصلاً بالمنخرین والحاجز مع طول الفم ولیس حاشیة الشدقین منهما ولو تقلصت قال الشیخ

دو ثلث ثابت ہوتے ہین اور جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ کا بھی یہی مختار ہے اور شیخ رہ نے کتاب خلاف مین فرمایا ہے کہ شفۂ علیا مین چار سو دینار اور شفۂ سفلے مین چھ سو دینار ثابت ہوتے ہین اور اس قول کا مستند وہ روایت ہی جسکو ابو جمیلہ نے بواسطہ ابان بن تغلب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور اس روایت کو ظریف نے اپنی کتاب مین بھی ذکر کیا ہے لیکن ابو جمیلہ مین ضعف ہی اور ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے اور وہ کتاب ظریف سے بھی منقول ہوا ہی کہ شفۂ علیا مین دیت کا نصف اور شفۂ سفلے مین دیت کے دو ثلث ثابت ہونگے اور یہ قول نادر ہے اور باوجود ندرت اسمین دیت پر زیادتی ہے جسکے کوئی معنے نہین ہین اور ابن ابی عقیل علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ دیت مین وہ دونون مساوی ہین جسکا مستند وہ قول ہے جسکو علما نے حضرات ائمۂ طاہرین علیہم السلام سے بطریق صحیح وحسن نقل کیا ہے کلما فی الجسد منہ اثنان ففیہ نصف الدیۃ (جس عضو کے لیے بدن انسان مین دو عدد موجود ہین اوس عضو مین نصف دیت ثابت ہوتی ہے) اور یہ قول خوب ہی اور بعض شفہ کے قطع کرنے مین مساحت شفہ کی نسبت کے ساتھ دیت ثابت ہوگی اور شفۂ سفلے (لب پائین) کے عرض کی حد باعتبار عرف وہ مقام ہے جو لثہ (زیر دندان کا گوشت) سے مع طول دہن جدا ہوا ہے اور شفۂ علیا کے عرض کی حد باعتبار عرف وہ مقام ہے جو لثہ سے مع طول دہن جدا ہوا ہے اور منخرین (دو سوراخ بینی) اور حاجز (وہ پردہ جو دونون سوراخون کے درمیان واقع ہے) کے ساتھ متصل ہے اور حاشیۂ شدقین (دو طرف دہن) اون دونون کے حد سے خارج ہے اور اگر بوجہ جنایت وہ دونون متقلّص ہوجائین تو شیخ علیہ الرحمہ نے

کتاب مبسوط مین فرمایا ہے کہ شفتین کی دیت کاملہ ثابت ہوگی اسلیے کہ تقلص بمنزلۂ اتلاف ہے لیکن حکومت کا ثابت ہونا اقرب ہی اسلیے کہ وہ (تقلص) از قبیل اتلاف نہین ہے بلکہ انساعیت ہی جسکے لیے باعتبار شرع کوئی مقدار معین نہین ہے اور اگر بوجہ جنایت اول دونون مین استرخاء (آویختہ ہوجانا) حادث ہوجائے تو دیت کی دو ثلث ثابت ہونگے **ششم** قطع زبان ہے پس زبان صحیح کے استیصال کرنے مین دیت کاملہ ثابت ہوگی اور زبان اخرس (گنگ) کے استیصال مین ثلث دیت ثابت ہوگی اور زبان اخرس کے جزء مین مساحت زبان کے حساب سے دیت ثابت ہوگی اور زبان صحیح کے جزء مین حروف معجم کا اعتبار کیا جائیگا اور وہ اٹھائیس[۲۸] حرف ہین اور ایک روایت مین وارد ہوا ہے کہ وہ اونتیس[۲۹] حرف ہین اور یہ روایت متروک ہی اور دیت کا حروف پر بالسویہ بسط کرنا معین ہوگا اور جس حرف کا تلفظ معدوم ہوگا اوسی کا حصہ اخذ کیا جائیگا اور اس حکم مین جملہ حروف مساوی ہین خواہ زبان کو اونکے ساتھ تلفظ کرنے مین داخل ہو یا نہو خواہ ثقیل ہون یا خفیف اور اگر جملہ حروف کے مخارج زائل ہوجائین تو دیت کاملہ ثابت ہوگی اگرچہ بعض لسان بھی قطع کی گئی ہو اور اگر مجنی علیہ بوجہ جنایت سریع النطق ہوجائے یا اوسکی سرعت مین زیادتی ہوجائے یا ثقیل اللسان ہو اور بوجہ جنایت اوسکا ثقل بڑھ جائے تو اوسکی دیت کے لیے کوئی مقدار معین نہین ہے لہذا اوسمین حکومت ثابت ہوگی اور اسیطرح اگر مجنی علیہ کی زبان مین بوجہ جنایت کوئی نقص حادث ہوجائے اور حرف فاسد کو حرف صحیح کے طرف نقل کرنے لگے مثلاً راء مہملہ کا ایسا تلفظ کرتا ہو جو شبیہ بغین ہو اور بوجہ جنایت غین صحیح کا تلفظ کرنے لگے تب بھی حکومت ثابت ہوگی اور زبان صحیح کی مقدار مقطوع کا اعتبار نکیا جائیگا بلکہ اون حروف کا اعتبار کیا جائیگا جن کا تلفظ

[۲۸] جو وحدت ہمزہ والف پر مبنی ہین ۱۲

[۲۹] جو اختلاف ہمزہ والف پر مبنی ہین ۱۲

فیہ دیۃ کاملۃ لان فیہا تفویت جنس المنفعۃ ولو استرختا ثلثا الدیۃ **السادس** اللسان وفی استیصال الصحیح منہ الدیۃ وفی الاخرس ثلث الدیۃ وفی قطع بعض لسان الاخرس مساحۃ اما الصحیح فیعتبر حروف المعجم وہی ثمانیۃ وعشرون حرفا وفی روایۃ تسعۃ وعشرون حرفا وہی مطروحۃ وتبسط الدیۃ علی الحروف بالسویۃ ویؤخذ نصیب ما یعدم نطقہا ونصیبہا متساویۃ اللسانیۃ وغیرہا وثقیلہا وخفیفہا ولو ذہبت اجمع وجبت الدیۃ الکاملۃ ولو صار سریع النطق او ازداد سرعۃ او کان ثقیلا فازداد ثقلا فلا تقدیر فیہ وفیہ الحکومۃ وکذا لو نقص فسادا ینقل الحروف الفاسد الی الصحیح ولا اعتبار بما یقدر المقطوع من الصحیح بل الاعتبار

الدیۃ ولو قطع نصف لسانہ فذہب ربع کلامہ ففیہ نصف الدیۃ ولو قطع ربع لسانہ فذہب نصف الحروف ففیہ نصف الدیۃ ولو جنی آخر اعتبر بما بقی بعد جنایۃ الاول ولو اعدم کلامہ ثم قطعہ آخر کان علی الاول الدیۃ وعلی الثانی الثلث ولو قطع لسان الطفل کان فیہ الدیۃ لان الاصل السلامۃ اما لو بلغ حدا ینطق مثلہ ولم ینطق ففیہ ثلث الدیۃ لغلبۃ الظن بالآفۃ ولو نطق بعد ذلک تبین الصحۃ واعتبر بالحروف فان کان بقدر ما اخذ والا تمم

بوجہ جنایت زائل ہوگیا ہے پس اگر کوئی شخص کسی انسان کی نصف زبان کو قطع کر ڈالے اور ربع حروف کا تلفظ زائل ہوجائے تو ربع دیت ثابت ہوگی اور نصف دیت ثابت نہوگی اور اسیطرح اگر ربع زبان کو قطع کر ڈالے اور نصف حروف کا تلفظ زائل ہوجائے تو نصف دیت لازم ہوگی اور اگر کوئی دوسرا شخص بھی جنایت کرے تو مابقی حروف کا اعتبار کیا جائیگا اور جنایت اوّل کے بعد جو حروف زائل ہونگے اونھین حروف کے نسبت کے ساتھ دیت کا اخذ کرنا صحیح ہوگا پس اگر جنایت اوّل کی وجہ سے نصف حروف کا زائل ہونا اور جنایت دوّم کی وجہ سے نصف باقی کا زائل ہونا فرض کیا جائے تو جانی دوم پر ربع دیت ثابت ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی انسان کے کلام کو معدوم کردے بعد ازان کوئی دوسرا شخص اوسکی زبان کو قطع کردے تو جانے اول پر دیت کاملہ ثابت ہوگی اور جانے دوّم پر دیت کا ثلث لازم ہوگا اسلیئے کہ اوسنے لسان اخرس کو قطع کیا ہے جسمین ثلثِ دیت ثابت ہونا قبل ازین مذکور ہوچکا ہے اور اگر کوئی شخص کسی طفل نابالغ کی زبان کو قطع کردے تو اوسمین بھی دیتِ کاملہ ثابت ہوگی اسلیئے کہ اصل سلامت لسان ہے لیکن اگر کوئی طفل ایسے حد پر بالغ ہو جسکے امثال کلام کرتے ہین اور اوسنے کلام نکیا ہو تو اوسمین ثلث دیت ثابت ہوگا اسلیئے کہ اسصورت مین اوسکی زبان کی موت ہونیکا ظن غالب حاصل ہے لہذا اوسپر حکم اخرس جاری کیا جائیگا اور اگر بعد ازان تکلم کرے تو اوسکا صحیح اللسان ہونا معلوم ہوجائیگا اور اخراج حروف کے ساتھ اوسکی دیت کا تشخص کرنا متعین ہوگا اور جانے پر اون حروف کی دیت لازم کیجائیگی جو جمیع حروف مین سے بوجہ جنایت ناقص ہوگئے ہین پس اگر اوسکے حروف کا نقصان اوس مقدار کے مساوی جو اوس سے اخذ کی گئی ہے فبہا والا جانے پر دیت کا تمام

ثلث دیت ١٢

کرنا لازم ہوگا اور اگر شخص صحیح اپنے نطق کے وجہ سے جنایت زائل ہونیکا مدعی ہو تو قسامت کے ساتھ اوسکی تصدیق کیجائیگی اسلیے کہ بیّنہ کا قائم کرنا متعذّر ہے اور روایت اصبغ بن نباتہ مین وارد ہوا ہے کہ اوسکی زبان پر سوزن کے ساتھ ضرب لگائی جائیگی پس اگر خون سیاہ برآمد ہوا تو اوسکی تصدیق کیجائیگی اور اگر خون سرخ برآمد ہوا تو اوسکی تکذیب کیجائیگی اور اگر کسی شخص کی زبان پر جنایت کیجائے اور اوسکا کلام زائل ہوجائے بعد ازان عود کرے تو آیا مجنی علیہ سے دیت کا استعادہ کیا جائیگا یا نہین پس شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین فرمایا ہے کہ استعادہ جائز ہوگا اسلیے کہ اگر اوسکا کلام زائل ہوجاتا تو عود نکرتا اور کتاب خلاف مین فرمایا ہے کہ استعادہ جائز نہوگا اسلیے کہ دیت کا بعوض حق اخذ کرنا مفروض ہے اور استعادہ پر کوئی دلیل نہین ہے اور یہی قول اشبہ ہے اور اگر کوئی شخص سن مثغّر (جسکا دانت باعتبار عادت روئیدہ نہوتا ہو) کو قلع کرے اور جانے سے اوسکی دیت اخذ کی گئی ہو بعد ازان عود کرے تو مجنی علیہ سے اوسکی دیت کا استعادہ کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ سن ثانیہ غیر اول ہے اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی انسان کی زبان کو قطع کر ڈالے بعد ازان حق تعالی اوسکو دوبارہ پیدا کردے تب بھی مجنی علیہ سے دیت کا واپس لینا صحیح نہوگا اسلیے کہ عود لسان پر عادت جاری نہین ہوئی لہذا او سپر ہبہ جدیدہ کا حکم جاری کیا جائیگا اور اگر کسی شخص کی زبان کے لیے دو طرفین ہون اور جانے نے احد الطرفین کو زائل کردیا ہو تو حروف کے ساتھ اوسکا امتحان کیا جائیگا پس اگر مجنی علیہ نے مجموع حروف کے ساتھ تلفظ کیا تو دیت نہوگی اور اوسین ارش ثابت ہوگی اسلیے کہ طرف مذکور از قبیل زیادت ہے ہفتم قلع اسنان ہے پس مجموع اسنان مین دیت کاملہ ثابت ہوتی ہے اور دیت کا اٹھائیس دانتون پر تقسیم کرنا متعین ہوگا

ولو ادعى الصحيح ذهاب نطقه عند الجناية صدق مع القسامة لتعذر البينة وفي رواية يضرب لسانه بابرة فان خرج الدم اسود صدق وان خرج احمر كذب ولو جنى على لسانه فذهب كلامه ثم عاد فهل تستعاد الدية قال في المبسوط نعم لانه لو ذهب لما عاد وقال في الخلاف لا وهو الاشبه اما لو قلع سن المثغر فاخذ ديتها ثم عادت لم تستعد لان الثانية غير الاولى وكذا لو قطع لسانه فانبته الله تعالى لان العادة لم تقض بعوده فيكون هبة ولو كان للسان طرفان فاذهب احدهما اعتبر بالحروف فان نطق بالجميع فلا دية وفيه الارش لانه زيادة السابع الاسنان وفيها الدية كاملة وتقسم على ثمانية وعشرين سن

منجملہ اونکے مقدم دہن میں بارہ دانت ہین منجملہ اونکے طرف اعلی مین چھ دانت ہین دو ثنیہ (وسط کے دونون دانت) اور دو رباعیہ (جو طرف ثنیہ مین واقع ہین) اور دو دانت (جو طرف رباعیہ مین واقع ہین) اور اسیطرح طرف اسفل مین بھی چھ دانت ہین اور مؤخر دہن مین سولہ دانت ہین منجملہ اونکے طرفِ اعلی مین آٹھ دانت ہین دو ضاحک (جو وقت ضحک نمودار ہوتے ہین) اور ہر ایک جانب کے تین اضراس (دندان کرسی جو جانب ضحک مین واقع ہین) اور اسیطرح طرف اسفل مین بھی آٹھ دانت ہین (دہاڑین) پس مجموع مقادیم کے قلع کرنے مین فی دندان پچاس دینار کے حساب سے چھ سو دینار ثابت ہوتے ہین اور مجموع مواخر کے قلع کرنے مین فی دندان پچیس دینار کے حساب سے چار سو دینار ثابت ہوتے ہین اور اس حکم مین دندان سفید اور دندان سیاہ مساوی ہین بشرطیکہ اونکی سیاہی خلقی ہو اور بوجہ جسات حادث نہوی ہو اور دندان زرد کا بھی یہی حکم ہے اگرچہ اونکی زردی بوجہ جنایت حادث ہوی ہو اور جبکہ دندان اصلی کے ساتھ دندان زائد بھی قلع کیے جائین تو دندانہاے زائد کے لیے دیت نہو گی اور اگر دندانہاے زائدہ بالانفراد قلع کیے جائین تو اونمین دندان اصلی کے دیت کا ثلث ثابت ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ اون (زائدہ) مین حکومت ثابت ہوگی اور قول اول اظہر ہے اور اگر کسی کے دندانہاے اصلیہ بوجہ جنایت سیاہ ہوگئے ہون اور ساقط نہوے ہون تو اونمین دیت کے دو ثلث ثابت ہونگے اور اگر کوئی شخص کسی انسان کے دانتون کو بعد اسوداد (سیاہ ہونا) اوکھاڑ ڈالے تو اونمین علے الاشہر ثلث دیت ثابت ہوگا اور اگر کسی کی دانت بوجہ جنایت شگافتہ ہوجائین اور ساقط نہون تو دیت کے دو ثلث ثابت ہون گے اور جو روایت کہ اس قول کا مستند ہے وہ ضعیف ہی اور ثبوت حکومت (ارش) اشبہ ہی اور جو دانت کہ اپنی اصل کے ساتھ

والدية قال المحقق منتجها وجهان اشبهما الثبوت ولو كسر ما برز عن اللثة فيه ولو كسر الظاهر عن اللثة ثم قلع

اوکھاڑا جائے اوسمین اوس (دانت) کی تمام دیت کا ثابت ہونا بے اشکال ہے اور اوس سے وہ دانت مراد ہے جو لثہ مین ثابت ہوئے اور اگر کوئی شخص کسی انسان کے دات کی اوسی مقدار کو شکستہ کر دے جو بیرون لثہ ہے تو آیا اوسمین بھی تمام دیت ثابت ہوگی یا نہین اسمین تردّد ہے لیکن اوسمین بھی دانت کی تمام دیت کا ثابت ہونا اقرب ہے اور کوئے شخص کسی انسان کے دانت اوس مقدار کو شکستہ کرے جو بیرون لثہ ہے بعد ازان دوسرا شخص اوسکے اصل کو اوکھاڑ ڈالے تو جانے اوّل پر دانت کے تمام دیت لازم ہوگی اور جانے دوم پر حکومت ثابت ہوگی اور اگر کسی طفل صغیر کا دانت اوکھاڑ دیا جائے یا شکستہ کر دیا جائے تو اوسکے روئیدہ ہونیکا انتظار کیا جائیگا پس اگر روئیدہ ہوا تو جانے پر ارش لازم ہوگی اور اگر روئیدہ نہوا تو جانی پر سنّ شغر (جسکا دانت باعتبار عادت دوبارہ روئیدہ نہین ہوتا) کی دیت ثابت ہوگی جس سے دانت کی تمام دیت مراد ہے اور بعض اصحاب نے فرمایا ہے کہ اوسمین ایک اونٹ ثابت ہوگا اور تفصیل نہین کی اور جو روایت کہ اس قول کا مستند ہے وہ ضعیف ہے اور اگر سنّ مقلوعہ (اوکھاڑا ہوا دانت) کے مقام پر کوئی انسان کسی ہڈی کو قائم کرے اور وہ لثہ پر ثابت ہو جائے بعد ازان کوئی شخص اوس (ہڈی) کو اوکھاڑ ڈالے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اوسمین دیت یا ارش ثابت نہوگی لیکن اُسمین ارش کا ثابت ہونا قوی ہے اسلیے کہ اوسکے اوکھاڑنے مین اذیّت اور عیب ہوتا ہے اور دانت کے منافع اوس سے حاصل ہوتے ہین ہشتم گردن ہے پس اگر کوئی شخص کسی انسان کے گردن کو شکستہ کر دے اور وہ (انسان) اصور (جسکی گردن مین کج ہو) ہو جائے تو اوسمین آدمی کی دیت کاملہ ثابت ہوگی اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی انسان کے

الآخر السنخ فعلى الاول الدية وعلى الثاني الحكومة وينتظر بسن الصغير فان نبت لزم الارش ولو لم ينبت فدية سن المثغر وقال بعض الاصحاب فيها بعير ولم يفصل وفي الرواية ضعف ولو انبت الانسان في موضع المقلوعة عظما فنبت فقلعه قالع قال الشيخ لا دية ويقوى ان فيه

الارش لانه يستتبع الاذية الشين المنافع و فيه اذا كسر فصار الانسان اصور الدية وكذا لو جنى

گردن پر ایسی جنایت کرے جو مانع ازدراد (بلع کرنا) ہو تب بھی دیت کاملہ ثابت ہوگی (کسی شے کا زیر حلق اوتارنا ۱۲) اور عیب مذکور (گردن کی کجی یا ازدراد کا بطلان) برطرف ہوجائے تو دیت نہوگی اور اوسمین ارش ثابت ہوگی نہم قلع لحیین ہی اور لحیین سے وہ دو ہڈیان مراد ہین جسکے ملتقی (مجتمع ہونیکی جگہ) کو ذقن (ٹھڈی) کہتے مین اور اون دونون مین سے ہر ایک کا کنارہ متصل بگوش ہوتا ہے اور اون دونون پر دندان پائین روئیدہ ہوتے ہین اور اونکی جلد پر ڈھاڑے نکلتی ہے اور اون دونون مین دیت کاملہ ثابت ہوتی ہی بشرطیکہ وہ دونون بدون اسنان (دندان) اوکھاڑے جائین جیسے طفل یا ایسے شخص کے لحیین کا اوکھاڑنا جو دانت نرکھتا ہو اور اگر وہ دونون مع اسنان اوکھاڑے جائین تو دو دیتین ثابت ہونگی اور اگر بوجہ جنایت اون دونون کے مضغ (طعام کا چبانا) نقصان ہوجائے یا وہ دونون اسطرح سخت ہوجائین کہ اونکا حرکت دینا عسیر (شاق) ہوجائے تو ارش ثابت ہوگی دہم قطع یدین ہی پس قطع یدین (دونون ہاتھ اونکا کاٹ ڈالنا) مین آدمی کی تمام دیت ثابت ہوتی ہے اور اون دونون مین سے ہر ایک مین نصف دیت لازم ہوتی ہے اور اون دونون کی حد معصم (کلائی۔ موضع سوار کنگن ۱۲) ہی اور اگر کوئی شخص کسی کے ایک ہاتھ کو مع اصابع (اونگلیون سمیت) قطع کر ڈالے تو فقط ہاتھ کی دیت (نصف دیت) ثابت ہوگی جسکی مقدار پانچسو دینار ہی اور اگر کسی شخص کی فقط اونگلیان قطع کیجائین تو دیت اصابع (اونگلیان) ثابت ہوگی جس سے پانچسو دینار مراد ہین اور اگر کف دست کے ساتھ بند دست کا بھی کوئی جزو قطع کیا جائے تو کف دست کی دیت کے پانچسو دینار ثابت ہونگے اور قدر زائد مین حکومت لازم ہوگی اور اگر کوئی شخص کسی انسان کے ہاتھ کو مرفق (کہنی) یا منکب

فيها الدية وفي كل واحدة نصف الدية وحدهما المعصم فلو قطعت مع الاصابع فدية اليد خمسمائة دينار ولو قطعت الاصابع منفردة ففيها خمسمائة دينار وفي الزائد حكومة ولو قطعت من المرفق او المنكب

(شانہ) سے قطع کردے تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین فرمایا ہے کہ ہمارے نزدیک اوسمین مقدر شرعی ثابت ہی اور تہذیب الاحکام پر حوالہ کیا ہی اور اگر کسی شخص کے ایک بند دست پر دو ہاتھ پیدا ہوئے ہون اور کوئی شخص اون دونون کو قطع کردے تو اون دونون مین دیت اور حکومت ثابت ہوگی اسلیے کہ ایک ہاتھ زائد ہے جسمین حکومت ثابت ہوگی اور دوسرا ہاتھ اصلی ہے جسمین دیت لازم ہوتی ہی اور دست اصلیہ کو دست زائدہ سے منفرد بالبطش (قوت) ہونے یا ازراہ بطش شدید ہونیکے ساتھ تمیز حاصل ہوتی ہے پس اگر وہ دونون ازراہ بطش مساوی ہون تو اون دونون مین سے ایک ہاتھ فی الجملہ اصلی ہوگا پس اگر کوئی شخص اون دونون کو قطع کرڈالے تو دست اصلیہ مین دیت اور زائدہ مین حکومت ثابت ہوگی اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین فرمایا ہے کہ دست زائدہ مین دست اصلیہ کے دیت کا ثلث ثابت ہوگا اور شاید کہ شیخ رح نے دست زائدہ کو دندان زائد اور انگشت زائدہ کے ساتھ تشبیہ دی ہے لیکن ثبوت ارش اقرب ہی اور قطع ذراعین مین میرے نزدیک دیت کاملہ ثابت ہوگی اور اسی طرح قطع عضدین (دونون شانے ۱۲) مین بھی تمام دیت لازم ہوگی اور ہر ایک ذراع یا عضد (شانہ) مین نصف دیت ثابت ہوگی

الحادی العشر

یازدہم قطع اصابع (اونگلیون کا کاٹ ڈالنا) ہی پس دونون ہاتھون کی اونگلیون کے قطع کرنے مین تمام دیت ثابت ہوگی اور اسیطرح دونون پاؤن کی اونگلیون کے قطع کرنے مین بھی تمام دیت لازم ہوگی اور ہر ایک اونگلی کے قطع کرنے مین عشر (دسوان حصہ ۱۲) دیت ثابت ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ قطع ابہام (بڑا انگشت) مین دست واحدہ کی دیت کا ثلث لازم ہوتا ہے اور باقی چارون اونگلیون مین فی انگشت ایک سدس کے حساب سے دو ثلث ثابت

ہوتی ہین اور ہر ایک انگلی کی دیت کا تین پورون پر بالسّویہ (برابر) تقسیم کرنا معیّن ہوگا
اور دیت ابہام کا دو پورون پر بالسّویہ تقسیم کرنا معیّن ہوگا اور انگشت زائدہ کے
قطع کرنے مین انگشت اصلیہ کی دیت کا ثلث ثابت ہوتا ہے اور ہر ایک اونگلی کے
شل کرنے مین اوس (انگشت) کی دیت سے دو ثلث ثابت ہوتے ہین اور کسی
انگشت کے بعد شلل (فاسد کرنا) قطع کرنے مین ثلث دیت ثابت ہوگا اور اسیطرح
اگر شلل انگشت از راہ خلقت موجود ہو تب بھی ثلث دیت ثابت ہوگا اور قطع ناخن
مین دس دینار ثابت ہوتے ہین بشرطیکہ بعد قطع روئیدہ نہو اور اسیطرح اگر بعد
قطع روئیدہ ہو لیکن سیاہ ہو تب بھی دس دینار ثابت ہونگے اور اگر سفید روئیدہ
ہو تو اوسمین پانچ دینار ثابت ہون گے اور جو روایت کہ اس قول کا مستند ہے
وہ ضعیف ہے لیکن بین العلما مشہور ہے اور روایت عبداللہ بن سنان مین
وارد ہوا ہے کہ قطع ناخن مین پانچ دینار ثابت ہوتے ہین دوازدہم کسر ظہر
(پشت کا شکستہ ہونا) ہے پس کسر ظہر مین دیت کاملہ ثابت ہوتی ہے اور اسیطرح
اگر کوئی شخص کسی انسان کے پشت پر ضرب لگائے اور وہ (انسان) کوزہ پشت
ہوجائے یا قعود پر بوجہ ضرب قادر نرہے تب بھی دیت کاملہ ثابت ہوگی اور اگر بعد
جنایت درست ہوجائے تو اوسمین ثلث دیت لازم ہوگا اور روایت ظریف موجود ہے
کہ اگر کسی انسان کی پشت مکسور کا بدون عیب منجبر ہوجائے تو جانے پر سو دینار لازم ہونگے
اور اگر بدون عیب منجبر نہو تو اوس (جانے) پر ہزار دینار لازم ہون گے اور اگر کوئی
شخص کسی انسان کی پشت کو شکستہ کردے اور اوس (انسان) کے دونون پانون
شل ہوجائین تو جانے پر کسر ظہر کے عوض مین تمام دیت اور دونون پانون کے شل

ہو جانے کے عوض مین دیت کے دو ثلث ثابت ہون گے اور کتاب خلاف مین مذکور ہے کہ اگر کوئی شخص کسی انسان کی پشت کو شکستہ کرے اور اوس (انسان) کی رفتار اور جماع کی قوت باطل ہو جائے تو جانے پر دو دیتین لازم ہون گی اسلیے کہ صورت مذکورہ مین دو منفعتون کا زائل ہونا مفروض ہے لہذا ہر ایک منفعت کے عوض تمام دیت لازم ہو گی سیزدہم قطع نخاع (حرام مغز) ہے پس اوسکے قطع کرنے مین دیت کاملہ ثابت ہو گی چہاردہم قطع ثدیین (پستان) ہے پس اگر کوئی شخص کسی عورت کے ثدیین کو قطع کردے تو اون دونون مین عورت کی تمام دیت ثابت ہو گی اور ہر ایک کے قطع کرنے مین نصف دیت ثابت ہو گی اور بوجہ جنایت اون دونون کا شیر منقطع ہو جائے تو اوسمین حکومت ثابت ہو گی اور اسیطرح اگر اون دونون مین شیر موجود ہو لیکن بوجہ جنایت اوسکا نزول (اوترنا) متعذر ہو جائے تب بھی حکومت ثابت ہو گی اور اگر ثدیین کے ساتھ جلد صدر کا بھی کوئی جزو قطع ہو جائے تو قطع ثدیین مین اونکی دیت ثابت ہو گی اور قطع زائد مین حکومت لازم ہو گی اور اگر جانے نے باوجود اسکے جراحت کو تا بجوف پہونچا دیا ہو تو اوس (جانے) پر دیت ثدیین اور حکومت اور دیت جائفہ (ایک قسم کا زخم ہے جو بعد ازین مذکور ہو گا) ثابت ہو گے اور اگر کوئی شخص کسی عورت کی حلمتین (راس ثدیین) کو قطع کردے تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین فرمایا ہے کہ اون دونون مین تمام دیت ثابت ہو گی اور اسمین اشکال ہے اسلیے کہ قطع ثدیین مین تمام دیت ثابت ہوتی ہے اور حلمتین پر بعض ثدیین صادق آتا ہے لہذا اون دونون (حلمتین) مین حکومت ثابت ہونی چاہیے اور اگر کوئی شخص کسی مرد کی حلمتین کو قطع کردے تو شیخ رہ نے کتاب مبسوط و خلاف مین فرمایا ہے

ثلثا دیة الرجلین وفی الخلاف لو کسر الصلب فذهب مشیه وجماعه فدیتان الثالث عشر النخاع وفی قطعه الدیة کاملة الرابع عشر الثدیان وفیهما من المرأة دیتها وفی کل واحدة نصف دیتها ولو انقطع لبنهما ففیه الحکومة وکذا لو کان اللبن فیهما وتعذر نزوله ولو قطعهما مع شیء من جلد الصدر ففیهما دیتها وفی الزائد حکومة ولو اجاف مع ذلک الصدر لزمه دیة الثدیین والحکومة ودیة الجائفة ولو قطع الحلمتین قال فی المبسوط

که اون دونون مین تمام دیت لازم ہوگی اور ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ مرد کے سر پستان مین ثمن دیت ثابت ہوگا جس سے پچیس دینار مراد ہین اور اسی کو شیخ رح نے تہذیب الاحکام مین ظریف سے بھی نقل کیا ہے لیکن مرد کے ثدیین مین تمام کا ثابت کرنا خالے از بعد نہین ہے اور شیخ رح نے روایت ظریف سے اعراض فرمایا ہے اور اوس حدیث کے ساتھ تمسک کیا ہے جو فصل شفتین مین مذکور ہوئی **پانزدہم** قطع ذکر (عضو تناسل) ہے پس مقدار حشفہ یا زائد کے قطع کرنے مین تمام دیت ثابت ہوتی ہے اگرچہ اوسکا استقبال (اوبیخ برکندن) ہوجائے خواہ مجنی علیہ شاب ہو یا شیخ یا طفل نابالغ یا مسلول الخصیتین (جسکی آنتین نکال ڈالی گئی ہون) اور اگر بعض حشفہ قطع کیا جائے (خواجہ سرا) تو قدر مقطوع کی دیت اوس نسبت کے ساتھ ثابت ہوگی جو نسبت کہ اوس (قدر مقطوع) کے ساحت کو مساحت کمرہ (راس ذکر) کے ساتھ حاصل ہوگی اور اگر کوئی شخص مقدار حشفہ کو قطع کرے بعد ازان کوئی دوسرا شخص باقی کو قطع کردے تو جانے اوّل پر تمام دیت لازم ہوگی اور جانے دوّم پر حکومت ثابت ہوگی اور ذکر عنین مین ثلث دیت ثابت ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص ذکر عنین کی کسی جز کو قطع کرے تو اسکی دیت بہ نسبت ذکر ثابت ہوگی اور خصیتین مین تمام دیت ثابت ہوگی اور ہر ایک خصیہ کے قطع کرنے مین نصف دیت لازم ہوگی اور ایک روایت مین وارد ہوا ہے کہ خصیۂ یسری کے قطع کرنے مین دیت کے دو ثلث ثابت ہون گے اسلیے کہ ولد اوسی سے مخلوق ہوتا ہے اور روایت مذکورہ اگرچہ حسن ہے لیکن روایات مشہورہ کے عموم سے عدول کرنے کو متضمن ہے اور انتفاخ خصیتین مین چار سو دینار ثابت ہوتے ہین پس اگر مجنی علیہ کو انتفاخ خصیتین کے وجہ سے رفتار پر قدرت نرہے تو آٹھ سو دینار ثابت ہون گے اور اس قول کا متند

كتاب ظريف نحوان التمه تعوينه الخامس عشر الشفران وهما اللحمان المحيطان بالفرج احاطة الشفتين بالفم وفيهما الدية في كل واحدة نصف الدية ويستوي في الدية السليمة والرتقاء وفي الركب حكومة وهو مثل موضع العانة من الرجل وفي افضاء المرأة ديتها ويسقط في الزوج ان وطئها بالغة ولو كان قبل بلوغها ولو كان بالغا ضمن قبل البلوغ ضمن الزوج مع مهرها ديتها والانفاق عليها حتى يموت احدهما ولو لم يكن زوجا وكان مكرها فلها المهر والدية وان كانت مطاوعة فلا مهر لها الدية ولو كانت المكرهة بكرا هل يجب لها ارش البكارة زائدا على المهر فيه تردد والاشبه وجوبه ويلزم ذلك في ماله لان الجناية اما عمدا او شبيه بالعمد السابع عشر قال الشيخ في المبسوط

شانزدہم کتاب ظریف ہی جو خالے از ضعف نہین ہے لیکن شہرت اوسکی مؤیّد ہی قطع شفرین ہے اور شفرین سے وہ دونون گوشت مراد ہین جو فرج زن پر اسطرح محیط ہین جسطرح کہ دہن انسان پر دونون ہونٹ محیط ہوتے مین پس اون دونون کے قطع کرنے مین عورت کی دیت کاملہ ثابت ہوتی ہے اور ہر ایک کے قطع کرنے مین عورت کی دیت کا نصف ثابت ہوتا ہے اور ثبوت مین زن سلیمہ و رتقاء (جسکی فرج گوشت سے پر ہو) مساوی ہین اور رکب زن کے قطع کرنے مین حکومت ثابت ہوتی ہے اور رکب سے عورت کا وہ مقام مراد ہے جو عانہ (زہار ۱۲) مرد کے مثل ہوتا ہے اور افضاء زن مین عورت کے دیت کاملہ ثابت ہوتی ہے اور اگر شوہر اپنی زوجہ بالغہ سے وطی کرے اور بوجہ وطی افضاء ہو جائے تو دیت ساقط ہو جاتی ہے اور اگر شوہر نے قبل بلوغ اُس سے وطی کی ہو تو صورت افضاء مین شوہر پر مہر زوجہ کے ساتھ اُسکی دیت بھی واجب ہو گی اور اُسپر انفاق کرنا لازم ہو گا تا اینکہ اون دونون مین سے ایک شخص وفات پائے اور اگر واطی مذکور شوہر نہو اور مکرہ (عورت کا وطی پر مجبور کرنیوالا) ہو تو صورت افضاء مین عورت کے لیے مہر المثال اور دیت ثابت ہو گی اور اگر عورت نے مطاوعت کی ہو تو مہر کا استحقاق نہو گا اور اوسکے لیے دیت ثابت ہو گی اور اگر زن مکرہہ (مجبورہ) باکرہ ہو تو مہر کے علاوہ اُسکو ارش بکارت کا بھی استحقاق ہو گا یا نہین اسمین تردّد ہے لیکن ارش بکارت کا واجب ہونا اشبہ ہی اور جانے پر دیت کا اپنے مال سے ادا کرنا لازم ہو گا اسلیے کہ جنایت مذکورہ یا عمد ہے یا شبہ بعمد جسکی دیت اوسی (جانے) کے مال مین ثابت ہوتی ہے اور عاقلہ پر ثابت نہین ہوتے **ہفدہم** قطع الیتین ہے پس شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین

فرمایا ہے کہ قطع الیتین مین تمام دیت ثابت ہوتی ہی اور ہر واحد مین نصف دیت لازم ہوتا ہی اور عورت کی الیتین مین اوس (عورت) کی دیت کاملہ ثابت ہوتی ہے اور ہر واحد مین عورت کی دیت کا نصف لازم ہوتا ہے اور یہ قول خوب ہی جسکا مستند وہ روایت ہی جو فصل شفتین مین گذر چکی ہی چھبیسوم قطع رجلین (دونون پاؤن ۱۲) ہے اور اون دونون کے قطع کرنے مین تمام دیت ثابت ہوتی ہے اور ہر واحد مین نصف دیت ثابت ہوتا ہی اور اون دونون کے حد مفصل ساق ہی اور اصابع رجلین (دونون پاؤن کی انگلیان) مین بانفرادہا دیت کاملہ ثابت ہوتی ہے اور ہر ایک اونگلی مین عشر دیت ثابت ہوتا ہی اور اس مقام پر بھی ابہام مین ویسا ہی اختلاف ہی جیساکہ یدین مین مذکور ہوا اور ہر ایک اونگلی کی دیت کا تین پورون پر بالسویہ تقسیم کرنا اور ابہام کی دیت کا دو پورون پر بالسویہ تقسیم کرنا معین ہوگا اور قطع ساقین مین دیت کاملہ ثابت ہوتی ہے اور اسیطرح قطع فخذین (دونون رانین) مین بھی تمام دیت ثابت ہوتی ہے اور ہر واحد مین نصف دیت ثابت ہوتا ہے اور اس مقام پر کئی مسئلے قابل بیان ہین پہلا مسئلہ جو اضلاع (استخوانہائے پہلو) کہ قلب سے متصل اور بائین طرف واقع ہین اونکے شکستہ کرنے مین فی ضلع (پسلی) پچیس دینار ثابت ہوتے ہین اور جو اضلاع کہ عضدین (دونون بازو) سے متصل ہین اونکے شکستہ کرنے مین فی ضلع دس دینار ثابت ہوتے ہین دوسرا مسئلہ کسر بعصوص (وہ استخوان رقیق جو گرد مقعد واقع ہے) مین تمام دیت ثابت ہوتی ہے جبکہ مجنی علیہ کو ضبط غائط (براز ۱۲) پر تمکن نرہی اور اس قول کا مستند وہ روایت ہی جسکو سلیمان بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہی اور اگر کوئی شخص کسی انسان کے عجان (مابین خصیتین و دبر) پر ضرب لگائے اور اوس (انسان) کو بول و براز کے ضبط کرنے پر قدرت نرہے

تو دیتِ کاملہ لازم ہوگی اوس قول کا مستند وہ روایت ہی جسکو اسحاق بن عمار نے حضرت
امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے **تیسرا مسئلہ** کسی عضو کی ہڈی کے
شکستہ کرنے مین اوس (عضو) کی دیت کا خمس (پانچوان حصہ) ثابت ہوتا ہی پس اگر
وہ ہڈی بدون عیب درست ہوجائے تو اوس (ہڈی) کے شکستہ کرنے کی دیت (دیت
عضو کا خمس) کے چار خمس ثابت ہوتے ہین اور ہڈی کی جراحتِ موضحہ (وہ زخم جسکی وجہ سے
ہڈی ظاہر ہوجائے) مین اوس (ہڈی) کے شکستہ کرنے کے دیت کا ربع (چوتھا حصہ)
ثابت ہوتا ہے اور کسی عضو کی ہڈی کے کوبیدہ کرنے مین اوس (عضو) کی دیت کا ثلث
ثابت ہوتا ہی پس اگر بدونِ عیب درست ہوجاوے تو اوس (ہڈی) کے کوبیدہ کرنے کی
دیت کے چار خمس ثابت ہوتے ہین اور کسی عضو سے اوسکی ہڈی کے جدا کرنے مین
اوس (عضو) کی دیت کے دو ثلث ثابت ہوتے ہین جبکہ عضو مذکور معطّل (بیکار)
ہوجائے پس اگر بدون عیب درست ہوجائے تو اوس (ہڈی) کے جدا کرنے کی دیت
چار خمس ثابت ہوتے ہین **چوتھا مسئلہ** شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط و خلاف مین
فرمایا ہے کہ ترقوتین (دو چنبر گردن) کے شکستہ کرنے مین دیت کاملہ ثابت ہوتی ہے
اور ہر ایک ترقوہ مین ہمارے اصحاب کے نزدیک مقدار دیت معیّن ہی اور شاید
کہ شیخ علیہ الرحمہ نے اوس مضمون کے طرف اشارہ کیا ہی جسکو ایک جماعت نے ظریف
سے نقل کیا ہی فی الترقوۃ اذا کسرت فجبرت علی غیر عیب اربعون دینارا
جسکا محصل یہ ہی کہ ایک ترقوہ کے شکستہ کرنے مین چالیس دینار ثابت ہوتے ہین جبکہ
وہ (ترقوہ) بدون عیب منجبر ہوجائے **پانچوان مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی انسان کے
شکم کو روندھ ڈالے تا اینکہ اوس (انسان) کا حدث (بول یا براز) سرزد ہوجائے

فیعطیہ الخمس ھو مروی عن اسحاق بن عمار **الثالثۃ** فی کسر عظم من عضو خمس دیۃ العضو فان صلح علی غیر عیب فاربعۃ اخماس دیۃ کسرہ وفی موضحتہ ربع دیۃ کسرہ وفی رضہ ثلث دیۃ ذلک العضو فان جبر علی غیر عیب فاربعۃ اخماس دیۃ رضہ وفی فکہ من العضو ثلثا دیۃ العضو ان تعطل فان صلح علی غیر عیب فاربعۃ اخماس دیۃ فکہ **الرابعۃ** قال فی المبسوط والخلاف فی الترقوتین الدیۃ وفی کل واحدۃ منھما مقدر عند اصحابنا ولعلہ اشارۃ الی ما ذکرہ جماعۃ عن ظریف فی الترقوۃ اذا کسرت فجبرت علی غیر عیب اربعون دینارا **الخامسۃ** من داس بطن انسان حتی احدث دیس بطنہ

توجانی کے شکم کا بعوض قصاص وندڈالنا صحیح ہوگا اور جانی کو ثلث دیت کے ساتھ اپنے نفس کے رہا کر لینے کا بھی اختیار ہوگا اور اس قول کا مستند روایت سکونی ہی اور اوس میں ضعف ہی **چھٹا مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی عورت کی بکارت کو اپنی اونگلی سے زائل کر دے اور اوس (عورت) کا مثانہ پھٹ جائے تا اینکہ وہ عورت) اپنے پیشاب کے روکنے پر قادر نرہی توجانی پر عورت کے دیت کا ثلث ثابت ہوگا اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ اوس (جانی) پر عورت کے دیت کاملہ لازم ہوگی اور یہ روایت اولی ہی اور عورت کو جانی سے بعوض وطی مہر المثل کا مطالبہ کرنا بھی صحیح ہوگا **مقصد دوم** اوس جنایت کے بیان مین جو منافع اعضاء پر واقع ہوتی ہی اور وہ (منافع) سات ہین **اول** عقل ہے پس ازالۂ عقل مین تمام دیت ثابت ہوتی ہے اور بعض عقل کے زائل کرنے مین ارش ثابت ہوتی ہی جسکی مقدار کا تشخص کرنا نظر حاکم پر منوط ہی اسلیے کہ مقدار نقصان کے معین کرنیکا کوئی طریقہ نہین ہے اور جناب شیخ الطائفہ رح نے کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہی کہ مقدار نقصان کا زمانہ کے ساتھ معین کرنا لازم ہوگا پس اگر مجنی علیہ کو ایک روز جنون رہے اور ایک روز افاقہ ہووے تو مقدار نقصان کا نصف عقل قرار دینا لازم ہوگا اور اگر اوس (مجنی علیہ) کو ایک روز جنون رہے اور دو روز افاقہ ہووے تو مقدار نقصان کا ثلث عقل قرار دینا واجب ہوگا اور یہ قول از قبیل تخمین ہے اور عقل کے زائل یا ناقص ہونے مین قصاص نہوگا اسلیے کہ اوس (عقل) کا محل معلوم نہین ہی اور اگر کوئی شخص کسی انسان کے سر کو شکستہ کر دے اور اوس (انسان) کی عقل زائل ہوجائے تو دونون جنایتون (عقل کا زائل اور سر کا شکستہ کرنا) کے دیت مین تداخل نہوگا اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ اگر جانی نے

المقصد الثاني في الجناية على المنافع وهي سبعة الاول العقل وفيه الدية وفي بعضه الارش في نظر الحاكم اذ لا طريق الى تقدير النقصان على التحقيق وفي المبسوط يقدر بالزمان فلو جن يوما وافاق يوما كان الذاهب نصفه وان جن يوما وافاق يومين كان الذاهب ثلثه وهو تخمين ولا قصاص في ذهابه ولا في نقصانه لعدم العلم بمحله ولو شجه فذهب عقله لم تتداخل دية الجنايتين وفي رواية ان كان

اوسکے سر کو ایک ضربت مین شکستہ کیا ہو تو تداخل ہوگا اور قول اوّل اشبہ ہے اور ایک روایت مین وارد ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی انسان کے سر پر ضرب لگائے اور اوس (انسان) کی عقل زائل ہو جائے تو ایک سال تک انتظار کرنا لازم ہوگا پس اگر مجنی علیہ نے اوسی سال مین وفات پائی تو جانی سے قصاص کا اخذ کرنا صحیح ہوگا اور اگر وہ (مجنی علیہ) باقی رہا اور اوسکی عقل نے عود نکیا تو اوسمین تمام دیت ثابت ہوگی اور یہ روایت خوب ہے اور اگر کوئی شخص کسی انسان کی عقل کو بوجہ جنایت زائل کر دے اور دیت کو اوس (انسان) کے حوالہ کر دے بعد ازان اوس (انسان) کے عقل عود کرے تو دیت کا مجنی علیہ سے واپس لینا صحیح نہوگا اسلیے کہ صورت مذکورہ مین عقل کا عود کرنا ہبۂ مجدّدہ کا حکم رکھتا ہے دوم سمع ہے پس ازالۂ سمع مین تمام دیت ثابت ہوتی ہے بشرطیکہ اہل معرفت نے یاس کی شہادت دی ہو اور اگر اہل معرفت نے تا مدتِ معینّہ اوس (سمع) کے عود کرنیکی امید ظاہر کی ہو تو اوس مدت کے منقضی ہونیکا انتظار کرنا لازم ہوگا پس اگر مدّت مذکورہ مین اوس (سمع) نے عود نکیا تو دیت کو استقرار ہو جائیگا اور اگر مجنی علیہ نے اپنی سماعت کے زائل ہونیکا دعوی کیا ہو اور جانی نے اوسکی تکذیب کی ہو یا جانی نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا ہو تو صوتِ عظیم اور رعد قوی کے ساتھ اور اوس (مجنی علیہ) کی غفلت کے وقت فریاد کرنیکے ساتھ اوسکی حال کا اعتبار (امتحان) کیا جائیگا پس اگر دعوائے مجنی علیہ متحقق ہوا تو دیت کا اوس (مجنی علیہ) کے حوالہ کرنا لازم ہوگا والّا اوس (مجنی علیہ) کے لیے دیت کے ساتھ حلف دیا جائیگا اور بعد دیت اوسکے موافق حکم کیا جائیگا اور اگر ایک کان کے قوت سماعت زائل ہو جاوے تو اوسمین نصف دیت ثابت ہوگا اور اگر مجنی علیہ اپنے ایک کان کی قوت سماعت کے ناقص ہو جانیکا مدّعی ہو

تو اوسکی سماعت کا دوسرے کان کے طرف قیاس کیا جائیگا پس اوسکا ناقص کان بند کر دیا جائیگا صحیح کان چھوڑ دیا جائیگا اور اوس مقام تک اوسپر صیحہ (بآواز بلند فریاد کرنا) کیا جائیگا جس مقام تک کہ اپنے سماعت نکرنیکا مدعی ہوا اور اوس مقام پر کوئی نشان کر دیا جائیگا بعد ازان کسی دوسرے جہت سے اوسپر بطور مذکور صیحہ کیا جائیگا پس اگر دونون مسافتین مساوی ہون تو اوسکی تصدیق کیجائیگی بعد ازان اوسکا ناقص کان چھوڑ دیا جائیگا اور صحیح کان بند کر دیا جائیگا اور بذریعہ صوت اوسکا اعتبار کیا جائیگا تا اینکہ اپنے سماعت نکرنے کا مدعی ہو بعد ازان اوسکا مکرر اعتبار کیا جائیگا پس اگر مقادیر مسافت اوسکی سماعت کرنے مین مساوی ہون تو اوسکی تصدیق کیجائیگی اور اس صورت مین دونون کانون (صحیح وناقص) کے مسافت کا پیمائش کرنا معیّن ہوگا اور جانے پر دیت کی وہ مقدار لازم ہوگی جو تفاوت کے حساب سے برآمد ہو پس اگر دونون مسافتون مین نصف کے نسبت ہو تو نصف دیت اور اگر ثلث کے نسبت ہو تو ثلث دیت لازم ہوگا اور روایت ابوبصیر مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہوا ہے کہ بذریعہ صوت (آواز) اوسکا جوانب اربعہ سے اعتبار (امتحان) کیا جائیگا پس صورت تساوی مین اوسکی تصدیق اور صورت تفاوت مین اوسکی تکذیب کیجائیگی اور اگر قطع اذنین (دونون کانون کا قطع کرنا) کی وجہ سے قوت سامعہ زائل ہو جائے تو جانے پر دو دیتین ثابت ہونگی اور قوت سامعہ کا ہبوب ریاح (ہوا کی حرکت) کے وقت امتحان کرنا صحیح نہوگا بلکہ سکون ریاح کا انتظار کرنا معیّن ہوگا تاکہ اصوات کا انضباط ممکن ہو سوم ضوء عینین (دونون آنکھون کا نور) ہے اور اوسکے زائل کرنے مین دیت کاملہ ثابت ہوتی ہے پس اگر مجنی علیہ بوجہ جنایت اوس (ضوء) کے زائل ہو جانیکا مدعی ہوا اور منجملہ اہل خبرت

اوسکے لیے دو مرد عادل شہادت دین تو اوسکا دعوی ثابت ہو جائیگا اور اسیطرح
اگر ایک مرد اور دو عورتین اوسکے لیے شہادت دین تب بھی اوسکا دعوی ثابت ہوگا
بشرطیکہ جنایت مذکورہ از قبیل خطا یا شبیہ عمد ہو پس اگر شاہدین نے بیان کیا ہو کہ اوس
(ضوء عینین) کے عود کرنے کی امید نہین ہے تو جانے پر دیت کا استقرار ہو جائیگا
اور اسیطرح اگر دونون (شاہدون) نے بیان کیا کہ اوس (ضوء) کے عود کرنیکی
امید ہے لکن اوسکے لیے کوئی مقدار معیّن نہین ہے تب بھی جانے پر دیت کا استقرار
ہو جائیگا اور اسیطرح اگر درصورت امید اوس (عود ضوء) کے لیے کوئی مدت معیّن
کرین اور وہ مدت منقضی ہو جائے اور وہ (ضوء) عود نکرے تب بھی جانے پر دیت
کا استقرار ہو جائیگا اور اسیطرح اگر قبل مدت وہ (مجنی علیہ) وفات پائے تب بھی
یہی حکم ہوگا لکن اگر مدت معیّنہ مین اوس (مجنی علیہ) کی بصارت عود کرے تو ارش
ثابت ہوگی اور اگر بصارت کے عود کرنے مین مابین جانے و مجنی علیہ اختلاف واقع ہو
تو مجنی علیہ کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اسلیے کہ اصل عدم عود ہی اور جب کہ
مجنی علیہ اپنی بصارت کے زائل ہو جانے کا مدعی ہو اور اوسکی آنکھ قائم ہو تو اوسکو
قسامت کے ساتھ حلف دیا جائیگا اور بعد حلف اوسکے لیے حکم کیا جائیگا اور روایت
اصبغ بن نباتہ مین حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہوا ہی کہ اوس (مجنی علیہ)
کی آنکھ کا آفتاب کے ساتھ مقابلہ کیا جائیگا پس اگر اوسکی دونون آنکھین مفتوح (کشادہ)
رہین تو اوسکی تصدیق کیجائیگی و الا تکذیب کیجائیگی اور اگر مجنی علیہ اپنی ایک آنکھ کے
ناقص ہو جانیکا مدعی ہو تو اوس آنکھ کا دوسری آنکھ کے ساتھ قیاس کرنا معیّن ہوگا
اور اوسطرح امتحان کیا جائے جسطرح کہ قوت سامعہ مین مذکور ہوا اور اگر مجنی علیہ

اپنی دونون آنکھون کے ناقص ہوجانے کا مدّعی ہو تو اُسکی دونون آنکھون کا اون
لوگون کی آنکھون کے ساتھ قیاس کرنا معیّن ہوگا جو اوسکے ہم سن ہین اور جانے پر بقدر
بصارت کا حوالہ مجنی علیہ کرنا لازم ہوگا لکن قبل حوالہ اوس (مجنی علیہ) کو قسامت کے
ساتھ ازراہ احتیاط حلف دینا واجب ہوگا اور کسی آنکھ کا یوم غیم (روز ابر) مین اعتبار
کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ قیاس اوسمین ظاہر نہین ہوسکتا اور اسیطرح کسی آنکھ کا زمین مختلف
الحیات مین اعتبار کرنا بھی صحیح نہوگا اور اگر کوئی شخص کسی انسان کی آنکھ کو اوکھاڑ ڈالے
اور جانے اوس (آنکھ) کی قائم اور غیر مبصر ہونیکا مدّعی ہوا اور مجنی علیہ اوس (آنکھ) کے
صحیح ہونیکا دعوی کرے تو قولِ جانے اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اور بسا اوقات
قول مجنی علیہ کا مقبول ہونا خطور کرتا ہی اسلیے کہ اصل صحّت ہی اور یہ احتمال ضعیف ہی
اسلیے کہ اصل صحت اس مقام پر اصل برائت کے معارض ہی اور دیت یا قصاص کے
استحقاق کا حاصل ہونا تیقّن سبب پر منوط ہی اور اس مقام پر تیقّن کا نہونا مفروض ہے
اسلیے کہ اصل صحّت سے ظن حاصل ہوتا ہی اور قطع حاصل نہین ہوتا چہارم قوتِ
شامّہ ہی اور اوسکے زائل کرنے مین دیتِ کاملہ ثابت ہوتی ہے اور اگر مجنی علیہ بوجہ
جنایت اُسکے زائل ہوجانیکا مدّعی ہو تو اشیاء طیّبہ و منتّنہ (بدبو) کے ساتھ اعتبار
کیا جائیگا بعد ازان اوس (مجنی علیہ) کو قسامت کے ساتھ ازراہ احتیاط حلف دیا جائیگا
اور بعد حلف اوسکے لیے حکم کیا جائیگا اسلیے کہ منتّنہ کے لیے قوت شامّہ کے زوال پر
مطّلع ہونیکا کوئی طریقہ نہین ہی اور روایتِ اصبغ بن نباتہ مین منقول ہوا ہی کہ کسی
حراق کا سوختہ کرکے اوس (مجنی علیہ) سے قریب کرنا معیّن ہوگا پس اگر اوسکی دونون
آنکھون سے آنسو جاری ہوا اور اوسنے اپنی ناک کو ہٹا لیا تو اوسکے کاذب ہونیکا

وہ شے جو آگ سے جلد سوختہ ہو اور اوس سے دھوان بلند ہو جیسے کپڑا وغیرہ ۱۲

ثم قال المصنف ... کانت قائمة ... الجهات ولو قلع عينا وقال ... بعين فرس ... الاستظهار ... التفاوت بعد ... بما نقص ... النقص

عليه كانت مجمجمة فالقول قول ... بلا قسم ويحتمل ان القول قول المجني عليه لان الاصل الصحة وهو ضعيف لان اصل الصحة معارض لاصل البراءة والدية او القصاص لا يستحق الا مع تيقن السبب ولا يقين هنا لان الاصل لا يفيد القطع الرابع الشم وفيه الدية كاملة ولو ادعى ذهابه عقيب الجناية اعتبر بالاشياء الطيبة والمنتنة ثم يستظهر عليه بالقسامة ويقضى له لانه لا طريق الى البينة وفي رواية يحرق له حراق ويقرب منه فان دمعت عيناه ونحى انفه فهو كاذب

والا اوسکے صادق ہونے کا حکم کیا جائیگا اور اگر کوئی شخص بوجہ جنایت اپنی قوتِ شامہ کے ناقص ہوجانیکا مدعی ہو تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ اوس (شخص) کو حلف دیا جائیگا اسلیے کہ بیّنہ کے لیے اوس نقصان پر مطلع ہونیکا کوئی طریقہ نہین ہی اور حاکم کو اپنے مؤدّاے اجتہاد کے موافق اوسکے لیے حکم کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ شارعِ مقدّس کیطرف سے اوسمین کوئی مقدار معیّن نہین ہی اور اگر مجنی علیہ نے جانے سے قوّتِ شامّہ کے دیت کو اخذ کرلیا ہو بعد ازان وہ (قوّتِ شامّہ) عود کرے تو جانے کو مجنی علیہ سے اوس (دیت) کا واپس لینا صحیح نہوگا اسلیے کہ اوسکا عود کرنا ہبۂ متجدّدہ کا حکم رکھتا ہی اور اگر کوئی شخص کسی انسان کی ناک کو قطع کرڈالے اور بوجہ قطع اوس (انسان) کی قوتِ شامہ بھی زائل ہوجائے تو قاطع پر دو دیتین ثابت ہونگی **ششم** قوتِ ذائقہ ہی پس اگر کوئی شخص کسی انسان کے قوتِ ذائقہ کو برطرف کردے تو اوسمین بھی دیتِ کاملہ کی ثابت ہونیکا قائل ہونا ممکن ہے اسلیے کہ ائمۂ معصومین علیہم السلام نے ارشاد فرمایا ہے کل ما فی الانسان منہ واحد ففیہ الدیۃ یعنی جو شے بدنِ انسان مین ایک ہی اوسکے زائل کرنے مین دیت کاملہ ثابت ہوتی ہی پس بعد جنایت اوسمین مجنی علیہ کے دعوے کے طرف رجوع کیجائیگی لکن از راہِ احتیاط اوسکو قسامت کے ساتھ حلف دینا معیّن ہوگا اور دعوئ نقصان کی صورت مین حاکم پر اسی مقدار کی ساتھ از راہِ تخمین فیصلہ کرنا لازم ہوگا جو مادۂ منازعت کو منقطع کردے اسلیے کہ شارع نے اس مقام پر کوئی مقدار معیّن نہین فرمائی **ششم** اگر مجنی علیہ پر حالتِ جماع مین بوجہ جنایت انزال کرنا متعذّر ہو تو جانے پر تمام دیت ثابت ہوگی **ہفتم** بعض علما نے فرمایا ہی کہ سلس البول مین دیتِ کاملہ ثابت ہوتی ہے اور اس قول کا مستند وہ روایت ہی جسکو غیاث بن ابراہیم نے حضرتِ امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہی اور اوسمین ضعف ہی

ولو ادعى نقص الشم قيل يحلف اذ لا طريق الى البينة ويوجب له الحاكم ما يؤدي اليه اجتهاده ولو اخذ دية الشم ثم عاد لم يعد الدية ولو قطع الانف فذهب الشم فديتان **السادسة** الذوق يمكن ان يقال فيه الدية لقوله عليه السلام كل ما في الانسان منه واحد ففيه الدية ويرجع فيه عقيب الجناية الى دعوى المجني عليه مع الاستظهار بالايمان وفي النقصان يقضي الحاكم بما يحسم المنازعة تقريبا **السابعة** لو اصيب فتعذر عليه الانزال في حال الجماع كان فيه الدية **الثامنة** قيل في سلس البول الدية وهي رواية غياث بن ابراهيم وفيه ضعف

اور بعض علمانے فرمایاہی کہ اگر عارضہ مذکورہ تاشب باقی رہے تو تمام دیت اور اگر تازوال باقی رہے تو دیت کے دو ثلث اور اگر ارتفاع روز تک باقی رہے تو دیت کا ایک ثلث ثابت ہوگا اور ابطال صورت مین دیت کاملہ ثابت ہوگی **تیسرا مقصد** شجاج (زخم سر) اور جراح (وہ زخم جو سر کے علاوہ کسی مقام پر موجود ہو) کے بیان مین اور شجاج آٹھ ہین خارصہ۔ دامیہ۔ متلاحمہ۔ سمحاق۔ موضحہ۔ ہاشمہ۔ منقلہ۔ مامومہ۔ اول خارصہ اور اوس سے وہ زخم مراد ہی جو قشر جلد (کھال کا چھلکا) کو قطع کر دے اور اوسمین ایک اونٹ ثابت ہوتا ہی **دوم** دامیہ اور آیا وہ خارصہ اور دامیہ ایک ہی شے ہی یا نہین پس جناب شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایاہی کہ ہان وہ دونون ایک ہی شی ہین اور اکثر علمانے فرمایاہی کہ دامیہ اوس (خارصہ) کے مغائر ہے جسپر روایت منصور بن حازم دلالت کرتے ہی پس دامیہ مین دو اونٹ ثابت ہوتے ہین اور اوس (دامیہ) سے وہ زخم مراد ہے جو کسی قدر گوشت کو بھی قطع کر دے **سوم** متلاحمہ اور اوس سے وہ زخم مراد ہی جو زیادہ گوشت کو قطع کر دے اور حد سمحاق (پوست استخوان) تک نہ پہونچے اور اوس (متلاحمہ) مین تین اونٹ ثابت ہوتے ہین اور وہ (متلاحمہ) غیر باضعہ ہے یا نہین پس جو علما کہ دامیہ کے غیر خارصہ ہونیکو اختیار فرماتے ہین اونکے نزدیک باضعہ اور متلاحمہ ایک ہی شے ہین اور جو علما کہ دامیہ اور خارصہ کے ایک ہی شے ہونیکو اختیار فرماتے ہین اونکے نزدیک باضعہ غیر متلاحمہ ہے **چہارم** سمحاق اور اوس سے وہ زخم مراد ہی جو سمحاقہ تک پہونچ جائے اور سمحاقہ وہ جلد رقیق ہی جو گرد استخوان ہوتا ہی اور اوس (استخوان) کو ڈھانپ لیتا ہی اور اوسمین چار اونٹ ثابت ہوتے ہین **پنجم** موضحہ اور اوس سے وہ زخم مراد ہی جو سفیدی استخوان کو ظاہر کر دیتا ہی اور اوسمین پانچ

فالباضعة غير المتلاحمة ولكم فهو السمحاق وهي جلدة مغشية للعظم ... وفيه اربعة ابعرة واما الموضحة ... عن ... العظم وفيها خمسة ابعرة

اونٹ ثابت ہوتے ہین اور اس مقام پر کئی فروع مذکور ہوتے ہین اگر کوئی شخص کسی انسان پر دو موضحہ کو حادث کرے تو ہر ایک مین پانچ اونٹ ثابت ہون گے اور اگر جانے اون دونون کو ملا دیوے تو اون دونون پر موضحۂ واحدہ کا حکم اوسیطرح جاری کیا جائیگا جسطرح کہ ابتداء جنایت مین اون دونون کا ایک ہی زخم ہونا فرض کیا جاتا اور اسیطرح اگر دونون جنایتین سرایت کرین اور پردۂ درمیانی برطرف ہوجائے تب بھی اون دونون پر موضحۂ واحدہ ہی کا حکم جاری ہوگا اسلیے کہ سرایت بھی اوسے (جانے) کے فعل سے حاصل ہوئی ہے اور اگر کوئی دوسرا شخص اون دونون کو ملا دیوے تو جانے اوّل پر دو دیتین لازم ہونگی اور واصل (ملانے والے) پر تیسری دیت ثابت ہوگی اسلیے کہ فعل غیر پر اوس (واصل) کا فعل مبنی نہین ہے اور اگر مجنی علیہ اون دونون کو ملا دیوے تو جانے اوّل پر دو دیتین ثابت ہونگی اور جراحت واصلہ ہدر ہوگی اور اگر جانے و مجنی علیہ مین اختلاف واقع ہو پس جانے کہے کہ ان دونون کے درمیان کو مین نے شق کیا ہے اور مجنی علیہ انکار کرے تو قول مجنی علیہ اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اسلیے کہ دو دیتون کا ثابت ہونا مقتضاے اصل ہے اور ایک دیت کے سقط کا تحقق ہونا مشکوک ہے اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی انسان کے دونون ہاتھون اور دونون پانوٗن کو قطع کر دے بعد ازان وہ (انسان) ایسی مدت کے بعد وفات پائے جسمین اندمال جراحت ممکن ہو اور جانے اور ولی مجنی علیہ مین اختلاف واقع ہو تب بھی قول ولی اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی انسان پر ایک جنایت کرے اور اوسکی مقدارین مختلف ہون جیسے بعض کا موضحہ ہونا اور بعض آخر کا نہونا تو جانے سے اوس جراحت کے دیت لے جائیگی جو از راہ عمق ابلغ ہو اسلیے کہ

اگر ایک جنایت کی ہی مقدار فرض کیجاتی تب بھی اوسکی دیت لازم ہوتی لہذا صورت مفروضہ مین بھی اوسی دیت کا اخذ کرنا معین ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی انسان کے دو عضوون پر جراحت شجہ کو واقع کرے تو ہر ایک عضو کے لیے علی انفرادہ دیت ثابت ہوگی اگرچہ ایک ہی ضربت مین دونون عضو مجروح ہوئے ہون اور کوئی شخص ایک ضربت مین کسی انسان کی سر اور پیشانی کو مجروح کردے تو جنایت مذکورہ کا واحد ہونا اقرب ہی اسلیے کہ وہ دونون ایک عضو کا حکم رکھتے ہین اور لفظ ارش اون دونون کو شامل ہی **ششم ہاشمہ** اور اوس سے وہ جنایت مراد ہی جو ہڈی کو شکستہ کردے اور اوسکی دیت مین دس اونٹ ارباعاً ثابت ہوتے ہین بشرطیکہ جنایت مذکورہ از راہ خطا ہو پس محل فرض مین دو بنت مخاض اور دو ابن لبون اور تین بنت لبون اور تین حقّے ثابت ہون گے اور اگر جنایت مذکورہ از قبیل شبہ عمد ہو تو دس اونٹ اثلاثاً ثابت ہوتے ہین پس محل فرض مین تین بنت لبون اور تین حقّہ اور چار خلفہ (ناقہاے حاملہ) ثابت ہون گے اور جراحت مذکورہ مین قصاص ثابت نہین ہوتا اور کسر استخوان سے یہ حکم متعلق ہوتا ہی اگرچہ جرح نہو اور اگر کوئی شخص کسی انسان پر دو موضحہ کو حادث کرے اور ہڈی کو اون دونون مین شکستہ کردے اور باطن جلد مین دونون ہاشمہ باہم متصل ہوجائین تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین فرمایا ہے کہ اون دونون جراحتون پر دو ہاشمہ کا حکم جاری کیا جائیگا اور اسمین تردّد ہی اسلیے کہ باعتبار اتصال اون دونون جراحتون کے ہاشمہ واحدہ ہونیکا بھی احتمال ہی **ہفتم منقلہ** اور اوس سے وہ جنایت مراد ہی جسکے علاج مین نقل استخوان کی حاجت ہوتی ہی اور اوسکی دیت پندرہ اونٹ ہین اور اوسمین قصاص نہین ہوتا اور مجنی علیہ کو جانے سے قدر موضحہ مین

ولو شجه في عضوين فلكل عضو ديته منفردة وان اتحد الضرب ولو شجه في راسه وجبهته فالاقرب الوحدة

السادسة الهاشمة وهي التي تهشم العظم وديتها عشر من الابل ارباعا ان كان خطاء واثلاثا ان كان شبيه العمد ولا قصاص فيها ويتعلق الحكم بالكسر وان لم يجرح ولو اوضحه اثنتين وهشمه فيهما واتصل الهشم باطنا قال في المبسوط هما هاشمتان وفيه تردد السابعة المنقلة

وهي التي تحوج الى نقل العظم وديتها خمسة عشر بعيرا ولا قصاص فيها الا ان يرضى المجني عليه بالقصاص في الموضحة

قصاص کے اخذ کرنیکا استحقاق حاصل ہوتا ہی اور ما زاد مین دیت کے اخذ کرنیکا اختیار حاصل ہوتا ہی جسکی مقدار دس اونٹ ہین ہشتم ما مومہ اور اوس سے وہ جراحت مراد ہے جو ام الراس تک پہونچ جائے ام راس وہ خریطہ (پردہ) ہے جو جامع دماغ ہوتا ہے اور اوس (ما مومہ) مین ثلث دیت ثابت ہوتا ہی جسکی مقدار تینتیس ۳۳ اونٹ ہوتے ہین اور دامغہ وہ زخم ہے جو خریطۂ دماغ کو شگافتہ کر دے اور سلامتی اوسکے ساتھ بعید ہوتی ہے اور ما مومہ مین قصاص نہین ہوتا ہی اسلیے کہ سلامتی اوسکے ساتھ غالب نہین ہی اور اگر ما مومہ و موضحہ مجتمع ہو جائین اور فقط موضحہ مین مجنی علیہ نے قصاص لینے کا اور زائد مین دیت کے اخذ کرنیکا قصد کیا تو جائز ہوگا اور زیادتی مین اٹھائیس اونٹ ثابت ہون گے اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اٹھائیس کے ساتھ ایک اونٹ کا ثلث بھی ثابت ہوگا اور اس قول کے ما مومہ مین تینتیس ۳۳ اور ثلث اونٹ کے ثابت ہونے پر بنا ہی اسلیے کہ روایت مین ثلث دیت وارد ہوا ہی اور ہم روایت کی تبعیت سے فقط تینتیس ۳۳ اونٹ پر اقتصار کرتے ہین اور ثلث کا تینتیس ۳۳ اونٹون پر مجازا اطلاق ہوا ہی اور اگر کوئی شخص کسی انسان پر جراحت کو موضحہ کی حد تک واقع کرے اور دوسرا شخص اوس (جراحت) کو ہاشمہ کے حد تک اور تیسرا شخص اوسکو منقلہ کے حد تک اور چوتھا شخص اوسکو ما مومہ کی حد تک پہونچا دیوے تو اول پر دیت موضحہ کے پانچ اونٹ اور دوم پر ما بین موضحہ و ہاشمہ کے پانچ اونٹ اور سوم پر ما بین ہاشمہ و منقلہ کے پانچ اونٹ ثابت ہون گے اور چہارم پر دیت ما مومہ کا تتمہ ثابت ہوگا جس سے اٹھارہ اونٹ مراد ہین اور اس باب کے لواحق مین کئی مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ جو جراحت کہ ناک مین نفوذ کرے اوسمین مجنی علیہ کی دیت کا

ثلث ثابت ہوتا ہے اور اگر درست ہوجائے تو اوس (مجنی علیہ) کی دیت کا خمس ثابت ہوتا ہے جسکی مقدار دوسو دینار ہوتے ہین اور اگر احد المنخرین مین تا حاجز (پردہ) نفوذ کرے تو دیت کا دسوان حصہ ثابت ہوگا **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی انسان کے دونون ہونٹھون کو اسطرح شگافتہ کرے کہ اوس (انسان) کی دانت ظاہر ہوجائین تو اون دونون (ہونٹھون) کی دیت کا ثلث ثابت ہوگا اور اگر وہ دونون صحیح ہوجائین تو اونکی دیت کا خمس ثابت ہوگا اور اگر ایک ہی ہونٹ کو شگافتہ کردے تو اوس (ہونٹ) کے دیت کا ثلث ثابت ہوگا اور اگر وہ صحیح ہوجائے تو اوس (ہونٹ) کی دیت کا خمس ثابت ہوگا **تیسرا مسئلہ** جراحتِ جائفہ مین ثلث دیت ثابت ہوتا ہے اور جائفہ وہ زخم ہے جو کسی طرف سے اندرون شکم پہونچ جائے اگرچہ ثغرہ نحر (گردن کا گڑھا) ہی کیجانب سے پہونچے اور اوس (جائفہ) مین قصاص ثابت نہین ہوتا اور اگر کوئی شخص کسی عضو کو مجروح کرے بعد ازان اوسکو تا شکم پہونچائے تو اوس (شخص جانی) پر دیت جرح اور دیت جائفہ لازم ہوگی پس اگر کوئی شخص کسی انسان کے شانہ کو تا محاذات پہلو شگافتہ کرے بعد ازان اوسکو شکم تک پہونچا دیوے تو اوسپر شگاف شانہ اور جائفہ دونون کی دیت ثابت ہوگی **فروع** اگر کوئی شخص کسی انسان پر جراحت جائفہ کو واقع کرے تو اوسپر دیت جائفہ لازم ہوگی اور اگر اوسی جراحت مین کوئی دوسرا شخص اپنی کارد کو داخل کردے اور پہلے جراحت پر کوئی زیادتی نہووے تو شخص دوم پر فقط تعزیر واجب ہوگی اسلیے کہ اوسنے اذیت پہونچائی ہے اور اگر پہلی جراحت کو از راہ باطن یا از راہ ظاہر وسیع کردے تو اوسمین حکومت ثابت ہوگی اور اگر پہلی جراحت کو دونون طرف سے وسیع کردے تو اوسپر جائفہ دوم کا

حکم جاری کا کیا جائیگا جسطرح کہ حالت انفراد مین جاری کیا جاتا اور دوسرا شخص اپنے کارد سے رودہاے شکم کو ظاہر کردے تو اوس (دوسرے شخص) پر قاتل کا حکم جاری کیا جائیگا پس جانے اوّل پر ثلث دیت ثابت ہوگی اور جانے دوّم پر قصاص یا دیت لازم ہوگی اور اگر پہلے جراحت پر بخیہ کیا جائے اور جانے دوّم اوسکے بخیہ کو کشادہ کردے پس اگر جراحت مذکورہ بحالها باقی ہو اور ملتئم نہوئی ہو اور بخیہ کے کشادہ کرنے کی وجہ سے کوئی جنایت حاصل نہوئی ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ ارش ثابت نہوگی ورا وس (جانے دوّم) کا تعزیر کرنا معیّن ہوگا اسلیے کہ اوسنے ابتداءً محرّم کا ارتکاب کیا ہی لکن ثبوت ارش اقرب ہی اسلیے کہ اس صورت مین اذیت کا حاصل ہونا ضرور ہی اگرچہ دوبارہ بخیہ کرنے ہی سے حاصل ہو اور اگر بعض جراحت ملتئم ہوگئی ہو بعد ازان اوسکے بخیہ کو کشادہ کیا ہو تو اوسمین حکومت ثابت ہوگی اور اگر بعد اندمال اوسکے بخیہ کو کشادہ کردے تو اوسپر جائفہ مستانفہ (از سرنو حاصل ہونے والی) کا حکم جاری کیا جائیگا اور جانے دوم پر ثلث دیت لازم ہوگی اور اگر کوئی شخص کسی انسان پر دو مقام مین دو جائفہ کو حادث کرے تو اوسپر دیت کے دو ثلث ثابت ہونگے اور اگر کوئی شخص کسی انسان کے سینہ پر نیزہ لگائے اور وہ (نیزہ) اوس (انسان) کی پشت سے خارج ہو جائے تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین فرمایا ہے کہ اوسپر جائفہ واحدہ کا حکم جاری کیا جائیگا اور کتاب خلاف مین فرمایا ہی کہ اوسپر دو جائفہ کا حکم جاری کیا جائیگا اور یہی قول اشبہ ہی **چوتھا مسئلہ** بعض علمانے فرمایا ہے جبکہ منجملہ اعضاء مرد کسی عضو مین کوئی آلہ نفوذ کرے جیسے نیزہ یا کارد یا شمشیر یا خنجر وغیرہ تو اوسمین دیت مرد کا عشر (دسوان حصّہ) ثابت ہوگا جسکی مقدار سو دینار ہوتی ہی **پانچوان مسئلہ** اگر کسی انسان کا چہرہ

بوجہ جنایت سرخ ہوجائے تو اوسمین ڈیرھ دینار (۱½) ثابت ہوگا اور اگر سبز ہوجائے تو اوسمین تین دینار ثابت ہون گے اور اگر کسی انسان کا چہرہ بوجہ جنایت سیاہ ہوجائے تو ایک قوم کے نزدیک اوسمین بھی تین ہی دینار ثابت ہون گے اور دوسرے قوم کے نزدیک اوسمین چھ دینار ثابت ہون گے اور یہی قول اولی ہے اوس قول کا مستند وہ روایت ہی جسکو اسحاق بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہی علاوہ برین چہرہ کے سیاہ کرنے مین نکایت (اذیت و رسوائی) زیادہ ہوتی ہی اور ایک جماعت نے فرمایا ہی جبکہ یہ تینون جنایتین کسی انسان کے بدن مین واقع ہون تو ہر ایک کی دیت کا نصف ثابت ہوگا پس بدن کے سرخ ہوجانے مین ایک دینار کے تین ربع اور سبز ہوجانے مین ڈیڑھ دینار اور سیاہ ہوجانے مین ڈیڑھ یا تین دینار ثابت ہون گے **چھٹا مسئلہ** جس عضو کے لیے کہ دیت کی مقدار معین ہی اوسکے شل کرنے مین اوس (عضو) کی دیت کے دو ثلث ثابت ہون گے جیسے دونون ہاتھ اور دونون پائون اور انگلیان اور اگر شل ہونے کے بعد وہ عضو قطع کیا جائے تو اوس (عضو) کی دیت کا ثلث ثابت ہوگا **ساتوان مسئلہ** شجاج سر اور شجاج چہرہ کی دیت مساوی ہی اسلیے کہ سر اوس (چہرہ) کو بھی شامل ہے اور جراحت بدن مین عضو مجروح کی دیت کا دیت سر کے ساتھ نسبت دینا معین ہوگا پس جو نسبت کہ دیت عضو اور دیت سر مین متحقق ہوگی وہی نسبت جراحات عضو کو شجاج سر کے ساتھ حاصل ہوگی بناءً علیہ خارصہ دست مین نصف بعیر (آدھا اونٹ) ثابت ہوگا اسلیے دیت دست کو دیت سر سے نصف کے نسبت ہی لہذا خارصہ دست مین خارصہ سر کی دیت (ایک اونٹ) کا نصف (آدھا اونٹ) ثابت ہوگا اور علی ہذا القیاس

السادسة کل عضو دیته مقدرة ففی شلله ثلثا دیته کالیدین والرجلین والاصابع وفی قطعه بعد شلله ثلث دیته

السابعة دیة الشجاج فی الرأس والوجه سواء وفی البدن بنسبة دیة العضو الذی یتفق فیه من دیة الرأس

المسألة الثامنة تساوي المرأة الرجل في ديات الأعضاء والجراح حتى تبلغ ثلث دية الرجل ثم تصير على النصف

باقی جروح مین بھی اسی نسبت کا لحاظ کیا جائے گا **آٹھوان مسئلہ** دیات اعضاء و جروح مین عورت اور مرد مساوی ہین تا اینکہ اوس (عورت) کی دیت دیت مرد کی ثلث کے برابر ہو بعد ازان اوس (عورت) کی دیت دیت مرد کا نصف ہوجاتی ہی خواہ جانے مرد ہو یا عورت پس اگر عورت کی ایک اونگلی قطع کرنے مین سو اونٹ اور دو اونگلیون کے قطع کرنے مین دو سو اونٹ اور تین اونگلیون کے قطع کرنے مین تین سو اونٹ اور چار اونگلیون کے قطع کرنے مین دو سو اونٹ ثابت ہون گے اور اسیطرح مرد سے عورت کے لیے اعضاء و جروح مین بدون رد قصاص لیا جائیگا تا اینکہ حد ثلث تک مانع ہو بعد ازان رد فاضل کے ساتھ قصاص لیا جائے گا **نوان مسئلہ** مین جملہ اعضاء مرد جس عضو مین کہ اوس (مرد) کی دیت کاملہ ثابت ہوتی ہی جیسے ناک۔ دونون ہاتھ۔ دونون پانون۔ منافع اعضاء وغیرہ تو عورت کے اوسی عضو مین اوس (عورت) کی دیت کاملہ ثابت ہوگی اور اسیطرح مرد ذمّی کی جس عضو مین اوس (مرد ذمّی) کی تمام دیت (آٹھ سو درہم) ثابت ہوتے ہی زن ذمیّہ کی اوسی عضو مین اوس (زن ذمیّہ) کی تمام دیت (چار سو درہم) ثابت ہوگی اور غلام کے اوس عضو مین اوس (غلام) کی تمام قیمت ثابت ہوتی ہی اور جس جنایت مین کہ مرد حر کے دیت کے لیے کوئی مقدار معیّن ہی عورت اور ذمّی کے لیے اوسی جنایت مین اوس نسبت کے ساتھ دیت ثابت ہوگی جو اون دونون (عورت اور ذمی) کی دیت کو مرد حر کی دیت کے ساتھ حاصل ہوگی اور اسیطرح قیمت غلام مین سے اوس نسبت کے ساتھ دیت ثابت ہوگی جو نسبت کہ اوسکی قیمت کو مرد حر کی دیت کے ساتھ حاصل ہوگی **دسوان مسئلہ** جس مقام مین کہ ہم ثبوت ارش

سواء کان الجاني رجلاً او امرأة ففي الاصبع مائة وفي الاصبعين مائتان وفي الثلاث ثلاثمائة وفي الاربع مائتان وكذا يقتص من الرجل في الاعضاء والجراح من غير رد حتى تبلغ الثلث ثم يقتص مع رد الفاضل

المسألة التاسعة كل ما فيه دية من الرجل من الاعضاء والجراح ففيه من المرأة ديتها وكذا من الذمي ديته ومن العبد قيمته وما فيه مقدر من الحر فهو بنسبته من المرأة من ديتها ومن الذمي من ديته ومن العبد من قيمته

یا حکومت کے قائل ہوئے ہین اوس مقام پر باعتبار اصطلاح وہ دونون (ارش وحکومت) ایک ہین باین معنی کہ اگر مجنی علیہ حر ہو تو اوسکے مملوک فرض کرنے کے بعد وہ قیمت اخذ کیجائے جو حالت صحت مین قرار پائے بعد ازان اوس (مجنی علیہ) کی وہ قیمت اخذ کیجائے جو حالت جنایت مین قرار پائے اور جو نسبت کہ دونون قیمتون مین حاصل ہو اوسی نسبت کے حساب سے دیت اخذ کیجائے اور اگر مجنی علیہ غلام ہو تو اوسکے آقا کو قدر نقصان کے اخذ کرنے کا استحقاق حاصل ہوگا **گیارھوان مسئلہ** جس مجنی علیہ کے لیے کوئی ولی موجود نہو تو امام علیہ السلام کو اوسکے خون کی ولایت حاصل ہوگی اور امام ؑ کو اوسکے لیے جانی سے قصاص کا اخذ کرنا صحیح ہوگا اگر اوس (جانی) نے از راہ عمد قتل کیا ہو اور آیا امام ؑ کو عفو کرنا بھی جائز ہوگا یا نہین اسمین اشکال ہے لیکن اوسکا جائز نہونا صحیح تر ہے اور اسیطرح اگر جانی نے از راہ خطا قتل کیا ہو تو امام ؑ کو استیفاء دیت کا استحقاق حاصل ہوگا اور عفو کرنا جائز نہوگا **بحث چہارم** لواحق کے بیان مین اور وہ چار ہین **اول** اوس جنایت کے بیان مین جو کسی جنین (وہ بچہ جو شکم مادر مین موجود ہو) پر واقع ہو پس مسلم حر کے جنین کی دیت سو دینار ہے جبکہ اوس (جنین) کی خلقت تمام ہو چکی ہو اور روح نے اوسمین ولوج (داخل ہونا) نہ کیا ہو مذکر ہو یا مؤنث اور اگر کافر ذمی کا جنین ہو تو اوس (جنین) کے باپ کی دیت کا دسوان حصہ ثابت ہوگا اور روایت سکونی مین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہوا ہے کہ زن ذمیہ کے جنین مین اوس (زن ذمیہ) کی دیت کا دسوان حصہ ثابت ہوگا لکن قول اول معمول بہ ہے اور جنین مملوک مین اوسکی مادر مملوکہ کی قیمت کا دسوان حصہ ثابت ہوگا اور اگر عدد حمل ایک سے زائد ہو تو ہر ایک جنین کے قتل کرنے مین دیت لازم ہوگی اور جانی پر ہمارے نزدیک

کفارہ لازم نہوگا اور اگر روح نے اوس (جنین) مین ولوج کیا ہو تو مذکر مین مرد کی دیت کاملہ ثابت ہوگی اور مؤنث مین مرد کی دیت کا نصف لازم ہوگا اور جانے پر دیت جنین اوس وقت تک ثابت نہوگی جبتک کہ اوس (جنین) کی جنایت کا یقین حاصل نہو اور بعد حرکت اوسکے سکون کرنے کا اعتبار نہ کیا جائیگا اسلیے کہ حرکت کا بوجہ ہوا حادث ہو جانا بھی محتمل ہی اور جنین زندہ کے قتل کرنے مین مباشرتِ جنایت کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہوگا اور اگر اوس (جنین) کی خلقت تمام نہوئی ہو تو اوسکی دیت مین دو قول ہین اوّل یہ ہی کہ اُسمین غرّہ (مملوک مختار و پسندیدہ) ثابت ہوگا جیسا کو شیخ الطائفہ رحمہ اللہ نے مبسوط اور خلاف کے ایک مقام اور اخبار کی دونون کتابون (تہذیب استبصار) مین ذکر فرمایا ہی اور قول دوّم جو مشہور تر ہی یہ ہی کہ دیت کا جنین کے مراتب نقل پر تقسیم کرنا لازم ہوگا پس اگر اُس (جنین) مین ہڈی موجود ہو تو اسّی دینار اور اگر مضغہ (استخوان بے گوشت) ہو تو ساٹھ دینار اور اگر علقہ (خون بستہ) ہو تو چالیس دینار ثابت ہونگے اور مراتب مذکورہ مین سے ہر ایک مرتبہ سے تین امر متعلق ہوتے ہین اوّل دیت کا جانے پر واجب ہونا دوّم عدّۂ مطلقہ کا منقضی ہو جانا اسلیے کہ سقوط جنین پر وضع حمل صادق آتا ہی سوّم کنیز پر امّ ولد کے احکام کا جاری ہونا اسلیے کہ اس مقام پر مصداق ولد مین جنین بھی داخل ہی اور اگر کہا جائے کہ صورت مذکورہ مین اوس (کنیز) کی امّ ولد ہونے کا کیا فائدہ ہی حالانکہ موتِ ولد کے بعد وہ (کنیز) حکم مستولدہ سے خارج ہو جاتی ہی گو ہم جواب دینگے کہ صورت مذکورہ مین اوس (کنیز) کے امّ ولد ہونیکا فائدہ یہ ہی کہ آقا کو اون تصرّفات سابقہ کے باطل کرنے پر تسلّط حاصل ہو جائیگا جن تصرّفات سے کہ استیلاد مانع ہوتا ہی پس اگر کوئی شخص اپنی کنیز کو جانے

از حمل سمجھکر کسی کے ہاتھ فروخت کردے بعد ازان سقوط جنین کے بعد اوس (کنیز) کا وقت بیع حاملہ ہونا معلوم ہو تو آقا کو بیع سابق کے باطل کرنے پر تسلط حاصل ہوگا کیونکہ ام ولد کی بیع صحیح نہین ہی اور اگر کسی عورت کے شکم سے بوجہ جنایت اوس (عورت) کا نطفہ ساقط ہوجاے تو جانی سے فقط دیت متعلق ہوگی جسکی مقدار بیش دینار ہوتی ہی بشرطیکہ وہ (نطفہ) رحم مین مستقر ہوچکا ہو اور شیخ الطائفہ رح نے کتاب نہایہ مین فرمایا ہی کہ عورت پر استقرار نطفہ کے بعد بھی احکام مستولدہ جاری کئیے جائینگے اور یہ قول بعید ہی اسلیے کہ نطفہ پر ولد صادق نہین آتا اور بعض اصحاب (شیخ الطائفہ رح) نے فرمایا ہی ہر مرتبہ کے مابین مین اوس (مرتبہ) کے حساب سے دیت ثابت ہوگی اور بعض علما (ابن ادریس) نے اوسکی تفسیر مین بیان فرمایا ہی کہ نطفہ بیش روز تک مکث کرتا ہی بعد ازان بیش روز کے بعد وہ علقہ ہوجاتا ہی اور اوس (نطفہ) کے علقہ کیطرف منتقل ہونیکی اکیسوین روز سے ابتدا ہوتی ہی اور اسیطرح مابین علقہ و مضغہ بھی یہی کلام کیا جائیگا پس جبکہ نطفہ کا اکیس روز تک مکث ہوگا تو اکیس دینار اور جبکہ بائیس روز تک مکث ہوگا فی بائیس دینار اور جبکہ بیس روز کے بعد دس روز تک مکث ہوگا تو تیس دینار ثابت ہونگے اور علی ہذا القیاس پس ہر ایک روز کے لیے ایک دینار ثابت ہوگا اور ہم اون (بعض علما) سے اولا اوس قول کے صحت کا مطالبہ کرتے ہین جسکا کہ اول (بعض اصحاب) نے دعوی کیا ہی بعد ازان اونکی تفسیر کے مراد ہونیکا مطالبہ کرتے ہین حالانکہ مابین نطفہ و علقہ کے مدت مین چالیس روز مروی ہوے ہین اور اسیطرح مابین علقہ و مضغہ کے مدت مین بھی چالیس ہی روز مروی ہوے ہین اور اوسکو سعید بن مسیب نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور ابو جریر قمی نے حضرت

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کیا ہی اور بیس روز کے لیئے ہم کسی روایت پر
مطلع نہین ہوے اور اگر کثرت کے اوس مدت کو ہم تسلیم بھی کرلین جسکو کہ اونھون نے
ذکر کیا ہی تو ایام پر تفاوت کے مقسوم ہونے پر کیا دلیل ہی غایۃ ما فی الباب اسکا بھی
احتمال ہی لکن ہر محتمل کا واقع ہونا لازم نہین ہی علاوہ برین محتمل ہو کہ بعض اصحاب
(شیخ الطائفہ رح) نے تفاوت نطفہ کے ساتھ اوس روایت کی طرف اشارہ فرمایا ہو
جسکو کہ یونس شیبانی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہی کہ ہر اوس
قطرۂ خون کے لیے جو نطفہ مین ظاہر ہو دو دینار ثابت ہوتے ہین اور اسیطرح جو چیز کہ
علقہ مین عروق گوشت کے مشابہ ہو اوسکے لیے بھی دو دینار زائد کیے جائینگے اور
اون اخبار مین اگرچہ اضطراب نقل یا ضعف ناقل کے وجہ سے توقف کیا جاتا ہے
لکن اسیطرح اوس تفسیر مین بھی توقف کیا جاتا ہی جو قائل مذکور (ابن ادریس) کے
خیال مین گذری ہی اور اگر کوئی عورت قتل کیجائے اور جنین بھی اوسکے ساتھ مرجائے
تو عورت کے لیے دیت کاملہ ثابت ہوگی اور جنین کے لئے نصف دیتین (دیت
مرد اور دیت زن کا آدھا) ثابت ہوگا بشرطیکہ اوس (جنین) کا حال مجہول ہو اور
اگر اوس (جنین) کا مذکر ہونا معلوم ہوجائے تو دیت مرد لازم ہوگی اور اگر اوسکا
مؤنث ہونا معلوم ہوجائے تو دیت زن ثابت ہوگی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ
صورت جہالت مین قرعہ کے ساتھ استخراج کیا جائیگا اسلیے کہ صورت مذکورہ از
قبیل مشکلات (مشتبہات) ہی جنمین قرعہ مشروع ہوا ہی اور یہ قول خالی از اشکال نہین ہے
اسلیے کہ نقل مشہور سے نصف دیتین کا ثابت ہونا معلوم ہوچکا ہی لہذا صورت فرض
مین وہ اشکال (اشتباہ) نہو گا جسکے لیے قرعہ مشروع ہوا ہی اور اگر کوئی عورت اپنے

حمل کو ازراہِ مباشرت یا بطور تسبیب ساقط کردے تو اوس (عورت) پر حمل ساقط شدہ کی دیت ثابت ہوگی اور اوس (عورت) کو دیتِ مذکورہ مین سے کسی حصہ کا استحقاق نہوگا اسلیئے کہ قاتل کو میراث مقتول کا استحقاق حاصل نہین ہوتا اور اگر کوئی شخص کسی زن حاملہ کی تخویف (ڈرانا) کرے اور زن مذکورہ اپنے حمل کو ساقط کردے تو مخوِّف (ڈرانیوالا) پر دیت لازم ہوگی اور دیتِ جنین کا وہ شخص وارث ہوگا جو مال کا وارث ہوتا ہی اور اس مقام پر بھی اقرب بالاقرب کی مراعات اوسیطرح لازم ہوگی جسطرح کہ میراث مال مین تقرر ہی اور جنین کے اعضاء و جراحات کی دیت اوس (جنین) کی دیت کے حساب سے ثابت ہوگی اور اگر کوئی شخص کسی مجامع (مقاربت کنندہ) کی تخویف کرے اور وہ (مجامع) بوجہ تخویف عزل (قطرات منی کا خارج از فرج گرادینا) کردے تو مخوّف (ڈرانیوالا) پر دس دینار ثابت ہون گے اور اگر مجامع اپنی زوجہ حرّہ سے ازراہ اختیار عزل کرے اور اوس (زوجہ حرّہ) نے اجازت ندی ہو تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ مجامع مذکور پر دس دینار لازم ہونگے اور اسمین تردّد ہی لکن دیت کا اوس (مجامع) پر لازم نہونا اشبہ ہی اور کنیز سے عزل کرنا جائز ہی اور دیت نہین ہی اگرچہ کنیز مذکورہ اوس (عزل) پر راضی نہو اور کنیز مجہضہ (جسکا حمل ساقط ہوا ہو) کی اوس قیمت کا اعتبار کیا جائیگا جو وقت جنایت قرار پائے اسلیئے کہ ذمۂ جانی پر دیتِ جنین کی ثابت کرنیکا وقت یہی ہی اور اوس قیمت کا اعتبار نکیا جائیگا جو وقتِ القاء (ساقط کرنا) قرار پائے اور اس مقام پر چند فروع مذکور ہوتے ہین اگر کوئی شخص کسی زن نصرانیہ پر اوسکے حاملہ ہونیکے وقت ضرب لگائے بعد ازان وہ اسلام کو قبول کرے اور اپنے حمل کو ساقط کردے

توجانی پر جنین مسلم کی دیت لازم ہوگی اسلیے کہ جنایت مذکورہ مضمون تھی جسمین وقت استقرار
کا اعتبار کیا جاتا ہی اور اگر کوئی شخص کسی زن حرّیہ پر ضرب لگائے بعدازان وہ (زن حریہ)
اسلام لای اور اپنے حمل کو ساقط کردے تو جانی اوسکا ضامن نہوگا اسلیے کہ جنایت مذکورہ
مضمون نہ تھی لہذا اوسکی سرایت بھی مضمون نہوگی اور اگر زنِ مضروبہ کنیز ہوا ور بعد
ضرب آزاد ہوجائے اور اپنے حمل کو ساقط کردے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ آقا کو
کنیز مذکورہ کی قیمت عند الجنایت (جو وقتِ جنایت قرار پائے) کے عشر (دسوان حصہ)
اور دیتِ جنین مین سے اقل الامرین (جو اون دونو مین کم ہو) کا استحقاق حاصل ہوگا
اسلیے کہ اگر دیتِ جنین کی بہ نسبت اوس (کنیز) کے قیمت کا عشر کم ہوا تو زیادتی بعوض
حرّیت قرار پائے گی لہذا آقا کے لیے اوس (زیادتی) کا استحقاق نہوگا بلکہ اوس (زیادتی)
کا استحقاق وارثِ جنین کے لیے حاصل ہوگا اور اگر عشر قیمت کے بہ نسبت اوس (جنین)
کی دیت کم ہوئی تو آقا کے لیے دیت کا استحقاق ہوگا اسلیے کہ اوس (آقا) کا حق بوجہ
عتق ناقص ہوگیا اور جو کچھ کہ شیخ علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا ہی وہ وجوبِ غرّہ کے
قائل ہونے پر مبنی ہی تاکہ قیمتِ غرّہ کا دیت سے زائد ہونا ممکن ہو یا جنین حرّہ کی دیت
سے جنین امتہ (کنیز) کی دیت زائد ہونے پر مبنی ہی اور یہ دونون تقدیرین ممنوع ہین
پس صورتِ مذکورہ مین آقا کو دونون تقدیرون پر کنیز کی اوس قیمت کے عشر کا استحقاق
حاصل ہوگا جو وقتِ جنایت قرار پائے اور اگر کوئی شخص کسی زن حاملہ پر از راہ خطا ضرب
لگائے اور زن مذکورہ اپنے حمل کو ساقط کردے اور ولی دم اوس (جنین) کے زندہ
ہونیکا مدّعی ہوا ور جانی بھی اوس (جنین) کے زندہ ہونیکا اعتراف کرے تو عاقلہ
جانی پر جنین مردہ کی دیت لازم ہوگی اور زیادتی کا جانی معترف (اقرار کرنیوالا) ضامن

ہوگا اسلیے کہ عاقلہ اوس (جانی) کے اقرار کا ضامن نہین ہوتا اور اگر اوس (جنین) کے زندہ ہونیکا انکار کرے اور اون دونون (ولی دم اور جانی) مین سے ہر ایک شخص بیّنہ قائم کرے تو ولی دم کے بیّنہ کا مقدّم کرنا (ترجیح دینا) لازم ہوگا اسلیے کہ وہ (بیّنہ ولی) زیادتی (جنین کا زندہ ہونا) کو متضمّن ہی جو بوجہ بیّنہ ثابت ہوسکتی ہی اور اگر کوئی شخص کسی زن حاملہ پر ضرب لگائے اور زن مذکورہ اپنے حمل کو ساقط کردے اور وہ (حمل) اپنے ساقط ہونیکے وقت مرجائے تو ضارب پر حکم قاتل جاری کیا جائیگا پس اگر قتل مذکور از راہ عمد ہو تو جانی کا بعوض قصاص قتل کرنا صحیح ہوگا اور اگر از قبیل شبہ عمد ہو تو جانی اوسکی دیت کا اپنے مال مین ضامن ہوگا اور اگر از قبیل خطا ہو تو دیت کا عاقلہ جانی سے تعلق ہوگا اور اسیطرح اگر وہ (جنین) مریض باقی رہے اور مرجائے یا صحیح واقع ہو اور ایسا بچہ باعتبار عادت زندہ نرہ سکتا ہو تب بھی یہی حکم ہوگا اور منجملہ حالات مذکورہ ہر ایک حال مین جانی پر کفّارہ لازم ہوگا اور اگر زن مضروبہ اپنے حمل کو اوسکے زندہ ہونیکی حالت مین ساقط کرے اور کوئی دوسرا شخص اوسکو قتل کرڈالے پس اگر وقت سقوط اوس (جنین) کے لیے جنایت مستقرہ موجود ہو تو شخص دوّم پر احکام قاتل جاری کیے جائینگے اور اوّل پر ضمانت نہوگی لیکن اوسکا تعزیر کرنا لازم ہوگا اور اگر اوس (جنین) کے لیے جنایت مستقرہ موجود نہو تو اوّل پر احکام قاتل جاری کیے جائینگے اور دوم گنہگار ہوگا اور بوجہ خطا اوسکو تعزیر دیجائیگی اور اگر وقت ولادت اوس (جنین) کا حال مجہول ہو اور اوسکی جنایت کا استقرار یا عدم استقرار معلوم نہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ قول (قصاص نفس) ساقط ہوگا اسلیے کہ احتمال متحقق ہی جو موجب شبہہ ہوتا ہی لیکن دوّم پر دیت لازم

ولو وطئها ذمي ومسلم لشبهة في طهر واحد فسقط بالجناية اقرع بين الواطئين والزم الجاني دية من الحق به ولو ضرب الحامل فالقت عضواً كاليد فان ماتت لزمه ديتها ودية الحمل ولو القت اربع ايد فدية جنين واحد لاحتمال ان يكون ذلك لواحد ولو القت العضو ثم القت الجنين ميتا دخلت دية العضو في ديته وكذا لو القته حيا فمات ولو سقط وحيوته مستقرة فضمن ديته البحث ولو تاخر سقوطه فان شهد اهل المعرفة انها يد حي فنصف ديته والا فنصف المائة

ہوگی اور اگر کسی عورت سے کافر ذمّی اور مسلم دونون نے طہر واحد مین اسطرح وطی بالشّبہہ کی ہو کہ جنین کا اون دونون سے متولد ہونا ممکن ہو اور وہ (جنین) بوجہ جنایت ساقط ہوجائے تو دونون واطیون مین قرعہ ڈالا جائیگا اسلیے کہ قرعہ ہر ایک امر مشتبہ کے لیئے مشروع ہوا ہے تو جانی کا اوس شخص کی دیت کے حساب سے الزام دینا صحیح ہوگا جس سے کہ وہ (جنین) ملحق کیا جائے اور اگر کوئی شخص کسی زن حاملہ پر ضرب لگائے اور زن مذکورہ کسی عضو کو ساقط کرے جیسے ہاتھ پس اگر بوجہ ضرب وہ (زن حاملہ) مرجائے تو جانی پر اون دونون (زن حاملہ اور حمل) کی دیت لازم ہوگی اور اگر چار ہاتھون کو ساقط کرے تو جنین واحد کی دیت لازم ہوگی اسلیے کہ چارون ہاتھون کا جنین واحد کے لیے حاصل ہونا بھی محتمل ہے اور اگر اوّلاً عضو کو بعد ازان جنین مردہ کو ساقط کرے تو دیت جنین مین دیت عضو داخل ہوجائیگی اور ایک ہی دیت لازم ہوگی اور اسیطرح اگر جنین زندہ کو ساقط کرے بعد ازان وہ (جنین) مرجائے تب بھی ایک ہی دیت لازم ہوگی اور اگر وقت سقوط اوس (جنین) کے لیے حیات مستقرّہ موجود ہو تو جانی پر فقط ہاتھ کی دیت لازم ہوگی اور اوسکے ساقط ہونے مین تاخیر واقع ہوا اور اہل معرفت اوس (ہاتھ) کے دست زندہ ہونیکی شہادت دین تو دیتِ زندہ کا نصف ثابت ہوگا والّا سو دینار کا نصف لازم ہوگا اور اس مقام پہ دو مسئلے قابل بیان ہین پہلا مسئلہ اگر جنین کا قتل از راہ عمد یا شبہہ عمد ہو تو اوسکی دیت کا مال جانی سے تعلق ہوگا اور اگر از راہ خطاء ہو تو عاقلۂ جانی سے اوسکی دیت متعلق ہوگی اور اوس (دیت) کا تین سال کے اندر وصول کرنا معیّن ہوگا دوسرا مسئلہ اگر کوئی شخص کسی ایسی میّت کے سر کو قطع کرے جو مسلم اور حر ہو تو جانی پر سو دینار

(اگرچہ بعید ہی ۱۲ ج)

مسئلتان الاولى دية الجنين ان كان عمداً او شبيه عمد ففي مال الجاني وان كان خطأ فعلى العاقلة تستادى في ثلث سنين الثانية في قطع رأس الميت المسلم الحر مائة دينار

لازم ہون گے اور اگر اوسکے اعضاء وجوارح کو قطع کرے تو اوسکی دیت کے حساب سے دیت ثابت ہوگی اور اوسکے شجاج (زخمہاے سر) وجراحات مین بھی اوسکی دیت کے حساب سے دیت ثابت ہوگی اور میّت مذکور کے ورثہ اوس دیت مین سے کسی شے کی وارث نہونگی بلکہ اوس (دیت) کا میّت کی طرف وجوہ قرب مین صرف کرنا لازم ہوگا اور اس قول کا روایت ہی اور جناب سید مرتضیٰ علم الہدا نے فرمایا ہی کہ اوس (دیت) کا بیت المال مین داخل کرنا معیّن ہوگا دوسرا اوس جنایت کے بیان مین جو کسی حیوان پر واقع ہو اور جنایت مذکور کے باعتبار مجنی علیہ (جس حیوان پر کہ جنایت واقع ہوئی ہو) تین قسمین ہین پہلی قسم حیوان ماکول اللحم ہی جیسے گوسپند۔ گاؤ۔ شتر۔ پس اگر کوئی شخص کسی حیوان ماکول اللحم (جسکا گوشت حلال ہی) کو بوجہ ذکات (ذبح یا نحر کرنا) تلف کردے تو متلف پر وہ تفاوت لازم ہوگا جو اوس (حیوان) کے زندہ اور مذکی ہونیکی حالت مین قرار پائے اور آیا مالک حیوان کو اوس (حیوان) کا حوالہ متلف کردینا اور اوسکی قیمت کا مطالبہ کرنا بھی جائز ہوگا یا نہین پس بعض علمائے فرمایا ہی کہ جائز ہوگا اور اسی قول کو شیخین (جناب شیخ مفید و شیخ الطائفہ رح) نے بھی اختیار فرمایا ہی اسلیے کہ صورت مذکورہ مین اوسکے اہم منافع (حیات) کا تلف ہونا مفروض ہی اور بعض علمائے فرمایا ہی کہ جائز نہوگا اسلیے کہ اوسکے بعض منافع کا تلف ہونا مفروض ہی لہذا متلف اوسی منفعت کا ضامن ہوگا جو کہ بوجہ ذکات تلف ہوئی ہی (حیات ۱۲) اور یہی قول اشبہ ہی اور اگر ذکات کے علاوہ کسی دوسرے سبب کے ساتھ تلف کردے تو اوس (متلف) پر حیوان مذکور کی وہ قیمت لازم ہوگی جو وقت اتلاف قرار پائے اور اگر بعد اتلاف اوس (حیوان) کے وہ اجزاء باقی رہ جائین جن سے کوئی نفع حاصل ہو سکتا ہی جیسے صوف (پشم) شعر

(مو) - ویر (پوستین) - ریش (پر و بال) وغیرہ تو اون (اجزاء) کا حوالہ مالک کرنا معین

ہوگا جو قیمت حیوان مین سے وضع کیے جائین گے اور اگر کوئی شخص اوس (حیوان)

کے اعضاء و عظام (ہڈیان) مین کسی جزء کو قطع کر دے تو مالک کے لیے ارش کا استحقاق

حاصل ہوگا دوسری قسم وہ حیوان غیر ماکول اللحم (حرام گوشت) ہی جسکی ذکات

صحیح ہی جیسے پلنگ - شیر - یوز - پس اگر کوئی شخص اوسکو بوجہ ذکات تلف کر دے

تو ارش کا ضامن ہوگا اسلیئے کہ حیوان مذکور کے لیئے بعد تزکیہ قیمت ہوتی ہی اور اسیطرح

اگر اوسکے جوارح کو قطع کر دے یا ہڈیون کو توڑ ڈالے تب بھی ارش لازم ہوگی بشرطیکہ

اوسکی حیات کو استقرار رہے اور اگر کوئی شخص اوسکو ذکات کے علاوہ کسی دوسرے

سبب کے ساتھ تلف کر دے تو اوسپر حیوان مذکور کی وہ قیمت لازم ہوگی جو اوسکے

زندہ ہونیکے وقت قرار پائے تیسری قسم وہ حیوان ہی جسپر ذکات واقع نہین

ہوتی پس کلب صید (سگ شکاری) مین چالیس درہم ثابت ہون گے اور بعض

علمانے کلب صید کو کلب سلوقی کے ساتھ مخصوص فرمایا ہی اسلیے کہ ایک روایت

سلوق ایک شہر کا نام ہی جسکے طرف کلاب سلاقیہ منسوب ہین ۱۲

مین کلب سلوقی مذکور ہوا ہی اور روایت سکونی مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

سے منقول ہوا ہی کہ اوسکی قیمت لگائی جائیگی اور جانی پر اوسکا مالک کلب کے حوالہ

کرنا لازم ہوگا اور کلب غنم اور کلب حائط و باغ کا بھی یہی کلام ہی لیکن قول اول اشہر ہی

اور کلب غنم مین ایک کبش (نر گوسپند) ثابت ہوتا ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ بیس

گوسفند ۱۲

درہم ثابت ہون گے جیسا کہ ابن فضال نے بطریق ارسال حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام سے روایت کیا ہی اور یہی روایت مشہور بھی ہی لیکن روایت اولے کا

طریق صحیح تر ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ کلب حائط مین بیس درہم ثابت ہوتے ہین

والعود والريش فهو للمالك ويوضع من قيمته ولو قطع بعض أعضائه أو كسر بعض عظامه فللمالك الأرش **الثاني** ما لا يؤكل لحمه ويقع عليه الذكاة كالنمر والأسد والفهد فإن أتلفه بالذكاة ضمن الأرش لأن له قيمة بعد التذكية وكذا في قطع جوارحه وكسر عظامه مع استقرار حياته وإن أتلفه لا بالذكاة ضمن قيمته حيا **الثالث** ما لا تقع عليه الذكاة ففي كلب الصيد أربعون درهما ومن الناس من خصه بالسلوقي وقوفا على صورة الرواية وفي رواية السكوني عن أبي عبد الله عليه السلام في كلب الصيد أنه يقوم وكذا كلب الغنم وكلب الحائط والأول أشهر وفي كلب الغنم كبش وقيل عشرون درهما وهي رواية ابن فضال عن بعض أصحابه عن أبي عبد الله عليه السلام مع شهرتها لكن الأولى أصح طريقا وقيل في كلب الحائط عشرون درهما

اور مجکو اس قول کا مستند معلوم نہین ہوتا اور کلب زراعت مین ایک قفیز گندم ہی اور قفیز ایک قسم کا پیمانہ ہی جسکی مقدار آٹھ مکوک ہی اور ایک مکوک کی مقدار تین کیلجات ہوتے ہین اور ایک کیلجہ کی مقدار ایک من اور سات ثمن (۱⅞) ہوتی ہی اور ایک من کی مقدار دو رطل ہوتی ہی اور حیوانات مذکورہ کے علاوہ کسی حیوان کے لیے کوئی قیمت نہین ہے خواہ سگ ہو یا اور کوئی حیوان پس اگر کوئی اونمین سے کسی حیوان کو قتل کرڈالے تو قاتل پر کوئی شے لازم نہوگی لکن جس حیوان کا کہ کافر ذمی مالک ہوتا ہی جیسے خوک اوسکے قتل کرنے مین قاتل پر وہ قیمت لازم ہوتی ہی جو اوسکے مستحلین (حلال جاننے والے) کے نزدیک قرار پائے اور اگر حیوان مذکور کے اطراف پر جنایت کیجائے تو ارش ثابت ہوگی اور اس مقام پر کئی مسئلے مذکور ہوتے ہین **پہلا مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی کافر ذمی کے آلۂ لہو یا شراب کو تلف کردے تو متلف اوسکا ضامن ہوگا اگرچہ وہ (متلف) مسلم ہو لکن ضامن ہونے مین ذمی کا اوس (آلۂ لہو یا شراب) کے ساتھ استتار (پوشیدہ کرنا) شرط ہی پس اگر اوسکا اظہار کریگا تو متلف مسلم اوسکا ضامن نہوگا اور اگر کسی مسلم کے پاس آلہ لہو یا شراب موجود ہو اور کوئی شخص اُسکو تلف کردے تو جانی اوسکا بہر تقدیر ضامن نہوگا خواہ وہ (جانی) مسلم ہو یا کافر اور مستتر ہو یا متظاہر **دوسرا مسئلہ** جبکہ کوئی ماشیہ (حیوان) کسی زراعت پر رات کو جنایت کرے تو صاحب ماشیہ ضامن ہوگا اور دن کو جنایت کرے تو ضامن نہوگا اور اس قول کا مستند وہ روایت ہی جسکو سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہی اور اوس روایت مین ضعف ہی اور تفریط کا موضع ضمانت مین اعتبار کرنا اقرب ہی خواہ وقت جنایت رات ہو یا دن **تیسرا مسئلہ** روایت محمد بن قیس مین اوس اونٹ کے بارہ مین جو چار شخصون کے درمیان مشترک تھا اور منجملہ اونکے

ایک شخص نے اوسکو بذریعہ عقال (رسی) محفوظ کیا اور وہ اونٹ کنوین مین گر گیا اور اوسکے بعض اعضاء منکسر ہو گئے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہوا ہے کہ باقی تینون شریکون پر شخص مذکور کا حصہ واجب ہوگا اسلیے کہ اوسنے اونٹ کی حفاظت کی ہی اور باقی شرکانے اوسکو ضایع کیا ہی **چوتھا مسئلہ** کلاب ثلثہ (سگ شکاری و سگ گوسپند و سگ زراعت) کی دیت اونکے قاتل پر مقدر ہی لیکن اگر کوئی شخص اُنمین سے کسی کلب کو غصب کرے اور غاصب کے پاس وہ (کلب) تلف ہو جائے تو غاصب اوسکی قیمت سوقیہ کا ضامن ہوگا اگرچہ مقدر شرعی سے اوس (قیمت سوقیہ) کی مقدار زائد ہو **سوم** کفّارۂ قتل کے بیان مین اگر کوئی شخص کسی مؤمن کو ازراہ عمد قتل کردے تو اوس پر کفّارہ جمع واجب ہوگا اور اگر ازراہ خطا قتل کردے تو صورت مباشرت مین کفّارہ مرتبہ واجب ہوگا اور صورتِ تسبیب مین واجب نہوگا پس اگر پتھر کو گرا دیوے یا کنوان کھودے یا کارد کو اپنی ملک کے علاوہ کسی دوسرے مقام پر منصوب کردے اور کوئی شخص ٹھوکر کھاوے اور ہلاک ہو جائے تو دیت کا ضامن ہوگا اور کفّارہ کا ضامن نہوگا اور کفّارہ جمع ہمارے نزدیک کسی مسلم کے قتل کرنے مین واجب ہوتا ہی خواہ ذکر ہو یا انثی اور حر ہو یا عبد اور اسیطرح صبی ومجنون کے قتل کرنے مین بھی کفّارہ جمع واجب ہوتا ہی بشرطیکہ وہ دونون محکوم باسلام ہون اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنے غلام کو قتل کر ڈالے تو اوس پر بھی کفّارہ جمع واجب ہوگا اور کسی کافر کے قتل کرنے مین کفّارہ واجب نہین ہوتا خواہ کافر ذمی ہو یا معاہد ازراہ عمد قتل کیا ہو یا ازراہ خطاء اور اس قول کا مستند برات اصلیہ ہی اور اگر کوئی شخص کسی مسلم کو دار حرب مین بدون ضرورت ازراہ عمد قتل کرے اور قاتل کو اوسکا مسلم ہونا معلوم

عقلہ احدہم فوقع فی بئر فانکسرت علی الشرکاء حصتہ لانہ حفظہ وضیعہ الباقون **الفرع** الرابع دیۃ الکلاب الثلثۃ مقدرۃ علی القاتل اما لو غصب احدہا وتلف فی ید الغاصب ضمن قیمتہ السوقیۃ وان زادت عن المقدر **الثالث** فی کفارۃ القتل تجب کفارۃ الجمع بقتل العمد والمرتبۃ بقتل الخطاء مع المباشرۃ لا مع التسبیب فلو طرح حجرا او حفر بئرا او نصب سکینا فی غیر ملکہ فعثر عاثر فہلک ضمن الدیۃ دون الکفارۃ وتجب بقتل المسلم ذکرا کان او انثی حرا او عبدا وکذا الصبی والمجنون اذا کانا محکومین باسلامہما وکذا تجب علی المولی بقتل عبدہ ولا تجب بقتل الکافر ذمیا کان او معاہدا عمدا کان او خطأ استنادا الی البراءۃ الاصلیۃ ولو قتل مسلما فی دار الحرب مع العلم باسلامہ ولا ضرورۃ

ہو تو اوس (قاتل) پر قصاص اور کفارہ لازم ہوگا لیکن اگر قاتل کو اوس (مسلم) کا کافر ہونا مظنون ہو تو اوس (قاتل) پر قصاص و دیت لازم نہوگی البتہ اوسپر کفارہ واجب ہوگا اور اگر دست کفار مین وہ (مسلم) اسیر ہووے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ قاتل اوسکی دیت اور کفارہ کا ضامن ہوگا اسلیے کہ اسیر کے لیے تخلص پر قدرت نہین ہوتی اور اسمین تردد ہی اور اگر ایک شخص کے قتل کرنے مین جماعت شریک ہو تو اوس جماعت مین سے ہر ایک شخص پر کفارہ لازم ہوگا اور جبکہ قاتل سے ولی دم اپنے مقتول کی دیت کو اخذ کرے تو اوس (قاتل) پر کفارہ قطعًا واجب ہوگا اور اگر قاتل کو ولی دم بعوض قصاص قتل کرے تو آیا اوس (قاتل) کے مال مین کفارہ واجب ہوگا یا نہین پس شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین فرمایا ہی کہ واجب نہوگا اور اسمین اشکال ہی جو جنایت کے سبب کفارہ ہونے سے پیدا ہوتا ہی لہذا اوسی کا استصحاب کیا جائیگا اور اصل عدم سقوط ہے

چہارم عاقلہ کے بیان میں اور اوسمین تین امر قابل ذکر ہین پہلا امر تعیین محل کے بیان مین پس عاقلہ سے عصبہ اور معتق اور ضامن جریرہ اور امام علیہ السلام مراد ہین اور عصبہ مین ہر وہ شخص داخل ہی جو متقرب بالاب ہو جیسے اخوت اور اونکی اولاد اور اعمام اور اونکی اولاد اور اونکا فی الحال وارث ہونا شرط نہین ہی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ عصبہ سے وہ لوگ مراد ہین جو دیت کے وارث ہون اگر وہ (قاتل) قتل کر ڈالا جاے اور اس اطلاق مین وہم ہی اسلیے کہ دیت کا ذکور و اناث اور زوج و زوجہ سبکو استحقاق ہوتا ہی اور اسیطرح ایک قول کے بناپر متقرب بالام کو بھی دیت کا استحقاق ہوتا ہی اور اوس (دیت) کے ساتھ اقرب فالاقرب کو اوسیطرح استحقاق ہوتا ہی جسطرح کہ باقی اموال مین ہوتا ہی اور عقل (دیت قاتل کا ادا کرنا) کا حکم دیت کے مخالف ہی

اسلیے کہ اوس (عقل) کے ساتھ عصبہ مین سے وہی لوگ مختص ہین جو ذکور ہین ورمتقرب بالام سے اوسکا تعلق نہین ہوتا اور اسیطرح زوج و زوجہ سے بھی عقل کا تعلق نہین ہوتا اور بعض اصحاب نے عقل کے ساتھ اون ورثہ مین سے اقرب کو مخصوص کیا ہی جو باعتبار تسمیہ (فرض) وارث ہوتے ہین اور جبکہ وہ مفقود ہو تو عقل مین متقرب بالام کو متقرب بالاب کے ساتھ اثلاثا شریک کیا ہی اور متقرب بالام پر ایک ثلث کو اور متقرب بالاب پر دو ثلث کو لازم کیا ہی اور اس قول کا مستند وہ روایت ہی جسکو سلمہ بن کہیل نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے نقل کیا ہی اور سلمہ مین ضعف ہی اور آیا عقل مین آباء و ابناء بھی داخل ہونگے یا نہین پس شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط و خلاف مین فرمایا ہی کہ داخل ہونگے لیکن اون دونون (آباء و ابناء) کا داخل ہونا اقرب ہی اسلیے کہ وہ دونون اوس (قاتل) کے قوم مین قریب تر ہین اور اونکے ساتھ ضمانت مین قاتل شریک نہوگا اور عقل کا عورت اور صبی اور مجنون سے تعلق نہین ہوتا اگرچہ دیت کے وہ لوگ بھی وارث ہوتے ہین اور فقیر پر اوسکا تحمل کرنا واجب نہین ہی اور اوسکے فقر کا وقت مطالبہ اعتبار کیا جائیگا جس سے ختم سال مراد ہی اور عقل مین اہل دیوان (جن لوگون کو امام نے جہاد کے لیے مرتب کیا ہو) داخل نہون گے اور اسیطرح عقل مین اہل بلد بھی داخل ہون گے جبکہ وہ عصبہ نہون لکن روایت سلمہ مین وارد ہوا ہی کہ قاتل کے اہل بلد کا الزام دینا صحیح ہوگا جبکہ قاتل کے لیے اہل قرابت موجود نہون اگرچہ اوسنے غیر بلد مین قتل کیا ہو اور وہ روایت متروک ہی اور متقرب بالاب پر متقرب بالابوین کا مقدم کرنا لازم ہوگا اور مولاے اعلی (جسنے قاتل کو آزاد کیا ہو) سے عقل متعلق ہوتی ہے اور مولاے اسفل (جسکو قاتل نے آزاد کیا ہو) سے متعلق نہین ہوتے اور دیت

خرید ان پدری ۱۲

وليس كذا العقل فانه يختص الذكور من العصبة دون من يتقرب بالام ... وفيهم من خص به الاقرب ممن يرث الدية ... ومع عدمهم ... من يتقرب بالام مع من يتقرب بالاب اثلاثا وهو استناد الى رواية سلمة بن كهيل عن امير المؤمنين عليه السلام وفي سلمة ضعف وهل يدخل الآباء والاولاد في العقل قال في المبسوط والخلاف نعم والاقرب دخولهما لانهما ادنى قومه ولا يشركهم القاتل في الضمان ولا تعقل المرأة ولا الصبي ولا المجنون وان ورثوا من الدية ولا يحمل الفقير شيئا ويعتبر فقره عند المطالبة وهو حول الحول ولا يدخل في العقل اهل الديوان ولا اهل البلد اذا لم يكونوا عصبة وفي رواية سلمة ما يدل على الزام اهل بلد القاتل مع فقد القرابة ولو قتل في غيره وهو مطرح ويقدم من يتقرب بالابوين على من انفرد بالاب ويعقل المولى من اعلى ولا يعقل من اسفل وتتحمل العاقلة دية

الموضحة فما زاد قطعاً وهل يحمل ما نقص قال في الخلاف نعم ومنع في غيره وهو المروي ان في الرواية ضعفاً ويضمن العاقلة دية الخطأ في ثلث سنين كل سنة عند انسلاخها ثلثاً تامة كانت الدية او ناقصة كدية المرأة ودية الذمي اما الارش فقد قال في المبسوط تستأدى في سنة واحدة عند انسلاخها اذا كان ثلث الدية فما دون لان العاقلة لا تعقل حالاً وفيه اشكال ينشأ من احتمال تخصيص التأجيل بالدية قال لو كان دون الثلثين حل الثلث عند انسلاخ الحول والباقي عند انسلاخ الآخر ولو كان اكثر من الدية كقطع اليدين وقلع العينين فان كان لاثنين حل لكل واحد ثلث الدية وان كان لواحد حل له ثلث الدية لكل جناية سدس الدية

موضحہ اور مازاد کا عاقلہ قطعاً متحمل ہوتا ہی اور آیا عاقلہ اوس جراحت کی دیت کا بھی متحمل ہوتا ہی جو موضحہ سے ناقص ہو پس شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف مین فرمایا ہی کہ متحمل ہوتا ہی اور خلاف کے علاوہ باقی کتب مین اوسکے متحمل ہونے کو منع فرمایا ہی اور روایت مین بھی یہی وارد ہوا ہی لکن اوس روایت مین ضعف ہی اور عاقلہ اسکی دیت خطا کا تین سال کے اندر فی سال ثلث دیت کے حساب سے ضامن ہوتا ہی پس ختم سال کے وقت اوسپر ثلث دیت کا ادا کرنا لازم ہوگا خواہ وہ دیت کاملہ ہو جیسے مرد مسلم کی دیت یا ناقصہ ہو جیسے عورت اور کافر ذمی کی دیت اور ارش کے بارہ مین شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین فرمایا ہی کہ اوس (ارش) کا ایک سال مین ختم سال کے وقت ادا کرنا لازم ہوگا بشرطیکہ وہ (ارش) ثلث دیت کے مساوی یا اوس سے ناقص ہو اسلیئے کہ عاقلہ پر دیت مقتول کا فی الحال ادا کرنا لازم نہین ہو سکتا اور اسمین اشکال ہی اسلیئے کہ تاجیل (تاخیر کرنا) کا دیت کے ساتھ مختص ہونا اور ارش کے ساتھ اوس (تاجیل) کا معتبر نہونا بھی محتمل ہی اور نیز شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا ہی کہ اگر دیت کے دو ثلث سے اوس (ارش) کے مقدار کم ہو تو ختم سال کے وقت اوسکا ثلث اول حال (بے مدت) ہو جائیگا اور سال دوم کے بعد اوس (ارش) کا باقی حال ہو جائیگا اور اگر دیت سے اوس (ارش) کی مقدار زائد ہو جیسے دونون ہاتھون کا قطع اور دونون آنکھون کا قلع کرنا اور مجنی علیہ دو شخص ہون تو ختم سال کے وقت اون دونون مین سے ہر ایک کے لیئے (اور کہا دو ثلث) ثلث دیت حال ہو جائیگا اور اگر وہ (مجنی علیہ) ایک ہی شخص ہو تو ختم سال کے وقت اوسکے لیے فی جنایت سدس دیت کے حساب سے ثلث دیت حال ہو جائیگا اور ان جملہ صورتون مین

ولا اشكال الا ولا يعقل العاقلة اقرارا ولا صلحا ولا جناية عمد مع وجود القاتل ولو كانت موجبة للدية كقتل الاب ولده والمسلم الذمي والحر المملوك ولو جنى على نفسه خطأ قتلا او جرحا طل ولم يضمنه العاقلة وجناية الذمي في ماله وان كانت خطأ دون عاقلته ومع عجزه عن الدية فعاقلته الامام لانه يؤدي اليه ضريبته ولا يعقل مولى المملوك جنايته قنا كان او مدبرا او مكاتبا او مستولدة على الاشبه وضامن الجريرة يعقل عن المضمون ولا يعقل عنه المضمون ولا يجتمع مع عصبة ولا معتق لان عقده مشروط بجهالة النسب وعدم المولى نعم لا يضمن الامام مع وجود ضامن الجريرة على الاشبه

اشکال اول (تاجیل کا مختص بہ دیت ہونا) جاری ہوتا ہی اور عاقلہ سے اقرار اور صلح کی ضمانت متعلق نہین ہوتی اور اسیطرح اُس سے جنایت عمد کی ضمانت بھی متعلق نہین ہوتی جبکہ قاتل موجود ہو اگرچہ وہ (جنایت) موجب دیت ہو اور موجب قصاص نہو جیسے باپ کا اپنے بیٹے کو اور مسلم کا کسی ذمّی کو اور حر کا کسی مملوک کو قتل کرنا اور اگر کوئی شخص اپنے نفس پر ازراہ خطا جنایت کرے تو ہدر ہوگی اور عاقلہ اوسکا ضامن نہوگا خواہ وہ (جنایت) قتل ہو یا جرح اور کافر ذمّی کی جنایت اُسکے مال مین ثابت ہوتی ہی اور اوسکے عاقلہ پر لازم نہین ہوتی اگرچہ ازراہ خطاء واقع ہو اور اگر کافر ذمّی اپنی دیت کی ادا کرنے سے عاجز ہو تو امام علیہ السلام اُسکے عاقلہ قرار پائینگے اسلیئے کہ وہ (کافر ذمّی) امام ع کے لیے ضریبہ (مال مقرر جزیہ) کو ادا کرتا ہی اور آقای مملوک اوس (مملوک) کے جنایت کا عاقل (دیت دینے والا) نہین ہوسکتا خواہ وہ (مملوک) قن (مملوک محض) ہو یا مدبر یا مکاتب اور اسیطرح وہ (آقا) کنیز مستولدہ کی جنایت کا بھی علے الاشبہ عاقل نہین ہوسکتا اور ضامن جریرہ پر مضمون عنہ کی دیت کا ادا کرنا لازم ہوتا ہی اور مضمون عنہ پر ضامن کی دیت کا ادا کرنا لازم نہین ہوتا البتہ اگر ہر ایک شخص دوسرے کے جریرہ ضامن ہو تو ہر ایک پر دوسرے کی دیت کا ادا کرنا لازم ہوگا اور وجود عصبہ و معتق (آزاد کرنیوالا) کے ساتھ ضامن جریرہ کی ضمانت مجتمع نہین ہوسکتی اسلیے کہ عقد ضمان جریرہ مین جہالت نسبت اور فقدان موالی شرط ہی پس عصبہ یا معتق کے موجود ہونیکے صورت مین عقد مذکور صحیح نہوگا اور جبکہ ضامن جریرہ موجود اور موسر (خوشحال) ہو تو امام علیہ السلام علی الاشبہ ضامن نہون گے

ام الولد ۱۲

دوسرا امر تقسیط دیت کے بیان مین پس دیت ابتداءً عاقلہ پر لازم ہوتی ہی اور جانی سے اوسکا مطالبہ کرنا علی الاصح جائز نہین ہی اور کیفیتِ تقسیط مین دو قول ہین اوّل غنی پر دس قیراط (نصف دینار) کا اور فقیر پر پانچ قیراط (ربع دینار) کا واجب ہونا تاکہ قدر متفق پر اقتصار رہے دوم امام ؑ کا دیت کو اپنی راے کی بنا پر احوال عاقلہ کے موافق تقسیم کرنا اور یہی قول اشبہ ہی اور آیا مابین قریب و بعید جمع کرنا صحیح ہوگا یا نہین اسمین دو قول ہین لیکن توزیع (تقسیم) مین ترتیب کا اعتبار کرنا اشبہ ہی اور آیا وجود عصبہ کی صورت مین دیت جانی کا اوسکے مولی سے اخذ کرنا صحیح ہوگا یا نہین پس اوسکا صحیح ہونا اشبہ ہی بشرطیکہ حصص عصبات سے دیت کی مقدار زائد ہو اور اگر انضمام موالی کے بعد بھی اوس (دیت) کی مقدار باقی رہے تو عصبۂ مولی سے اخذ کیجائیگی اور اگر عصبۂ مولی کی حصہ سے بھی اوسکی مقدار زائد ہو تو مولاے مولا پر لازم ہوگی بعد ازان مولاے مولا کے عصبہ پر لازم ہوگی اور اگر عاقلہ کے جملہ طبقات سے دیت کی مقدار زائد ہو تو شیخ الطائفہ رح نے فرمایا ہے کہ قدر زائد کا امام سے اخذ کرنا صحیح ہوگا تا اینکہ اگر دیت کی مقدار ایک دینار فرض کیجائے اور جانی کے لیے کوئی بھائی موجود ہو تو اوس (بھائی) سے دس قیراط (نصف دینار) اخذ کیئے جائینگے اور باقی مقدار کا بیت المال سے اخذ کرنا جائز ہوگا لیکن مجموع دیت کا بھائی پر لازم کرنا اشبہ ہی بشرطیکہ اوسکے سوا کوئی عاقلہ موجود نہو اسلیے کہ امام ؑ کا ضامن دیت ہونا عاقلہ کے معدوم ہونے یا اداء دیت سے اون (عاقلہ) کے عاجز ہونے کی صورت کے ساتھ مشروط ہی اور اگر دیت سے عدد عاقلہ زائد ہو تو اوس (دیت) کے ساتھ بعض عاقلہ کا مخصوص کرنا صحیح نہوگا

وأما كيفية التقسيط فان الدية تجب ابتداءً على العاقلة ولا يرجع بها على الجاني على الأصح وفي كيفية التقسيط قولان أحدهما على الغني عشرة قراريط وعلى الفقير خمسة قراريط اقتصاراً على المتفق وقسطها الامام على ما يراه بحسب أحوال العاقلة وهو أشبه وهل يجمع بين القريب والبعيد فيه قولان أشبههما الترتيب في التوزيع وهل يدخل في العقل مع وجود العصبة المولى فيه تردد أشبهه نعم إذا زادت الدية عن العصبة أخذ من عصبة المولى ولو زادت فعلى مولى المولى ثم عصبة مولى المولى ولو زادت الدية عن العاقلة أجمع قال الشيخ يؤخذ الزائد من الإمام حتى لو كانت الدية ديناراً وله أخ أخذ منه عشرة قراريط والباقي من بيت المال والأشبه إلزام الأخ بالجميع إن لم يكن عاقلة سواه لأن ضمان الإمام مشروط بعدم العاقلة أو عجزهم عن الدية ولو زادت العاقلة عن الدية لم يختص بها البعض

اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ امامؑ کو اپنی راے کی بنا پر ایک شخص کا مخصوص تعقل کرنا جائز ہوگا اسلیے کہ باعتبار حصص اوس (دیت) کے تقسیم کرنے مین مشقت لازم آتی ہی لیکن قول اوّل انسب بعدل ہی اور اگر بعض عاقلہ غائب ہون تو دیت کے ساتھ فقط حاضر کا مخصوص کرنا صحیح نہوگا اور دیت نفس مین زمان تاجیل کے وقت موت سے ابتدا کیجاینگے اور دیت طرف مین وقت جنایت سے ابتدا کیجائیگی اور وقت اندمال سے ... کیجائیگی اور سرایت مین وقت اندمال سے ابتدا کیجائیگی اسلیے کہ موجب سرایت کا استقرار بدون اندمال نہین ہوسکتا اور مدت کا مقرر کرنا حاکم پر موقوف نہین ہی اور جبکہ موسر پر سال ختم ہوجائیگا تو مطالبہ اوسکی طرف متوجہ ہوگا اور اگر مرجاے تو وہ مقدار ساقط نہوگی جو اوسپر لازم ہوچکی ہے بلکہ اوسکے ترکہ مین ثابت ہوگی اور اگر عاقلہ کسی دوسرے بلد مین موجود ہو تو اوس بلد کے حاکم کو صورت واقعہ پر بذریعہ کتابت مطلع کرنا معیّن ہوگا تاکہ وہ (حاکم) دیت کو عاقلہ پر اوسیطرح تقسیم کرے جسطرح کہ قاتل کے اوس مقام پر موجود ہونے کی صورت مین تقسیم کرتا اور اگر جانی کے لیے کوئی عاقلہ نہو یا اداء دیت سے عاجز ہو تو اوس (دیت) کا جانی سے اخذ کرنا صحیح ہوگا اور اگر جانی کے پاس کوئے مال نہو تو اوس (دیت) کا امام علیہ السلام سے اخذ کرنا صحیح ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ عاقلہ کی فقیر ہونے یا اداء دیت سے عاجز ہونیکی صورت مین دیت کا امامؑ سے اخذ کرنا معیّن ہوگا اور اوسکا قاتل سے اخذ کرنا صحیح نہوگا قول اوّل مروی ہی اور خطاء شبیہ بعمد کے دیت کا مال جانی سے تعلق ہوگا پس اگر وہ (جانی) مرجائے یا بھاگ جائے تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ دیت کا من جملہ اون لوگون کے

جو دیت جانی کے وارث ہوتے ہین اوس شخص سے اخذ کرنا صحیح ہوگا جو اقرب ہو اور اگر جانی کے لیے کوئی وارث موجود نہو تو اوسکی دیت کا بیت المال سے اخذ کرنا صحیح ہوگا اور بعض اصحاب (ابن ادریس علیہ الرحمہ) نے اوس (دیت) کو فقط جانی پر مقصور فرمایا ہے اور جانی کے فقیر ہونے کی صورت مین اوس (جانی) کے یسار (خوشحالے) کا انتظار کیا جائیگا اور قول اول اظہر ہے **تیسرا امر** لواحق کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** کسی شخص پر دیت کا ادا کرنا اوسوقت تک لازم نہوگا جب تک کہ اوس (شخص) کے قاتل کیطرف منسوب ہونیکی کیفیت معلوم نہو پس تعلق دیت مین اوس (شخص) کا قاتل کے لیے ہم قبیلہ ہونا کافی نہوگا اسلیے کہ جانب پدر سے جانی کی طرف اوس (شخص) کے منتسب ہونے کا معلوم ہونا کیفیت انتساب کی معلوم ہونے کو مستلزم نہین ہے حالانکہ عقل کا متعلق ہونا تحقق تعصیب پر مبنی ہے اور جنابیت پدر سے منسوب ہونا تحقق تعصیب کو مقتضی نہین ہے اسلیے کہ تعصیب سے وہ (انتساب پدری) اعم ہے خصوصا درصورتیکہ تعلق عقل مین اقرب فالاقرب کی تقدیم کے قائل ہون تو مطلق انتساب پدری کے معلوم ہونیکا اقربیت مذکورہ کے متحقق ہونے کو مستلزم نہونا واضح ہے **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی انسان مجہول النسب کی بنوت (ولدیت) کا اقرار کرے تو اوس (انسان) کا مقر مذکور سے ملحق کرنا متعین ہوگا پس اگر اوسی انسان کی بنوت کا کوئی دوسرا شخص بھی دعوی کرے اور بینہ قائم کرے تو اوس (مدعی دوم) کی دعوی کے موافق حکم کرنا اور اول کے اقرار کا باطل قرار دینا لازم ہوگا اور اگر کوئی تیسرا شخص اوسی انسان کے بنوت کا اقرار اور اپنے فراش پر مولود ہونے کا دعوی کرے

ومن قصرها على الجاني وتوقع مع فقره يسرته والاول اظهر **الثالث** في اللواحق وهي مسائل **الاولى** لا يعقل المولى حتى يعلم كيفية انتسابه الى القاتل ولا يكفي كونه من القبيلة لان العلم بانتسابه الى الاب لا يستلزم العلم بكيفية الانتساب والعقل مبني على التعصيب خصوصا على القول بتقديم الاولى **الثانية** لو اقر بنسب مجهول الحق به فلو ادعاه آخر واقام البينة قضي له وابطل الاول فلو ادعاه ثالث واقام البينة انه ولد على فراشه

فضی له بالنسب لاختصاص بالسبب **الثالثة** لو قتل ولده عمدا دفعت الدية منه الى الوارث ولا نصيب للاب ولو لم يكن وارث فهي للامام ولو قتله خطأ فالدية على العاقلة ويرثها الوارث وفي ميراث الاب قولان فان قلنا الاب لا يرث فلا دية وان قلنا يرث ففي اخذه من العاقلة تردد وكذا البحث لو قتل الولد اباه خطأ **الرابعة** لا يضمن العاقلة عبدا ولا بهيمة ولا اتلاف مال ويختص بضمان الجناية على الآدمي حسب **الخامسة** لو رمى طائرا وهو ذمي فاسلم فقتل السهم مسلما لم يعقل عنه عصبته

اور بیّنہ قائم کر دے تو اوس (مدعی سوم) کے بیّنہ کے موافق حکم کرنا اور مدعی دوم کے بیّنہ کا باطل قرار دینا واجب نہوگا اسلیے کہ وہ (مدعی سوم) یہان سبب (فراش پر مولود ہونا) کے ساتھ مختص ہے **تیسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنے مولود کو ازراہ عمد قتل کر ڈالے تو اوس سے دیت کا اخذ کرکے حوالۂ وارث کرنا معیّن ہوگا اور باپ کے لیے اوس (دیت) مین سے کسی حصہ کا استحقاق نہوگا اور اگر مقتول کے لیے کوئی وارث موجود نہو تو اوس دیت کا امام ؑ کو استحقاق ہوگا اور اگر ازراہ خطا قتل کرے تو عاقلہ پر دیت لازم ہوگی اور وارث مقتول کو اوس (دیت) کا استحقاق ہوگا اور اسمقام پر باپ کے وارث ہونے مین دو قول ہین اور اگر عاقلہ کے سوا کوئی وارث موجود نہو اور باپ کے وارث نہونے کو اختیار کرین تو دیت نہوگی اور اگر باپ کے وارث ہونے کو اختیار کرین تو آیا اوس (باپ) کو دیت کا عاقلہ سے اخذ کرنا صحیح ہوگا یا نہین اسمین تردد ہے اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنے باپ کو ازراہ خطا قتل کرے تب بھی یہی بحث جاری ہوگی **چوتھا مسئلہ** جنایت عبد کا عاقلہ ضامن نہین ہوتا پس جو جنایت حر کہ عاقلہ پر لازم ہوتی ہے اگر اوسی جنایت کو کوئی غلام واقع کرے تو عاقلہ اوسکا ضامن نہوگا بلکہ غلام جانی کے رقبہ سے متعلق ہوگی اور اسیطرح جنایت بہائم (چوپائے) کا بھی عاقلہ ضامن نہین ہوتا اور اسیطرح اتلاف مال کا بھی عاقلہ ضامن نہوگا بلکہ متلف سے اوسکی ضمانت متعلق ہوگی بلکہ عاقلہ فقط اوسی جنایت کی ضمانت کے ساتھ مختص ہے جو آدمی نے کسی دوسرے آدمی پر ازراہ خطا واقع کی ہو **پانچوان مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنے کافر ذمی ہونے کی حالت مین کسی پرند پر تیر کو رہا کرے بعد ازان مسلمان ہوجائے اور وہ تیر کسی مسلم کو ہلاک کر دے تو ذمی مذکور کے اون عصبات پر اوسکی دیت کا ادا کرنا لازم ہوگا

۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳-۹۴ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹

۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲-۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۲ ۱۱۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸

۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲-۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸

(نوٹ صفحہ ۱۷۷ لغایت ۱۸۰ غلط صفحہ ۱۷۹ لغایت ۱۸۶ صحیح) ۱۷۹- ۱۸۰ ۱۸۱-۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷

۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴-۲۰۵ ۲۰۶-۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ (صفحہ ۲۰۹ لغایت ۲۱۶ غلط صفحہ ۲۱۱ صفحہ ۲۱۸ صحیح) ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰

۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ (صفحہ ۵۰۲ لغایت ۲۱۷ غلط صفحہ ۵۰۳ لغایت ۵۱۸ صحیح) ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰

۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ (نوٹ صفحہ ۵۲۶ لغایت ۵۴۱ غلط صفحہ ۵۲۷ لغایت ۵۴۲ صحیح) ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵

۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ (صفحہ ۵۴۴ لغایت ۵۵۱ غلط صفحہ ۵۴۳ لغایت ۵۵۰ صحیح) ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴-۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸-۵۴۹ ۵۵۰

التماس واضح ہو کہ جلد چہارم رواق الاحکام میں چند ابواب بلا ہندسہ ہیں اور جن ہندسوں کا نوٹ ہے وہ غلط طبع ہو گئے ہیں پس کل ہندسہ حاضر خدمت ہیں انکو مہربانی فرما کر چسپان فرمائیگی

جو ذمی ہین جسکی وجہہ ہم بیان کر چکے ہین علاوہ برین رامی کا اصابت
تیر کے وقت مسلم ہونا مفروض ہی اور عاقلہ ذمی پر دیت مسلم کا ادا کرنا
واجب نہین ہوتا اور اسیطرح رامی مذکور کے اون عصبات پر بھی اوسکی دیت کا ادا کرنا لازم نہوگا
جو مسلمان ہین اسلیے کہ اوسکا ذمی ہونے کی حالت مین تیر کو رہا کرنا مفروض ہی پس رامی
مذکور اوس (دیت) کا اپنے مال مین ضامن ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی مسلم کسی پرند پر تیر کو
رہا کرے بعد ازان مرتد ہو جاے اور وہ تیر کسی مسلم کو ہلاک کر دے تب بھی یہی کلام جاری
ہوگا شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ رامی مذکور کے عصبات مسلمین پر اوسکی دیت کا ادا
کرنا لازم نہوگا اسلیے کہ اوس (رامی) کا وقت قتل مرتد ہونا مفروض ہی اور اسیطرح اوسکے
عصبات کفار پر بھی اوسکی دیت کا ادا کرنا لازم نہوگا اسلیے کہ اوس (رامی) کا مسلم ہونیکی
حالت مین تیر کو رہا کرنا مفروض ہی اور اگر عصبات مسلمین پر اوسکی دیت کے لازم ہونے کو
اختیار کرین تو خوب ہی اسلیے کہ مرتد مذکور کے میراث کا استحقاق بھی علی الاصح اونھین
(عصبات مسلمین) کے لیے حاصل ہوتا ہے ٭

تمت

الحمد للہ کہ کتاب روائع الاحکام ترجمہ شرائع الاسلام کی مجلد چہارم ختم ہوئی رجا ہی کہ
جو حضرات بابرکات اس ترجمہ کا مطالعہ کرین مترجم قلیل البضاعۃ کو دعاء خیر سے محروم
نفرمائین اور اگر کسی مقام پر غلطی واقع ہوئی ہو اوسکی اصلاح فرمائین

وما ارید الا الاصلاح ما استطعت

کتب مندرجہ فہرست ہذا مطبوعہ و قلمی ہمارے کتب خانہ سے بکفایت مل سکتی ہیں

جن حضرات کو کسی کتاب کا خرید فرمانا منظور ہو بذریعہ ویلیوپے ایبل طلب فرما دیں

قرآن شریف

قرآن شریف خلاصۃ التفاسیر
ایضاً حمائلی
قرآن شریف پندرہ سطری
ایضاً سترہ سطری چھاپہ بمبئی
قرآن شریف مجتبائی
ایضاً قلم واضح
ایضاً قلم جلی کاغذ گندہ
ایضاً مترجم
حمائل و قرآن شریف قلمی
ایضاً عکسی
ایضاً کشوری
ایضاً مترجم
ایضاً تعویزی
پارہ عم
پارہ الف لام میم تا پارہ لایحب اللہ
قاعدہ بغدادی
قرآن شریف قلمی مطلا

کتب تفاسیر مذہب امامیہ

تفسیر عمدۃ البیان ہر سہ جلد
رر قسم دوم قسم سوم
تفسیر امام حسن عسکری ع
...التفاسیر فارسی
...ج الآیات

کتب مناقب و احادیث مذہب امامیہ

من لایحضرہ الفقیہ ہر دو جلد عربی
استبصار ہر دو جلد
الفیہ شیخ شہید
حیات القلوب چہار جلد
نجم الہدا جواب ظہیر الہدا
ایضاً فارسی ہر سہ جلد
عین الحیات تصنیف
ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ
مرثیہ مرزا دبیر صاحب ۱۲ جلد
رسالہ رجعت
فضائل مرتضوی
صراط النجاۃ در حدیث
اعرابی مشتمل بر
چہار ہزار مسئلہ

فقہ و اصول مذہب امامیہ

شرائع الاسلام عربی
چھاپہ لکھنؤ
تجہیز موتے
جامع عباسی بست
بابی فارسی کشوری
ایضاً اردو یوسفی دہلی

(بلا عنوان)

تحفۃ العوام کشوری
تحفۂ احمدیہ ہر سہ جلد
خزانۃ المسائل لفقیہ در
طہارت تصنیف مجتہد العصر
جناب میر آغا صاحب
رر کفایت السائلین
رر تحفۃ المومنین
رر زاد المسافرین
رر طہارت النسوان
رر احکام النسار

کتب مصائب

مصائب الابرار در
احوال شہادت خامس
آل عبا علیہ السلام مع
حالات واقعات مختار
درج ہیں
مجالس ابرار ترجمہ اردو
بحار الانوار حالات حضرت
فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا
در المصائب
ایضاً جلد دوم
مجالس علویہ جلد اول
ایضاً جلد دوم
سراج غم ہر سہ جلد

کتب متفرقہ

مثنوی بیت الحزن
بعد حمد ہندی
اعمال المتقین
ارشاد العوام
اعمال دفعہ وبا
گلدستۂ ثمر
آفتاب عالم افروز
حسن اعتقاد
اسنی المطالب
تحفۃ الابرار
تبصرۃ الاطفال
تاریخ محمدی
رقعات احمدی
دیوان منتہی
دستور الشعرا
دیوان نقی
شمع فیض
صبح خندان
صوب الغوادی
کلمات قدر
کیمیائے حسنی
سعیار نظم
ہدایہ مع الکفایہ

محمد صادق رضا عرف سید حسین تاجر کتب بازار جوک و مالک مطبع دبدبۂ حیدری لکھنؤ

اطلاع عام

یہ کامل کتاب دافع الاوہام مع ترجمہ شرائع الاسلام مطبوعہ کے حقوق طبع
جزو اوّل و کلاں و ترجمہ و خلاصہ بذریعہ رجسٹری سرکار آصفیہ اور
سرکار عالی خلد اللہ ملکہ میں راقم نے محفوظ کرا دیئے ہیں اب اگر کوئی صاحب
بہیئت اردو و کلاں و ترجمہ و خلاصہ قصد طبع فرماوینگے وہ ذمہ دار مواخذہ قانونی ہونگے
باوجود ان سب حفظ حقوق رجسٹری کے اس کتاب کو بسرپرستی مجلس عالیہ عدالت سرکار
عالی بہ تخصیص خاص حکم بھی دیا گیا ہے کہ اردو ترجمہ شرائع الاسلام کو اپنے ذاتی روپیہ سے طبع
کر کے شائع کریں کوئی صاحب کو حق نہیں ہے کہ کسی طرح سے جزو اول و کلاں و ترجمہ و خلاصہ
میں اس کتاب کو طبع کریں اگر کوئی صاحب خواہ کسی پیرایہ سے اس کتاب کو طبع کریں گے
تو ذمہ دار ہرجہ و خرچہ کے ہوں گے اور کل ذمہ داریاں اوپر عائد ہوں گی
جس صاحب کو جس قدر نسخہ مطلوب ہوں راقم سے یا برادرم سید حسین تاجر کتب
لکھنؤ سے بارسال قیمت یا بذریعہ ویلو پی ایبل
طلب فرمالیں

نوٹ

نمبر ۱ ترجمہ نکرنے سے یہ مراد ہے کہ بغرض طبع اس کتاب کا
اردو ترجمہ کسی دوسری زبان میں ترجمہ نکرنا اور عربی متن سے اردو
میں بھی ترجمہ نکرنا

نمبر ۲ خلاصہ نکرنے سے مراد یہ ہے کہ بغرض طبع اس اردو کتاب کا بھی
خلاصہ نہو اور عربی سے اردو میں بھی خلاصہ نہوے

نمبر ۳ جس کتاب پر مہر یا دستخط راقم یا برادرم سید حسین کی نہو وہ مال مسروقہ سمجھا جاوے

نمبر ۴ جن حضرات کو کسی کتاب کا خریدنا یا چھپوانا منظور ہو وہ اسکی بابت راقم یا
برادرم سید حسین مالک مطبع دبدبہ حیدری لکھنؤ سے خط و کتابت
فرمالیں انشاء اللہ تعالیٰ بکفایت شائستگی و نفاست
ساتھ تعمیل کیجاوے گی

راقم سید رستم علی تاجر کتب ساکن کوچہ کربلا صاحب حیدرآباد دکن دوکان کتب پرانی حویلی زیر برآمدہ سرکار عالی مدظلہ العالی